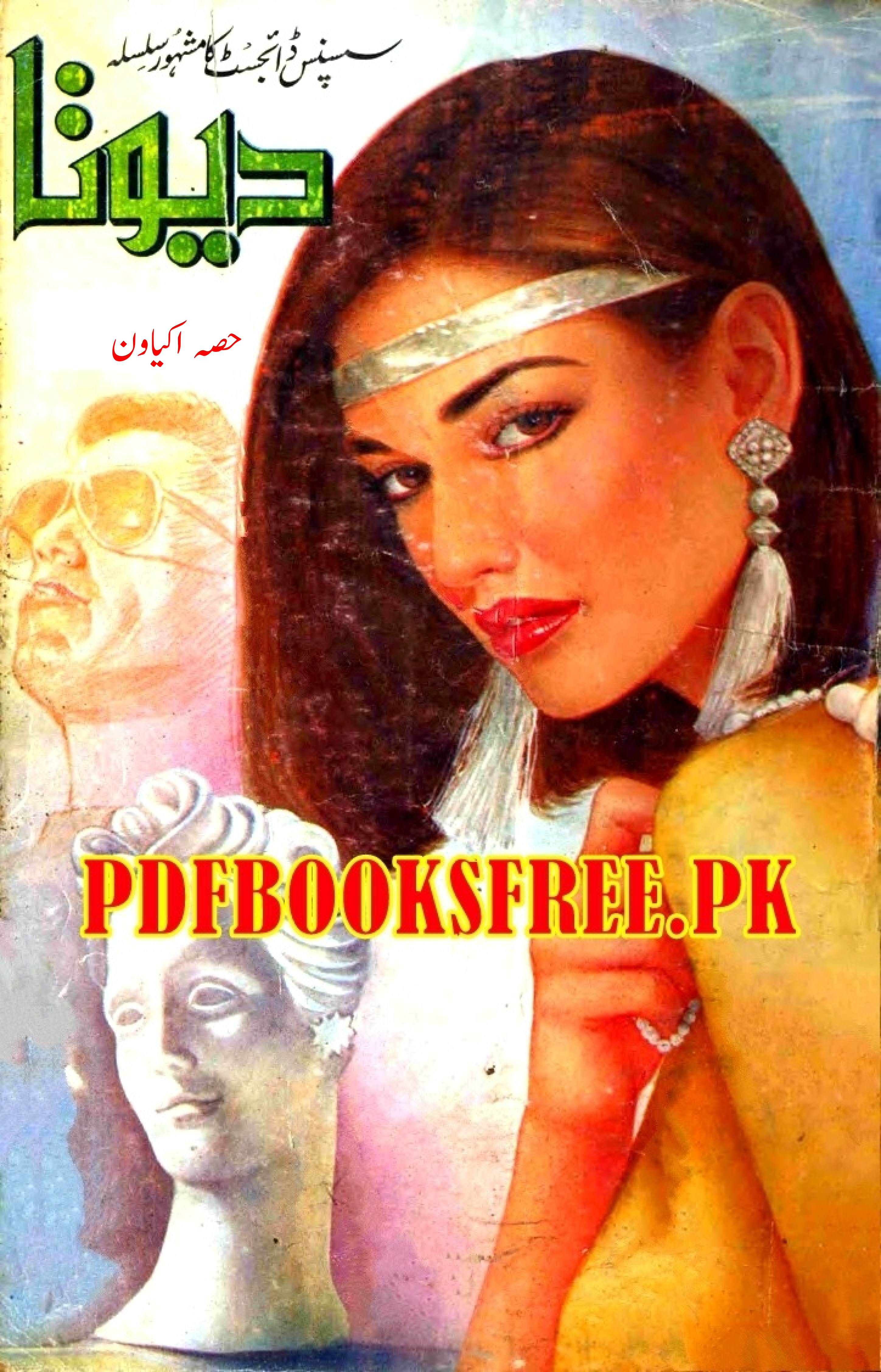

PDFBOOKSFREE.PK

سسپنس ڈائجسٹ میں سلسلے وار شائع ہونے والی مقبول ترین کہانی
سورج نگر کے شہزادے فرہاد علی تیمور کی سرگزشت

PDFBOOKSFREE.PK

دیوتا

حصہ اکیاون

www.pdfbooksfree.pk

راوی:۔ فرہاد علی تیمور
مصنف:۔ محی الدین نواب

کتابیات پبلی کیشنز
پوسٹ بکس نمبر ۲۳ - کراچی - ۱

فرہاد علی تیمور

دیوتا

ہنگاموں
رنگینیوں
اور تحیّر کے اس
بے تاج بادشاہ کی
سحر انگیز کہانی جس نے
اپنی بھرپور زندگی میں کبھی
شکست کا ذائقہ نہیں چکھا، جو جب
اور جس کے ذہن میں چاہتا، جھانک لیتا
اور یہی اُس کا مہلک ترین ہتھیار تھا، دوسروں
پر ...
دوسری نسل بھی بہت سوچ ...
اور ملک و قوم ...
ہتھیار سے ...
تیمور کی لازوال اور بے مثال داستان عبرت جس میں وہ بھی
کے سارے رشتوں کے ساتھ حریفوں سے برسرِ پیکار رہے

urchase rom
e watermark

اُردو زبان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا طویل ترین سلسلہ

وہ سمجھ رہی تھی کہ میں اسے بڑی محبت سے بازو میں اٹھا کر لایا ہوں۔ اور جب میں نے اسے بیڈ پر پھینکا تب بھی اس نے یہی سمجھا کہ یہ میری محبت کا ظالمانہ انداز ہے لیکن میں نے تیور بدل کر کہا تو وہ ایک دم سے چونک گئی۔ میں نے کہا تھا کہ یہ ہنی مون منانے والی سیج تمہاری آخری سیج ثابت ہو سکتی ہے......

وہ پریشان ہو کر میرا منہ تکنے لگی۔ اس کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بج رہی تھی۔ یہ بات ذہن میں آ رہی تھی کہ ضرور کوئی گڑبڑ ہونے والی ہے۔ اس نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔ ”تم اس انداز میں کیوں بول رہے ہو؟“

میں نے کہا۔ ”پہلے تم خود سوچو کہ میرے لیے کتنی مخلص ہو؟ اور اگر مخلص ہو تو میرے تیور کیوں بدل رہے ہیں؟“

وہ پریشان ہو کر بولی۔ ”میں کیا سوچوں کیا سمجھوں؟ میری سمجھ میں تو یہی آ رہا ہے کہ ابھی پوری ایک رات بھی نہیں گزری اور تمہارا دل مجھ سے بھر گیا ہے۔“

پھر وہ مسکرانے لگی۔ انگڑائی لینے کے انداز میں بل کھا کر میرے قریب آتے ہوئے بولی۔ ”ابھی تو ابتدا ہے تمہیں خوش کرنے کا پورا موقع کہاں ملا ہے۔ باقی داد ے مجھ میں کوئی کمی کھٹک رہی ہو تو بتاؤ؟ میں اسے دور کر دوں گی۔“

میں نے اپنی ہتھیلی اس کے منہ پر رکھی۔ اس کا پورا چہرہ میری ہتھیلی سے چھپ گیا۔ وہ خوش ہو گئی۔ یہ بھی محبت کا ایک انداز ہوتا ہے۔ میں نے اسے ہتھیلی سے دھکا دیا۔ تو پھر پیچھے کی طرف بستر پر گر پڑی۔ وہ چند سیکنڈ تک وہیں پڑی رہی پھر سر گھما کر پریشانی اور بڑی معصومیت سے یوں دیکھا جیسے میرے اس رویّے کو سمجھنے سے قاصر ہو۔

میں نے کہا۔ ”مجھے نادان سمجھ کر کب تک اداکاری دکھاؤ گی؟ میں تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں کہ میرا رویّہ اچانک کیوں بدل گیا ہے؟ کیا میں نے تمہارے چہرے کے پیچھے چھپے ہوئے اصل چہرے کو دیکھ لیا ہے؟“

میں نے ایک طرف سے دوسری طرف جاتے ہوئے کہا۔ ”کیا مجھے تمہارے بارے میں کوئی بہت اہم معلومات حاصل ہوئی ہیں؟ میں پاگل تو نہیں ہوں کہ خواہ مخواہ اچانک میرا رویّہ بدل جائے گا۔“

”کوئی تو بات ہے جسے تم سمجھتی ہو کہ میں اچانک دوستی سے دشمنی کی طرف کیوں آ رہا ہوں؟“

میں نے اس سے ذرا دور جاتے ہوئے کہا۔ ”اگر میں ابنارمل نہیں ہوں تو بتاؤ کہ میں تمہارے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہا ہوں؟“

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی پھر گڑگڑانے کے انداز میں بولی۔ ”فار گاڈ سیک فرہاد! پہیلیاں نہ بجھاؤ اگر میرے بارے میں کوئی الٹی سیدھی بات معلوم ہوئی ہو تو مجھے بتاؤ تب میں اپنی صفائی میں کچھ کہہ سکوں گی۔“

میں نے اسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”ٹونی جے نے مجھ سے رابطہ کیا تھا اور یہ اقرار کیا تھا کہ اس نے میری بیٹی عالی کو اغوا کیا ہے۔ وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔“

وہ بڑی معصومیت سے بولی۔ ”تم نے مجھے یہ بات بتائی تھی پھر بعد میں یہ بھی کہا تھا کہ وہ ٹونی جے کے تنویمی عمل سے نجات پا چکی ہے۔ کیا وہ کم بخت تم سے پھر کچھ کہہ رہا ہے؟“

میں نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ ”اس کم بخت کو یہ علم ہی نہیں ہے کہ میری بیٹی کو کسی نے اغوا کیا تھا۔“

”پھر تو وہ سراسر جھوٹ بول رہا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ عالی اس کی گرفت سے نکل چکی ہے اور اب اس کے قابو میں نہیں آئے گی تو وہ اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے بیان بدل رہا ہے۔“

”وہ مجھے اپنے استاد اور باپ کا درجہ دیتا ہے اور ہمیشہ سے میری عزت کرتا رہا ہے پھر یہ کہ وہ جھوٹا ہے تو بیان کیوں بدلے گا؟ مجھ سے خوفزدہ کیوں ہوگا؟ جبکہ وہ گمنامی کی زندگی گزار رہا ہے۔ میں اس کا پتا ٹھکانا کبھی معلوم نہیں کر سکوں گا۔ کبھی اسے سزا نہیں دے سکوں گا پھر وہ مجھ سے خوفزدہ کیوں ہوگا؟“

”فرہاد! اس کے جھوٹ کا اندازہ اسی طرح سے کر سکتے ہو کہ اس نے خود اپنی زبان سے اقرار کیا تھا کہ اس نے عالی کو......“

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی میں نے زوردار طمانچہ رسید کیا، اس کا منہ گھوم گیا۔ وہ پھر بیڈ پر گر پڑی۔ میں نے کہا۔ ”اس نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا تھا۔ کبھی مجھ سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ تم نے ٹونی جے بن کر مجھے اس کی آواز اور لب و لہجے میں دھوکا دیا تھا۔“

اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ روتے ہوئے اٹھتے ہوئے بولی۔ ”میں آواز اور لب و لہجہ بدل کر ٹونی جے بن کر تمہیں کیوں دھوکا دوں گی؟“

”تم نے اس لیے دھوکا دیا کہ میرا دھیان تمہاری طرف نہ جائے اور میں یقین کے ساتھ ٹونی جے کو مجرم سمجھتا رہوں۔“

میں پھر اس سے ذرا دور جاتے ہوئے بولا۔ ”تم

...ست چالباز ہو۔ اس سے پہلے بھی تم نے مر جانے کی ...اداکاری کی تھی کہ مجھ جیسا تجربہ کار شخص بھی دھوکا کھا کر ...تک تمہیں مردہ سمجھتا رہا تھا۔“

میں نے تین انگلیاں دکھاتے ہوئے کہا۔ ”تین آزاد ...ل خوانی کرنے والوں میں کرونا میری بیٹی بن چکی ...۔ میرے لیے کام کر رہی ہے۔ فرمان اور ٹونی جے اپنی ...جگہ گمنامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ انہوں نے قسم کھائی ہے کہ جب بھی زندگی اور موت کا مسئلہ درپیش ہوگا تب ہی خیال خوانی کریں گے، ورنہ چپ چاپ ایک عام شخص کی طرح زندگی گزارتے رہیں گے۔ میں ٹونی جے کے بارے میں ٹھوس معلومات حاصل کر چکا ہوں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نے عالی کو اغوا نہیں کیا تھا تو پھر کس نے کیا تھا؟“

ٹوی نے مجھ سے یہ بات چھپائی تھی کہ اس نے ...ہیرو بابر کے دماغ میں جگہ بنالی ہے اور اسے اپنا معمول اور تابعدار بھی بنالیا ہے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ میں بھی اس کے ساتھ بابر کے دماغ میں پہنچوں، اور دشمنی کی بدترین سزا دوں۔ وہ کم بخت بہت چالاک تھی۔ اپنے برے وقت کے لیے اسے اپنا تابعدار بنائے رکھنا چاہتی تھی۔ اس لیے مجھے اپنے اس معاملے سے دور رکھ رہی تھی۔

میں اسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ بولی۔ ”فار گاڈ سیک۔ مجھے ایسی نظروں سے نہ دیکھو۔ یہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہمروپیا بابر تم سے کھلی دشمنی کر رہا ہے۔ اسی نے عالی کو اغوا کیا ہوگا۔“

”اگر وہ اغوا کرتا تو عالی تقریباً پندرہ گھنٹوں تک اس کی تابعدار رہی تھی۔ وہ بڑے فخر سے مجھے چیلنج کرتے ہوئے امریکی اکابرین اور دنیا والوں سے ڈنکے کی چوٹ پر کہہ سکتا تھا کہ اس نے میری ایک بہت بڑی کمزوری اپنے ہاتھ میں لی ہے اور مجھے اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر رہا ہے۔ وہ مجھ سے طرح طرح کے مطالبات منوا سکتا تھا لیکن اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔“

وہ جواباً کچھ کہنا چاہتی تھی۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ”بس، اب مزید بحث نہ کرنا اگر تم نے اعتراف نہ کیا تو میں تمہاری جیسی جھوٹی اور چالباز عورت کے ساتھ ایک لمحہ بھی نہیں گزاروں گا۔ ابھی چلا جاؤں گا۔“

وہ بیڈ سے اتر کر دوڑتی ہوئی آ کر میرے قدموں سے لپٹ گئی۔ ”مجھے چھوڑ کر جانے کی بات نہ کرو۔ میں تمہیں پانے کے بعد کھونا نہیں چاہتی۔ میں یہ اعتراف کرتی ہوں اپنے جرم کا اعتراف کرتی ہوں کہ میں نے عالی کو اغوا کیا تھا۔ اسے اپنا تابعدار بنایا تھا۔“

وہ رو رہی تھی اور بول رہی تھی۔ ”میری محبت کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں نے صرف تمہیں پانے کی خاطر ایسا کیا ہے۔ میں چاہتی تھی کہ عدنان کے علاوہ دوسری کمزوری بھی میرے ہاتھ میں رہے عالی میری قید میں رہے گی تو تم میرے بس میں رہو گے۔ میں جب تک چاہوں گی تم میرے ساتھ رہو گے اور مجھے محبتیں دیتے رہو گے۔“

وہ پہلے میرے قدموں سے لپٹی ہوئی تھی پھر میرے پیروں پر سر رکھتے ہوئے بولی۔ ”میں نے بہت بڑی حماقت کی ہے۔ تمہیں اپنا بنانے کے لیے غلط راستہ اختیار کیا۔ اب جبکہ تم مجھے صحیح راستے سے مل رہے ہو اور بھرپور محبتیں دے رہے ہو تو میری نادانی سامنے آ رہی ہے۔ میں تمہارے سامنے مجرم بن گئی ہوں۔“

وہ سر اٹھا کر بولی۔ ”میں اس وقت تمہارے قدموں میں ہوں۔ مجھے ٹھوکر مارو۔ سزائیں دو اور اگر جان سے مارنا چاہتے ہو تو مار ڈالو مگر جب تک سانس چل رہی ہے اس وقت تک مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ۔“

میں اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔ یہ بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ اس نے مجھے پوری طرح اپنے قابو میں رکھنے کے لیے جس طرح عدنان کو کہیں چھپا کر رکھا تھا، اسی طرح عالی کو بھی کہیں چھپا کر رکھنا چاہتی تھی۔ اب میں اس پر اعتماد کر کے اس کے ساتھ رہنے کے لیے آیا تھا تو اسے اپنی احمقانہ غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔

یہ بات بھی سمجھ میں آ رہی تھی کہ وہ میری اتنی دیوانی ہے کہ تمام احتیاطی تدابیر کو بالائے طاق رکھ کر خود میرے پاس آ گئی تھی۔ اپنی کسی ڈمی کو نہیں بھیجا تھا۔ مجھ پر اعتماد کر رہی تھی۔ یہ کہنا چاہیے کہ خود کو داؤ پر لگا رہی تھی۔ میں چاہتا تو اسے ابھی دماغی کمزوری میں مبتلا کر کے اپنا تابعدار بنا لیتا۔

میں نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا اب اس کا جرم سامنے آنے کے بعد ایسا کر سکتا تھا اور وہ خود کہہ رہی تھی کہ میں اسے سزا دوں، بلکہ جان سے ہی مار دوں، جبکہ میں خواہ مخواہ کسی کی جان نہیں لیتا لیکن میں اسے اپاہج بنا سکتا تھا۔ اسے ٹیلی پیتھی کی صلاحیت سے محروم کر سکتا تھا۔ کچھ تو سزا دے سکتا تھا۔

میں نے کہا۔ ”اٹھو، وہاں جا کر بیٹھو۔“

وہ جھک کر میرے قدموں کو چومنے لگی پھر آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ الٹے پاؤں چلتی ہوئی سر جھکائے ایک صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔ میں نے کہا۔ ”ایک بات تو طے ہے کہ تم ناقابلِ اعتماد ہو۔ میں نے تم پر بھروسا کیا۔ اتنا بڑا خطرہ

مول لے کر تمہارے پاس چلا آیا۔ تم کسی بھی حیلے بہانے سے مجھے دماغی کمزوری میں مبتلا کر سکتی ہو اور مجھے اپنا تابعدار بنا سکتی ہو۔"

وہ انکار میں سر ہلا کر دونوں ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی۔ "فار گاڈ سیک۔ ایسی باتیں نہ کرو۔ مجھے ایسا کرنا ہوتا تو اب تک کر چکی ہوتی۔"

"ابھی تم نے اس لیے نہیں کیا کہ اطمینان ہے۔ ہمیں یہاں بہت عرصے تک ساتھ رہنا ہے۔ تم آرام سے مناسب وقت دیکھ کر مجھے دماغی کمزوری میں مبتلا کر سکتی ہو۔"

"میں بحث نہیں کروں گی۔ کیونکہ اب اعتماد کے قابل نہیں رہی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ مجھے سزا ضرور دو۔ تمہارے ساتھ رہنے کی خوشیاں ملتی رہیں گی تو میں بدترین سزا کو بھی برداشت کرتی رہوں گی۔"

"ایسی جذباتی باتوں سے مجھے متاثر کرنے کی کوشش نہ کرو۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ عدنان کو اپنے پاس شیوانی کی زندگی میں رکھو گی۔ اب اس کی زندگی انیس دن کی رہ گئی ہے۔ مجھے تو اس سلسلے میں بھی تم پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔"

"بے شک، تم بھروسا نہ کرو۔ مجھے حکم دو ابھی عدنان کے سلسلے میں کیا کروں؟"

میں اسے دیکھتے ہوئے سوچنے لگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عدنان اپنی ماں کے ساتھ نومی کی خفیہ پناہ گاہ میں محفوظ تھا اگر میں اسے وہاں سے نکال لاتا تو اگلے انیس دن تک وہ بابا صاحب کے ادارے میں نہ جاتا۔ کیونکہ ماں کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔

اور اگر اسے نومی کی پناہ گاہ سے نکال کر کسی دوسری جگہ رکھنا چاہتا تو بہروپیا بابر اور برین ماسٹر اس کی بو سونگھتے پھر رہے تھے۔ ہماری بدنصیبی سے اور شیوانی کی پھر کسی حماقت سے وہ ماں بیٹے کو ٹریپ کر سکتے تھے۔ میں ایسا کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا۔

نومی میرے سامنے سر جھکائے میرے فیصلے کا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے کہا۔ "میں ابھی تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ اسی کاٹیج میں رہوں گا لیکن ہم الگ الگ کمرے میں رہیں گے اور میں کل تک یہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کروں گا کہ عدنان کے سلسلے میں آیندہ تم پر بھروسا کر سکتا ہوں یا نہیں؟"

اس نے جلدی سے کہا۔ "بے شک، تم بھروسا کر سکتے ہو۔ کیونکہ میں تمہارے پاس رہوں گی تمہاری قیدی بن کر رہوں گی۔ ابھی تنہا بیڈ روم میں سونے جاؤں گی تو تم مجھے ہتھکڑی پہنا دو، میرے کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دو۔ تاکہ میں فرار نہ ہو سکوں۔ اگلے انیس دنوں تک تم مجھ سے بدترین قیدیوں جیسا سلوک کرتے رہو میں برداشت کرتی رہوں گی۔ تم اپنے طور پر محتاط رہو۔"

وہ صوفے سے آگے کھسک کر فرش پر گھٹنے ٹیکتے ہوئے بولی۔ "میں بڑی سے بڑی قسم کھا کر کہتی ہوں، تمہیں دھوکا نہیں دوں گی۔ تمہیں کسی بھی بہانے سے دماغی کمزوری میں مبتلا نہیں کروں گی۔ مجھے تمہاری طرف سے جان کا خوف رہے گا پھر بھی تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔"

میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے پر آیا پھر وہاں سے پلٹ کر بولا۔ "ٹھیک ہے، جب تک میں کوئی آخری فیصلہ نہ کروں تم دوسرے کمرے میں رہو گی، میں کل تک کسی نتیجے پر پہنچوں گا۔"

میں نے کمرے سے باہر آ کر سر گھما کر اسے دیکھا پھر کہا۔ "میں تمہیں قیدی نہیں بناؤں گا۔ اس دروازے کو باہر سے بند نہیں کروں گا۔ میری اس اعلیٰ ظرفی پر تمہیں شرم آئے تو ڈوب مرنا۔"

میں نے وہاں سے دوسرے کمرے میں آ کر دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ میری ڈمی بن کر آنے والا فرہاد شام کی فلائٹ سے جنیوا پہنچ چکا تھا اور میں نے اسے تاکید کی تھی کہ وہ کسی ہوٹل میں قیام کرے، کبھی ضرورت پڑنے پر اسے میری جگہ آ کر میرا رول ادا کرنا ہوگا۔

نومی مجھے دھوکا دیتی آئی تھی۔ میں چاہتا تو ڈمی کو ابھی اپنی جگہ بلاتا اور یہاں سے چپ چاپ چلا جاتا۔ وہ دھوکا کھاتی رہتی اور ایک غیر مرد کے ساتھ دن رات گزارتی رہتی لیکن میں یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اپنا تن من سب کچھ صرف میرے لیے سنبھال کر رکھتی ہے۔ اس نے اس امانت میں کبھی خیانت نہیں کی، کبھی مجھے دھوکا نہیں دیا۔ میں بھی ایسا کم ظرف نہیں ہوں کہ اس کی آبرو کو اپنی ڈمی کے آگے دو کوڑی کی بنا دیتا۔

ایک مرد سے وفاداری اور محبت کے معاملے میں وہ کسی شک وشبہے کے بغیر سچی اور کھری تھی اور میں اس کی پارسائی کو داغدار نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے اپنی ڈمی اور دوسرے آلہ کاروں سے رابطہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ دور ہی دور سے نومی کی نگرانی کرتے رہیں۔ میں اس کے ساتھ باہر نکلوں تو وہ اس پر کڑی نظر رکھا کریں۔

میں ایک ایزی چیئر پر آرام سے بیٹھ گیا، مجھے آرام وسکون اور تنہائی کی ضرورت تھی۔ تاکہ میں دوسرے معاملات سے نمٹ سکوں۔ ایک اہم معاملہ تو برین ماسٹر کا تھا۔ وہ مجھے

کمزور بنانے کے لیے مجھ پر قابو پانے کے لیے میرے بچوں کو ریپ کرنا چاہتا تھا اور میں چپ چاپ سرنگ بناتا ہوا الملفس مافیا کے اندر پہنچنے کی کوششیں کر رہا تھا۔

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، برین ماسٹر نے ہر بڑے ملک کی حکومت میں اور آرمی میں اپنے ڈپلیکیس پہنچائے تھے۔ ان ممالک کے حکمرانوں کے جو فارن منسٹر تھے۔ وہ اصلی نہیں تھے۔ اصلی کو ختم کر کے ان کو نابود کر کے ہو بہو اسی شکل کے اور اسی جسامت کے ڈپلیکیس وہاں پہنچا دیے گئے تھے۔ اسی طرح ہر ملک کی آرمی میں جو میجر تھے۔ وہ بھی اصلی نہیں تھے۔ برین ماسٹر کے بنائے ہوئے ڈپلیکیس تھے۔ ایسے طریقہ کار سے وہ تمام بڑے ملکوں کے حکمرانوں کی سیاست کو اور عالمی طاقت کو اور کمزوریوں کو اچھی طرح سمجھتا رہتا تھا۔

الپا کو تھوڑی دیر تک بہروپیے بابر کے خیالات پڑھنے کا موقع ملا تھا اور اس نے اس کے ذریعے ان تمام فارن منسٹرز، تمام میجرز کے نام اور پتے معلوم کر لیے تھے، اور وہ رفتہ رفتہ انہیں آلہ کار بناتی ہوئی ان تمام اہم افراد کے اندر پہنچ رہی تھی۔

میں نے الپا کے اندر پہنچ کر پوچھا۔ "میری بیٹی کیا کر رہی ہے؟"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "پاپا! میں آپ کا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے امریکی، فرانسیسی، جرمنی اور روسی فارن منسٹرز اور آرمی کے میجرز کے دماغوں میں جگہ بنا لی ہے۔ اب میں ان کے اندر جاتی رہوں گی اور یہ معلوم کرتی رہوں گی کہ انہیں برین ماسٹر کے ذریعے کیسے احکامات مل رہے ہیں؟ اور وہ ان احکامات کے مطابق کیا کر رہے ہیں؟"

میں نے پوچھا۔ "وہ تین کوما میں رہنے والے اکابرین کا کیا بنا؟"

"وہ ابھی تک کوما میں ہیں۔ برین ماسٹر کا ایک غیر معمولی قوت سماعت رکھنے والا آوڈی مین واشنگٹن میں ہے۔ وہ ایک جگہ بیٹھ کر اپنے اطراف سے پانچ کلومیٹر دور تک کی باتیں بہ آسانی صاف طور سے سن لیتا ہے پھر برین ماسٹر اور بہروپیے فرہاد کو اپنے اندر بلا کر ان کی آوازیں سناتا ہے۔"

میں نے کہا۔ "برین ماسٹر یہ بہت زبردست تکنیک استعمال کر رہا ہے۔ اس آوڈی مین کے ذریعے ان لوگوں کی بھی باتیں سن رہا ہے جو یوگا کے ماہر ہیں اور اسے اپنے اندر آنے نہیں دیتے۔"

الپا نے امریکن آرمی کے ایک افسر کے اندر رہ کر یہ معلوم کیا تھا کہ ایک ڈاکٹر ان تین کوما میں رہنے والوں کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔ انجکشن کے ذریعے ان کے اندر خوراک پہنچاتا رہتا ہے۔ جس بنگلے میں انہیں رکھا گیا ہے وہاں آرمی کے جوانوں کا سخت پہرا ہے۔ ان تینوں کے کمروں میں کسی آرمی جوان کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ چند یوگا جاننے والے افسر اور سپاہی ہیں جو ان کے کمروں میں جاتے ہیں۔

ان کے علاوہ ڈاکٹر کو ان تینوں کے پاس جانے کی اجازت ہے۔ وہ ایک آرمی افسر کی نگرانی میں ان کا معائنہ کرتا ہے۔ انجکشن کے ذریعے ان کے اندر دوائیں اور خوراک پہنچاتا ہے۔ اس کے بعد ان کمروں سے نکل آتا ہے۔

ڈاکٹر عمر رسیدہ ہے سانس روکنے کا ماہر نہیں ہے۔ اس کا دماغ حساس نہیں ہے۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتا۔ اسی لیے وہ یوگا جاننے والے آرمی افسر کی نگرانی میں ان تین کوما میں رہنے والوں کے پاس جاتا ہے پھر اپنے فرائض انجام دے کر واپس چلا آتا ہے۔

الپا نے کہا۔ "غیر معمولی قوت سماعت رکھنے والا آوڈی مین یوگا کا ماہر ہے۔ اس کے باوجود میں اس کے دماغ میں اس وقت پہنچ گئی جب برین ماسٹر اور بہروپیا فرہاد وہاں موجود تھے۔ اس لیے اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔"

میں نے پوچھا۔ "وہ یقیناً اس ڈاکٹر کے اندر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہوں گے؟"

"یس پاپا! وہ پہنچ چکے ہیں۔ آوڈی مین نے بابر اور برین ماسٹر کو اپنے اندر بلایا تھا اور انہیں اس ڈاکٹر کی آواز سنائی تھی۔ آواز سنتے ہی وہ اس کے اندر پہنچ گئے۔ میں بھی وہاں موجود تھی۔"

میں نے پوچھا۔ "امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی خیال خوانی کے ذریعے اس ڈاکٹر کی نگرانی کرتے ہوں گے؟"

"یس پاپا! اس ڈاکٹر کے چور خیالات نے بتایا ہے کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی کبھی اس کے اندر آتے ہیں۔ اس سے باتیں کرتے ہیں ان تین کوما میں رہنے والوں کے حالات معلوم کرتے ہیں۔ پھر چلے جاتے ہیں۔"

"اب وہاں کیا ہو رہا ہے؟"

"برین ماسٹر نے اس ڈاکٹر کے ذہن میں یہ بات نقش کی ہے کہ وہ رات کے دو بجے کوما میں رہنے والوں کو ایسے انجکشن لگائے گا جن کے اثر سے وہ کوما سے نکل آئیں گے۔"

''یعنی وہ آج رات انہیں کوما سے نکال کر ان پر تنویمی عمل کریں گے، انہیں اپنا تابعدار بنائیں گے۔''

''جی ہاں، ابھی میں یہی کہنے کے لیے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔ آپ عالی یا کرونا کو میرے پاس بھیج دیں۔ ہم باری باری اس ڈاکٹر کے اندر رہ کر یہ دیکھتے رہیں گے کہ وہ لوگ کب تنویمی عمل کر رہے ہیں؟ ایسے وقت ہماری وہاں موجودگی بہت ضروری ہوگی۔''

''ٹھیک ہے، میں جا رہا ہوں۔ ابھی کرونا تمہارے پاس آجائے گی۔''

میں دماغی طور پر نومی کے کاٹیج میں حاضر ہو گیا۔ رات کے دو بجے تھے۔ میں دبے قدموں اپنے کمرے سے نکل کر نومی کے کمرے کے پاس آیا۔ اس کے کمرے میں روشنی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ جاگ رہی تھی۔ میرا اعتماد کھونے کے بعد اسے نیند نہیں آرہی تھی۔

میں نے اپنی ڈمی کے پاس پہنچ کر پوچھا۔ ''کیا ہو رہا ہے؟''

''سر! ہمارے دو آلہ کار اس کاٹیج کے آگے پیچھے موجود ہیں۔ صبح تک وہ ڈیوٹی پر رہیں گے پھر دوسرے دو آلہ کار آجائیں گے۔ میں ابھی سونے جا رہا ہوں۔ صبح اس کاٹیج کے قریب رہوں گا۔''

''ٹھیک ہے، تم نیند پوری کرو۔''

میں پھر دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ اپنے کمرے میں آکر کرونا سے کہا۔ ''میرے دماغ میں آؤ۔''

وہ فوراً ہی چلی آئی۔ میں نے پوچھا۔ ''کیا تم قاہرہ میں ہو؟''

''میں اس وقت فرمان کی حویلی میں ہوں۔ وہ بڑا ہی مہمان نواز ہے۔ اس نے مجھے واپس جانے ہی نہیں دیا۔ میں کل یہاں سے جاؤں گی۔''

''ٹھیک ہے، ابھی تم الپا کے پاس جاؤ۔ وہاں تمہاری بہت ضرورت ہے۔''

''یس پاپا! میں ابھی جا رہی ہوں۔''

وہ چلی گئی۔ میں نے اپنے بیڈروم کے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر بستر پر آکر لیٹ گیا۔ اس کے بعد آنکھیں بند کر لیں۔ دماغ کو ہدایت دے کر گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

☆☆☆

تیسری رات بھی انوشے پر شیطانی حملہ ہوا تھا۔ اس کے نتیجے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ انوشے عارضی طور پر جمائلہ کے روپ میں نہیں رہے گی۔ جمائلہ کے چہرے پر دوسرا چہرہ بنائے گی۔ اپنا لب و لہجہ بھی تبدیل کرے گی پھر چوتھی رات کو دیکھا جائے گا کہ شیطان اسے جمائلہ کی حیثیت سے پہچان کر اس کے قریب آئے گا یا نہیں؟

انوشے اسی رات بدل گئی تھی۔ بہروپیے بابر سے کہا تھا کہ میں اب انڈیا میں نہیں ہوں۔ پتا نہیں کس طرح قاہرہ پہنچ گئی ہوں۔ مجھے اطمینان ہے کہ میں اپنے ابوالہول کے پاس چلی آئی ہوں۔

بابر نے کہا تھا کہ دوسری صبح نارمل رہو گی تو میں تمہارے اندر آکر باتیں کروں گا، ابھی کسی بھی پہلی فلائٹ سے قاہرہ جانے کے لیے ایک سیٹ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

وہ ایک فلائٹ میں سیٹ حاصل کر کے دوسرے دن قاہرہ پہنچ گیا تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے جمائلہ سے رابطہ کرنے کی کوششیں کر رہا تھا اور یہ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ اس کی سوچ کی لہریں جمائلہ کے دماغ تک نہیں پہنچ پا رہی ہیں پھر ایسا ہی لگ رہا ہے کہ جیسے جمائلہ مردہ ہو چکی ہو۔

پچھلے دن بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ صبح سے شام تک انوشے کے دماغ میں پہنچ نہیں پایا تھا۔ بھٹکتا رہا تھا اور رات کو انوشے نے بتایا تھا کہ وہ پتا نہیں کس پُراسرار قوت کے ذریعے قاہرہ پہنچ گئی ہے اور پچھلے تمام دن دماغی طور پر غائب رہی ہے۔

بابر نے سوچا کہ وہ پھر آج صبح سے شام تک غائب دماغ رہے گی۔ رات کی تاریکی پھیلنے سے پہلے ہی میں ابوالہول کے بت کے پاس جاؤں گا۔ وہ ادھر ضرور آئے گی۔

برین ماسٹر اور بابر کے لیے جمائلہ جتنی اہم تھی اتنی ہی دردِ سر بنی ہوئی تھی۔ انوشے بڑی کامیابی سے جمائلہ کا رول ادا کرتی آرہی تھی۔ بابر بڑے فخر سے برین ماسٹر کے سامنے کہا کرتا تھا، کہ جمائلہ اس کی بہترین دوست ہے اور اس کی ہر بات اور ہر مشورے پر بے چوں وچرا عمل کرتی ہے۔

اس نے برین ماسٹر کو پہلے یہ بتایا تھا کہ جمائلہ انڈیا میں ہے اور اس کے ذریعے وہ عدنان تک پہنچ سکتا ہے اور ماسٹر نے کہا تھا فرہاد کی تقریباً تمام اولاد انڈیا میں ہے۔ ان سب کو ٹریپ کرنا ہے۔ اس کی کوئی ایک بیٹی یا بیٹا ہماری مٹھی میں آجائے تو ہم فرہاد کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں گے۔

برین ماسٹر اس بات پر جھنجلایا ہوا تھا کہ میں نے ان کے تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھین لیا تھا اور انہیں کوما میں پہنچا دیا تھا۔ میری وجہ سے وہ بڑے مصائب کا سامنا کر رہا تھا۔

ہماری زندگی میں اب تک جتنے بھی زبردست پُراسرار بن کر رہنے والے دشمن آئے ان سب کی یہی حسرت تھی کہ کسی بھی طرح مجھے یا سونیا کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں۔ ایسی حسرتیں پوری ہونے سے پہلے ہی وہ یا تو دنیا سے اٹھ جاتے تھے، یا اسرار کے پردے سے نکل کر ہمارے سامنے رینگنے والے کیڑے بن جاتے تھے۔

حالات بتا رہے تھے کہ جلد ہی برین ماسٹر کی شامت آنے والی ہے۔ اس نے میرے مقابلے پر ایک ڈمی فرہاد (بابر) کو لاکر سب سے بڑی غلطی کی تھی اگر وہ ایسا نہ کرتا تو اب تک پُراسرار بن کر رہتا، اور بڑی خاموشی سے اپنے ڈپلیکیٹس کے ذریعے تمام بڑے اور چھوٹے ممالک کے درمیان چپ چاپ سرنگ بناتا رہتا ان کی کمزوریوں سے کھیلتا رہتا اور ان پر بڑے مزے سے کسی روک ٹوک کے بغیر حکومت کرتا رہتا۔

لیکن مجرمانہ ذہن رکھنے والے خواہ کتنے ہی شہزور ہوں، کتنے ہی ذہین ہوں، وہ کہیں نہ کہیں ایک غلطی ضرور کرتے ہیں اور وہی ایک غلطی انہیں ان کے زوال کی طرف لے جاتی ہے۔

اب بھی برین ماسٹر عقل سے کام لے سکتا تھا۔ مجھے راستے سے ہٹانے کے بجائے خود راستے سے ہٹ جاتا۔ ان تین کوما میں رہنے والوں کی طرف سے باز آجاتا اور آوڈی مین کے ذریعے انڈیا میں میرے بچوں کو ٹریپ کرنے کی پلاننگ نہ کرتا لیکن کوئی بھی شہزور مقابلے میں آگے بڑھ کر پیچھے نہیں ہٹتا، پیچھے ہٹنے سے اس کی انا کو ٹھیس پہنچتی ہے اور غرور کا سر نیچا ہوتا ہے اور کوئی اپنا سر جھکانا نہیں چاہتا۔ مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ مر جانا چاہتا ہے، یا مار ڈالنا چاہتا ہے۔ برین ماسٹر بھی اب مارنے یا مرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔

بابر اس کے حکم کے مطابق بار بار جمائلہ سے رابطہ کر رہا تھا۔ پچھلی بار تمام دن جمائلہ سے رابطہ نہ ہو سکا تھا۔ رات کو الوشے نے یہ انکشاف کیا کہ اب وہ انڈیا میں نہیں قاہرہ میں ہے اور تمام دن غائب دماغ رہی ہے۔ اسے پتا بھی نہ چل سکا کہ وہ کس طرح قاہرہ پہنچ گئی ہے؟

بابر نے یہی رائے قائم کی کہ اس بار شاید ابوالہول نے اسے اپنے قابو میں کیا ہے اور پچھلی رات سے ہی غائب دماغ بنا کر رکھا ہے اور یہ اچھی بات ہے، وہ جس قدر ابوالہول کے قبضے میں رہے گی اسی قدر فرہاد کے خلاف اس کے کام آتی رہے گی۔

اس نے کہا۔ ”جمائلہ! میں تم سے بہت سے کام لینا چاہتا تھا اور وہ کام انڈیا میں ہی ہو سکتے ہیں۔“

وہ بولی۔ ”میں جانتی ہوں۔ تم عدنان کو ٹریپ کرنا چاہتے ہو مگر میں کیا کروں؟ ادھر ابوالہول نے مجھے غائب دماغ بنا کر رکھا تھا۔ اس میں اس کی کوئی مصلحت ہوگی۔ مجھے قاہرہ پہنچنا تھا۔ اس لیے پہنچ گئی۔ اب آیندہ دیکھوں گی کہ تمہارا کوئی کام کرنے کے لیے انڈیا جا سکوں گی یا نہیں؟“

”جمائلہ! ایسا نہ کہو۔ تمہیں کسی بھی طرح انڈیا واپس آنے کا کوئی نہ کوئی موقع نکالنا ہی ہوگا۔ اپنے ابوالہول کو راضی کرنا ہوگا کہ وہ تمہیں انڈیا جانے کی اجازت دے۔ میں تمہارے پاس قاہرہ آرہا ہوں۔“

”ضرور آؤ۔ میں تمہارا ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتی۔ جب میں دن کو نارمل رہتی ہوں، اور میری تمام غیر معمولی صلاحیتیں اور قوتیں ختم ہو جاتی ہیں، اس وقت مجھے تمہاری ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں ہی محفوظ رکھ سکیں گی۔ اس لیے میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ تم چلے آؤ۔“

الوشے نے یہ کہہ کر اسے بھٹکا دیا۔ انڈیا سے قاہرہ جانے پر مجبور کر دیا اور خود انڈیا میں ہی اپنے ماں باپ کے ساتھ رہنے لگی۔ دو گھنٹے کے بعد وہاں سے ایک طیارہ قاہرہ کی طرف جانے والا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے معلومات حاصل کیں۔ اسے وہاں سیٹ مل سکتی تھی۔ اس نے فوراً ہی جا کر اپنے لیے ایک سیٹ حاصل کر لی پھر طیارے میں سفر کے دوران اس نے برین ماسٹر سے رابطہ کیا۔ اس نے جمائلہ کے بارے میں تمام باتیں تفصیل سے بتائیں۔

وہ پریشان ہو کر بولا۔ ”یہ تو بہت ہی برا ہوا، کہ وہ انڈیا سے دور چلی گئی ہے۔ اسے پھر واپس لانا ہوگا؟“

”میں ضرور اسے واپس لاؤں گا۔ ابھی قاہرہ کی طرف ہی سفر کر رہا ہوں، وہاں پہنچنے کے بعد شام ہوتے ہی ابوالہول کے بت کے پاس چلا جاؤں گا۔ وہ اُدھر ضرور آئے گی۔ وہیں ہماری ملاقات ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوگا کہ ابوالہول اسے دن کے وقت کیوں دماغی طور پر غائب رکھتا ہے؟ اور آیندہ بھی اس کے ساتھ یہی ہوگا تو میں اسے اپنے ساتھ انڈیا کس طرح لے جا سکوں گا؟ یہ ساری باتیں مجھے وہاں پہنچ کر ہی معلوم ہوں گی۔ وہاں کے وقت کے مطابق تقریباً دس گھنٹے بعد جمائلہ سے ملاقات ہوگی۔“

”ابھی بہت وقت ہے۔ اب اس ڈاکٹر کے پاس چلو۔ جو کوما میں رہنے والوں کی نگرانی کر رہا ہے۔“

غیر معمولی قوت سماعت رکھنے والا آوڈی مین واشنگٹن میں تھا۔ اس نے تقریباً دو کلو میٹر دور سے اس ڈاکٹر کی آواز

... برین ماسٹر کو اس ڈاکٹر کے اندر پہنچا دیا تھا۔ اس ... حالات پڑھ کر پتا چلا کہ ڈاکٹر کو بھی بہت ہی محتاط انداز ... ان تین کوما میں رہنے والوں کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ وہ آرمی کے ایک یوگا جاننے والے اعلیٰ افسر کے ساتھ ان کے پاس جاتا تھا۔ انہیں انجکشن کے ذریعے خوراک پہنچاتا تھا۔ ان کا معائنہ کرتا تھا پھر وہاں سے چلا آتا تھا۔ اس دوران میں وہ بالکل گونگا بنا رہتا تھا۔ اسے بولنے کی اجازت نہیں تھی۔

برین ماسٹر اور بابر نے اس ڈاکٹر کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ اسے اپنا غلام بنا لیا۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ آیندہ ڈاکٹر وہاں جا کر انجکشن کے ذریعے ان کے اندر خوراک نہیں پہنچائے گا، بلکہ ان تینوں کو ایسا انجکشن لگائے گا کہ وہ ایک آدھ گھنٹے کے بعد کوما سے نکل آئیں گے۔ ایسے ہی وقت وہ ان پر تنویمی عمل کریں گے۔ انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا کر یہ باتیں ان کے دماغ میں نقش کر دیں گے، کہ وہ بظاہر خود کو کوما میں ظاہر کرتے رہیں۔ آیندہ موقع پانے کے بعد انہیں کسی طرح وہاں سے نکالا جائے گا۔

اپنے اس منصوبے پر عمل کرنے سے پہلے انہوں نے آوڈی مین کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا۔ ”کوئی نئی تازہ اطلاع ہے؟“

اس نے کہا۔ ”جی ہاں، ابھی میں فون کے ذریعے آپ کو اپنے پاس بلانے والا تھا۔ آرمی کے یوگا جاننے والے افسران نے یہ طے کیا ہے کہ آج آدھی رات کے بعد وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کوما سے نکالیں گے۔ اور اسی وقت تنویمی عمل کر کے ان کے دماغوں کو لاک کر دیں گے۔ تاکہ فرہاد اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے اندر پہنچ نہ سکیں اور یہی سمجھتے رہیں کہ وہ تینوں کوما میں پڑے ہوئے ہیں۔“

برین ماسٹر نے کہا۔ ”پھر تو ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم انتظار کریں گے۔ جب امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے ان تینوں ساتھیوں پر عمل کریں گے، تو ہم وہاں خاموشی سے موجود رہیں گے اور جس آواز اور لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کیا جائے گا‘ وہ ہمیں معلوم ہو جائے گا پھر ہم جب چاہیں گے‘ ان تینوں کے اندر پہنچ سکیں گے۔“

اس وقت امریکا میں رات کا وقت تھا۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے دو گھنٹے بعد اپنے ان تین کوما میں رہنے والے ساتھیوں کے اندر پہنچنے والے تھے اور ان پر عمل کرنے والے تھے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے‘ برین ماسٹر نے تمام بڑے ممالک کی آرمی میں اور حکمران پارٹی میں اپنے ڈپلیکیٹس پہنچائے ہوئے تھے۔ امریکا میں بھی ایک فارن منسٹر اور آرمی کا میجر دونوں ہی اس کے اپنے آدمی تھے۔ اصل فارن منسٹر اور میجر کو ختم کر دیا گیا تھا اور ان کی جگہ انہیں پہنچا دیا گیا تھا۔ وہ ہر پہلو سے اتنے مکمل ڈپلیکیٹس تھے کہ ان پر کسی کو شبہ نہیں ہو رہا تھا۔

برین ماسٹر نے بابر سے کہا۔ ”میں امریکی فارن منسٹر کے دماغ میں جا رہا ہوں۔ تم میجر کے پاس جاؤ اور ان کی خیریت معلوم کرو۔“

وہ دونوں خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے ان کے اندر پہنچے تو ایکدم سے چونک گئے۔ وہ یوگا جاننے والے آرمی افسران کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا محاسبہ کیا جا رہا تھا۔ ان سے کہا جا رہا تھا کہ انہیں ان دونوں پر شبہ ہے۔ وہ دونوں اصلی نہیں ہیں۔

وہاں ایک افسر ڈپلیکیٹ فارن منسٹر سے کہہ رہا تھا۔ ”تم ہر پہلو سے مکمل دکھائی دے رہے ہو اور میجر! تم بھی ہر پہلو سے مکمل ہو پھر بھی ہم مطمئن نہیں ہیں۔“

میجر نے پوچھا۔ ”آخر آپ ہم پر کیوں شبہ کر رہے ہیں؟“

”ہمیں ایک ایسے اہم شخص نے تمہارے خلاف رپورٹ دی ہے کہ ہم اس کی بات کو جھٹلا نہیں سکتے اور اس کی رپورٹ کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔“

فارن منسٹر نے کہا۔ ”اگر ہم بہروپیے ہوتے، اگر چہرہ بدل کر آتے تو ہماری انگلیوں کے نشانات کبھی نہ بدلتے۔ انسان لاکھ اپنا چہرہ اپنی شخصیت بدل لے لیکن انگلیوں کے نشانات کبھی نہیں بدلتے۔ آپ نے ہماری دس دس انگلیوں کے نشانات لیے اور وہ نشان ہماری ہی انگلیوں کے ہیں اور اصلی ہیں؟“

ایک آرمی کے افسر نے کہا۔ ”موجودہ صدی میں ٹیکنالوجی اتنی ایڈوانس ہو گئی ہے کہ ہاتھوں کی انگلیوں کے نشانات بھی نقلی بن جاتے ہیں اور باریک جھلیوں پر وہ نشانات اتارنے کے بعد پلاسٹک سرجری کے ذریعے انہیں انگلیوں پر چڑھا دیا جاتا۔“

میجر نے کہا۔ ”آپ لوگوں نے ہماری انگلیوں کا اچھی طرح معائنہ کیا ہے اور یہ یقین ہو چکا ہے کہ ہماری انگلیوں پر جھلیاں چڑھی ہوئی نہیں ہیں۔“

ایک اور افسر نے کہا۔ ”وہ جھلیاں اتنی ہنرمندی سے

چڑھائی گئی ہیں کہ اصل کا گمان ہوتا ہے۔ ہم آپ دونوں کی دسوں انگلیوں سے کھال اتاریں گے۔ اس کھال کے نیچے تمہاری اصل کھال ضرور چھپی ہوگی۔"

فارن منسٹر نے احتجاج کیا۔ "یہ سراسر ظلم ہے اگر شبہ دور کرنا ہے تو کسی ایک انگلی کی کھال اتار کر دیکھ لیں۔ اگر ایک بھی انگلی پر جعلی چڑھی ہوگی تو پھر آپ کا شبہ درست ہوگا۔"

ان کی باتوں کے دوران میں وہ افسران بھی بول رہے تھے۔ جو یوگا کے ماہر نہیں تھے۔ اس طرح برین ماسٹر اور بابر ان کے اندر پہنچ گئے پھر ان کے خیالات پڑھتے ہی یہ انکشاف ہوا کہ فرہاد علی تیمور نے ان دونوں کے خلاف یہ اہم اطلاع پہنچائی ہے۔

یہ معلوم ہوتے ہی برین ماسٹر اور بابر دنگ رہ گئے۔ ان افسران کے خیالات پڑھ کر یہ بھی معلوم ہو رہا تھا کہ میں نے انہیں کسی برین ماسٹر کے متعلق بتایا ہے اور کہا ہے کہ ایک ڈپلیکیس مافیا ہے، جس کا سربراہ برین ماسٹر کہلاتا ہے اور اسی نے ان کے فارن منسٹر کو اور آرمی کے میجر کو ہلاک کرنے کے بعد ان کی جگہ اپنے ڈپلیکیس پہنچائے ہیں۔

برین ماسٹر کا سر تھوڑی دیر کے لیے چکرا گیا۔ اس نے شدید حیرانی سے کہا۔ "بابر! یہ فرہاد کیا بلا ہے؟ اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ کسی خفیہ تنظیم ڈپلیکیس مافیا کا سربراہ برین ماسٹر ہے؟"

بابر نے کہا۔ "ماسٹر! وہ انسان نہیں، واقعی شیطان ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے نہیں بلکہ کسی شیطانی صلاحیت کے ذریعے اندر گھس کر تمام اہم راز معلوم کر لیتا ہے۔"

"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو تمام دنیا والوں سے چھپا کر رکھنے کی حتی الامکان کوشش کی ہے۔ فرہاد یا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا کسی بھی ذریعے سے مجھ تک کبھی پہنچ نہیں سکتا تھا۔ یہ کیسے پہنچ گیا....؟"

واقعی اس کا سر چکرا رہا تھا۔ عقل کام نہیں کر رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "میں تمہارے دماغ سے ابھی جا رہا ہوں۔ خیال خوانی نہیں کروں گا۔ پہلے ہر پہلو پر غور کروں گا کہ مجھ سے کہاں غلطی ہو رہی ہے؟"

اس کی آواز اور لہجے سے پتا چل رہا تھا کہ وہ بری طرح بوکھلا گیا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "او گاڈ! غلطیاں کرنے کے دوران پتا نہیں چلتا کہ ہم کہاں اور کب غلطیاں کر رہے ہیں۔ ہم دو گھنٹے کے بعد کوما میں رہنے والوں کے اندر پہنچیں گے۔ اور یہ دیکھیں گے کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ اگرچہ مضبوط قوت ارادی کا مالک تھا۔ فولادی حوصلے رکھتا تھا لیکن زندگی میں پہلی بار اندر سے سہم گیا تھا۔ وہ اس قدر محتاط رہتا تھا کہ بابر اور آوڈی مین جیسے دست راست بھی اس کی صورت تو کیا اس کا سایہ بھی دیکھ نہیں پاتے تھے۔ اس کے باوجود میں اس سے ہزاروں میل دور رہنے والا اور اس سے لاتعلق رہنے والا، اس سے تعلق رکھنے والی اہم اور خفیہ معلومات تک پہنچ گیا تھا۔

وہ اپنی پوری ذہانت سے کام لیتے ہوئے سوچ رہا تھا لیکن یہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ میں اس کے بارے میں کیسے معلومات حاصل کر رہا ہوں؟ مجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ برین ماسٹر کہلاتا ہے؟ اور یہ اہم راز کیسے جان لیا کہ اس نے امریکی فارن منسٹر اور آرمی کے میجر کو ہلاک کر دیا ہے اور ان کی جگہ اپنے ڈپلیکیس پہنچا دیے ہیں؟ یہ اتنے گہرے راز کی بات تھی کہ یہ بات اس کا باپ اور اسے پیدا کرنے والی ماں بھی نہیں جانتی تھی۔

وہ بڑے اضطراب میں مبتلا ہو گیا تھا۔ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا۔ "یہ فرہاد کیا بلا ہے؟ کیا یہ کالا جادو جانتا ہے؟ کیا پُراسرار علم کے ذریعے پاتال میں چھپے ہوئے دشمنوں تک اور دماغ کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے رازوں تک پہنچ جاتا ہے؟"

پھر اس نے خود ہی اپنے خیالات کی نفی کی۔ انکار میں سر ہلا کر سوچنے لگا۔ "نہیں، فرہاد کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ وہاں کالا جادو اور پُراسرار علوم جاننے والوں کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ کیا میں یہ مان لوں کہ روحانیت کے ذریعے اندر کے بھید معلوم کیے جا سکتے ہیں؟"

وہ ٹھوس مادہ پرست تھا۔ روحانیت کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ ان طریقوں اور ہتھکنڈوں کو سمجھنا چاہتا تھا، جن کے ذریعے میں اس کے اندر سرنگ بنا رہا تھا۔

وہ ایک گھنٹے تک مغز ماری کرتا رہا پھر بھی یہ سمجھ نہ سکا کہ میری معلومات کے ذرائع کیا ہیں؟ اس نے گھڑی دیکھی۔ ایک گھنٹے کے بعد اسے خیال خوانی کرنی تھی اور ان تین کوما جانے والوں کے اندر پہنچنا تھا۔

ایسے وقت عقل نے سمجھایا کہ صرف دشمن کے بارے میں نہ سوچے اپنا بھی محاسبہ کرے کہ خود سے کہاں غلطیاں ہو رہی ہیں؟

انسانوں کی دنیا میں یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتا لیکن جب حالات کے جوتے جم کر پڑنے لگتے ہیں تب عقل سوچنے پر مجبور کرتی ہے

کہاں ٹھوکریں کھا رہا ہے؟ اور کیسے ٹھوکریں کھا رہا اور ان کی وجوہات کیا ہیں؟

اسے بھی اپنا محاسبہ کرنے سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ ...ل کامیابیاں حاصل کرتے کرتے وہ بہت مغرور ہو گیا ...۔ اس نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اس سے زیادہ کوئی طاقتور نہیں ہے اور کوئی اتنے وسیع ذرائع کا مالک نہیں ہے کہ اس کے سائے تک بھی پہنچ سکے۔ یہی خوش فہمی آیندہ اسے ڈبونے والی ہے۔

پھر یہ بات سمجھ میں آئی کہ اسے بابر جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنا دست راست بنا کر کام لینا چاہیے تھا لیکن اسے ڈی فرہاد نہیں بنانا چاہیے تھا۔ فرہاد بمقابلہ فرہاد کا کھیل شروع کرنے کے بعد ہی اسے پہلی بار ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ رہا تھا۔

جب میں نے اس سے تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھین لیا اور اس کے ڈی فرہاد کا پول کھول دیا تب اس نے تسلیم کیا کہ اس نے زندگی میں پہلی بار کسی سے مات کھائی ہے۔

اور جب یہ معلوم ہوا کہ فرہاد علی تیمور کو ایک برین ماسٹر کے وجود کا علم ہے، اور وہ اس کی ڈپلیکیس مافیا کے طریقہ کار سے بھی واقف ہے۔ تو وہ اندر سے لرز گیا۔ اسے یوں لگ رہا تھا۔ جیسے چاروں طرف سے ننگا ہو گیا ہے۔ جس فولادی چار دیواری میں تھا۔ وہ چار دیواری پگھل گئی ہے اور میں اسے ہر پہلو سے اور ہر طرف سے دیکھ رہا ہوں اور کسی وقت بھی اس پر جھپٹ سکتا ہوں۔

وہ جہاں تھا وہاں سکون سے بیٹھ نہیں پا رہا تھا۔ کبھی اٹھ رہا تھا۔ کبھی بیٹھ رہا تھا پھر کبھی اٹھ کر اِدھر سے اُدھر ٹہلنے لگتا تھا۔ اب ایک ہی بات اس کے ذہن میں نقش ہو گئی تھی اور وہ یہ کہ جلد سے جلد مجھے کمزور بنا کر اور اپنے سامنے جھکا کر ہی نظر... سکتا ہے اور مجھ برتر ہونے والے کو کمتر بنا سکتا ہے۔

اس نے پہلے ہی یہ منصوبہ بنا رکھا تھا کہ انڈیا میں میری جتنی اولادیں ہیں، انہیں ٹریپ کرے گا۔ ان میں سے کسی کو بھی اپنا قیدی بنا کر مجھے اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دے گا۔

پارس الپا اور اعلیٰ بی بی کے بارے میں یہ معلوم تھا کہ وہ تینوں ممبئی میں ہیں۔ آوڈی مین وہاں پہنچ کر ہر پانچ کلومیٹر کا ...ر کرتے ہوئے ممبئی کے ہر علاقے میں پہنچتے ہوئے ان میں سے کسی کی بھی آواز سن سکتا تھا اور یہ معلوم کر سکتا تھا کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ اس طرح وہ بابر کو اور برین ماسٹر کو ان کے پتے ٹھکانے تک پہنچا سکتا تھا۔

اس نے بابر کو مخاطب کیا۔ "بابر! میں زندگی میں پہلی بار فکر میں مبتلا ہو رہا ہوں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے فرہاد ہمارے آس پاس کہیں ہے اور اچانک ہی ڈرامائی انداز میں ہماری شہ رگ تک پہنچنے والا ہے۔"

وہ بولا۔ "سچ پوچھیے تو میں بھی بہت پریشان ہو گیا ہوں۔ پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے سوچ رہا ہوں کہ اس وقت کم بخت کو ڈپلیکیس مافیا تنظیم کے بارے میں کیسے معلوم ہو گیا؟ اور وہ کیسے جانتا ہے کہ آپ برین ماسٹر کہلاتے ہیں؟"

"اب تو مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ ہمیں بچہ سمجھ کر ہم سے کھیل رہا ہے۔ ہمیں دور ہی دور سے دیکھ رہا ہے۔ ہماری مطلوبہ چیزیں ہم تک پہنچا رہا ہے پھر ہم سے چھین رہا ہے۔ جیسے عدنان ایک بار تمہارے ہاتھ آتے آتے نکل گیا۔ جمائلہ بھی پچھلے تین دن اور تین راتوں سے تمہیں ملتے ملتے نہیں مل رہی ہے اور ہمارے کسی کام نہیں آ رہی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ فرہاد کسی طرح اسے کنٹرول کر رہا ہو اور اسے ہمارے کام آنے کا موقع نہیں دے رہا ہو؟"

"اب تو اس کے بارے میں کچھ بھی سوچا جا سکتا ہے۔ وہ کچھ بھی کر سکتا ہے اگر آج رات بھی جمائلہ نے مجھ سے ملاقات نہ کی، اور میرے ہاتھ نہ آئی تو میں یقین کر لوں گا کہ فرہاد دور ہی دور سے ہمیں تماشا بنتے دیکھ رہا ہے۔"

برین ماسٹر نے کہا۔ "اب وقت ہو رہا ہے اس ڈاکٹر کے اندر چلو، جو کوما میں رہنے والوں کی نگرانی کرتا ہے۔ ہم جلد ہی ان تینوں کے معاملے سے نمٹ لیں گے۔ اس کے بعد ہماری پہلی ترجیح یہی ہوگی کہ انڈیا میں پارس الپا اعلیٰ بی بی اور کبریا کو ٹریپ کیا جائے اور عدنان کو کسی بھی طرح تلاش کیا جائے۔"

بابر نے کہا۔ "آپ مجھ سے بہت زیادہ ذہین ہیں اور بہت بڑی تنظیم کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود میں ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں۔"

"ہاں بولو..... کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"آپ اس وقت جہاں بھی ہیں۔ وہ جگہ فوراً چھوڑ دیں اور کسی خفیہ پناہ گاہ میں چلے جائیں۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ کم بخت کہیں سے آپ کو دیکھ رہا ہوگا۔"

اب میں ایسا بھی پہنچا ہوا نہیں تھا کہ اتنی جلدی اس کی شہ رگ تک پہنچ جاتا لیکن ان کے دل بری طرح دہل گئے تھے اور اچھی طرح سہم گئے تھے۔ مجھے ایک آسیب کی طرح اپنے حواس پر مسلط کر لیا تھا۔

برین ماسٹر نے اس کے مشورے کو فوراً ہی مان لیا اور کہا۔"تم ٹھیک کہتے ہو میں ابھی یہ جگہ چھوڑ دیتا ہوں۔تم اس ڈاکٹر کے پاس جاؤ۔میں تھوڑی دیر بعد آ جاؤں گا۔"

اس وقت جینوا میں صبح کے سات بج رہے تھے۔میں نیند سے بیدار ہو گیا تھا۔چونکہ لوی سے ناراض ہو کر دوسرے کمرے میں آ گیا تھا۔اس لیے وہ بے چین تھی۔سو نہیں سکی تھی۔ایک تو میری فکر تھی کہ مجھے کس طرح منائے گی؟ دوسرا یہ کہ وہ دشمنوں کی بھی خیر خبر رکھنے کے معاملے میں بہت مستعد تھی۔ہر حال میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہتی تھی اور اب تو اس نے بابر کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا تھا۔اس کے ذریعے برین ماسٹر کی بہت سی مصروفیات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگی تھی۔

اس وقت بھی وہ بابر کے اندر پہنچی ہوئی تھی اور برین ماسٹر سے ہونے والی تمام باتیں سنتی رہی تھی اور یہ معلوم کر کے فخر حاصل کر رہی تھی کہ برین ماسٹر جیسا طاقتور اور پُراسرار شخص مجھ سے خوفزدہ ہے اور مجھ سے چھپنے کے لیے کسی خفیہ پناہ گاہ میں گیا ہے۔

وہ میری ذہانت اور برتری سے اور زیادہ متاثر ہو رہی تھی۔اسے مجھ پر پیار آ رہا تھا۔اس نے فون کے ذریعے رابطہ کیا پھر بڑی عاجزی اور محبت سے پوچھا۔"کیا مجھ سے ناراض ہو؟"

"اگر ناراض ہوتا تو کب کا یہاں سے جا چکا ہوتا۔میں نے کل رات ہی کہہ دیا تھا۔کہ تمہارے ساتھ رہوں گا مگر تم پر بھروسا نہیں کروں گا۔آخری بار آزماؤں گا کہ تم کس حد تک میرے ساتھ دیانتدار بن کر رہو گی؟"

"یہ تو تمہارا احسان ہے کہ مجھے اپنی دیانتداری ثابت کرنے کا موقع دے رہے ہو۔میں یہ آخری موقع ضائع نہیں کروں گی۔ابھی ایک بہت ہی ضروری کام کی بات کرنے آئی ہوں۔"

"وہ کام کی بات کیا ہے؟"

"امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ابھی ان تین کوما میں رہنے والے افسران کے اندر جائیں گے۔ڈاکٹر انجکشن کے ذریعے انہیں کوما سے نکالے گا تب وہ ان تینوں پر تنویمی عمل کریں گے۔اس کے بعد ان کے دماغوں کو لاک کر دیں گے تاکہ برین ماسٹر ان تک نہ پہنچ سکے۔ان امریکیوں کا خیال ہے کہ تم ان کے معاملے میں مداخلت نہیں کرو گے۔"

"درست خیال ہے۔میں ان کے کسی بھی معاملے میں دلچسپی نہیں لینا چاہتا۔"

"لیکن فرہاد! وہ برین ماسٹر تو ان کے راستے میں رکاوٹ بنے گا۔ہمیں بھی وہاں موجود رہنا چاہیے اور برین ماسٹر کو اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔"

"میں نے کہا ناں۔مجھے ان کے معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔تم مجھ سے کم سے کم بات کیا کرو۔"

"آخر کب تک مجھ سے ناراض رہو گے؟"

"میں یہ بھی کہہ چکا ہوں کہ تم سے ناراض نہیں ہوں لیکن کم سے کم بات کرنا چاہتا ہوں۔ہم ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے مگر ہمارے دل ایک نہیں ہوں گے۔"

وہ میری باتوں سے مایوس ہو رہی تھی۔اس نے کہا۔"ٹھیک ہے مگر ہم کام کی باتیں تو کر سکتے ہیں؟"

"امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے علاوہ کوئی دوسری بات کرو اگر وہ کام کی ہو۔"

"ایک اور اہم معلومات فراہم کر رہی ہوں اور وہ یہ ہے کہ برین ماسٹر تم سے بری طرح خوفزدہ ہے۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟ وہ بھلا مجھ سے کیوں خوفزدہ ہوگا؟"

"تم ہو ہی ایسے کہ دشمن تمہارا نام سن کر گھبرا جاتے ہیں۔اسے امریکی افسران کے خیالات پڑھ کر معلوم ہوا ہے کہ تم اس کی خفیہ تنظیم ڈپلیکیٹس مافیا کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ اس تنظیم کا سربراہ برین ماسٹر کہلاتا ہے۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ برین ماسٹر نے یہ ساری معلومات امریکی افسران کے اندر پہنچ کر معلوم کی ہیں؟ اور یہ سب کچھ معلوم کرنے کے بعد وہ مجھ سے خوفزدہ ہے؟"

"میرے پاس ایسی معلومات کا ایک بہت ہی اہم ذریعہ ہے۔میں اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے التجا کرتی ہوں کہ میں نے عالی کو اغوا کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے۔میری اس ایک غلطی کو معاف کر دو اور میری معلومات سے فائدہ اٹھاؤ۔"

میں نے اس کی التجا کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔"مجھے یہ بتاؤ کہ تمہاری معلومات کا اہم ذریعہ کیا ہے؟ تم برین ماسٹر کے بارے میں ایسے بات کر رہی ہو جیسے اسے قریب سے دیکھتی ہو؟ اور اس کی باتیں سنتی ہو؟"

"ہاں، ابھی تھوڑی دیر پہلے برین ماسٹر اور بابر کی باتیں سنتی رہی ہوں۔وہ دونوں تم سے خوفزدہ ہیں۔تم یقین نہیں کرو گے کہ وہ تمہارے بارے میں کیسی باتیں کر رہے تھے؟ اور اب کس طرح تم سے محتاط رہنے والے ہیں؟"

ابھی یقین کر لوں گا۔تم زیادہ باتیں نہ بناؤ سیدھے سوال کا سیدھا سا جواب دو۔تمہاری اہم معلومات اور یہ کیا ہے؟"

"میں ایک بہت اہم راز بتانے جا رہی ہوں۔وعدہ کرو مجھے دل سے معاف کر دو گے۔"

"ٹھیک ہے، اگر وہ تمہارا بہت ہی اہم راز ہوگا اور تم مجھے بتاؤ گی تو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔"

"تو پھر مجھے اپنے پاس بلاؤ۔مجھے گلے سے لگاؤ۔میں ایک ایسی بات کہنے والی ہوں۔جس کی تم توقع بھی نہیں کر سکتے۔"

اس نے مجھے تجسس میں مبتلا کر دیا۔اتنا تو یقین تھا کہ وہ ابھی کوئی بہت اہم بات کرنے والی ہے۔اس کا کوئی اہم راز ہے۔جسے بیان کرنے کے بعد وہ میرا دل جیت لینا چاہتی ہے۔

میں نے کہا۔"دروازہ کھلا ہے۔چلی آؤ۔"

وہ خوشی سے کھل گئی۔اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے کمرے سے نکل کر کوریڈور میں آئی پھر میرے دروازے پر پہنچی، اسے آہستگی سے کھولا۔تو وہ کھلتا چلا گیا۔میں اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔وہ دوڑتی ہوئی آ کر میری گردن میں بانہیں ڈال کر مجھ سے لپٹ گئی۔

پھر فرطِ مسرت سے رونے لگی۔میں نے کہا۔"میں ابھی تمہارے آنسو پونچھوں گا۔پہلے مجھے وہ اہم راز بتاؤ؟"

اس کے رخسار آنسوؤں سے بھیگ رہے تھے۔وہ بولی۔"فرہاد! میں تمہارے دشمن بابر عرف ڈمی فرہاد کے اندر جا سکتی ہوں، میں نے اسے اپنا تابعدار بنا لیا ہے۔"

میں نے حیرانی اور بے یقینی سے اسے دیکھا۔وہ مسکرا کر بولی۔"کیوں یقین نہیں آ رہا ہے؟"

بات ہی ایسی تھی کہ فوراً یقین نہیں آ سکتا تھا۔اب سے پہلے الپا عارضی طور پر بابر کے اندر پہنچی تھی پھر کچھ ایسا ہوا تھا کہ دوبارہ اس کے اندر نہ جا سکی۔بابر نے دماغی توانائی حاصل کر لی تھی۔

وہ بولی۔"مجھے پیار کرو۔میں ابھی یقین دلاتی ہوں۔"

میں نے اسے چوم لیا۔اپنے ہونٹوں سے اور چہرے سے اس کے آنسو پونچھنے لگا۔وہ سحر زدہ سی ہونے لگی۔میں نے کہا۔"میں نہیں چاہتا کہ جذبات میں بہنے لگوں پہلے کام ہونا چاہیے۔مجھے یقین دلاؤ۔"

وہ بولی۔"میرے اندر آ جاؤ۔"

میں اس کے اندر پہنچ گیا پھر اس نے ایک مخصوص آواز اور لب و لہجہ مجھے بتایا اور کہا۔"اسے ذہن میں نقش کر لو۔میں نے اسی آواز اور لب و لہجے کے ذریعے بابر کے دماغ کو لاک کیا ہے۔ابھی اسی طرح میرے اندر خاموش رہو۔میں اس کے اندر پہنچ رہی ہوں۔"

میں نے دوسرے ہی لمحے میں خود کو بابر کے اندر محسوس کیا۔اس کے خیالات پڑھنے لگا۔یہ تو میں جانتا تھا کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے آج رات اپنے تینوں ساتھیوں کو کوما سے نکالنے والے ہیں اور ان کے دماغوں کو لاک کرنے والے ہیں۔

الپا اور کرونا وہاں موجود تھیں۔بابر اور برین ماسٹر بھی ان کے اندر خاموش تھے اور یہ دیکھ رہے تھے کہ تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے ان تین کوما میں رہنے والوں پر تنویمی عمل کر رہے ہیں اور ایک مخصوص آواز اور لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کر رہے ہیں۔

یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد ہم دماغی طور پر حاضر ہو گئے۔وہ پھر میری گردن میں بانہیں ڈال کر فخریہ انداز میں بولی۔"کیوں.... میری تعریف نہیں کرو گے؟ میں نے بابر کو زیر کر کے اس ڈی فرہاد بننے والے کو اپنا غلام بنایا ہے۔"

"بے شک، تم نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔"

وہ بولی۔"اور دوسرا بڑا کام یہ کیا ہے کہ تمہاری نقل کرنے والے دشمن کے اندر تمہیں پہنچا دیا ہے۔تم جب چاہو جیسے چاہو۔اس کے اندر جا سکتے ہو اور جب چاہو اس کی موت بن سکتے ہو۔"

میں نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔"نہیں وہ میرے سامنے اوندھے منہ گر چکا ہے اور میں گرنے والے کو اور زیادہ گرانا نہیں چاہوں گا۔وہ برین ماسٹر تک پہنچنے کا بہت اہم ذریعہ ہے۔ہم اس کے اندر جاتے رہیں گے اور ماسٹر کی مصروفیات سے آگاہ ہوتے رہیں گے۔"

بے شک لوی نے بہت بڑا کام کیا تھا۔جو فرہاد بن کر مجھے چیلنج کر رہا تھا۔اسے زیر کر چکی تھی۔واقعی وہ بہت ہی ذہین اور تیز طرار تھی۔ناممکن کو ممکن بنانا جانتی تھی۔یہ کارنامہ انجام دینے کا سب سے بڑا انعام اس کے لیے یہی تھا کہ اسے میرا پیار ملتا رہے۔لہٰذا میں اسے ٹوٹ کر پیار دینے لگا۔

اس نے پوچھا۔"اب تو تم نے مجھے دل سے معاف کر دیا ہے ناں؟"

"ہاں، میں نے معاف کیا۔میرے خدا نے معاف کیا میں تمہیں بہت چاہوں گا، بہت پیار دوں گا لیکن تم ناقابل اعتماد ہو۔تم پر کبھی بھروسا نہیں کروں گا۔"

''میں بہت ضدی ہوں فرہاد! تمہارا اعتماد حاصل کر کے ہی رہوں گی۔ فی الحال بابر کے چور خیالات پڑھو۔ دیکھو کہ اس نے برین ماسٹر کے ساتھ کیسی کیسی پلاننگ کی ہے؟ اور کس طرح وہ انڈیا میں تمہارے بچوں کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے؟''

یہ تو میں پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں کہ برین ماسٹر اور بابر کس طرح غیر معمولی قوت سماعت رکھنے والے آوڈی مین کے ذریعے میرے بچوں کو ٹریپ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اپنی داستان کا تسلسل قائم رکھنے کے لیے جو باتیں پہلے کہی تھیں۔ وہ اب مجھے معلوم ہو رہی تھیں اور یہ بہت اہم باتیں تھی۔ دشمن میرے بچوں کو اپنے قابو میں کر کے اپنا قیدی بنا کر مجھے اپنے سامنے بہت ہی کمزور اور پستہ قد بنا دینا چاہتا تھا۔

میں نے فوراً الپا اور عالی سے کہا کہ وہ پارس کے دماغ میں آجائیں۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی ہم سب پارس کے اندر تھے۔ الپا نے کہا۔ ''ابھی میں آپ سے رابطہ کرنے والی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے تک ان کوما میں رہنے والوں کے اندر کرونا کے ساتھ تھی۔ کیا آپ وہاں کی رپورٹ سننا چاہیں گے؟''

میں نے کہا۔ ''بیٹی! مجھے وہاں کے متعلق سب کچھ معلوم ہے۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان تینوں کوما میں رہنے والوں کے دماغوں کو جن آوازوں اور لب ولہجوں کے ذریعے لاک کیا ہے۔ وہ سب مجھے یاد ہیں۔ میں ابھی ایک ضروری بات کہنے آیا ہوں۔''

وہ سب توجہ سے سننے لگے۔ میں نے کہا۔ ''برین ماسٹر کے دو دست راست ہیں۔ ایک بابر کے متعلق تو تم سب ہی جانتے ہو۔ دوسرا ایک اور شخص آوڈی مین ہے۔ وہ غیر معمولی قوت سماعت رکھتا ہے اور پانچ کلو میٹر دور تک ہونے والی باتیں صاف طور سے سن لیتا ہے۔''

میرے تمام بچے یہ جانتے تھے کہ دنیا کے تمام ممالک کے ریکارڈز روم میں میری اور ان کی ہسٹری موجود ہے۔ اور ہمارا پورا ریکارڈ آڈیو اور ویڈیو کی صورت میں وہاں رہتا ہے۔

میں نے کہا۔ ''برین ماسٹر اپنے اس آوڈی مین کو تم سب کی آواز اور لب ولہجہ سنائے گا اور آج کل میں اسے انڈیا بھیجے گا۔ تاکہ وہ ممبئی آکر یہاں کے ایک ایک علاقے میں جاتا رہے اور تمہاری آوازیں سن کر تمہارا سراغ لگاتا رہے کہ کہاں رہتے ہو؟ اور کیا کر رہے ہو؟''

پارس نے کہا۔ ''بے شک، وہ اپنی غیر معمولی قوت سماعت کے ذریعے ہم تک پہنچ سکتا ہے۔ برین ماسٹر اور بابر اس کے ذریعے اپنے آلہ کاروں کے ساتھ ہمارے پتے ٹھکانے تک آسکتے ہیں اور ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔''

عالی نے کہا۔ ''اس آوڈی مین کو الو بنانے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنی آواز اور لب ولہجے کو بدل لیں۔''

میں نے کہا۔ ''میں تم لوگوں سے یہی کہنے آیا ہوں۔ اس طرح آوڈی مین تم لوگوں کی تلاش میں بھٹکتا رہے گا اور اسے تمہاری وہ آوازیں سنائی نہیں دیں گی جو اسے سنائی گئی ہوں گی۔''

الپا نے اسی لمحے میں آواز اور لب ولہجہ بدل کر کہا۔ ''میں تو ابھی سے بدل گئی۔ اب آوڈی مین کا باپ بھی مجھ تک نہیں پہنچ سکے گا۔''

عالی نے کہا۔ ''مسٹر! آواز اور لب ولہجہ کون سا مشکل ہے؟ یہ تو پلک جھپکتے ہی بدل جاتا ہے۔''

وہ یہ باتیں آواز بدل کر بول رہی تھی۔ پارس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''تم دونوں نے تو آواز اور لب ولہجہ بدلنے میں ایک ذرا دیر نہیں لگائی۔ کیا میں تم لوگوں سے پیچھے رہوں گا؟''

وہ بھی یہ بات لب ولہجہ بدل کر بول رہا تھا۔ میں ہنسنے لگا میں اس وقت جینوا میں جھیل کنارے والے کاٹج میں تھا اور لومی میرے پاس بیڈ پر تھی۔ مجھے ہنستا دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔

اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''کیا بات ہے؟ مجھے بھی اپنی خوشیوں میں شریک کرو۔''

میں نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ ''میں بہت خوش ہوں۔ وہاں انڈیا میں پارس اور الپا اور عالی نے اپنی آواز اور لب ولہجہ بدل لیا ہے۔ وہ آوڈی مین ان تک کبھی نہیں پہنچ پائے گا۔''

اس نے پوچھا۔ ''اور کبریا؟''

''کبریا وہاں نہیں ہے۔ وہ بابا صاحب کے ادارے میں ہے۔''

''برین ماسٹر اور بابر وغیرہ کو یہ نہیں معلوم ہے کہ شیوانی اپنے بیٹے عدنان کے ساتھ رنگون میں ہے۔ وہ شاید ادھر نہیں جائے گا۔ ویسے میں نے شیوانی کا لب ولہجہ بدل دیا ہے لیکن عدنان قابو میں نہیں آتا۔ اس پر تنویمی عمل کروں تو وہ ایک آدھ گھنٹے میں ہی اس عمل کے اثر سے نکل جاتا ہے۔''

وہ کچھ سوچ کر بولی۔ ''برین ماسٹر اور بابر ہر طرف سے ہار چھتا کر تمہارے پوتے عدنان کو تلاش کریں گے اور آوڈی

[illegible] پہنچانا چاہیں گے۔''

[illegible] انہیں [illegible] ہی نہیں دیں گے۔ اب تو ہم بابر کے [illegible] سے [illegible] جاتے ہیں۔ وہ برین ماسٹر کے ساتھ جو [illegible] بنائے گا وہ ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ جب وہ [illegible] تک پہنچنے کی پلاننگ کریں گے تو ان سے نمٹ لیا جائے گا۔''

ادھر امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے ان تین ماہیوں کے دماغوں کو لاک کر کے مطمئن ہو گئے تھے۔ ان کے اندر کئی گھنٹے تک رہ کر ان کی نگرانی کرتے رہے تھے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہے تھے۔ کہ کوئی دشمن وہاں چھپا ہوا ہے۔ یا نہیں؟

انہیں اطمینان ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنی آرمی کے یوگا جاننے والے افسران کو یقین دلایا کہ آئندہ کوئی دشمن ان تینوں کے اندر نہیں پہنچ پائے گا۔

ان کا اطمینان عارضی تھا۔ آئندہ کبھی انکشاف ہونے والا تھا کہ ان تینوں کے اندر بابر اور برین ماسٹر ہی نہیں میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی چھپے رہتے ہیں اور لومی تو جیسے کوئی بلا تھی۔ سب ہی کے اندر پہنچ جاتی تھی۔ جہاں پہنچنے کا موقع نہیں ملتا تھا وہاں ہر ممکن طریقے سے راستہ بنانے کی کوشش کرتی تھی اور وہ کم بخت کامیاب بھی ہو جاتی تھی۔

ہم دونوں نے شاور لیا۔ پھر فریش ہونے کے بعد ناشتا کرنے بیٹھ گئے۔ اس کے بعد ارادہ تھا کہ سوئیٹزرلینڈ کے شمالی حصے میں جائیں گے۔ جہاں سال کے بارہ مہینے برف بھی رہتی ہے۔ وہاں کی برف اتنی ٹھوس ہوتی ہے کہ اسکی انگ کے کھیل تماشے وہیں ہوا کرتے ہیں۔

میں نے پوچھا۔ ''تمہیں اسکی انگ آتی ہے؟''

''ہاں، میں یہاں ہر سال آتی ہوں۔ میں نے اچھی خاصی ٹریننگ حاصل کی ہے۔ اب تو بڑی مہارت سے اسکی انگ کرتی ہوں۔ اور تم تو ہر فن مولا ہو یقیناً مہارت رکھتے ہو گے؟''

فون کا بزر بولنے لگا۔ لومی نے اسے اٹھا کر اسکرین پر نمبر پڑھے پھر مسکرا کر بولی۔ ''بابر مجھ سے بات کرنا چاہتا ہے۔''

اس وقت ہمارے قریب ٹی وی پر قاہرہ کے بازار کا ایک منظر دکھایا جا رہا تھا۔ میں نے کہا۔ ''ذرا ٹی وی کے نزدیک جا کر اس سے بات کرو۔ وہ اندازہ کرنا چاہتا ہے کہ تم آج کل کہاں ہو؟ اور کس کے ساتھ کس طرح کی زندگی گزار رہی ہو؟''

وہ اٹھ کر ٹی وی کے قریب جا کر مسکراتے ہوئے بولی۔ ''میں سمجھ گئی۔ تم کیا چاہتے ہو؟''

اس نے فون آن کر کے کان سے لگا کر کہا۔ ''ہیلو بابر!''

دوسری طرف سے اس نے بہت ہی بے چین ہو کر پوچھا۔ ''ہیلو، لومی! تم اس وقت کہاں ہو؟ کچھ تو بتاؤ؟ تم نے کہا تھا کہ شادی کر رہی ہو اور کسی خوش نصیب کے ساتھ ہنی مون منانے کہیں جا رہی ہو؟''

''ہاں، میں نے کہا تھا لیکن تم اتنے بے چین کیوں ہو؟''

''دیکھو لومی! تم میری بہترین دوست ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی کے فریب میں آجاؤ۔ بتا نہیں وہ خوش نصیب کون ہے۔ جس کے ساتھ تم آج کل وقت گزار رہی ہو؟''

''وہ جو کوئی بھی ہے۔ کیا تم مجھے نادان بچی سمجھتے ہو؟ میرا یہ لائف پارٹنر ایسا زبردست باڈی بلڈر ہے کہ میں تو اسے دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو گئی تھی۔ سب سے پہلے میں نے تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول تابعدار بنایا ہے۔ اس کے بعد شادی کی ہے اور اب اس کے ساتھ دن رات گزار رہی ہوں۔ کیا پھر بھی میرے لیے کوئی خطرہ ہو سکتا ہے؟''

''نہیں۔ واقعی، تم بہت محتاط رہنے کی عادی ہو۔ اور اپنا راز کسی کو بھی نہیں بتاتی ہو۔ مجھے بھی نہیں بتا رہی ہو۔ کہ وہ کون ہے؟ اور آج کل تم کہاں ہو؟''

وہ بولی۔ ''فون کے ذریعے اور تمہارے آلہ کار کے ذریعے رابطہ ہوتا رہتا ہے اور ہم ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ کیا اتنا کافی نہیں ہے؟''

وہ بولا۔ ''میں حیران ہوں لومی! یہ دسمبر کا مہینا ہے۔ کرسمس ڈے قریب ہے۔ ان دنوں دنیا کے کتنے ہی دولت مند اور شوقین خواتین اور حضرات سوئیٹزرلینڈ جاتے ہیں۔ وہاں اس وقت اسکی انگ کے کھیل تماشے قابل دید ہوں گے اور ہنی مون منانے والے تو وہاں ضرور جاتے ہیں لیکن ....''

لومی نے مسکرا کر پوچھا۔ ''لیکن کیا...؟''

وہ بولا۔ ''میں یہ دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں کہ تم کسی عرب ملک میں ہو۔ تمہارے قریب جو شور سنائی دے رہا ہے اور کبھی کبھی جو آوازیں آرہی ہیں۔ اس سے تو یہی اندازہ ہو رہا ہے کہ تم شام اردن یا مصر کے کسی بازار میں ہو؟''

لومی نے گھبرانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔ ''اوہ

گاڈ! تم تو بہت ہی چالاک ہو؟ فون پر رابطہ ہوتے ہی سمجھ گئے کہ میں اس وقت مصر کے کسی شہر کے کسی بازار میں ہوں۔ میں اب فون بند کر رہی ہوں۔ اپنے آلہ کار کے اندر آؤ، وہیں بات ہوگی۔"

وہ فون بند کرتے ہی قہقہہ لگاتے ہوئے میرے پاس آئی پھر میرے گلے کا ہار بن کر بولی۔ "اوہ فرہاد! تم نے بروقت اچھا آئیڈیا دیا۔ وہ کم بخت سمجھ رہا ہے کہ میں مصر کے کسی بازار میں ہوں۔"

پھر وہ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ "اگر تم چاہو تو میرے اندر رہ کر ہماری باتیں سن سکتے ہو؟"

میں نے کہا۔ "میں کچھ ضروری خیال خوانی میں مصروف رہنا چاہتا ہوں۔"

"تم تو دن رات خیال خوانی میں ہی مصروف رہتے ہو۔ تھوڑی دیر انجوائے کرلو۔ میرے اندر آکر دیکھو کہ ہم کیا باتیں کرتے ہیں؟ اس کے بعد چلے جانا۔"

میں اس کے اندر پہنچا۔ وہ بابر کے ایک آلہ کار کے اندر پہنچ کر بولی۔ "ہیلو، کیا تم موجود ہو؟"

"ہاں، تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ یہ دسمبر کا مہینا ہے۔ ویسے عرب ملک میں بھی اچھی خاصی سردی ہوگی؟ تعجب ہے کہ تم سوئیٹزرلینڈ کیوں نہیں گئیں؟"

"تم یقین نہیں کرو گے۔ میں سوئیٹزرلینڈ میں ہی ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "کیا مجھے بالکل ہی نادان سمجھتی ہو؟"

وہ ذرا گھبراہٹ کا اظہار کرتے ہوئے اور ہچکچاتے ہوئے بولی۔ "وہ... بات دراصل یہ ہے کہ... میں جینوا کے ایک علاقے کے شاپنگ سینٹر میں تھی، وہ... وہاں ایک بڑے سے ٹی وی اسکرین پر قاہرہ کے بازار کا منظر دکھایا جارہا تھا۔ میں تم سے بات کر رہی تھی اور تم نے یہ سمجھ لیا کہ میں کسی عرب ملک کے بازار میں ہوں۔"

"اچھا، تو تم جینوا میں ہو؟"

"ہاں، میں اب اپنی کار میں آکر بیٹھ گئی ہوں۔ اور... اور اپنے ہوٹل کی طرف جارہی ہوں۔"

بابر کا قہقہہ سنائی دیا پھر اس نے کہا۔ "تم تو مجھے بالکل ہی اناڑی سمجھ رہی ہو؟ ایک تو تم ہنی مون منانے گئی ہو۔ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پاس بے حساب دولت ہوتی ہے۔ کیا تم ایسے وقت کسی ہوٹل میں رہو گی؟ نہیں، جینوا میں جو جھیل ہے۔ وہاں کے مناظر بہت ہی دل فریب ہوتے ہیں۔ ہنی مون منانے والے وہیں کسی نہ کسی کاٹیج میں دن رات گزارتے ہیں۔ اس بار تم باتیں بنانے اور جھوٹ بولنے میں سراسر ناکام رہی ہو۔"

"بھئی! اب میں تم سے بحث کیا کروں؟ تم جو سمجھ رہے ہو سمجھتے رہو۔ لیکن خبردار! قاہرہ کی طرف نہ آنا۔"

"اوہ نومی! میں تمہیں اپنی مصروفیات بتا چکا ہوں۔ یہ بھی کہہ چکا ہوں کہ جمائلہ سے میری دوستی ہے اور جمائلہ ابھی قاہرہ میں ہے۔ میں آدھا گھنٹا پہلے ہی ایک فلائٹ کے ذریعے قاہرہ پہنچ گیا ہوں۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ابھی یہ معلوم ہوتے ہی کہ میں قاہرہ میں ہوں۔ تم باتیں بنا رہے ہو۔ وہاں پہنچے نہیں ہو بلکہ اب میرا پیچھا کرنے کے لیے پہنچنے والے ہو۔"

"بائی گاڈ نومی! میں ایسا کچھ نہیں کر رہا ہوں۔ جمائلہ میرے لیے بہت ضروری ہے۔ میں اس سے ملنے کے لیے یہاں آیا ہوں۔ میں کبھی تمہاری طرف رخ نہیں کروں گا، اگر تمہیں کوئی اندیشہ ہے تو تم صرف دو دنوں کے لیے قاہرہ سے کہیں چلی جاؤ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا پیچھا نہیں کروں گا۔ کروں گا تو مجھ پر پھر کبھی بھروسا نہ کرنا۔ مجھ سے دوستی ختم کرلینا۔"

"ٹھیک ہے، میں دو چار دن کے لیے یا ایک آدھ ہفتے کے لیے دوسری جگہ جارہی ہوں۔ جب مجھے یقین ہوجائے گا کہ تم یہاں نہیں ہو تو واپس آؤں گی۔ دراصل میرا لائف پارٹنر قاہرہ کے تاریخی مقامات کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرنا اور یہاں کی تاریخ پر ایک کتاب لکھنا چاہتا ہے۔ اس لیے میں اس کے ساتھ یہاں رہنے پر مجبور ہوں۔ بہرحال میں ایک آدھ ہفتے کے لیے یہاں سے جارہی ہوں۔"

"شکریہ، میں بھی تم سے وعدہ کرتا ہوں' کل یا پرسوں یہاں سے چلا جاؤں گا۔ تمہارے شوہر کو قاہرہ کی قدیم تاریخ سے دلچسپی ہے۔ لہٰذا انہیں یہاں آکر رہنا چاہیے۔"

"آیندہ مجھے کہاں رہنا چاہیے یہ میں خود ہی فیصلہ کروں گی۔ تم یہ بتاؤ' مجھ سے کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"تم یقین کرو۔ صرف تمہاری خیریت معلوم کرنے کے لیے رابطہ کیا ہے۔ تم سے یہ توقع نہیں ہے کہ اپنے کسی اہم معاملے میں مجھے شریک کرو گی۔ ویسے میں تمہیں الزام نہیں دے رہا ہوں۔ ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے تمام معاملات ایک دوسرے سے چھپاتے ہیں۔ ویسے ایک بات بتاؤ گی؟"

"ہاں، پوچھو؟"

’’کیا تم صرف ہنی مون مناتی رہو گی؟ اور اس دوران میں کسی بھی معاملے سے دلچسپی نہیں رکھو گی؟ خیال خوانی نہیں کرو گی؟ اگر سچ بول سکتی ہو تو مجھے بتاؤ۔ کیا عدنان کے معاملے میں دلچسپی نہیں لے رہی ہو؟‘‘

’’تم کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے پوچھ لو۔ وہ ایک دوسرے کے متعلق تجسس میں مبتلا رہتا ہے۔ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ کون اس وقت کیا کر رہا ہے؟‘‘

وہ ذرا ٹھہر کر بولی۔ ’’جب میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں تو پھر میں بھی تجسس میں مبتلا رہتی ہوں جب میرا محبوب لائف پارٹنر مجھے چھوڑ کر تاریخی معاملات سے دلچسپی لیتا رہتا ہے تو پھر میں خیال خوانی میں مصروف ہو کر معلوم کرتی ہوں کہ کون اس وقت کہاں ہے؟ اور کیا کرتا پھر رہا ہے؟ اور اسی تجسس کے زیر اثر میں تم سے پوچھتی ہوں کہ جمائمہ سے دلچسپی لینے کے علاوہ اور کیا کرتے پھر رہے ہو؟‘‘

’’میری تمام دلچسپی اور تمام توجہ صرف جمائمہ پر ہے۔ میں فی الحال کسی اور معاملے میں دلچسپی نہیں لے رہا ہوں۔‘‘

’’سفید جھوٹ بول رہے ہو۔ فرہاد کے جتنے دشمن ہیں؟ خواہ وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔ ان سب کی توجہ اس کے پوتے عدنان کی طرف ہے۔ سب ہی اسے تلاش کر رہے ہیں۔ یہ کوئی نہیں مانے گا کہ تم اسے تلاش نہیں کر رہے ہو۔‘‘

’’تم مانو یا نہ مانو۔ اس بچے نے مجھے بری طرح تھکا دیا ہے۔ یہ میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں کہ وہ تمہارے ہی قبضے میں ہے اور تم نے اسے بڑی ہی راز داری سے کہیں چھپا رکھا ہے۔ اس کامیابی کے بعد ہی تم مطمئن ہو۔ فرہاد کو اپنے دباؤ میں رکھنے کے بعد بڑے آرام سے ہنی مون منا رہی ہو۔‘‘

وہ ہنسنے لگی۔ اس نے کہا۔ ’’بہت خوش ہو رہی ہو؟ اپنا راز دار بنا کر مجھے بھی خوش ہونے کا موقع دو۔ تم دوست بن کر میرا بھلا کر سکتی ہو۔‘‘

’’میں بھلا تمہارا کیا بھلا کر سکتی ہوں؟‘‘

’’میں فرہاد سے اپنا ایک مطالبہ منوانا چاہتا ہوں۔ وہ اپنے پوتے کی سلامتی اور تحفظ کی خاطر تمہاری بات مان جائے گا اور میرا مطالبہ مان لے گا۔‘‘

’’بائی داوے تمہارا مطالبہ کیا ہے؟‘‘

’’جب تم تسلیم ہی نہیں کر رہی ہو کہ عدنان تمہارے قبضے میں ہے تو میں تمہیں کیا بتاؤں؟‘‘

’’فرض کرو اگر وہ میرے قبضے میں ہوتا تو فرہاد سے کیا مطالبہ منواتے؟‘‘

’’پہلے تم تسلیم کرو کہ وہ بچہ تمہارے قبضے میں ہے۔‘‘

’’چلو، تسلیم کرتی ہوں۔‘‘

’’مجھے یہ بتاؤ کہ وہ کس ملک میں ہے؟ میں پتا ٹھکانا نہیں پوچھوں گا۔ ملک کا نام بتا دو؟‘‘

’’میں نے ان ماں بیٹے کو انڈونیشیا میں آرام سے رکھا ہے۔‘‘

’’تم مجھے ٹالنے کے لیے کسی ایک ملک کا نام لے رہی ہو۔‘‘

’’میں سچ بول رہی ہوں اور تم یقین بھی کر رہے ہو لیکن مجھے ٹال رہے ہو۔ فرہاد سے جو مطالبہ کرنا چاہتے ہو وہ مجھے بتانا نہیں چاہتے۔‘‘

’’مجھے تم پر یقین آ جائے گا تب ہی تمہیں وہ بات بتاؤں گا۔‘‘

’’تم سے راز داری کی بات نہ کی جائے تو بہتر ہے۔ میں نے ابھی بالکل سچ کہا ہے اور اس لیے سچ کہا کہ تم لاکھ کوشش کے باوجود انڈونیشیا میں ان ماں بیٹے کو تلاش نہیں کر سکو گے۔ کیونکہ میں نے دونوں کو گونگا بنا دیا ہے۔ ان کی آواز کوئی دوسرا تو کیا وہ خود بھی نہیں سن سکتے۔ اب میں جا رہی ہوں۔ تم سے بات کرتی ہوں، تو خواہ مخواہ وقت ضائع ہوتا ہے۔ نہ خود کو فائدہ پہنچاتے ہو نہ مجھے کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔‘‘

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ دماغی طور پر میرے پاس حاضر ہو گئی۔ میں اس وقت ناشتے کی میز پر سے اٹھ گیا تھا اور قریب ہی ایک ایزی چیئر پر نیم دراز ہو کر خیال خوانی کر رہا تھا۔

میں نے اسے دیکھا وہ مسکرا کر بولی۔ ’’کیا خیال ہے؟ کیا آؤٹنگ کے لیے نہیں چلنا ہے؟‘‘

میں نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ ’’تم چینج کرو۔ میں بھی تیار ہو رہا ہوں لیکن اس سے پہلے ذرا خیال خوانی کرو۔ کسی پرائیویٹ فلائنگ کمپنی میں پہنچو اور ہیلی کاپٹر میں دو سیٹیں حاصل کرو۔‘‘

’’یعنی ہم سوئٹزرلینڈ کے شمالی علاقوں میں جا رہے ہیں؟ اور وہاں دو چار روز قیام کریں گے؟‘‘

میں نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ وہ خوش ہو کر بولی۔ ’’آئی لو یو فرہاد! میں ابھی تیاریاں کرتی ہوں ہوں ویسے تم ابھی کیا کر رہے ہو؟‘‘

میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب آتے ہوئے

’’میں ایسا کام کر رہا ہوں کہ سنو گی تو خوشی سے لپٹ پڑو گی۔ بلکہ خوشی سے پاگل ہو جاؤ گی۔‘‘

وہ بے چینی سے بولی۔ ’’ایسی کیا بات ہے؟ مجھے فوراً بتاؤ؟‘‘

’’میں یہاں کے رجسٹرار سے رابطہ کر رہا ہوں۔ ابھی ہم یہاں سے جائیں گے اور ہماری کورٹ میرج ہو گی۔‘‘

وہ خوشی سے چیختی ہوئی چھلانگ لگاتی ہوئی مجھ پر آئی اور میری گردن میں بانہیں ڈال کر لپٹ گئی۔ میرے چہرے میری گردن کو جگہ جگہ سے چومنے لگی۔ وہ جیسے سچ مچ پاگل ہو رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایسا خون سمٹ آیا تھا جیسے مسرتوں کا میلہ لگ رہا ہو اور اس میلے میں وہ اِدھر سے اُدھر میرے وجود پر بھٹک رہی ہو۔

میں نے کہا۔ ’’میں تمہارے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرنا نہیں چاہتا۔ باقاعدہ اپنی شریک حیات بنانا چاہتا ہوں۔ اس لیے میں نے اتنا بڑا فیصلہ کیا ہے۔‘‘

’’تمہارا یہ فیصلہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ میں اسے زندگی بھر نہیں بھولوں گی اور ہمیشہ تمہاری وفادار اور تابعدار بن کر رہوں گی۔ تمہیں کسی مرحلے پر کسی بھی پہلو سے ناراض نہیں ہونے دوں گی۔‘‘

’’نومی! میں یہ تعلق جائز کر رہا ہوں اور یہ جائز ہو جائے گا۔ اس کے باوجود میرے اسلامی نقطہ نظر سے ہماری ازدواجی زندگی مکمل جائز نہیں ہو گی۔‘‘

’’تو تم مجھے بتاؤ کہ کس طرح جائز ہو گی؟ میں اس پر عمل کروں گی۔‘‘

’’کیا تم اسلام قبول کرو گی؟‘‘

اس نے چونک کر مجھے دیکھا۔ ایک گہری سانس لی پھر بڑے جذبے سے بولی۔ ’’دل سے قبول کروں گی۔ ابھی قبول کروں گی۔‘‘

’’تو پھر جاؤ غسل کرو۔‘‘

’’ابھی صبح تو کیا تھا؟‘‘

’’پھر ایک بار تمہیں پوری طرح پاک و صاف ہونا پڑے گا۔ میں یہاں معلوم کرتا ہوں کہ کوئی عالم دین یا کوئی نکاح پڑھانے والا قاضی ہے یا نہیں؟ اگر ہوا تو تم اس کے سامنے اسلام قبول کرو گی پھر مجھ سے نکاح قبول کرو گی۔‘‘

’’اگر یہاں کوئی نہ ہوا تو؟‘‘

’’تو پھر میں تمہیں اپنے سامنے بٹھا کر کلمہ پڑھواؤں گا۔ میرے دین سے تعلق رکھنے والی چند بنیادی باتیں تمہیں سمجھاؤں گا۔‘‘

وہ مجھ سے ذرا الگ ہوئی، مگر پھر بھی لگی رہی اور بولی۔

’’ایک بات کہوں؟‘‘

’’ہاں، ضرور کہو۔‘‘

’’تم مجھے اپنے دین میں شامل کر رہے ہو اور میں بھی بڑے جذبے سے اسلام قبول کر رہی ہوں۔ تو جناب علی اسد اللہ تبریزی کو تو کوئی شکایت نہیں ہو گی؟ وہ میرے دماغ میں آ کر میری سچائی کو خود سمجھ لیں گے۔ کیا وہ ہمارا نکاح نہیں پڑھا سکتے؟‘‘

میں نے چونک کر اسے دیکھا پھر کہا۔ ’’یہ خیال میرے ذہن میں کیوں نہیں آیا؟ دراصل میں یہ شادی کسی پر فی الحال ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اعلیٰ حضرت (جناب تبریزی) سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ میں ابھی ان سے رابطہ کرتا ہوں۔ ویسے پہلے ہم نہا دھو کر پوری طرح پاک صاف ہو جائیں پھر ان سے رابطہ کیا جائے گا۔‘‘

ہم دونوں الگ الگ باتھ روم میں چلے گئے۔ پندرہ منٹ کے بعد ہی ہم نے دوبارہ طہارت کے تقاضے پورے کیے۔ دوسرا لباس تبدیل کیا۔ پھر ایک کمرے میں آ کر آمنے سامنے بیٹھ گئے۔

میں نے اعلیٰ حضرت کو مخاطب کیا۔ انہوں نے پوچھا۔

’’ہوں تو تم نومی کرسٹل کو اپنے نکاح میں لانا چاہتے ہو؟‘‘

میں نے کہا۔ ’’اعلیٰ حضرت! آپ سے دل کی بات چھپی نہیں رہتی۔ آپ تو سب ہی جانتے ہیں۔ کیا میرا یہ فیصلہ درست ہے؟‘‘

انہوں نے کہا۔ ’’جو کام بھی جائز ہو گا۔ وہ درست ہی ہو گا۔‘‘

’’کیا آپ نومی سے مطمئن ہیں؟ کیا وہ میرے ساتھ دیانت دار ہے اور یہ کہ وہ دل سے اسلام قبول کرے گی؟‘‘

’’ہاں، میں مطمئن ہوں۔ اس سے کہو میں ابھی اس کے اندر آ کر اسے کلمہ پڑھاؤں گا لیکن اس سے پہلے تم اسے وضو کراؤ۔ یہ ابتدائی اور اہم باتیں تمہیں سکھانی ہوں گی۔ میں دس منٹ کے بعد اس کے پاس آؤں گا۔‘‘

میں نے نومی کو خوش خبری سنائی۔ ’’اعلیٰ حضرت راضی ہیں اور ابھی دس منٹ کے بعد تمہارے اندر آئیں گے۔ اس سے پہلے تمہیں وضو کرنا چاہیے۔ میرے ساتھ باتھ روم میں چلو۔‘‘

میں اس کے ساتھ وہاں آیا پھر اسے سکھانے لگا کہ کس طرح وضو کیا جاتا ہے۔ وہ میری ہدایت کے مطابق عمل کرنے لگی۔ وضو کرنے کے بعد سر کو اسکارف سے ڈھانپ لیا پھر اسی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جا سکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

کمرے میں آکر بیٹھ گئی۔

میں نے کہا۔ ”نومی! یہ تمہارے لیے بہت بڑا اعزاز ہے کہ جناب علی اسد اللہ تبریزی تمہارا نکاح مجھ سے پڑھا رہے ہیں۔“

وہ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ ”میرا دل خوف سے اور خوشی سے کانپ رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت میرے اندر آنے والے ہیں۔ آج میں خود کو دنیا کی سب سے خوش نصیب عورت سمجھ رہی ہوں۔“

میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ پر سے ہٹاتے ہوئے کہا۔ ”ابھی مجھ سے فاصلہ رکھو۔ نکاح سے پہلے میرے قریب نہیں آؤ گی اور نہ ہی ہم دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں گے۔“

چند سیکنڈ کے بعد ہی اعلیٰ حضرت نومی کے اندر آئے۔ تو وہ خوشی اور خوف سے اور بڑے جذبے سے لرز رہی تھی سہمی ہوئی تھی۔ میں بھی اس کے اندر تھا۔

انہوں نے کہا۔ ”بیٹی! حوصلہ رکھو۔ تم ایک نئی زندگی نہایت ہی نیک نیتی سے شروع کرنے جا رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔“

وہ اسے حوصلہ دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا۔ ”کوئی بھی جائز کام کبھی چھپ کر نہیں کیا جاتا، اس لیے اس وقت آمنہ فرہاد، الپا، اعلیٰ بی بی اور کبریا جتنے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے فرہاد کی فیملی میں ہیں۔ وہ سب یہاں موجود ہیں۔ سونیا پارس اور پورس وغیرہ کو اس شادی کے بارے میں مختصراً بتا دیا گیا ہے۔ تمہارے اسلام قبول کرنے اور نکاح قبول کرنے کی ایک ایک رپورٹ ان کے پاس پہنچتی رہے گی۔“

نومی یہ تمام باتیں سن رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میری فیملی میں آنے سے پہلے ہی اسے اتنی عزت اور مان مرتبہ ملے گا۔

اعلیٰ حضرت نے کہا۔ ”آؤ بیٹی! اب پڑھو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.....“

جیسا کہ نومی کے بارے میں بیان ہو چکا ہے، وہ سونیا کی ہم شکل تھی۔ اس نے بچپن سے سونیا کو اپنے ذہن میں نقش کر لیا تھا اور اسی کی طرح ذہین بننے کی تربیت حاصل کرتی رہی تھی۔ اس نے ٹیلی پیتھی کا علم سیکھا تھا اور اس علم کا تقاضا یہ ہے کہ خیال خوانی کرنے والوں کو زیادہ سے زیادہ زبانیں آنی چاہیے۔ اس لیے وہ انگریزی، فرانسیسی، جرمنی، چینی، جاپانی، اردو اور عربی زبانیں بہت پہلے ہی سیکھ چکی تھی۔ اگرچہ اس نے کبھی کلام پاک کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ اسے کبھی پڑھا نہیں تھا لیکن عربی اچھی طرح سمجھتی تھی اور عربی بولنے والوں کے لب و لہجوں کو بڑی آسانی سے گرفت میں لے لیا کرتی تھی۔

اس وقت اعلیٰ حضرت نے کہا۔ ”پہلا کلمہ پڑھو۔“ پھر انہوں نے پڑھایا۔ تو وہ ان کے ساتھ ساتھ پڑھنے لگی۔ کلام پاک کی ایک آیت بھی ان کے ساتھ ساتھ بڑی روانی سے پڑھتی گئی۔

پھر انہوں نے کہا۔ ”چونکہ تم اسلام قبول کر رہی ہو۔ اس لیے میں تمہیں اپنی بیٹی بنا رہا ہوں۔ آج سے تمہارا اسلامی نام ثنا علی تبریزی ہوگا اور تم ثنا تبریزی کہلاؤ گی۔“

جب اس نے اسلام قبول کر لیا تو سب سے پہلے آمنہ نے کہا۔ ”ثنا تبریزی! تم اب مسلمان ہو۔ ہم میں سے ایک ہو۔ میں تمہیں ایک نئی اسلامی زندگی کی مبارک باد دیتی ہوں۔“

الپا نے بھی مبارک باد دی۔ اعلیٰ بی بی اور کبریا نے کہا۔ ”ہماری طرف سے بھی مبارک باد قبول کریں۔ ابھی نکاح پڑھایا جائے گا۔ اس کے بعد ہم ہمیشہ آپ کو اپنی ممی کہاں کریں گے۔“

پھر جناب تبریزی نے میرا اور اس کا نکاح پڑھایا۔ ہم نے ایک دوسرے کو قبول کیا۔ سب ہی ہمیں مبارک باد دینے لگے۔ اعلیٰ بی بی نے کہا۔ ”میں نے مما کو یہ ساری باتیں بتائی ہیں۔ وہ بھی مبارک باد دے رہی ہیں اور خاص طور پر ممی کو مبارک باد کہہ رہی ہیں۔“

خوشی کے مارے ثنا تبریزی کی آنکھوں سے آنسو اس طرح بہہ رہے تھے کہ رک نہیں رہے تھے۔ وہ بولی۔ ”عالی اور کبریا! میں نے ماضی میں تمہاری مما سے بڑی دشمنی کی ہے۔ میں سخت شرمندہ ہوں۔ انہوں نے مجھے قبول کیا ہے۔ میں کس دل سے ان کا شکریہ ادا کروں؟ اور کس طرح ان کے قدموں میں جا گروں؟ میں ہمیشہ تمہاری مما کے قدموں کی خاک بن کر رہوں گی۔“

جناب تبریزی نے کہا۔ ”ایک باپ اپنی بیٹی کو کسی کے نکاح میں دینے کے بعد اسے کچھ نہ کچھ دیتا ہے۔ میں اپنی بیٹی ثنا تبریزی کو ایک بہت بڑا اعزاز دے رہا ہوں۔ آج سے بابا صاحب کے ادارے کا دروازہ ثنا تبریزی کے لیے کھلا رہے گا۔“

یہ سنتے ہی ثنا خوشی سے چیخ مار کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور کہنے لگی۔ ”ہائے۔ میں اس قابل نہیں ہوں۔ مجھے اتنا بڑا رتبہ دیا جا رہا ہے۔ کتنا مان دیا جا رہا ہے۔ اتنا اعتماد مجھ پر

[illegible] اللہ! مجھے پہلے عقل کیوں نہ آئی؟ میں نے [illegible] راستہ اختیار کیا؟ یا اللہ تعالیٰ تیرے بندوں [illegible] عالی کہا ہے۔ تو بھی مجھے معاف کر دے...“

وہ بولتی جا رہی تھی۔ اور روتی جا رہی تھی۔ نکاح میں [illegible] ہونے والے تمام افراد اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ [illegible] بڑی شدت سے اس پر مسلط ہو گئی ہیں۔ اس لیے وہ [illegible] ہے۔ لہٰذا وہ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ ان کے [illegible] ہی میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر سینے سے لگا لیا اور [illegible] پیار سے اس کے آنسو پونچھنے لگا۔

☆☆☆

عالی اور ایمان علی کی ملاقات بڑے ہی ڈرامائی انداز میں ہوئی تھی۔ وہ دونوں حیدر آباد دکن میں تھے۔ ایمان علی کے متعلق کچھ تفصیلات پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ وہ خاندانی رئیس تھا۔ جب اس کے کھیلنے کودنے کی عمر تھی تب سے اس کے دل میں علم نجوم سیکھنے کا شوق پیدا ہوا تھا اور وہ رفتہ رفتہ یہ علم حاصل کرتا رہا تھا۔ جیسے جیسے علمی صلاحیت بڑھتی گئی۔ ویسے ویسے ہی وہ علم فلکیات کے حوالے سے زائچہ بنانا ہاتھ کی لکیروں کو پڑھنا اور چہروں اور آنکھوں کو پڑھنا سیکھتا رہا۔ کچھ تو اس کی لگن تھی اور کچھ خداداد صلاحیت تھی۔ جس کی نتیجے میں اس نے ان تمام علوم میں مہارت حاصل کر لی تھی۔

عالی حیدر آباد سے ممبئی جانا چاہتی تھی۔ ایمان علی نے پہلی ہی ملاقات میں پیش گوئی کی۔ ”تم ابھی ممبئی نہیں جا سکو گی۔ میں خود جانا چاہتا ہوں اور شاید میں بھی نہ جا سکوں۔“

بعد میں اس کی یہ پیش گوئی درست ثابت ہوئی تھی۔ ان والوں نے ممبئی جانے والی فلائٹ کے ٹکٹ ضرورت مند حاجیوں کے رشتے داروں کو دے دیے تھے۔ تاکہ وہ حج کرنے والوں کو ممبئی تک جا کر الوداع کہہ سکیں۔

وہ خوبرو اور قد آور باڈی بلڈر تھا اور بہت ہی زبردست فائٹر تھا۔ اس نے پہلی ہی ملاقات میں عالی کو گھیرنے والے غنڈوں سے مقابلہ کیا تھا۔ بڑی ہی ماہرانہ فائٹنگ کا مظاہرہ کیا تھا۔ حملہ کرنے والوں کو زبردست انداز میں شکست دی تھی۔ یہ ساری باتیں ایسی تھیں کہ عالی اس سے متاثر ہونے لگی تھی۔ اگرچہ وہ خود غنڈوں کا مقابلہ کر سکتی تھی لیکن اس نے ایسی کسی صلاحیت کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ چپ چاپ ایمان علی کو آزماتی رہی تھی اور یہ بھی اسے نہیں بتایا تھا کہ وہ خیال خوانی جانتی ہے اور فرہاد علی تیمور کی بیٹی ہے۔

وہ ایمان علی کے ساتھ اس کی محل نما کوٹھی میں گئی تھی۔ وہ دکن کے نوابوں کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ ان کا رکھ رکھاؤ اور ان کی شان و شوکت نوابوں جیسی تھی۔ ایمان علی یتیم تھا، اس کا چچا نواب غیاث الدین ایک بہت بڑی ٹوبیکو کمپنی کا مالک تھا۔ کروڑ پتی ہونے کے باوجود اپنے بھتیجے ایمان علی سے دشمنی رکھتا تھا۔

اس دشمنی کی دو بڑی وجوہات تھیں۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ اپنی بیٹی کو ایمان علی سے منسوب کرنا چاہتا تھا اور اس نے بڑی معذرت سے کہا تھا۔ ”چچا جان! میں اپنے علم کے ذریعے یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ کی صاحبزادی میری شریک حیات نہیں بن سکیں گی۔“

اس کے چچا نے غصے سے کہا۔ ”جہنم میں جائے تمہارا علم۔ خواہ مخواہ نجومی بنے پھرتے ہو۔ ہمارے بچوں کی شادیاں ہمیشہ خاندان میں ہی ہوتی آئی ہیں۔ اس مرتبہ بھی ہوگی اگر تم نے انکار کیا تو اس کے برے نتائج تمہارے سامنے آئیں گے۔“

”میرا علم تو یہ بھی کہتا ہے کہ انکار کی صورت میں آپ مجھ سے نفرت کریں گے۔ علیحدگی اختیار کر لیں گے اور دشمنوں جیسا سلوک کریں گے، جب تقدیر میں یہ سب کچھ لکھا ہوا ہے تو مجھے اسے بھگتنا ہی ہوگا۔“

نواب غیاث الدین کی دشمنی کی دوسری وجہ یہ تھی کہ ایمان علی کے پاس بہت ہی بیش قیمت اور نایاب ہیرے جواہرات تھے۔ ان کی ایک تاریخی اہمیت تھی اور وہ کروڑوں ڈالرز میں فروخت ہو سکتے تھے۔ کچھ خاندانی ہیرے جواہرات نواب غیاث الدین کے حصے میں آئے تھے لیکن وہ ان سے مطمئن نہیں تھا۔ سب کے سب ایمان علی سے ہتھیا لینا چاہتا تھا۔

اسی مقصد کے لیے اس نے اسے داماد بنانا چاہا اور ناکام رہا۔ اب اس کے خلاف سازشیں کر رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ پہلے تو وہ اسے مختلف انداز میں دہشت زدہ کرے گا اور مجبور کرے گا کہ وہ اس کا داماد بن جائے اور اگر وہ راضی نہ ہوا تو اس طرح اسے نقصان پہنچائے گا کہ وہ تمام ہیرے جواہرات اس کے قدموں میں خود ہی لا کر رکھ دے گا۔ اس کے بعد بھی کام نہ بنا تو وہ اسے موت کے گھاٹ اتار دے گا۔

ستارہ شناس ایمان علی خوب سمجھ رہا تھا کہ اس کے ستارے گردش میں ہیں۔ اپنے زائچے کا خوب اچھی طرح مطالعہ کرنے کے بعد یہ بھی سمجھ رہا تھا کہ اس کی زندگی میں آنے والی ایک انتہائی خوبصورت لڑکی اسے گردش سے نکالے گی اور دشمنوں کو گردش میں لے آئے گی۔

عالی، ایمان علی کے ساتھ اس کے محل میں آئی تو اس کی ماں اور بہنوں نے بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا۔ اس کی والدہ نے اسے گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔ ”میرا بیٹا صبح یہ کہہ کر نکلا تھا کہ آج اس کی زندگی میں ایک بہت ہی حسین لڑکی آئے گی اور اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم اس پر اعتماد کرنے لگو گی تو ہمارے گھر ضرور آؤ گی اور دیکھو! میرے بیٹے کا علم کتنا پختہ ہے۔ اس کی ہر بات درست ہو رہی ہے۔“

ایمان علی کی دونوں بہنوں نے بھی اسے گلے لگایا پھر کہا۔ ”آئیے۔ ہم نے پہلے سے آپ کے لیے ایک کمرا سیٹ کر دیا ہے۔ پہلے آپ غسل کر لیں پھر ہم سب مل کر دوپہر کا کھانا کھائیں گے۔“

وہ ایمان علی کے ساتھ شاپنگ کرتی ہوئی آئی تھی۔ اپنے لیے چند جوڑے اور ضرورت کا سامان خرید لیا تھا۔ اس نے واش روم میں جا کر غسل کرنے کے دوران میں ایمان علی کی والدہ اور اس کی بہنوں کے خیالات پڑھے پتا چلا کہ وہ سب ایمان علی کے چچا سے بہت پریشان ہیں۔ اس کے چچا کا ایک جوان بیٹا بھی اس کی بیٹیوں کو پریشان کرتا رہتا ہے۔ بڑا بیٹا اپنے باپ سے مختلف ہے اور ایمان علی کی بڑی بہن کو دل و جان سے چاہتا ہے۔

وہ سب ایک ہی دادا کی اولاد تھے۔ یہ رشتہ آسانی سے ہو سکتا تھا لیکن چچا نے صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ دس کروڑ کے نایاب ہیرے جواہرات بیٹی کے جہیز میں دیے جائیں گے تو وہ اسے اپنی بہو بنائے گا ورنہ رشتہ منظور نہیں ہے۔

عالی نے ایمان علی کی بڑی بہن زیب النسا کے اندر پہنچ کر اسے تھوڑی دیر کے لیے غائب دماغ بنایا اور فون کے پاس آ کر ریسیور اٹھا کر اپنے چچا زاد عاشق نواب عظیم الدین سے رابطہ کیا۔

وہ خوش ہو کر بولا۔ ”زیب النسا! تم نے پہلی بار مجھ سے رابطہ کیا ہے۔ میرا دل خوش ہو گیا۔ میں ان خاندانی جھگڑوں سے ڈرنے والا اور کمزور پڑنے والا نہیں ہوں۔ شادی کروں گا تو تم سے ورنہ ساری عمر تمہارا انتظار کرتا رہوں گا۔“

ایسے وقت عالی نے اس کے دماغ کو ڈھیل دی تو زیب النسا چونک گئی۔ اپنے ہاتھ میں ریسیور دیکھ کر اور نواب عظیم الدین کی آواز سن کر پریشان ہو گئی۔ سوچنے لگی کہ اس نے بے اختیار اس سے فون پر رابطہ کیوں کیا ہے؟

وہ عالی کی مرضی کے مطابق سوچنے لگی۔ ”میرے دل میں بھی تو ان کے لیے بہت جگہ ہے۔ میں ان کے لیے ہی سوچتی رہتی ہوں۔ میرے خیالات نے مجھے بے اختیار ان سے رابطہ کرنے پر مجبور کر دیا۔ ہائے، مجھے تو یہ سوچ کر شرم آ رہی ہے۔ میں کسی معاملے میں پہل نہیں کرتی۔ آج پہلی بار انہیں فون کیا ہے۔ وہ کیا سوچ رہے ہوں گے؟“

عالی، نواب عظیم الدین کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ وہ ایک پختہ ذہن کا مالک تھا۔ دل سے زیب النسا کو اپنی شریک حیات بنانا چاہتا تھا لیکن گھریلو حالات سے مجبور تھا۔ کروڑوں کا کاروبار تھا جو باپ نے اپنے نام کر رکھا تھا۔ وہ باپ سے بغاوت نہیں کر سکتا تھا۔ دوسرا بیٹا باپ کے مزاج کے مطابق تھا۔ کاروبار پر قبضہ جمانے کے لیے باپ کی ہاں میں ہاں ملایا کرتا تھا۔

نواب غیاث الدین ایک تو دولت مند تھا پھر یہ کہ ملک کی برسر اقتدار پارٹی میں تھا۔ نیشنل اسمبلی کا ایک رکن تھا۔ اس پارٹی کے لیے بڑی اہمیت رکھتا تھا۔

ایسے طاقتور صنعت کار اور سیاست داں زور زبردستی سے کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے خطرناک غنڈے ضرور پالتے ہیں۔ عالی نے نواب عظیم الدین کے ذریعے اس کے باپ نواب غیاث الدین کی آواز اور لب و لہجے کو سنا پھر اس کے اندر پہنچ گئی۔

یہ کہنا چاہیے کہ وہ صحیح وقت پر پہنچی۔ نواب غیاث الدین سوچ رہا تھا کہ ایمان علی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے۔ اس کے بعد ماں اور بہنیں بے یار و مددگار ہو جائیں گی تو وہ اپنے مطالبات کے مطابق زیب النسا کو اپنی بہو بنا سکے گا۔

پھر اس نے سوچا کہ اس کی دوسری بہن مہر النسا کو اپنے دوسرے بیٹے سے منسوب کر دے گا۔ اس طرح ان دونوں کی تمام دولت اور جائداد کے ساتھ خاندانی نایاب ہیرے و جواہرات بھی اس کے قبضے میں آ جائیں گے۔

وہ بڑی آسانی سے سب کچھ حاصل کر سکتا تھا اور اس کے لیے لازم ہو گیا تھا کہ ایمان علی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ اس نے اپنے ایک غنڈے کو طلب کیا۔ وہ اب سے کچھ عرصہ پہلے ایک قتل کر چکا تھا لیکن اس جیسے ایم این اے کے سائے میں رہ کر قانون کی گرفت سے محفوظ تھا۔ وہ ایک ہندو تھا۔ اس نے حاضر ہو کر اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ ”آپ کا سیوک حاضر ہے۔ آپ حکم کریں۔“

اس نے کہا۔ ”ہم نے اچھی طرح سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایمان علی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے۔“

”آپ حکم کریں۔ میں آج رات ہی اسے ٹھکانے لگا دوں گا۔“

...نواب غیاث الدین کی ذہنی رو بہکا دی۔ اس ...”...ایمان علی کو اس طرح قتل کرو کہ اس کے بدن ...ایک قطرہ بھی نہ نکلے۔“

وہ بولا۔ ”سمجھ گیا مالک! میں اس کا گلا گھونٹ کر مار ...وں گا۔“

”بے شک، تم جیسے بھی اسے قتل کرو، لیکن اس کی سانس ...نہ جاتی رہے۔ چلتی رہے....“

اس غنڈے نے حیرانی اور پریشانی سے نواب صاحب کو دیکھا۔ پھر کہا۔ ”مالک! یہ کیسے ہو سکتا؟ جب میں اسے مار ...الوں گا تو اس کی سانس کیسے چلے گی؟“

نواب نے کہا۔ ”میں کچھ نہیں جانتا۔ بس اس کی سانسیں نہیں رکنی چاہئیں اور دیکھو اس پر کوئی تشدد بھی نہ کرنا اور اس پر ہاتھ بھی نہ اٹھانا۔“

وہ پریشان ہو کر بولا۔ ”مالک! میں کچھ سمجھ نہیں پا رہا ہوں۔“

”اس میں سمجھنے کی کیا بات ہے؟ جانتے ہو کہ وہ ہمارا بھتیجا ہے۔ نوابوں کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ تمہارے جیسا قاتل بدمعاش اس پر ہاتھ اٹھائے گا تو ہمارے پورے خاندان کی توہین ہو گی۔“

اس نے پریشان ہو کر سر ہلا کر کہا۔ ”اچھی بات ہے۔ میں اس پر ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔“

نواب صاحب نے کہا۔ ”اور اس کی سانسیں چلتی رہیں گی۔“

”ٹھیک ہے مالک! اس کی سانسیں چلتی رہیں گی۔“

”اور اس کے بدن سے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں گرے گا۔“

”مالک! آپ کہتے ہیں تو ایسا ہی ہو گا مگر میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میں اسے قتل کیسے کروں گا؟“

اس نے غصے سے کہا۔ ”تم قاتل ہو کر مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ اسے ہر حال میں قتل کرنا ہے۔“

وہ سر جھکا کر جانے لگا اس نے کہا۔ ”سنو! میرے بھتیجے ایمان علی پر ذرا سی آنچ نہیں آنی چاہیے۔ وہ مجھے زندہ و سلامت ہنستا بولتا دکھائی دے۔“

اس غنڈے کا سر چکرانے لگا۔ وہ فوراً ہی ہاتھ جوڑ کر وہاں سے بھاگتا چلا گیا۔ نواب غیاث الدین سوچنے لگا۔ ”ابھی میں کیا کہہ رہا تھا؟ میں اسے قتل کرنا چاہتا ہوں اور زندہ و سلامت ہنستا بولتا بھی دیکھنا چاہتا ہوں؟ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے؟“

عالی نے اسے اس سے آگے سوچنے نہیں دیا۔ اس کے دماغ میں کمزوری پیدا کی تو اسے نیند سی آنے لگی۔ وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے بیڈ روم میں آیا پھر وہاں پہنچ کر چاروں شانے چت لیٹ گیا۔ عالی نے اسے تھپک تھپک کر سلا دیا۔ اس کے دماغ کو ہدایت کی کہ وہ کم از کم چھ گھنٹوں تک سوتا رہے گا۔

وہ غسل کرنے کے بعد فریش ہو کر دوسرا لباس پہن کر اپنے میزبانوں کے درمیان آ گئی پھر ان کے ساتھ بیٹھ کر دوپہر کا کھانا کھانے لگی۔ ایمان علی کھانے کے دوران میں اسے بڑی چاہت اور لگن سے دیکھ رہا تھا۔ اور وہ جان بوجھ کر اس سے انجان بنی ہوئی تھی۔

اس نے پوچھا۔ ”عالی! کھانے کے بعد کیا ارادہ ہے؟“

”میں ذرا تھکن اتاروں گی۔ بس دو گھنٹے تک سونا چاہوں گی۔ اس کے بعد ہم پانچ بجے کہیں بھی تفریح کے لیے جائیں گے۔ زیب النسا اور مہر النسا بھی ہمارے ساتھ ہوں گی۔ یہ دونوں مجھے حیدر آباد کی سیر کرائیں گی۔“

وہ دونوں خوش ہو کر عالی کو دیکھ رہی تھیں۔ اسے ڈشیں پیش کر رہی تھیں اسے زیادہ سے زیادہ اپنایت دے رہی تھیں۔ وہ کھانے سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں آ گئی، اس نے دروازے کو بند کیا پھر ایک جگہ آرام سے بیٹھ کر نواب غیاث الدین کے اندر پہنچ گئی۔

وہ گہری نیند میں تھا۔ عالی اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش کرنے لگی کہ وہ آیندہ جب بھی کوئی بات کہے گا تو اس کے دوسرے ہی لمحے میں اس بات کے خلاف بولنے لگے گا۔ وہ تنہائی میں بالکل نارمل رہے گا لیکن اپنے رشتے داروں کے درمیان اپنے سیاست دانوں کے درمیان اس سے کوئی نہ کوئی حماقت سرزد ہوتی رہے گی۔

عالی نے اس پر مختصر سا عمل کیا، پھر اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد عظیم الدین کے پاس پہنچی۔ اس کے ذریعے اس کے بھائی نواب نعیم الدین کے پاس آئی اور اس کے خیالات پڑھنے لگی۔

وہ اپنے باپ کا ہم مزاج تھا اور یہ چاہتا تھا کہ ایمان علی کا کام تمام ہو جائے، اس کے بعد ایک بھائی زیب النسا سے اور دوسرا مہر النسا سے شادی کرے گا، تو ان کا سب کچھ بڑی آسانی سے ہتھیا لیا جائے گا۔

عالی نے اسے بھی اس کے بیڈ روم میں پہنچا کر اسے سونے پر مجبور کیا۔ وہ بیڈ پر چاروں شانے چت ہو گیا۔ خیال

خوابی کی لوری سن کر سو گیا۔ عالی نے اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی کہ وہ آئندہ اپنے باپ کے کسی بھی خیال سے متفق نہیں ہوا کرے گا۔ جو باپ کہے گا اس کے برعکس کرے گا۔

پھر یہ بات بھی نقش کی کہ جس طرح بڑا بھائی نواب عظیم الدین زیب النسا کو دل و جان سے چاہتا ہے۔ اسی طرح وہ بھی مہر النسا کو چاہنے لگے گا اور اسے اپنی شریک حیات بنانے کی ضد کرے گا۔

لومی نے یہ چند باتیں اس کے ذہن میں نقش کرنے کے بعد خواب کی اسکرین پر مہر النسا کو پیش کیا پھر اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ آرام سے اپنے بیڈ پر آ کر لیٹ گئی۔ اپنے دماغ کو ہدایت دی کہ وہ شام چار بجے تک سوتی رہے گی۔

ادھر شام چار بجے نواب غیاث الدین کی آنکھ کھل گئی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ حیرانی سے سوچنے لگا۔ ”میں بے وقت کیسے سو گیا تھا؟ میں گدھا ہوں۔ یہ بے وقت تو نہیں ہے۔ میں دوپہر کھانے کے بعد سوتا ہی ہوں۔ مگر یہ کیا؟ میں نے ابھی خود کو گدھا کہا ہے۔ اپنی شان میں گستاخی کی ہے۔ ایسی گستاخی تو گدھے کرتے ہیں۔ کیا میں ایسا ہی ہوں، جیسا خود کو کہہ رہا ہوں؟“

اس نے گھڑی دیکھی تو بڑی حیرانی ہوئی وہ پورے چھ گھنٹے تک سوتا رہا تھا۔ ایک ملازم نے آ کر اطلاع دی کہ برسرِ اقتدار پارٹی کے چند اہم افراد اس سے ملنے آئے ہیں۔

اس نے کہا۔ ”مہمانوں کی خاطر مدارات کرو، ہم ابھی آتے ہیں۔“

وہ واش روم میں گیا۔ وہاں سے فریش ہو کر باہر آیا لباس تبدیل کیا پھر ڈرائنگ روم میں آ کر دور سے ہی بولا۔ ”آداب عرض ہے۔ نمسکار اور سسری اکال سردار جی!“

وہ ہر ایک سے مصافحہ کرنے لگا۔ وہ سب اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ وہاں بڑا بیٹا نواب عظیم الدین بھی موجود تھا۔ وہ باپ کی طرح سیاست میں دلچسپی لیتا تھا اور حکمران پارٹی کے تمام لیڈروں کی آنکھ کا تارا بنا رہتا تھا۔

اس نے باپ سے کہا۔ ”ابا جان! معذرت چاہتا ہوں۔ آپ نے قمیص الٹی پہن رکھی ہے۔“

وہ بڑے بیٹے سے ناراض رہا کرتا تھا۔ اس نے غصے سے کہا۔ ”تم نے کمرے میں آ کر مجھے کیوں نہیں ٹوکا کہ اسے الٹی پہن رہا ہوں؟“

”ابا جان! میں آپ کے کمرے میں نہیں تھا۔ یہاں آ کر آپ کو دیکھ رہا ہوں اور آپ نے یہ پیروں میں کیا پہن رکھا ہے؟ ایک پاؤں میں جوتی اور دوسرے پاؤں میں چپل....؟“

اس نے الجھ کر کہا۔ ”بھئی میں جلدی میں اسی طرح پہن کر آ گیا ہوں۔ اور تم موقع کی تلاش میں رہتے ہو۔ معزز لیڈرز کے سامنے مجھ پر تنقید کر رہے ہو۔ میری غلطیاں نکال رہے ہو اور میری بے عزتی کر رہے ہو؟“

ایک لیڈر نے کہا۔ ”نواب صاحب! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کے یہ بڑے صاحب زادے عظیم الدین صاحب بہت ہی ذہین ہیں۔“

”مجھ سے زیادہ ذہین نہیں ہے۔ کیا میں جو کر سکتا ہوں، وہی یہ کر سکتا ہے؟“

دوسرے لیڈر نے پوچھا۔ ”آپ کیا کر سکتے ہیں۔“

وہ بولا۔ ”ٹھہریے۔ میں ابھی دکھاتا ہوں۔“

یہ کہہ کر وہ ایک صوفے پر چڑھ کر کھڑا ہو گیا پھر بولا۔ ”میں یہاں سے بلندی کی طرف پرواز کروں گا۔ کیا یہ ایسی پرواز کر سکتا ہے؟“

وہ ایسا کہتے ہی دونوں ہاتھ بلند کر کے انہیں پروں کی طرح ہلاتا ہوا فضا میں اچھلا اور پھر فرش پر اوندھے منہ گر پڑا۔ سب ہی لپک کر اسے سنبھالنے لگے۔ نیچے گرنے کے بعد اسے عقل آئی تو اس نے سوچا۔ ”میں یہ کیسی حرکتیں کر رہا ہوں؟ مجھے کیا ہو گیا ہے؟

اس کے بیٹے اور ایک لیڈر نے سہارا دے کر اسے صوفے پر بٹھایا۔ وہ پریشان ہو کر سر جھکا کر بولا۔ ”مجھے افسوس ہے پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا؟ میں آپ لوگوں کے سامنے بہت شرمندہ ہوں۔“

دوسرے لیڈرز نے کہا۔ ”کوئی بات نہیں۔ ہمارے خیال سے آپ آرام کریں۔ ہم چلتے ہیں۔“

اس نے کہا۔ ”آپ لوگ کسی ضروری کام سے آئے تھے اگر کوئی اہم موضوع ہے تو گفتگو کریں۔“

ایک لیڈر نے کہا۔ ”اپوزیشن والے ہڑتال کی کال دینے والے ہیں۔ ہم اس سلسلے میں پریشان ہیں۔ ان کی اس سیاسی چال کو کسی طرح روکنا ہو گا۔ ان کی ہڑتال کو کسی بھی طرح ناکام بنانا ہو گا۔“

نواب غیاث الدین نے کہا۔ ”کیا ضرورت ہے کہ ان کی ہڑتال کو ناکام بنایا جائے؟ پچھلے کئی ماہ سے ہمارے شہر میں ہڑتال نہیں ہوئی ہے۔ ایک بار تو ہونا چاہیے۔ ذرا ہنگامہ رہے گا۔ مزہ آئے گا۔“

...ب اسے یوں دیکھنے لگے جیسے ان کے ...ی بالکل بول رہا ہو۔ ایک نے کہا۔ ”نواب ...! آپ کیا فرما رہے ہیں؟ اگر ہڑتال ہوگی۔ ہنگامہ ...اری حکومت بدنام ہو گی۔“

وہ بولا۔ ”تو ہم نیک نام کب تھے؟ ہمیشہ سے بدنام ...ر ہے ہیں۔ ایک بار اور بدنام ہو جائیں گے۔ آپ ...وں کو سیاست کرنی ہی نہیں آتی۔ اور لیڈر بن کر بیٹھ گئے ...واہ مخواہ میرا اور اپنا وقت ضائع کرنے آئے ہیں۔ ...یں۔ یہاں سے جائیں۔ میرا وقت ضائع نہ کریں۔“

وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک لیڈر نے عظیم الدین سے کہا۔ ”صاحبزادے! اپنے والد صاحب کو کسی ...ے ماہر نفسیات کے پاس لے جاؤ۔ ان کا دماغ چل گیا ...۔ اب یہ سیاست کرنے کے قابل نہیں رہے ہیں۔“

دوسرے لیڈر نے کہا۔ ”ہم آج ہی تمام پارٹی کے ...مبران کو بلائیں گے اور ان کا کیس سامنے رکھیں گے اور صاحبزادے! تم ذہنی طور پر تیار رہو۔ تمہیں اپنے باپ کی جگہ لینا ہے۔ اب یہ اس قابل نہیں رہے ہیں۔“

وہ سب وہاں سے بڑبڑاتے ہوئے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد اس نے حیرانی سے بیٹے کو دیکھا پھر کہا۔ ”میں ابھی کیا بکواس کر رہا تھا؟ مجھے کیا ہو گیا تھا؟“

”ابا جان! میں خود پریشان ہوں کہ یہ اچانک آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ ایسی باتیں کرنے لگے ہیں جو آپ کی شان اور مرتبے کے خلاف ہیں۔“

اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔ ”اور تم تو خوش ہو رہے ہو گے کہ تمہیں میری جگہ ملنے والی ہے؟ برخوردار! میں کبھی ایسا ہونے نہیں دوں گا۔ اقتدار کی کرسی کوئی اپنے بیٹے کی خاطر بھی چھوڑنا نہیں چاہتا اور میں بھی کبھی نہیں چھوڑوں گا۔“

ایسے وقت چھوٹا بیٹا نواب نعیم الدین بھی وہاں پہنچ گیا۔ باپ نے اسے دیکھ کر پوچھا۔ ”تم کہاں تھے؟ میں نے تمہیں کئی بار سمجھایا ہے کہ سیاست سے دلچسپی لو۔ جب پارٹی کے لیڈرز مجھ سے بات کرنے آئیں یا میں ان سے ملاقات کرنے جاؤں تو تمہیں میرے ساتھ رہنا چاہیے۔“

وہ جماہی لیتے ہوئے بولا۔ ”سوری ابا جان! مجھے سیاست سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور میں یہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔“

”تم جماہی کیوں لے رہے ہو؟ کیا نیند آ رہی ہے؟“

”نہیں میں ابھی سو کر اٹھا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ بے وقت کیسے سو گیا تھا؟“

نواب غیاث الدین نے کہا۔ ”میں بھی بے وقت سو گیا تھا۔ اس معاملے میں تم میرے ہم مزاج ہو۔ جو میں کرتا ہوں وہی تم کرتے ہو مگر میری طرح سیاست کیوں نہیں کرتے؟ تمہاری وجہ سے یہ میری جگہ لینے والا ہے اگر پارٹی کے لیڈرز نے میرے خلاف کوئی فیصلہ سنایا تو اس کے نتیجے میں یہ کم بخت میری جگہ حاصل کر لے گا اور ہم باپ بیٹے دیکھتے رہ جائیں گے۔“

عظیم الدین نے کہا۔ ”ابا جان! آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے آپ کا بیٹا صرف یہی ہے میں نہیں ہوں؟ اور میں سیاست میں کوئی مقام حاصل کرنے کے بعد کیا آپ کا دشمن بن جاؤں گا؟“

وہ غصے سے بولا۔ ”تم پکے دشمن ہو۔ میرے مرحوم بھائی کی بیٹی زیب النسا سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ اس کے دیوانے ہو۔“

وہ ایسا کہتے کہتے چپ ہوا پھر دوسرے ہی لمحے میں اپنی ہی بات کے خلاف بولنے لگا۔ ”ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ یہ تو اچھا کر رہے ہو۔ مرحوم بھائی کی بیٹی زیب النسا کو بہو بن کر اس گھر میں آنا چاہیے۔ تم اس کے دیوانے ہو اور زیادہ ہو جاؤ۔ میں تم دونوں کے عشق اور محبت کی داستان سنہرے حروف سے لکھواؤں گا۔“

نواب نعیم الدین نے کہا۔ ”ابا جان! میں بھی آپ سے یہی کہنے آیا ہوں کہ میں ان کی چھوٹی صاحبزادی مہر النسا سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے ابھی اسے خواب میں دیکھا ہے۔“

نواب صاحب نے چھوٹے بیٹے کو دیکھ کر کہا۔ ”لو خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑ رہا ہے۔ یہ بھی مرحوم بھائی کی دوسری بیٹی کا عاشق ہو گیا، چلو۔ اب اس گھر میں عاشق ہی پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔ سیاست ختم ہونے والی ہے۔“

یہ کہہ کر وہ جانے لگا پھر رک کر پلٹ کر اپنی ہی باتوں کے خلاف بولنے لگا۔ ”نہیں، ہرگز نہیں۔ تم مہر النسا سے عشق نہیں کرو گے۔ اسے خواب میں نہیں دیکھو گے۔ اسے شریک حیات نہیں بناؤ گے، میں مرحوم بھائی کی بیوہ اور ان بیٹیوں کی ماں سے شادی کروں گا۔ بس یہی میرا فیصلہ ہے۔“

یہ کہہ کر وہ بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ دونوں بھائی ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ نعیم الدین نے کہا۔ ”یہ ابا جان کو کیا ہو گیا ہے؟“

عظیم الدین نے کہا۔ ”یہ آج بہت ہی الٹی سیدھی حرکتیں کر رہے ہیں۔ پارٹی لیڈر بھی ان سے بیزار ہو کر گئے

ہیں اور اب اس پارٹی سے ان کی چھٹی ہونے والی ہے۔''
پھر اس نے بڑی محبت سے چھوٹے بھائی کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ''نعیم الدین! سچ سچ بتاؤ۔ کیا واقعی تم مہرالنسا سے محبت کرنے لگے ہو؟ اسے شریک حیات بنانا چاہتے ہو؟''
وہ بولا۔ ''ہاں بھائی جان! پتا نہیں۔ مجھے یہ اچانک کیا ہو گیا ہے؟ وہ مجھے متاثر کرنے لگی ہے۔ میں نے اسے خواب میں بھی دیکھا ہے۔''
وہ بھائی کو گلے لگا کر بولا۔ ''یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ نعیم الدین!... وہ دونوں بہنیں ہمارے بڑے ابو کی بیٹیاں ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان سے شادی کریں اور اس خاندان کو ٹوٹنے نہ دیں۔''
چھوٹے بھائی نے کہا۔ ''انشا اللہ، یہ رشتے نہیں ٹوٹیں گے اور جڑیں گے۔ پہلے سے اور زیادہ مضبوط ہوں گے۔''
عالی نے بیدار ہونے کے بعد سب سے پہلے باپ بیٹوں کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ نواب غیاث الدین جلد ہی پاگل ثابت ہونے والا ہے اور نواب عظیم الدین اس کی جگہ سیاست میں حصہ لینے والا ہے اور چھوٹا بیٹا نواب نعیم الدین بھی راستے پر آرہا ہے۔
عالی کی ذہانت اور حکمت عملی سے بہت جلد اس خاندان میں انقلابی تبدیلیاں آنے والی تھیں۔ فی الوقت جو دشمن تھے۔ وہ بڑی آسانی سے دوست بنتے جا رہے تھے۔

☆☆☆

بابر قاہرہ پہنچا ہوا تھا۔ شام ہوتے ہی ابوالہول کے بت کے سامنے آ گیا تھا۔ وہاں جمائلہ کا انتظار کر رہا تھا۔ برین ماسٹر مجھے جلد سے جلد شکست دینے اور اپنے زیر اثر لانے کے لیے بے چین ہو رہا تھا۔ وہ بھی بابر کے اندر رہ کر ابوالہول کے بت کے سامنے جمائلہ کا انتظار کر رہا تھا۔ اس لڑکی سے انہیں بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ اس کے ذریعے وہ ایک لمبا کھیل کھیلنے کے بعد مجھے اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر سکتے تھے۔
برین ماسٹر اور کئی معاملات میں مصروف تھا۔ اس لیے کبھی بابر کے پاس آ رہا تھا اور جمائلہ کے بارے میں پوچھنے کے بعد کبھی واپس جا رہا تھا۔ تقریباً تین گھنٹے گزر گئے لیکن جمائلہ وہاں نظر نہیں آئی۔ بابر نے خیال خوانی کے ذریعے کئی بار رابطہ کرنا چاہا لیکن سوچ کی لہریں اس کے دماغ تک نہیں پہنچ رہی تھیں۔ وہ بار بار ناکام ہو رہا تھا۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ انوشے نے اپنی آواز اور لب و لہجہ بدل لیا ہے۔ بلکہ اپنا چہرہ بھی بدل چکی ہے۔ اب وہ اصلی چہرے کے ساتھ ممبئی میں اپنے ماں باپ کے ساتھ تھی۔
انوشے نے اپنے موبائل فون سے وہ سم نکال کر پھینک دی تھی۔ جس کے ذریعے بابر اسے جمائلہ سمجھ کر رابطہ کرتا تھا۔ اس کے موبائل میں اب نئی سم تھی۔ نیا نمبر تھا۔ اس لیے فون کے ذریعے بھی رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔
برین ماسٹر نے بابر کے پاس آ کر جھنجلاتے ہوئے کہا۔ ''یہ کیا ہو رہا ہے؟ تم شام سے یہاں ہو۔ شام سے رات ہوئی اور اب آدھی رات گزر رہی ہے۔ کیا یہاں بیٹھے ابوالہول کی پوجا کر رہے ہو؟ کیا یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ جمائلہ ہمیں دھوکا دے رہی ہے؟ بلکہ اس کے پیچھے چھپا ہوا فرہاد ہمیں دھوکا دے رہا ہے؟ یہ یقین کر لو کہ وہ اب تک ہمیں جمائلہ کے پیچھے بھگاتا رہا ہے؟''
وہ اپنی کار میں آ کر بیٹھتے ہوئے بولا۔ ''یس ماسٹر! یہ تسلیم کرنا ہی ہوگا کہ فرہاد کتنے ہی پہلوؤں سے ہم پر حاوی ہو رہا ہے۔ ادھر تین کوما میں رہنے والے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے معاملے میں بھی حاوی رہا۔ تھینکس گاڈ! آئندہ ہم ان تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر چھپے رہیں گے۔ موقع پا کر انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا لیں گے۔''
برین ماسٹر نے کہا۔ ''ایسی خوش فہمی میں مبتلا رہنا چھوڑ دو۔ میں ایک بار ٹھوکر کھانے کے بعد بار بار اسی راستے پر ٹھوکر نہیں کھاتا۔ یہ یقین کے ساتھ سمجھ گیا ہوں کہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ان تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر موجود رہتے ہوں گے۔ وہ ہمیں کبھی اپنے مقصد میں کامیاب ہونے نہیں دیں گے۔''
''پھر بھی ایک امید سی ہے کہ ہم ان تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو فرہاد اور امریکی اکابرین سے چھین سکیں گے۔''
''ہاں... امید تو ہے۔ اسی لیے میں ان تینوں کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے' انہیں حاصل کرنے کے دوران میں کوئی ایسا موقع ہاتھ آئے کہ فرہاد کو مات دے سکوں۔ ویسے یہ دیکھو کہ وہ کس قدر مکار ہے۔ اب تک جمائلہ کے ذریعے ہمیں بیوقوف بناتا رہا۔ اس نے جمائلہ کے پیچھے دوڑاتے دوڑاتے تمہیں قاہرہ پہنچا دیا۔ اور اس لڑکی کے ذریعے یہ معلوم کرتا رہا کہ ہم اس سے کیا کام لینا چاہتے ہیں؟ اور کس طرح اس کے بچوں کو انڈیا میں ٹریپ کرنا چاہتے ہیں؟ وہ کم بخت ہمارے تمام منصوبوں سے واقف ہوتا رہا ہے اور ہم بری طرح بیوقوف بنتے رہے ہیں۔''
''ماسٹر! ہمیں کسی بھی طرح فرہاد کی کسی بھی ایک

کمزوری تک پہنچنا ہی ہوگا۔ ورنہ وہ ہمیں قدم قدم پر مات دیتا رہے گا۔''

''یہی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ہم اس کے کسی کمزور پوائنٹ تک کیسے پہنچیں؟ ہم سے پہلے ہی وہ ہماری کمزوریوں تک پہنچ جاتا ہے۔ میں نے اب تک سنا تھا کہ وہ بہت ہی خطرناک ہے۔ اب واسطہ پڑنے سے پتا چل رہا ہے کہ واقعی جتنا سنا تھا اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ ایک نادیدہ بلا کی طرح ہمارے کسی بھی معاملے تک پہنچ جاتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا اس کی معلومات کے ذرائع کیا ہیں؟''

''ماسٹر! وہ امریکی فارن منسٹر اور آرمی کے میجر تک بھی پہنچ گیا۔ کیا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ہمارے ان ڈپلیکیٹس تک کیسے پہنچا ہوگا؟''

''نہیں، عقل کام نہیں کررہی ہے۔ یہ اندیشہ پیدا ہورہا ہے کہ وہ دوسرے ممالک کی بھی آرمی اور حکومتوں میں ایسے ہی فارن منسٹر اور میجر تک پہنچے گا اور اسے معلوم ہوگا کہ وہ بھی ڈپلیکیٹس ہیں اگر ایسا ہوا تو میرے تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے اور میں تمام دنیا پر حکومت کرنے کا خواب دیکھتا ہی رہ جاؤں گا۔''

''کوئی ایسی تدبیر ضرور کرنی ہوگی، جس کے ذریعے ہم اسے اپنے معاملوں میں مداخلت کرنے سے باز رکھ سکیں۔''

''ایک تدبیر میرے ذہن میں آرہی ہے اور وہ یہ کہ اب میں اپنے سائے پر بھی بھروسا نہ کروں۔ تم اور آوڈی مین میرے لیے بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہو۔ میں تم دونوں کے سامنے اپنا ہر راز بیان کرتا ہوں۔ اور دونوں ہی سے مشورے لیتا ہوں۔ بڑے اہم کام لیتا رہتا ہوں۔ آیندہ میں ایسا نہیں کروں گا۔''

بابر نے چونک کر پوچھا۔ ''آیندہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟''

''میں اپنی آواز اور لب ولہجہ بدل رہا ہوں۔ آیندہ تم میرے اندر نہیں آسکو گے۔''

وہ ذرا دل برداشتہ ہوکر بولا۔ ''ماسٹر! کیا آپ مجھ پر شبہ کررہے ہیں؟''

''میں کہہ چکا ہوں۔ اپنے سائے پر بھی بھروسا نہیں کروں گا۔ آیندہ تم میرے اندر نہیں آسکو گے اور میں بھی تمہارے دماغ میں آکر کچھ نہیں بولوں گا۔ مجھے جو معلوم کرنا ہوگا۔ وہ چپ چاپ تمہارے اندر رہ کر معلوم کرلوں گا۔ کوئی کام تم سے کروانا ہوگا تو تمہاری ہی سوچ کے ذریعے وہ کام اور وہ معاملہ تمہارے دماغ میں نقش کردوں گا۔ تم خود ہی اسے اپنے طور پر کرنے لگو گے۔''

''کیا آپ آوڈی مین کے ساتھ بھی یہی رویّہ اختیار کریں گے؟''

''بے شک،... میں اس کے اندر پہنچ کر بھی کبھی کچھ نہیں بولوں گا۔ خاموشی سے اپنا کوئی کام اس کے ذہن میں نقش کردوں گا پھر وہ بھی اپنے طور پر اس منصوبے کے مطابق کام کرتا رہے گا اور آیندہ تم خیال خوانی کے ذریعے آوڈی مین سے بھی رابطہ نہیں کروگے۔''

''ماسٹر! اس طرح تو ہم تینوں ایک دوسرے سے کٹ کررہ جائیں گے۔''

''ایسا نہیں ہوگا۔ تم فون کے ذریعے مجھ سے اور آوڈی مین سے رابطہ کرسکو گے۔ کوئی لمبی اور ضروری بات ہوگی تو ایک آلہ کار کے اندر پہنچ کر وہاں ہم خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے سے بول سکیں گے۔''

وہ بولا۔ ''ماسٹر! اس طرح تو میں بالکل ہی تنہا رہ جاؤں گا؟''

ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔ ''ایسی جذباتی باتیں نہ کرو۔ جس طرح میں اپنے سائے پر بھی شبہ کرتا رہوں گا۔ اس طرح تم پر اور آوڈی مین پر بھی شبہ رہے گا۔ یہ بات ذہن میں رہے گی کہ تمہیں یا آوڈی مین کو فرہاد نے ٹریپ کیا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ تنویمی عمل کے ذریعے تم دونوں کو اپنا تابعدار بنالیا ہو اور اس حقیقت سے تم دونوں ہی بے خبر ہو۔''

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ برین ماسٹر بہت ہی ذہین تھا۔ وہ فی الحال صحیح سمت میں سوچ رہا تھا اور صحیح فیصلہ کررہا تھا۔ اس طرح وہ میری پہنچ سے دور رہ سکتا تھا۔ میں اور شاہ تبریزی آیندہ بابر کے اندر رہ کر بھی اس کے اہم منصوبوں سے واقف نہیں ہوسکتے تھے۔

انہوں نے جمائلہ کو اپنے دماغ سے بالکل ہی نکال دیا۔ جناب تبریزی نے دو مقاصد حاصل کرنے کے لیے الوشے کو جمائلہ بنا کر ادارے سے باہر بھیجا تھا، ایک مقصد تو یہ تھا کہ دشمنوں کو اس کے ذریعے بھٹکایا جائے اور دوسرا اہم مقصد یہ تھا کہ شیطان کی یہ شیطانیت معلوم کی جائے کہ وہ بچپن سے جمائلہ کے پیچھے کیوں پڑا ہوا ہے؟ اب اس شیطان سے نمٹنے کا وقت آگیا تھا۔

پچھلی دو راتوں سے یہ دیکھا جارہا تھا کہ وہ ابوالہول الوشے کو جمائلہ سمجھ کر اس پر حملہ کررہا تھا اور ناکام ہوکر واپس جارہا تھا۔ آج چوتھی رات تھی اور یہ شیطان سے نمٹنے کی آخری رات بھی ہوسکتی تھی۔

...ہی کہی ہوئی تھی پارس سے کہہ رہی تھی۔ ...اور ...کے بعد اندھیرا ہونے والا ہے۔ پتا نہیں ...ماما کیا ہوگا؟ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔''

...نے کہا۔ ''تم اتنے کمزور دل کی تو نہیں ہو؟ پتا ...مصائب سے مشکلات سے اور کیسے کیسے ...گزری آئی ہو۔ بیٹی کے معاملے میں ایک عام سی ...کمزور پڑ رہی ہو۔''

...اس نے پریشان ہوکر کہا۔ ''میری دس اولادیں نہیں ...ایک بیٹی ہے جسے دیکھ کر جی رہی ہوں۔ میرے اور ...درمیان کیسی نفرت اور کیسی شدید دشمنی پیدا ہوگئی ...اس بیٹی کی وجہ سے ہماری نفرت محبت میں بدل گئی۔ ہم ...ایک ہوگئے۔ یہ بیٹی میری زندگی کا سب سے پہلا ...اور سب سے آخری انعام ہے۔''

...اس نے کہا۔ ''بے شک، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ہی ...لیکن وہ کسی بھی بیٹے سے بڑھ کر ہے۔ دس برس کی عمر ...میں روحانیت کے ایسے درجے پر پہنچ چکی ہے کہ دیکھ کر ...حیرت ہوتی ہے۔ روحانی ٹیلی پیتھی بھی سیکھ چکی ہے۔ یہ ہم ...سب کے لیے بہت بڑے اعزاز اور فخر کی بات ہے۔''

وہ الپا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ ''تمہیں حوصلہ رکھنا ...اس کے سر پر جناب علی اسد اللہ تبریزی کا سایہ ...اس کی دادی (آمنہ فرہاد) کو ہم سے زیادہ اپنی پوتی کی ...اور وہ بھی اپنی روحانی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت سے اسے ...بچاتی رہتی ہیں۔''

اس رات شیطان سے نمٹنے کے لیے ایک تو الوشے نے ...آواز اور لہجہ بدل لیا تھا پھر یہ کہ چہرے کے اعتبار سے ...جمائلہ نہیں رہی تھی۔ اب وہ اپنے اصلی روپ میں ...اپنے چہرے کے ساتھ تھی۔ جس رہائش گاہ میں پچھلی رات ...حملہ ہوا تھا۔ وہ جگہ بھی چھوڑ دی گئی تھی۔ اب وہ ...بنگلے میں آگئے تھے۔

...سوچ کر ذرا اطمینان ہورہا تھا کہ جب سب کچھ بدل ...تو شیطان الوشے کی طرف نہیں آئے گا کیونکہ الوشے ...اندر نہ باہر اور نہ کہیں سے جمائلہ جھلک رہی ...رہائش گاہ بدلنے کے بعد یہ توقع تھی کہ شیطان ان کے ...نئے ٹھکانے تک نہیں پہنچ سکے گا۔

الوشے ڈرائینگ روم میں الپا اور پارس کے ساتھ بیٹھی ...ہوئی تھی۔ آمنہ نے اپنی پوتی سے کہا تھا کہ وہ آج شام سے ہی ...ٹی وی آن رکھے اور کوئی نہ کوئی پروگرام دیکھتی رہے۔ جناب ...یہ آزمانا چاہتے ہیں کہ شیطان ٹی وی کے کسی پروگرام کے ذریعے الوشے کے سامنے آسکتا ہے یا نہیں؟

الپا نے پریشان ہوکر کہا۔ ''اس طرح تو شیطان کے آنے کا راستہ خودبخود ہموار ہوجائے گا۔ ہمیں ٹی وی بند رکھنا چاہیے۔''

پارس نے کہا۔ ''جب ماما نے ٹی وی آن رکھنے کی ہدایت کی ہے تو اس میں کوئی مصلحت ہی ہوگی۔ جسے ہم سمجھ نہیں سکتے۔ دیکھا جائے گا کہ آج کیا ہونے والا ہے؟''

ٹی وی کے ایک چینل سے ہارر فلم آرہی تھی۔ اس فلم میں یہ دکھایا جارہا تھا کہ شیطان کسی کے جسم میں سما گیا ہے اور وہ شخص غیر معمولی قوت حاصل کرچکا ہے، وہ اتنا طاقتور ہوگیا ہے کہ کسی بھی صحت مند شخص کو اٹھا کر ایک کنکر کی طرح دور پھینک دیتا ہے۔ کسی کو بھی اپنی ایک ہتھیلی کی گرفت میں لیتا تھا تو اس کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی تھیں۔ وہ اسکرین پر سامنے آتا تھا تو اسے دیکھتے ہی دہشت طاری ہوجاتی تھی۔ اس کے چہرے سے اور اس کی آنکھوں سے صاف پتا چلتا تھا کہ اس کے اندر شیطان چھپا ہوا ہے۔

ایک بار اسکرین پر اس کا بڑا سا چہرہ دکھائی دیا۔ پوری اسکرین پر صرف چہرہ اور آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ ایسے ہی وقت الوشے نے محسوس کیا کہ وہ ان آنکھوں کی طرف کھنچی جارہی ہے۔ وہ فوراً ہی زیرلب کلام پاک کی آیتیں پڑھنے لگی۔

الپا اور پارس نے چونک کر بیٹی کو دیکھا۔ اس کی حالت اور اس کے پڑھنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس شیطان کی طرف کھنچی جارہی ہے اور ابوالہول پھر سے اس پر حملہ کررہا ہے۔

الپا نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے آمنہ کو مخاطب کیا۔ ''ماما! میری بیٹی کو پھر کچھ ہورہا ہے۔ آپ فوراً آئیں۔''

آمنہ نے کہا۔ ''تم بیٹی کے لیے کچھ زیادہ ہی پریشان ہوگئی ہو۔ یہ نہیں دیکھ رہی ہو کہ میں اس وقت الوشے کے اندر ہی موجود ہوں۔ تم آرام سے بیٹھو۔ الوشے کے ساتھ جو بھی ہورہا ہے۔ ہونے دو۔''

آمنہ اس وقت اپنی پوتی کے اندر رہ کر اسے حوصلہ دے رہی تھی اور اس کے اندر پیدا ہونے والی شیطانی کشش کو ضبط کرنے کی کوشش کررہی تھی۔ ایسی کوششیں پچھلی تین راتوں سے کی جارہی تھیں۔ وہ شیطان کو شکست دے رہے تھے اور الوشے کو سلامتی مل رہی تھی لیکن یہ سلامتی عارضی ہوتی تھی پھر اگلی رات کے لیے یہ اندیشہ پیدا ہوجاتا تھا۔

اس رات یہ عزم کیا گیا تھا کہ فیصلہ کن معرکہ ہوگا۔ شیطان کو ہمیشہ کے لیے الوشے کا پیچھا چھوڑنا ہی ہوگا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک آدمی زندہ رہتا ہے۔ وہ

شیطان سے پیچھا چھڑا نہیں پاتا۔ مرتے دم تک اس سے لڑتا رہتا ہے لیکن وہ لڑائی بالواسطہ ہوتی ہے۔ شیطان دکھائی نہیں دیتا۔ یہاں تو براہِ راست شیطان سے جنگ ہو رہی تھی اور وہ ٹی وی اسکرین پر نظر آ رہا تھا۔

اسکرین پر اس ہارر فلم کی موسیقی بھی ایسی ہیبت ناک تھی کہ پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔ اور لرزہ طاری کر رہی تھی۔ ایسے ہی وقت الوشے اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ الپا اور پارس بھی اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ پریشانی سے بیٹی کو دیکھنے لگے۔ اس کے چہرے اور آنکھوں سے پتا چل رہا تھا کہ وہ سحر زدہ سی ہو گئی ہے۔ ٹی وی اسکرین پر اس شیطان کو دیکھ رہی ہے اور اس کی طرف کھنچی جا رہی ہے۔

وہ ٹی وی سے دس فٹ کے فاصلے پر تھی اور آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اسکرین پر شیطان کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ اسے اپنی طرف کھینچ رہی تھیں۔ الپا اور پارس نے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچنا چاہا تو اس نے ایک ہی جھٹکے میں ماں اور باپ کو دونوں طرف دور تک پھینک دیا۔

صاف پتا چل رہا تھا کہ اس کے اندر شیطانی قوت بھر گئی ہے۔ آمنہ بڑے خشوع اور خضوع سے کلام پاک کی آیات پڑھ رہی تھی۔ الوشے کے اندر تلاوت کی آواز گونج رہی تھی۔ اس کے باوجود وہ رک نہیں پا رہی تھی۔ ایک ایک قدم آگے بڑھتی ہوئی شیطان کی طرف جا رہی تھی۔

دادی کی ناکامی اور پوتی کی حالت بتا رہی تھی کہ اب اسے کوئی روک نہیں سکے گا۔ شیطان آج اس پر مکمل طور پر حاوی ہو جائے گا اور اسے اپنی دوسری جمائلہ بنائے گا۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ کوئی شیطانی قوت کے زیرِ اثر آتا ہے تو پھر اسے بچانے والا کوئی نہیں ہوتا۔

ایسی کیا بات ہے؟ ایمان تو ہوتا ہے۔

اور جہاں ایمان ہوتا ہے وہاں خدا ہوتا ہے۔

اور جہاں خدا ہوتا ہے وہاں اس کے برگزیدہ بندے دستگیری کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔

آگے بڑھنے والی الوشے کو ایک دم جھٹکا سا لگا وہ ایک دم سے رک گئی۔ اس کے اور ٹی وی پر نظر آنے والے شیطان کے درمیان جناب علی اسد اللہ تبریزی کا ٹرانسپیرنٹ عکس دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں ان کا ٹھوس وجود نہیں تھا لیکن وہ آ گئے تھے۔ ان کے آر پار سے اسکرین پر شیطان دکھائی دے رہا تھا اور شیطان کو ان کے آر پار الوشے دکھائی دے رہی تھی۔ ان کے درمیان ایک دیوار حائل ہو گئی تھی۔ شیطانی کشش الوشے تک نہیں پہنچ پا رہی تھی۔ جناب تبریزی نے آہستہ آہستہ گھومتے ہوئے شیطان کی طرف دیکھا۔ تو وہ ایک جھٹکے سے پیچھے چلا گیا۔

پہلے اسکرین پر اس کا کلوز اپ نظر آ رہا تھا۔ جناب تبریزی سے نظریں ملتے ہی بہت دور چلا گیا۔ ایسے وقت الپا اور پارس نے ایک حیرت انگیز نظارہ دیکھا۔ جناب تبریزی ٹی وی اسکرین کے منظر میں پہنچ گئے تھے۔ شیطان کی طرف بڑھ رہے تھے۔

پھر منظر بدل گیا تھا۔ اب شیطان فرار ہونے کے لیے پرواز کرتا ہوا بلندی کی طرف جا رہا تھا۔ جب وہ رکا تو یہ دیکھ کر ایک دم سے پریشان ہو گیا کہ جناب تبریزی اس کی بلندی تک پہلے ہی پہنچے ہوئے تھے۔ وہ شیطانی قوت رکھنے کے باوجود جناب تبریزی کی آنکھوں میں دیکھ نہیں پا رہا تھا اور نظر چراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ”مجھے جانے دو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میرا پیچھا نہ کرو۔“

انہوں نے پوچھا۔ ”تم الوشے کا پیچھا کیوں کر رہے ہو؟“

”مجھے اس سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس نے جمائلہ بن کر مجھے دھوکا دینا چاہا۔ اس لیے میں اس سے انتقام لینا چاہتا ہوں۔“

جناب تبریزی نے طنزیہ انداز میں کہا۔ ”تو پھر آگے بڑھو اور انتقام لو۔“

وہ انکار میں سر ہلا کر پیچھے ہٹتے ہوئے بولا۔ ”نہیں، میں نہیں جانتا تھا کہ الوشے کے ساتھ ایسی روحانی قوت ہے۔ جو میری قوتوں سے برتر ہے۔ میں اب بھی الوشے کا پیچھا نہیں کروں گا۔ جدھر یہ ہو گی ادھر کبھی نہیں جاؤں گا۔“

انہوں نے پوچھا۔ ”ابوالہول کی کیا حقیقت ہے؟“

”وہ کچھ نہیں ہے۔ بالکل ہی صفر ہے۔ جس طرح بھگوان کی پوجا کرنے والے بھگوان کو دیکھ نہیں پاتے لیکن اس کے بت کو سامنے رکھ کر پوجتے ہیں۔ اسی طرح میں نے ابوالہول کے بت کو جمائلہ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ تاکہ وہ اسے دیکھ کر اس کے پیچھے میری شیطانی قوت حاصل کرتی رہے۔“

”تم جمائلہ پر کب سے مسلط ہو؟“

”جب وہ تین برس کی تھی اور اپنے ماں باپ کے ساتھ ابوالہول کے بت کے سامنے آئی تھی تب ہی میں نے اسے دیکھا تھا اور اسے پسند کیا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ اسے اپنا مہرہ بنا کر رکھوں اور اسے اس طرح عجوبہ بنا دوں کہ یہ دن کی روشنی میں نارمل رہا کرے اور رات ہوتے ہی ابنارمل ہو کر شیطانی قوت حاصل کرتی رہے۔ میں نے اسے آلۂ کار بنا کر آج تک کتنے ہی قتل کیے ہیں۔ کتنے ہی لوگوں کو تباہ و برباد کیا ہے اور بڑے شیطانی کھیل کھیلتا رہا ہوں۔“

جناب تبریزی نے مستحکم لہجے میں کہا۔ ”اب نہیں کھیل سکو گے۔ تمہیں جمائلہ کا پیچھا چھوڑنا ہو گا... یا پھر میری روحانی قوتوں سے ٹکرانا ہو گا۔“

وہ انکار میں سر ہلاتے ہوئے پیچھے ہٹتے ہوئے اچانک گم ہو گیا۔ اس کے ساتھ جناب تبریزی بھی گم ہو گئے۔ اب منظر بدل گیا تھا۔ شیطان زمین کی تہ میں اترتا جا رہا تھا۔ پاتال میں پہنچ رہا تھا۔ جب وہاں پہنچ کر رکا تو پھر ایک بار چونک گیا۔ جناب تبریزی وہاں پہلے سے پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے کچھ پڑھ کر پھونکا۔ تو اسے ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے جا کر ایک چٹان سے ٹکرا گیا۔ انہوں نے پھر پڑھ کر پھونکا تو وہ ایک دم سے اچھل کر پتھریلی چھت سے ٹکرا کر فرش پر آ گرا۔

ہر ٹکراؤ کے بعد اس کے جسم کا ایک ایک حصہ ٹوٹ کر الگ ہو رہا تھا۔ وہ بکھر رہا تھا۔ گڑگڑا کر کہہ رہا تھا۔ ”مجھے اس طرح نہ توڑو۔ مجھے اپنے وجود کو سمیٹنے دو۔ میں اپنی بقا کی خاطر جمائلہ کو چھوڑنے پر راضی ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی اس کی طرف رخ نہیں کروں گا۔“

انہوں نے کہا۔ ”میں فی الحال تمہاری بات کا یقین کرتا ہوں۔ ابھی ایک گھنٹے کے اندر جمائلہ بابا صاحب کے ادارے سے باہر نکلے گی اگر تم نے اس پر مسلط ہونے کی کوشش کی تو میں تمہیں ہمیشہ کے لیے نابود کر دوں گا۔“

شیطانی وجود کے جو حصے ٹوٹ کر بکھر رہے تھے۔ وہ پھر ایک دوسرے کے قریب آ کر ایک ہو گئے۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے جناب تبریزی کے آگے گھٹنے ٹیک دیے۔ اعلیٰ حضرت نے کہا۔ ”شیطان کبھی نہیں مرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نافرمانی کے باوجود اسے نابود نہیں کیا۔ قیامت تک زندہ رہنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا۔ میں تمہیں ہلاک کروں گا تو صرف اس حد تک کہ تمہارا وجود ختم ہو کر جمائلہ اور الوشے تک نہیں پہنچے گا۔ باقی اس دنیا میں خیر کے ساتھ شر ہے اور یہ رہے گا۔ اب میں جا رہا ہوں۔ جمائلہ ابھی ادارے سے باہر نکلنے والی ہے۔“

یہ کہہ کر جناب تبریزی وہاں سے گم ہو گئے۔ شیطان اپنے شیطانی ہتھکنڈے ضرور آزماتا ہے لیکن اعلیٰ حضرت کے سامنے وہ اس طرح کمزور ہوا تھا کہ ان پر کسی طرح کا شیطانی حملہ کرنا بھول گیا۔

ٹی وی پر وہ ہارر فلم ختم ہو چکی تھی۔ الوشے خوش ہو کر اپنی ماں سے لپٹ گئی اور خیال خوانی کے ذریعے دادی سے کہنے لگی۔ ”گرینڈ ماما! آپ کا اور اعلیٰ حضرت کا بہت بہت شکریہ۔ اب مجھے شیطان سے ہمیشہ کے لیے نجات مل چکی ہے۔“

آمنہ نے کہا۔ ”بیٹی! آج براہِ راست شیطان سے مقابلہ کرتے وقت پتا چلا کہ شیطانی قوت کیا ہوتی ہے؟ میں برسوں سے روحانیت کے مراحل طے کرتی آ رہی ہوں پھر بھی آج اس شیطان کے آگے کمزور پڑنے والی تھی اگر اعلیٰ حضرت بروقت نہ آتے تو ہم دادی اور پوتی کا نہ جانے کیا انجام ہوتا؟“

”گرینڈ ماما! مجھے یہ تجربہ حاصل ہو رہا ہے کہ روحانیت کی معراج تک پہنچنے کے لیے بڑے ہی دشوار گزار مراحل طے کرنے پڑتے ہیں۔ پتا نہیں اعلیٰ حضرت نے کتنی عبادت کتنی ریاضت کی ہے۔ اپنی ساری زندگی روحانی علوم حاصل کرنے میں بسر کر دی ہے تب ہی وہ شیطان کو مات دینے کے قابل ہو گئے ہیں۔ انشاء اللہ میں بھی اعلیٰ حضرت کے نقشِ قدم پر چلوں گی۔“

جناب علی اسد اللہ تبریزی دماغی طور پر اپنے حجرے میں حاضر ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے ہدایت کی تھی کہ جمائلہ کو باہر جانے کی اجازت دی جائے۔

اس وقت وہاں آدھی رات ہونے والی تھی۔ جمائلہ کو ایک بہت ہی شاندار کار دی گئی۔ تاکہ وہ وہاں سے پیرس جا کر وہاں کم از کم دو راتیں گزارے۔ اور یہ آزمائے کہ شیطان اس پر حملہ کرتا ہے یا نہیں؟

جمائلہ کار ڈرائیو کرتی ہوئی ادارے کے صدر دروازے سے باہر آئی پھر پیرس کی طرف جانے لگی۔ اس کی برابر والی سیٹ پر ایک خوبرو قد آور جوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے متعلق بتایا گیا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور جمائلہ کے باڈی گارڈ کی حیثیت سے اس کے ساتھ ہی رہا کرے گا اور اس کی ایک ایک رپورٹ اعلیٰ حضرت تک پہنچایا کرے گا۔

اس ٹیلی پیتھی جاننے والے باڈی گارڈ کا نام جواد مصری تھا۔ جمائلہ بھی مصر کے شہر قاہرہ سے تعلق رکھتی تھی۔ اس لیے وہ بابا صاحب کے ادارے میں جواد مصری سے بڑی اپنائیت کے ساتھ ملتی رہی تھی۔

اس وقت بھی وہ اس کے ساتھ خوش تھی اور خوشی اس بات کی بھی تھی۔ کہ اب تک ابوالہول یا شیطان کی طرف سے

کوئی حملہ نہیں ہوا تھا۔ ابھی پوری رات باقی تھی۔ دیکھنا یہ تھا کہ صبح تک کیا ہونے والا ہے؟

☆☆☆

ایمان علی اس کی ماں اور اس کی بہنوں کے ساتھ عالی کا وقت بہت اچھا گزر رہا تھا۔ وہ ان کے ساتھ حیدرآباد شہر کی سیر کر رہی تھی اور خیال خوانی کے ذریعے ایمان علی کے کچھ خاندانی مسئلے حل کر رہی تھی۔ اس کے چچا زاد بھائی عظیم الدین بہت ہی ذہین اور محبت کرنے والا نوجوان تھا اور وہ ایمان علی کی بہن زیب النسا سے شادی کرنا چاہتا تھا۔

دوسرا بیٹا نواب نعیم الدین اپنے باپ کی طرح سر پھرا تھا لیکن عالی خیال خوانی کے ذریعے اسے راہِ راست پر لا رہی تھی۔

وہ چاہتی تھی کہ ایمان علی کی دوسری بہن مہر النسا نواب نعیم الدین سے منسوب ہو جائے۔ اسی لیے اس نے اس سر پھرے کے دل و دماغ میں مہر النسا کی محبت بھر دی تھی اور وہ اب اس کے متعلق بڑی سنجیدگی سے سوچنے لگا تھا۔

عالی نے جب اس پر عمل کرنے کے بعد اسے سلایا تھا تو اس نے مہر النسا کو خواب میں دیکھا تھا۔ اب اس نے سیر و تفریح کے دوران میں نعیم کے اندر پہنچ کر یہ خیال پیدا کیا۔ کہ اسے چار مینار کی طرف جانا چاہیے اگر اس کی محبت سچی ہو گی۔ تو مہر النسا سے وہاں ملاقات ہو سکے گی۔

نعیم الدین نے سوچا کہ میں خواہ مخواہ ایک مجنوں کی طرح سوچ رہا ہوں۔ ایسا سچا عاشق تو نہیں ہوں کہ میرے سوچنے سے مہر النسا وہاں چلی آئے گی۔

عالی نے اس کی سوچ میں کہا۔ ”آزمانے میں حرج ہی کیا ہے؟ اگر میری محبت میں سچائی اور نیک نیتی ہے۔ تو وہ ضرور مجھے ملے گی۔“

وہ عالی کے زیرِ اثر رہ کر اپنی کار میں بیٹھ کر گھر سے روانہ ہوا۔ وہاں چار مینار کے پاس ایک شاپنگ سینٹر کے سامنے پہنچ گیا۔ عالی، ایمان علی کی ماں اور بہنوں کے ساتھ شاپنگ کر رہی تھی۔ نعیم الدین اس کی مرضی کے مطابق اس دکان کی طرف کھنچا چلا آیا جہاں وہ سب موجود تھے۔ وہاں وہ مہر النسا کو دیکھتے ہی ایک دم سے چونک گیا۔ دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

یہ بات ذہن میں نقش ہو گئی۔ کہ واقعی اس کی محبت سچی ہے۔ آیندہ اسے ہر حال میں مہر النسا کو اپنی شریکِ حیات بنا لینا چاہیے۔ اس نے دکان میں آ کر ایمان علی کو سلام کر کے اس سے مصافحہ کیا پھر اس کی والدہ یعنی اپنی بڑی امی کو آداب کہا۔ دونوں بہنوں نے اسے سلام کیا۔

ایمان علی نے پوچھا۔ ”نعیم میاں! یہاں کہاں بھٹک رہے ہو؟“

وہ بولا۔ ”آپ نے بھٹکنے کا لفظ بہت اچھا استعمال کیا ہے۔ میں اب تک بھٹک رہا تھا۔ آپ سب میرے اپنے ہیں ' سمجھے ہیں۔ ہم ایک دادا کی اولاد ہیں اور میں آپ لوگوں سے دور بھٹکتا رہا اور یہی سمجھتا رہا کہ ابا جان اپنے رویے میں درست ہیں لیکن اب مجھے اپنی اور ابا جان کی غلطیوں کا پتا چل رہا ہے اور میرا دل اور دماغ کہتا ہے کہ ہمارے خاندان کو ٹوٹنا نہیں چاہیے۔ ہمیں ایک ہو کر رہنا چاہیے۔“

اس کی بڑی امی نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ ”خوش رہو بیٹے! میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اتنی ذہانت اور ذمے داری سے ایسی بات سوچو گے اور پھر عمل کرنے کے لیے ہمارے پاس چلے آؤ گے۔ اللہ تمہیں اور عقل دے۔“

زیب النسا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”آمین....“

وہ چور نظروں سے مہر النسا کو دیکھ رہا تھا اور وہ سر کا آنچل درست کرتے ہوئے اس سے نظریں چرا رہی تھی پھر انہوں نے عالی سے اس کا تعارف کروایا۔ عالی نے کہا۔ ”ہم ابھی ڈنر کے لیے ہوٹل جا رہے ہیں۔ کیا آپ ہمارے ساتھ شریک ہونا پسند کریں گے؟“

وہ مہر النسا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ ”مجھے محبت ملے گی تو میں بھلا انکار کیوں کروں گا؟“

وہاں سب ہی سمجھدار تھے۔ نواب نعیم الدین کی نظروں کو تاڑ رہے تھے اور اس کی باتوں کا مطلب سمجھ رہے تھے۔ ایمان علی بہت خوش تھا۔ اس نے اپنی ماں اور دونوں بہنوں کا بھی زائچہ بنا رکھا تھا اور یہ جانتا تھا کہ بہنوں کی قسمت کھلنے والی ہے اور وہ دونوں جلد ہی کسی نہ کسی سے منسوب ہونے والی ہیں۔

پھر نعیم الدین عظیم الدین اور نواب غیاث الدین کے زائچے نے بتایا تھا کہ اس کے چچا نواب غیاث الدین پر برا وقت آنے والا ہے اور ان کے دونوں بیٹوں سے آیندہ صلح ہونے والی ہے۔ اس کے علم نے اسے جو بتایا تھا وہی سب کچھ آہستہ آہستہ سامنے آ رہا تھا۔

عالی ان کے ساتھ کھانے پینے اور خوب انجوائے کرنے کے دوران میں نواب غیاث الدین کے اندر بھی جا رہی تھی۔ اقتدار پارٹی کے بڑے بڑے لیڈرز نے نواب غیاث الدین کو طلب کیا تھا۔ وہ سب اس کی ذہنی حالت کو سمجھنا چاہتے تھے۔ ایسے وقت وہ وہاں بھی الٹی سیدھی حرکتیں کرتا رہا۔ کبھی

...ل ہو کر بولتا رہا۔ اور کبھی اپنی باتوں کی مخالفت کرتا ...ی ان لیڈرز کی بھی مخالفت کرتا رہا۔

پارٹی کے چند ممبران نے ایک خفیہ میٹنگ کی۔ وہاں ...لیڈر نے کہا۔ ”جناب غیاث الدین اور اس کا بیٹا نواب ...یم الدین اس علاقے میں بہت مشہور ہیں اور ہمیشہ ...اکثریت سے ووٹ حاصل کرتے ہیں۔ نواب غیاث الدین ...گل ہو چکا ہے۔ اب ہمیں اس کی جگہ اس کے بیٹے نواب ...یم الدین کو ہی لانا ہو گا۔“

دوسرے لیڈر نے کہا۔ ”جب نواب غیاث الدین ہمارے لیے بے کار ہو چکا ہے تو ہمیں اس کی ذات سے سیاسی فائدہ اٹھانا چاہیے۔“

ایک لیڈر نے پوچھا۔ ”وہ کیسے؟“

اس نے کہا۔ ”یاد ہے۔ اپوزیشن میں ایک لیڈر نے ...غیاث الدین کو دھمکی دی تھی کہ وہ ان کی مخالفت سے باز نہیں آئے گا اور ان کی ہڑتال کو ناکام بنانے کی کوشش کرے گا، تو اس کی سانسیں اس سے چھین لی جائیں گی۔“

وہ کہہ رہا تھا اور وہ سب قائل ہونے کے انداز میں اسے دیکھ رہے تھے پھر اس نے کہا۔ ”کیوں نہ نواب غیاث الدین کی سانسیں چھین لی جائیں؟“

پارٹی لیڈر نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔ ”بے شک، ہم اسے بہت اہم اشو بنا سکتے ہیں اور یہ الزام دے سکتے ہیں کہ اپوزیشن پارٹی والوں نے اسے گولی ماری ہے۔ اس طرح ہمیں جنتا کی ہمدردی بھی حاصل ہو گی اور قانون بھی ہمارے ساتھ ہو گا۔“

انہوں نے اپنے اس منصوبے پر عمل کرنے میں دیر نہیں کی۔ اپنے غنڈوں کو کہا۔ ”نواب غیاث الدین اپنی کار میں بیٹھ کر کوٹھی کی طرف جا رہا ہے۔ اسے وہاں تک زندہ نہیں پہنچنا چاہیے۔“

ایمان علی جب عالی اور اپنی فیملی کے ساتھ کھانے کے بعد کوٹھی کی طرف واپس جا رہا تھا تب ہی فون پر نواب عظیم الدین نے رابطہ کیا پھر روتے ہوئے کہا۔ ”بھائی جان! ہماری غلطیاں معاف کر دیں۔ ہمارے ابا جان اب اس دنیا میں نہیں رہے۔“

ایمان علی نے حیرانی سے پوچھا۔ ”یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ وہ تو اچھے خاصے صحت مند تھے؟“

”ان کی موت طبعی نہیں ہوئی۔ کسی نے انہیں گولی ماری ہے۔ وہ پارٹی میٹنگ سے واپس آ رہے تھے۔ اپنی کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ چند نامعلوم افراد نے ان پر فائرنگ کی ڈرائیور کو زخمی کیا پھر ان کے جسم میں دو گولیاں اتار کر چلے گئے۔“

یہ خبر پوری فیملی کے لیے المناک تھی۔ وہ سب مقتول کی کوٹھی میں پہنچ گئے۔ وہاں کا ماحول تین دن تک مسلسل سوگوار رہا تھا۔ آیندہ وہ دونوں بیٹے اپنے باپ کو بھلا نہیں سکتے تھے۔ کوئی بھی پیدا کرنے والا زندگی میں کیسا ہی رہا ہو، مرنے کے بعد یاد آتا رہتا ہے۔

موجودہ حالات میں ایمان علی کو یہ فائدہ پہنچا تھا کہ پرانی دشمنی ختم ہو چکی تھی۔ دونوں چچا زاد بھائی آ کر اس کی والدہ کو بزرگ اور سرپرست تسلیم کر چکے تھے۔ آیندہ وہ دونوں اس گھر کے داماد بننے والے تھے۔

ایمان علی نے ایک بار تنہائی میں عالی سے کہا۔ ”میری دلی خواہش تھی کہ میں ایک میزبان کی حیثیت سے تمہیں زیادہ سے زیادہ خوش رکھوں لیکن یہاں کا ماحول ماتمی ہو گیا ہے۔“

عالی نے کہا۔ ”کوئی بات نہیں۔ دکھ سکھ تو انسان کی زندگی کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ ویسے یہاں سوگ منانے کے باوجود ہم سب ماتمی حالت میں نہیں ہیں۔ ہمارے اندر ایک ڈھکی چھپی سی خوشی ہے کہ ایک ایسا دشمن جو کبھی راہِ راست پر نہیں آ سکتا تھا۔ وہ اب اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔ اس کی موت نے بکھرے ہوئے خاندان کو سمیٹ کر یکجا کر دیا ہے۔“

”تم درست کہہ رہی ہو۔ اگرچہ چچا جان کی موت کا افسوس ہو رہا ہے لیکن صدمہ نہیں ہو رہا ہے۔ میرے علم نے مجھے پہلے ہی یہ بتا دیا تھا کہ میرے خاندان میں کوئی بہت بڑی بات ہونے والی ہے اور میری پریشانیاں ختم ہونے والی ہیں۔“

کیا تم جانتے تھے کہ چچا جان کو ہلاک کیا جائے گا؟“

وہ انکار میں سر ہلا کر بولا۔ ”نہیں، میرا علم مجھے اتنی وضاحت سے مستقبل کی بات نہیں بتاتا۔ مجھے کچھ اہم اشارے مل جاتے ہیں۔ جن کے ذریعے میں اندازے لگاتا ہوں اور بہت سی باتیں وقت سے پہلے ہی سمجھ لیتا ہوں۔“

وہ مسکرا کر بولی۔ ”تم نے میرے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم کیا ہے؟“

”ہاں، یہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میری زندگی میں ایک ایسی حسینہ آنے والی ہے۔ جس کے بعد میری زندگی کا رخ بدل جائے گا۔ میرے خاندانی حالات درست ہو جائیں گے۔ اور دیکھو کہ یہی ہو رہا ہے۔“

”واقعی، تم علم نجوم اور دست شناسی میں کمال حاصل کر

رہے ہو۔"

"میں نے تم سے ایک اور بات بھی کہی تھی کہ میری زندگی میں جو لڑکی آئے گی وہ ایک غیر معمولی صلاحیت کی مالک ہوگی۔"

"ہاں، یہ بات تم نے کہی تھی۔"

"میں نے آگے یہ نہیں کہا تھا کہ تم اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے میری مشکلیں آسان کرتی رہو گی۔ اب کہہ رہا ہوں، یہ جو کچھ ہو رہا ہے، تمہاری کسی غیر معمولی صلاحیت کے ذریعے ہی ہو رہا ہے۔"

عالی نے اسے ٹالنے کے لیے کہا۔ "کوئی دوسری بات کرو۔"

"تم اس موضوع پر گفتگو نہیں کرنا چاہتیں۔ کیا مجھے رازدار نہیں بناؤ گی۔ میں چاہوں گا کہ مجھ سے اپنی غیر معمولی صلاحیت کو نہ چھپاؤ۔"

اس نے ایک گہری سانس لی۔ سر اٹھا کر سامنے بیٹھے ہوئے ایمان علی کو دیکھا۔ وہ تو پہلی ملاقات سے ہی محسوس کر رہی تھی کہ اس کی طرف کھنچی جا رہی ہے اور یہ جوان اس کا آئیڈیل ہے۔

وہ بولی۔ "میں، ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔"

اس نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ بولی۔ "میں کسی کے بھی اندر پہنچ کر اس کے تمام چور خیالات پڑھ لیتی ہوں۔ اس کے دماغ پر قبضہ جما لیتی ہوں اور اپنی مرضی کے مطابق اس سے کوئی بھی کام کروا لیتی ہوں۔"

وہ حیرانی سے بولا۔ "تم میرے اندر بھی آجاتی ہو؟"

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی۔ "جو تمہاری طرح صحت مند، باڈی بلڈرز ہوتے ہیں اور کوئی نشہ نہیں کرتے۔ وہ میری سوچ کی لہروں کو ایک دم سے محسوس کرتے ہیں پھر بے چین ہو کر سانس روک لیتے ہیں۔ اس طرح میں تمہارے جیسے افراد کے اندر نہیں پہنچ پاتی۔"

"یہ سن کر مجھے حیرانی ہو رہی ہے اور خوشی بھی کہ تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔ کیا مجھے بتاؤ گی کہ یہ علم تم نے کیسے سیکھا ہے؟ کہاں سے سیکھا ہے؟"

"میں ابھی تمہارے سوال کا جواب دوں گی۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا علم میرے بارے میں کیا کہتا ہے؟ ہماری پہلی ملاقات دوستی میں بدل چکی ہے۔ یہ دوستی کہاں تک جائے گی؟"

وہ بڑے اعتماد سے بولا۔ "ازدواجی زندگی تک..... میں اپنے علوم کے ذریعے جو کچھ معلوم کرتا ہوں۔ اس میں سے کچھ باتیں غلط بھی ہو جاتی ہیں۔ جیسے جیسے میرے تجربات بڑھ رہے ہیں۔ میری باتیں درست ہوتی جا رہی ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میری یہ بات درست ہو، میں تمہیں دل و جان سے چاہنے لگا ہوں اور تمہیں اپنی شریک حیات بنانا چاہتا ہوں۔"

عالی نے سر جھکا لیا۔ ایمان علی کی یہ پیش کش بہت اچھی لگ رہی تھی۔ زندگی میں پہلی بار وہ ایک چاہنے والے کو اپنے دل کے اتنے قریب محسوس کر رہی تھی۔

وہ بولا۔ "میں تمہیں پرپوز کر رہا ہوں۔ تم کچھ کہنا چاہو گی؟"

"تم آگے بولو۔ یہ ازدواجی زندگی کیسی رہے گی؟ اور کب تک رہے گی؟"

"اگر ہم ایک دوسرے کے لائف پارٹنر بننے میں کامیاب ہوگئے تو یہ بہت ہی خوشیوں بھری ازدواجی زندگی ہوگی لیکن....."

وہ بولتے بولتے چپ ہوگیا۔ اس نے پوچھا۔ "لیکن کیا....؟"

"ہمارے درمیان کی کچھ رکاوٹیں دور ہونے کے بعد ہی بات بنے گی۔"

"وہ کیسی روکاٹیں ہیں"

وہ انکار میں سر ہلا کر بولا۔ "میں ابھی کچھ وضاحت سے معلوم نہیں کر سکتا، پھر بھی اپنے ازدواجی زائچے کی بغور اسٹڈی کروں گا۔ کچھ پتا چلے گا تو تمہیں بتاؤں گا۔"

وہ دونوں تھوڑی دیر تک چپ رہے پھر ایمان علی نے کہا۔ "تم نے مجھے دیکھا ہے اور میرے خاندان کو بھی دیکھا ہے اب اپنی فیملی کے بارے میں کچھ بتاؤ؟"

وہ اسے میرے بارے میں بتانے لگی۔ میرا نام سنتے ہی وہ چونک گیا۔ بڑی حیرانی سے بولا۔ "تم فرہاد علی تیمور کی بیٹی ہو؟ اوہ خدا! تُو مجھے خوش نصیب بنا رہا ہے۔ مجھے اس دنیا کے سب سے مشہور اور معروف اور اعلیٰ خاندان میں پہنچا رہا ہے۔ میں تیرا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔"

وہ خوش ہو کر اسے دیکھ رہی تھی۔ مسکرا رہی تھی پھر بولی۔ "آگے تو سنو....."

"آگے کیا سنوں؟ میں تو انکل فرہاد سے اس قدر متاثر ہوں کہ میں نے ان کا اور سونیا مما کا بھی ایک زائچہ بنایا ہے اور ان کی اچھی طرح اسٹڈی کی ہے۔ جتنا میں ان کے بارے میں جانتا ہوں۔ وہ تم بیٹی ہو کر بھی نہیں جان سکتیں۔"

پھر وہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔ "ہائے.....! میں

...ہی نہیں سکتا تھا کہ جن بزرگوں کا زائچہ بنا رہا ہوں۔ ان کی اپنی ہی میری زندگی میں آنے والی ہے۔"

"مما اور پاپا جدوجہد سے بھرپور زندگی گزارتے آرہے ہیں۔ نت نئے دشمنوں کی سازشوں کا شکار ہوتے رہتے ہیں اور پھر انہیں منہ توڑ جواب دیتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کبھی کسی ماہر نجوم سے اپنے مستقبل کا حال معلوم نہیں کیا مگر میں معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ ان پر کوئی بڑی مصیبت تو نہیں آئے گی؟"

اس نے سوچ کر کہا۔ "اُن پر مصیبت تو آتی ہی رہتی ہے۔ پھر بھی میں ایک بار ان کا زائچہ پڑھنے کے بعد ہی کچھ بتا سکوں گا۔"

"پلیز، ابھی پڑھو۔"

وہ اپنے بیڈ روم میں تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر شیشے کی ایک الماری کے پاس گیا۔ وہاں ڈھیر ساری فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ پتا نہیں اس نے کتنے افراد کے زائچے بنا رکھے تھے۔ اس نے میرے نام کی ایک فائل نکالی پھر اسے لے کر عالی کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ اسے کھول کر زائچہ نکال کر بڑی توجہ سے پڑھنے لگا۔

عالی بڑی بے چینی سے اسے دیکھ رہی تھی آخر اس نے کہا۔ "تمہارے خاندان میں ایک سب سے چھوٹا بچہ ہے۔ مجھے بتاؤ انکل سے اس کیا رشتہ ہے؟"

"وہ میرے پاپا کا پوتا ہے میرے بھائی پارس کا بیٹا....."

"اس بچے کے ساتھ عجیب و غریب حالات پیش آرہے ہیں۔ جن کا اثر تمہارے پاپا پر پڑ رہا ہے۔"

"ہاں، ان کے بدترین دشمن کسی طرح ان کے پوتے عدنان کو اپنے قابو میں کر لینا چاہتے ہیں۔ اسے قیدی بنا کر پاپا کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دینا چاہتے ہیں۔"

وہ انکار میں سر ہلا کر بولا۔ "ایسا تو تمہارے پاپا کے ساتھ ہوتا ہی آرہا ہے اور وہ دشمنوں کو ان کی دشمنی کی سزا دیتے آرہے ہیں لیکن اس بچے کے حوالے سے کوئی ایسی غیر معمولی بات ہے جو میری سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔"

عالی نے کہا۔ "میں سمجھ گئی عدنان کی ممی شیوانی ایک غیر معمولی عورت ہے۔ وہ مر چکی ہے لیکن اس کی آتما ایک عورت کے جسم میں سمائی ہوئی ہے۔ اس طرح شیوانی ایک دوسری عورت کے جسم میں رہ کر اپنے بچے کو بھرپور ممتا دے رہی ہے۔"

وہ زائچے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "اور کچھ بتاؤں؟"

"میڈم شیوانی سے تعلق رکھنے والی خاص باتیں بتاؤ؟"

"اب اس کی زندگی بہت ہی مختصر سی رہ گئی ہے۔ مجھے ٹھیک طرح سے حساب نہیں معلوم.... جناب تبریزی کی پیش گوئی کے مطابق اس کی زندگی کے شاید انیس دن رہ گئے ہیں۔"

ایمان علی اس کی باتیں خاموشی سے سن رہا تھا پھر کہا۔ "ہاں، یہی بات غیر معمولی ہو سکتی ہے کہ وہ مر چکی ہیں لیکن ان کی آتما ابھی اس دنیا میں ہے اور وہ کسی کے اندر سمائی ہوئی ہیں۔ بے شک، یہ ایک غیر معمولی اور ناقابل یقین بات ہے۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولا۔ "تمہاری فیملی میں ایسے غیر معمولی واقعات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اب میں اس معلومات کی روشنی میں تمہارے پاپا کا زائچہ دیکھتا ہوں۔"

وہ پھر میرے زائچے کی اسٹڈی کرنے لگا۔ اس کے سامنے میری فائل کھلی ہوئی تھی۔ وہ سر جھکائے اسے پڑھ رہا تھا اور عالی اسے بڑی محبت اور لگن سے دیکھ رہی تھی۔

سوچ رہی تھی کہ اب سے پہلے کسی بھی جوان نے اسے اتنا متاثر نہیں کیا تھا، جتنا کہ وہ کر رہا تھا۔ ہر لڑکی کا ایک جیون ساتھی ضرور ہوتا ہے۔ وہ اپنے ہونے والے جیون ساتھی کو بڑے پیار سے بڑے جذبے سے دیکھ رہی تھی۔"

اس کا دل اس کا دماغ ایمان علی سے متاثر ہو رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اگلے چند لمحوں میں کچھ ایسا ہونے والا ہے کہ وہ اس سے کچھ اور زیادہ متاثر ہوتی چلی جائے گی۔

وہ میرا زائچہ دیکھ رہا تھا اور کچھ پریشان ہو رہا تھا۔ عالی نے اس کی پریشانی کو بھانپتے ہوئے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟"

اس نے پوچھا۔ "کیا شیوانی کے پیچھے کالا علم جاننے والے لگے رہتے ہیں؟ کیا وہ اس کی آتما کو ایک جسم سے نکال کر دوسرے جسم میں پہنچا دیتے ہیں؟ اور اس طرح اس کی آتما بھٹکتی رہتی ہے؟"

وہ ہاں کے انداز میں سر ہلا کر بولی۔ "ہاں، لیکن تم پریشان کیوں ہو؟"

"میں پریشان نہیں ہوں۔ تم میرے سوالوں کا جواب دو۔ کیا آج سے انیس دنوں کے بعد شیوانی کی موت لازمی ہے؟"

"ہاں، جناب علی اسد اللہ تبریزی نے پیش گوئی کی ہے۔ اس بار اس کی آتما کو کوئی بھی کالا علم جاننے والا نہیں

بھٹکائے گا اور اس کی روح اس دنیا سے پرواز کرتی ہوئی عالم ارواح کی طرف چلی جائے گی۔ شیوانی کو پھر سے کوئی نئی زندگی نہیں ملے گی۔ وہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی۔"
"تمہارا کیا خیال ہے کیا ان کی پیش گوئی درست ہو گی؟ کیا شیوانی کا مرنا بہت ضروری ہے؟"
"آج تک جناب تبریزی کی کوئی پیش گوئی غلط ثابت نہیں ہوئی۔ اس بار شیوانی کو موت آئے گی۔"
وہ بے چینی سے پہلو بدل کر بولا۔ "اسے موت نہ آئے تو..... اچھا ہے۔"
"موت کیوں نہ آئے؟"
"نہیں آنا چاہیے۔ اسی میں بہتری ہے۔"
"کیا عدنان کی بہتری ہے؟"
وہ انکار میں سر ہلا کر بولا۔ "تمہارے پاپا کی....."
وہ حیرانی سے بولی۔ "شیوانی کے نہ مرنے سے پاپا کی بہتری کیا ہوگی؟"
اس نے عالی کو دیکھا پھر اس سے نظریں چرانے لگا۔ وہ پریشان ہو کر بولی۔ "آخر بات کیا ہے؟.... ایمان علی! تم مجھ سے کیا چھپا رہے ہو؟"
"کچھ نہیں، اپنے پاپا سے کہو کہ میرے پاس آئیں۔ میں ان سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"
"کیا پہلے مجھ سے بات نہیں کر سکتے؟"
"پلیز، یہ تمہارے پاپا کا ذاتی معاملہ ہے۔ تم برا نہ مانو۔ میں تمہارے خاندان کی بہتری کے لیے یہ کہہ رہا ہوں۔ مجھے صرف اپنے پاپا سے بات کرنے دو۔"
اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے ایمان علی کو دیکھا پھر مجھے مخاطب کیا۔ "پاپا! آپ کہاں ہیں؟ ویسے جہاں بھی ہیں۔ فوراً میرے اندر آجائیں۔"
میں نے اس کے اندر آ کر پوچھا۔ "کیا بات ہے بیٹی!.....؟"
"وہ پاپا! جیسا کہ میں بتا چکی ہوں اور آپ بھی جانتے ہیں، ایمان علی کو علم نجوم میں مہارت حاصل ہے۔ اس نے آپ کا بھی زائچہ بنا رکھا ہے اور اسے پڑھنے کے بعد کوئی اہم بات آپ سے کہنا چاہتا ہے۔"
"ٹھیک ہے، جو کہنا چاہتا ہے کہے۔ میں سن رہا ہوں۔"
"ایسے نہیں پاپا! وہ مجھ سے آپ کی کوئی بات چھپا رہا ہے۔ صرف آپ سے کہنا چاہتا ہے۔ پلیز اس کے اندر جائیں۔"

میں دوسرے ہی لمحے میں اس کے اندر پہنچ گیا پھر بولا۔ "ہیلو بیٹے ایمان علی! میں فرہاد بول رہا ہوں۔"
اس نے خوش ہو کر کہا۔ "یا خدا! تو بے شک جلال والا اور بڑی شان والا ہے۔ محترم فرہاد علی تیمور کو میرے پاس پہنچا کر مجھے خوش نصیب بنا رہا ہے۔"
پھر اس نے مجھ سے پوچھا۔ "کیا میں آپ کو انکل کہہ سکتا ہوں؟"
"نہیں انکل نہیں..... عالی کی طرح مجھے پاپا کہہ سکتے ہو۔"
وہ خوشیوں سے لہرا گیا۔ "شکریہ پاپا! بہت بہت شکریہ۔ میں آپ سے ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں لیکن آپ عالی سے کہیں کہ وہ میرے اندر آ کر یہ باتیں نہ سنیں۔"
میں نے عالی سے پوچھا۔ "کیا تم ایمان علی کے اندر ہو؟"
"نو پاپا! وہ نہیں چاہتا کہ میں آپ لوگوں کی باتیں سنوں۔"
"شاباش بیٹی! میں دیکھتا ہوں کہ وہ مجھ سے کیا کہنے والا ہے؟"
میں نے ایمان علی کو یقین دلایا کہ اس کے اندر صرف میں ہی ہوں تب اس نے کہا۔ "پاپا! شیوانی کو مرنا نہیں چاہیے۔ کچھ ایسا کیا جائے کہ جناب تبریزی اپنی پیش گوئی تبدیل کر دیں اگر کوئی کالا علم جاننے والا اس کی آتما کو اس کے جسم سے نکال کر کسی دوسری جگہ پہنچانا چاہے تو اسے نہ روکا جائے۔ جو ہوتا ہے وہ ہونے دیا جائے۔"
"ایسا کیوں ہونے دیا جائے؟ موت کے بعد کسی کی بھی روح کو عالم ارواح میں پہنچنا چاہیے۔ اس دنیا میں نہیں بھٹکنا چاہیے۔ یہ کالا علم جاننے والے ان روحوں کو اپنے قابو میں کر کے اور ان سے اپنی مرضی کا کام کرواتے ہیں اور ہم یہ کبھی نہیں چاہیں گے۔"
"بے شک، کالے علم کے ذریعے جو بھی کیا جاتا ہے وہ سراسر شیطانی عمل ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہیے لیکن میں آپ کی سلامتی کی خاطر کہتا ہوں کہ شیوانی کو مرنا نہیں چاہیے۔"
"شیوانی کی موت کا میری سلامتی سے کیا تعلق ہے؟"
"میرے زائچے کے مطابق شیوانی کی موت کے دوسرے ہی دن آپ کی زندگی کی لکیر ٹوٹ رہی ہے۔"
میں نے بے یقینی سے پوچھا۔ "شیوانی کی زندگی کا مجھ سے کیا تعلق ہے؟"
"دیکھئے۔ میرا زائچہ آپ کے سامنے ہے۔ یہ جو بتا رہا

ہے‘ وہی کہہ رہا ہوں اور اس کے ذریعے بعض باتیں تفصیل سے معلوم نہیں ہوتیں۔ وہ اپنے وقت پر واضح ہوتی ہیں کہ شیوانی کی زندگی سے آپ کا کیا تعلق تھا؟ اور اس کی موت کیوں آپ کی موت کا سبب بن رہی ہے؟“

”بیٹے! اتنی بڑی بات ہے تو اعلیٰ حضرت مجھ سے نہ چھپاتے۔ اشارے سے کچھ بتا دیتے۔“

”یہ تو میں نہیں جانتا کہ انہوں نے آپ سے کچھ کہا کیوں نہیں؟ ویسے میں نے سنا ہے کہ روحانیت کے مدارج طے کرنے والے اندر کی بات کسی کو نہیں بتاتے اور پیش آنے والے واقعات کا ذکر اپنوں سے بھی نہیں کرتے۔“

میں نے تسلیم کیا۔ ”بے شک وہ ہمیں قدرت کے بھید نہیں بتاتے اور ہم ان سے اصرار نہیں کر سکتے۔“

”پھر بھی آپ اپنے طور پر معلوم کر سکیں اور اعلیٰ حضرت کی زبان کھلوا سکیں تو بہتر ہوگا۔ میری اور آپ کے چاہنے والوں کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ایک لمبی زندگی گزاریں اور یہ تب ہی ممکن ہے جب شیوانی کی آتما اس دنیا میں رہے۔ وہ دوسری نئی زندگی پاتی ہے تو پاتی رہے مگر آپ پر کوئی آنچ نہ آئے۔“

میں نے پوچھا۔ ”کیا میں تھوڑی دیر رہ کر تمہارے خیالات پڑھ سکتا ہوں؟ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم علم نجوم میں کہاں تک مہارت رکھتے ہو؟“

”بے شک پاپا! آپ جب تک چاہیں۔ میرے خیالات پڑھ سکتے ہیں اور جب بھی چاہیں میرے اندر بغیر اجازت آ جا سکتے ہیں۔“

”ٹھیک ہے، تم عالی سے باتیں کرو اور اسے یہ ساری باتیں بتاؤ۔ کیونکہ یہ چھپانے والی باتیں نہیں ہیں۔ ہم نے بدترین حالات کا سامنا کیا ہے اور موت تو ایک دن سب ہی کو آنی ہے۔ مجھے بھی آئے گی۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہوگی۔“

وہ عالی کو یہ باتیں بتانے لگا۔ عالی نے سنتے ہی چیخ کر کہا۔ ”تم فضول باتیں کر رہے ہو، تم اتنے بڑے نجومی کیسے ہو گئے کہ میرے پاپا کی موت کی پیش گوئی کرو؟ ہمارے بابا صاحب کے ادارے میں روحانیت کے مراحل طے کرنے والے کئی بزرگ ہیں۔ جناب تبریزی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ ان سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ انہوں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی....“

”میں جانتا ہوں کہ پاپا کے بارے میں ایسی بات سن کر تمہارے دل کو صدمہ پہنچ رہا ہے اور یہ بات تمہیں ناگوار گزر رہی ہے۔ سانچ کو آنچ کیا ہے؟ تم اعلیٰ حضرت سے رابطہ کرو اور ان سے میرا ذکر کرو اور میری بات ان سے بیان کرو۔ دیکھو کہ وہ کیا کہتے ہیں؟“

”پہلے میں پاپا سے بات کروں گی پھر اعلیٰ حضرت کو مخاطب کروں گی۔“

”وہ ابھی میرے اندر ہیں۔ میرے خیالات پڑھ کر یقین کرنا چاہتے ہیں کہ میں نے اپنے اس علم میں کہاں تک مہارت حاصل کی ہے۔“

میں اس کے خیالات پڑھ رہا تھا اور متاثر ہو رہا تھا۔ وہ بہت ہی سلجھے ہوئے ذہن کا جوان تھا۔ بہت ہی نیک نیت اور ایمان دار تھا۔ انتہائی ذہین اور حاضر دماغ اور بہترین فائیٹر تھا۔ ہماری فیملی کے معیار پر پورا اترتا تھا اور جہاں تک اس کے علم نجوم کا معاملہ تھا۔ تو یہی معلوم ہوا تھا کہ اس نے آج تک جتنی بھی پیش گوئی کی ہیں۔ ان میں سے چند غلط ہوئی ہیں۔ باقی درست ثابت ہوتی رہی ہیں۔

عالی نے کہا۔ ”پاپا! ایمان علی سے غلطیاں ہوتی رہی ہیں۔ اللہ نے چاہا تو یہ پیش گوئی بھی غلط ہوگی۔“

میں نے مسکرا کر کہا۔ ”تم اس قدر پریشان کیوں ہو؟ کیا تمہارا باپ دنیا کا سب سے انوکھا انسان ہے کہ اسے موت نہیں آئے گی؟ میں پیغمبروں سے بڑھ کر تو نہیں ہوں، جب وہ اپنی مدتِ حیات پوری کر کے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں، تو مجھے بھی ملنا ہے۔“

”آپ مجھے نہ سمجھائیں۔ جلدی سے اعلیٰ حضرت کے پاس چلیں۔“

”میں ابھی چلتا ہوں مگر پہلے تم دل و دماغ سے ماتمی جذبات کو نکالو۔ بابا صاحب کے ادارے میں یہ خاص طور پر تربیت دی جاتی ہے کہ کسی بھی معاملے میں جذبات کو حاوی نہ ہونے دیا جائے اور تم اتنا اہم سبق بھول رہی ہو۔“

”سوری پاپا! میں خود کو کنٹرول کر رہی ہوں۔ آپ چلیں۔“

”کہاں چلوں؟“

”اعلیٰ حضرت کے پاس....“

”یعنی اب بھی تمہارے اندر بے چینی ہے اور تم میری موت کے ذکر پر تڑپ رہی ہو۔ فار یور انفارمیشن اعلیٰ حضرت کے پاس نہ میں جاؤں گا اور نہ تم جاؤ گی۔“

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں پاپا!....؟ اتنی اہم بات ہے اور آپ اس کی تصدیق کرنا نہیں چاہیں گے؟“

”بالکل نہیں، میں اپنی موت کی خبر سن کر بہت خوش ہوں۔ بہت لمبی عمر گزار چکا ہوں۔ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر

...و کو اس بات پر آمادہ کرو کہ مجھے مرنا ہے۔ ضرور مرنا ...موت آنے والی ہے تو ایمان علی کی کوئی پیش گوئی اور ...ت کی کوئی تسلی بخش بات اسے آنے سے نہیں روک ...گی۔ اب میں جا رہا ہوں۔ تم ایمان علی کے ساتھ اچھا ...گزارنے کی کوشش کرو۔“

میں ان دونوں کے پاس سے چلا آیا۔ جیسا کہ بیان ہو ...ہے کہ میں جسمانی طور پر ثنا تبریزی (لومی کرسٹل) کے ...ن رات گزار رہا تھا۔ وہ میرے پاس ہی تھی اور انتظار ...رہی تھی کہ خیال خوانی سے فارغ ہو کر اس سے باتیں کروں۔

میں نے کہا۔ ”سوری ثنا! تم ایسا کرو کہ جلدی جا کر ...ے لیے کوئی اچھی سی ڈش بناؤ۔ میں ایک ضروری معاملے میں مصروف ہوں اور وہ ضروری معاملہ کیا ہے۔ یہ میں تمہیں کھانے کے بعد بتاؤں گا۔“

وہ مسکراتی ہوئی وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔ مجھ پر جب ...ھی کوئی بہت بڑی مصیبت آتی تھی اور میں بہت زیادہ پریشان ہوتا اور مجھے ذہنی سکون حاصل نہیں ہوتا تھا تو میں فوراً ...ل سونیا کے پاس پہنچ جایا کرتا تھا۔ وہی ایک ایسی ہستی تھی ...س کے پاس پہنچ کر ہی مجھے مکمل ذہنی سکون ملتا تھا۔

اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اپنی موت کی خبر سنتے ہی مجھ ...گھبراہٹ طاری ہوگئی تھی اور میں موت سے ڈر گیا تھا اگر میں ڈرنے والا ہوتا تو اس طرح ساری عمر آگ اور خون کے ...دریا سے نہ گزرتا۔

ہاں، یہ ضرور ہے کہ اچانک اپنی موت کی خبر سنتے ہی ...عجیب سا لگ رہا تھا۔ میرے حساب سے شیوانی کی زندگی ...ے صرف انیس دن رہ گئے تھے۔ یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کی ...ت کے انیس دن بعد‘ بیسویں دن مجھے موت آئے گی؟ ہو سکتا ہے کہ ایمان علی کی پیش گوئی درست ہو۔ ہو سکتا ہے کہ درست نہ ہو....

میں سونیا کے پاس پہنچ گیا۔ اسے مخاطب کیا۔ تو وہ ...ائی سے بولی۔ ”تم نئی دلہن کو چھوڑ کر میرے پاس آئے ہو؟“

”ہاں، تمہاری کوئی اہمیت ہے تب ہی نئی دلہن کو چھوڑ کر ...آیا ہوں۔“

وہ کچھ سوچنے کے بعد بولی۔ ”کیا کوئی پرابلم ہے؟“

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”ہاں، میں مرنے والا ہوں۔“

”یہ تمہاری دوسری بیوی اتنی جلدی زمین کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتی ہے۔“

”میری بات کا تعلق نئی بیوی سے نہیں ہے۔ میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ اپنی موت کی سچی خبر سنا رہا ہوں، اس کے ساتھ ہی ایک بہت ہی اچھی خبر یہ ہے کہ ہماری عالی ایک بہت خوبرو اور صحت مند نوجوان سے متاثر ہوگئی ہے اور وہ نوجوان ہماری فیملی کے معیار پر پورا اتر سکتا ہے۔“

”کیا تم سٹھیا گئے ہو؟ اپنی موت کا ذکر کرتے کرتے بیٹی کے رومانس کی باتیں کر رہے ہو۔“

”اپنی موت کا ذکر جاری رکھنے کے لیے ہونے والے داماد کا ذکر بھی لازمی ہے۔ وہ علم نجوم میں مہارت رکھتا ہے۔ اسی نے پیش گوئی کی ہے کہ میں آج سے بیسویں دن مر جاؤں گا۔“

”کیا یہ سنجیدگی سے کہہ رہے ہو؟“

”نہایت ہی سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ اگر یہ درست ہے تو اعلیٰ حضرت نے مجھے کوئی اشارہ کیوں نہیں دیا؟“

”فرہاد...! کیسی بچگانہ باتیں کر رہے ہو؟ یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ آمنہ اور اعلیٰ حضرت روحانیت کے ذریعے بہت سی ڈھکی چھپی باتیں جانتے ہیں لیکن ہمیں کبھی نہیں بتاتے پھر یہ تو موت جیسی اہم خبر ہے۔ پورے خاندان کو فکر میں مبتلا کرنے والی بات ہے۔ وہ کبھی یہ بات ہمیں نہیں بتائیں گے۔“

”پھر بھی تم سے مشورہ کرنے آیا ہوں اگر ہم اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت سے کچھ پوچھنا چاہیں تو...؟“

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔ ”ایمان علی کی پیش گوئی نے الجھا دیا ہے۔ جب تک اس کی تصدیق نہیں ہوگی مجھے بھی سکون نہیں ملے گا۔ جاؤ‘ اعلیٰ حضرت سے بات کرو پھر مجھے بتاؤ کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟“

میں نے ادارے کے انچارج سے یہ معلوم کیا کہ اس وقت اعلیٰ حضرت عبادت میں مصروف ہیں یا مراقبے میں ہیں؟

انہوں نے جواب دیا۔ ”وہ عبادت سے فارغ ہو کر تسبیح خوانی میں مصروف ہیں۔“

میں نے انہیں مخاطب کیا۔ ”اعلیٰ حضرت! میں آپ سے کچھ عرض کرنے آیا ہوں۔“

”ہاں، بولو میں سن رہا ہوں۔“

”حیدر آباد دکن میں ایک جوان ایمان علی ہے۔“

انہوں نے کہا۔ ”وہ جوان اسم بہ مسمّی ہے۔ ایمان والا

ہے اور علم نجوم میں کافی مہارت رکھتا ہے۔ اس نے تم سے جو کہا ہے۔ اس کے متعلق مجھ سے کوئی بات نہ کرو۔ میں اس پیش گوئی کی تائید یا تردید میں کچھ نہیں کہوں گا۔ اب سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ہم قدرت کے راز عام بندوں کو نہیں بتاتے۔ جنہیں آگہی ملنی ہوتی ہے۔ انہیں قدرتی طور سے مل جاتی ہے۔"

"کیا میں یہ سمجھوں کہ مجھے آگہی مل چکی ہے؟"

"قدرتی طور پر نہیں ملی۔ ہاں، مگر.... ملی ہے۔"

میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔ انہوں نے کہا۔ "بس، اب جاؤ۔"

میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر سونیا کو ان کی باتیں بتائیں۔ وہ بولی۔ "انہوں نے واضح طور پر کچھ نہیں کہا ہے۔ اس بات کو الجھا دیا ہے۔ ہمیں اپنے طور سے سمجھنا ہوگا۔"

اس نے سوچتے ہوئے کہا۔ "ایک کام کرو۔ آمنہ بھی روحانیت کے مراحل سے گزر رہی ہے۔ اسے بھی قدرتی طور سے آگہی ملتی رہتی ہے اور وہ بھی قدرت کے بھید ہمیں نہیں بتاتی۔ اس کے باوجود وہ ایک عورت ہے۔ تم ہیرا پھیری سے اسے الجھا کر حقیقت معلوم کر سکتے ہو...."

سونیا نے اچھی تدبیر بتائی تھی۔ میں نے فوراً ہی آمنہ کے پاس پہنچ کر کہا۔ "میں تم سے کچھ ضروری بات کرنے آیا ہوں۔"

وہ سر جھکائے اداس بیٹھی ہوئی تھی۔ بڑی سنجیدگی سے بولی۔ "ہاں، بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میں تمہارا مجازی خدا ہوں۔ میرے تم پر بڑے حقوق ہیں۔ میں صرف اپنا ایک حق مانگتا ہوں۔"

"ہاں، بولو کیا چاہتے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں کہ میرے ایک سوال کا سچ سچ جواب دے دو۔"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔ "دیکھو۔ جو میں نہیں جانتی اور جو قدرت کو منظور نہیں ہے وہ سوال نہ کرو اور نہ ہی اس کے جواب کی توقع رکھو۔"

"چلو، یہی بتا دو کہ میرے سلسلے میں قدرت کو کیا منظور نہیں ہے؟"

"بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی بات جسے قدرت راز میں رکھنا چاہتی ہے۔ اسے ہم بھی کسی کے سامنے بیان نہیں کرتے۔"

"میں ساری باتیں سمجھتا ہوں لیکن ایک مجازی خدا کی حیثیت سے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ میرے صرف ایک سوال کا جواب دو اور سوال یہ ہے کہ، کہ میری زندگی کتنے دنوں کی رہ گئی ہے؟"

وہ بڑی دیر سے ضبط کر رہی تھی۔ اچانک ہی روتے ہوئے منہ ڈھانپ کر بولی۔ "چلے جاؤ یہاں سے۔ خدا کے لیے چلے جاؤ۔ میری برسوں کی عبادت اور ریاضت کو برباد نہ کرو۔ مجھ پر رحم کرو۔ اپنے شوہر ہونے کے حقوق نہ جتاؤ۔ کیا تم میری برسوں کی محنت کو خاک میں ملا دو گے؟"

"نہیں، میں جا رہا ہوں۔"

میں پھر سونیا کے پاس آگیا۔ اس نے پوچھا۔ "کیا ہوا....؟"

"اس نے بھی واضح طور سے کچھ نہیں کہا لیکن اس کے آنسوؤں نے سارا بھید کھول دیا ہے۔ اب میری زندگی صرف انیس دنوں کی رہ گئی ہے۔ بیسویں دن مجھے یہاں سے کوچ کرنا ہے۔"

سونیا پر جیسے سکتا طاری ہوگیا۔ وہ گم صم سی ہو کر رہ گئی۔ ابھی پتا نہیں میرے کتنے چاہنے والوں پر سکتہ طاری ہونے والا ہے۔ قدرت بھی عجب تماشے دکھاتی ہے۔ اچھے خاصے صحت مند اچھلتے کودتے انسان کو اچانک یہ سنایا جائے کہ اس کی زندگی مختصر سی ہو کر رہ گئی ہے تو کبھی یقین نہیں آتا۔ جبکہ یقین کرنے کے لیے اب کچھ باقی نہ تھا۔

میری موت کے سلسلے میں دو باتیں اہم تھیں۔ ایک تو یہ کہ جناب تبریزی نے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ ایمان علی علم نجوم میں کافی مہارت رکھتا ہے۔ ان کی دوسری بات یہ تھی کہ بعض بندوں کو قدرتی طور سے آگہی ملتی ہے اگرچہ مجھے قدرتی طور سے نہیں ملی مگر مل چکی ہے۔

پھر یہ کہ آمنہ برسوں کی عبادت اور ریاضت کے باوجود اپنے شوہر کے سلسلے میں سخت دلی کا مظاہرہ نہ کر سکی۔ ہزار ضبط کرنے کے باوجود اس کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل آئے اور اس کے آنسوؤں نے ایمان علی کی پیش گوئی پر تصدیق کی مہر ثبت کر دی۔

قارئین کرام! اگلے ماہ کی قسط شائع ہوتے ہی میری مسلسل داستان کے تیس برس پورے ہو جائیں گے..... یا تیس برس کے پورے ہوتے ہی میری زندگی بھی پوری ہو جائے گی؟

اگر ایسا ہوا تو سونیا میری زندگی کے آخری لمحات کی روداد آپ تک پہنچائے گی۔

ٹیلی پیتھی کے فسوں کار فرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

www.pdfbooksfree.pk

سسپنس کا مقبول عام سلسلہ جو تین سو ساٹھ ماہ سے جاری ہے

فرہاد علی تیمور

دیوتا

ہنگاموں
رنگینیوں
اور تحیر کے اس
بے تاج بادشاہ کی
سحر انگیز کہانی جس نے
اپنی بھرپور زندگی میں کبھی
شکست کا ذائقہ نہیں چکھا۔ وہ جب
اور جس کے ذہن میں چاہتا، جھانک لیتا
اور یہی اُس کا مُہلک ترین ہتھیار تھا۔ دو نسلوں
پر محیط وہ طلسمِ ہوش رُبا جسے قارئین کی
دوسری نسل بھی بہت شوق سے پڑھ رہی ہے۔ اپنے
اور مُلک و قوم کے دشمنوں کو خیال خوانی کے نرم و نازک
ہتھیار سے خاک و خون میں نہلا دینے والے فرہاد علی
تیمور کی لازوال اور بے مثال داستانِ عبرت جس میں وہ لہو
کے سارے رشتوں کے ساتھ حریفوں سے برسرِ پیکار رہے۔

اُردو زبان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا طویل ترین سلسلہ

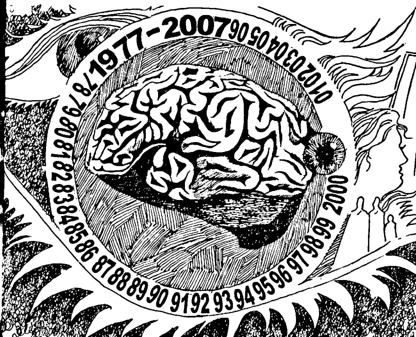

میری فیملی کے تمام افراد کو چپ لگ گئی تھی۔ جیسے وہ سب گونگے ہو گئے ہوں۔ کچھ بولنا نہ جانتے ہوں۔ اگرچہ انہیں میری ہونے والی موت کا پوری طرح یقین نہیں تھا، اس کے باوجود ان کے دل صدمات سے ٹوٹ رہے تھے۔ ایمان علی کی پیش گوئی کو کوئی ماننے والا نہیں تھا لیکن جناب تبریزی اور آمنہ کی پراسرار خاموشی نے سب کو یہ سمجھا دیا تھا کہ وہ بزرگ پیش گوئی پر نہ تبصرہ کر رہے ہیں اور نہ ہی اسے جھٹلا رہے ہیں..... کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

عالی، الوشے، تاشا اور الیا رونے لگی تھیں۔ ایسی المناک خبر سن کر سجدے میں گر پڑی تھیں اور میری سلامتی اور طویل عمر کے لیے گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہی تھیں۔ پارس، پورس اور کبریا کے سر جھکے ہوئے تھے اگر کوئی بدترین شہ زور دشمن مجھ پر حملہ کرنے آتا تو وہ میرے سامنے ڈھال بن جاتے اور اس دشمن کو نیست و نابود کر دیتے لیکن موت کو کون مار سکتا ہے؟ اسے ایک انچ بھی آگے یا پیچھے کون ہٹا سکتا ہے؟ وہ آگے بڑھ گئی تو پھر سمجھو کہ بڑھ ہی گئی۔

میرے بچوں کے لاشعور میں یہ بات رہا کرتی تھی کہ ہمارا بلند و بالا پہاڑوں جیسا ناقابلِ شکست باپ شاید کبھی نہیں مرے گا یا پھر وہ اپنی زندگی میں میری موت نہیں دیکھیں گے۔ ہزاروں لاکھوں صدیوں سے زمین وہیں ہے۔ پہاڑ اپنی جگہ قائم ہیں۔ آسمان اور چاند ستارے وہیں ہیں۔ انسان کی بنائی ہوئی تاج محل جیسی عمارتیں قیامت تک قائم رہیں گی۔ کیا ہمارا باپ قائم نہیں رہ سکتا؟

دنیا کے سارے بچے اپنے والدین کے متعلق اور تمام والدین اپنے بچوں کے متعلق یہی سوچتے ہیں، یہی سمجھتے، یہی چاہتے ہیں کہ دنیا مرتی رہے مگر ہمارے پیاروں کو موت نہ آئے۔ عالی نے ایمان علی کی پیش گوئی کے بارے میں اس وقت بتایا تھا جب میں ثنا (نومی) کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ اس نے میرے چہرے کے تاثرات سے اندازہ کیا کہ کوئی خاص بات ہے۔

میں نے کہا۔ ”جو بھی خاص بات ہے۔ تم ایسا کرو کہ میرے لیے ایک مزے کی ڈش تیار کرو۔ میں کھانے کے دوران میں تمہیں بتاؤں گا۔“

اگر اسے معلوم ہوتا کہ میرا معاملہ بہت ہی سنگین ہے تو وہ کبھی مجھے چھوڑ کر ڈش تیار کرنے نہ جاتی۔ وہ وہاں پہنچی تو بابر نے فون کے ذریعے اسے مخاطب کیا۔

اس نے کہا۔ ”میں فون بند کر رہی ہوں۔ تمہارے آلہ کار کے اندر آتی ہوں۔“

وہ چند سیکنڈ کے بعد اس آلہ کار کے اندر پہنچ کر بولی۔ ”میں نے تم سے کہا تھا کہ آئندہ مجھ سے رابطہ نہ کرو۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کرتے ہو۔ فضول اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے ہو جن سے نہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے اور نہ مجھے.....“

”تم چاہو تو مجھے ایک تھوڑا سا فائدہ پہنچا سکتی ہو۔ میں اس وقت صرف اتنا چاہتا ہوں کہ فرہاد علی تیمور کا پتا ٹھکانا معلوم ہو جائے اور تم بتا سکتی ہو کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟“

”اسے بڑی بے چینی سے تلاش کر رہے ہو؟ بات کیا ہے؟“

”وہ میرے لیے بہت اہم ہو گیا ہے۔ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے وہ چھپ کر کہیں سے مجھے دیکھ رہا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ میں کہاں ہوں اور کیا کر رہا ہوں؟ وہ کم بخت مجھے اور ماسٹر کو کتنے ہی معاملات میں ناکام بنا رہا ہے اور ماسٹر کے بارے میں تو ایسی گہری راز کی باتیں جانتا ہے، جو دنیا کا کوئی بھی شاطر جان نہیں سکتا۔“

”سنا ہے کہ برین ماسٹر بہت ہی شہ زور، بہت ہی پراسرار اور پاورفل ہے۔ کیا فرہاد اس کے بھی بارہ بجا رہا ہے؟“

اس نے اکڑنے کے انداز میں کہا۔ ”ماسٹر اس کے بارہ بجا دے گا۔ وہ خود کو سمجھتا کیا ہے؟“

”تو پھر اس سے اتنے خوفزدہ کیوں ہو؟“

”ہم خوفزدہ نہیں ہیں۔ احتیاطی تدابیر کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں پہلے شبہ تھا کہ وہ جمائلہ کے ذریعے ہمیں بیوقوف بنا رہا ہے۔ ہمارا یہ شبہ درست ہوا۔ جمائلہ میرے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ فون پر کوئی رابطہ ہوتا ہے اور نہ ہی خیال خوانی کے ذریعے اس کا کوئی سراغ مل رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ مر چکی ہے۔“

”وہ مر چکی ہو گی تو فرہاد کو الزام کیوں دے رہے ہو کہ اسی نے جمائلہ کو تم سے چھینا ہے؟“

”ایسا اسی نے کیا ہے۔ ہم یہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ دیکھو! اگر تم چاہو تو مجھے فرہاد تک پہنچا سکتی ہو۔ اس کا پتا ٹھکانا بتا سکتی ہو۔“

”تمہارا خیال بالکل درست ہے۔ میں فرہاد کا پتا ٹھکانا جانتی ہوں اور یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ ابھی ان لمحات میں کہاں ہے؟“

”فوراً بتاؤ۔ پلیز، مجھے بتاؤ کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟“

”میرے پاس میرے بیڈ روم میں ہے اور میں واش

م میں ہوں۔ یہاں سے نکل کر اس کی آغوش میں جانے والی ہوں۔“

”پلیز نومی! میں بہت پریشان ہوں۔ مذاق نہ کرو۔“

”میں مذاق نہیں کر رہی ہوں۔ پہلی بات تو یہ کہ اب میں نومی کرسٹل نہیں رہی۔ میرا نام ثنا علی تبریزی ہے اور یہی مرتے دم تک رہے گا۔“

”یہ، یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟“

”تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ الحمدللہ میں دل کی گہرائیوں سے ایک مسلمان ہوں۔“

”یہ بات تم بہت سنجیدگی سے کہہ رہی ہو لیکن میں کیسے یقین کر لوں؟“

”تمہارے یقین نہ کرنے سے حقیقت نہیں بدلے گی۔ میں نے جناب علی اسد اللہ تبریزی کے سامنے اسلام قبول کیا ہے اور انہوں نے فرہاد علی تیمور سے میرا نکاح پڑھوایا ہے۔ میں اب مسز ثنا فرہاد علی تیمور ہوں۔“

”اوہ گاڈ! تم کس قدر اونچی اڑ رہی ہو۔ میں کبھی یقین نہیں کر سکتا۔“

وہ سخت اضطراب میں مبتلا ہو گیا تھا۔ چند سیکنڈ تک کچھ بول نہ سکا پھر ایک فیصلہ کرتے ہوئے بولا۔ ”میں، میں ابھی تصدیق کرتا ہوں کہ تم کتنا سچ بول رہی ہو؟ میں تھوڑی دیر بعد تم سے رابطہ کروں گا۔“

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ نومی فوراً ہی اس کے اندر پہنچ گئی۔ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ کیا کرنے والا ہے؟ وہ کبھی کبھی دماغی طور پر حاضر رہ کر کچن میں میرے لیے ایک ڈش بھی تیار کرتی رہی اور اس کے اندر جھانکتی بھی رہی۔

وہ برین ماسٹر کے حکم کے مطابق براہِ راست اس سے رابطہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے سختی سے منع کیا تھا کہ وہ آئندہ اس کے اندر ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہیں آئے گا۔ وہ اسرار کے پردوں میں چھپنے کے باوجود ایسی احتیاطی تدبیر پر عمل کر رہا تھا۔ بابر نے فون کے ذریعے رابطہ کیا۔

اس نے پوچھا۔ ”کیا بات ہے؟“

”ماسٹر! ایک بہت ہی اہم اور بہت ہی بری خبر سنانے آیا ہوں۔“

وہ بولا۔ ”جب تک فرہاد میری گرفت میں نہیں آئے گا، جب تک میرے ستارے گردش میں رہیں گے اور ایسی ہی بری خبریں سننے کو ملتی رہیں گی۔ تم بھی کچھ سنا ہی دو۔“

وہ بولا۔ ”ایک تو جمائلہ ہاتھ سے نکل ہی چکی تھی۔

اب نومی بھی شاید نکل رہی ہے۔ وہ شاید فرہاد کی آغوش میں پہنچ گئی ہے۔ ابھی کہہ رہی تھی کہ وہ اسلام قبول کر کے اس کی منکوحہ بن چکی ہے اور یہ سب جناب تبریزی کی سرپرستی میں ہوا ہے۔“

”کیا یہ یقین کرنے کی بات ہے کہ وہ مکار عورت اسلام قبول کرے گی؟ اور جناب تبریزی ایسے نادان ہیں کہ اس کے اسلام قبول کرنے سے مطمئن ہو جائیں گے۔ اتنی جلدی کچھ سوچے سمجھے بغیر اسے فرہاد کی منکوحہ بنا دیں گے؟“

”یقین تو مجھے بھی نہیں ہو رہا ہے لیکن نومی کی آواز اور لہجے میں ایسا عزم اور یقین ہے کہ اس کی باتیں سچ لگ رہی ہیں۔“

”ایسی بات ہے تو بابا صاحب کے ادارے کے انچارج سے رابطہ کرو اور پوچھو کہ خبر کہاں تک درست ہے؟“

بابر نے اسی وقت فون کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ قائم کیا۔ وہاں کے انچارج خلیل بن مکرم نے پوچھا۔ ”آپ کون ہیں؟ اور کیا چاہتے ہیں؟“

”میں وہ ہوں جو ٹیلی پیتھی کی دنیا میں فرہاد علی تیمور بن کر آیا تھا اور اپنی اس پلاننگ میں ناکام رہا تھا۔“

”اچھا، تو آپ مسٹر بابر ہیں؟“

”جی ہاں، میں نے سنا ہے کہ آپ کے ادارے میں کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولتا؟ اس لیے سچ سننے آیا ہوں۔ کیا نومی کرسٹل نے اسلام قبول کر لیا ہے؟“

”الحمدللہ، اب وہ ایک مسلمان ہیں اور فرہاد علی تیمور کی شریکِ حیات ہیں۔ ان کا موجودہ نام ثنا علی تبریزی ہے اور جناب تبریزی نے انہیں اپنی بیٹی بنایا ہے۔ ان کے لیے بابا صاحب کے ادارے کا دروازہ کھول دیا گیا ہے اور کچھ معلوم کرنا ہے آپ کو؟“

”نہیں، شکریہ۔“

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ برین ماسٹر اس کے اندر موجود تھا لیکن وہ اپنے ماسٹر کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہا تھا۔ کیونکہ اس کا معمول اور تابعدار تھا۔

بابر نے فون کے ذریعے رابطہ کرنا چاہا تو اس نے بابر کے اندر یہ خیال پیدا کیا کہ اسے نومی سے رابطہ کرنا چاہیے۔ بعد میں ماسٹر سے رابطہ کیا جائے گا۔ اس نے فون پر اس کے نمبر پنچ کرنے کے بعد کہا۔ ”ہیلو، نومی! میرے آلہ کار کے اندر آ جاؤ۔“

اس نے کہا۔ ”ادھر کوئی نومی نہیں رہتی۔ تم نے غلط نمبر ڈائل کیا ہے۔“

اس نے کہا۔ ''اوہ سوری۔ مجھے نوی نہیں ثنا تبریزی کہنا چاہیے۔''

''تھینک یو، میں ابھی اس آلہ کار کے اندر پہنچتی ہوں۔''

چولہے پر میرے لیے ڈش تیار ہو رہی تھی۔ اس نے کچن سے آکر کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ تو میں خیال خوانی میں مصروف تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے پھر کچن میں آئی پھر خیال خوانی کے ذریعے اس آلہ کار کے اندر پہنچ کر بولی۔ ''ہاں، بولو میں آچکی ہوں۔ تم نے مجھے ثنا تبریزی کہا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تم میری باتوں کی تصدیق کر چکے ہو؟''

''ہاں، بابا صاحب کے ادارے کے انچارج خلیل بن مکرم نے تصدیق کر دی ہے... ثنا تبریزی تم نے اسلام قبول کیا۔ مجھے خوشی ہے۔ کیونکہ میں بھی مسلمان ہوں لیکن فرہاد سے شادی کر کے تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔''

''کیا میں نے ماضی میں تم سے دوستی کر کے غلطی نہیں کی؟ کیا تم نے مجھے اپنا تابعدار نہیں بنایا تھا؟ میرے اعتماد کو دھوکا نہیں دیا تھا؟''

''پلیز، پچھلی باتیں یاد نہ کراؤ۔ جو غلطی ہوئی اس کے بعد ہم پھر سے دوست بن گئے تھے۔''

''بے شک، ہم دوست بن گئے ہیں لیکن ہماری دوستی اعتماد سے خالی ہے۔ اس لیے میں تم پر اعتماد کیوں کروں کہ تم میری بھلائی کے لیے فرہاد کے خلاف بول رہے ہو؟ کیا میں تمہاری باتوں میں آکر اسے چھوڑ دوں گی؟ کیا مجھے نادان بچی سمجھ رہے ہو؟''

''دیکھو نوی.... اوہ سوری، ثنا تبریزی! جب کسی اچھے دوست کا ساتھ چھوٹنے لگتا ہے تو افسوس ہوتا ہے ناں۔ مجھے بھی یہ سوچ کر دکھ ہو رہا ہے کہ آئندہ تم مجھ سے رابطہ بھی نہیں رکھو گی۔ فرہاد میرا دشمن ہے تو تم بھی میری دشمن بن کر رہو گی؟''

''میں مسز فرہاد ہوں۔ اپنے شوہر کے نقش قدم پر ہی چلوں گی۔ یہ تو دشمن بھی مانتے ہیں کہ فرہاد اس وقت تک دشمنی نہیں کرتا، جب تک کہ کسی معاملے میں اسے چھیڑا نہیں جاتا اور خواہ مخواہ اس کی مخالفت نہیں کی جاتی اگر تم اس کی مخالفت نہیں کرو گے، اس سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرو گے تو میں بھی تم سے دشمنی نہیں کروں گی۔ ورنہ تم مجھے فرہاد سے بھی زیادہ خطرناک پاؤ گے اور آئندہ میں اس آلہ کار کے اندر آکر تم سے بات نہیں کروں گی۔ جانتے ہو کیوں؟''

''یہ بھی بتا دو کہ اس آلہ کار کے اندر کیوں نہیں آؤ گی؟ کیوں رابطہ نہیں کرو گی؟''

''اس لیے کہ اب تم اکیلے نہیں آتے تمہارے ساتھ برین ماسٹر بھی ہوتا ہے۔''

''یہ کیا کہہ رہی ہو؟''

''بابر! تم اس کے تابعدار ہو۔ اس کی سوچ کی لہروں کو اپنے اندر محسوس نہیں کر رہے ہو۔''

''مجھے فخر ہے کہ میں ماسٹر کا قابل اعتماد غلام ہوں۔''

ثنا نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''پہلے قابل اعتماد تھے اب نہیں رہے۔ اب اس نے سختی سے منع کیا ہے کہ کبھی تم اس کے اندر نہیں جاؤ گے۔ بلکہ اس نے تو اپنا لب و لہجہ بھی بدل لیا ہے۔''

برین ماسٹر ثنا کی یہ باتیں سن رہا تھا۔ شدید حیرانی سے سوچ رہا تھا کہ اس کم بخت کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ میں نے اپنے اس غلام سے خیال خوانی کا رابطہ ختم کر دیا ہے؟ تعجب ہے کہ یہ تو یہ بھی جانتی ہے کہ میں اپنا لب و لہجہ بھی بدل چکا ہوں۔

بابر نے ماسٹر کی مرضی کے مطابق پوچھا۔ ''تم سراسر بکواس کر رہی ہو۔ یہ جتانا چاہتی ہو کہ بہت پہنچی ہوئی ہو؟ میرے ماسٹر تک بھی پہنچ جاتی ہو؟ اور ہمارے اندر کی تمام باتیں معلوم کر لیتی ہو؟''

''تم میری بات کا یقین نہ کرو لیکن اب بھی وہ ماسٹر تمہارے اندر چھپا ہوا میری تمام باتیں سن رہا ہے اور تشویش میں مبتلا ہو رہا ہے کہ میں بھی فرہاد کے ساتھ رہ کر اس کے اندر کے بہت سے راز معلوم کرنے لگی ہوں۔''

پھر وہ بڑے فخر سے بولی۔ ''تم دونوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں صرف فرہاد علی تیمور کی شریکِ حیات نہیں ہوں۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی کی بیٹی بھی ہوں۔ دنیا کی سب سے خوش نصیب عورت ہوں اور آئندہ تم دونوں کو... بدنصیب بنانے والی ہوں۔ اب جا رہی ہوں۔ مجھے خدا حافظ کہنا چاہیے مگر نہیں کہوں گی کہ خدا تمہاری حفاظت کرے۔''

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر پھر ڈش تیار کرنے لگی۔

جمائلہ کا ذکر ہو چکا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اسے ادارے سے باہر جانے کی اجازت دے دی تھی۔ ادارے کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے جواد مصری کو اس کے ساتھ بھیجا تھا۔ تاکہ وہ اس کی نگرانی کرتا رہے اور اس کے بارے میں رپورٹ دیتا رہے۔

وہ دونوں پیرس پہنچ کر ایک ہوٹل میں دو کمرے کرائے پر لینے کے بعد رات گزار رہے تھے۔ جب وہ شیطانی گرفت میں آکر ابنارمل ہوتی تھی تو تمام رات جاگتی تھی۔ اب ایسی

...نہیں تھی۔

اس نے اپنے کمرے میں پہنچ کر کہا۔ ''جواد! اب میں ...اؤں گی۔ یہ دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ میں ابھی تک ...وں اور اس شیطان نے مجھ پر حملہ نہیں کیا ہے۔''

...اپنے کمرے میں سونے کے لیے چلی گئی۔ جناب ...ی نے پہلی بار عملی میدان میں آکر اپنی روحانی ...اں کا مظاہرہ کیا تھا اور شیطان کو جمائلہ کا پیچھا ...نے پر مجبور کر دیا تھا۔ آئندہ دوسری رات کو مشاہدہ کرنا ...ر وہ دوسری رات کو بھی نہیں آئے گا تو پھر کبھی نہیں آئے

تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی یہ خبر پہنچا دی گئی تھی ...میری زندگی بہت مختصر رہ گئی ہے اور میں بہت جلد اپنی ...ماتیں پوری کر لوں گا۔ یہ خبر جواد مصری تک بھی پہنچی۔

جمائلہ نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''تم بات کرتے ...تے خاموش کیوں ہو گئے؟''

وہ بڑے دکھ سے بولا۔ ''جمائلہ! ایک بہت بری خبر ... ہمارے فرہاد علی تیمور صاحب کی موت کی پیش گوئی کی ...گئی ہے۔ اس سلسلے میں جناب تبریزی اور میڈم آمنہ اپنی کوئی ...وائے نہیں دے رہی ہیں۔ دونوں ہی خاموش ہیں۔ دونوں کی خاموشی یہ یقین دلا رہی ہے کہ حیدرآباد دکن کے ایک نجومی کی ...ئی گوئی درست ہے۔''

یہ ایسی بات تھی کہ جمائلہ تو کیا کوئی بھی فوراً ماننے کو ...ر نہ ہوتا۔ وہ بے یقینی سے بولی۔ ''یہ اچانک کیسی خبر سنا ...ہے ہو۔ پاپا اچھے خاصے صحت مند ہیں اور تم ان کے مرنے کی بات کر رہے ہو۔''

''تم خود ہی سوچو کیا میں اپنے دل سے اتنی بڑی بات کہہ سکتا ہوں؟ ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بابا صاحب کے ادارے سے یہ اطلاع دی جا رہی ہے۔ یہ سچ ہے جمائلہ!''

وہ گرنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھ گئی۔ اسے صدمہ ...ہا تھا۔ وہ سونیا اور مجھ سے بہت محبت کرتی تھی۔ ہماری ...وششوں کی بدولت وہ بابا صاحب کے ادارے تک پہنچی ...تھی۔ اسے جناب تبریزی کی سرپرستی حاصل ہوئی تھی۔ وہ ...بعد ایک نارمل لڑکی کی حیثیت سے زندگی گزارنے والی تھی اور اس ادارے میں بہترین تعلیم و تربیت حاصل کرنے والی تھی۔

وہ ایک دم سے رو پڑی۔ روتے ہوئے بولی۔ ''میں ابھی مما سے ملوں گی۔ پاپا سے ملوں گی۔ پاپا کا ہاتھ اپنے سر پر

رکھ کر خدا سے دعا کروں گی کہ وہ ہاتھ ہمیشہ میرے سر پر رہے اور اسے موت بھی نہ چھین سکے۔“

سب ہی میرے لیے گڑگڑا کر دعا گو تھے اور سب ہی میرے پاس آنا چاہتے تھے۔ میرے ساتھ آخری وقت تک رہنا چاہتے تھے۔ پورے انیس دنوں تک میرے ساتھ ایک ایک لمحہ گزارنا چاہتے تھے۔ میں نے عالی، کبریا، پارس، پورس اور الپا وغیرہ سے کہا تھا کہ وہ ذرا صبر کریں۔ میں انہیں خود ہی بلاؤں گا اور ان کے ساتھ اچھا خاصا وقت گزاروں گا مگر پہلے چند اہم معاملات سے نمٹنا چاہتا ہوں۔

میں نے ان سب کو سمجھایا۔ تسلیاں دیں پھر دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ ایسے ہی وقت ثنا میرے لیے وہ ڈش تیار کر کے لے آئی پھر میرے سامنے رکھ کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ ”ذرا چکھ کر تو بتاؤ میں نے کیسا پکایا ہے؟“

میں اسے بڑے دکھ سے دیکھ رہا تھا۔ ابھی اسے صدمہ پہنچانے والی خبر سنانی تھی۔ مجھے آج نہیں تو کل یا ایک برس بعد مرنا ہی ہے۔ موت کا کوئی خوف نہیں تھا۔ کوئی افسوس نہیں تھا۔ دکھ اپنے لوگوں کا تھا جو میرے لیے دکھ اٹھا رہے تھے اور اندر ہی اندر رو رہے تھے۔

اور یہ ثنا....؟ چوبیس گھنٹے بھی نہیں ہوئے تھے، میری زندگی میں دلہن بن کر آئی تھی اور دولہے کی زندگی اس... بدنصیب سے روٹھنے والی تھی۔ میں سر جھکائے اس کی تیار کی ہوئی ڈش کو دیکھ رہا تھا۔

وہ بولی۔ ”کیا بات ہے؟ کھاتے کیوں نہیں؟ کیا سوچ رہے ہو؟ تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ کوئی بہت ہی سنگین معاملہ ہے؟“

میں نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔

وہ کرسی کھسکا کر میرے قریب آگئی۔ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ ”کیا بات ہے....؟“

میں نے سر اٹھا کر اسے بہت ہی دکھ سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”تم میری زندگی میں دلہن بن کر آئی ہو لیکن میں ایک بہت ہی المناک خبر سنا رہا ہوں۔ تم صرف انیس دن تک سہاگن رہو گی۔ بیسویں دن مجھے اپنے معبود کی طرف واپس جانا ہے۔“

وہ تقریباً چیخ کر بولی۔ ”نہیں، یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو؟ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کس نے کہہ دیا ہے کہ میں صرف انیس دن کی سہاگن ہوں اور بیسویں دن تمہیں موت آنے والی ہے؟ یہ فضول بات کیوں کر رہے ہو؟“

وہ میرے اور قریب آگئی۔ میرے ایک بازو کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے بولی۔ ”کیا میرے بابا اعلیٰ حضرت نے پیش گوئی کی ہے؟ کیا سسٹر آمنہ نے اس سلسلے میں کچھ کہا ہے؟ مجھے بتاؤ وہ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے اس سلسلے میں کیا کہہ رہے ہیں؟“

میں اسے بتانے لگا کہ عالی کے ایک بوائے فرینڈ ایمان علی نے میری موت کی پیش گوئی کی ہے اور اس پیش گوئی کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت اور آمنہ کوئی تبصرہ نہیں کر رہے ہیں۔ کسی رائے کا اظہار نہیں کر رہے ہیں یہ کہہ کر ٹال رہے ہیں کہ روحانیت کے مراحل طے کرنے والوں کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ قدرت کا کوئی بھید کسی بندے کو بتائیں۔

اس نے کہا۔ ”میں اپنے بابا اعلیٰ حضرت سے پوچھوں گی۔“

”ہرگز نہیں۔ ان سے یہ سوال نہ کرنا۔ جب وہ ایک بار انکار کر دیتے ہیں تو دوسری بار کوئی ان سے وہی بات کبھی نہیں کرتا۔ ان کی خاموشی اور ٹالنے کے انداز نے سمجھا دیا ہے کہ ایمان علی کی پیش گوئی درست ہے۔“

وہ ایک دم سے آگے بڑھ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔ اسے تو رونا ہی تھا۔ میرے تمام اپنے، میرے لہو سے تعلق رکھنے والے سب ہی مجھ سے لپٹ کر رونے والے تھے اور مجھے ان کے آنسوؤں کو برداشت کرنا تھا۔

وہ رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ ”اب تو میں ایک پل کے لیے بھی تم سے الگ نہیں رہوں گی۔ ایک ایک لمحہ تمہارے ساتھ جیوں گی اور تم دیکھو گے کہ تمہارے دم توڑنے سے پہلے میں اپنی جان دے دوں گی۔“

”خواہ مخواہ حرام موت مرنے کی باتیں نہ کرو۔“

”کروں گی۔ میں تمہارے بغیر نہیں جیوں گی۔ تمہیں یقین نہیں آتا تو میرے چور خیالات پڑھ کر دیکھ لو۔ تم نے مجھے اتنی عزت دی ہے۔ اتنا مان مرتبہ دیا ہے کہ ایسا کوئی دوسرا مجھے دے ہی نہیں سکے گا اور نہ ہی تمہارے بغیر میں اس مان مرتبے کے ساتھ زندہ رہ سکوں گی۔“

میں نے اسے تھپک کر کہا۔ ”میں تمہارے جذبات اور تمہارے اندر کے دکھ کو سمجھ رہا ہوں۔ تم نے بڑے ارمانوں سے مجھ سے شادی کی۔ میری خاطر اسلام قبول کیا اور اب تمہیں کیا مل رہا ہے؟ صرف انیس کی سہاگن والی زندگی....ثنا! میری مجبوریوں کو سمجھو۔ میری اور دو بیویاں بھی

...رے لہو سے منسلک رہنے والے بچے ہیں۔ وہ سب ...رے آخری دنوں میں میرے ساتھ رہنا چاہیں ...ب ہی کے ساتھ مجھے وقت گزارنا ہوگا۔“

”بے شک، تم ان سب کے ساتھ گزارو۔ میں کسی ...ی کی رکاوٹ نہیں بنوں گی۔ کوئی اعتراض نہیں ...ں گی لیکن میں تو تمہاری نئی دلہن ہوں۔ میرا ہاتھ پکڑتے ...ہو یوں نہ چھوڑ دو۔ اپنی تمام بیویوں اور بچوں کے ساتھ ...ایسا وقت مقرر کرو کہ وہ صبح سے شام تک سب ہی ...مہارے ساتھ رہیں لیکن رات کے کھانے کے بعد صبح تک ...میں ہی میں تمہارے ساتھ رہوں۔ دیکھو! میں تمہاری ...دس انیس کی سہاگن ہوں۔ میری یہ بات مان لو اور ...کو اس بات کے لیے راضی کر لو۔“

میں اس سے ذرا الگ ہو گیا۔ وہ آنسو پونچھتے ہوئے ...”اس طرح کیوں الگ ہو رہے ہو؟“

”سمجھنے کی کوشش کرو۔ میرے حالات ایسے ہیں کہ ...ے بچے اور دوسرے خیال خوانی کرنے والے اچانک ...میرے اندر آجاتے ہیں اور میں کسی کو منع نہیں کروں گا۔“

ایسے ہی وقت عالی نے آکر کہا۔ ”پاپا! آپ کو مما بلا ...رہی ہیں۔“

”اچھا بیٹے! تم مما کے پاس چلو۔ میں ابھی آتا ...ہوں۔“

پھر میں نے ثنا سے کہا۔ ”دیکھو! ابھی عالی آئی تھی۔ ...س نے سونیا کا پیغام دیا ہے۔ مجھے ابھی اس سے باتیں کرنی ...ہوں گی۔ تم چاہتی ہو کہ مجھ سے دور نہ رہو تو اس کا ایک ہی ...طریقہ ہے کہ میرے اندر آکر رہو اور سونیا کی باتیں بھی سنتی ...رہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔“

وہ میری گردن میں باہیں ڈال کر بولی۔ ”شکریہ ...ہار! تم مجھے اسی طرح اپنے ساتھ رکھو۔“

پھر وہ جلدی سے الگ ہو کر بولی۔ ”سوری، مجھے ...تمہارے بچوں اور دوسرے خیال خوانی کرنے والوں کو لحاظ ...کرنا ہی ہوگا۔ اب میں تمہارے اندر آرہی ہوں۔“

وہ میرے اندر آگئی۔ میں سونیا کے پاس پہنچا۔ وہ ...بولی۔ ”سارے ہی بچے مجھ سے رابطہ کر رہے ہیں اور کہہ ...رہے ہیں کہ وہ تمہارے آخری وقت تک دن رات ساتھ رہنا ...چاہتے ہیں۔“

”اگر سب ہی بیک وقت میرے ساتھ رہنا چاہیں ...گے تو بڑی بھیڑ لگے گی۔ یوں اندیشہ ہے کہ تمام بچے دشمنوں کی نظروں میں آجائیں گے۔ ہماری تاک میں رہنے والے مخالفین کو یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ سب سوئٹزر لینڈ کے شہر جینوا میں آکر قیام کر رہے ہیں۔ کیا تم ایسا چاہو گی؟“

سونیا نے کہا۔ ”آگے نہ بولو۔ میں یہ باتیں خوب سمجھتی ہوں۔ تمام بچوں کو بھی سمجھا رہی ہوں کہ سب کا ایک ساتھ جا کر تمہارے پاس رہنا مناسب نہیں ہے۔ میں انہیں یہ بھی سمجھا رہی ہوں کہ ہمیں اس بدنصیب سہاگن کا زیادہ خیال کرنا ہوگا جو شادی کے صرف انیس دن کے بعد بیوہ ہونے والی ہے۔“

سونیا کی اس بات سے ثنا کا دل خوشی سے بھر گیا۔ اسے ندامت ہوئی کہ ماضی میں جس کے ساتھ بدترین دشمنی کرتی رہی وہ اس کے بارے میں کتنے اچھے خیالات رکھتی ہے اور اس کے جذبات کا کتنا خیال رکھ رہی ہے۔

میں نے کہا۔ ”سونیا! تم سے زیادہ کوئی میری مشکلات کو نہیں سمجھے گا۔ میں اسی فکر میں ہوں کہ کسے کتنا وقت دوں؟ کس کی کس طرح سے دل جوئی کروں؟“

”تم فکر نہ کرو، میں ان سے یہ کہنے والی ہوں کہ وہ سب اپنا اصلی چہرہ چھپالیں اور کسی بہروپ میں جینوا جائیں لیکن تم سے دور ہی رہیں۔ تمہارے پوتے کی ہونے والی بہو تاشہ اور جمائلہ بھی رو رہی ہیں اور تم سے ملنا چاہتی ہیں۔“

”میں سب کی محبتوں اور دلی جذبوں کو سمجھ رہا ہوں۔ تم چاہتی ہو کہ یہاں جینوا میں سب ہی بھیس بدل کر آجائیں؟ اور راز داری سے میرے پاس آتے جاتے رہیں؟“

”ہاں، میں ان سب کو اپنے پاس بلا کر یہی سمجھانے والی ہوں کہ ان میں سے ہر ایک صرف ایک گھنٹے کے لیے آئے گا۔ تمہارے ساتھ وقت گزارے گا پھر چلا جائے گا۔ پارس، پورس، کبریا، عالی، الوشے، تاشہ، الپا اور جمائلہ یہ آٹھ بچے ہیں۔ الپا بہو ہے اور تاشہ ہونے والی بہو، یہ سب ایک گھنٹے کے حساب سے باری باری تمہارے پاس آئیں گے۔ روزانہ تم آٹھ گھنٹے ان کے ساتھ گزار سکو گے، ثنا تبریزی ان آٹھ گھنٹوں میں تم سے دور رہے گی۔ باقی کے سولہ گھنٹے تمہارے ساتھ گزارتی رہے گی۔“

”تم دوسروں کا حساب کر رہی ہو۔ اپنی بات بھی کرو۔ کیا میرے پاس نہیں آؤ گی؟“

”آگے تو سنو، میں کیا کہنے والی ہوں؟ کیا تم بھول گئے بابا صاحب کے ادارے کے بانی بابا فرید واسطی نے تمہاری موت کے متعلق پیش گوئی کی تھی؟“

میں موجودہ حالات میں ان کی پیش گوئی بھول گیا

تھا۔ بابا فرید واسطی سونیا کو بہت چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنے آخری وقت صرف سونیا کو ہی اپنے پاس رکھا تھا۔ وہ کسی کو حجرے میں آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ یہ محبت اور شفقت صرف سونیا کے لیے تھی۔ وہ آخری سانس تک ان کی خدمت کرتی رہی تھی۔

انہوں نے میرے بارے میں پیش گوئی کی تھی کہ میری موت طبعی ہوگی۔ کوئی دشمن مجھے ہلاک نہیں کرے گا لیکن میرے آخری وقت نہ تو میری کوئی بیوی نہ ہی میرا کوئی بچہ میرے آس پاس ہوگا۔ صرف سونیا ہی میرے ساتھ رہے گی۔

میں نے سونیا کے سامنے ان کی پیش گوئی دہرائی وہ بولی۔ ''اس حساب سے ہی میں نے یہ طے کیا ہے کہ آج سے نو دن تک تم اپنے تمام بچوں سے، بہوؤں سے اور ثنا سے ملتے رہو گے۔ بیسویں دن کی صبح سے پہلے ان سب سے رخصت ہو کر میرے پاس آؤ گے۔ میں بعد میں بتاؤں گی کہ ہماری ملاقات کہاں ہوگی۔ مجھے یہ سوچنا اور سمجھنا ہے کہ تم کہاں رہ کر میرے ساتھ اپنی آخری سانسیں پوری کرو گے۔''

وہ ذرا چپ ہوئی پھر ایک سرد آہ بھر کر بولی۔ ''اب تم جا سکتے ہو۔ کل صبح تمام بچے بھیس بدل کر جینوا پہنچیں گے اور تم سے خفیہ طور پر رابطہ کریں گے۔''

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ ثنا نے خوش ہو کر میرے سینے پر سر رکھ کر کہا۔ ''میں سونیا کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔ اس نے تمہارے ساتھ رہنے کے لیے مجھے سب سے زیادہ وقت دیا ہے۔ بس یہ سوچ کر دکھ ہو رہا ہے کہ ہمارا ساتھ صرف انیس دلوں تک رہے گا۔''

''مجبوری ہے ثنا! بابا فرید واسطی صاحب کی پیش گوئی اسی طرح سے درست ہوگی اور سونیا اس پر ہر حال میں عمل کرے گی۔''

وہ رو رہی تھی اور وہ کیا سب ہی رو رہے تھے۔ قدرتی طور پر کبھی کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی موت کب آئے گی؟ اگر معلوم ہو جائے تو اس کی حالت یہی ہوتی ہے جو میری تھی۔ مجھے دنیا سے جانے کا دکھ نہیں تھا مگر اپنوں کے آنسو دیکھ دیکھ کر دل صدمے سے ٹوٹ رہا تھا۔

☆☆☆

برین ماسٹر بڑی دیر تک بابر کے اندر رہ کر ثنا کی باتیں سنتا رہا تھا۔ باتیں ایسی تھیں کہ اس کے ہوش اڑ رہے تھے۔ وہ حیرانی اور پریشانی میں سوچنے لگا کہ یہ لوی یعنی کہ ثنا تمریزی کیسے جانتی ہے کہ میں نے بابر سے دماغی رابطہ ختم کر دیا ہے؟ اسے اپنے اندر آنے کی اجازت نہیں دیتا ہوں اور میں نے اپنا لب و لہجہ بدل لیا ہے؟

یہ ایسی گہری راز کی باتیں تھیں کہ جو بابر، آؤڈی مین اور ماسٹر کے درمیان ہوئی تھیں۔ کوئی چوتھا موجود نہیں تھا۔ اگرچہ اس کے کتنے ہی جاں نثار اور وفادار ماتحت تھے لیکن وہ کسی کے سامنے ایسے راز کی باتیں نہیں کرتا تھا پھر یہ باتیں ثنا تمریزی تک کیسے پہنچ گئیں؟

اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے ثنا خنجر کی نوک سے اس کے دل و دماغ کو کریدتی اور کھودتی ہوئی گہرائی تک پہنچ رہی ہے۔ اور آیندہ نہ جانے کہاں تک پہنچ کر کیا کرنے والی ہے؟

وہ اپنی خفیہ پناہ گاہ میں بالکل تنہا تھا۔ پہلے میں نے اپنی معلومات کے ذریعے اسے خوفزدہ کیا تھا اور اب ثنا ایسا کر رہی تھی۔ وہ ٹہلتے ٹہلتے ایک جگہ بیٹھ گیا پھر اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ اگرچہ ثنا بہت ہی مکار اور تیز طرار ہے لیکن ایسی پہنچی ہوئی نہیں ہے کہ فرہاد علی تیمور کی طرح میرے گہرے رازوں تک پہنچ جائے۔ دراصل اس نے فرہاد کی شریک حیات بن کر اس سے یہ ساری معلومات حاصل کی ہیں۔

یہی بات سمجھ میں آرہی تھی کہ جب تک وہ اس سے منسوب نہیں ہوئی تھی تب تک اس نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔ محبوب کی آغوش میں پہنچتے ہی دشمن کی گہرائیوں میں اترنے لگی تھی۔ اسے یہ مکمل یقین ہو گیا کہ سارے فساد کی جڑ میں ہی ہوں۔ جب تک اس جڑ کو اکھاڑ نہیں پھینکے گا۔ اس وقت تک وہ سکون سے نہیں بیٹھ سکے گا اور نہ ہی اپنے کسی بڑے منصوبے پر عمل کر سکے گا۔

جب برین ماسٹر پیدا ہوا تو وہ عیسائی تھا۔ جیسے جیسے اس نے ٹیلی پیتھی اور دوسرے علوم حاصل کیے، ویسے ویسے اس کے نظریات بدلتے گئے۔ وہ اپنے دین سے بھی پھر گیا۔ وہ کسی مذہب اور روحانیت کو نہیں مانتا تھا۔ جناب تمریزی کے متعلق اس کا خیال تھا کہ وہ روحانیت کے ذریعے نہیں بلکہ پراسرار علوم کے ذریعے دوسروں کو متاثر کرتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ روحانیت کے حامل ہیں۔ انہوں نے اپنے جیسے کچھ پراسرار علم جاننے والے بندوں کو جمع کر لیا ہے اور ان کے ذریعے بابا صاحب کا ادارہ بنا کر وہاں حکومت کر رہے ہیں۔

وہ کالا جادو اور دوسرے پراسرار علوم کو مانتا تھا۔ اس نے اسی حوالے سے ایک کالا جادو جاننے والے مہاراج گندھ راج منتر جوگی سے دوستی کی تھی۔ وہ جوگی عام جادوگروں کی طرح جاہل گنوار نہیں تھا۔ اس نے آکسفورڈ

[illegible]ل میں تعلیم حاصل کی تھی اور انڈیا میں رہنے والے باپ [illegible] والے پُراسرار علوم حاصل کرتا رہا تھا۔

مغربی ممالک میں رہنے کے باعث ایک جادوگر کے [illegible] وچ ڈاکٹر کہلاتا تھا۔ یورپ کے کتنے ہی وچ ڈاکٹرز [illegible] علم میں بے پناہ مہارت رکھتے تھے لیکن مہاراج گندھ راج منتر جوگی آتما شکتی میں اتنی مہارت رکھتا تھا کہ وہاں کے [illegible]ب ہی وچ ڈاکٹرز اسے اپنا گرو یا ماسٹر مانتے تھے۔

برین ماسٹر سے اس کے اچھے تعلقات تھے لیکن وہ [illegible] کسی معاملے میں اسے شریک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ [illegible] رہتا تھا کہ وہ کسی ایک معاملے میں بھی اسے شریک [illegible]ے گا تو وہ اپنے علم کے ذریعے اس کے کئی رازوں تک [illegible] جائے گا پھر کوئی ایسی حرکت کرے گا جس سے اس کی [illegible]لیفس مافیا تنظیم کو نقصان پہنچے گا۔

اب وہ مجھ سے شکست کھا رہا تھا۔ غصے کی اس انتہا کو [illegible] رہا تھا جہاں مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق میرے خلاف کچھ [illegible] کرنے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔

بہت پہلے ہی اس کے ذہن میں یہ بات آئی تھی کہ [illegible]ان پر قابو پانے کے لیے شیوانی کو ٹریپ کیا جا سکتا ہے اور [illegible]انی کو پھانسنے کے لیے مہاراج گندھ راج منتر جوگی سے [illegible]لیا جا سکتا ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے شیوانی اور [illegible]ان کو کہیں چھپا رکھا تھا لیکن آتما شکتی کا ماہر منتر جوگی اپنے [illegible]لے عمل سے اس کے اندر بہ آسانی پہنچ سکتا تھا۔ جب ماں اس کے قابو آتی تو بچہ بھی اس کے قابو میں آجاتا اور وہ اس [illegible] کو برین ماسٹر کے حوالے کر دیتا۔

اب اس کا یہ خوف کسی حد تک کم ہو گیا تھا کہ منتر جوگی [illegible] بچے کے ذریعے اس کے دوسرے معاملات میں ملوث [illegible] جائے گا۔ اب تو صرف اور صرف اسی بات کی اہمیت تھی کہ اس بچے کے ذریعے مجھے کمزور بنا دیا جائے۔ کچھ حاصل [illegible]نے کے لیے مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے۔ خطرات سے [illegible]انا پڑتا ہے۔ لہٰذا وہ مہاراج گندھ راج منتر جوگی کے [illegible]الے سے پیش آنے والے خطروں سے بعد میں نمٹ لے [illegible]

[illegible]ب سے پہلے مجھے زیر کرنا اتنا ضروری ہو گیا تھا کہ [illegible] کہا جاتا کہ میرا سر قلم کرواتے ہی وہ اپنی سانس لینا چھوڑ [illegible] میری جان لیتے لیتے اپنی جان بھی دیدے تو یہ بھی [illegible]۔ خود مرنے کو تیار ہو جاتا لیکن پہلے مجھے مارنا چاہتا تھا۔

وہ بڑی دیر تک اس پہلو پر غور کرتا رہا کہ منتر جوگی سے [illegible] بھی چاہیے یا نہیں؟ ہر بار اس کے اندر سے یہی

جواب موصول ہوتا رہا۔ ''ہاں... ہاں میں فرہاد سے اپنی برتری اور سلامتی چاہتا ہوں۔ مجھے اس انڈین وچ ڈاکٹر سے کام لینا ہی پڑے گا۔''

آخر اس نے اچھی طرح سوچنے سمجھنے کے بعد خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے اندر پہنچ کر بولا۔ ''ہیلو ڈاکٹر منتر جوگی! میں رچ مین بول رہا ہوں۔''

وہ انڈر ورلڈ سے باہر کھلی دنیا میں رچ مین کے نام سے ہی جانا جاتا تھا۔

منتر جوگی نے کہا۔ ''اپنا نام نہ بتاؤ تب بھی میں یہ جانتا ہوں کہ میرے دماغ میں آنے والا صرف رچ مین ہی ہوگا کیونکہ اور کوئی خیال خوانی کرنے والا میرے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔''

''یہ اچھی بات ہے کہ کوئی دوسرا تمہیں نہیں جانتا۔ یہ بہت ہے کہ میں تمہیں جانتا ہوں اور تم مجھے جانتے ہو۔''

''میں کیا خاک جانتا ہوں؟ صرف تمہارا فون نمبر ہی معلوم ہے۔ تم نے کبھی اپنا پتا ٹھکانا بھی نہیں بتایا۔ کبھی مجھ سے ملنے نہیں آتے اور نہ مجھے اپنی کسی گیٹ ٹوگیدر پارٹی میں بلاتے ہو؟''

''میں تمہیں بلانے اور تم سے ملنے کے لیے ابھی یہاں آیا ہوں۔''

وہ ہنستے ہوئے اپنے سامنے رکھے ہوئے ایک بڑے سے کاغذ کو اٹھا کر بولا۔ ''تم میرے ذریعے اس کاغذ کو پڑھ سکتے ہو۔ دیکھو اس پر کیا لکھا ہوا ہے؟''

اس نے منتر جوگی کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا اس پر لکھا ہوا تھا کہ آج کسی وقت بھی رچ مین میرے پاس آئے گا اور مجھ سے کوئی کام لینا چاہے گا۔

برین ماسٹر نے کہا۔ ''میں حیران ہوں۔ کیا تم غیب کی باتیں بھی جانتے ہو؟''

''اس میں غیب کی کوئی بات نہیں۔ میں تو بس اپنے علم سے اپنی عقل سے معلوم کر لیتا ہوں۔ میں نے تمہارے نام کا ایک پتلا بنایا ہے اور اسے پیتل کی اس بڑی سی تھال پر رکھا ہے۔

وہاں ایک بڑی سی تھال پر ماش کے آٹے سے بنایا ہوا پتلا رکھا ہوا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ''اس تھال میں کئی خانے بنے ہوئے ہیں۔ یہاں ہر خانے میں ایک ایک ملک کا نام لکھا ہوا ہے۔ تم جس ملک میں جاتے ہو یہ پتلا بھی اس خانے کی طرف گھوم جاتا ہے۔ ماسکو شہر سے ذرا فاصلے پر ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ تم اس قصبے کی چھوٹی سی رہائش گاہ میں رہنے آئے

ہو۔ ورنہ کل سے پہلے تمہارا رخ صرف ماسکو کی طرف تھا۔"
وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا۔ "ان کمبخت کالا عمل کرنے والوں کی دوستی مہنگی پڑتی ہے۔ یہ تو میرا پتلا بنا کر میری رہائش گاہ کا پتا معلوم کر چکا ہے۔"
وچ ڈاکٹر منتر جوگی کہہ رہا تھا۔ "اور ہاں، اس تھال پر ایک اور خانہ بنا ہوا ہے۔ جس میں میرا نام لکھا ہوا ہے۔ آج صبح تمہارا پتلا میرے خانے میں اوندھے منہ گر پڑا۔ اس طرح میری سمجھ میں آیا کہ تم آج میرے پاس کسی ضرورت سے آنے والے ہو.... ویل رچ مین! اور کچھ سنو گے؟"
"جتنا سنا ہے اتنا ہی کافی ہے۔ یہ اندازہ ہو گیا کہ تم بہت ہی خطرناک ہو۔ یہ اندیشہ رہا کرے گا کہ میں تم سے گہرے تعلقات رکھوں گا، تمہارے روبرو آؤں گا تو تم میرے ڈھکے چھپے معاملات تک بھی پہنچتے رہو گے۔ جو بات میں کسی کو بتانا نہیں چاہتا وہ تم اپنے پراسرار علوم کے ذریعے جان لیا کرو گے۔"
"مجھ پر بھروسا نہیں ہے تو پھر مجھ سے نہ ملو۔ میرے روبرو نہ آؤ۔ اپنا کوئی ایسا مسئلہ میرے سامنے پیش نہ کرو۔ جس کے ذریعے میں تمہاری جڑ تک پہنچ جاؤں۔ ویسے میں تمہارے کام آنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو اور میرا خیال ہے کبھی میرا کام بھی تم سے پڑ سکتا ہے۔"
"بے شک، ہم ایک دوسرے کے کام آ سکتے ہیں۔ لیکن...."
وہ بولا۔ "لیکن یہ کہ ہمیں ایک دوسرے پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ تمہارا ایسا کوئی کام ہو جسے میں دور سے ہی کر سکوں اور ہمیں روبرو آنے کی ضرورت نہ ہو۔ تو مجھے کہو۔ میں دور ہی سے تمہارے کام آؤں گا۔"
اس نے تھوڑی دیر تک سوچا پھر کہا۔ "میں نے یورپ کے کتنے ہی وچ ڈاکٹرز سے سنا ہے کہ تم خطرناک حد تک آتما شکتی میں مہارت رکھتے ہو؟ ایک جسم سے کسی کی آتما نکال کر اسے اپنی تابعدار بنا کر کسی دوسرے جسم میں پہنچا دیتے ہو؟"
وہ بڑے ہی غرور سے بولا۔ "بے شک، میں ایسا کر سکتا ہوں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں کسی آتما کو ادھر سے ادھر کروں؟ ایک استھان سے دوسرے استھان تک پہنچا دوں؟"
"ہاں، میں چاہتا ہوں، تم ایک عورت کی آتما کو اپنے قابو میں کرو۔ اس کا نام شیوانی ہے۔ وہ انڈیا میں تھی۔ اب پتا نہیں کس ملک میں ہے۔ میرے دشمن نے اسے کہیں چھپا دیا ہے۔"
"اچھا.... اس کا نام شیوانی ہے؟ کیا وہ کہیں تنہا ہے؟"
"نہیں، اپنے ایک چھ برس کے بیٹے کے ساتھ ہے۔ دراصل میں اس کے بیٹے کو ہی اپنے قبضے میں لینا چاہتا ہوں۔ اس بچے کے ذریعے میں اپنے دشمن کو کمزور بنا سکوں گا۔ اس کا کام تمام کر سکوں گا۔"
"دشمن کا نام بتاؤ؟"
"اس کا نام فرہاد علی تیمور ہے۔"
وہ ایک دم سے چونک کر بولا۔ "ہے.. بھگوان! یہ تم کس کا نام لے رہے ہو؟ کیا یہ وہی ہے جو ٹیلی پیتھی جانتا ہے؟ اور ناقابل شکست سمجھا جاتا ہے؟"
"ہاں، میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔"
"جو ناقابل شکست ہو۔ اسے شکست دینے کی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے دور ہی سے کترا جانا چاہیے۔ معلوم ہوتا ہے، تم نے اس سے ٹکرانے کی حماقت کی ہے اور اب پچھتا رہے ہو؟ اسے شکست دینے اور کمزور بنانے کا راستہ ڈھونڈتے ہوئے مجھ تک آئے ہو۔"
"ہاں، کیا تم بھی فرہاد سے خوفزدہ ہو؟"
"خوف تو اس وقت ہوگا جب میں اس سے دشمنی کروں گا۔ میں اس کا دشمن ہوں نہ دوست۔ تو پھر خوف کیسا؟"
تم مہا شکتی مان ہو۔ کیا تمہارے دل میں یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی کہ کسی زبردست ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنا غلام بناؤ؟"
"بے شک، میں ایسا نادان نہیں ہوں۔ اپنی طاقت بڑھاتا رہتا ہوں۔ کتنے ہی پراسرار علم میں مہارت رکھتا ہوں۔ صرف ٹیلی پیتھی نہیں جانتا۔ اس لیے میں نے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنا غلام بنا رکھا ہے لیکن میں نے کبھی فرہاد کی طرف رخ نہیں کیا۔"
"تمہاری باتیں سن کر مجھے مایوسی ہو رہی ہے۔ تم اس کے خلاف میری مدد نہیں کرو گے؟"
"ضرور کروں گا لیکن اس طرح کہ براہِ راست اس سے نہیں ٹکراؤں گا۔ خاموشی سے گمنام دشمن بن کر شیوانی کی آتما کو اپنے قبضے میں کروں گا۔ اس کے بعد میں جہاں چاہوں گا۔ وہ اپنے بچے کو وہاں لے جائے گی۔ تمہارے پاس چاہوں گا تو تمہارے پاس پہنچائے گی۔"
اس نے خوش ہو کر کہا۔ "بس، میں اتنا ہی چاہتا ہوں۔ وہ بچہ کسی بھی طرح میرے پاس پہنچ جائے۔"

''یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ تم اس بچے کے ذریعے فرہاد کو کس طرح کمزور بنا سکو گے؟ کیا اس بچے سے فرہاد کا کوئی گہرا تعلق ہے؟''

''یہ کوئی ضروری تو نہیں ہے کہ میں تمہیں ساری باتیں بتاؤں؟ تمہیں میرے معاملات میں دور تک ملوث نہیں ہونا چاہیے۔ تمہارا کام' اس بچے کو مجھ تک پہنچانا ہے۔ بس پہنچا دو پھر تمہارا کام ختم ہو جائے گا۔ اس کے لیے میں تمہارا کوئی بھی کام کرنے کو تیار ہوں۔ مجھ سے جتنا معاوضہ چاہو گے، میں ادا کردوں گا۔''

''میں پورے ایک لاکھ ڈالرلوں گا۔''

''کل صبح جس بینک میں چاہو گے' وہاں یہ رقم ایڈوانس کے طور پر پہنچ جائے گی۔ کام ہونے کے بعد مزید ایک لاکھ ڈالرز ادا کردوں گا۔''

''پھر تو میں سر کے بل کھڑا ہو کر تمہارا کام ابھی سے شروع کر رہا ہوں۔ میں اس جھمیلے میں نہیں پڑوں گا کہ بچہ کون ہے؟ اور اس کا تعلق فرہاد سے کیا ہے؟ مجھے تو آم کھانا ہے، پیڑ گن کر کیا کروں گا؟''

''شیوانی کو کہیں بڑی راز داری سے چھپایا گیا ہے۔ تم وہاں تک کیسے پہنچو گے؟''

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ ''چٹکی بجا کر پہنچوں گا۔ میری ایک غلام آتما مجھے وہاں تک لے جائے گی۔ روی وقت کے مطابق آدھی رات کے بعد مجھ سے رابطہ کرو۔ میں اس کے بارے میں بہت کچھ بتا سکوں گا۔''

برین ماسٹر نے وچ ڈاکٹر منتر جوگی کا بینک اکاؤنٹ نمبر نوٹ کیا پھر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ اس کے سر سے ایک بوجھ اتر گیا ہے۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ وچ ڈاکٹر منتر جوگی صرف ایک لاکھ ڈالر لے کر اس بچے کو اس کے پاس ضرور پہنچا دے گا اگر وہ اتنا بڑا کارنامہ انجام دے گا۔ تو وہ اسے مزید ایک لاکھ ڈالر انعام کے طور پر ضرور دے گا۔

وچ ڈاکٹر مہاراج گندھراج منتر جوگی بہت ہی مکار تھا۔ انتہائی خود غرض تھا۔ پراسرار علم حاصل کرنے والوں کی طرح مغرور بھی تھا۔ اس نے برین ماسٹر سے کہا تھا کہ مجھ سے خوفزدہ نہیں ہے لیکن محتاط ہے اور کبھی مجھ سے ٹکرانا نہیں چاہتا۔ جب کہ اس کی پہلی اور آخری خواہش یہی تھی ۔ کسی بھی طرح مجھے اپنے زیر اثر لے آئے اور یہ خواہش پوری کرنے کے معاملے میں وہ جلد باز نہیں تھا۔ کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھا۔

اس نے سوچا۔ ''اب وہ موقع ہاتھ آرہا ہے۔ مجھے یہ معلوم کرنا ہوگا کہ اس بچے کا فرہاد سے کیا تعلق ہے؟ اور آج آدھی رات تک میں اپنی ایک غلام آتما کے ذریعے شیوانی تک پہنچوں گا پھر بہت کچھ معلوم کرلوں گا۔''

خیر اور شر کی جنگ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔ میری داستان میں کالے جادو کی شر انگیزی کا ذکر لازمی ہو گیا ہے۔ کیونکہ اب یہ بمقابلہ روحانیت ہے۔ روحانی علوم کے حامل اعلیٰ حضرت نے پیش گوئی کی ہے کہ شیوانی کی روح اس بار جسم سے نکل کر سیدھی عالم ارواح کی طرف جائے گی کہیں نہیں بھٹکے گی اور اب ایک وچ ڈاکٹر منتر جوگی اسے بھٹکانے کے لیے میدانِ عمل میں آگیا تھا۔ دیکھنا یہ تھا کہ کیا ہونے والا ہے؟

☆☆☆

پارس اور پورس میری داستان میں اب بہت کم آتے ہیں اور پھر گم ہو جاتے ہیں۔ وہ اس لیے کہ بابا صاحب کے ادارے کے دوسرے معاملات میں مصروف رہتے ہیں اور وہاں بھی اپنی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ پارس فی الوقت الپا اور انوشے کے ساتھ فرصت کے لمحات گزار رہا تھا اور پورس ادارے کے ایک معاملے میں مصروف تھا۔

جب میری متوقع موت کی خبر ملی تو پورس نے اپنی مصروفیت ترک کر دی۔ اپنا کام دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے حوالے کر دیا۔ الپا، انوشے اور پارس فرصت کے دن گزارنا بھول گئے وہ سب میرے لیے پریشان تھے۔ سوچ رہے تھے ''کیا کسی بھی تدبیر سے موت کو پاپا سے دور نہیں کیا جا سکتا؟''

عالی، کبریا، الپا اور انوشے نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے پارس اور پورس کو یکجا کیا۔ ان سب کے ذہن میں ایک ہی بات پک رہی تھی۔ ان میں سے کوئی مجھے اس دنیا سے رخصت کرنا نہیں چاہتا تھا۔

پورس نے کہا۔ ''اب تک ہم دشمن کی لائی ہوئی موت سے لڑتے رہے اور اسے شکست دیتے رہے۔ کیا ہم پاپا کے پاس آنے والی موت کو شکست نہیں دے سکیں گے ...؟''

پارس نے کہا۔ ''ہمیں کچھ تو کرنا ہی ہوگا۔ ہم پاپا کو یہ دنیا اتنی جلدی چھوڑنے نہیں دیں گے۔''

الپا نے کہا۔ ''موت کسی دشمن کے ذریعے آئے گی تو ہم اسے روک سکیں گے۔ سنا ہے کہ پاپا پر کوئی حملہ نہیں کرے گا۔ وہ کسی حادثے کا شکار نہیں ہوں گے۔ ان کی موت طبعی ہوگی۔ ایسی صورت میں ہم کیا کر سکتے ہیں؟ کس طرح انہیں

...سلامت رکھ سکتے ہیں؟''

کبریا نے کہا۔ ''عالی! تمہارے ایمان علی نے یہ پیش ...گوئی کی ہے کہ شیوانی کی موت ہوگی تو اس کے دوسرے دن ...کی موت ہو جائے گی اور اگر شیوانی زندہ رہی تو پاپا بھی ...زندہ سلامت رہیں گے؟''

پورس نے کہا۔ ''یہی بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ ...شیوانی کی موت سے پاپا کی زندگی کا کیا تعلق ہے؟''

پارس نے کہا۔ ''اس کا کوئی بھی تعلق پاپا سے ہو لیکن ...ہمارے سمجھنے کے لیے اہم نکتہ مل گیا ہے۔''

الپا نے پوچھا۔ ''وہ اہم نکتہ کیا ہے؟''

''وہ یہ ہے کہ اگر شیوانی زندہ رہے گی تو پاپا بھی زندہ رہیں گے۔ تو کیوں نہ ہم شیوانی کو مرنے سے روکیں؟ اسے زندگی ملے گی تو پاپا کی عمر بھی لمبی ہوگی۔''

''جب ہم پاپا کی موت کو نہیں روک سکتے تو شیوانی کی موت کو کیسے روک سکیں گے؟''

پارس نے کہا۔ ''وہ اس طرح کہ شیوانی کی آتما کئی بار ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہو چکی ہے اور وہ ہمیشہ کالا جادو جاننے والوں کے زیر اثر رہی ہے۔''

پورس نے چونک کر کہا۔ ''بات سمجھ میں آگئی ہے۔ پارس....! تم یہ کہنا چاہتے ہو ناں کہ اس بھٹکنے والی روح کو ایک بار پھر بھٹکایا جا سکتا ہے؟ اس کی روح سیدھی عالم ارواح کی طرف جانا چاہے گی لیکن ہم کسی کالا عمل جاننے والے کی مدد سے اسے پھر سے بھٹکا سکتے ہیں اور اسے کسی دوسرے کے جسم میں پہنچا سکتے ہیں۔''

وہ سب ہی اس اہم نکتے پر غور کرنے لگے اور قائل ہو کر کہنے لگے کہ ایسا ممکن ہے۔ جو آتما بار بار بھٹکتی رہی ہے۔ اسے پھر کسی کالا جادو جاننے والے کے ذریعے بھٹکایا جا سکتا ہے۔ کسی دوسری عورت کے اندر پہنچا کر شیوانی کو زندہ رکھا جا سکتا ہے۔

عالی نے کہا۔ ''کالا جادو برحق ہے لیکن ہمارے دین اسلام میں ایسا جادو کرنے کی یا جادوگروں کی مدد حاصل کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ ہم ایسا کریں گے تو یہ ہمارے دین کے خلاف بھی ہوگا اور پھر اعلیٰ حضرت کو چیلنج کرنے والی بات بھی ہوگی کہ وہ کچھ چاہتے ہیں اور ہم ان کے خلاف کچھ اور کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔''

پارس نے کہا۔ ''ہم نہیں جانتے کہ اعلیٰ حضرت ہمارے پاپا کی سلامتی کے لیے کیوں نہیں سوچ رہے ہیں؟ اگر وہ چاہیں تو شیوانی کی موت کو روک سکتے ہیں۔ اپنی پیش گوئی بدل سکتے ہیں۔''

پارس نے کہا۔ ''بے شک، شیوانی میری بیوی ہے۔ مجھے اس سے دور ہونے کو کہا گیا، میں دور ہو گیا۔ اس کی موت کی پیش گوئی کی گئی، میں نے خاموشی سے وہ پیش گوئی سن لی اور اعلیٰ حضرت کی رضا میں راضی رہا لیکن یہ میرے پاپا کی زندگی کا سوال ہے۔ انہیں بچانے اور زندہ رکھنے کے لیے جائز یا ناجائز جو بھی طریقہ ہوگا ہم اس پر عمل کریں گے۔''

الپا نے کہا۔ ''بہتر یہ ہوگا کہ ہم کسی طرح اعلیٰ حضرت کو شیوانی کی ایک اور نئی زندگی کے لیے راضی کریں۔''

کبریا نے کہا۔ ''میں نے ادارے کے انچارج جناب خلیل بن مکرم سے رابطہ کیا تھا، انہوں نے بتایا تھا کہ اعلیٰ حضرت ابھی اعتکاف میں ہیں اور آیندہ کئی دنوں تک ان سے کوئی رابطہ نہیں ہو سکے گا۔''

پورس نے کہا۔ ''پھر تو ہمیں اعلیٰ حضرت سے کوئی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ پتا نہیں وہ کب اعتکاف سے نکلیں گے؟ ہمیں اپنے پاپا کی زندگی عزیز ہے، بے شک ہم جو کرنا چاہ رہے ہیں اس کے نتیجے میں اعلیٰ حضرت ہم سے ناراض ہوں گے، ہمیں سزا دیں گے۔ بابا صاحب کے ادارے میں ہمارا داخلہ بند کر دیں گے۔ وہ جو کچھ بھی کریں۔ ہماری جان بھی لے لیں پھر بھی ہم پاپا کی سلامتی کے لیے جو بھی کر سکتے ہیں وہ کر گزریں گے۔''

پارس نے کہا۔ ''میں تو پورس سے متفق ہوں۔ ہم کسی بہت ہی ماہر کالا جادو جاننے والے کی خدمات حاصل کریں گے، یہ بتاؤ کہ تم میں سے اور کون ہمارا ساتھ دے گا؟''

الپا نے کہا۔ ''پارس! میں تمہارے دکھ سکھ اور اچھے برے کی ساتھی ہوں۔ تم جو کرتے ہو وہی میں کرتی ہوں۔ کیا اچھا ہے کیا برا؟ یہ میں نہیں سوچتی۔ اور پاپا کے معاملے میں تو سوچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ صرف مجھے ہی نہیں۔ ہم سب کو ہر حال میں پاپا کی سلامتی عزیز ہے۔''

انوشے اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی پھر بولی۔ ''میں آپ لوگوں کے مقابلے میں ایک چھوٹی سی بچی ہوں۔ کم عقل ہوں لیکن.... روحانی علوم کی طالبہ ہوں۔ اپنی گرینڈ ماما (آمنہ) اور اعلیٰ حضرت سے درس لیتی رہتی ہوں۔ جن سے فیض حاصل کر رہی ہوں۔ ان کے خلاف قدم اٹھانے والوں کا ساتھ نہیں دوں گی۔''

بیٹی پہلی بار اپنے ماں باپ کی مخالفت کر رہی تھی۔ وہ جانے لگی تو پارس نے حیرانی سے پوچھا۔ ''بیٹی! کیا تم اپنے گرینڈ پا کی سلامتی نہیں چاہتیں؟''

وہ پلٹ کر بولی۔ ”پچھلی چار راتوں سے مجھ پر شیطانی حملے ہوتے رہے۔ میری سلامتی کے لیے کس نے جدوجہد کی؟ کیا آپ لوگوں نے میری جان بچائی یا میری گرینڈ ماما یا اعلیٰ حضرت نے مجھے شیطان کے شر سے محفوظ رکھا ہے؟“

وہ خلا میں تکتے ہوئے بولی۔ ”میں روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے بیک وقت آپ سب کے اندر ہوں آپ سب سے کہنا چاہتی ہوں کہ اعلیٰ حضرت اگر میری مدد کر سکتے ہیں، تو کیا میرے گرینڈ پاپا کی حفاظت نہیں کر سکتے؟ اور اگر نہیں کر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اللہ کی رضا پر راضی ہیں۔ لہٰذا میں بھی راضی ہوں۔ میرے گرینڈ پاپا کو خالق حقیقی کی طرف لوٹنا ہے تو وہ ضرور اس دنیا سے جائیں گے۔ آپ میں سے کوئی بھی انہیں روک نہیں سکے گا۔“

وہ ماں باپ سے منہ پھیر کر چلی گئی۔ کبریا نے کہا۔ ”الوشے ابھی بچی ہے مگر ہم سے زیادہ عقل کی بات کہہ گئی ہے۔ میرا دل بھی نہیں مانتا کہ میں اعلیٰ حضرت کی مرضی کے خلاف کوئی قدم اٹھاؤں۔ پارس بھائی! پورس بھائی! اپنے اس چھوٹے بھائی کو معاف کر دیں۔ میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ میں جا رہا ہوں خدا حافظ۔“

وہ تمام خیال خوانی کرنے والے پارس اور پورس کے اندر موجود تھے۔ کبریا وہاں سے چلا گیا۔ عالی نے کہا۔ ”اگرچہ الوشے اور کبریا اپنی جگہ درست ہیں لیکن میرا دل نہیں مانتا کہ میں پاپا کو ان کے حال پر چھوڑ دوں اگر میں انہیں بچانے کی کسی بھی تدبیر پر عمل کر سکتی ہوں تو مجھے کرنا چاہیے اور آپ دونوں بھائیوں کا ساتھ دینا چاہیے۔“

پورس نے کہا۔ ”پھر ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں جلد سے جلد کسی بہت ہی ماہر آتما شکتی رکھنے والے جادوگر سے رابطہ کرنا چاہیے۔“

الپا نے کہا۔ ”انڈیا میں کتنے ہی خطرناک کالا عمل کرنے والے ہیں لیکن انہیں تلاش کرنا ہوگا۔“

عالی نے کہا۔ ”ایمان علی کی معلومات بہت وسیع ہیں وہ اسی دیس میں پیدا ہوئے اور یہاں کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔ میں ابھی ان سے پوچھتی ہوں کہ وہ ایسے کسی آتما شکتی جاننے والے جادوگر کے بارے میں کچھ جانتے ہیں یا نہیں؟“

پورس نے کہا۔ ”اگر وہ جانتے ہوں تو ان سے کہو، ہم سے فون کے ذریعے رابطہ کریں اور تم خیال خوانی کے ذریعے پھر ہمارے پاس چلی آؤ۔“

عالی دماغی طور پر ایمان علی کی محل نما کوٹھی میں حاضر ہو گئی۔ اپنے بیڈروم سے نکل کر ایک کوریڈور سے گزرتی ہوئی ایمان علی کے بیڈروم کے دروازے پر پہنچی پھر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی۔ ”آ جاؤ۔“

اس نے دروازہ کھول کر پوچھا۔ ”کیا بہت مصروف ہو؟“

وہ قیافہ شناسی کے سلسلے میں اسٹڈی کر رہا تھا۔ مسکرا کر بولا۔ ”میری کیا مصروفیت ہے؟ جب میں نے دیکھا کہ تم خیال خوانی میں مصروف ہو تو یہاں آ کر وقت گزارنے لگا۔ آؤ۔ بیٹھو۔“

وہ اس کے قریب ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ ”ہم سب پاپا کے لیے بہت فکر مند ہیں۔ ہم انہیں کسی بھی طرح زندہ سلامت رکھنا چاہتے ہیں۔“

”یہ تو میں کہہ چکا ہوں، ان کی سلامتی کا ایک ہی راستہ ہے کہ شیوانی کو موت نہ آئے۔“

عالی نے کہا۔ ”اسے اسی طرح موت نہیں آئے گی کہ اس کی آتما اسی دنیا میں بھٹکتی رہے اور کوئی آتما شکتی جاننے والا اسے ایک جسم سے نکال کر دوسرے جسم میں پہنچا کر ایک نئی زندگی دے۔“

وہ تائید میں سر ہلا کر بولا۔ ”کوئی آتما شکتی جاننے والا ایسا کر سکتا ہے۔“

”کیا تم کسی ایسے کالا عمل کرنے والے کو جانتے ہو؟“

”براہ راست کسی سے واقفیت نہیں ہے لیکن میرے ایسے ذرائع ہیں کہ میں ابھی معلوم کر سکتا ہوں۔“

”تو پھر فوراً معلوم کرو۔ میری سسٹر الپا اور دونوں بھائی آپ سے باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ آپ فون کے ذریعے ان سے رابطہ کریں گے لیکن پہلے کسی آتما شکتی جاننے والے سے رابطہ ہو جائے۔ تو بہتر ہوگا۔“

وہ فون کے ذریعے اپنے چند شناساؤں سے باری باری رابطہ کر کے معلومات حاصل کرنے لگا۔ اس کے دو شناساؤں نے ایک تانترک مہاراج کی نشاندہی کی اسے بتایا کہ حیدرآباد کے مضافاتی علاقے میں ایک گرو گھنٹال تیج پال رہتا ہے۔ وہ آتما شکتی کے ذریعے بڑے بڑے چمتکار دکھاتا ہے۔

ایمان علی نے کہا۔ ”اس کا پتا ٹھکانا بتا سکتے ہو؟“

”حیدرآباد شہر کے باہر جو بہت بڑا شمشان گھاٹ ہے، وہاں جا کر آس پاس کی آبادی والوں سے پوچھو۔ کوئی بھی تمہیں اس گرو گھنٹال تک پہنچا دے گا۔“

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ عالی نے کہا۔ ”ہم ابھی وہاں جائیں گے۔“

وہ اٹھتے ہوئے بولا۔ ”میں حاضر ہوں۔ ابھی چلو۔“

”پہلے میرے دونوں بھائیوں سے اور سسٹر سے بات کرلو پھر چلتے ہیں۔“

اس نے پھر ریسیور اٹھا کر عالی کے بتائے ہوئے نمبر ملائے۔ تھوڑی دیر کے بعد فون پر پارس کی آواز ابھری۔ ”ہیلو۔ کون؟“

وہ بولا۔ ”بھائی جان آداب! میں ایمان علی بول رہا ہوں۔ عالی یہاں میرے پاس موجود ہے۔ ہم نے ابھی ایک آتما شکتی جاننے والے کا پتا معلوم کیا ہے اور وہاں جا رہے ہیں۔ اس سے جو بھی بات ہوگی۔ ہم فون کے ذریعے آپ کو بتاتے رہیں گے۔“

الپا پارس کے اندر رہ کر فون پر ہونے والی باتیں سن رہی تھی پھر اس نے پورس کو خیال خوانی کے ذریعے بتایا کہ ایک آتما شکتی رکھنے والے گرو گھنٹال کا پتا چلا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس سے باتیں ہوں گی تو پتا چلے گا کہ وہ ہمارا کام کرنے کے لیے راضی ہوتا ہے یا نہیں؟

پورس نے کہا۔ ”وہ راضی کیوں نہیں ہوگا؟ ہم اسے منہ مانگی قیمت دیں گے بلکہ اس بھی زیادہ دیں گے۔ وہ ضرور ہمارا کام کرے گا؟“

الپا نے کہا۔ ”ٹھیک ہے، ہم اسے ہر قیمت پر راضی کریں گے۔“

عالی ایمان علی کے ساتھ کار میں بیٹھ کر ایک مضافاتی علاقے کی طرف جانے لگی۔ ایمان علی نے اس پر ایک نظر ڈالی پھر ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہوئے بولا۔ ”ہماری پہلی ملاقات ہی ایک ہنگامے سے شروع ہوئی تھی۔ دشمن تمہیں گھیرنا چاہتے تھے، میں نے ان سے فائیٹ کی بالکل فلمی کہانی لگ رہی تھی۔ اس کے بعد ہماری دوستی ہو گئی۔ جب سے اب تک کسی نہ کسی صورت سے ہنگامے جاری ہیں۔ ادھر میرے پاپا کو ہلاک کیا گیا۔ ادھر تمہارے پاپا کی زندگی اور موت کا مسئلہ بہت ہی سنگین اور تکلیف دہ ہو گیا ہے۔ اللہ کرے انہیں ہماری عمر بھی لگ جائے۔“

عالی نے کہا۔ ”ان کی سلامتی کے لیے ہی ہم اپنے اصولوں اور اپنے مزاج کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔ ہمیں کالے جادو کا سہارا نہیں لینا چاہیے لیکن حالات نے بہت ہی مجبور کر دیا ہے۔“

”انسان مجبوری کے ہاتھوں ہی زہر پی لیتا ہے۔ خودکشی کر لیتا ہے۔ جبکہ نہیں کرنا چاہیے مگر حالات اسے مجبور کر دیتے ہیں۔ انسان بھوکا نہیں مر سکتا دوسرے کی روٹی چھین کر کھا لیتا ہے۔ جبکہ چھیننا بھی نہیں چاہیے مگر کیا کرے؟ بھوکا بھی تو مر نہیں سکتا۔ ناجائز طریقے سے چھین کر ہی سہی، زندگی تو حاصل کر لیتا ہے، ہم بھی عارضی طور پر کالے جادو کا سہارا لے رہے ہیں۔ کام نکلنے کے بعد ایسے کالے عمل پر لعنت بھیج دیں گے۔“

”تمہارا علم کیا کہتا ہے؟ کیا ہم پاپا کو بچانے میں کامیاب ہو جائیں گے؟“

”ہمارے سامنے یہی ایک راستہ ہے کہ کالے عمل کے ذریعے شیوانی کی روح کو ابھی اس دنیا میں ہی بھٹکنے دیا جائے۔ اسے کسی جسم میں زندہ رکھا جائے۔ اس طرح پاپا کو بھی نئی زندگی ملتی رہے گی۔“

وہ پریشان ہو کر بولی۔ ”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ پاپا کی زندگی شیوانی سے کیوں جڑ گئی ہے؟ پاپا نے کبھی اس کے معاملات میں دلچسپی نہیں لی۔ چونکہ رشتے میں بہو ہے۔ اس لیے کبھی کبھی اس سے باتیں کر لیا کرتے ہیں۔ اس سے برائے نام تعلق رکھنے کے باوجود پھر کیوں اس کی زندگی اور موت سے پاپا کا گہرا تعلق ہو گیا ہے؟“

وہ بولا۔ ”ہمیں بہت سی باتیں وقت سے پہلے سمجھ میں نہیں آتیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان دونوں کی زندگی اور موت کا تعلق قدرتی نہ ہو بلکہ انسانی عمل دخل کے باعث ہو۔“

”میں نہیں سمجھی کہ ان دونوں کے معاملے میں انسان کا عمل دخل کیا ہو سکتا ہے؟“

”فرض کرو قدرت چاہتی ہے کہ وقت مقررہ پر شیوانی کی موت واقع ہو لیکن پاپا زندہ سلامت رہیں لیکن کوئی دشمن یہ چاہے کہ ایسے وقت شیوانی کی روح کو اپنے قابو میں کر کے اسے اپنا تابعدار بنا لے اور ایسا کرنے کے سلسلے میں تمہارے پاپا بہت بڑی رکاوٹ بن جائیں تو وہ دشمن تمہارے پاپا کی جان کا بھی دشمن بن جائے گا۔ اس طرح میرے زائچے کے ذریعے جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ اگر شیوانی مرتی ہے تو اس کے دوسرے دن تک پاپا کی بھی سانسیں پوری ہو جائیں گی۔ یعنی کسی کی دشمنی کی وجہ سے ایسا ہوگا۔ ورنہ قدرتی طور پر ایسا نہیں ہونا چاہیے۔“

وہ تھوڑی دیر تک گہری سنجیدگی سے سوچتی رہی پھر بولی۔ ”کوئی دشمن قدرت کے خلاف شیوانی کی آتما کو بھٹکانا چاہے گا تو پاپا کی زندگی اور موت کا مسئلہ پیدا ہوگا۔ یہی بات ہے ناں؟“

"ہاں، یہی بات میری سمجھ میں آتی ہے۔"

تو پھر ایمان علی! ہم بھی تو کسی دشمن کی طرح قدرت کی مرضی کے خلاف ایسا کرنے جا رہے ہیں۔"

"ہم میں اور دشمن میں یہ فرق ہے کہ اگر تمہارے پاپا ہماری اس بات کی مخالفت کریں گے تو ہم فوراً مان جائیں گے۔ اور ایسا کرنے سے باز آجائیں گے لیکن دشمن تو باز نہیں آئے گا۔ ان سے مقابلہ کرے گا اور ان کی موت کا سبب بن سکے گا۔"

"ہم ابھی اس آتما شکتی رکھنے والے سے یہ کہیں گے کہ وہ شیوانی کی آتما کو ضرور بھٹکائے لیکن پاپا مخالفت کریں تو وہ جواباً ان سے دشمنی نہ کرے بلکہ پاپا جو کہیں اسے مان لے اور شیوانی کی آتما کو بھٹکانے سے باز آجائے۔"

"کیوں نہ ہم پاپا سے ہی پوچھ لیں کہ ہم شیوانی کی آتما کو بھٹکانے جا رہے ہیں۔ کیا انہیں ہمارا یہ طریقہ کار منظور ہے؟"

وہ شہر سے باہر ایک شمشان گھاٹ کے پاس پہنچ گئے تھے۔ عالی نے کہا۔ "تم یہاں کسی بستی والے سے پوچھو کہ وہ گرد گھنتال کہاں ملے گا؟ میں اتنے میں پاپا سے بات کر رہی ہوں۔"

اس نے فون کے ذریعے مجھ سے رابطہ کیا۔ یہ تو سب جانتے ہی تھے کہ میں اپنی نئی دلہن ثنا کے ساتھ وقت گزار رہا ہوں۔ اس لیے اب کوئی براہِ راست میرے اندر نہیں آتا تھا۔ پہلے فون کے ذریعے معلوم کرتا تھا کہ اسے میرے پاس آنا چاہیے یا نہیں؟

میں نے فون پر پوچھا۔ "ہاں بیٹی! کیا بات ہے؟"

وہ بولی۔ "پاپا! آپ کی سلامتی کے سلسلے میں مسئلہ یہ ہے کہ شیوانی کی موت ہوگی تو اس کے دوسرے دن آپ کی بھی موت ہو جائے گی اور اگر شیوانی کی آتما کو بھٹکا دیا جائے اور وہ اس دنیا میں ہی رہے، کسی نئے جسم میں پہنچ کر ایک نئی زندگی حاصل کرے، تو پھر آپ پر بھی کوئی آنچ نہیں آئے گی۔"

"میں یہ سب جانتا ہوں۔ آگے بولو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"میں ایمان علی، پارس، پورس، سسٹر الپا سب ہی اس بات پر راضی ہیں کہ ہمیں شیوانی کی آتما کو بھٹکانا چاہیے، اسے عالم ارواح کی طرف جانے نہ دیا جائے اگر وہ اسی دنیا میں رہے گی، تو آپ بھی زندہ و سلامت رہیں گے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "بیٹی! جو قدرت کو منظور ہو گا، وہی ہوگا۔ تم سب کو قدرت کی منشا کے خلاف نہ کچھ سوچنا چاہیے اور نہ کچھ کرنا چاہیے۔"

"پاپا! آپ کی سلامتی کے لیے کچھ سوچنا اور کچھ کرنا ہمارا بھی تو فرض ہے؟"

"بے شک، تمہیں اپنا فرض ادا کرنا چاہیے لیکن اپنے بزرگوں سے آگے بڑھ کر نہیں۔ کیا آمنہ اور اعلیٰ حضرت میری سلامتی نہیں چاہتے ہوں گے؟"

"جی ہاں، وہ بھی آپ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ کی سلامتی چاہتے ہیں۔"

"تو پھر یہ بات اپنے بزرگوں پر ہی چھوڑ دو کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ جب اعلیٰ حضرت نے کہہ دیا ہے کہ ٹھیک مقررہ وقت پر شیوانی کی روح عالم ارواح کی طرف پرواز کر جائے گی تو پھر یہی ہونا چاہیے۔ تم لوگوں کو اس کے خلاف کبھی یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ اس کی آتما کو بھٹکایا جائے۔ تم ایسی کوئی بات نہ سوچو۔ میں الپا، پارس اور پورس کو ابھی سمجھاتا ہوں۔"

فون کا رابطہ ختم ہو گیا۔ اس نے ایمان علی سے کہا۔ "پاپا ہمارے اس طریقہ کار پر اعتراض کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں قدرت کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔ ہمارا دل تو پہلے ہی یہ نہیں مان رہا تھا کہ کالے جادو کا سہارا لینا چاہیے۔ پلیز، واپس چلو۔ اب ہم ایسا کچھ نہیں کریں گے۔"

ایمان علی نے کہا۔ "ذرا سامنے تو دیکھو! یہ کون کھڑا ہوا ہے؟"

ان کے سامنے ایک موٹا بھدا سا شخص کھڑا ہوا تھا اور بستی کے کچھ لوگ اس کے آگے پیچھے گھٹنے ٹیکے ہوئے تھے اور اس کے آگے سر جھکا رہے تھے۔ ایمان علی نے کہا۔ "ابھی ایک آدمی نے مجھ سے کہا ہے کہ یہی گرد گھنتال ہے۔"

وہ بولی۔ "ہونے دو۔ یہیں سے واپس چلو۔"

اس نے کار اسٹارٹ کی۔ انجن ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ بیدار ہوا پھر سو گیا۔ اس نے بار بار کار کو اسٹارٹ کیا مگر ناکام رہا۔ گرد گھنتال ان کی طرف بڑھتا آرہا تھا اور بڑے فخر سے سینہ تان کر کہہ رہا تھا۔ "میرے استھان تک آنے والے پیچھے مڑ کر کبھی نہیں جا سکتے اگر جانا چاہیں تو برباد ہو جاتے ہیں۔"

ایمان علی نے عالی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ تو ہمیں چیلنج کر رہا ہے؟ جب تک ہم اس کے سامنے اپنا مدعا بیان نہیں کریں گے۔ اپنے آنے کی وجہ نہیں بتائیں گے اور اس سے کام نہیں لیں گے، تب تک شاید یہ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔"

عالی نے کہا۔ "یہ لوگ لالچی ہوتے ہیں۔ ہم یہاں ایک کار میں آئے ہیں۔ یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم سے ہزاروں روپے وصول کر سکے گا۔ اس سے کہو کہ ہم اسے کچھ رقم دیتے ہیں، ہمیں جانے دے۔"

ایمان علی نے کار سے باہر نکل کر گرد کے آگے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "گرو دیو! ہم آپ سے منہ موڑ کر نہیں جانا چاہتے ہیں۔ دراصل ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ سے کوئی کام تو نہیں لیں گے لیکن آپ کو کچھ رقم ضرور دیں گے۔"

وہ ایک دم سے گرج کر دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "نہیں، میں بھیک نہیں لیتا۔ تمہاری اتنی ہمت کیسے ہوئی کہ مجھے بھکاری سمجھ کر بھیک دینے اور میرا اپمان کرنے کی بات سوچ لی؟"

ایسے وقت ہی عالی اس کے اندر پہنچ گئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ ایسے کالا عمل کرنے والے اور شیطان کی پوجا کرنے والے بھنگ پیتے ہیں اور شیطان کے آگے جانوروں کی بلی دے کر ان جانوروں کا لہو بھی پیتے ہیں۔ ایسے لوگ یوگا کے ماہر نہیں ہوتے اور نہ ان کے ذہن بہت زیادہ حساس ہوتے ہیں۔ وہ کسی کی پرائی سوچ کی لہر کو محسوس نہیں کر پاتے۔

عالی کا یہ خیال درست نکلا۔ خیال خوانی کی پرواز کرتے ہی اسے اس کے اندر جگہ مل گئی۔ اس گھمنڈی کے دماغ میں بہت گرمی تھی۔ اس نے ایمان علی کو مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے حملہ کیا، تو ایمان علی نے اس کے دوسرے ہاتھ کو بھی اپنی گرفت میں لے کر کہا۔ "میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا۔ بہتر یہی ہے ہمیں یہاں سے جانے دو۔"

وہ ایمان علی کی طاقت کا اندازہ کر رہا تھا اور دل ہی دل میں ایک منتر پڑھ رہا تھا پھر اس نے ایک پھونک ماری تو ایمان علی کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ وہ ایک جھٹکے سے لڑکھڑاتا ہوا پیچھے کی طرف گیا۔

وہ قہقہہ لگا کر بولا۔ "نالی کا کیڑا مجھ سے مقابلہ کرنے آیا ہے۔ اب دیکھ میں تیری کیا گت بناتا ہوں۔"

ایسے ہی وقت عالی نے خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ کو ایک جھٹکا دیا۔ تو وہ اچھل کر پیچھے کی طرف گیا اور زمین پر گر پڑا۔ حیران پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ ابھی یہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا؟

وہ فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ گھور کر ایمان علی کو دیکھنے لگا پھر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا۔ "کیا تو بھی کوئی تانترک مہاراج ہے؟"

ایمان علی کے جواب سے پہلے ہی وہ عالی کی مرضی کے مطابق خود ہی اچھل کر زمین پر اوندھے منہ گر پڑا پھر اچھل کر پھر گر پڑا اور پھر اچھل کر پھر گر پڑا۔ بستی کے رہنے والے اور اس کے چیلے چانٹے حیرانی و پریشانی سے اپنے گرو دیو کو دیکھ رہے تھے۔

ایمان علی نے کار میں آکر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم خیال خوانی کے ذریعے ایسا کر رہی ہو؟"

اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "کار اسٹارٹ کرو۔ اس وقت وہ منتر پڑھ رہا تھا۔ جس کی وجہ سے کار آگے نہیں بڑھ رہی تھی۔ اب اسی پر سے گاڑی گزار دو۔"

اس نے اسے اسٹارٹ کیا تو وہ فوراً ہی اسٹارٹ ہو گئی۔ وہ کار کو اسپیڈ دیتے ہوئے آگے بڑھاتے ہوئے اس کے اوپر سے پہیہ گزارتا ہوا چلا گیا۔ گرد کے حلق سے چیخیں نکل رہی تھیں۔ ایمان علی نے کہا۔ "میرا خیال ہے، اس کا انجام دیکھنے کے لیے ہمیں یہاں رکنا نہیں چاہیے۔"

"ہاں، کار چلاتے رہو۔ میں اس کے اندر ہوں۔ اسے اس قابل ہی نہیں چھوڑوں گی کہ وہ بعد میں کوئی انتقامی کارروائی کرے۔"

وہ کوئی بھی کارروائی کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ بار بار زمین پر اوندھے منہ گرنے کی وجہ سے لہولہان ہو گیا تھا پھر اس پر سے کار گزر گئی تھی۔ وہ ادھ مرا ہو چکا تھا۔ عالی نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا تو وہ چیخیں مار کر تڑپنے لگا پھر دوسری بار زلزلہ پیدا ہوتے ہی بے ہوش ہو گیا۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر بولی۔ "وہ اب کسی قابل نہیں رہا ہے، بے ہوش ہو چکا ہے۔ آیندہ میں پھر کسی وقت اس کے اندر جا کر دیکھوں گی اگر وہ انتقامی رویے سے باز نہیں آئے گا تو پھر اسے سزا دوں گی۔"

وہ اسے تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "یہ ٹیلی پیتھی بڑا ہی زبردست علم ہے۔ کالا جادو جاننے والوں کی بھی ایسی کی تیسی کر دیتا ہے۔ خدا کا شکر ہے، ہم نے ایسے کالا جادو جاننے والے کا سہارا نہیں لیا۔ بھٹکنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے بچا لیا ہے۔ ہم راہِ راست پر آگئے ہیں۔"

وہ بہت ہی فکر مند تھی۔ کہنے لگی۔ "یہ سب تو ٹھیک ہے۔ پاپا بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں مگر میں تو بیٹی ہوں۔ میرا دل نہیں مان رہا ہے کہ پاپا کو اتنی جلدی اس دنیا

سے رخصت ہوجانا چاہیے۔"

ایمان علی نے ڈرائیو کرتے ہوئے کن انکھیوں سے اسے دیکھا لیکن جواب میں کچھ نہیں کہا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ جذباتی ہوکر باپ کے بارے میں ایسا سوچ رہی ہے۔ عقل سمجھاتی ہے کہ قدرت کے فیصلے کے خلاف کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے باوجود یہ بات عقل میں نہیں آتی اور بندہ فکر مند ہوتا رہتا ہے۔

☆☆☆

بابر کو یہ معلوم ہونے کے بعد بہت زبردست شاک پہنچا تھا کہ میں نے نومی جیسی تیز طرار ٹیلی پیتھی جاننے والی کو اپنی شریک حیات بنالیا ہے اور اب وہ ثنا تبریزی کہلا رہی ہے۔ ثنا جس کی جھولی میں جاتی' اس کی پوزیشن مضبوط ہوجاتی۔ وہ بے شک نہایت ہی تیز طرار خیال خوانی کرنے والی تھی۔ اپنی ذہانت سے سرنگ بناتی ہوئی ایسی جگہ بھی پہنچ جاتی تھی۔ جہاں دوسروں کا پہنچنا ممکن نہیں ہوتا تھا۔ بعض اوقات وہ ناممکن کو ممکن بنادیا کرتی تھی۔

برین ماسٹر اور بابر دونوں کی یہی خواہش تھی کہ اسے کسی بھی طرح اپنے زیراثر لے آئیں۔ وہ ایک عرصے سے اسی کوشش میں مصروف تھے اور میں نے اسے اپنی شریک حیات بنا کر ان کی تمام کوششوں پر پانی پھیر دیا تھا۔

اس نے سوچا کہ وہ یقیناً کسی ملک میں ہنی مون منا رہی ہے۔ ایسے وقت اسے آسانی سے تلاش کیا جاسکتا ہے اگر وہ ملے گی تو اس کے ساتھ فرہاد بھی نظر آجائے گا۔ دونوں ایک ساتھ زندگی کی خوشیاں لوٹ رہے ہیں اور اب ایک ساتھ موت کا مزہ بھی چکھ سکتے ہیں۔

اس نے فون کے ذریعے ماسٹر سے رابطہ کیا۔ پھر کہا۔ "ماسٹر! آپ تو بالکل خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کی خاموشی سے فرہاد کو ڈھیل ملتی رہے گی۔ پتا نہیں وہ سرنگ بناتا ہوا ہمارے اندر اور کتنی دور تک پہنچ جائے گا؟"

"میں ایسا کچھ بھی ہونے نہیں دوں گا۔ ایک زبردست منصوبے پر عمل کررہا ہوں۔ جب اس کا نتیجہ سامنے آئے گا تو تمہیں بتاؤں گا کہ میں نے کس حکمت عملی سے اس ناقابلِ شکست کو شکست دی ہے؟"

"میں بھی اسے تلاش کرنے کے لیے کہیں جانا چاہتا ہوں۔ اب اسے ڈھونڈنے میں کوئی زیادہ دشواری پیش نہیں آئے گی۔ کیونکہ نومی اس کے ساتھ ہے۔ وہ کہیں ہنی مون منا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک دکھائی دے گا تو دوسرا بھی نظر آجائے گا۔ ان کے یوں ساتھ رہنے سے ہمارا بھلا ہوسکتا ہے۔"

"تمہیں یہی کرنا چاہیے۔ تم عدنان تک پہنچنے میں تو ناکام رہے ہو۔ جمائکہ سے بھی دھوکا کھاتے رہے ہو۔ اب فرہاد اور ثنا تک پہنچنے کا راستہ نسبتاً صاف دکھائی دے رہا ہے تو تمہیں ان کی تلاش میں نکلنا چاہیے۔"

"جو انتہائی دولت مند ہوتے ہیں۔ وہ ہنی مون منانے کے لیے سوئٹزرلینڈ ضرور جاتے ہیں۔ میں پہلے وہیں جا کر انہیں تلاش کروں گا۔"

"ضرور جاؤ، وہ دونوں یقیناً کہیں نہ کہیں لائف انجوائے کررہے ہوں گے۔ جب کامیابی کے آثار نظر آئیں تب مجھ سے رابطہ کرنا۔ میں اس بچے تک پہنچنے کے سلسلے میں بہت مصروف ہوں۔ لہٰذا خواہ مخواہ مجھے ڈسٹرب نہ کرنا۔"

برین ماسٹر فون کا رابطہ ختم کرکے وچ ڈاکٹر مہاراج گندھراج منتر جوگی کے بارے میں سوچنے لگا۔ اسے یقین تھا کہ وہ خطرناک آتما شکتی جاننے والا ضرور شیوانی کی آتما تک پہنچے گا اور اس بچے کو ماں سے چھین کر اس کے پاس پہنچا دے گا۔

وچ ڈاکٹر منتر جوگی نے کہا تھا کہ وہ آج تمام رات مصروف رہے گا اور آدھی رات کے بعد یا صبح تک کوئی خوشخبری ضرور سنائے گا۔ ماسٹر اس قدر بے چین تھا کہ وہ صبح کا انتظار نہیں کرسکتا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کیا تو وہ چونک کر بولا۔ "تم کیوں آئے ہو؟"

"میں بہت بے چین ہوں۔ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تمہیں کہاں تک کامیابی ہورہی ہے؟"

"میری بات چھوڑو۔ جو وعدہ کیا ہے۔ اس کے مطابق صبح تک تمہیں کوئی خبر ضرور سناؤں گا۔ اس وقت تمہیں میرے پاس نہیں آنا چاہیے تھا۔"

"چلو ٹھیک ہے، میں صبح تک تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔"

"آیندہ خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے رابطہ نہ کرنا۔ میں نہیں چاہتا کہ اب تم سوچ کے ذریعے میرے اندر آؤ۔"

"تم ایسا کیوں نہیں چاہتے؟ جبکہ اب سے پہلے بھی میں خیال خوانی کے ذریعے تم سے باتیں کرتا رہا ہوں؟"

"پہلے کی بات اور تھی۔ اب تم مجھ سے بہت ہی اہم کام لے رہے ہو۔ جب میں کسی کا کام کرتا ہوں تو اسے اپنے اندر کی باتیں اور طریقہ کار نہیں بتاتا اور تم میرے اندر آکر چور خیالات پڑھ کر بہت سے طریقہ کار جان لوگے۔ سمجھ لو گے اور یہ میرے اصول کے خلاف ہے۔"

"میں تمہارے طریقہ کار کو دیکھ یا سمجھ کر کیا کروں گا؟ مجھے کالے جادو سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم مجھے اپنے اندر آنے سے نہ روکو۔"

"صاف صاف سننا چاہتے ہو تو سنو کہ تم میرے چور خیالات بھی پڑھتے ہو اور میرے بہت سے اہم معاملات معلوم کرکے میری کوئی کمزوری بھی ڈھونڈتے رہتے ہو۔"

"تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔"

"مجھے نادان بچہ نہ سمجھو۔ میں نے منتروں سے اپنے دماغ کی سوچ کی لہروں کو بہت محدود کردیا ہے اور مقفل کر دیا ہے۔ تم اصل معاملات تک کبھی پہنچ نہیں سکتے۔ اس کے باوجود اندیشہ رہتا ہے کہ تم کسی بھی طرح بہت کچھ معلوم کر سکتے ہو۔ لہٰذا میں اندیشوں میں مبتلا رہنا نہیں چاہتا۔ جو کہہ رہا ہوں وہی کرو۔ کل صبح فون کے ذریعے مجھ سے رابطہ کرو۔ بس اب جاؤ۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ وہ اس کے اندر سے نکل کر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ جھنجلانے لگا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا' جیسے اس وچ ڈاکٹر نے اسے دھکا دے کر اپنے گھر سے نکال دیا ہو۔ وہ طاقت کے نشے میں چور تھا۔ بہت مغرور تھا۔ اپنی بے عزتی برداشت نہیں کرتا تھا لیکن اس وقت مجبور تھا۔ وہ وچ ڈاکٹر اس کا بہت بڑا کام کرنے والا تھا۔

اس نے غصے کو ضبط کرتے ہوئے سوچا۔ "ٹھیک ہے وہ بچہ عدنان میرے قبضے میں آجائے پھر میں اس سے بھی نمٹ لوں گا۔ اس کا سارا غرور خاک میں ملا دوں گا۔ اسے بھی اپنا غلام بنا کر آیندہ اپنی مرضی سے کام لیا کروں گا۔"

وہ جانتا تھا کہ وچ ڈاکٹر منتر جوگی جرمنی کے شہر فرینکفرٹ کے ایک مضافاتی علاقے میں رہتا ہے۔ برین ماسٹر دنیا کے تمام ممالک کے شہروں کے بدنام مجرموں کی پوری ہسٹری جانتا تھا اور خیال خوانی کے ذریعے انہیں اپنے زیراثر لا کر ان سے اپنا کام نکالا کرتا تھا۔ اس نے یہ طے کرلیا تھا کہ عدنان کو حاصل کرنے کے بعد دو چار مجرموں کو اس وچ ڈاکٹر کے پاس پہنچائے گا اور ان کے ذریعے اسے زخمی کرے گا پھر دماغ پر قبضہ جما کر اسے اپنا تابعدار بنالے گا۔

جو مجرمانہ ذہن رکھتے ہیں۔ وہ کبھی شریفانہ انداز سے نہیں سوچتے۔ وچ ڈاکٹر مہاراج گندھراج منتر جوگی بھی اس کے بارے میں یہی سوچ رہا تھا۔ "برین ماسٹر بہت ہی مکار اور خود غرض ہے۔ اپنا مطلب نکل جانے کے بعد کبھی دوبارہ کام کے لیے میرے پاس نہیں آئے گا۔ میں ایسا کروں گا کہ وہ میرا محتاج بن جائے اور بار بار میری ہی طرف دوڑ کر آئے۔"

وچ ڈاکٹر منتر جوگی کی بھی یہ پہلی اور آخری خواہش تھی کہ وہ کسی بھی طرح مجھے زیر کرلے۔ ایسا کرنے کے لیے وہ کبھی براہ راست مجھ سے ٹکرانا نہیں چاہتا تھا۔ بہت محتاط رہنے کا عادی تھا۔ کسی ایسے موقع کی تاک میں تھا کہ اس سے میرا سامنا نہ ہو اور وہ کسی دوسرے کے کاندھے پر بندوق رکھ کر چلائے۔ میرا نشانہ لے اور مجھے زخمی کرکے اپنے زیراثر لے آئے اور اگر ناکام ہو تو مجھے کبھی یہ شبہ نہ ہو کہ اس منتر جوگی نے مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

اب اسے موقع مل رہا تھا۔ وہ برین ماسٹر کی آڑ میں شیوانی کی آتما سے کھیل سکتا تھا اور مجھ تک پہنچ کر مجھے نقصان پہنچا کر اپنے زیراثر لاسکتا تھا۔ ناکامی کی صورت میں یہ کبھی پتا نہ چلتا کہ کس نے ایسا کیا ہے؟ میں اور میرے ساتھی برین ماسٹر پر ہی شبہ کرتے رہتے۔

اس وقت جرمنی میں آدھی رات ہونے کو تھی۔ وچ ڈاکٹر منتر جوگی پچھلے دو گھنٹے سے ایک ہی منتر کا جاپ کررہا تھا۔ اس کے سامنے پیتل کے بڑے بڑے تھال رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ماش کے آٹے میں سندور ملا کر تیل کے سے شیوانی کا پتلا بنایا تھا۔

وہ ایسا کرتے ہوئے ایک منتر کا جاپ کرتا رہا تھا پھر اس نے پتلے کو ایک ایسے تھال پر کھڑا کیا جہاں دو خانے بنے ہوئے تھے۔ ایک خانے میں یورپ لکھا ہوا تھا اور دوسرے خانے میں ایشیا۔ اس نے پتلے کو وہاں کھڑا کرنے کے بعد ایک منتر کا جاپ کیا تو پتلا ایشیا کے خانے میں اوندھے منہ گر پڑا۔ اس کا مطلب تو یہ تھا کہ شیوانی ایشیا کے ہی کسی ملک میں تھی۔

اس نے شیوانی کے پتلے کو اٹھا کر دوسرے تھال پر رکھا۔ اس تھال میں ایشیا کے کئی ملکوں کے نام کے خانے بنے ہوئے تھے۔ جب وہ منتر کا جاپ کرنے لگا تو وہ پتلا اس خانے میں اوندھے منہ گر گیا۔ جہاں برما لکھا ہوا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ شیوانی ملک برما میں تھی۔

اس نے ایک سادے تھال پر دو چار خانے بنائے اور اس میں برما کے دو چار بڑے شہروں کے نام لکھے پھر اس پتلے کو اس پر کھڑا کردیا۔ منتر کا جاپ کیا تو پتلا رنگون شہر کے خانے میں گر پڑا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک الماری کے پاس آیا۔ وہاں کئی فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک فائل میں برما کے مختلف شہروں کے نقشے تھے۔ اس نے رنگون کا بڑا سا نقشہ

نکال لیا پھر واپس اپنی جگہ آ کر بیٹھ گیا۔ اس پتلے کو اٹھا کر نقشے کے درمیان رکھ کر منتر کا جاپ کرنے لگا۔ وہ پتلا رنگون کے جنوب کی طرف گر گیا۔ ادھر ایک رہائشی علاقہ تھا۔ اس علاقے کے کتنے ہی راستوں اور گلیوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔

وہ ایک بڑے سے کاغذ پر ان راستوں اور گلیوں کے نام لکھنے لگا پھر اس نے اس کاغذ پر پتلے کو کھڑا کیا اور منتر کا جاپ کرنے لگا۔ ذرا دیر بعد ہی وہ پتلا اسٹریٹ ماؤموتو نو پر اوندھے منہ گر پڑا۔ وہ بڑے فخر سے مسکرا رہا تھا۔ بڑی کامیابی سے شیوانی تک پہنچ رہا تھا۔

اس نے برین ماسٹر کو اسی لیے اپنے اندر آنے سے منع کیا تھا کہ اسے اس کے طریقہ کار کا پتا نہ چل سکے اگر وہ اس کے اندر آتا اور اسے معلوم ہوتا کہ شیوانی رنگون شہر میں ہے اور اسٹریٹ ماؤموتو نو کے کسی بنگلے میں رہتی ہے تو وہ اس سے پہلے وہاں پہنچنے کی کوشش کرتا اور ماں کے ساتھ رہنے والے اس بچے کو اٹھا کر لے جاتا پھر وہ وچ ڈاکٹر منتر جوگی ان ماں بیٹے کے ذریعے مجھ تک کبھی نہ پہنچ پاتا۔

وہ ایک منتر پڑھتے پڑھتے اپنی ایک غلام آتما کو کال کرنے لگا۔ یہ اس کے کالے عمل کا بہت ہی بڑا اور بہت ہی خطرناک مرحلہ ہوتا تھا۔ ایسے وقت وہ فرش پر چاروں شانے چت لیٹ گیا۔ جس غلام آتما کو کال کر رہا تھا۔ وہ اس کے پاس آ چکی تھی۔ اب وہ ایک منتر کے ذریعے اپنی آتما کو کال کر رہا تھا اور اسے غلام آتما کے ساتھ منسلک کر رہا تھا۔

ایک تھکا دینے والے عمل کے بعد وہ دونوں آتمائیں ایک دوسرے سے بندھ گئیں۔ ان کی بندش اس طرح تھی کہ منتر جوگی کی آتما اس جسم کے اندر ہی تھی لیکن دونوں روحوں کے درمیان ایک سحری رابطہ قائم ہو گیا تھا۔ آئندہ غلام آتما جہاں جانے والی تھی، جو کرنے والی تھی۔ وہ تمام معلومات منتر جوگی کی آتما کو حاصل ہوتی رہتیں۔

اس کی آتما نے غلام آتما کو حکم دیا کہ وہ رنگون شہر کی اسٹریٹ ماؤموتو نو جائے اور وہاں کے رہائشی بنگلوں میں جا کر دیکھے کہ کس بنگلے میں ایک عورت اپنے چھ سالہ بچے کے ساتھ قیام پذیر ہے؟

وہ آتما حکم کی تعمیل کے لیے چلی گئی۔ وچ ڈاکٹر منتر جوگی آنکھیں بند کیے چاروں شانے چت ایسے لیٹا ہوا تھا۔ جیسے مر چکا ہو لیکن وہ زندہ تھا۔ اس کے اندر اس کی روح موجود تھی۔ مگر اس کے جسم سے زیادہ دوسری غلام آتما سے منسلک ہو گئی تھی اس طرح وہ آنکھیں بند کیے صاف طور سے غلام آتما کو دیکھ رہا تھا کہ وہ ماؤموتو نو پہنچ چکی ہے اور ایک ایک بنگلے میں جھانکتی پھر رہی ہے پھر وہ ایک ایسے بنگلے میں پہنچی جہاں شیوانی عدنان کے ساتھ موجود تھی۔

اس وقت رنگون میں شام کے چار بج رہے تھے۔ وہ لباس بدل رہی تھی۔ عدنان کو ساتھ لے کر کسی تفریح گاہ میں جانے والی تھی۔ وچ ڈاکٹر منتر جوگی نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنا غلام بنا رکھا تھا۔ اس نے پاس رکھے ہوئے موبائل فون کو اٹھایا پھر اس کے نمبر پنچ کیے۔ رابطہ ہونے پر کہا۔ ”فوراً میرے اندر آؤ۔“

وہ اس کے اندر آ کر بولا۔ ”میں حاضر ہوں۔ کیا حکم ہے؟“

”میرے اندر رہ کر ایک عورت اور بچے کی باتیں سنو۔ ان کی آواز اور لب و لہجے کو اپنی گرفت میں لے کر ان کے اندر پہنچو۔“

وچ ڈاکٹر منتر جوگی اپنی آتما کے ذریعے غلام آتما تک پہنچا ہوا تھا۔ شیوانی اور عدنان کی باتیں سن رہا تھا۔ اس کا تابعدار ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی اس کے اندر رہ کر ان کی آواز اور لب و لہجے کو اپنے ذہن میں نقش کر رہا تھا۔

پھر اس نے کہا۔ ”اب میں ان دونوں کے اندر پہنچ سکتا ہوں۔“

اس نے حکم دیا۔ ”ٹھیک ہے، اب میرے اندر سے جاؤ اور دس منٹ بعد واپس آؤ۔“

وہ چلا گیا۔ منتر جوگی نے شیوانی کے پتلے کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر منتر پڑھنا شروع کیا پھر اپنی غلام آتما کو حکم دیا کہ وہ شیوانی کی آتما سے رابطہ کرے۔

وہ غلام آتما حکم کی تعمیل کرنے لگی۔ شیوانی کے اندر پہنچ کر اس کی آتما سے ملنے کی کوشش کرنے لگی۔ شیوانی کھڑی ہوئی تھی۔ ایک جگہ بیٹھ گئی۔ کچھ بے چینی سی محسوس کرنے لگی۔

عدنان نے پاس آ کر اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر پوچھا۔ ”آپ کیوں بیٹھ گئیں؟ کچھ پریشان ہیں؟“

وہ اس سے لپٹ کر بولی۔ ”کوئی بات نہیں ہے۔ میری جان! کچھ بے چینی سی محسوس کر رہی ہوں۔ ابھی ٹھیک ہو جاؤں گی۔“

تھوڑی دیر بعد ہی اس کی طبیعت سنبھل گئی اور بے چینی ختم ہو گئی۔ کیونکہ وہ غلام آتما اب اس کی آتما کو چھیڑنے کی کوشش نہیں کر رہی تھی۔

وچ ڈاکٹر جوگی کو یہ معلوم ہو رہا تھا کہ شیوانی کے جسم کو لاک کر دیا گیا ہے۔ کوئی بھی پراسرار کالے علم کے ذریعے اس کے اندر نہیں پہنچ سکے گا۔ وہ حیرانی سے سوچنے لگا۔ ”یہ کیسے ہو گیا؟ کس نے اس کے جسم کو اس طرح لاک کیا ہے کہ میں اتنا ... عمل کرنے کے باوجود اس کے اندر نہیں پہنچ پا رہا ہوں؟“

وہ یہ معلوم کیے بغیر نہیں رہ سکتا تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ اس نے ایک تھال پر دو خانے بنائے ایک خانے میں ... جادو لکھا اور دوسرے خانے میں روحانی عمل...... پھر اس نے پتلے کو اپنی ہتھیلی پر رکھا اور منتر پڑھتا ہوا اسے تھال کے بیچ میں کھڑا کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ پتلا روحانی عمل کے خانے میں گر پڑا۔

وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس پتلے کو دیکھنے لگا۔ یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ بابا صاحب کے ادارے میں جن بزرگ کا نام علی اسد اللہ تبریزی ہے۔ انہوں نے ہی یہ عمل کیا ہو گا۔ وہ اپنے پراسرار علم کے ذریعے کسی کی بھی آتما تک پہنچ جاتا تھا اور جس کے جسم سے آتما کو نکالنا ہوتا تو بڑی مہارت سے نکال دیتا تھا۔ شیوانی کے پاس پہنچ کر کئی بار ناکامی ہو رہی تھی۔

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اپنے دماغ میں تمام پراسرار علوم کو کھنگالنے لگا۔ یہ معلوم کرنے لگا کہ کس علم کے ذریعے وہ روحانی عمل کا توڑ کر سکتا ہے؟

اس کے ایک پراسرار علم نے بتایا کہ جب تک شیوانی کی موت نہیں ہو گی اور اس کے اندر سے آتما خود نہیں نکلے گی۔ اس وقت تک اس آتما کو وہ اپنے قابو میں نہیں کر سکے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ اس کی موت کب ہو گی؟ کیا اس روحانی علم جاننے والے نے اس کی موت کا کوئی وقت مقرر کیا ہے؟ مگر نہیں..... یہ مسلمان عالم زندگی اور موت کے بارے میں صرف اپنے خدا کی رضا میں راضی رہتے ہیں اور ایسا کوئی علم سیکھتے ہیں اور نہ ہی عمل کرتے ہیں۔ کسی مرنے والے کی آتما کو اپنے قابو میں کر کے دوسرے کے جسم میں پہنچا کر اسے نئی زندگی دینے کا چمتکار نہیں دکھاتے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ سب شیطانی عمل ہیں اور عارضی ہیں۔ ایسا عمل کرنے والے ہمیشہ شیطانی چکروں میں رہتے ہیں۔ انجام کار بہت نقصان اٹھاتے ہیں اور ہمیشہ حرام موت ہی مرتے ہیں۔

اس نے ایک تھال میں پھر سے تین خانے بنائے۔ ایک خانے میں لکھا کہ طبعی موت مرے گی۔ دوسرے میں لکھا کسی حادثے کا شکار ہو گی۔ تیسرے خانے میں لکھا اسے قتل کیا جا سکتا ہے؟

اس نے پھر سے اس پتلے کو اپنے ہاتھ میں لیا اور منتر پڑھتے ہوئے اسے تھال کے بیچ میں رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ پتلا طبعی موت کے خانے میں اوندھے منہ گر پڑا۔ یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ اگر وہ شیوانی پر قاتلانہ حملہ کرنا چاہے گا تو کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ اسے اس کی طبعی موت کا انتظار کرنا ہو گا۔

اس نے ایک تھال کے لکھے ہوئے حروف کو مٹا کر پھر سے تین خانے بنائے۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس کی طبعی موت کب ہو گی؟ اس نے ایک خانے میں لکھا۔ برسوں میں؟ دوسرے خانے میں لکھا، مہینوں میں؟ اور تیسرے خانے میں لکھا، دنوں میں؟ اس پتلے کو پھر تھال کے وسط میں رکھا گیا۔ منتر پڑھا گیا۔ وہ دنوں کے خانے میں اوندھے منہ گر پڑا۔

اس بار اس نے ایک تھال میں بارہ خانے بنائے۔ ایک خانے میں لکھا تیس دن میں؟ دوسرے خانے میں لکھا بیس دن میں؟ تیسرے خانے میں لکھا دس دن میں؟ پھر اس کے بعد ایک خانے میں نو دن؟ دوسرے میں آٹھ؟ اور تیسرے میں سات دن؟ اس طرح اس نے سب سے آخری خانے میں ایک دن لکھا۔

پتلے کے ساتھ پھر سے وہی عمل کیا گیا تو وہ نمبر نو کے خانے میں اوندھے منہ گر گیا۔ منتر جوگی نے اطمینان کا سانس لیا۔ دل میں کہا۔ ”زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ آج سے آٹھ دن کے بعد جس وقت جس لمحے میں بھی اس کی موت ہو گی اور اس کی آتما جسم سے نکلے گی تو میں فوراً اسے اپنے قابو میں کر لوں گا۔ اسے کسی دوسرے جسم میں پہنچا دوں گا۔ اس کی آتما بھی میری تابعدار بن کر آئندہ میرے کام آئے گی۔“

اس نے اپنے معمول اور تابعدار ٹیلی پیتھی جاننے والے کو بلایا پھر حکم دیا کہ وہ شیوانی اور عدنان کے پاس جائے اور یہ معلوم کرے کہ فرہاد ان دنوں کہاں ہے؟ وہ اپنے پوتے سے کس طرح رابطہ کرتا ہے؟ کیا شیوانی کے ذریعے فرہاد کی مصروفیات کے بارے میں کچھ معلوم کیا جا سکتا ہے؟

اس کا تابعدار ٹیلی پیتھی جاننے والا یہ ساری معلومات لینے کے لیے شیوانی اور عدنان کے پاس پہنچ گیا۔ ایسے وقت میں اپنے پوتے کے پاس تھا۔ آخری دنوں میں اس کے پاس جاتا رہتا تھا اور اسے پیار کرتا رہتا تھا۔ میں نے اسے مخاطب کیا۔ ”بیٹے! میں تمہارا گرینڈ پاپا ہوں۔ تمہارے پاس کبھی کبھی آتا تھا مگر اب روز ایک بار آیا کروں گا اور تمہیں پیار کرتا رہوں گا۔“

میں اس سے تھوڑی دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اسے خیال خوانی کے ذریعے چومتا رہا پھر شیوانی کے پاس آیا۔ اس نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ ''پاپا! اب صرف آٹھ دن ہیں۔ میں موت سے نہیں ڈرتی مگر بیٹے کو چھوڑ کر جانے کا بہت دُکھ ہے۔''

میں نے کہا۔ ''سب ہی کو ایک دن اس دنیا سے جانا ہے۔ کوئی ہمیشہ کے لیے نہیں آتا۔ وہ مائیں خوش نصیب ہوتی ہیں' جو اپنی اولاد سے محبت کرتے کرتے اس دنیا سے رخصت ہو جاتی ہیں لیکن تم تو بار بار مرتی رہی ہو اور نئی زندگی پاتی رہی ہو۔ اس لیے تمہارے اندر یہ بات نقش ہو چکی ہے کہ کسی بھی طرح پھر ایک نئی زندگی پا کر اپنے بیٹے کو کلیجے سے لگائے رکھو گی لیکن اب یہ ناممکن ہو گیا ہے۔''

وہ جھجکتے ہوئے بولی۔ ''پاپا! آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات کہوں.....؟ اگر جناب تبریزی چاہیں تو مجھے پھر ایک بار نئی زندگی حاصل کرنے کا موقع دے سکتے ہیں۔''

''وہ ایسا کبھی نہیں چاہیں گے۔''

''پھر تو یہ ایک ماں پر ظلم ہوگا؟''

''ایک نجومی نے میری بھی موت کی پیش گوئی کی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ تمہاری موت کے دوسرے دن میری موت ہوگی اگر تمہیں مرنے نہ دیا جائے اور تمہاری آتما کو پھر کسی جسم میں جانے کی اجازت دی جائے تو ادھر تمہیں اور ادھر مجھے نئی زندگی مل جائے گی۔ میری آنے والی موت بھی ٹل جائے گی۔''

وہ خوش ہو کر بولی۔ ''ہے بھگوان! وہ نجومی کون ہے؟ وہ صرف میری ہی نہیں آپ کی بھی نئی زندگی کی خوش خبری سنا رہا ہے۔ اب تو جناب تبریزی کو میرے بارے میں نہ سہی، آپ کے بارے میں ضرور سوچنا چاہیے۔ وہ آپ کی سلامتی چاہیں گے تو مجھے بھی ایک نئی زندگی مل جائے گی۔''

''وہ ایسا نہیں کریں گے۔ وہ جانتے ہیں کہ جس کی موت کا جو وقت مقرر ہو چکا ہے، اسے اسی وقت اس دنیا کو چھوڑ دینا چاہیے۔ میں اپنی فیملی اور ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بہت اہم ہوں۔ اس کے باوجود اعلیٰ حضرت اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی ہیں۔ انہوں نے ہم دونوں کو قدرت کی منشا کے مطابق چھوڑ دیا ہے۔''

میں تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔ ''تمہارے چور خیالات بتا رہے ہیں کہ تم اعلیٰ حضرت کے خلاف سوچ رہی ہو؟ کوئی بات نہیں سوچتی رہو۔ اعلیٰ حضرت کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جو ہونا ہے وہی ہوگا۔ کوئی دنیاوی طاقت ہونی کو انہونی نہیں بنا سکتی۔''

میں نے اس سے دماغی رابطہ ختم کر دیا۔ اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ ہماری گفتگو کے دوران میں منتر جوگی کا تابعدار ٹیلی پیتھی جاننے والا وہاں پہنچ چکا تھا اور میری اور شیوانی کی باتیں سنتا رہا تھا۔

اس نے فوراً ہی منتر جوگی کے پاس آ کر وہ تمام باتیں بتائیں۔ تو وہ خوشی سے کھل گیا۔ اس نے اپنے تابعدار ٹیلی پیتھی جاننے والے سے پوچھا۔ ''کیا تم نے یہ اچھی طرح سنا ہے کہ کسی نجومی نے فرہاد کی موت کی پیش گوئی کی ہے؟ اور وہ روحانی علم جاننے والے بزرگ بھی اس پیش گوئی کو مانتے ہیں؟ اور فرہاد کو بچانے کی کوئی کوشش نہیں کر رہے ہیں؟''

''جی ہاں، میں نے یہی باتیں سنی ہیں اگر روحانی عمل کے ذریعے شیوانی کی آتما کو بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا جائے اور اسے کسی دوسرے جسم میں جا کر زندگی گزارنے کا موقع دیا جائے تو فرہاد کی موت بھی ٹل جائے گی لیکن ایسا ہونے والا نہیں ہے۔''

وہ خوشی سے اپنی ران پر ہاتھ مار کر بولا۔ ''اور ایسا ہونا بھی نہیں چاہیے۔ فرہاد کو بھی شیوانی کی موت کے دوسرے دن ضرور مر جانا چاہیے۔ جیسے ہی اس کی موت ہوگی۔ اس کے جسم سے آتما نکلے گی' میں اس پر قبضہ جما لوں گا۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی کو غلام بنایا جائے تو وہ غلامی عارضی ہوتی ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا کسی نہ کسی طرح رسیاں تڑا کر نکل جاتا ہے لیکن روح ایک بار غلام بن جائے تو پھر وہ اس غلامی سے نجات نہیں پا سکتی۔ فرہاد بھی میرے شکنجے سے کبھی نہیں نکل سکے گا۔''

اس نے اپنے تابعدار ٹیلی پیتھی جاننے والے کو رخصت کیا پھر میرے بارے میں پوری توجہ سے سوچنے لگا۔ کہ آئندہ اسے کیا کرنا ہے؟ یہ بات سمجھ میں آئی کہ میری موت کے وقت وہ اپنے کسی آلہ کار کے ذریعے میرے قریب رہے۔ تاکہ میری روح کے نکلتے ہی وہ اسے اپنی گرفت میں لے سکے اور اپنے آلہ کار کو ہلاک کر کے میری روح کو اس کے اندر پہنچا سکے۔ وہ اسی طرح مجھے اپنے شکنجے میں لے کر اپنی آخری سانس تک اپنا غلام بنا کر رکھ سکتا تھا۔

اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ میرا صحیح پتا ٹھکانا معلوم کرے۔ اور یہ اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اس نے میرا موجودہ پتا معلوم کرنے کے لیے وہی طریقہ اپنایا جو شیوانی کے لیے کر چکا تھا۔ اس نے میرا بھی ایک پتلا بنایا اور اسے بھی مختلف تھالوں میں رکھتا گیا اور یہ معلوم کرتا گیا کہ میں

مغرب ہوں یا مشرق میں؟ مغرب میں ہوں تو سوئٹزرلینڈ میں ہوں اور سوئٹزرلینڈ میں ہوں تو وہاں کے ایک شہر جینوا میں ہوں اگر جینوا میں ہوں تو وہاں کی ایک جھیل کنارے کاٹیج میں ہوں۔

یہاں تک معلوم کرنے کے بعد اس نے پوری طرح منہ کھول کر ایک لمبی سانس چھوڑی پھر ایک لمبی سانس کھینچی۔ پہلے وہ مجھے میری زندگی میں ہی زیرِ اثر لانا چاہتا تھا۔ اب اس سے بھی بڑھ کر کامیابی ملنے والی تھی۔ میری موت کے بعد میری روح ہمیشہ کے لیے اس کی غلام بن جانے والی تھی۔

☆☆☆

بابر دوسری صبح ہی سوئٹزرلینڈ کے شہر جینوا پہنچ گیا۔ میں ثنا کے ساتھ وہاں نہیں تھا۔ ہم نے یہ طے کیا تھا کہ شمالی پہاڑوں پر جائیں گے، جہاں اسکی اِنگ کے کھیل تماشے دیکھنے کے لیے عورتوں مردوں اور بچوں کا ہجوم رہتا ہے۔ اس بھیڑ میں میرے بچے مجھ سے ملیں گے تو کسی دشمن کی نظروں میں نہیں آسکیں گے۔

بابر نے پہلے جینوا میں آکر ہمیں تلاش کیا، اکثر ہنی مون منانے آنے والے جوڑے اسی جھیل کنارے کاٹیج میں آکر قیام کرتے ہیں۔ وہ ان جھیلوں کے انچارج کے اندر خیال خوانی کے ذریعے پہنچ گیا۔ وہ انچارج اس کی مرضی کے مطابق رجسٹر کھول کر ہر کاٹیج کے بارے میں بتانے لگا کہ کون سا کاٹیج کس کے نام سے بک کیا گیا ہے پھر اس نے کاٹیج نمبر بی فورٹی ون کے بارے میں بتایا کہ پہلے یہ لوبی کے نام سے بک کرایا گیا تھا پھر اسے ثنا تبریزی کے نام پر منتقل کر دیا گیا ہے۔

پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ ثنا تبریزی اب سے بارہ گھنٹے پہلے اسے لاک کر کے اپنے شوہر کے ساتھ کہیں گئی ہے۔ اس کاٹیج کو دو ماہ کے لیے بک کرایا گیا تھا۔ وہ واپس آنے والی تھی۔

بابر کے لیے اتنی ہی معلومات کافی تھیں۔ یہ یقین ہو گیا کہ ہم دونوں سوئٹزرلینڈ میں ہیں اور اسکی اِنگ سے انجوائے کرنے کے شمالی پہاڑوں کی طرف گئے ہیں۔ جہاں سال کے بارہ مہینے برف جمی رہتی ہے اور کھیل تماشے ہوتے رہتے ہیں۔

ثنا میرے ساتھ ان پہاڑوں پر آگئی تھی مگر کسی کھیل تماشے سے دلچسپی نہیں لے رہی تھی۔ زیادہ سے زیادہ میرے ساتھ وقت گزارنا چاہتی تھی اگر میں اس کے ساتھ نہ رہتا تو وہ کھانا پینا اور سونا چھوڑ دیتی۔

پہلے میں نے اسے پیار و محبت سے سمجھایا۔ ”کہ صدمہ جھیلنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ حالات سے سمجھوتا کرو، کھاؤ پیو اور میرے ساتھ انجوائے کرو۔ جو تھوڑے سے دن رہ گئے ہیں۔ ان کو یادگار بنا دو۔“

لیکن وہ کوششیں کرنے کے باوجود ایسا نہیں کر پا رہی تھی۔ کیونکہ دل و دماغ میری موت کی طرف اٹکا ہوا تھا تب میں نے مجبوراً اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے کھلانا پلانا اور سلانا شروع کیا۔ اس طرح وہ دماغی طور پر نارمل رہنے لگی اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ دو چار روز میں شاید پاگل ہو جاتی یا صدمے سے مر جاتی اگر موت نہ آتی تو خودکشی کر لیتی۔ میں اس کے چور خیالات پڑھ کے بہت کچھ معلوم کرتا رہتا تھا۔

میں نے کہا۔ ”تم صرف میری ذات سے وابستہ ہو گئی ہو۔ یہ نہیں سوچتیں کہ دشمن مجھے وقت سے پہلے مار سکتے ہیں؟“

اس نے چونک کر مجھے دیکھا۔ میں نے کہا۔ ”میں درست کہہ رہا ہوں۔ دشمن جینوا پہنچا ہوا ہے اور ہمارے بارے میں بہت کچھ معلوم کر چکا ہے۔ اسے ہمارا کاٹیج بھی معلوم ہو گیا ہے۔“

وہ حیرانی سے بولی۔ ”کیا بابر یہاں تک پہنچ گیا ہے؟“

”ہاں، تم ادھر دھیان دو گی تو کچھ معلوم کر سکو گی۔ فارگاڈ سیک۔ خیال خوانی کیا کرو۔ دشمن کی خبر رکھا کرو۔“

”میں نہیں چاہتی، کوئی بھی دشمن ان چھٹیوں میں ہمارے درمیان آئے۔ کیا میں اسے بھٹکا دوں؟“

”ابھی تو میں نے بھٹکایا ہے۔ وہ ایک ہیلی کاپٹر میں اس طرف آنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا تھا۔ اس نے ایک ایسے ہیلی کاپٹر میں سیٹ ریزرو کرائی ہے۔ جو اسے پیرس لے جائے گا۔ اسے بھٹک کر پیرس جانے دو۔ واپس آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ ویسے تمہیں اس کی خبر رکھنی چاہیے۔“

اس نے وعدہ کیا کہ آئندہ اس کے اندر آتی جاتی رہے گی۔ اسی شام پارس، پورس، الپا، عالی، کبریا، الوشے، تاشہ اور جمائلہ سب ہی وہاں پہنچ گئے۔ سونیا نے انہیں سمجھا دیا تھا کہ وہ روزانہ صرف ایک گھنٹے کے لیے مجھ سے باری باری ملنے جائیں گے۔ پھر اس کے بعد میری طرف رخ نہیں کریں گے۔ سونیا کے فیصلے اور اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا تھا۔ وہ اس کی ہدایت کے مطابق مجھ سے ملنے آئے تھے۔

میں نے خیال خوانی کے ذریعے ان سب کو وِش کیا پھر

کہا۔ ”کل صبح نو بجے سے میرا ایک ایک بیٹا ایک ایک بیٹی اور پوتی اور بہوئیں مجھ سے ملنے آیا کریں گی۔ کس ترتیب سے آئیں گی یہ سب آپس میں فیصلہ کر لو۔ کل سے آٹھ گھنٹے تک تم لوگوں کی آمد و رفت رہے گی۔ تم سب کو میرے پاس آتے ہوئے بہت محتاط رہنا ہوگا۔“

دوسرے دن سب سے پہلے پارس نے مجھ سے ہوٹل کے لاؤنج میں ملاقات کی۔ وہ ایک اجنبی کی حیثیت سے میرے قریب ہی ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ میرے بیٹے پارس، پورس اور کبریا میری طرح فولادی کلیجہ رکھتے ہیں لیکن میری موت کا معاملہ ہی کچھ ایسا تھا کہ وہ فولاد بھی اندر سے پگھل گئے تھے۔ رونے کو دل کرتا تھا مگر اپنے آنسو ضبط کر رہے تھے۔

میں نے کہا۔ ”بیٹے! ابھی میں جانے والا ہوں۔ ایک دن تم بھی اس دنیا سے جاؤ گے۔ تمہارے پیچھے بھی الپا اور الوشے بہت روئیں گی لیکن مرد کی آنکھ میں آنسو نہیں آنے چاہئیں۔“

میں اسے سمجھاتا رہا۔ وہ جبراً مسکراتے ہوئے باتیں کرنے لگا۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے الپا سے کہہ دیا تھا کہ میرے کمرے کا لاک کھلا ہوا ہے۔ وہ وہاں جا کر میرا انتظار کر سکتی ہے۔

جب پارس سے ملاقات کا وقت ختم ہو گیا تو میں لفٹ کے ذریعے اوپر اپنے کمرے میں آگیا۔ مجھے دیکھتے ہی الپا دوڑتی ہوئی آکر مجھ سے لپٹ گئی اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔ میں نے اسے تھپکتے ہوئے کہا۔ ”یہ جانتا تھا کہ تم آنسو روک نہیں پاؤ گی۔ اگر باہر ملاقات کرتا تو ہماری ملاقات تماشا بن جاتی۔ چلو اب اپنے آنسو پونچھو۔ جتنی جلدی ہو سکے رونا بند کرو۔ ایسا نہ ہو کہ روتے روتے ہی ملاقات کا وقت ختم ہو جائے۔“

میں نے اسے ایک صوفے پر بٹھایا۔ پھر اپنے رومال سے اس کے آنسو پونچھنے لگا۔ ایسی محبت تو اسے اپنے باپ سے کبھی نہیں ملی تھی۔ وہ پھر تڑپ کر مجھ سے لپٹ گئی اور رونے لگی۔ آخر وہی ہوا جو میں نے کہا تھا۔ اسے سمجھاتے مناتے ہی ملاقات کا وقت گزر گیا۔

میں نے کہا۔ ”اب یہاں سے جاؤ۔ کل پھر ایک گھنٹے کے لیے اسی کمرے میں آجانا۔“

اس کے بعد پورس سے ہوٹل کے گارڈن میں ملاقات کا وقت مقرر ہوا تھا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی جبراً مسکرانے لگا۔ گلے لگ کر بولا۔ ”گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں..... آپ ایسے شہسوار ہیں جو کبھی زندگی میں نہیں گرے۔ بس ایک بار ہی گریں گے پھر کبھی نہیں اٹھیں گے۔“

ایسا کہتے کہتے اس کی آواز بھرا گئی۔ میں نے اس کی پشت پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ ”نہیں بیٹے! خبردار! میرے فولادی آنکھ سے آنسو ٹپکے گا تو باپ کو شرم آئے گی۔“

وہ فوراً ہی مجھ سے الگ ہو گیا۔ میرے دونوں شانوں پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔ ”آج تک میری آنکھ سے کبھی ایک آنسو نہیں ٹپکا مگر اب میں ایسا فولاد بھی نہیں ہوں کہ اگلے آٹھ دنوں تک اپنے اس باپ کا چہرہ دیکھوں جو موت کی طرف گامزن ہے۔ میں آج ہی واپس جا رہا ہوں۔ بس یہ ایک ملاقات ہی کافی ہے۔ ہم نہ مل کر بھی ایک ہیں۔ آپ کا لہو میری رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ آپ کا بدن میرا بدن ہے۔ میں آپ کی آنکھوں سے دنیا کو دیکھتا آرہا ہوں۔ آپ ہی کی ذہانت سے دوستوں سے محبت کرتا اور دشمنوں سے نمٹتا آرہا ہوں۔ آپ تو نو دن کے مہمان ہیں لیکن میرے اندر میرا باپ ہمیشہ زندہ رہے گا۔“

اس نے میری طرف ہاتھ بڑھایا پھر بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کر کے منہ پھیر کر میرے سامنے سے چلا گیا۔ میں نے خوش ہو کر کہا۔ ”شاباش بیٹے! مجھے تم پر فخر ہے۔“

وہ پلٹ کر بولا۔ ”آپ پارس پر بھی فخر کریں۔ میں نے تو آپ کے سامنے اتنا کہہ دیا۔ وہ تو کچھ کہے سنے بغیر ہی یہاں سے جا چکا ہے اور کبریا بھی یہی کرنے والا ہے۔ ہم تینوں بیٹے اپنے اندر ساری عمر آپ کے لہو سے ملتے رہیں گے۔“

کبریا سے ملاقات ہوئی تو اس نے بھی یہی کہا۔ ”اب آپ کی زندگی کے چند دن رہ گئے ہیں۔ ہمیں آپ کے آس پاس نہیں رہنا چاہیے۔ دشمن کو کسی طرح کا فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔ میرے لیے دن کے بارہ بجے سے ایک بجے تک آپ سے ملنے کا وقت مقرر ہے۔ میں اسی وقت خیال خوانی کے ذریعے آپ سے کچھ باتیں کر لیا کروں گا لیکن اب آپ کے سامنے نہیں آؤں گا۔ آپ بیٹی، بہو اور پوتی کو سمجھائیں۔ ان کا رو رو کر برا حال ہے۔“

وہ وقت مقررہ سے آدھے گھنٹے پہلے ہی رخصت ہو گیا۔ میں نے ثنا سے کہا تھا کہ وہ ایسے وقت ہوٹل کے دوسرے کمرے میں رہ کر خیال خوانی کرتے ہوئے وقت گزارے۔ بابر کا خاص طور پر خیال رکھے اور اسے بھٹکاتی رہے۔ جب میرے اندر آنا چاہے تو چپ چاپ آجائے اور بچوں سے ہونے والی باتیں سنتی رہے۔ اسے ہمارے درمیان

آنے کی کھلی اجازت ہے۔

میری طرف سے اسے جو گہری محبت اور اپنائیت مل رہی تھی۔ اسے دیکھ دیکھ کر وہ اور زیادہ رونے لگتی تھی۔ ایسے وقت میرے پاس ایک ہی طریقہ ہوتا تھا کہ میں اس کے دماغ پر قبضہ جما لیتا تھا اور اسے تھپک تھپک کر سلا دیتا تھا۔ ایک گھنٹے کی نیند کے بعد وہ بیدار ہو جاتی تھی اور شکایت کرتی تھی کہ میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہو؟

میں کہتا تھا۔ "جب تک تم رونے سے باز نہیں آؤ گی۔ میں تمہیں سزا کے طور پر اس طرح جبراً سلایا کروں گا اور تم ایک گھنٹے تک مجھ سے نیند کی وجہ سے دور رہا کرو گی۔"

میرے اس طریقہ کار کا نتیجہ خاطر خواہ نکلا۔ وہ رونے سے باز آ گئی۔ آنسو ضبط کرنے لگی اور کبھی کبھی جبراً مسکرانے بھی لگی۔ بہرحال ابھی میرے بچوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ مجھے عالی سے ایسی توقع نہیں تھی۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ وہ بھی میرے دماغ میں آتے ہی دھاڑیں مار کر رونے لگے گی لیکن اس نے مسکرا کر پوچھا۔ "ہائے پاپا! موت کی طرف کا سفر کیسا لگ رہا ہے؟"

میں نے بھی مسکرا کر کہا۔ "بڑا مزہ آ رہا ہے۔ عام طور سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہر انسان کو ایک دن موت کا مزہ تو چکھنا ہی ہے۔ جب کوئی بہت ہی ذائقے دار سالن پکتا ہے تو اس کی خوشبو دور سے آ جاتی ہے۔ اسے چکھنے سے پہلے ہی اس کا مزہ ملتا رہتا ہے۔ اسی طرح موت کا ذائقہ چکھنے سے پہلے اس کی مہک مجھے مزہ دے رہی ہے۔"

اس نے خیال خوانی کے ذریعہ ہی مجھے ایک کس کیا پھر بولی۔ "جسٹ آمنٹ پاپا! میں ابھی رابطہ کرتی ہوں۔"

وہ میرے دماغ سے چلی گئی پھر جہاں تھی، وہاں آنچل کو منہ میں ٹھونس کر رونے لگی اگر ایسا نہ کرتی تو منہ سے چیخیں نکلنے لگتیں۔ بیٹیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ اپنے آنسو پی پی کر باپ کو مسکراہٹ سے بہلاتی رہتی ہیں۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے الوشے کو مخاطب کیا پھر کہا۔ "بنی! تم روحانی ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔ تمہیں ابھی خیال خوانی سے منع کیا گیا ہے۔ آج اپنی اس آنٹی کی خاطر ایک ذرا خیال خوانی کے ذریعے میرے اندر آ جاؤ اور روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرے دماغ کو ایسا ٹھوس بنا دو کہ پاپا کے سامنے میرے آنسو نہ نکلیں۔"

الوشے نے اس کے اندر آ کر کہا۔ "بے شک۔ مجھے خیال خوانی کے لیے منع کیا گیا ہے لیکن ضرورت کے وقت اجازت ہے۔"

یہ کہہ کر وہ کلام پاک کی ایک آیت پڑھنے لگی اور کچھ ہدایت اس کے ذہن میں نقش کرنے لگی۔ دس منٹ کے اندر ہی عالی کے آنسو تھم گئے۔ دماغ پرسکون ہو گیا۔ اس نے کہا۔ "شکریہ الوشے! تم نے میرا بہت بڑا کام کیا ہے۔"

"بے شک، میں نے آپ کا ایک کام کیا ہے لیکن یہ بھی سیکھا ہے کہ اپنے گرینڈ پاپا کے سامنے رونا نہیں چاہیے۔ انشاء اللہ میری آنکھ میں بھی آنسو نہیں آئیں گے۔ اچھا اب جاتی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ عالی نے واش روم میں جا کر منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ آنکھوں کو اچھی طرح دھویا پھر تولیے سے چہرہ خشک کرنے کے بعد واش روم سے باہر آ گئی۔ خیال خوانی کے ذریعے پھر ایک بار مسکرا کر مجھ سے باتیں کرنے لگی۔

میں نے کہا۔ "میرے تینوں بیٹوں نے تو بڑے حوصلے سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ آیندہ میرے روبرو نہیں آئیں گے۔ مجھ سے ملاقات نہیں کریں گے۔ خیال خوانی کے ذریعے باتیں کریں گے اگر روز ملنے آئیں گے تو خواہ مخواہ صدمات میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ یہ سوچ سوچ کر دل دکھتا رہے گا کہ میری موت کا وقت قریب سے قریب تر آتا جا رہا ہے۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ "دراصل میرے بھائی اپنے آنسو چھپانا چاہتے ہیں۔ اس لیے آپ سے دور ہو گئے ہیں۔ میں بھی خیال خوانی کے ذریعے ہی آپ سے ملتی رہوں گی۔ اب تو نو دن رہ گئے ہیں۔ جس میں سے آج کا ایک دن گزر رہا ہے۔ باقی کے آٹھ دنوں میں آٹھ گھنٹوں تک ملنا ہے اور یہ سات گھنٹے میری زندگی میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔"

وہ ایک گھنٹا گزار کر چلی گئی۔ اس کے بعد الوشے نے خیال خوانی کے ذریعے کہا۔ "گرینڈ پاپا! لنچ کا وقت ہو گیا ہے۔ میں یہاں کے ڈائننگ ہال میں آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔ پلیز، جلدی سے آئیں۔ کھانے کا آرڈر دے چکی ہوں۔"

میں تو سمجھ رہا تھا کہ میری پوتی سب سے زیادہ روئے گی لیکن وہ تو کھلے عام ملنے کے لیے مجھے بلا رہی تھی۔ میں نے وہاں پہنچ کر اسے دیکھا۔ اس کی پیشانی کو چوما۔ اس نے بھی مجھے کس کیا۔ پھر میں نے کہا۔ "اتنی بڑی میز کے پاس کیوں بیٹھی ہو؟ ادھر چھوٹی میز پر چلو۔"

تاشہ اور جمائلہ میرے پیچھے کھڑی تھیں۔ انہوں نے کہا۔ "پاپا! یہ بڑی سی میز ہم سب کے لیے ہے۔"

میں نے چونک کر انہیں دیکھا، پھر کہا۔ "بھئی! یہ وقت [illegible] کے لیے ہے۔ تم دونوں کہاں سے......؟"

الوشے نے کہا۔ "گرینڈ پا! میں نے ہی انہیں بلایا ہے۔ وجہ آپ کا ایک ایک گھنٹا ضائع کرنے کا فائدہ کیا ہو گا؟ اس لیے ہم ایک ہی وقت میں مل سکتے ہیں۔ کوئی وضع داری کی بات تو ہے نہیں؟ میں پوتی ہوں۔ تاشہ ہونے والی بہو ہے اور جمائلہ کو آپ نے بیٹی بنایا ہے۔ ہم سب آپ کے ساتھ یہاں لنچ کریں گے اور خوب باتیں کریں گے۔"

ہم میز کے اطراف بیٹھ گئے۔ ویٹر کو پہلے ہی کھانے کا آرڈر دیا جا چکا تھا۔ وہ کھانے کی ڈشیں لا کر رکھنے لگا۔ دراصل الوشے نے خیال خوانی کے ذریعے تاشہ اور جمائلہ کے دماغوں پر بھی روحانی عمل کیا تھا اور یہ بات نقش کی تھی کہ انہیں میرے سامنے رونا نہیں چاہیے۔ ہنستے بولتے وقت گزار کر یہاں سے جانا چاہیے۔

میں نے دو گھنٹے تک ان تینوں کے ساتھ بہت اچھا وقت گزارا۔ ہم کھاتے پیتے رہے اور خوب ہنستے بولتے رہے پھر الوشے نے کہا۔ "گرینڈ پا! یہ ضروری تو نہیں ہے کہ ہم روز آ کر آپ سے ملیں؟ ہم کتنی ہی احتیاط برتیں، کسی نہ کسی دشمن کی نظر میں آ سکتے ہیں۔ بہتری اسی میں ہے کہ ہم سب آپ سے دور رہیں۔ میں اور تاشہ خیال خوانی کے ذریعے آپ کے پاس دن کے دو بجے آیا کریں گی اور آپ ہمارے جانے کے بعد خیال خوانی کے ذریعے جمائلہ کو وش کیا کریں گے۔"

میں نے کہا۔ "بے شک، ہم جتنی احتیاط کریں۔ اتنا ہی اچھا ہے۔ دشمن میرے ذریعے تم میں سے کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ہمارے درمیان دوری رہے تو بہتر ہے۔"

ان تینوں نے کھانے کے بعد باری باری مجھے کس کیا پھر رخصت ہو گئیں۔ ثنا خیال خوانی کے ذریعے بابر سے نمٹ رہی تھی۔ اس نے ہماری طرف آنے کے لیے ایک ہیلی کاپٹر میں سیٹ ریزرو کرائی تھی۔ جب وہ وہاں جا کر اس ہیلی کاپٹر میں بیٹھنے لگا تو ایسے وقت ثنا کے زیر اثر تھا۔ اس لیے یہ نہ جان سکا کہ وہ ہیلی کاپٹر پیرس کی طرف جانے والا ہے۔

اگر وہ ثنا کے زیر اثر نہ ہوتا تو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس نے غلطی سے پیرس جانے والے ہیلی کاپٹر میں اپنی سیٹ ریزرو کرائی ہے۔ یہ اسے پرواز کے آدھے گھنٹے بعد معلوم ہوا کیونکہ سوئٹزرلینڈ کی شمالی پہاڑیوں تک جانے میں صرف آدھا گھنٹا لگتا تھا۔ جب اس سے زیادہ وقت گزرنے لگا تو اس نے چونک کر کھڑکی سے باہر دیکھا۔ ہیلی کاپٹر خاصی بلندی پر تھا اور نیچے دھند چھائی ہوئی تھی۔

اس نے پاس بیٹھے ہوئے ایک مسافر سے کہا۔ "آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ ہمیں اب تک شمالی پہاڑیوں پر پہنچ جانا چاہیے تھا۔"

اس کے ہمسفر نے پوچھا۔ "آپ کن شمالی پہاڑیوں کی بات کر رہے ہیں؟ یہ ہیلی کاپٹر تو پیرس جا رہا ہے۔"

وہ بے یقینی سے بولا۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے سوئٹزرلینڈ کی شمالی پہاڑیوں میں جانے کے لیے اپنی سیٹ او کے کروائی تھی۔"

ہمسفر نے کہا۔ "آپ سے بھول ہو گئی ہے۔ یقین نہ ہو تو دوسرے مسافروں سے بھی پوچھ لیں۔"

ان دونوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تیسرے مسافر نے ان کی باتیں سن کر کہا۔ "مسٹر! یہ درست کہہ رہے ہیں۔ یہ ہیلی کاپٹر تو پیرس جا رہا ہے۔"

بابر کو پھر بھی یقین نہ ہوا۔ اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر آگے بیٹھے ہوئے دو مسافروں سے پوچھا۔ ان سے بھی یہی جواب ملا۔ وہ پریشان ہو کر دھپ سے اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دماغ میں یہ سوال گھوم رہا تھا کہ یہ کیسے ہو گیا؟ اس سے پہلے کبھی مجھ سے ایسی غلطی نہیں ہوئی۔ میں نے پوری حاضر دماغی سے سوئٹزرلینڈ کے شمالی علاقے تک جانے کے لیے سیٹ ریزرو کرائی تھی مگر پیرس جانے والی سیٹ پر کیسے پہنچ گیا؟

اسے اس سوال کا جواب نہیں مل سکتا تھا۔ اس نے دوسرے پہلو سے سوچا۔ "کیا میں کسی وجہ سے غائب دماغ ہو گیا تھا؟"

اس کا جواب اس کے دماغ میں یہی ابھرا کہ اگر غائب دماغ تھا تو پھر کسی نے اسے غائب دماغ بنایا ہو گا تب ہی ایسا ہوا ہے۔

وہ کبھی یہ مان نہیں سکتا تھا کہ کسی کے زیر اثر ہے اور اسی نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے۔ کسی پہلو سے یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ اس سے اتنی بڑی غلطی کیسے ہو گئی؟

جب وہ سوچ سوچ کر پریشان ہو گیا۔ بالکل تھک گیا تب اسے اپنے اندر ثنا کی آواز سنائی دی۔ "میں ثنا تبریزی... علی اسد اللہ تبریزی کی بیٹی..... اور فرہاد علی تیمور کی شریک حیات ہوں۔ مجھے اور میرے شوہر کو نقصان پہنچانے آ رہے تھے۔ کیا کبھی سوچ سکتے تھے کہ میں تمہارے اندر کسی روک ٹوک کے بغیر آ سکتی ہوں؟"

وہ بری طرح بوکھلا گیا تھا۔کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ یوں اچانک اس کے اندر حکمران بن کر چلی آئے گی۔وہ شدید حیرانی اور بدحواسی کی وجہ سے تھوڑی دیر تک بولنے کے قابل نہیں رہا۔چپ چاپ اس کی باتیں سنتا رہا۔

وہ کہہ رہی تھی۔”تم نہیں جانتے کہ کتنے عرصے سے میں نے تمہیں اپنا تابعدار بنا رکھا ہے اور آیندہ بھی نہیں جان سکو گے لیکن اب میں ایک سنگین مسئلے میں الجھی ہوئی ہوں۔اس لیے تمہارے ساتھ زیادہ وقت برباد کرنا نہیں چاہتی۔اس لیے خود کو تمہارے اندر ظاہر کر رہی ہوں۔“

وہ بڑی دیر کے بعد بولا۔”مجھے یقین نہیں ہو رہا ہے کہ تم میرے اندر آ کر بول رہی ہو۔“

”برین ماسٹر بھی تمہارے اندر چپ چاپ چلا آتا ہے اگر وہ اس وقت ہوگا تو اسے بھی یقین ہو جائے گا۔“

وہ جلدی سے بولا۔”نہیں ثنا! نہیں۔ماسٹر کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ میں تمہارا غلام بن چکا ہوں۔جب یہ ساری باتیں کھل کر سامنے آئیں گی کہ تم نے کس طرح میرے اندر رہ کر ماسٹر کے گہرے رازوں کو معلوم کیا ہے اور انہیں فرہاد تک پہنچایا ہے تو وہ میرا دشمن بن جائے گا۔مجھے بد ترین سزائیں دے گا۔“

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔”ہم خواہ مخواہ فرہاد سے خوفزدہ تھے۔خطرناک بلا تو تم ہو۔“

وہ طنزیہ انداز میں بولی۔”تمہارا کیا خیال ہے۔میرا فرہاد تمہارے اندر نہیں آتا ہے؟“

اس نے حیرانی سے پوچھا۔”کیا واقعی....؟ فرہاد بھی اندر آ سکتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس نے مجھے نقصان کیوں نہیں پہنچایا؟“

”وہ تمہاری طرح بہت اونچا نہیں اڑتا۔تم نے تو اتنی اونچی اڑان بھری تھی کہ فرہاد علی تیمور بن جانا چاہتے تھے۔دیکھو! کس طرح زمین کی پستی میں گر گئے ہو اگر برین ماسٹر کو معلوم ہوگا تو وہ تم پر تھوکے گا اور تمہیں ناکارہ سمجھے گا پھر ہو سکتا ہے، وہ تمہیں اس دنیا سے ہی رخصت کر دے۔تم تو کہیں کے بھی نہیں رہے بابر!“

وہ اپنی موجودہ حیثیت کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ... فی الوقت وہ کہیں کا نہیں رہا ہے۔پتا نہیں ماسٹر اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ اس نے سوچا۔”نہیں، ابھی ماسٹر میرے اندر نہیں ہے اگر ہوتا تو مجھے ثنا سے نجات دلاتا۔یا لعن طعن کر کے چلا جاتا۔بعد میں مجھے سزائے موت دیتا۔کیونکہ میری ہی وجہ سے ثنا اور فرہاد اس کے گہرے رازوں تک پہنچ گئے ہیں۔“

ثنا نے کہا۔”تم بالکل درست سوچ رہے ہو۔وہ شاید ابھی موجود نہیں ہے اگر ہوتا تو تمہاری ایسی کی تیسی کر دیتا۔“

”ثنا! مجھ پر ایک احسان کرو۔“

وہ بولی۔”تعجب ہے.... میرے شوہر کا جانی دشمن مجھ سے توقع کر رہا ہے کہ میں اس پر احسان کروں گی؟“

”یہ احسان کر کے تم بھی فائدے میں رہو گی۔“

”وہ کیسے....؟“

”میرے چور خیالات کے خانے کو اس طرح لاک کرو کہ برین ماسٹر میری اس حقیقت کو معلوم نہ کر سکے۔اسے یہ کبھی پتا نہ چلے کہ تم نے مجھے تابعدار بنا رکھا ہے۔وہ اب تک دھوکا کھاتا رہا ہے۔اسے آیندہ بھی دھوکا کھانا چاہیے۔“

”بے شک، تم معقول بات کر رہے ہو۔اب تک تم نہیں جانتے تھے کہ میرے تابعدار ہو۔اس لیے ماسٹر تمہارے چور خیالات پڑھ کر بھی یہ معلوم نہ کر سکا۔اب چونکہ تمہیں معلوم ہو چکا ہے، اس لیے وہ تمہارے چور خیالات کے ذریعے سب کچھ معلوم کر لے گا اور میں نہیں چاہتی کہ ایسا ہو۔“

”تو پھر خدا کے لیے مجھ پر یہ احسان کرو۔جتنی جلدی ہو سکے۔میرے چور خیالات کے خانے کو لاک کر دو۔وہ کسی وقت بھی میرے اندر آ سکتا ہے۔“

”تم اس وقت سفر میں ہو۔پتا نہیں کب پیرس پہنچو گے؟ تنویمی عمل کے لیے کم از کم ایک گھنٹے کا وقت تو ملنا چاہیے۔“

”ہم دونوں مل کر خیال خوانی کے ذریعے پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جماتے ہیں اور اسے ہیلی کاپٹر کو کہیں اتارنے پر مجبور کرتے ہیں۔اس کے ذہن میں یہ بات نقش کرتے ہیں کہ اس میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے۔جسے درست کرنے میں کچھ وقت لگے گا۔اس طرح وہ ادھر مصروف رہیں گے۔ادھر تم مجھ پر سکون سے عمل کر سکو گی۔“

تدبیر اچھی تھی۔وہ دونوں ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے کے دماغ میں جگہ بناتے ہوئے پائلٹ کے اندر پہنچ گئے۔وہ ان کی مرضی کے مطابق سوچنے لگا کہ ہیلی کاپٹر میں کوئی خرابی ہے۔اسے نیچے اتار کر چیک کرنا ہوگا۔یہ تمام مسافروں کی سلامتی کا مسئلہ ہے۔

وہ ہیلی کاپٹر سوئٹزرلینڈ سے نکل کر فرانس کی حدود میں داخل ہو گیا تھا۔پائلٹ نے وہیں کے ایک چھوٹے سے قصبے میں ہیلی کاپٹر کو اتارا۔مسافروں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟

...ن نے کہا۔”میں ہیلی کاپٹر میں کوئی گڑبڑ محسوس کر رہا ...لے اسے پوری طرح چیک کروں گا۔اس کے بعد ...واز ہوگی۔یہ ہم سب کی سلامتی کے لیے ضروری

...تمام مسافر کچھ پریشان تو ہوئے مگر یہ بھی اطمینان ہوا ...کی سلامتی کے لیے ایسا کیا جا رہا ہے۔ادھر بابر سیٹ ...سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کر کے بولا۔”میں خود کو ...ے حوالے کر رہا ہوں۔فوراً مجھ پر عمل کرو۔“

ثنا نے خیال خوانی کے ذریعے اسے سلایا پھر اس پر ...سا عمل کیا۔اس کے دماغ کو ہدایت دی کہ اس کے کسی ...ال سے اور چور خیالات کے ذریعے یہ کبھی معلوم نہ ہو ...ی کا تابعدار بن چکا ہے۔

بہت ہی مختصر سا عمل کرنے کے بعد اس نے بابر کو ایک ...ک سونے کے لیے چھوڑ دیا پھر اپنی جگہ دماغی طور پر ...ہو گئی۔میں اپنے تمام بچوں سے ملنے کے بعد اس کے ...ے میں پہنچا۔وہ مجھے دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر قریب ...پھر اپنا سر میرے سینے پر رکھ دیا۔اب تو پاس رہتے ہوئے ...اور بھی قریب تر ہوتی رہتی تھی۔کبھی میرے پاس آ کر لگ ...الی تھی۔کبھی میرا ہاتھ تھام لیتی تھی۔کسی نہ کسی بہانے مجھ ...کی رہتی تھی۔جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا۔ویسے ویسے اس ...اہت میں شدت اور دیوانگی پیدا ہوتی جا رہی تھی۔

فون کا بزر سنتے ہی وہ مجھ سے الگ ہو گئی۔میں نے ...ڑھ کر کہا۔”کردنا مجھے مخاطب کر رہی ہے۔“

میں نے فون آن کر کے کان سے لگایا پھر کہا۔”ہاں ...ا بولو....“

دوسری طرف وہ رونے لگی۔کہنے لگی۔”آپ مجھے ...کہتے ہیں اور اتنی بڑی بات چھپا رہے تھے۔کیا چپ چاپ ...دنیا سے جانا چاہتے ہیں؟ مجھے ایک بار بھی وش نہیں کریں ...؟ آخری بار اپنے کسی معاملے میں شریک نہیں کریں ...؟“

”ایسی کوئی بات نہیں ہے۔تم میری اپنی ہو۔باقی جو ...ہیں اور جنہیں میری موت کا علم ہو چکا ہے۔ان کا رو ...کر برا حال ہے۔ہر ایک کو سمجھا منا رہا ہوں۔میں نہیں چاہتا ...تا کہ تمہاری آنکھ سے بھی آنسو نکلیں۔جب اچانک میری ...ت کی خبر تمہیں ملتی تو تم یقیناً روتیں۔تڑپتیں پھر صبر آ جاتا ...ان جو شخص مرنے والا ہے۔اس کی زندگی میں آنسو بہایا ...ے تو مرنے والے کو بہت دکھ ہوتا ہے۔“

”پاپا! میں آپ کی ہدایت کے مطابق فرمان کو تلاش کرتی ہوئی اس کے پاس پہنچی تھی۔اس نے مجھے اپنا مہمان بنایا تھا تب سے اب تک میں اس کے ساتھ ہی ہوں۔اس وقت فرمان اور ٹونی جے میرے اندر ہیں۔“

”بہتر ہے کہ فون بند کر دو اور تم میرے پاس آ جاؤ۔“

فون کا رابطہ ختم ہو گیا۔وہ تینوں میرے اندر آ گئے۔ٹونی جے نے رونے کے انداز میں پوچھا۔”سر! یہ ہم کیا سن رہے ہیں؟ ہمیں بالکل یقین نہیں ہو رہا ہے۔“

”میرے دوسرے تمام چاہنے والوں کو بھی یقین نہیں ہو رہا ہے مگر وہ یقین کرنے پر مجبور ہیں پھر یہ تو موٹی سی عقل میں بھی آ جانے والی بات ہے کہ موت تو سب کو آنی ہے۔مجھے بھی آنے والی تھی۔سو آ رہی ہے۔میں نے سوچا تھا کہ موت سے پہلے ایک بار تم سب سے رابطہ کروں گا اور تمہیں آخری ہدایت دوں گا۔“

”ہم آپ کی ہدایت پر دل و جان سے عمل کریں گے۔“

میں نے کہا۔”تم نے اور فرمان نے خیال خوانی ترک کر دی ہے۔گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے۔کیا یہ درست ہے؟“

فرمان نے کہا۔”جی ہاں، درست ہے۔ٹیلی پیتھی جتنا اچھا علم ہے۔اتنا ہی تکلیف دہ ہے۔ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو طرح طرح کے عذاب اور آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے۔“

”جو لوگ گوشہ نشین رہ کر زندگی گزارتے ہیں۔وہ جیسے صرف اپنی سانسیں پوری کرتے ہیں۔ایک کونے میں رہ کر کھاتے پیتے ہیں۔یادِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں اور پھر مر جاتے ہیں۔جبکہ ہمارے دین میں کہا گیا ہے کہ یادِ الٰہی کے ساتھ دنیا داری بھی لازمی ہے اگر تم اپنی ذات سے کسی کو ایک ذرا سا بھی فائدہ پہنچا سکتے ہو تو سب سے پہلے یہی کام کرو۔یہ کام بھی تمہاری عبادت میں شامل ہو جائے گا۔“

ٹونی جے نے کہا۔”آپ درست کہہ رہے ہیں۔“

کردنا نے کہا۔”میں بھی فرمان سے یہی کہتی ہوں۔یہ ضروری نہیں ہے کہ خیال خوانی کرتے وقت خود کو ظاہر کرو اور کسی کے لیے چیلنج بنو۔ہم سب بڑی خاموشی سے خیال خوانی کرتے ہوئے بیماروں، کمزوروں اور ضرورت مندوں کے کام آ سکتے ہیں۔“

میں نے کہا۔”میں یہی ہدایت دینے والا ہوں۔ہماری دنیا میں کتنے ہی ذہنی مریض ہیں اگر ان کا علاج ہو جائے تو وہ معاشرے میں بہت ہی نمایاں کام کر سکتے ہیں۔تم سب ان کے کمزور دماغوں میں پہنچ کر ان کا علاج کر

سکتے ہو۔ انہیں کسی قابل بنا سکتے ہو۔''

''ہم ضرور ایسا کریں گے۔ آیندہ گوشہ نشین نہیں رہیں گے۔''

میں نے کہا۔ ''شادی کرنا' ازدواجی زندگی گزارنا اور نسلِ انسانی کو آگے بڑھاتے رہنا بھی ایک اہم فرض ہے۔ فرمان! تم نے اور ٹونی جے نے اب تک شادی نہیں کی۔ اب تو کر لینی چاہیے۔''

فرمان نے کہا۔ ''ابھی میں یہی کہنے والا تھا۔ میں اور کرونا ایک دوسرے سے راضی ہیں اور جلد ہی شادی کرنے والے ہیں۔''

''شادی بھی خوب سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے۔ ایسا کرتے وقت دینی احکام کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ یہ حکم ہے کہ شادی اپنے دین اور اپنے مذہب میں کی جائے اگر وہ غیر مسلم ہے تو اسے اسلام قبول کرنا چاہیے۔''

میں نے ایک ذرا توقف سے کہا۔ ''کرونا اور ٹونی جے یہودی ہیں اگر یہ دونوں آپس میں شادی کریں تو یہ بہتر ہے اور اگر کرونا فرمان سے شادی کرنا چاہتی ہے تو اسے اسلام قبول کرنا چاہیے اگر یہ راضی نہیں ہے تو کوئی جبر کی بات نہیں ہے۔ صبر کی بات یہ ہے کہ کرونا تم سے شادی نہ کرے اور اپنے مذہب کی پابند رہے۔''

فرمان نے سر جھکا کر کہا۔ ''آپ درست کہہ رہے ہیں۔''

میں نے کہا۔ ''یہی ہدایت ہمیں برسوں سے ملتی آرہی ہے لیکن ہم ایسی ہدایت کو اپنی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ بعد میں پچھتاتے ہیں۔ میں اپنے آخری دنوں میں یہی ہدایت تم سب کے سامنے دہرا رہا ہوں۔''

وہ تینوں تقریباً آدھے گھنٹے تک باتیں کرتے رہے پھر بڑی محبت سے رخصت ہوگئے۔ ثنا میرے پاس بیٹھی خیال خوانی میں مصروف تھی۔ میں نے اسے ایک بازو کے حصار میں گھیرا تو اس نے سر اٹھا کر دیکھا پھر میرے سینے سے لگ کر کہا۔ ''تم سے ملنے والوں کا تانتا بندھا رہے گا۔ ہمیں تنہائی بہت کم ملے گی۔''

''ایسا نہ کہو۔ سونیا نے جو طریقہ کار سب کے لیے مقرر کیا ہے۔ اس کے مطابق ہم رات کے کھانے کے بعد سے صبح تک تنہا رہا کریں گے۔ اس وقت کوئی مداخلت کرنے نہیں آئے گا۔''

''میں سونیا کی شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے تمہارے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے کا موقع دیا ہے۔''

''ابھی کیا کر رہی تھیں؟''

''بابر کی خبر لے رہی تھی۔ وہ پیرس پہنچ گیا ہے اور مطمئن ہے کہ میں نے اس کے چور خانے کو لاک کر دیا ہے۔ اب ماسٹر کو بھی یہ معلوم نہیں ہوگا کہ وہ پہلے بھی میرا غلام تھا اور اب بھی ہے۔''

ہمیں یقین تھا کہ ماسٹر اس حقیقت سے بے خبر رہے گا لیکن ایسی بات نہیں تھی۔ وہ بھی بلا کا مکار تھا۔ ہیلی کاپٹر میں سفر کے دوران بابر اور ثنا کی جو باتیں ہوئیں تو ایسے وقت ماسٹر بھی وہاں موجود تھا۔ اسے پہلی بار یہ معلوم ہو رہا تھا کہ بابر بہت عرصے سے ثنا کا تابعدار بنا رہا ہے۔

یہ معلوم کر کے اسے بہت زیادہ حیرانی نہیں ہوئی۔ جب وہ سوچتا تھا کہ میں کس طرح اس کے گہرے رازوں تک پہنچ جایا کرتا ہوں تو اسے ایک شبہ یہ بھی ہوتا تھا کہ شاید میں آوڈی مین یا بابر کے دماغوں میں پہنچ چکا ہوں اور انہیں درپردہ اپنا تابعدار بنا چکا ہوں۔ وہ میرے متعلق ایسا سوچتا تھا۔ جبکہ ثنا نے اسے تابعدار بنا رکھا تھا۔

ماسٹر کو بابر پر بہت غصہ آرہا تھا۔ جی چاہتا تھا' اسے قتل کر دے۔ اس کی وجہ سے ہی میں اس کے گہرے رازوں تک پہنچ گیا تھا۔ یہ معلوم ہوگیا تھا کہ ڈپلیکیٹس مافیا کیا ہے؟ اور اس کا سربراہ ایک برین ماسٹر ہے۔ اسے اپنی خفیہ تنظیم کو قائم دائم رکھنے کے لیے ٹیلی پیتھی جاننے والے غلام کی ضرورت تھی۔ اس لیے اس نے بابر کو قتل نہیں کیا۔ یہ طے کر لیا کہ رازداری سے اس پر تنویمی عمل کرے گا اور اسے پھر ایک بار غلام بنائے گا اور اس کے دماغ کو اس طرح لاک کرے گا کہ پھر میں اور ثنا اس کے اندر نہیں پہنچ سکیں گے۔

اسے صرف بابر کی حقیقت معلوم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ ثنا اور بابر کی گفتگو کے ذریعے یہ بھی پتا چلا تھا کہ میں ثنا کے ساتھ سوئٹزرلینڈ میں ہنی مون منا رہا ہوں اور شمالی پہاڑی علاقے میں اس کے ساتھ ہوں۔

اس حد تک معلوم ہونے کے بعد وہ خاموش نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے اپنے آلہ کاروں سے رابطہ کیا جو سوئٹزرلینڈ میں ہی موجود تھے۔ انہیں حکم دیا۔ ''فوراً الرٹ ہو جاؤ۔ میرا بہت بڑا دشمن شمالی پہاڑی علاقے میں موجود ہے۔ تم سب کو وہاں پہنچنا ہے جہاں اسکی انگ کے کھیل تماشے زیادہ ہوتے ہیں۔ فرہاد علی تیمور وہیں کہیں مل سکتا ہے۔ اسے پہچاننا ہوگا۔ اس کے ساتھ ایک حسین عورت بھی ہے۔ ان دونوں کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ یورپ کے ماحول اور شدید سردی میں بھی شراب نہیں

ہاں دیکھو کہ ہنی مون منانے والوں میں ایسا کون سا ... جو شراب نہیں پیتا؟''

...میں اپنے بارے میں اتنا تو جانتا ہی ہوں کہ دشمن مجھے ... طرح پہچان سکتا ہے؟ میں نے شراب کی خالی ... لی تھیں اور ان میں سنہری رنگ کا پانی بھر دیا ... کہیں باہر جاتے ہوئے دو بوتلیں ہمارے بیگ میں ہوتی ... یوں ظاہر ہوتا تھا کہ میں اور ثنا بہت زیادہ پینے کے ... ہیں۔ اس لیے بوتل ہمیشہ ساتھ رکھتے ہیں۔

بے شک ..... ماسٹر کے آدمی ہماری تلاش میں یہاں ... رہے ہوں گے اور ہمارے گم ہونے کی خبر اسے سنا رہے ہوں گے۔ دشمنوں کے ساتھ اسی جوڑ توڑ میں دن گزر رہے ... اور آخری وقت قریب آرہا تھا۔

☆☆☆

وچ ڈاکٹر منتر جوگی کو بھی میرے بارے میں اچھی ... معلومات حاصل ہوگئی تھیں۔ اگرچہ وہ برین ماسٹر کے ... کام کر رہا تھا لیکن درپردہ وہ اپنے اہم مقاصد پورے کرنا ... ہتا تھا۔ اس کا سب سے اہم مقصد یہی تھا کہ وہ کسی بھی ... ح مجھے اپنا غلام بنالے۔

اسے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ جس دن شیوانی ... کی موت ہوگی اس کے دوسرے دن مجھے بھی ہر حال میں مرنا ... جب میں مروں گا اور میری روح میرا جسم چھوڑ کر باہر ... ئے گی تو وہ اسی وقت میری آتما کو اپنی گرفت میں لے لے ... اسے اپنا غلام بنالے گا۔

وچ ڈاکٹر منتر جوگی کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔ وہ ... اپنے منتر سے اور تنویمی عمل سے اپنا غلام بنانا چاہتا تھا۔ یہ ... مشکل کام تھا۔ میں اس کے قابو میں نہیں آسکتا تھا اور ... قابو میں کرنے کے لیے وہ طرح طرح کے طریقے آزمانا ... ہتا تھا۔ اب اس کی کوئی ضرورت نہیں رہی تھی۔ یہ معلوم ہو ... تھا کہ آج سے ساتویں دن شیوانی کی موت ہوگی اور ... ٹھویں دن میری روح اپنا جسم چھوڑ کر عالمِ ارواح کی طرف ... چل جائے گی۔ ایسے ہی وقت وہ میری روح کو اپنی گرفت ... میں لے سکتا تھا پھر میری غلام روح سے بڑے بڑے کام ... لے سکتا تھا۔

یہ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ میں جینوا میں جھیل کنارے ... والے ایک کاٹیج میں ہوں۔ اگرچہ اس کی معلومات کے بعد ... میں شمالی پہاڑی علاقے کی طرف چلا گیا تھا لیکن اس کے ... لیے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ بعد میں پھر اپنے پراسرار علم کے ذریعے میری کسی بھی رہائش گاہ تک پہنچ سکتا تھا۔ اس کے

باوجود اس نے طے کیا کہ اس کا ایک خاص آدمی میرے قریب موجود رہے اور دور ہی دور سے میری نگرانی کرتا رہے۔

اس نے اپنے ایک چیلے شنکر نارائن کو حکم دیا کہ وہ کسی بھی پہلی فلائیٹ سے سوئٹزرلینڈ چلا جائے اور وہاں اس کے اگلے حکم کا انتظار کرتا رہے۔

برین ماسٹر نے اسے صبح ہی فون کے ذریعے مخاطب کیا اور کہا۔ ''ڈاکٹر منتر جوگی! تم نے کہا تھا' خیال خوانی کے ذریعے تمہارے اندر نہ آؤں۔ اس لیے فون سے رابطہ کیا ہے۔ مجھے کوئی خوشخبری سناؤ۔ کیا میرا کام ہوگیا ہے؟''

''کام اتنا آسان ہوتا تو اسے تم بھی کر لیتے۔ کیونکہ تمہارے ذرائع بھی بہت وسیع ہیں۔''

''کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ کام نہیں ہوا؟''

''ایسی ناکامی اور مایوسی کی بات بھی نہیں ہے۔ کام ہو رہا ہے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ اس بچے عدنان کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے اور شیوانی اس بچے کی ماں ہے۔ بس ماں تک پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ روحانی عمل کرنے والے نے اس کو بندش کر رکھی ہے۔''

''کیسی بندش......؟''

''اس بار وہ طبعی موت مرے گی۔ اس پر کوئی کالا جادو کرنے والا اپنا عمل نہیں کر سکے گا اور نہ ہی اس آتما کو اس کے جسم سے باہر نکال سکے گا۔ جب وہ آتما باہر نکلے گی تب مجھ جیسا آتما شکتی جاننے والا اسے اپنی گرفت میں لے سکے گا اور اسے اپنی داسی بنا سکے گا۔''

''کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہمیں شیوانی کی طبعی موت کا انتظار کرنا ہوگا؟''

''ہاں، مگر بہت زیادہ انتظار نہیں کرنا ہوگا۔ وہ آج سے ساتویں دن مرے گی۔ میں پہلے سے ایسی بندش کر رہا ہوں کہ اس کی آتما جسم کو چھوڑتے ہی عالمِ ارواح کی طرف نہ جائے۔ بلکہ میری گرفت میں آجائے۔ وہ ضرور میرے شکنجے میں آئے گی۔''

''مگر عدنان کا کیا ہوگا؟ مجھے اس بچے کی سخت ضرورت ہے۔''

''سوری ماسٹر! تمہیں سات دنوں تک انتظار کرنا پڑے گا۔ تم میرے اکاؤنٹ میں ایک لاکھ ڈالر جمع کرنے والے تھے۔ اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جب کام ہو جائے اور تمہیں اطمینان ہو جائے تب ہی تم میری پے منٹ کرو۔''

''ایک لاکھ ڈالرز کی تو کوئی اہمیت نہیں ہے۔ میں اس سے بھی زیادہ دے سکتا ہوں۔ کچھ ایسا کرو کہ سات دن سے پہلے یہ کام ہو جائے۔ بلکہ ابھی ہو جائے۔''

''یہ ناممکن ہے۔ جب روحانی قوتیں مقابلے پر آتی ہیں تو ہم پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ابھی اس روحانی قوت کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میں اس کے مقابلے پر آنے والا ہوں۔ اس لیے میں بڑی خاموشی سے آج سے ساتویں دن شیوانی کی روح کو اپنی گرفت میں لوں گا۔ کسی بھی روحانی طاقت سے ٹکرانے کی غلطی نہیں کروں گا۔''

''میں بہت مایوس ہو رہا ہوں۔ تم نہیں جانتے کہ فرہاد کتنا خطرناک دشمن ہے؟ وہ ان سات دنوں میں پتا نہیں کیا کچھ کر گزرے گا؟ اس سے پہلے ہی میں اسے منہ کے بل گرا دینا چاہتا ہوں۔''

منتر جوگی نے پوچھا۔ ''اسے اپنے زیر اثر لانے کا کوئی راستہ تمہیں دکھائی دے رہا ہے تو مجھے بتاؤ۔ کیا میں پراسرار علم کے ذریعے کچھ کر سکوں گا؟''

ماسٹر کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ میں ثنا کے ساتھ سوئٹزرلینڈ کے شمالی پہاڑی علاقے میں ہوں۔ وہاں اس کے آلہ کار مجھے تلاش کر رہے تھے اور ناکام ہو رہے تھے۔ اس نے منتر جوگی سے کہا۔ ''اگر میں تمہیں فرہاد کا پتا ٹھکانا بتاؤں تو کیا تم اسے ٹھکانے لگا سکتے ہو؟ یا کسی طرح زخمی کر کے میرے حوالے کر سکتے ہو؟''

''میں ہمیشہ فرہاد سے دور ہی دور رہتا آیا ہوں۔ کسی بھی بڑی طاقت سے ٹکرانا کوئی دانشمندی نہیں ہے لیکن تمہارے لیے چھپ چھپا کر اپنے علم کے ذریعے اسے نقصان پہنچا سکتا ہوں اور شاید تمہارے زیر اثر بھی لا سکتا ہوں۔''

''تم شاید کیوں کہہ رہے ہو؟ کیا تمہیں اپنے کالے علم پر بھروسا نہیں ہے؟''

''بھروسا ہے لیکن پہلے میں فرہاد کی موجودہ پوزیشن معلوم کروں گا اگر بابا صاحب کے ادارے سے حاصل ہونے والی روحانی قوتیں اس کی نگرانی کر رہی ہوں گی تو پھر میں اس کے قریب جانے کی غلطی نہیں کروں گا۔''

''تم تو مایوس کرنے والی باتیں کرنے لگتے ہو۔''

''اور کیا کہوں؟ کیا آنکھ بند کر کے کسی اندھے کی طرح اس ہاتھی سے جا کر ٹکرا جاؤں؟ ہو سکتا ہے' تم اسے شکست دینے کے جنون میں ایسی کوئی غلطی کر بیٹھو لیکن میں غلطی کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ سوری۔''

''تم اس پر کالا عمل کرنے کی کوشش تو کر سکتے ہو؟''

''میں نے انکار کب کیا ہے؟ کہہ تو رہا ہوں کہ پہلے اس کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا۔ جس طرح اس کے پوتے عدنان کے بارے میں معلوم کیا کہ اس وقت اس کی ماں روحانی عمل کے زیر اثر ہے اور سات دن سے پہلے میں کامیاب نہیں ہو سکوں گا۔ اسی طرح اب فرہاد کے بارے میں بھی معلوم کروں گا تب ہی تمہیں یقین دلا سکوں گا کہ کام ہو گا یا نہیں؟''

''ٹھیک ہے، میں اس کا موجودہ پتا بتا رہا ہوں۔ تم اپنے علم کے ذریعے مجھے آج ہی بتاؤ کہ اس پر قابو پا سکو گے یا نہیں؟''

پھر اس نے بتایا کہ میں اس وقت سوئٹزرلینڈ کے شمالی پہاڑی علاقے میں ہوں۔ وہاں لاکھوں کی تعداد میں لوگ تفریح کے لیے آتے ہیں۔ اس بھیڑ میں مجھے تلاش کرنا اس کے لیے تو مشکل ہے لیکن وہ کالے علم کے ذریعے بہت جلد مجھ تک پہنچ سکتا ہے۔ جس طرح شیوانی کے پاس پہنچ گیا ہے۔

ماسٹر نہیں جانتا تھا کہ میرے دن پورے ہو چکے ہیں اور میں طبعی موت مرنے والا ہوں۔ اب کوئی دشمن نہ مجھ پر قابو پا سکے گا اور نہ مجھے نقصان پہنچا سکے گا۔

منتر جوگی جانتا تھا کہ جس روز میری سانسیں پوری ہوں گی۔ اس روز وہ میری روح کو بہ آسانی غلام بنا سکے گا۔ اس لیے وہ بہت خوش تھا اور میری موت کے مقررہ وقت کا بڑی بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔

☆☆☆

انتظار ختم ہونے لگا۔ مزید پانچ دن گزر گئے۔ ایک دن بعد شیوانی کی موت ہونے والی تھی اور اس کے دوسرے دن میری باری تھی۔

میرے تمام بچے سوئٹزرلینڈ سے جا چکے تھے۔ صرف خیال خوانی کے ذریعے ان سے رابطہ رہنے لگا تھا۔ سونیا نے ثنا تبریزی کو اپنے پاس بلایا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچی تو اس نے کہا۔ ''آج فرہاد کے ساتھ تمہاری آخری رات ہے۔ کل تم اس سے رخصت ہو کر بابا صاحب کے ادارے میں چلی جاؤ گی۔''

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ کہنے لگی۔ ''میں نہیں جاؤں گی۔ فرہاد کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔''

سونیا نے پوچھا۔ کیا میری بات نہیں مانو گی؟''

''تم میرے لیے اتنی عظیم ہو کہ تمہارے ایک حکم پر اپنی جان دے سکتی ہوں لیکن اب یہ جان بھی میری نہیں رہے گی۔

...ہارے پہلے اپنی جان پر کھیل جاؤں گی۔''

''ایسی حماقت ہرگز نہ کرنا۔''

''جس شخص نے مجھے عزت دی۔ مان دیا۔ میرے ...ا صاحب کے ادارے کے دروازے کھلوا دیے۔ میں ...ے بغیر زندہ رہ کر کیا کروں گی؟''

سونیا نے کہا۔ ''جس شخص نے تمہارے لیے اس ...ے کے دروازے کھلوا دیے۔ تمہیں عزت اور مان مرتبہ ... کیا اس مان مرتبے کے ساتھ زندگی نہیں گزارو گی؟ اس ...ی ہوئی عنایات سے انکار کرو گی؟''

''میں اس کی تمام عنایات کے ساتھ موت کو گلے لگا کر ...ے ساتھ ہی اس دنیا سے چلی جاؤں گی۔''

''آخری بار سمجھاتی ہوں' میری بات مان لو۔ جناب ...ل حضرت نے تمہیں بیٹی بنایا ہے۔ یہ تمہارے لیے بہت بڑا ...از ہے۔ تم یہاں سے ان کے پاس ہی جاؤ گی۔ خودکشی ...نا ہے تو کرتی رہو لیکن پہلے ان کے سامنے حاضری دو۔''

''اچھی بات ہے۔ میں وہاں ضرور جاؤں گی۔ آخری ...پنے بابا اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی ضرور کروں گی۔''

وہ سونیا کے دماغ سے چلی آئی۔ میرے پاس دماغی ...ور پر حاضر ہو گئی۔ میں نے کہا۔ ''چلو، باہر چلتے ہیں۔ تمہارا ...ول بہلتا رہے گا۔''

وہ میرے سینے سے لگ کر بولی۔ ''میں کہیں نہیں ...اؤں گی۔ بس اسی چار دیواری میں رہوں گی۔ زیادہ سے ...یادہ تمہارے ساتھ تنہائی میں وقت گزاروں گی۔''

پھر وہ ایک سرد آہ بھرتے ہوئے بولی۔ ''یہ کیا ہو رہا ...فرہاد! میں نے زندگی میں بہت سی غلطیاں کیں۔ بہت ...وں کا دل دکھایا۔ آج مجھے اس کی ایسی سزا مل رہی ہے' جسے ...یں جیتے جی برداشت نہیں کر سکوں گی۔ میری پہلی اور آخری ...اہش یہی ہے کہ تمہارے ساتھ ہی دنیا سے گزر جاؤں۔''

''ایسی احمقانہ باتیں کرو گی تو میں تم سے بات نہیں ...وں گا۔ سونیا نے تمہیں مشورہ دیا ہے۔ اب میں بھی یہی ...وہ دیتا ہوں کہ کل یہاں سے سیدھی بابا صاحب کے ...ارے میں جاؤ اور اعلیٰ حضرت کے حجرے میں حاضری ...''

''میں نے سونیا سے وعدہ کیا ہے۔ تم سے بھی وعدہ ...ا ہوں کہ بابا اعلیٰ حضرت کے سامنے ضرور جاؤں گی۔ ...ی دعائیں بھی لوں گی لیکن اس کے بعد میں نہیں جانتی کہ ...رہ سکوں گی یا نہیں؟''

کوئی کسی کے ساتھ نہیں مرتا لیکن وہ میرے ساتھ مرنے کی باتیں کر رہی تھی اور میں اس کے چور خیالات پڑھ کر یقین سے کہہ سکتا تھا کہ وہ جھوٹ نہیں کہہ رہی ہے۔ سچے دل سے میری چاہت میں اس طرح گرفتار ہے کہ اب میرے بغیر زندہ رہنا نہیں چاہتی۔

بہرحال وہ آخری رات باتوں ہی باتوں میں گزر گئی۔ میں نے پچھلی رات اسے جبراً کھانا کھلایا تھا۔ دوسری صبح وہ رخصت ہو رہی تھی۔ اس سے پہلے میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر پھر اسے ناشتا کرایا۔ ایسے وقت ہم جینوا میں ہی تھے۔ جھیل کنارے کاٹج میں آ گئے تھے۔

میں اسے الوداع کہنے کے لیے ایئرپورٹ تک بھی گیا۔ جب وہ روتے روتے رخصت ہو گئی تو واپس کاٹج میں آ گیا۔ وہاں سونیا پہنچ چکی تھی۔ وہ مجھے دیکھتے ہی بولی۔ ''تمہارے تمام بچے ایک ایک کر کے میرے پاس آ رہے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کہ تم سے دماغی رابطہ کرنا چاہیے یا نہیں......؟''

میں نے خیال خوانی کے ذریعے پارس، پورس، الپا، عالی، کبریا، الوشے، تاشہ، جمائلہ سب ہی کو مخاطب کیا اور کہا۔ ''ثنا تبریزی یہاں سے جا چکی ہے۔ اب وہ بابا صاحب کے ادارے میں ہی رہے گی۔ تم لوگوں کے لیے بھی آج شام تک کا وقت ہے۔ مجھ سے جتنی باتیں کر سکتے ہو کرتے رہو۔ آتے رہو' جاتے رہو۔ ہنستے بولتے رہو۔ زندگی صرف پانے کا ہی نہیں کھونے کا بھی نام ہے اگر پاتے ہوئے ہنستے ہو تو کھونے کے وقت بھی ہنسنا بولنا چاہیے۔''

میرے بچے بڑے حوصلے والے تھے۔ وہ میری جدائی کا صدمہ برداشت کر رہے تھے۔ جبراً مسکرا رہے تھے اور بڑی زندہ دلی سے باتیں کر رہے تھے۔ مجھ سے پہلے شیوانی موت کو گلے لگانے والی تھی۔ لہٰذا پہلے اس کا ذکر ہونا چاہیے۔

اس کی زندگی کے آخری چوبیس گھنٹے رہ گئے تھے۔ جب عدنان گہری نیند سو جاتا تھا تو وہ اسے دیکھتی رہتی تھی۔ پھوٹ پھوٹ کر روتی رہتی تھی۔ اسے بار بار ہاتھ لگاتی تھی۔ چھونے سے تسلی نہیں ہوتی تھی تو دونوں ہاتھوں سے اس کے پیروں کو پکڑ لیتی تھی اور ان پر سر رکھ کر رونے لگتی تھی۔

رونے سے کیا ہوتا ہے؟ اس دنیا سے جانا ہی پڑتا ہے اور اسے بھی بیٹے کو چھوڑ کر جانا تھا۔ ایسے ہی وقت وچ ڈاکٹر منتر جوگی کے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اسے مخاطب کیا۔ ''شیوانی! تم روتی کیوں ہو؟''

اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ خلا میں تکتے ہوئے سوچنے لگی۔ ''یہ میرے اندر کون بول رہا ہے؟''

وہ بولا ''میں تمہارا محافظ ہوں۔ باڈی گارڈ نہیں ہوں۔ باڈی گارڈ تو جسم کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں تمہاری آتما کی حفاظت کرنے آیا ہوں۔ میں جانتا ہوں' تم یہ دنیا چھوڑنا نہیں چاہتیں۔ اپنے بیٹے کے ساتھ ایک لمبی عمر گزارنا چاہتی ہو۔''

وہ جلدی سے ہاں کے انداز میں سر ہلا کر بولی۔ ''ہاں، میں یہی چاہتی ہوں۔ تم کون ہو؟ بھگوان کے لیے کچھ کرو۔ مجھے میرے بیٹے کے ساتھ رہنے دو۔ مجھے مرنے نہ دو۔''

''موت تو آئے گی۔ تمہیں مرنا ہوگا۔ ایسے ہی وقت میں تمہاری آتما کو دوسرے جسم میں پہنچادوں گا۔ وہاں تم زندہ رہ کر اپنے بیٹے کو ایک لمبی عمر تک بھرپور ممتا دیتی رہوگی۔''

اس نے خوش ہو کر کہا۔ ''تم کون ہو؟ اچانک مجھے ایک نئی زندگی دینے کے لیے کہاں سے آگئے ہو؟''

''یوں سمجھو کہ بھگوان نے تمہاری مدد کے لیے مجھے یہاں بھیجا ہے۔ یہ تو تم جانتی ہی ہو کہ بابا صاحب کے ادارے والے تم پر ظلم کر رہے ہیں۔ تم پر ایسا عمل کیا گیا ہے۔ جس سے تمہاری آتما کو تمہارے جسم میں قید کر دیا گیا ہے۔ کل جب تمہاری آتما اس جسم سے نکلے گی تو پھر روحانی عمل کرنے والے میرے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکیں گے۔ میں تمہاری آتما کو گرفت میں لے کر اسے جس جسم میں چاہوں گا' پہنچادوں گا۔ ایسے وقت تمہیں مجھ سے تعاون کرنا ہوگا۔''

''ہاں، بتاؤ میں کیسے تم سے تعاون کر سکتی ہوں؟''

''اب سے پہلے تمہاری آتما کئی جسم بدل چکی ہے۔ تمہیں اس کا تجربہ ہے۔ آتمائیں ہم کالا عمل کرنے والوں کے ہاتھ میں آسانی سے نہیں آتیں۔ وہ ہم سے کترا کر عالم ارواح کی طرف جانا چاہتی ہیں۔ ایسے وقت تم مجھ سے نہیں کتراؤ گی۔ تمہاری آتما کو جسمانی تبدیلیوں کا تجربہ ہے۔ اس لیے تم آسانی سے میری گرفت میں آجاؤ گی۔''

''میں ضرور ایسا کروں گی۔ اس جسم سے نکلتے ہی تمہارے قابو میں آجاؤں گی۔ ایسے وقت پراسرار منتر میری آتما کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ یقیناً تم بھی وہی منتر پڑھو گے تو میں بھٹک کر کسی دوسری طرف نہیں جاؤں گی۔''

''ٹھیک ہے، تم اطمینان رکھو۔ میں کل تک تمہارے پاس آتا جاتا رہوں گا۔''

وہ اس کے اندر سے نکل کر اپنے گرو مہاراج منتر جوگی کے پاس پہنچ گیا۔ اس سے کہنے لگا۔ ''مہاراج! شیوانی بہت خوش ہے۔ اپنے بیٹے کے ساتھ ایک لمبی عمر گزارنے کے لیے آپ کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے والی ہے۔''

منتر جوگی نے کہا۔ ''ہر رات بارہ بجے کے بعد تاریخ بدل جاتی ہے۔ میں نے اپنے علم سے پتا کیا ہے۔ جیسے ہی رات کے بارہ بجیں گے اور یہ دن گزر جائے گا' تاریخ بدل جائے گی تو شیوانی کی آخری سانس بھی پوری ہو جائے گی۔ اسی وقت اس کی آتما اس کے جسم سے نکلے گی۔''

اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر ایک نعرہ لگایا۔ ''جے بھوانی! ایسے وقت میں اپنی غلام آتما کے ساتھ اس کے قریب رہوں گا۔ تم بھی خیال خوانی کے ذریعے وہاں موجود رہو گے۔ ابھی جا سکتے ہو۔''

وہ خیال خوانی کرنے والا چلا گیا۔ منتر جوگی کو پورا یقین تھا کہ آج رات بارہ بجے اس کا عمل کامیاب ہوگا۔ شیوانی کی آتما اس کے جسم سے نکلے گی تو کسی بھی روحانی عمل کرنے والے کا کام ختم ہو چکا ہوگا تب اسے یقین ہوگا کہ اس کی آتما عالم ارواح کی طرف جا رہی ہے۔

وہ میرے متعلق سوچنے لگا کہ اس نے اپنے ایک چیلے شنکر نارائن کو میری طرف روانہ کیا تھا اور وہ سوئٹزرلینڈ بھی پہنچ گیا تھا۔ اس کے بعد پتا نہیں کہاں گم ہو گیا تھا۔ منتر جوگی نے صبح سے اب تک تین بار اس سے رابطہ کیا تھا۔ ہر بار یہی معلوم ہوتا رہا کہ اس کا فون بند ہے۔ یہ بات تشویش میں مبتلا کر رہی تھی کہ جو اس کا غلام ہے، تابعدار ہے، وہ اس سے رابطہ کیوں نہیں کر رہا ہے؟ اس کا فون کیوں بند ہے؟

جب شام تک اس سے کوئی رابطہ نہ ہو سکا تب وہ اپنے پراسرار علم کے ذریعے اس کا سراغ لگانے لگا اور یہ دیکھ کر حیران ہونے لگا کہ اس کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہیں ہو رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا' جیسے وہ کہیں جا کر مر کھپ گیا ہے۔

آخر اس نے اپنے اس چیلے شنکر نارائن کا پتلا بنایا اور اس کا سراغ لگانے کے لیے تھال پر رکھا تو وہ گر پڑا۔ وہ پریشان ہو کر سوچتی ہوئی نظروں سے پتلے کو دیکھنے لگا۔ وہ جتنے بھی پتلے بناتا تھا۔ وہ تھال پر ضرور کھڑے ہوتے تھے لیکن یہ تھال پر پہنچتے ہی گر پڑا تھا۔ اس نے پریشان ہو کر سوچا۔ ''ہے بھگوان! یہ تو مر چکا ہے۔ کیا فرہاد نے اسے مار ڈالا ہے؟''

ان کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اس کا کوئی پراسرار علم بھی اس سلسلے میں کوئی جواب نہیں دے سکتا تھا۔

☆☆☆

سب ہی مجھ سے آخری ملاقات کے لیے خیال خوانی کے ذریعے آرہے تھے یا فون پر رابطہ کررہے تھے۔ کیونکہ وہ مقررہ وقت اب بہت ہی قریب آرہا تھا۔ آج آدھی رات کے بعد شیوانی کی موت کسی وقت بھی واقع ہوسکتی تھی پھر اس کے ٹھیک چوبیس گھنٹے بعد مجھے اس دنیا سے جانا تھا۔ آمنہ نے میرے اندر آکر کہا۔ ''السلام علیکم.....!''

میں نے کہا۔ ''وعلیکم السلام۔ میں جانتا تھا کہ آج نہیں تو کل مجھ سے ملنے آؤ گی۔ تم دن رات عبادت میں مصروف رہتی ہو۔ اسی لیے میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ تمہارے پاس آکر تمہیں ڈسٹرب کروں۔ سب ہی دکھی ہو رہے ہیں۔ صدمہ اٹھا رہے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس سلسلے میں تمہارے خیالات اور جذبات کیا ہیں؟''

اس نے کہا۔ ''آخر میں بھی انسان ہوں۔ روحانیت کی طرف مائل ہوئی اور یہ علم حاصل کرنا شروع کیا تو اعلیٰ حضرت نے سب سے پہلے جو ہدایت کی وہ یہی تھی کہ میں اپنے دل سے تمام جذبات نکال دوں۔ رشتوں کی محبت کو اہمیت نہ دوں۔ دنیا والوں سے کنارہ کشی کرکے درجہ بدرجہ روحانی علم حاصل کرسکوں گی اور میں ایسا ہی کررہی ہوں۔''

وہ ایک ذرا چپ ہوئی پھر بولی۔ ''تم خود دیکھتے آرہے ہو' میں کبھی تم سے خود رابطہ نہیں کرتی۔ تم ہی کبھی ضرورت کے وقت میرے پاس آجاتے ہو۔ اسی طرح میرے بچے بھی ضرورت کے وقت مجھے یاد کرتے ہیں تو میں ان سے باتیں کرلیتی ہوں اور ان کے دکھ درد کو سمجھ لیتی ہوں پھر بھی ان کے لیے اس وقت تک کچھ نہیں کرتی جب تک قدرت کو یہ منظور نہ ہو کہ میں ان کی مدد کروں۔''

وہ بول رہی تھی اور میں چپ چاپ سن رہا تھا۔ اس نے کہا۔ ''کئی برس سے ہم برائے نام میاں بیوی ہیں۔ کئی برس سے دوری کے باوجود میں دل سے مجبور ہوں۔ لاشعوری طور پر تم سے قریب رہی ہوں۔ صرف تم سے ہی نہیں۔ اپنے پارس سے پورس سے اعلیٰ بی بی اور کبریا سے سب سے لاڈلی پوتی انوشے سے شعوری طور پر نہ سہی۔ لاشعوری طور پر تم سب سے جذباتی وابستگی رہی ہے۔''

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی۔ ''شاید ایسی ڈھکی چھپی جذباتی وابستگی کی وجہ سے ہی روحانی مدارج طے کرتے کرتے پھر پیچھے چلی آتی ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے کہا ہے کہ اتنے عرصے میں انہوں نے روحانی علم میں کمال حاصل کیا تھا۔ میں اس لیے ایسا نہیں کرسکی ہوں کہ ایک عورت ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک ماں ہوں اور ماں وہ ہستی ہوتی ہے جو مجبور نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ ساری دنیا کو پیدا کرتی ہے لیکن ممتا سے مجبور ہوجاتی ہے۔ یہی ممتا اسے دنیادی جذبات کی طرف لے آتی ہے اور میں روحانی مراحل پوری طرح طے نہیں کرپاتی۔''

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔ ''اعلیٰ حضرت اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ میں روحانی علم حاصل کرنے کے سلسلے میں کیوں پیچھے رہ جاتی ہوں؟ انہوں نے ابھی کہا ہے کہ میں تم سے ضرور ملوں لیکن زیادہ باتیں نہ کروں۔ دو باتیں بھی کروں گی تو ملنے کی حسرت پوری ہوجائے گی۔ اس لیے میں دو ہی باتیں کرنے آئی ہوں۔''

وہ ٹھہر ٹھہر کر رک رک کر بول رہی تھی۔ ''میں نے ایک بات تو کہہ دی کہ کیسے جذباتی وابستگی کی وجہ سے اس قدر تاخیر سے روحانی علم حاصل کررہی ہوں اور اب دوسری بات یہ ہے کہ.....''

وہ آگے بولتے ہوئے جھجک رہی تھی۔ اس نے کہا۔ ''برسوں کے بعد یہ الفاظ کہہ رہی ہوں۔ کہتے ہی چلی جاؤں گی پھر میرے پیچھے نہ آنا.....''

اس نے بڑے جذبے سے کہا۔ ''تم ہی میرے اول ہو اور تم ہی میرے آخر ہو۔ تمہارے بعد اور کوئی دنیا نہیں ہے۔''

یہ کہتے ہی وہ میرے اندر سے چلی گئی۔ میں اپنی جگہ گم صم بیٹھا رہا۔ بڑی دیر تک اسی کے بارے میں سوچتا رہا۔ محبتوں کے کتنے ہی رشتے تھے، کتنے ہی جذبے تھے، ہر ایک کو چھوڑ کر جانا تھا اور ہر ایک کی طرف دل کھنچا جارہا تھا۔

سونیا نے واش روم سے باہر آکر مجھے دیکھا۔ میں سر جھکائے گہری سوچ میں گم تھا۔ اس نے قریب آکر میرے شانے پر ہاتھ رکھا تو میں نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ بولی۔ ''کیا بات ہے؟''

میں آمنہ سے ہونے والی گفتگو اسے سنانے لگا۔ وہ پاس بیٹھ کر بولی۔ ''میں ہوں..... آمنہ ہے۔ ثنا تبریزی ہے۔ ہم بیویاں ہیں پھر بہوئیں ہیں پھر بیٹیاں ہیں۔ بیٹے ہیں۔ پوتی ہے۔ پوتا ہے۔ ہمارے علاوہ وہ لاکھوں قارئین ہیں جو تمہیں دل و جان سے چاہتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ تمہاری موت کی خبر سن کر ان پر کیا گزر رہی ہوگی؟ آج تک کسی انسان کے لیے محبت کرنے والوں کی اتنی بھیڑ نہیں لگی۔ جتنی اب لگ رہی ہے۔''

وہ میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بولی۔ ''ہمارا بھی وقت آئے گا۔ ہم بھی ایک ایک کرکے چلے جائیں گے لیکن

تمہاری داستان نسل در نسل قیامت تک چلتی رہے گی اور تمہاری یادوں کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔''

بے شک، مجھے چاہنے والے، مجھے پڑھنے والے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے تک ہیں۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میری موت کی خبر سننے کے بعد ان کے تاثرات اور جذبات کیا ہوں گے؟ بس ایک اندازہ ہے کہ میرے بچوں کی طرح وہ بھی دل پکڑ کر رہ گئے ہوں گے۔ آخری وقت میں ان سے کیا کہوں؟ اے بزرگو! اے دوستو! اے بھائیو! اے بچو! ماؤ! بہنو...! تم میں سے ہر ایک نے اپنے کسی نہ کسی سگے کو ہمیشہ کے لیے رخصت کیا ہوگا۔ غم نہ کرو۔ مجھے بھی اسی طرح رخصت کرو۔

سونیا نے میرے بازو سے لگ کر پوچھا۔ ''کیا خیال خوانی کررہے ہو؟''

میں نے انکار میں سر ہلایا۔ وہ بولی۔ ''میری موجودگی میں ایک تنہا انسان کی طرح اتنی دیر تک نہ سوچا کرو۔''

''میں آج صبح سے کچھ کمزوری محسوس کررہا ہوں۔ ہو سکتا ہے چند گھنٹوں کے بعد اور زیادہ کمزور ہوجاؤں۔ بولنے اور سننے کے قابل بھی نہ رہوں۔''

''خواہ مخواہ ایسی باتیں نہ کرو۔''

''میں ایسا نہ کہوں تب بھی ایسا ہوسکتا ہے۔ میرے یہ آخری پچیس تیس گھنٹے کس طرح گزر رہے ہیں۔ یہ تم بہتر جانتی ہو۔ تم میری آخری سانسوں کی چشم دید گواہ ہو۔ ایک مرنے والا اپنی داستان کو خود مکمل نہیں کرسکتا۔ اس لیے تم میری اس طویل داستان کا اختتام کروگی۔ جو کچھ مجھ پر گزرے گی۔ وہ سب کچھ میرے چاہنے والے قارئین تک پہنچاؤ گی۔''

وہ میرے ہاتھ کو تھپک کر بولی۔ ''جو چاہو گے وہی ہوگا۔ ابھی اپنی نہیں' شیوانی کی بات کرو۔ اس وقت رنگون میں آدھی رات ہونے والی ہے۔''

وہاں رات کے بارہ بجنے والے تھے۔ وچ ڈاکٹر منتر جوگی اپنی غلام آتما اور اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ذریعے شیوانی کی مکمل معلومات حاصل کررہا تھا۔ وہاں چھ گھنٹے پہلے ہی تاشہ آگئی تھی۔ اسے بابا صاحب کے ادارے سے اس لیے بھیجا گیا تھا کہ عدنان اس سے گہری دوستی رکھتا تھا اور اس کی ہر بات مانتا تھا۔ شیوانی کی موت کے بعد اسے وہاں سے لانا تھا اور تاشہ ہی اسے پیار محبت سے بابا صاحب کے ادارے میں لاسکتی تھی۔

اس وقت شیوانی بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ عدنان اس کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ کبھی جھک کر اس کے چہرے کو چومتا تھا۔ کبھی اپنا سر اس کے سینے پر رکھ دیتا تھا۔ وہ اسے دیکھ رہی تھی اور رو رہی تھی لیکن اب ہاتھ بڑھا کر بیٹے کو چھونے کے قابل نہیں رہی تھی۔

وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا منتر جوگی کو بتا رہا تھا کہ اس کے ہاتھ پاؤں سے جان نکل چکی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کی آتما آہستہ آہستہ اپنی جگہ چھوڑ رہی تھی۔

منتر جوگی اپنی جگہ پلتھی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی بڑی سی کھلی ہوئی ہتھیلی پر شیوانی کا پتلا کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ماش کی دال کا ایک بڑا سا دانہ رکھا ہوا تھا۔ وہ دانہ پتلے کے پیروں کے پاس اوپر کی طرف اٹھ گیا تھا۔ فضا میں بلند ہوگیا تھا۔ اس بات کا سگنل دے رہا تھا کہ شیوانی کی آتما اس کے پیروں اور ہاتھوں سے نکل چکی ہے۔ گھڑی کی سوئی بارہ سے آگے بڑھ گئی تھی۔ پچھلی تاریخ گزر چکی تھی اور اگلی تاریخ شروع ہوچکی تھی۔

وہ ماش کی دال کا دانہ فضا میں بلند رہ کر پتلے کے اس حصے میں آیا۔ جہاں شیوانی کا دل دھڑک رہا تھا۔ وہ دانہ اس کے دل سے ذرا اوپر بلند ہوا تو شیوانی نے آخری ہچکی لی۔ اس کی روح اپنا جسم چھوڑ چکی تھی۔ ماش کی دل کا دانہ اس پتلے سے الگ ہوکر فضا میں ذرا اور بلند ہوگیا تھا۔ آہستہ آہستہ مزید بلندی کی طرف جانے لگا۔

ایسے ہی وقت منتر جوگی بلند آواز اور جوش و خروش سے منتر پڑھنے لگا اور اس دانے کی طرف پھونکے مارنے لگا۔ اس نے اپنی ہتھیلی سے اس پتلے کو پھینک دیا تھا۔ کیونکہ اب شیوانی کا جسم بے جان ہوگیا تھا۔ اہمیت تو اس دانے کی تھی۔ جو فضا میں بلند ہوتا چلا جارہا تھا۔ اس نے اپنی ہتھیلی اسی طرح سے کھلی رکھی اور منتر پڑھتا رہا۔ اس منتر کا اثر یہ ہونا تھا کہ دانہ واپس آکے اس کی ہتھیلی پر پہنچتا تو وہ مٹھی بند کرلیتا۔ اس طرح شیوانی کی روح اس کی مٹھی میں آجاتی اور اس کی تابعدار بن جاتی۔

لیکن ایسا نہیں ہورہا تھا۔ وہ دانہ اسی طرح فضا میں بلند ہوتا ہوا اوپر کی طرف چلا جارہا تھا۔ وہ منتر پڑھتا جارہا تھا اور اپنی ہتھیلی دانے کی طرف بڑھاتا جارہا تھا۔ اب وہ اتنا بلند ہوچکا تھا کہ منتر جوگی کو اپنی جگہ سے اٹھنا پڑا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ ایسے ہی وقت وہ دانہ اتنی تیزی سے اوپر کی طرف گیا کہ وہ کھڑے ہوکر اوپر ہاتھ بڑھانے کے باوجود دانے تک نہیں پہنچ پایا۔

یہ صاف پتا چل رہا تھا کہ کوئی غیبی طاقت اس کے

منتروں کو بے اثر کر رہی ہے اور اس دانے کو اس سے دور لے جا رہی ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ منتر پڑھنے کے باوجود ناکامی ہو رہی ہے اور وہ آتما قابو میں نہیں آ رہی ہے تب اس نے سوچا کہ ایک دم سے جھپٹ کر دانے کو اپنی مٹھی میں لے لے۔ اس وقت وہ دانہ اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ سے ایک بالشت کی دوری پر تھا۔ اس نے ایک دم سے اچھل کر اسے مٹھی میں لینا چاہا تو دانہ اور اوپر چلا گیا۔

کالے جادو کے عمل میں ناکامی ہوتی رہے تو اس ناکامی کو کامیابی میں بدلنے کا آخری راستہ یہی ہوتا ہے کہ شیطان کو اپنا خون دیا جائے۔

اس نے فوراً ہی جھک کر فرش سے ایک خنجر اٹھایا پھر اس کی نوک سے اپنی کلائی پر ایک گہری خراش ڈالی۔ خون کی دھار بہنے لگی۔ اس کے قطرے ٹپکنے لگے۔ اس نے ایک ہتھیلی کے چلو میں ان قطروں کو لے کر دانے کی طرف پھینکا تو دانہ اور زیادہ بلندی پر چلا گیا۔ خون کے چھینٹے اس دانے تک نہ پہنچ سکے اور نہ اپنا کوئی اثر دکھا سکے۔ وہ دانہ فضا میں تیرتا ہوا روشندان کے راستے باہر جا چکا تھا۔

منتر جوگی یک دم سے گرنے کے انداز میں فرش پر بیٹھ گیا۔ بات سمجھ میں آ گئی کہ وہ اب تک اسی روحانی عمل سے ٹکرا رہا تھا اور ناکام ہوتا رہا تھا۔ شیوانی کی آتما اس کی گرفت میں آنے سے پہلے ہی عالم ارواح کی طرف جا چکی تھی۔

عدنان اپنی ماں کی لاش سے لپٹ کر رو رہا تھا۔ تاشہ اسے تھپک رہی تھی۔ ایک ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف بلا رہی تھی مگر وہ ماں سے الگ ہونا نہیں چاہتا تھا۔ اس کا دماغ ٹیلی پیتھی کی لہروں سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔ تاشہ اس کے اندر پہنچ کر خیال خوانی کے ذریعے سمجھا رہی تھی کہ ماں اب اس دنیا میں نہیں رہی ہے۔ وہ اس کی محبت کا جواب محبت سے نہیں دے سکے گی۔ لہٰذا اسے اس سے الگ ہو جانا چاہیے۔

لیکن وہ تاشہ کی خیال خوانی کے اثر میں نہیں آ رہا تھا۔ اس کی دادی آمنہ اس کے اندر آئی تو ضدی پوتے کا ذہن روحانی ٹیلی پیتھی کے اثر میں آ گیا۔ وہ آپ ہی آپ ماں سے الگ ہو کر تاشہ کے بازوؤں میں پہنچ گیا۔ وہ اسے لے کر اس کمرے سے باہر آ گئی۔ پورس بھی رنگون پہنچا ہوا تھا۔ اس کے پاس شیوانی کی شادی کے کاغذات رکھے ہوئے تھے۔ اس نے وہاں کے ایک ہندو آشرم میں وہ تمام کاغذات دکھائے پھر کہا۔ ''میری بیوی ہندو تھی اور آخری وقت تک ہندو دھرم سے وابستہ رہی۔ لہٰذا آپ لوگ اس کا انتم سنسکار کر سکتے ہیں۔''

پورس نے اس سلسلے میں انہیں اچھی خاصی رقم دی۔ وہ راضی ہو گئے۔ اس طرح شیوانی کے مردہ جسم کو چتا میں جلا دیا گیا۔ پورس اس کی آخری رسومات ادا ہونے تک وہاں موجود رہا پھر تاشہ اور عدنان کے ساتھ بابا صاحب کے ادارے کی طرف روانہ ہو گیا۔

☆☆☆

میں فرہاد علی تیمور کی شریک حیات سونیا آپ سب سے مخاطب ہوں۔

ان لمحات میں فرہاد علی تیمور اس قابل نہیں ہیں کہ اپنی داستان کا یہ آخری حصہ خود بیان کر سکیں۔ اس لیے میں بیان کر رہی ہوں۔

پہلے تو یہ واضح کر دوں کہ داستان کا یہ آخری حصہ ہے۔ لیکن اختتام نہیں ہے۔ تیس برس کا عرصہ کم نہیں ہوتا۔ تیس برس میں آپ اپنی آنکھوں سے فرہاد کو پڑھتے رہے۔ زبان سے اس کا نام لیتے رہے۔ آپ کا دماغ اس سے متاثر ہوتا رہا اور آپ کا دل اس کے نام سے دھڑکتا رہا۔ فرہاد علی کی داستان اتنی آسانی سے اختتام تک نہیں پہنچے گی۔

کیا کسی کے مر جانے سے دنیا مر جاتی ہے؟ کیا اس کی یادیں اور اس کے کارنامے باقی نہیں رہتے؟

باقی رہتے ہیں۔ انسان کا اعمال نامہ قیامت سے پہلے اس دنیا میں بھی پڑھا جاتا ہے۔ لہٰذا آج کے بعد بھی آپ فرہاد کا اعمال نامہ پڑھتے رہیں گے اور بڑی دلجمعی سے پڑھتے رہیں گے۔

پچھلی رات اعلیٰ حضرت نے مجھے ہدایت کی تھی کہ میں فرہاد کی زندگی کی آخری رات اس کے ساتھ نہ گزاروں۔ دوسرے کمرے میں رہوں اور میں دوسرے کمرے میں سونے چلی گئی تھی۔ صبح مجھے ہدایت ملی کہ فرہاد کے پاس جاؤں لیکن ایک مناسب فاصلہ رکھوں اور اس کی خدمت کرتی رہوں۔ میں ان ہدایات پر عمل کرتی رہی ہوں۔ ان کے تمام بچوں کو اور دوست احباب کو کہہ دیا گیا ہے کہ وہ فون کے ذریعے یا خیال خوانی کے ذریعے فرہاد سے رابطہ نہ کریں۔ صرف اس کے لیے دعائیں کرتے رہیں۔

ثنا تبریزی بابا صاحب کے ادارے میں پہنچی ہوئی تھی اور ان آخری لمحات میں خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرنا چاہتی تھی لیکن اسے بھی اجازت نہیں مل رہی تھی۔ اعلیٰ حضرت نے اسے اپنے حجرے میں طلب کیا۔ وہ ان کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئی۔ انہوں نے کہا۔ ''میں جانتا ہوں'

تمہارے اندر کیسے خیالات پک رہے ہیں؟ یہ سب منفی خیالات ہیں۔ دنیا میں کوئی کسی کے ساتھ نہیں مرتا۔ دینی اور دنیاوی قانون کسی کو اس طرح جان دینے کی اجازت نہیں دیتے۔''

اس نے روتے ہوئے کہا۔ ''بابا حضرت! میں کیا کروں؟ میرا دل نہیں مان رہا ہے۔ یہ دنیا بالکل ویران سی ہو گئی ہے۔ جب زندہ رہنے کی خوشی نہ ہو۔ کوئی مقصد نہ ہو تو پھر میں جی کر کیا کروں گی؟''

''تمہارے جینے کا ایک بہت بڑا مقصد ہے۔''

''میں جانتی ہوں۔ آپ فرمائیں گے کہ مجھے خیال خوانی کے ذریعے دکھی انسانیت کی خدمت کرنی چاہیے۔''

انہوں نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ''نہیں، دکھی انسانوں کی خدمت دل سے کی جاتی ہے اور جب تک تمہارا دل مائل نہیں ہوگا' تم کیا کرو گی؟ وہی کرو گی جو قدرت کو منظور ہے۔''

''جب آپ فرما رہے ہیں کہ قدرت کو میرا زندہ رہنا منظور ہے تو مجبوراً سانسیں لیتی رہوں گی۔''

''نہیں بیٹی! تم مجبوراً نہیں۔ ہنسی خوشی زندگی گزارو گی۔ کیونکہ فرہاد اپنی موت کے بعد بھی تمہارے لیے زندہ رہے گا۔''

اس نے یک دم سے چونک کر سر اٹھایا پھر خوش ہو کر پوچھا۔ ''یہ آپ.... کیا فرما رہے ہیں؟ میرا فرہاد میرے لیے زندہ رہے گا؟''

انہوں نے ہاں کے انداز میں سر ہلا کر کہا۔ ''لیکن دوسرے روپ میں.... وہ تمہارے ساتھ رہے گا۔''

وہ حیرانی سے بولی۔ ''بابا صاحب! آپ نے مجھے بیٹی بنایا ہے۔ خدا کے لیے ذرا وضاحت سے بیان کریں۔ میں کچھ سمجھ نہیں پا رہی ہوں۔''

انہوں نے آنکھیں بند کیں۔ زیر لب کچھ پڑھا پھر آنکھیں کھول کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تم ماں بننے والی ہو۔''

ثنا نے خوش ہو کر انہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا۔ ''تم ایک نئے فرہاد کو جنم دینے والی ہو۔ اب ایک ماں کے دل سے کہو' کیا مرنا چاہو گی؟''

اس نے جلدی سے انکار میں سر ہلایا۔ ''میں اب زندہ رہوں گی۔ میرا فرہاد ایک نیا جنم لینے والا ہے۔ میں اس کے لیے زندہ رہوں گی۔''

''نئے جنم کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فرہاد ایک بار مرنے کے بعد دوسری بار جنم لے گا پھر تیسری بار جنم لے گا۔ یہ عقیدہ تو ہندوؤں کا ہے۔ اسلام آواگون کے اس نظریے کو رد کرتا ہے۔''

ثنا انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ کہہ رہے تھے۔ ''ہمارا ایمان ہے کہ موت برحق ہے۔ انسان ایک بار ہی مرتا ہے اور پھر قیامت کے دن ہی اٹھایا جاتا ہے۔ ہر انسان کو ایک ہی بار زندگی ملتی ہے۔ بار بار نہیں ملتی۔''

وہ بولی۔ ''لیکن آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ فرہاد...؟''

انہوں نے ہاتھ اٹھا کر آگے کہنے سے روک دیا پھر کہا۔ ''کیا بیٹے اپنے باپ کی پرچھائیں نہیں ہوتے؟ بس جاؤ۔ سوچو اور سمجھو۔ باپ جا رہا ہے۔ بیٹا سہارا بن کر آ رہا ہے۔''

.......میں فرہاد کے پاس ہوں۔ وہ میری نظروں کے سامنے چاروں شانے چت لیٹا ہوا ہے۔ دونوں ہاتھ سینے پر بندھے ہوئے ہیں۔ آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور سامنے دیوار پر لگی ہوئی ہیں۔ پتا نہیں وہ کچھ دیکھ پا رہا ہے یا نہیں؟ اس کی زبان تو بند ہو چکی ہے۔ پتا نہیں دل کی دھڑکن نارمل ہے یا نہیں؟ میں دیکھ نہیں سکتی۔ اسے چھو نہیں سکتی۔ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ اس سے مناسب فاصلہ رکھوں۔

آہ.....! یہ عبرت کا مقام تھا۔ فرہاد جیسا فولاد موت کے سامنے بے بس اور بے یار و مددگار پڑا ہوا تھا۔ اس کی بے بسی موت سے کہہ رہی تھی کہ آؤ اور مجھے لے جاؤ۔

فرہاد نے کبھی اپنی شہزوری پر غرور نہیں کیا۔ جو غرور کرتے ہیں' انہیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ آخری وقت ساری طاقت دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ سارے اختیارات اور وسیع ذرائع خاک ہو جاتے ہیں۔ دوسروں کو چٹکی میں مسلنے والے مغرور موت کی ایک چٹکی میں آ جاتے ہیں۔

ثنا نے میرے اندر آ کر کہا۔ ''مسٹر! میں آئی ہوں۔''

میں نے چونک کر پوچھا۔ ''یہاں کیوں آئی ہو؟ تم سب کو منع کیا گیا ہے کہ خیال خوانی کے ذریعے بھی فرہاد کے پاس نہ آؤ۔''

وہ بولی۔ ''اسی لیے تو میں فرہاد کے اندر نہیں گئی۔ تمہارے پاس آئی ہوں۔''

''تم صدمات اٹھا رہی ہو مگر چالاکی دکھانے سے باز نہیں آ رہی ہو۔ میرے اندر رہ کر فرہاد کو دیکھنا چاہتی ہو۔ جب اعلیٰ حضرت نے یہ کہا ہے کہ کسی کو فرہاد کے پاس نہیں آنا چاہیے تو اس کے دماغ میں جاؤ یا نہ جاؤ۔ کسی دوسرے ذریعے سے بھی اس کے پاس نہیں آنا چاہیے۔''

''میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔''
میں اٹھ کر کھڑی ہوگئی پھر تیزی سے چلتی ہوئی کمرے سے باہر آکر دروازے کو بند کرتے ہوئے بولی۔ ''ہاں، اب بولو۔ وہ ضروری بات کیا ہے؟''
''ابھی اعلیٰ حضرت نے ایک پیش گوئی کی ہے۔ ایک طرح سے خوشخبری سنائی ہے کہ میں ماں بننے والی ہوں۔ لہٰذا مجھے مرنے کی نہیں جینے کی باتیں کرنی چاہئیں۔''
سونیا نے کہا۔ ''اعلیٰ حضرت کبھی اتنی جلدی ایسی نوید نہ دیتے۔ تمہیں صرف زندہ رکھنے کے لیے وقت سے پہلے یہ خوشخبری سنائی ہے۔ میں تمہیں مبارکباد دیتی ہوں۔''
''شکریہ، سسٹر! ایسے وقت تم ہی میرے جذبات کو سمجھ سکتی ہو۔ جب عورت ماں بننے والی ہوتی ہے تو سب سے پہلے اپنے شوہر کو یہ خوشخبری سناتی ہے۔ میں اعلیٰ حضرت کی ہدایت کے خلاف کبھی فرہاد کے دماغ میں نہیں جاؤں گی، لیکن تمہارے اندر رہ کر یہ چاہتی ہوں کہ اسے مخاطب کروں اور یہ خوشخبری سنادوں۔''
''تمہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ اپنی زبان سے اسے یہ خبر سناؤ، لیکن.....''
اس نے پوچھا۔ ''لیکن کیا.....؟''
''تمہیں یہ سن کر دکھ پہنچے گا کہ ان کی زبان بند ہو چکی ہے۔ وہ بول نہیں پاتے۔ ان کے کان سماعت سے محروم ہوگئے ہیں۔ وہ سن بھی نہیں پاتے پھر تم کیا بولوگی اور کیا سناؤ گی؟''
وہ فرہاد کی یہ حالت سنتے ہی رونے لگی۔ اپنے شوہر کے پاس جانے کو دل تڑپ رہا تھا۔ وہ چوری چھپے فرہاد کے اندر جا سکتی تھی لیکن اعلیٰ حضرت نے اسے بیٹی بنایا تھا۔ اسے بہت بڑا اعزاز دیا تھا۔ اس لیے وہ ان کی ہدایت کے خلاف ایسا قدم اٹھانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔
''صبر کرو ثنا! اب یہاں سے جاؤ۔ مجھے بھی فرہاد کے پاس جانا ہے۔''
وہ روتے ہوئے بولی۔ ''یہ حسرت تو دل میں ہی رہ گئی۔ کوئی بات نہیں، میں خیال خوانی کے ذریعے ان سے نہ مل سکی تو کیا ہوا؟ دیوار کے سامنے منہ کر کے بولوں گی۔ میں ماں بننے والی ہوں۔ میں فرہاد کے بیٹے کی ماں بننے والی ہوں۔ ہائے فرہاد! تم اپنی موت کا صدمہ تو دے رہے ہو مگر بہت بڑا انعام بھی دے کر جا رہے ہو.....''
وہ میرے دماغ سے چلی گئی۔ میں تھوڑی دیر تک وہیں کھڑی رہی۔ سوچتی رہی پھر پلٹ کر دروازے کو کھول کر اندر آگئی۔ پندرہ منٹ پہلے جب یہاں سے گئی تھی تو فرہاد کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اب وہ آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔ میرا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔ موت تو اسے آنی ہی تھی لیکن دماغ کو جھٹکا سا لگا۔
میں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی قریب آکر اسے دیکھنے لگی۔ صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ بھاری بھرکم پہاڑ جیسا جسم سانسوں سے خالی ہو چکا ہے۔
تب... اور تب ہی میری ذہانت نے سمجھایا کہ میں اب تک دھوکا کھاتی رہی ہوں۔ خواہ مخواہ دل ہی دل میں فرہاد کی ہونے والی موت کا صدمہ اٹھاتی رہی ہوں۔ وہ نہیں مرے گا۔ کبھی نہیں مرے گا۔
میں نے اس کی کلائی تھام لی۔ نبض دیکھنے لگی... نبض نہیں مل رہی تھی۔ میں نے دل کی جگہ سینے پر ہاتھ رکھا۔ وہاں مستقل خاموشی تھی۔ دل نے دھڑکنا چھوڑ دیا تھا۔ موت واقع ہو چکی تھی۔ یہ دیکھتے ہی یقین ہوتے ہی میں نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ اس وقت اگر کوئی مجھے دیکھ لیتا تو پورے یقین کے ساتھ پاگل کہتا۔
اور میں خوشی سے پاگل ہو رہی تھی۔ میرے سامنے وہ مردہ پڑا ہوا تھا اور بے شک وشبہ مر چکا تھا۔ اس کے باوجود میں پیش گوئی کرتی ہوں کہ میرا فرہاد زندہ ہے۔
فرہاد نے مجھ سے کہا تھا کہ میں داستان کے اس حصے کو ایک چشم دید گواہ کی حیثیت سے بیان کروں گی اور میں فرہاد علی تیمور کی موت کی چشم دید گواہ ہوں۔ یہ میرے سامنے مردہ پڑے ہوئے ہیں۔ ابھی کچھ دیر کے بعد کتنے ہی خیال خوانی کرنے والے فرہاد کے اندر آنا چاہیں گے اور اس بات کی تصدیق کریں گے کہ وہ مردہ ہو چکا ہے۔
قارئین کرام! فرہاد کی موت ایک معمّا بن گئی ہے۔ ڈاکٹر اس کا معائنہ کر کے تصدیق کرے گا اور خیال خوانی کرنے والے بھی یہی کہیں گے، لیکن میں کہتی ہوں کہ فرہاد زندہ ہے۔
آپ.....آپ.....اور آپ سب ذہین ہیں۔ اپنے اپنے طور پر سوچیں اور پوری ذہانت سے سوچیں کہ میں فرہاد کی موت سے کیوں انکار کر رہی ہوں اور کیوں اس کی زندگی کی پیش گوئی کر رہی ہوں؟
آئندہ بہت دور جا کر آپ کو اس بات کا جواب ملنے والا ہے۔

ٹیلی پیتھی کے فسوں کار فرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

سسپنس کا مقبول عام سلسلہ جو تین سو اکسٹھ ماہ سے جاری ہے

فرہاد علی تیمور

دیوتا

”دیوتا کا 31واں برس“

ہماری دنیا میں کئی شاعروں، ادیبوں، دانشوروں، فلسفیوں، ڈاکٹروں، انجینئروں اور سائنس دانوں نے اپنی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے۔ آج بھی غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل افراد گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں سب سے بلند مقام حاصل کررہے ہیں۔

یقینا یہ خبر سسپنس کے قارئین کے لیے عمومی طور پر اور دیوتا کے قارئین کے لیے خصوصی طور پر خوشی کا باعث ہو گی کہ اس غیر معمولی طویل داستان کو تحریر کرنے کے باعث آپ کے محبوب مصنف ”محی الدین نواب“ موجودہ ورلڈ ریکارڈ سے بہت آگے نکل چکے ہیں۔ پچھلے کئی برسوں سے گنیز بک کے ادارے سے خط کتابت کا سلسلہ جاری ہے۔ ان کے ریکارڈ میں جو سب سے طویل کہانی لکھنے والا جاپانی مصنف ہے، اسے محی الدین نواب نے پانچ برس پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ نے اگرچہ دیوتا کو اپنے ریکارڈ میں جگہ نہیں دی تاہم انہوں نے طویل ترین ناول کے سابق ریکارڈ کو حذف کر دیا ہے۔ گویا کچھ مان گئے ہیں اور کچھ ماننا باقی ہے۔ کہا جاتا ہے "خدا جب حسن دیتا ہے، نزاکت آہی جاتی ہے۔“ حسینائیں پہلے ایسے ہی نازوانداز دکھاتی ہیں پھر مان جاتی ہیں۔ ایک دن وہ بھی مان جائیں گے۔ سچائی کبھی چھپتی نہیں ہے۔ پچھلے تیس

برسوں کا یہ مطبوعہ سلسلہ اپنی جگہ ٹھوس ریکارڈ کی صورت میں قائم ھے۔

اس دیوتا نے نہ جانے کیسے اور کتنے دیوانے پیدا کیے انہیں میں سے ایک دیوانہ ایسا ھے جس نے دیوتا کی ابتدا سے دیوتا کی ہر قسط کے صفحات، سطریں حتیٰ کہ الفاظ بھی گن گن کر ایک ریکارڈ کی صورت میں محفوظ رکھا ھے۔ یہی دیوانہ پچھلے کئی برسوں سے گنیز بک کے ادارے سے خط کتابت میں مصروف ھے۔ اسے یقین ھے کہ ایک دن محی الدین نواب کو گنیز بک میں دنیا کی طویل ترین کہانی لکھنے والا تسلیم کر لیا جائے گا۔

جنوری 2007ء میں دیوتا کی مسلسل اشاعت کے تیس برس پورے ھو چکے ھیں۔ ریکارڈ بنانے والے کا کہنا ھے کہ جنوری 2007ء کی قسط کی اشاعت تک اس طولانی داستان کے چودہ ہزار نواسی (14089) صفحات اور 51 (اکیاون) سطور شایع ھو چکی ھیں۔ جن کے الفاظ کی تعداد ایک کروڑ چھ لاکھ ستانوے ہزار ایک سو پچاس (1,06,97,150) اور حروف کی تعداد دو کروڑ انتالیس لاکھ چورانوے ہزار تین سو (2,39,94,300) بنتی ھے۔

صرف ایک مصنف نے صرف ایک کہانی میں اتنے الفاظ، اتنی سطریں اور اتنے صفحات لکھ کر پڑھنے والوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ھے۔ یہ ماہ جنوری 2007ء تک کا ریکارڈ پیش کیا گیا ھے اور ابھی نواب صاحب کا قلم جوان بلکہ نوجوان ھے مزید نجانے کتنے عرصے تک یہ کہانی اپنا جادو چلاتی رھے گی۔ آیندہ جو ھو گا سو ھو گا فی الوقت ھی آپ کے محبوب قلمکار کو بلاشبہ "THE LONGEST STORY WRITER OF THE WORLD" ھونے کا اعزاز حاصل ھو چکا ھے۔

محی الدین نواب کہتے ھیں۔ "کبھی میں کیا تھا......؟ ایک ناکام ٹھوکریں کھانے والا مصور...... کئی کئی وقت بیوی بچوں کے ساتھ فاقے کیا کرتا تھا۔ زندگی کی مسرتیں مجھ سے روٹھی ھوئی تھیں۔ حالات کہتے تھے، دفع ھو جاؤ اس دنیا سے...... ایسے بدترین حالات پر میں نے کس طرح قابو پایا ھے؟ کس طرح تحریری صلاحیتیں منوائی ھیں؟ یہ روداد اپنے قارئین کی طرف سے مجھ پر قرض ھے جسے میں ضرور چکانے کی کوشش کروں گا۔"

قارئین کرام! آپ کا اور ھمارا یہ محبوب رائٹر پچھلے چند برسوں سے بڑھاپے کی کمزوریوں اور بیماریوں سے لڑتا آرھا ھے۔ حالت ایسی ھو جاتی ھے کہ انہیں زندگی کی طرف واپس لانے کے لئے آئی سی یو میں پہنچایا جاتا ھے۔ آیئے......! ھم سب اپنی دعائوں میں انہیں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت دے اور ان کی قلمی توانائیوں کو برقرار رکھے...... آمین! (ادارہ)

آج آپ قسط نمبر 361 کے واقعات ملاحظہ کیجئے

میں سونیا ہوں۔ اپنے فرہاد کی عدم موجودگی میں اس کی داستان کا باقی حصہ بیان کر رہی ہوں۔

ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ایک نہ ایک روز اسے اپنے خالق حقیقی کی طرف لوٹنا ہے.... سو ٹیلی پیتھی کا پہاڑ فرہاد علی تیمور بھی اس عالم فانی سے کوچ کر چکا ہے۔

یہ دنیا کہتی ہے۔ میں نہیں کہتی۔ میں اپنے یقین پر قائم ہوں۔ مجھے اس کی موت کا یقین نہیں ہے اور کیوں نہیں ہے؟ یہ آگے چل کر بتاؤں گی۔ کہا جاتا ہے کہ زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو اور زبان خلق کہنے والی ہے کہ فرہاد ہم میں نہیں رہا۔ ہی از نومور.......

فرہاد کے اپنے، خون کے رشتے، اپنے تمام سگے، یہ یقین کر چکے ہیں۔ خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ کو تلاش کر چکے ہیں اور یہ یقین سے کہہ چکے ہیں کہ اس کا دماغ گم ہو چکا ہے۔ سوچ کی لہریں کبھی کسی مردہ دماغ تک نہیں پہنچتیں۔ اس لیے وہ نہیں پہنچ پا رہے ہیں اور اس کی موت کا پوری طرح یقین کر رہے ہیں۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ ایک بار ثنا تبریزی (لومی) نے فرہاد کو اسی طرح زبردست دھوکا دیا تھا۔ ایک طویل عرصے تک وہ اپنی موت کا ڈراما پلے کرتی رہی تھی اور فرہاد جیسا شاطر بھی دھوکا کھاتا رہا تھا۔ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی یقین کر چکے تھے کہ وہ مر چکی ہے۔ جبکہ اس نے خود پر تنویمی عمل کرایا تھا۔ اس عمل کے ذریعے اپنی آواز اور لب و لہجے کو ختم کر دیا تھا۔ اپنی پوری شخصیت کو مٹا دیا تھا۔ اس طرح سب ہی نے اس کی موت کا یقین کر لیا تھا۔

ایسا ہی فرہاد کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی آواز اور لہجے کو گم کر دیا گیا ہو۔ اس کی شخصیت مٹا دی گئی ہو۔ اس کا ...اس دنیا میں ہو لیکن وہ نادیدہ ہو۔ نظر نہ آ رہا ہو۔

میں نے کہا ناں کہ مجھے یقین نہیں ہے۔ سارے ٹیلی ...ی جاننے والوں کو یقین ہو چکا ہے۔ آپ آگے معلوم کرتے ...۔ ابھی ساری دنیا، تمام دوست اور تمام دشمن مختلف ٹھوس ...ے یقین کرنے والے ہیں۔

بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے فرہاد علی تیمور کی ... کا اعلان ہو رہا تھا۔ دنیا کی تمام چھوٹی بڑی حکومتوں کے ...ین تک یہ خبر پہنچائی جا رہی تھی۔ کوئی اتنی جلدی اتنی آسانی ... اس خبر پر یقین کرنے والا نہیں تھا۔ سب ہی اپنے اپنے ...ر تصدیق کرنے والے تھے۔ برین ماسٹر بھی چونک گیا تھا۔ ... ہو گیا تھا لیکن پہلے تصدیق کرنا چاہتا تھا۔

...دچ ڈاکٹر مہاراج گندھراج منتر جوگی کو فرہاد کی موت کا ...یقین تھا۔ اسے پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا کہ شیوانی کی موت ...دوسرے دن اس کی موت ہونے والی ہے۔ وہ خوش تھا، اس ... کا منتظر تھا کہ جیسے ہی فرہاد کی روح اس کے جسم سے نکلے گی؛ ...وہ فوراً ہی اسے اپنی گرفت میں لے لے گا اور ہمیشہ کے لیے ... اپنا غلام بنا کر رکھے گا۔

اس نے اس مقصد کے لیے اپنے ایک قد آور اور صحت ...مند چیلے شنکر نارائن کو فرہاد کی طرف روانہ کیا تھا۔ اسے ہدایت کی ...تھی کہ وہ سوئٹزر لینڈ میں اس کے قریب رہے پھر اپنے ٹیلی ...پیتھی جاننے والے کو بھی ہدایت کی تھی کہ جب فرہاد کا آخری ...وقت قریب ہو گا اس وقت وہ شنکر نارائن کے دماغ میں جائے گا ...اس کے ذریعے فرہاد کی نگرانی کرے گا۔ آخری وقت میں ...فرہاد کا دماغ کمزور رہے گا۔ لہٰذا وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اس ...کے اندر آسانی سے پہنچ سکے گا۔

اس نے فرہاد کی روح کو غلام بنانے کی زبردست پلاننگ ...کی تھی لیکن جلد ہی پتا چلا کہ اس کا چیلا شنکر نارائن سوئٹزر لینڈ ...پہنچنے کے بعد کہیں گم ہو گیا ہے۔ اس سے فون کے ذریعے بھی ...رابطہ نہیں ہو رہا تھا پھر اس نے اپنے علم کے ذریعے اس کا سراغ ...لگایا تو پتا چلا کہ وہ مر چکا ہے۔

منتر جوگی کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ یہ سمجھ ...میں آ گیا کہ فرہاد تک پہنچنا آسان نہیں ہو گا۔ اس کی روح کو ...غلام بنانے میں بڑی دشواری پیش آئے گی۔

اس نے پہلے شیوانی تک پہنچنے کے لیے آتما شکتی کا جو عمل ...کیا تھا۔ وہی عمل اس نے فرہاد تک پہنچنے کے لیے بھی کیا۔ اس ...طرح اس نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو فرہاد کے اندر ...پہنچایا مگر وہ عارضی کامیابی ثابت ہوئی۔ موت سے بہت پہلے ہی اس کا ذہن بے حس ہو گیا تھا۔ سوچ کی کسی لہر کو قبول نہیں کر رہا تھا۔ اس کا ٹیلی پیتھی جاننے والا ناکام رہا تھا۔ اب وہ اپنی ایک غلام آتما کے ذریعے کامیابی حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن فرہاد کے معاملے میں بھی وہی ہوا جو شیوانی کے ساتھ ہوتا رہا تھا۔ اس کی روح جسم چھوڑ کر باہر نکلی تو وہ اسے اپنی گرفت میں نہ لے سکا۔ شیوانی کی آتما کی طرح فرہاد کی آتما بھی اس کی پہنچ سے دور عالم ارواح کی طرف چلی گئی۔ اس طرح وہ فرہاد کی موت کا ایک اور چشم دید گواہ بن گیا تھا۔

میں اس داستان کے ایک ایک اہم فرد کے ذریعے یہ بیان کر رہی ہوں کہ فرہاد واقعی ہمیشہ کے لیے اس دنیا سے رخصت ہو گیا ہے یا نہیں؟ اعلیٰ حضرت نے یہ بھی اعلان کیا کہ فرہاد کی میت بابا صاحب کے ادارے میں لائی جائے گی اور وہیں اس کی تدفین ہو گی۔ اس ادارے میں صرف ان ہستیوں کو موت کے بعد بھی جگہ ملتی تھی جو محترم ہوتی تھیں۔

فرہاد نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیے تھے۔ وہ دکھی انسانیت کی مسیحائی کے لیے ہمیشہ پیش پیش رہا کرتا تھا۔ اس نے اپنی خدمات کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کا نام روشن کیا تھا۔ اعلیٰ حضرت کے اعلان نے یہ ثابت کر دیا کہ بے شک و شبہ فرہاد کی موت ہو چکی ہے اور اب بابا صاحب کے ادارے میں اس کی آخری آرام گاہ بنا کر اسے بہت بڑا اعزاز دیا جا رہا ہے۔

اس کی میت سوئٹزر لینڈ سے لائی جانے والی تھی لیکن اس سے پہلے ہی دنیا کے تمام چھوٹے بڑے ممالک کے اکابرین نے سوئٹزر لینڈ کے حکمرانوں سے تعاون کی درخواست کی اور کہا کہ پہلے فرہاد کی موت کی تصدیق کی جائے اس کے بعد اس کی میت کو وہاں سے لے جانے دیا جائے۔

تمام ممالک کے اکابرین نے بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ کیا پھر اعلیٰ حضرت سے کہا "فرہاد کی میت کو سوئٹزر لینڈ میں روک لیا گیا ہے۔ پہلے ہم اچھی طرح تصدیق کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مرنے والا فرہاد ہے یا نہیں.....؟"

ایک امریکی حاکم نے کہا۔ "اب سے پہلے بھی کئی بار فرہاد کی موت کی خبر پھیلائی گئی۔ یہ یقین دلایا گیا کہ وہ مر چکا ہے۔ لیکن کچھ عرصے بعد وہ زندہ ہو کر پھر ہماری دنیا میں چلا آیا۔"

فرانس کے ایک حاکم نے کہا۔ "اب ہم دھوکا نہیں کھانا چاہتے۔ اس دنیا کے مشہور اور تجربہ کار ڈاکٹرز وہاں موجود ہیں۔ ابھی وہ اپنی رپورٹ پیش کرنے والے ہیں۔"

اعلیٰ حضرت نے کہا۔ "بے شک، آپ لوگوں کو حق ہے کہ اس کی موت کی تصدیق کریں لیکن اس کام میں دیر نہ کی

جائے۔ جتنی جلدی ممکن ہو اس کی میت کو ہمارے ادارے میں پہنچایا جائے۔''

برین ماسٹر خیال خوانی کے ذریعے وہاں موجود تھا۔ ساری باتیں سن رہا تھا اور ان ڈاکٹرز کے اندر بھی جا رہا تھا جو فرہاد کی موت کی تصدیق کر رہے تھے۔

وہاں علم الاجسام کے بھی ماہر تھے۔ وہ فرہاد کی کھال کا' گوشت کا اور خون کا معائنہ کر رہے تھے اور فرہاد کے ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اس ریکارڈ کے مطابق یہ فرہاد علی تیمور ہی ہے۔

پھر اس کی لاش کی انگلیوں کے نشانات لیے گئے۔ فنگر پرنٹ کے ماہرین معائنہ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ بے شک، یہ فرہاد علی تیمور ہی ہے۔ علم الاجسام کے ماہر اس کی ایک ایک انگلی کا معائنہ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ان پر مصنوعی جھلیاں نہیں چڑھی ہوئی ہیں۔

ہر طرح سے تصدیق ہو رہی تھی۔ اس کے باوجود بڑے بڑے ممالک کے اکابرین مطمئن نہیں تھے۔ ان کے اطمینان کے لیے اس لاش کی انگلیوں کی کھال اتاری جانے لگی۔ یہ خیال تھا کہ اس کھال کے نیچے اصل کھال چھپی ہوگی لیکن ایسا کچھ نہیں تھا۔ ان پر جھلیاں چڑھی ہوئی نہیں تھیں۔ ان کے نیچے کوئی دوسری کھال نہیں تھی۔ صرف گوشت ہی گوشت تھا۔ اس کے بعد شبہ کی ایک ذرا سی گنجائش نہیں رہی تھی۔

اچھی طرح یقین ہونے کے باوجود لاش کو ابھی وہیں روکا گیا تھا۔ تمام ممالک کے اکابرین کا اہم اجلاس ہو رہا تھا۔ وہ سب ایک فیصلے پر متفق ہونے کے بعد ہی اس کی لاش کو ادارے کے حوالے کرنے والے تھے۔

ایسے وقت اس کی میت آرمی اسپتال کے ایک مردہ خانے میں رکھی ہوئی تھی۔ برین ماسٹر مارے خوشی کے پاگل سا ہو رہا تھا۔ اس کی مجرمانہ زندگی میں صرف فرہاد ہی ایسا دشمن تھا جو اس کے گہرے رازوں تک پہنچ جاتا تھا۔ ایسے وقت اس کی موت نے کلیجے میں ٹھنڈ پہنچائی تھی۔ یہ یقین ہو گیا تھا کہ اب کوئی ایسا زبردست اس کے مقابلے پر نہیں آسکے گا۔

آوڈی مین اس کے حکم کے مطابق پیرس پہنچ گیا تھا اور بابا صاحب کے ادارے کے قریب ہی ایک علاقے میں رہنے لگا تھا۔ یہ تو سب ہی جانتے تھے کہ اس کی آخری رسومات ادا کرنے کے لیے اس کے تمام بچے بابا صاحب کے ادارے میں آرہے ہیں۔ آوڈی مین قریب رہ کر میرے ایک ایک بیٹے' بیٹی اور بہو وغیرہ کی آوازیں سن سکتا تھا اور برین ماسٹر کو ان کے اندر پہنچا سکتا تھا۔

ماسٹر کا خیال تھا کہ وہ میرے بچوں میں سے دو چار کو ضرور ٹریپ کرے گا۔ انہیں اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے ان کے اندر رہ کر فرہاد کی موت کی اور زیادہ تصدیق کرے گا۔ انہیں اپنا تابعدار بنا کر میری اور ثنا تبریزی کی کمزوریوں سے کھیل سکے گا۔ فرہاد کے بعد اسے ہم دونوں سے خطرہ تھا۔ اس سے پہلے کہ ہم سر اٹھاتے اور اسے کوئی نقصان پہنچاتے۔ وہ ہمیں بھی کچل دینا چاہتا تھا۔

لیکن اس سلسلے میں برین ماسٹر کو ناکامی ہو رہی تھی۔ میرے تمام بچے اپنی آواز اور لب و لہجے تبدیل کر چکے تھے۔ آوڈی مین نے ہماری جتنی بھی ریکارڈ کی ہوئی آوازیں سنی تھیں' وہ آوازیں اسے کہیں بھی سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا' جیسے ہمارا کوئی بھی بچہ آخری رسوم ادا کرنے کے لیے ادارے کی طرف نہیں آرہا ہے۔

آوڈی مین نے بابا صاحب کے ادارے میں جانے والے ایک شخص کی آواز سنی تھی لیکن وہ شخص بولتا ہوا جب ادارے میں داخل ہوا تو اس کی آواز بھی گم ہو گئی۔ جس طرح مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی سوچ کی لہریں بابا صاحب کے ادارے کے اندر پہنچ نہیں پاتی تھیں۔ اسی طرح آوڈی مین اپنی قوت سماعت کے ذریعے اس ادارے کے اندر پہنچنے میں ناکام رہا تھا۔

اس نے ماسٹر سے کہا۔ ''آپ میری غیر معمولی قوت سماعت سے کام نہیں لے سکیں گے۔ مجھے فرہاد کے کسی بیٹے یا بیٹی کی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے۔ میں نے آزمائش کے طور پر ایک آدمی کی آواز سنی۔ وہ ادارے کے اندر جا رہا تھا لیکن جب وہ بولتا ہوا ادارے کے اندر پہنچا تو اس کی آواز بھی گم ہو گئی۔ اس طرح میری سمجھ میں آرہا ہے کہ فرہاد کی بیٹی اور بیٹے وغیرہ مجھ سے پہلے ہی یہاں آچکے تھے اور اب وہ سب ادارے میں ہیں۔ میری قوت سماعت وہاں تک پہنچ نہیں پا رہی ہے۔''

اس نے کہا۔ ''یہ تو میں نے سنا تھا کہ ہماری سوچ کی لہریں بابا صاحب کے ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں۔ اب یہ نئی بات معلوم ہوئی کہ تم بھی قوت سماعت کے ذریعے وہاں پہنچ نہیں پا رہے ہو۔ وہ ادارہ کوئی جادو نگری ہے۔ میں روحانیت کو نہیں مانتا۔ وہاں کے جو بڑے عہدیدار ہیں' وہ یقیناً پُراسرار علوم کے ماہر ہیں۔ محض عزت اور نیک نامی حاصل کرنے کے لیے ایک بزرگ کی آڑ لیتے رہتے ہیں۔''

اس نے فون کے ذریعے منتر جوگی سے رابطہ کیا۔ ''یو وچ ڈاکٹر! یورپ کے بڑے بڑے ڈاکٹرز تمہاری آتما شکتی کو مانتے ہیں لیکن میں نہیں مانتا۔ تم بابا صاحب کے جادوگروں کے

میں شکست کھا چکے ہو۔''

وہ بولا۔ ''بابا صاحب کے ادارے میں کوئی جادوگر نہیں وہ لوگ روحانی علوم میں مہارت رکھتے ہیں۔''

''کالا علم ہو یا روحانی علم.... تم نے مجھے بہت مایوس کیا تم ایک بچے کو حاصل کرنے میں ناکام رہے ہو۔ میں تم پر تمہاری آتما شکتی پر تھوکتا ہوں۔''

''آج تک کسی نے اتنی بڑی بات کرنے کی جرأت نہیں تم خود کو سمجھتے کیا ہو؟ میں تمہارے پیچھے پڑ جاؤں گا تو تم جلد میرے قدموں میں آکر سر رکھو گے اور ہمیشہ کے لیے غلام بن جاؤ گے۔''

''یہ تو میں جانتا تھا کہ تم کسی بھی دن میرے خلاف کچھ کر ہو۔ جب تم نے بتایا کہ میرا ایک پتلا بنا کر میرے بارے معلوم کرتے رہتے ہو کہ میں کہاں رہتا ہوں؟ کیا کرتا تو آئندہ بھی تم میرے خلاف بہت کچھ کر سکتے ہو۔''

''میں تو تمہیں ایسا تگنی کا ناچ نچاؤں گا' جس کے بارے تم سوچ بھی نہیں سکتے۔''

ماسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''میں تمہیں اس کا موقع دوں گا۔ جب ہی تم ایسا کر سکو گے۔''

وہ حقارت سے بولا۔ ''اونہہ.... تم مجھے دھمکی دے رہے ہو؟''

''میں دھمکی نہیں دیتا۔ فوراً ہی دھماکا کر دیتا ہوں۔ یہ دیکھو کیا ہونے والا ہے؟''

چند سیکنڈ تک فون پر خاموشی رہی پھر اچانک ہی ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا۔ دو گن مین اندر آگئے۔ انہیں دیکھ کر منتر جوگی ایک دم سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ''کون ہو تم لوگ....؟''

ایک کے منہ سے برین ماسٹر کی آواز سنائی دی۔ ''یہ تمہاری موت ہیں۔ میں نے بہت پہلے سے تمہارا انتظام کر رکھا تھا۔''

وہ فون بند کر کے اپنے اس آلہ کار کے اندر پہنچ گیا تھا' جس نے منتر جوگی کو گن پوائنٹ پر رکھا ہوا تھا۔ ایسے وقت منتر جوگی زیرِ لب کچھ پڑھ رہا تھا۔ اس گن مین نے ماسٹر کی مرضی کے مطابق ایک فائر کیا۔ گولی اس کی ٹانگ میں لگی۔ وہ اچھل کر فرش پر گر پڑا۔ ماسٹر نے اس کے ذریعے کہا۔ ''مجھے نادان نہ سمجھو۔ میں تمہیں منتر پڑھنے کا موقع نہیں دوں گا۔''

وہ سہم کر گن کی طرف دیکھ کر فرش پر پیچھے کی طرف کھسکتے ہوئے بولا۔ ''دیکھو! گولی نہ چلانا۔ میں نے تم سے ایک بہت اہم بات چھپائی ہوئی ہے۔ مجھے مارنے کے بعد تم بہت بری طرح پچھتاؤ گے۔''

برین ماسٹر نے طنزیہ انداز سے پوچھا۔ ''اچھا؟ وہ اہم

قارئین متوجہ ہوں

قرآن حکیم کی مقدس آیات و احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر آیات اور احادیث درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں

بات کیا ہے؟ ذرا معلوم تو ہو کہ میں تمہارے مرنے کے بعد کیوں پچھتاؤں گا؟''

اس کی ٹانگ میں بہت تکلیف ہو رہی تھی۔ اس کے باوجود وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ ''تم فرہاد کو اپنے قدموں میں جھکانا چاہتے تھے۔ اسے مار ڈالنا چاہتے تھے۔ اب تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا وہ مر چکا ہے؟''

پھر اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔ ''مجھے تمہاری حماقت پر ہنسی آرہی ہے۔ جیّ! اپنے آدمیوں سے کہو کہ میرے زخم کی مرہم پٹی کریں۔ مجھے زندہ رکھیں۔ ورنہ میرے مرنے کے بعد جو ہوگا اس کے بارے میں تم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے۔''

ماسٹر سوچ میں پڑ گیا تھا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ کوئی گہری بات ہے۔ شاید فرہاد زندہ ہے۔ دنیا والوں کے لیے مر چکا ہے۔

ڈاکٹرز اور ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے ماہرین اس کا معائنہ کر رہے ہیں لیکن یہ آتما شکتی جاننے والا تو آتماؤں کا کھلاڑی ہے۔ پتا نہیں اس نے کیا کیا ہے اور آئندہ بھی کیا کرنے والا ہے؟

اس نے پوچھا۔ ''تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ کیا فرہاد مرا نہیں ہے؟ زندہ ہے؟''

وہ بڑے فخر سے بولا۔ ''فرہاد جسمانی طور پر مر چکا ہے۔ لیکن اس کی آتما میرے قبضے میں ہے۔ ابھی وہ کالے عمل کے ایک مرحلے سے گزر رہی ہے۔ میں مر جاؤں گا تب بھی وہ ایک جسم کے اندر ضرور پہنچے گی۔''

''میں کیسے یقین کروں کہ تم سچ بول رہے ہو؟ مجھے دھوکا نہیں دے رہے ہو؟''

''تم یقین کرو یا نہ کرو۔ اس وقت بھی وہ آتما مجھے اس حالت میں دیکھ رہی ہے لیکن ابھی مجبور ہے۔ جب تک وہ ایک خاص مرحلے سے گزر کر کسی جسم میں نہیں پہنچے گی۔ اس وقت تک تمہارے خلاف کچھ نہیں کر سکے گی۔''

اس نے پوچھا۔ ''اور وہ آتما کب تک اس جسم میں پہنچے گی؟''

''آج رات ٹھیک بارہ بجے.... تم شاید ابھی مجھے مار ڈالو

گے۔ میں اس وقت تک زندہ نہ بھی رہا تو وہ غلام آتما میرا یہ حال دیکھ چکی ہے۔ اس لیے تم سے بہت بری طرح انتقام لے گی۔"

"کس طرح انتقام لے گی؟ وہ تو تمہاری طرح کالا جادو نہیں جانتی ہے؟ فرہاد کی طرح صرف ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ تم نے اسے میرا موجودہ پتا ٹھکانا بتایا ہوگا؟ میں ابھی یہاں سے چلا جاؤں گا۔ میری دوسری خفیہ پناہ گاہ کا پتا تمہیں معلوم نہیں ہے۔ اور میں معلوم کرنے کا موقع بھی نہیں دوں گا پھر فرہاد کی وہ غلام آتما کسی بھی جسم میں پہنچ کر میرا کیا بگاڑ لے گی؟ مجھے ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہی تلاش کرتی پھرے گی۔"

پھر وہ حقارت سے بولا۔ "تم مرنے سے پہلے میری موت کا سامان کر کے جا رہے ہو لیکن وہ غلام آتما کبھی میرے نئے پتے تک نہیں پہنچ سکے گی۔ آج نہیں تو کل کسی نہ کسی دن یہ معلوم کرلوں گا کہ وہ غلام آتما کس جسم میں ہے؟ پھر میں اس جسم والے کو ہلاک کر دوں گا۔ اس کے بعد اس آتما کو قابو میں کرنے کے لیے تم زندہ نہیں رہو گے۔ وہ تنہا بھٹکتی رہے گی۔ کسی دوسرے جسم میں جانے کے قابل بھی نہیں رہے گی۔ اب بتاؤ اس کے بعد وہ مجھے کس طرح نقصان پہنچائے گی؟"

منتر جوگی سہمی ہوئی نظروں سے اس آلہ کار کی گن کو دیکھنے لگا پھر بولا۔ "دیکھو ماسٹر! تم خطرے کو نہیں سمجھ رہے ہو۔ جس فرہاد علی تیمور کو مٹا دینا چاہتے تھے۔ وہ دنیا کی نظروں میں تو مٹ چکا ہے لیکن اصل میں زندہ ہے۔ وہ تمہارے پیچھے پڑا رہے گا۔ کیا تم چاہو گے کہ وہ دشمن تمہارے لیے پھر سے مصیبت بنے؟ کیا تمہاری عقل یہ نہیں سمجھا رہی ہے کہ مجھ سے سمجھوتا کرو گے تو فائدے میں رہو گے؟"

"فائدے میں نہیں رہوں گا۔ تمہارے دباؤ میں رہوں گا۔ وہ فرہاد جو زندہ ہو کر گم ہو گیا ہے۔ اپنی صورت شکل بدل چکا ہے۔ اسے تم کالے عمل کے ذریعے میری شہ رگ تک پہنچا دو گے۔ اپنے پُراسرار علم سے یہ معلوم کرو گے کہ میں کس پناہ گاہ میں ہوں؟ نہیں..... فرہاد کسی بھی نئے روپ میں آئے گا تو میں اس سے نمٹ لوں گا لیکن تم سے نمٹنا مشکل ہوگا۔ تم میرے لیے زیادہ سے زیادہ خطرہ بنتے جاؤ گے۔ لہٰذا ابھی جہنم میں پہنچ جاؤ تو میرے لیے بہتر ہوگا۔"

یہ کہتے ہی اس نے آلہ کار کے ذریعے گولی چلائی۔ ایک نہیں، دو نہیں، لگاتار اتنی گولیاں چلائیں کہ اس کے جسم کو چھلنی کر دیا۔ یہ یقین کرلیا کہ وہ کالا عمل کرنے والا پھر کسی طور زندہ نہیں ہو سکے گا اور نہ ہی فرہاد کی غلام آتما کو اپنے قابو میں کر کے اسے نقصان پہنچا سکے گا۔

منتر جوگی نے مرنے سے پہلے جھوٹ کہا تھا کہ اس نے فرہاد کی روح کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔ وہ اپنی جان بچانے کے لیے ایسا کہہ رہا تھا مگر جان نہ بچا سکا۔ ویسے برین ماسٹر کو ایک عذاب میں مبتلا کر گیا۔ ساری دنیا یہ سمجھ رہی تھی کہ فرہاد مر چکا ہے۔ لیکن وچ ڈاکٹر اس مرنے والے کو برین ماسٹر کے دماغ میں زندہ کر گیا تھا اور اب وہ ہمیشہ اس کے ذہن میں چبھتے رہنے والا تھا۔

آیندہ بھی وہ یہ معلوم کرنے کے لیے پریشان رہتا کہ فرہاد کی آتما کس جسم میں سمائی ہوئی ہے؟ وہ اب کس روپ، کس حلیے میں رہ کر پہلے کی طرح ٹیلی پیتھی کے ذریعے نقصان پہنچاتا رہے گا؟ کیا کبھی اچانک ایک اجنبی کی طرح اس کے قریب آ کر ایک دم سے اس کی موت بن جائے گا؟

پہلے تو یہ معلوم کر کے اطمینان ہوا تھا کہ فرہاد مر چکا ہے۔ آیندہ وہ کسی مخالفت کے بغیر اپنے اہم معاملات نمٹائے گا۔ خاص طور پر تین امریکی کوما میں رہنے والوں کو بڑے آرام سے اپنا غلام بنائے گا مگر اب پتا چلا کہ آج رات بارہ بجے کے بعد فرہاد کسی بھی نئے جسم میں سما کر اس قابل ہو جائے گا کہ وہ اس دنیا میں نئے سرے سے بھرپور زندگی گزارے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لیتا رہے۔

برین ماسٹر نے زیادہ سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا غلام بنائے رکھنے کے لیے ہی ان تین امریکیوں کو ٹریپ کیا تھا اور ناکامی کے باوجود پھر سے کامیاب ہونے والا تھا۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان تین کوما میں رہنے والوں کو وہاں سے نکال لیا تھا اور واشنگٹن کے مختلف علاقوں میں الگ الگ بنگلوں میں بڑی سخت سکیورٹی کے ساتھ رکھا تھا۔ اس کے باوجود ماسٹر بڑی رازداری سے ان تینوں کے اندر پہنچ کر کسی بھی وقت انہیں اپنا تابعدار بنا کر وہاں سے نکال سکتا تھا اور اپنا قیدی بنا کر کہیں چھپا کر رکھ سکتا تھا۔

دوسرا اہم کام یہ تھا کہ بابر کو پھر سے اپنا تابعدار بنانا تھا۔ اس کے دماغ کو اس طرح لاک کرنا تھا کہ آیندہ کبھی ثنا اس کے اندر پہنچ نہ پائے۔

منتر جوگی نے آدھی رات والی دھمکی دی تھی اور وہاں کے وقت کے مطابق آدھی رات ہونے کے لیے ابھی پندرہ گھنٹے باقی تھے۔ اتنے وقت میں ماسٹر بہت کچھ کر سکتا تھا۔ یہ جانتا تھا کہ ثنا اس وقت ماتم کر رہی ہے۔ کئی گھنٹے تک خیال خوانی نہیں کرے گی۔ اسی کا سوگ مناتی رہے گی۔

وہ فوراً ہی بابر کے اندر پہنچا۔ اس وقت بابر سوئٹزرلینڈ میں ان ڈاکٹرز کے اور امریکی اکابرین کے اندر جا رہا تھا اور تصدیق کر رہا تھا کہ فرہاد واقعی مر چکا ہے۔ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ ابھی

[ثنا] سے فون کے ذریعے رابطہ کرے گا اور فرہاد کی موت کی [خ]بری سنائے گا۔

برین ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔ "میں تم سے زیادہ [معلو]مات رکھتا ہوں۔ تم کتے ہو، کمینے ہو، ایک عرصے سے ثنا کے [آلۂ کا]ر بن کر رہے اور یہ بات مجھ سے چھپاتے رہے۔"

اس نے ایک دم سے گھبرا کر کہا۔ "ماسٹر! آپ یقین [کر]یں میں نہیں جانتا تھا کہ اس نے مجھے اپنا تابعدار بنا رکھا [ہے] یہ بہت بعد میں معلوم ہوا تھا۔"

"اور جب معلوم ہوا تب بھی یہ بات مجھ سے چھپانا [چا]ہتے تھے۔ تم نے ثنا سے کہا تھا کہ وہ تمہارے دماغ کو ایسے [لا]ک کرے کہ ماسٹر بھی تمہاری اصلیت معلوم نہ کر سکے۔ جب [ہی]لی کاپٹر میں تم ثنا سے باتیں کر رہے تھے۔ اس وقت میں تمہارے اندر موجود تھا۔ تمہاری کمینگی کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔"

وہ عاجزی سے بولا۔ "پلیز، آپ مجھے غلط نہ سمجھیں۔ میں [آپ] سے بے حد خوفزدہ تھا۔ یہ جانتا تھا کہ حقیقت معلوم ہوتے [ہی] آپ مجھے سخت سزا دیں گے۔ کیونکہ میری وجہ سے ثنا نے [آپ] کے بہت سے گہرے راز معلوم کر لیے تھے اور کتنے ہی [اہم] معاملات سے واقف ہو گئی تھی اور اس نے یہ سب کچھ فرہاد کو بتا دیا تھا۔"

وہ غصے سے بولا۔ "ذلیل! کمینے! تمہاری ہی وجہ سے میں بے نقاب ہوا۔ یہ ساری دنیا کے حکمرانوں کو معلوم ہو جائے گا کہ میں ان کے اندر اپنے ڈپلیکیس پہنچاتا رہتا ہوں اور ان کے رازوں سے واقف ہوتا رہتا ہوں۔ تم نے میرا کھیل بگاڑ دیا ہے۔ تم سزائے موت کے مستحق ہو۔"

وہ گڑگڑاتے ہوئے بولا۔ "نہیں ماسٹر! مجھ پر رحم کرو۔ مجھے مارنے سے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اس سے بہتر ہے مجھے پھر سے اپنا تابعدار بنا لو۔ اس طرح میرے دماغ کو لاک کرو کہ ثنا پھر کبھی میرے سائے تک بھی نہ پہنچ سکے۔"

"ہوں... دانشمندی تو یہی ہے کہ میں تمہارے جیسے قابل [ٹیلی] پیتھی جاننے والے کو ضائع نہ کروں۔ بلکہ اپنا بدترین غلام بنا کر رکھوں۔ چلو اب دیر نہ کرو۔ بیڈ پر جا کر لیٹو۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ ماسٹر کو پورا یقین تھا کہ اس وقت [ثن]ا فرہاد کی موت کا سوگ منا رہی ہوگی۔ دوسرے ٹیلی پیتھی [جا]ننے والے بھی عارضی طور پر خیال خوانی نہیں کر رہے ہوں گے۔ ان سب نے اپنے اہم معاملات کو عارضی طور پر ملتوی کر [دی]ا ہوگا۔

اور واقعی اس کے کسی بھی معاملے میں مداخلت کرنے کے لیے کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود نہیں تھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے بابر کو پھر سے اپنا تابعدار بنا لیا۔ اس کے دماغ کو نئے لب و لہجے کے ذریعے لاک کر دیا۔

پھر اس نے ان تین کوما میں رہنے والوں پر توجہ دی۔ وہ سب بہت پہلے ہی کوما سے نکل آئے تھے۔ ان کے اپنے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے انہیں اپنا تابعدار بنا لیا تھا۔ ان کے دماغوں کو لاک کر دیا تھا۔ تاکہ کوئی بھی دشمن ان کے اندر پہنچ نہ سکے۔ جبکہ ایسا کرتے وقت برین ماسٹر، الپا اور کرونا وغیرہ وہاں موجود تھے۔ ان میں سے کوئی بھی کسی وقت بھی ان تینوں کے اندر پہنچ سکتا تھا۔ فی الحال تو ماسٹر ہی پہنچا ہوا تھا۔

وہ ان تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کرنا چاہتا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام وائز مین تھا۔ دوسرے کا نام ٹف گاگی اور تیسرے کا نام کرسن واسکوڈی تھا۔ اس نے ان تینوں کے اندر پہنچ کر یہ اطمینان حاصل کیا کہ کوئی بھی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا اپنے ان تین ساتھیوں کے اندر موجود نہیں ہے تب اس نے سب سے پہلے وائز مین کو اپنا تابعدار بنایا۔ اس کے دماغ کو ایک مخصوص لب و لہجے کے ذریعے لاک کیا پھر دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ٹف گاگی کے پاس پہنچ گیا۔ اسی طرح وہ اطمینان حاصل کرتا رہا اور بڑے آرام سے ان سب کو اپنا تابعدار بناتا رہا۔

وہ بابر کے معاملے میں خوش نصیب تھا۔ اس پر عمل کرتے

بذریعہ ڈاک

خواتین و حضرات گھر بیٹھے داخلہ لیں

انگلش لینگویج کورس | ائیر ہوسٹس | ہوم اکنامکس | بیوٹی پارلر کورس
ریفریجریشن ائیر کنڈیشننگ | ائیر ٹکٹنگ | بوتیک فیشن | آٹو سروسنگ
ریڈیو ٹی وی وی سی آر مکینک | الیکٹریشن | ڈرافٹس مین | ڈرائنگ پینٹنگ
اسکول ٹیچنگ میتھڈ | صحافت | فوٹو گرافی | انٹیریئر ڈیکوریشن
ایسوسی ایٹ ایکوپنکچر | شمسی تعاملاتی | مہر سازی | سلمنگ بیوٹی | حکمت | اردو ادب
موٹر سائیکل مرمت | لائبریرین | کمپیوٹر | کوکنگ بیکنگ | لیڈیز ٹیلرنگ
ایگریکلچر سپر وائزر (ہیومن ہیلتھ) | میڈیکل ایڈ | آرٹ پینٹنگ | ڈینٹل ٹیکنیشن
پولٹری ڈیری فارمنگ | نیوز رپورٹر | فلاور میکنگ | پبلک ریلیشن آفیسر

یہ تمام کورسز اردو میں سینکڑوں تصاویر یا ڈایاگرام کے ساتھ پرنٹڈ کتب کی صورت میں بذریعہ ڈاک ... کرائے جاتے ہیں۔ کورس کے دوران اور سند لینے کے بعد بھی مکمل رہنمائی ... ایک وقت میں ایک کورس میں داخلہ دیا جاتا ہے۔ جوابی لفافے کے ساتھ خط لکھیں۔

اسلام آباد اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر 1237
جی پی او، اسلام آباد

وقت وہاں کوئی موجود نہیں تھا لیکن جب وہ ان تینوں کو اپنا تابعدار بنا رہا تھا تب فرمان اور ٹونی جے وہاں موجود تھے۔

کرونا نے ان دونوں سے کہا تھا۔ ''پاپا کی موت کا صدمہ کسی سے برداشت نہیں ہو رہا ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔ پتا نہیں ہم کب تک سوگ مناتے رہیں گے؟ ایسے وقت تم دونوں کو دشمنوں پر نظر رکھنی چاہیے۔''

یہ کہہ کر کرونا نے ٹونی جے اور فرمان کو ان تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر پہنچا دیا تھا۔ وہ دونوں جانتے تھے کہ برین ماسٹر موقع سے فائدہ اٹھائے گا۔ ان تینوں کو ٹریپ کرنے آئے گا.... اور وہ ایسا ہی کر رہا تھا۔

فرہاد کی میت بڑی تاخیر سے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچنے والی تھی۔ وہ سوئٹزرلینڈ کے ایک مردہ خانے میں رکھی ہوئی تھی۔ کتنے ہی پہلوؤں سے اس کا معائنہ کیا جا رہا تھا۔ یہ پختہ یقین ہو چکا تھا کہ وہ فرہاد ہی ہے۔ اس کے باوجود مختلف ممالک کے اکابرین بحث و مباحثے میں الجھے ہوئے تھے۔ مکمل اطمینان حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ بعد میں شبہے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔

انہوں نے اعلیٰ حضرت سے فون پر کہہ دیا تھا کہ وہ شام کے چھ بجے تک اس میت کو لے جانے کی اجازت دے دیں گے۔ اس سلسلے میں انہیں شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔ جناب تبریزی بھی راضی ہو گئے تھے۔

عالی حیدر آباد میں ایمان علی کے ساتھ تھی۔ جب خیال خوانی کے ذریعے وہ اپنے باپ کے دماغ تک نہ پہنچ سکی اور یہ یقین ہو گیا کہ اس کے پاپا اس دنیا میں نہیں رہے ہیں تو وہ رونے لگی۔ ایمان علی نے اسے تھپک کر تسلی دیتے ہوئے کہا۔ ''حوصلہ رکھو عالی! تم تو بہت ہی ذہین اور حوصلہ مند ہو۔ ایسے وقت تمہیں صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔''

وہ بولی۔ ''میں ابھی خیال خوانی کے ذریعے اپنے لیے ایک سیٹ ریزرو کراتی ہوں۔ کیا تم میرے ساتھ چلنا چاہو گے؟''

''اب تو میں دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمہارے ہی ساتھ رہا کروں گا لیکن تمہیں اپنے پاپا کی تدفین کے وقت وہاں نہیں جانا چاہیے۔''

وہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔ ''کیوں نہیں جانا چاہیے؟''

''میرا علم کہتا ہے' تم جہاں ہو۔ تمہیں وہیں رہنا چاہیے۔ یہاں سے کہیں جانا چاہو گی تو کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گی۔''

''میں مصائب سے نمٹنا جانتی ہوں۔ مجھے پاپا کی آخری رسومات میں کسی بھی طرح شریک ہونا ہے۔''

''میں تمہیں روکنا چاہوں گا۔ سمجھانا چاہوں گا تو ایک بیٹی کا دل کبھی نہیں سمجھے گا۔ میری کوئی بات نہیں مانے گا۔ ٹھیک ہے۔ تم خیال خوانی کے ذریعے دو سیٹیں او کے کراؤ۔ ہم دیکھیں گے، ہمارے راستے میں کیسی دشواریاں پیش آتی ہیں؟''

ایمان علی کی والدہ اور بہنیں اس کے یتیم ہو جانے پر اپنے دلی صدمات کا اظہار کر رہی تھیں۔ اس کے ساتھ وہ بھی رونے لگتی تھیں پھر تسلی بھی دیتیں کہ رونا نہیں چاہیے۔

اس گھر کے ہونے والے داماد نواب عظیم الدین اور نواب نعیم الدین بھی آ گئے تھے۔ عالی سے گہرے رنج و غم کا اظہار کر رہے تھے۔

عالی واش روم میں جانے کا بہانہ کر کے اپنے کمرے میں آ گئی پھر اس نے خیال خوانی کے ذریعے اپنے اور ایمان کے لیے دو سیٹیں او کے کرائیں۔ اس کے بعد تنہائی میں بہت دیر تک سر جھکائے بیٹھی رہی۔ اپنے پاپا کو یاد کرتی رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد دستک سنائی دی۔

اس نے سر اٹھا کر کہا۔ ''آ جائیں۔''

ایمان علی نے اندر آتے ہوئے کہا۔ ''میں تمہیں زیادہ دیر تک تنہا چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اکیلی رہو گی تو اپنے پاپا کو یاد کر کے روتی رہو گی۔ جبکہ تمہیں بڑے صبر و تحمل سے اس صدمے کو برداشت کرنا ہے۔''

وہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی۔ ''میں اپنے سامان کی پیکنگ کر رہی ہوں۔ اب سے تین گھنٹے بعد ایک فلائٹ میں دو سیٹیں ملی ہیں۔ آپ بھی جا کر تیاری کریں۔''

''مجھے اپنے ساتھ زیادہ سامان نہیں لینا ہے۔ بس ایک سفری بیگ رہے گا۔ اس میں ضرورت کی کچھ چیزیں ہوں گی۔''

''بے شک، میرے ستارے تم سے کہہ رہے ہوں گے کہ مجھے ابھی سفر نہیں کرنا چاہیے لیکن انسان عزم و ہمت سے کام لے اور اپنی منزل کی طرف جانا چاہے تو مقدر کا لکھا بھی بدل جاتا ہے۔''

ایمان علی نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔ ''ہاں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں ہوگا۔''

وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی ''کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں یہاں سے بابا صاحب کے ادارے تک نہیں جا سکوں گی؟''

''مجھے جو کہنا تھا' وہ کہہ دیا ہے۔ بار بار کیا کہوں؟ تم خود ہی دیکھتی رہو کہ آگے کیا ہونے والا ہے؟''

''کچھ بتاؤ تو سہی کیا ہونے والا ہے؟''

''عالی! کبھی کبھی میرا علم مجھے الجھا دیتا ہے۔ یہ تو معلوم ہے کہ آگے رکاوٹ ہے لیکن وہ رکاوٹ کیسی ہے؟ کب اور کس طرح آئے گی؟ یہ معلوم نہیں ہوتا۔ ایسے ہی وقت میں بے بس ہو جاتا ہوں۔ سوچتا رہتا ہوں' خدا جانے کیا ہونے والا ہے۔''

ایمان علی کی والدہ نے کمرے میں آ کر کہا۔ ''بیٹی! ابھی ایمان علی کہہ رہا تھا' تم لوگ یہاں سے جا رہے ہو؟ جبکہ تمہیں جانا نہیں چاہیے۔''

عالی نے ایمان علی سے پوچھا۔ ''کیا آپ نے امی سے بھی یہ کہہ دیا ہے کہ میرے راستے میں رکاوٹ ہے؟ کیا آپ اس طرح میری وجہ سے سب کو پریشان نہیں کر رہے ہیں؟''

''بیٹی! یہ تمہاری ہی بہتری کے لیے سفر سے منع کر رہا ہے۔ اس سے پہلے بھی اس نے تمہارے پاپا کی موت کی پیش گوئی کی تھی۔ دیکھو! میرا بیٹا سچی پیش گوئی کرتا ہے۔ میں اپنے سے زیادہ تمہارے لیے فکر مند ہوں۔ خدا نہ کرے.... تم پر کوئی ایسی مصیبت آئے کہ ہم تمہیں بچا نہ سکیں اور ساری عمر شرمندہ ہوتے رہیں کہ ہم نے تمہیں مہمان بنا کر مصائب میں مبتلا کر دیا۔''

عالی نے ایمان علی سے پوچھا۔ ''کیا ایسی کوئی مصیبت آتی ہے' جس کی وجہ سے آپ لوگوں کی بدنامی ہو؟''

وہ بے بسی سے بولا۔ ''اب میں کیا بتا سکتا ہوں؟ پیش گوئی کر کے خود بھی بری طرح الجھ جاتا ہوں۔''

''آپ سے زیادہ میں الجھ گئی ہوں۔ وہاں میرے پاپا کی آخری رسوم ادا کی جائیں گی۔ میں وہاں نہیں جا سکوں گی۔ خود ہی اندازہ کریں کہ میرے دل پر کیا گزرے گی؟''

ایمان علی کی والدہ نے کہا۔ ''میں ایک ماں ہوں اور تم بیٹی ایسے وقت بیٹی کے دل پر کیا گزرتی ہے؟ یہ ایک ماں سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔''

عالی نے ایمان سے کہا۔ ''آپ میری ایک بات مانیں۔ میرے ساتھ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہوں۔ اپنی والدہ اور بہنوں کے پاس رہیں۔ میں تنہا چلی جاؤں گی۔''

اس کی والدہ نے کہا۔ ''بیٹی! ہمیں خود غرض نہ سمجھو۔ ہم تمہیں کبھی تنہا نہیں جانے دیں گے۔ تم پر کیسی ہی مصیبت کیوں نہ آئے میرا بیٹا تمہارے ساتھ ہی رہے گا۔''

ایمان نے کہا۔ ''چلو اٹھو۔ دو گھنٹے بعد فلائٹ کی روانگی ہے۔ ہمیں پہلے سے ایئرپورٹ پہنچنا ہوگا۔ میں اپنا بیگ لے کر آ رہا ہوں۔''

وہ وہاں سے چلا گیا۔ عالی اس کی والدہ کے ساتھ ڈرائنگ روم میں آ گئی۔ وہاں اس کی بہنوں کو گلے سے لگایا۔ ماں نے اسے سینے سے لگا کر ڈھیروں دعائیں دیں۔ ایمان علی بھی اپنا بیگ لے آیا تھا۔ وہ اس کے ساتھ ڈرائنگ روم سے باہر آئی۔ سامنے پورچ میں گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ جب وہ ایمان علی کے ساتھ چلتی ہوئی برآمدے کے زینے سے اترنے لگی تو اچانک ہی لڑکھڑا کر گر پڑی۔ ایمان علی کی والدہ نے چیخ کر کہا۔ ''ہائے میری بچی! بیٹیوں! اسے سنبھالو۔''

ان کے کہنے سے پہلے ہی ایمان لپک کر اسے سہارا دینے لگا۔ وہ لڑکھڑانے کے بعد اوندھے منہ گری تھی۔ پیشانی پر چوٹ آئی تھی۔ سر بھی چکرا رہا تھا۔

وہ ایسی کمزور نہیں تھی کہ گرنے کے بعد چکرا جاتی لیکن اس وقت پتا نہیں کیا ہوا تھا؟ آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا تھا۔ وہ بے حد کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ ایمان علی اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا کر کوٹھی کے اندر بیڈ روم میں آ گیا۔ اس کی ماں اور بہنیں سب ہی آس پاس تھیں۔ اسے بستر پر لٹا دیا گیا تھا۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ وہ کسی بڑے خطرے سے دوچار ہو رہی ہے۔

وہ چاہتی تھی کہ ایسے وقت اپنے خیال خوانی کرنے والوں میں سے کوئی ایک اس کے پاس موجود رہے۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کرنا چاہی تو ناکام ہو گئی۔ پتا چلا' دماغی طور پر کمزور ہو گئی ہے۔ اب ٹیلی پیتھی کی صلاحیت اس کے کام نہیں آئے گی۔

اس نے سر گھما کر ایمان علی کو دیکھا پھر کہا۔ ''آپ فوراً سسٹر الپا سے فون پر رابطہ کریں اور انہیں میرے اندر آنے کو کہیں۔''

ایمان نے فوراً ہی فون کے ذریعے الپا سے رابطہ کیا پھر کہا۔ ''سسٹر! میں ایمان علی بول رہا ہوں۔ عالی کی طبیعت اچانک ہی خراب ہو گئی ہے۔ وہ خیال خوانی کے قابل نہیں رہی ہیں۔ پلیز، فوراً ان کے پاس آ جائیں۔''

الپا دوسرے ہی لمحے میں عالی کے اندر پہنچ گئی۔ اس سے بولی۔ ''کیا بات ہے؟ میری جان! یہ اچانک تمہیں کیا ہو گیا ہے؟''

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ الپا نے کہا۔ ''تم خاموش رہو۔ میں تمہارے خیالات پڑھ رہی ہوں۔''

اس نے تھوڑی دیر کے بعد کہا۔ ''تمہارے ایمان علی کی پیش گوئی درست ہوتی ہے۔ اس نے پاپا کے بارے میں بھی جو کہا' وہ درست نکلا۔ اس وقت بھی تم سفر سے پہلے ہی مصیبت میں مبتلا ہو گئی ہو۔''

''سسٹر! کیا تم محسوس کر رہی ہو کہ میری حالت عجیب سی ہو رہی ہے؟ ایسا لگتا ہے' جیسے میرے دل کو کوئی مٹھی میں لے کر بھینچ رہا ہے۔''

الپا نے کہا۔ ''تم اچانک ہی لڑکھڑا کر گر پڑی تھیں۔ پیشانی پر چوٹ لگنے سے ایسی کمزوری تو نہیں ہوتی جیسی کہ تم پر طاری ہو رہی ہے؟ تم اب خیال خوانی کرنے کے قابل بھی نہیں رہی ہو۔ میں تمہارے اندر رہ کر تمہاری دلی حالت کو سمجھ رہی ہوں۔ واقعی ایسا لگ رہا ہے' جیسے کوئی دل کو مٹھی میں لے کر بھینچ رہا ہے۔''

پھر الپا نے چونک کر کہا۔ ''او مائی گاڈ! کیا یہ کسی کالے عمل کا نتیجہ تو نہیں ہے؟''

عالی نے پریشان ہو کر ایمان علی کو دیکھا پھر پوچھا۔ ''کیا آپ اپنے علم سے یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ کوئی مجھ پر کالا عمل کر رہا ہے؟''

وہ سوچتے ہوئے بولا۔ ''تم پر اچانک ہی کمزوری طاری ہوئی ہے اور تم بے وجہ ہی لڑکھڑا کر گر پڑی تھیں۔ اس سے تو یہی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کوئی تم سے دشمنی کر رہا ہے۔''

عالی نے کہا۔ ''لیکن کالا جادو جاننے والا کیوں مجھ سے دشمنی....''

وہ کہتے کہتے رک گئی پھر بولی۔ ''او خدایا! میں تو اس گرو گھنشال تیج پال کو بھول ہی گئی تھی۔ اسے کار تلے کچل کر آ گئی تھی۔ لگتا ہے' اس کے زخم بھر گئے ہیں اور وہ مجھ سے انتقام لے رہا ہے؟''

ایمان نے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''بے شک، وہی ایسا کر رہا ہے۔ مجھے ابھی جا کر اس سے نمٹنا ہو گا۔''

اس کی والدہ نے گھبرا کر کہا۔ ''بیٹے! یہ کیا کہہ رہے ہو؟ ایک جادوگر سے لڑنے جاؤ گے؟ پتا ہے' وہ کتنے خطرناک ہوتے ہیں؟''

''جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ شیطانی قوتیں ایمان کے سامنے زیر ہو جاتی ہیں۔''

وہ اپنے کمرے کی طرف جانے لگا۔ ماں پیچھے جاتے ہوئے بولی۔ ''تم اکیلے نہ جاؤ۔ نواب عظیم اور نواب نعیم الدین کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ ان کے پولیس افسروں سے اچھے تعلقات ہیں۔ وہ سپاہیوں کو وہاں لے کر جائیں گے پھر وہ گرو گھنشال ان کے سامنے جادو کی تماشے نہیں دکھا سکے گا۔''

عالی نے آواز دی۔ ''ایمان! آپ رک جائیں۔ اپنی والدہ کو مزید پریشان نہ کریں۔''

...پلٹ کر کہا۔ ''امی تو خوا مخواہ پریشان ہو رہی ... کچھ بھی نہیں ہو گا۔''

... جانتی ہوں' آپ کو کچھ نہیں ہو گا لیکن اس گرو کے ... ضروری نہیں ہے۔ میں یہاں بیڈ پر لیٹے لیٹے ہی اس ... ہوں۔''

... کیسے نمٹ سکتی ہو؟ جبکہ خیال خوانی کرنے کے بھی ...''

... آپ بھول رہے ہیں۔ میری سسٹر ابھی میرے اندر ... آپ ڈرائیور کو بلائیں۔ اس کی آواز سنائیں۔ یہ ... وہ اس گرو کے پاس جائیں گی اور اپنے طور پر ... گی۔''

... نے بیٹے کا ہاتھ تھام کر التجا کی۔ ''ہاں بیٹے! عالی کی ... تمہاری سلامتی کے لیے کتنی اچھی تدبیر بتا رہی ہے؟ ... الفسا! جاؤ ڈرائیور کو بلا لاؤ۔''

... الفسا ڈرائیور کو بلانے چلی گئی۔ ایمان علی نے کہا۔ ... اس گرو پر غصہ آ رہا ہے۔ اس ذلیل نے ہمارے ... حملہ کیا ہے۔ یہ میرا فرض ہے کہ خود ہی وہاں جا کر اسے ... کے گھاٹ اتار دوں۔''

''... کیوں خوامخواہ خون خرابے میں پڑنا چاہتے ہو؟ فضول ... گرو۔ تم کہیں نہیں جاؤ گے۔ یہاں میری نظروں کے ... ہو گے۔''

... عالی نے کہا۔ ''ایمان! میں آپ کے جذبات کو سمجھ رہی ... کہ آپ کے گھر میں رہ کر مجھے نقصان پہنچ رہا ہے۔ ... آپ کو غصہ آ رہا ہے۔ پلیز، ماں کے جذبات کو سمجھ کر ... کر دیں۔''

... ڈرائیور بھی آ گیا۔ ایمان علی نے بے بسی سے اپنی والدہ کو ... ڈرائیور سے کہا۔ ''تم ابھی شہر سے باہر والے شمشان ... جاؤ۔ وہاں کسی سے بھی پوچھو گے تو وہ تمہیں گرو گھنشال تک پہنچا دے گا۔ تمہیں اس کے پاس جانا ہے اور اس ... سے ہاتھ جوڑ کر کہنا ہے کہ وہ ہمارے مہمان پر کوئی جادو نہ ... بس اتنا کہہ کر واپس چلے آنا۔''

... ڈرائیور نے کہا۔ ''حضور! یہ کالا جادو کرنے والے تو بہت ... ہوتے ہیں اگر انہیں ایک بڑی رقم دے دی جائے ... شیطانی حرکتوں سے باز آ جاتے ہیں۔''

... عالی نے کہا۔ ''جب اسے رشوت دینے کا وقت آئے گا تو ... جائے گا۔ فی الحال تمہیں جو کہا جا رہا ہے۔ اس پر عمل ...''

... وہ پلٹ کر وہاں سے چلا گیا۔ الپا نے عالی سے کہا۔

''ٹھیک ہے میں اس کے اندر رہوں گی۔ دیکھتی ہوں' وہ جادوگر کتنے پانی میں ہے؟''

ایمان علی نے ڈرائیور کو وہاں سے جاتے ہوئے دیکھا پھر عالی سے پوچھا۔ ''کیا سسٹر اس کے ساتھ گئی ہیں؟''

عالی نے کہا۔ ''ہاں، وہ اس دشمن سے نمٹ لیں گی۔ آپ فکر نہ کریں۔''

ایسا کہتے ہی عالی کے حلق سے ایک کراہ نکلی۔ وہ اپنا ایک بازو تھام کر رہ گئی۔ ایمان علی اس کی والدہ اور بہنیں فوراً ہی اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولیں۔ ''کیا بات ہے؟''

وہ بولی۔ ''یہاں کوئی سوئی سی چبھ رہی ہے۔''

پھر اس کے حلق سے کراہ نکلی۔ اس نے دوسرے بازو کو تھام لیا اور کہا۔ ''یہاں بھی چبھن سی ہو رہی ہے۔''

ایمان علی نے غصے سے مٹھیاں بھینچ کر کہا۔ ''میں سمجھ گیا۔ وہ کمینہ ہی تم پر کالا عمل کر رہا ہے۔ اس نے تمہارا پتلا بنایا ہو گا اور اس پتلے میں سوئیاں چبھو رہا ہے۔''

پھر اس نے اپنی والدہ سے کہا۔ ''امی! پلیز، مجھے جانے دیں۔ میں اپنا ریوالور لے جاؤں گا اور وہاں جاتے ہی اسے گولی مار دوں گا۔ خس کم جہاں پاک... نہ رہے گا بانس، نہ بجے گی بانسری۔ وہ اپنے کالے جادو سمیت جہنم میں پہنچ جائے گا۔''

عالی نے اس بار اپنے سینے میں چبھن سی محسوس کی پھر کراہتے ہوئے بولی۔ ''آپ پھر طیش میں آ رہے ہیں۔ ذرا صبر کر لیں۔ مجھے دیکھیں' میں تکلیف برداشت کر رہی ہوں۔ یہ جانتی ہوں کہ یہ قصہ ابھی تمام ہو جائے گا۔ آپ ذرا انتظار کریں۔ وہ شیطان اپنے برے انجام کو پہنچنے ہی والا ہے۔''

وہ اپنے بدن کے مختلف حصوں میں سوئیوں کی چبھن محسوس کر رہی تھی اور تکلیف برداشت کر رہی تھی۔ ایمان علی نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ پریشان ہو رہا تھا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا۔ عالی نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ''آپ کو میری قسم ہے۔ بالکل چپ رہیں۔ میرے لیے پریشان نہ ہوں۔ مجھے کچھ نہیں ہو گا۔''

بدن میں سوئیاں چبھتی جا رہی تھیں اور وہ ناقابل برداشت تکلیف کو برداشت کر رہی تھی۔ خیال خوانی کے قابل ہوتی تو فوراً ہی الپا کے پاس پہنچ کر دیکھتی کہ وہ ابھی کہاں ہے اور کب تک اس گرو کے پاس پہنچنے والی ہے؟

وہ شمشان گھاٹ شہر سے بہت دور تھا۔ وہاں سے کافی فاصلہ تھا پھر بھی ڈرائیور نے تیز رفتاری سے کار چلاتے ہوئے اسے ایک گھنٹے میں وہاں پہنچا دیا۔ ویسے وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے اندر کوئی خیال خوانی کرنے والی موجود ہے۔ اس نے وہاں

پہنچ کر لوگوں سے پوچھا کہ گروگھنٹال کہاں ملے گا؟ اسے بتایا گیا کہ وہ شمشان گھاٹ میں دھونی رمائے بیٹھا ہے۔

ڈرائیور الپا کی مرضی کے مطابق شمشان گھاٹ میں گیا۔ وہاں ایک بڑے سے برگد کے درخت کے سائے میں گرو پالتھی مارے بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے ایک الاؤ روشن تھا اور آس پاس کالے جادو سے تعلق رکھنے والی بہت سی چیزیں بکھری پڑی تھیں۔ اس کے سامنے ایک بڑے سے پیتل کے تھال پر ماش کی دال کے آٹے سے بنا ایک پتلا کھڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم میں کئی جگہ سوئیاں چبھی ہوئی تھیں۔

ڈرائیور نے اس کے سامنے پہنچ کر گھٹنے ٹیک کر دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ ''گرودیو! میں آپ سے ایک عرض کرنے آیا ہوں۔''

گروگھنٹال نے بڑی بڑی سرخ آنکھوں سے گھور کر پوچھا۔ ''تو کون ہے؟''

اس کی آواز سنتے ہی الپا اس کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کرنے لگی۔ سامنے پیتل کے تھال پر جو پتلا تھا۔ وہ عالی کے نام سے ہی بنایا گیا تھا۔ اس پتلے کے جسم میں سوئیاں چبھونے سے عالی کے جسم میں بھی جگہ جگہ چبھن ہو رہی تھی۔

کالا جادو کرنے والے شیطان کے سامنے بھنگ پی کر ناچتے گاتے ہیں۔ چونکہ وہ نشے کا عادی تھا۔ اس لیے پہلی بار اس نے عالی کو اپنے اندر محسوس نہیں کیا تھا اور اب الپا کو بھی محسوس نہیں کررہا تھا۔

وہ اس کی مرضی کے مطابق منتر پڑھنا بھول گیا۔ پتلے کے جسم سے ایک ایک کر کے تمام سوئیاں نکالنے لگا۔

الپا اس کے خیالات پڑھ رہی تھی اور ان خیالات کے مطابق اس کے کالے جادو کا توڑ کر رہی تھی۔ اس نے عالی کے گرد کالے جادو کے ذریعے ایک حصار باندھا تھا۔ جو آگے چل کر اسے نقصان پہنچانے والا تھا۔ الپا نے اسے ایسا منتر پڑھنے پر مجبور کیا۔ جس کے نتیجے میں وہ ٹوٹ گیا۔ اس نے انتقامی کارروائی کے طور پر جتنا بھی کالا عمل کیا تھا، وہ سب ختم ہوگیا۔

کالا جادو جاننے والے جانوروں کی بلی دینے کے لیے اپنے پاس لمبے پھل کا چاقو ضرور رکھتے ہیں۔ اس کے سامنے بھی ایک بڑا سا چاقو پڑا ہوا تھا۔ اس نے الپا کی مرضی کے مطابق اسے اٹھالیا۔ اس کے دستے کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا پھر آس پاس بیٹھے اور کھڑے ہوئے چیلوں کو دیکھ کر بولا۔ ''کالے جادو سے بھاگو... دور بھاگو.... یہ جادو انت میں ہماری ہی جان لیتا ہے۔''

یہ کہتے ہی اس نے چاقو کی نوک کو ایک جھٹکے سے ا سینے میں پیوست کرلیا۔ اس چاقو کا لمبا سا پھل دستے تک ا گھستا چلا گیا پھر اس نے چاقو کو سینے سے نکالا تو خون کا فو پھوٹ پڑا۔ وہ بیٹھے بیٹھے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ ڈرائیور اس یہ حالت دیکھ کر گھبرا گیا۔ الپا کی مرضی کے مطابق وہاں بھاگتا ہوا کار میں آکر بیٹھ گیا پھر اسے ڈرائیو کرتا ہوا کوٹھی طرف جانے لگا۔

الپا نے عالی کے پاس آکر دیکھا تو وہ بستر پر اٹھ کر بیٹھ تھی اور اب کسی بھی قسم کی تکلیف محسوس نہیں کررہی تھی۔ ا نے کہا۔ ''میں نے اس گرو کا کام تمام کردیا ہے۔ ڈرائیور واپ آرہا ہے۔ وہ باقی کی روداد بتائے گا۔ مجھے ابھی دماغی طو حاضر ہونا ہے۔ آج پہلی بار اعلیٰ حضرت نے مجھے ادارے می آنے کی اجازت دی ہے۔ یہ میرے لیے بہت بڑے اعزاز بات ہے۔ اب میں جاتی ہوں۔ تم بھی آج رات تک پہنچنے کوشش کرو۔''

یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔ عالی نے ایمان علی، اس کی والدہ ا بہنوں کو بتایا کہ اس گرو کا خاتمہ ہوچکا ہے اور وہ خود کو پہلے بہتر محسوس کررہی ہے۔

اس کی ماں اور بہنیں خوش ہوگئیں۔ قریب آکر اس کے چہرے کو چومنے لگیں۔ عالی نے ایمان علی سے کہا۔ ''آپ علم نے کہا تھا کہ مجھے سفر نہیں کرنا چاہیے۔ کوئی مصیبت آ گی؟ اب آپ کیا کہتے ہیں؟ وہ مصیبت تو ٹل چکی ہے۔ ہمیں فوراً ایئرپورٹ چلنا چاہیے۔''

اس نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''ذرا اس وال کلاک کو دیکھو۔ ہمیں پتا ہی نہیں چلا کہ کس طرح تین گھنٹے گز گئے۔ وہ فلائٹ تو اب یہاں سے جاچکی ہوگی۔''

عالی نے خیال خوانی کی پرواز کرنا چاہی تو کامیابی ہوئی۔ اس کی دماغی توانائی بحال ہوگئی تھی۔ اس نے معلوم کیا تو واقعی و فلائٹ وہاں سے روانہ ہوچکی تھی۔ اب تو دوسرے دن ہی کس فلائٹ میں جگہ مل سکتی تھی۔

☆

اس نے بڑے پیار سے ایمان علی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ''آپ اس علم میں بڑی مہارت حاصل کرتے جارہے ہیں۔ واقعی وہ فلائٹ روانہ ہوچکی ہے اور سفر ملتوی ہوگیا ہے۔ مگر ہم کل تو ضرور جائیں گے۔''

وہ مسکرا کر انکار میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ''نہیں، کل بھی نہیں جاسکیں گے۔''

اس کی والدہ نے گھبرا کر پوچھا۔ ''بیٹے! کیا کل بھی عالی پ کوئی مصیبت آسکتی ہے؟''

اس نے کہا۔ ''امی! میں نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے؟ بس اتنا جانتا ہوں کہ عالی کے ستارے کہیں بھی سفر کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔ یہ آج اور کل میں یہاں سے کہیں نہیں جاسکیں گی۔''

عالی نے ایک گہری سانس لے کر اپنے محبوب کو بڑی محبت سے دیکھا اور دل میں کہا۔ ''اچھی بات ہے۔ میں کل دیکھوں گی کہ یہاں سے جانے میں کیسی رکاوٹیں پیش آتی ہیں؟''

☆☆☆

تمام بڑے ممالک کے اکابرین نے ایک کمیٹی قائم کی تھی۔ اس کمیٹی میں کتنے ہی تجربہ کار ڈاکٹرز، فنگر پرنٹس اور علم الاجسام کے ماہرین کو شریک کیا گیا تھا۔ سیاسی شاطر اور دنیا کے مشہور و معروف چالبازوں کو بھی اس کمیٹی کے اجلاس میں بلایا گیا تھا۔ وہ سب بھی فرہاد کی پوری ہسٹری سے اچھی طرح واقف تھے۔ ان سے کہا گیا تھا کہ وہ اس مرنے والے فرہاد کی چالبازی کو اچھی طرح سمجھیں، ہر پہلو پر غور کریں پھر یہ فیصلہ سنائیں کہ وہ واقعی وہ مر چکا ہے یا اب بھی کوئی چالبازی دکھا رہا ہے؟

یہ شخص فرہاد کتنا عجیب و غریب تھا؟ مرنے کے بعد بھی دشمنوں کے دلوں پر اس کی دہشت طاری تھی۔ وہ سب پوری طرح یقین کرنا چاہتے تھے کہ دہشت کی علامت بن کر رہنے والا اس دنیا سے گزر چکا ہے۔ آیندہ کسی چالبازی یا کالے عمل کے ذریعے جسمانی یا روحانی طور پر یا آسیب بن کر اس دنیا میں واپس نہیں آئے گا۔

اس کی موت کا پوری طرح یقین کرنے میں صبح سے شام ہو رہی تھی۔ اس لیے کہا نہیں جاسکتا تھا کہ وہ اور کب تک اس کی میت کو سوئٹزرلینڈ کے مردہ خانے میں روک سکیں گے؟ ویسے انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ شام چھ بجے کے بعد فرہاد کے مردہ جسم کو بابا صاحب کے ادارے کے حوالے کر دیا جائے گا۔

انہوں نے جو کمیٹی قائم کی تھی۔ اس میں کالے جادو کے کچھ ماہر بھی تھے۔ وہ کہہ رہے تھے۔ ''اگر کسی آتما شکتی جاننے والے نے فرہاد کی آتما کو اپنے قابو میں کیا ہوگا تو وہ کسی بھی وقت اس آتما کو فرہاد کے اندر واپس پہنچا دے گا۔''

کالا جادو ایک ایسا علم ہے۔ جسے سب ہی مانتے ہیں۔ یہ علم ہماری دنیا میں ہے لیکن اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔ جب بھی ٹھوس حقائق کی بات ہوتی ہے تو کالے جادو کو نظر انداز کیا جاتا ہے مگر فرہاد کا معاملہ ایسا تھا کہ وہ کسی پہلو کو بھی نظر انداز کرنا نہیں چاہتے تھے۔

برین ماسٹر بھی اس کمیٹی کے ماہرین کے اندر جاتا آتا رہتا تھا اور ان کی باتیں سنتا رہتا تھا۔ اس نے فون کے ذریعے ان ماہرین سے رابطہ کیا پھر کہا۔ ''یہ کالے جادو جاننے والے فرہاد کے متعلق درست کہہ رہے ہیں۔ میں اس بات کا چشم دید گواہ ہوں کہ ایک آتما شکتی جاننے والے وچ ڈاکٹر مہاراج گندھراج منتر جوگی نے فرہاد کی آتما کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔ جرمنی کے وقت کے مطابق آج آدھی رات کو اس کی آتما کسی نئے جسم میں سما جائے گی۔ ہو سکتا ہے وہ نئے جسم میں نہ جائے۔ وہ آتما برسوں سے فرہاد کے جسم میں رہنے کی عادی ہے۔ اپنی عادت کے مطابق وہ پھر اسی جسم میں واپس آسکتی ہے۔''

اس کمیٹی کے ماہرین نے ماسٹر سے پوچھا۔ ''تم کون ہو اور کیسے اس بات کی تصدیق کر سکتے ہو؟''

''میں کون ہوں؟ یہ تو میں کسی کو نہیں بتاؤں گا لیکن ثبوت کے طور پر کہتا ہوں' فرینکفرٹ کے مضافات میں وچ ڈاکٹر منتر جوگی کو سب ہی جانتے ہیں۔ وہ آپ لوگوں کو اس کی رہائش گاہ تک پہنچا دیں گے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوگا کہ آج ہی اس وچ ڈاکٹر منتر جوگی کو قتل کیا گیا ہے۔ وہ مرڈر سے پہلے کالے عمل میں مصروف تھا۔ وہاں فرہاد اور اس کی بیوی شیوانی کا نام سندور سے لکھا ہوا ہے اور ان کے نام کے پتلے بھی بنے ہوئے ہیں۔ یہ سب چیزیں ثابت کریں گی کہ فرہاد کی آتما کو کالے عمل کے ذریعے قابو کیا گیا ہے۔''

برین ماسٹر کی ان باتوں نے ہلچل سی مچا دی۔ فوراً ہی ہارڈ کمیونیکیشن کے ذریعے جرمن حکومت سے رابطہ کیا گیا۔ وہاں انکوائری کی گئی تو اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ وچ ڈاکٹر منتر جوگی کو آج ہی قتل کیا گیا ہے اور وہاں جو سامان موجود تھا اس سے اس بات کی بھی تصدیق ہوگئی کہ کالے عمل کے ذریعے فرہاد کی آتما کو تسخیر کیا گیا ہے اور یہ تصدیق اس طرح ہوئی کہ جس کمرے میں منتر جوگی کالا عمل کر رہا تھا۔ وہاں کی دیواروں پر فرہاد علی تیمور اور شیوانی کے نام سندور سے لکھے ہوئے تھے۔

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ اتنی خطرناک آتما شکتی جاننے والے منتر جوگی کو کس نے قتل کیا ہے؟

کیا فرہاد کی آتما نے ہی اسے مار ڈالا ہے؟

اس سوال کا جواب نہیں ملا۔ اس کمیٹی میں کالا جادو جاننے والے دو ماہرین تھے۔ انہوں نے کہا۔ ''منتر جوگی کو گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے اگر فرہاد کی آتما منتر جوگی کے قابو میں آگئی تھی تو وہ گولیاں نہیں چلا سکتی تھی اگر آتما نے قابو میں آنے سے پہلے فرہاد کے جسم میں رہ کر گولیاں چلائی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے

فرہاد کی آتما کو تسخیر کرنے سے پہلے ہی منتر جوگی حرام موت مارا گیا تھا۔

منتر جوگی کی موت نے بڑی پیچیدگیاں پیدا کر دی تھیں۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ اسے فرہاد نے قتل نہیں کیا۔ قتل کرنے والا کوئی اور بھی ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی دوسرا آتما شکتی جاننے والا منتر جوگی کے مقابل آگیا ہو اور اس نے فرہاد کی آتما کو اس سے چھیننے کے لیے اسے قتل کر دیا ہو؟

یہ بات سب ہی کے دل کو لگ رہی تھی۔ ذہن بھی قبول کر رہا تھا۔ اگر ایسا ہی ہوا ہوگا۔ ایک اور کالا جادو جاننے والے نے کہا۔ ''جیسا بھی ہوا ہو۔ یہ بات یقینی ہے کہ کسی اجنبی آتما شکتی جاننے والے نے منتر جوگی سے فرہاد کی آتما کو چھین لیا ہے اور وہ آتما اسی کے قابو میں ہے۔''

ایک اور شاطر نے کہا۔ ''میں یہ مانتا ہوں کہ کالا جادو اس دنیا میں ہے لیکن میں اس پر یقین نہیں رکھتا۔ اب فرہاد کا معاملہ ایسا ہے کہ ہر پہلو پر نظر رکھتے ہوئے یقین کرنا ہوگا کہ ایسا ہوا ہے۔''

ایک اور چالباز مشیر نے کہا۔ ''اور جب ایسا ہوا ہے تو پھر ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ آتما شکتی جاننے والا فرہاد کی آتما کو کسی کے بھی جسم میں کسی بھی وقت پہنچا سکتا ہے۔''

ایک نے کہا۔ ''یہ ضروری تو نہیں ہے کہ اس آتما کو فرہاد کے اندر ہی پہنچایا جائے۔''

''ضروری ہے۔ بہت ضروری ہے۔ کیونکہ فرہاد کی آتما کو نئی زندگی گزارنے کے لیے کتنے ہی جسم مل جائیں گے لیکن فرہاد کا اپنا دماغ ان سے نہیں ملے گا۔ اس کا شاطر دماغ اس کے اپنے ہی جسم میں ہے۔ اس لیے وہ آتما شکتی جاننے والا اسے اسی کے اندر پہنچانا چاہے گا۔''

وہاں کمیٹی کے اجلاس میں ایسی بحث ہو رہی تھی۔ ایسے دلائل دیے جا رہے تھے کہ اب فرہاد کی لاش سے خطرہ محسوس ہونے لگا تھا۔ انہوں نے بڑے ممالک کے اکابرین کو رپورٹ پیش کی کہ فرہاد علی تیمور کی موت کی تصدیق ہو چکی ہے لیکن موت ادھوری ہے۔

ایک اعلیٰ حاکم نے پوچھا۔ ''یہ ادھوری موت کیسے ہوتی ہے؟''

دوسرے حاکم نے پوچھا۔ ''کیا اس کی لاش کے معائنے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس کے مردہ جسم میں ابھی زندگی کے آثار باقی ہیں؟''

ایک ماہر نے کہا۔ ''نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس کا جسم زندگی سے بالکل خالی ہو چکا ہے لیکن ایک کالا جادو جاننے والے نے اس کی آتما کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔ وہ اس آتما کو کسی بھی وقت فرہاد کے مردہ جسم میں پہنچا سکتا ہے۔''

ایک امریکی اعلیٰ افسر نے کہا۔ ''شٹ، یہ کم بخت مرنے کے بعد بھی ہمارا سکون غارت کرنے والا ہے۔''

دوسرے نے کہا۔ ''اس کی لاش مردہ خانے میں ہے۔ کیا وہ کسی وقت اٹھ کر بیٹھ سکتی ہے؟''

''وہ نامعلوم آتما شکتی جاننے والا کچھ بھی کر سکتا ہے۔''

''ہمیں جلد سے جلد معلوم کرنا ہوگا کہ وہ آتما شکتی جاننے والا کون ہے؟''

ایک نے کہا۔ ''اتنی جلدی اور اتنی آسانی سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس نامعلوم شخص تک پہنچنے میں کچھ تو وقت لگے گا۔ جب تک فرہاد کی لاش ہمارے لیے خطرے کی گھنٹی بجاتی رہے گی۔''

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ ''اس میں اتنی پریشانی کی کیا بات ہے؟ اس لاش کو نابود کر دو۔ اس کے چیتھڑے اڑا دو۔ نہ وہ ہوگی نہ ہی اس سے کوئی خطرہ پیش آئے گا۔''

دوسرے حاکم نے کہا۔ ''یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ اگر ہم نے لاش کو نابود کیا تو بابا صاحب کے ادارے والے ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے۔''

''وہ کیا کر لیں گے؟ ہمارا کیا بگاڑ لیں گے؟ فرہاد کی موت کے بعد اس ادارے کی طاقت آدھی سے بھی کم رہ گئی ہے۔''

ایک اور نے کہا۔ ''ہاں، میں نے سنا ہے کہ روحانی معاملات میں مصروف رہنے والے بزرگ دنیاوی معاملات میں نہیں الجھتے۔ وہ ہمارے معاملے میں بھی زیادہ نہیں بولیں گے۔''

ایک نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔ ''اور فرہاد کی فیملی میں جو ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے ہیں۔ وہ اتنے پاور فل نہیں ہیں کہ سپر پاور سے ٹکرا سکیں۔''

ایک اور نے مشورہ دیا۔ ''فرہاد کی لاش کو اس طرح جلایا جائے گا کہ وہ ایک حادثہ معلوم ہوگا۔ حادثہ تو کسی بھی وقت کسی کو بھی پیش آسکتا ہے۔ زندوں کو ہی نہیں مردوں کو بھی پیش آسکتا ہے۔ ایسی صورت میں بابا صاحب کے ادارے والوں کا اعتراض قابل قبول نہیں ہوگا۔''

ایک نے کہا۔ ''لیکن ہم اس کی لاش کو جلا کر بالکل ہی نابود کر دیں تب بھی فرہاد کا خطرہ موجود رہے گا۔ وہ نامعلوم آتما شکتی جاننے والا اس کی آتما کو کسی نئے جسم میں پہنچا دے گا۔ فرہاد کہیں سے نئی زندگی حاصل کر کے ہم سے انتقام لینا

شروع کردے گا۔"

برین ماسٹر بھی یہی چاہتا تھا کہ فرہاد کی جو لاش مردہ خانے میں رکھی ہوئی ہے۔ اسے بالکل ہی تباہ و برباد کردیا جائے۔ اس طرح کہ پھر اس کی آتما اس جسم میں آکر نہ سما سکے۔

اس نے فون کے ذریعے کمیٹی کے اراکین سے کہا۔ "فرہاد کی لاش کو ضایع کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ اس لاش کی کھوپڑی میں فرہاد کا دماغ موجود ہے۔ ابھی وہ مردہ ہے۔ آتما کے آتے ہی زندہ ہوجائے گا۔ فرہاد اپنے اسی شیطانی دماغ کے باعث تم سب پر حاوی رہتا تھا۔ لہٰذا یہ سوچ کہ تم صرف فرہاد کے جسم کو ہی نہیں اس کے دماغ کو بھی ہمیشہ کے لیے نابود کردو گے۔"

فرہاد کی موت کے بعد بھی اس کی دہشت طاری تھی اور اس کے دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں بڑے ہی ٹھوس دلائل دیے جارہے تھے۔ کالا جادو اور آتما شکتی کے حوالے سے یہ بات یقینی ہوگئی تھی کہ وہ مردہ کسی وقت بھی زندہ ہوسکتا ہے۔ لہٰذا سب ہی اس بات سے متفق ہورہے تھے کہ جتنی جلدی ہوسکے اس کے مردہ جسم کو نابود کردیا جائے۔

آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "اس جسم کو اس طرح جلایا جائے۔ یا اس طرح اس کے چیتھڑے اڑادیے جائیں کہ وہ ایک حادثہ معلوم ہو۔ یہ کہنے کا جواز رہے کہ ہم اس حادثے کے سامنے بے بس تھے۔ جو کچھ ہوا محض اتفاقیہ ہوا۔"

انہوں نے اس سلسلے میں ایک منصوبہ بنایا۔ اس کے مطابق جینوا کے اس کالج میں بم دھماکا کرایا جہاں فرہاد نے ثنا کے ساتھ رہائش اختیار کی تھی۔ یہ تو سب ہی مانتے ہیں کہ دنیا کے ہر ملک میں، ہر شہر میں دہشت گردی ہوتی رہتی ہے۔ ہوائی جہازوں کو ہائی جیک کیا جاتا ہے۔ بحری جہازوں کو غرق کردیا جاتا ہے اور ٹرینوں میں اکثر و بیشتر بم دھماکے ہوتے رہتے ہیں اور یہ بڑی ہی مضحکہ خیز بات ہے کہ جہاں بھی ایسی دہشت گردی ہوتی ہے وہاں مسلمانوں کو ہی الزام دیا جاتا ہے۔

اس کے آدھے گھنٹے بعد ہی سوئٹزرلینڈ کے شمالی پہاڑی علاقے میں اس ہوٹل کے اندر بم دھماکا ہوا جہاں فرہاد اور ثنا نے قیام کیا تھا۔ سوئٹزرلینڈ، فرانس اور امریکا کے اکابرین یہ بیان دے رہے تھے کہ اس دھماکے کے پیچھے مسلمان انتہا پسندوں کا ہاتھ ہے۔

پھر تیسری بار آدھے گھنٹے بعد اس مردہ خانے میں بم دھماکا ہوا جہاں فرہاد کی لاش رکھی ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کہ بابا صاحب کے ادارے سے اور فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرف سے احتجاجی شور بلند ہوتا۔ دھماکا کرنے والوں نے ہی شور مچانا شروع کردیا کہ اس مردہ خانے میں وہاں کے چند اعلیٰ فوجی افسران کی لاشیں رکھی ہوئی تھیں اور ایک مسلمان دہشت گرد کو گولی مارنے کے بعد وہاں رکھا گیا تھا۔ مسلمانوں کی ایک تخریبی تنظیم نے اپنے آدمی کی اس لاش کا مطالبہ کیا تھا اور مطالبہ پورا نہ ہونے کی صورت میں انہوں نے وہاں بم دھماکا کردیا اور اپنے ساتھی کے ساتھ وہاں کے دوسرے آرمی افسران کی لاشوں کے بھی چیتھڑے اڑادیے۔

بڑے بڑے ممالک اپنے میڈیاز کے ذریعے مسلمانوں کو تخریب کاری کا الزام دے رہے تھے۔ یہ کہہ کر لعنت بھیج رہے تھے کہ انہوں نے فرہاد علی تیمور کا بھی لحاظ نہیں کیا۔ اس کی لاش کے بھی چیتھڑے اڑادیے۔

پارس، پورس، الوشے، تاشہ، کبریا، عالی، الیا اور فرہاد کے بے شمار چاہنے والوں پر سکتہ سا طاری ہوگیا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اتنی محبوب اور اتنی عظیم ہستی کی لاش کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے گا۔ ہمارے بچوں کو اور فرہاد کے چاہنے والوں کو اس کی موت، کا صدمہ تو تھا ہی..... لیکن لاش کی جو بے حرمتی کی گئی تھی۔ وہ صدمہ ناقابل برداشت تھا۔ سب ہی طیش میں آگئے تھے۔ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کس نے ایسا کیا ہے؟

ہمارے بچے اور اس کے ساتھی یہ ماننے کو تیار نہیں تھے کہ مسلمانوں کی کسی تخریبی تنظیم نے ایسا کیا ہوگا۔ یہ حقیقت تو سب ہی جانتے تھے کہ ساری دنیا میں مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے ایسے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں۔

جناب علی اسداللہ تبریزی نے اس سلسلے میں سوئٹزرلینڈ کی حکومت سے کوئی احتجاج نہیں کیا۔ انہوں نے کہا۔ "کسی بھی مسلمان تنظیم نے ایسے دھماکے نہیں کیے ہیں۔ یہ تو پرانی کہاوت ہے کہ سچائی چھپ نہیں سکتی۔ بناوٹ کے اصولوں سے۔ خوشبو آنہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے...... اور آپ لوگ مسلمانوں کے خلاف جو بدبو پھیلا رہے ہیں، اس پر مجھے سخت اعتراض ہے۔ آج نہیں تو کل سچائی سامنے آجائے گی۔"

ایک امریکی اعلیٰ حاکم نے کہا۔ "ہوسکتا ہے ہم کسی مسلمان تنظیم کو الزام دینے میں غلطی کررہے ہوں لیکن جلد ہی ان کے خلاف ٹھوس ثبوت دے سکیں گے۔ فی الحال تو فرہاد کی لاش کا مسئلہ ہے۔ اس کے چیتھڑے اڑ چکے ہیں۔ وہاں کئی لاشیں رکھی ہوئی تھیں۔ سب ہی کے گوشت اور ہڈیاں آپس میں گڈمڈ ہوگئی ہیں۔"

اعلیٰ حضرت نے کہا۔ "میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ فرہاد علی تیمور کی لاش مجسم نہیں رہی ہے، ان لاشوں کے ساتھ کھچڑی ہوگئی ہے۔ ہم ایسی کھچڑی میں سے گوشت اور ہڈیوں کا کچھ حصہ اپنے

... میں نہیں لائیں گے۔"

... اعلیٰ حضرت نے فرہاد کے بچوں کو اور تمام چاہنے والوں کو ... "اس ادارے میں کبھی غیر مسلم کو اور ناپسندیدہ افراد کو ... جازت نہیں دی گئی۔ ہم میں سے کوئی بھی فرہاد کے ... اور اس کی ہڈیوں کو پہچان نہیں سکتا۔ یہاں اس کی ... سوم ادا کرنے کی خوش فہمی میں غیر مسلموں اور ناپسندیدہ ... ا یا جائے گا، نہ ہی قبر میں جگہ دی جائے گی۔"

... انہوں نے سب ہی کو ہدایت کی کہ صبر و تحمل سے کام لیا ... اگر جان بوجھ کر فرہاد کی لاش کی بے حرمتی کی گئی ہے تو ... یادہ عرصے تک چھپ نہیں سکے گی۔ ایسا کسی سازش نے کے ... ہے تو وہ سازش کرنے والے ضرور بے نقاب ہوں گے ... ارے سامنے آئیں گے پھر ان سے نمٹ لیا جائے گا۔ فی ... صبر کیا جائے۔

... میں سونیا.... مسز فرہاد علی تیمور۔ یہ ساری روداد پیش کررہی ... اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی میں خود کو فرہاد کی بیوہ ... ۔ بلکہ مسز فرہاد علی تیمور کہہ رہی ہوں اور پورے یقین کے ... ایک سہاگن ہوں اور سہاگن ہی رہوں گی۔

میں نے پچھلے باب میں کہا تھا کہ میرے یقین کے پیچھے ... اہم بات ہے۔ جسے میں بعد میں بیان کروں گی۔ یہ ساری ... بیان کرنے کے بعد اب کہہ رہی ہوں.....

محترم بابا فرید واسطی۔ ایک مستند عالم دین تھے۔ روحانی ... میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہی بابا ... ب کا یہ ادارہ قائم کیا تھا۔ یہ میرے لیے بہت بڑے اعزاز ... ت ہے کہ انہوں نے مجھے بیٹی بنایا تھا۔ انہوں نے اپنی ... کے آخری دنوں میں خود کو اپنے حجرے کی چار دیواری ... محدود کرلیا تھا۔ دن رات یادِ الٰہی میں غرق رہتے ... صرف مجھے ان کے حجرے میں جانے اور ان کی خدمت ... نے کی اجازت تھی۔

انہوں نے اپنی وفات سے پہلے فرہاد کے بارے میں ... پیش گوئی کی تھی....

انہوں نے فرمایا تھا کہ فرہاد کی موت جبری یا حادثاتی نہیں ... طبعی موت ہوگی۔ وہ اپنی وفات سے پہلے کچھ بیمار رہے ... ن کی آخری سانسوں میں صرف میں اس کے قریب ... ی۔

... انہوں نے یہ بات بھی واضح طور سے کہی تھی کہ فرہاد کی ... سانسوں میں اس کے آس پاس اور دور تک میرے سوا ... نہیں ہوگا اور وہ میرے ہی پہلو میں دم توڑے گا۔

... یہ جو فرہاد کی موت ہوچکی ہے تو اس وقت بھی ایسا ہی کچھ ہورہا تھا۔ میں اور فرہاد بالکل تنہا تھے۔ اس کے تمام بچوں کو اور چاہنے والوں کو یہ سمجھا دیا گیا تھا کہ اب کوئی بھی فون یا خیال خوانی کے ذریعے اس سے رابطہ نہ کرے۔ ثنا تبریزی اس کی نئی دلہن تھی۔ اسے بھی تاکید کی گئی تھی کہ وہ بھی اس کے دماغ میں نہ آئے۔

ان حالات میں دیکھا جائے تو وہی ہورہا تھا، جس کی پیش گوئی بابا فرید واسطی نے کی تھی لیکن بعد میں جو کچھ ہوا وہ ان کی پیش گوئی کے خلاف تھا۔

آپ کو پچھلے باب میں یہ معلوم ہوچکا ہے کہ جب فرہاد کی آخری چند سانسیں رہ گئی تھیں تب ثنا خیال خوانی کے ذریعے میرے اندر آگئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ان آخری لمحات میں اپنے مجازی خدا فرہاد علی تیمور کو دیکھنا چاہتی ہے۔ ایسے گہرے صدمے کے باوجود اسے یہ خوشخبری سنانا چاہتی ہے کہ وہ اس کے بچے کی ماں بننے والی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے سختی سے تاکید کی تھی کہ اسے فرہاد تو کیا میرے اندر بھی نہیں آنا چاہیے لیکن وہ جذباتی ہوکر آگئی تھی۔ میں فوراً ہی دوسرے کمرے میں چلی گئی تھی۔ تاکہ اعلیٰ حضرت کی ہدایت پر عمل کیا جاسکے اور فرہاد کے آخری وقت میں میرے سوا اس کمرے میں کوئی اور موجود نہ رہے۔

بہرحال میں نے دوسرے کمرے میں آکر اس سے تھوڑی سی باتیں کیں پھر اسے سمجھا بجھا کر واپس بھیج دیا۔ اس کے بعد کمرے میں آئی تو فرہاد کی آنکھیں بند ہوچکی تھیں۔ میں نے اس کی نبض ٹٹولی، دل کی دھڑکن پر ہاتھ رکھا تو وہ دل ہمیشہ کے لیے خاموش ہوچکا تھا۔ جب اس کی موت کا یقین ہوگیا تو اچانک ہی میرے اندر بابا فرید واسطی کی آواز ابھری۔ وہ پیش گوئی کررہے تھے کہ فرہاد تمہارے پہلو میں، تمہارے بازوؤں میں دم توڑے گا، اور ایسے وقت کوئی تیسرا نہیں ہوگا۔

اس پیش گوئی کی نفی ہورہی تھی۔ میں فرہاد کے ساتھ تنہا نہیں رہ پائی تھی۔ ثنا داخلت کے لیے آگئی تھی۔ جب میں اسے اس کمرے سے باہر لے گئی تو پھر سے ایک بار بابا فرید واسطی کی پیش گوئی کی نفی ہوئی۔

انہوں نے فرمایا تھا کہ فرہاد تنہائی میں میرے بازوؤں میں دم توڑے گا۔ جبکہ میں ان لمحات میں اس کے پاس نہیں تھی۔ اس نے میرے بازوؤں میں آخری سانسیں پوری نہیں کی تھیں۔ میں ان آخری لمحات میں اس کمرے میں نہیں تھی۔

تب میرے ایمان نے اور بابا فرید واسطی کے ساتھ جو عقیدہ ہے، اس ٹھوس اور مستحکم عقیدے نے کہا۔ کہ مرنے والا فرہاد نہیں ہے اگر فرہاد ہوتا تو میرے بازوؤں میں دم توڑتا۔ وہ

فرہاد ہوتا تو ہماری تنہائی میں کوئی مداخلت کرنے نہ آتا۔ یہ جو سامنے بے جان جسم ہے۔ یہ میرے فرہاد کا جسم نہیں ہے۔ نہیں ہے... نہیں ہے...اور تب میں نے اپنے عقیدے کی سچائی کے ساتھ قہقہہ لگایا۔ خوشی سے کھل گئی کہ فرہاد یہاں نہیں ہے۔ وہ جہاں کہیں بھی ہے زندہ سلامت ہے۔

یہاں نہیں ہے تو پھر کہاں ہے؟ وہ میرے ساتھ تھا لیکن اعلیٰ حضرت نے پچھلے روز تاکید کی تھی کہ فرہاد کی زندگی کی جو آخری رات ہے۔ وہ میں اس کے ساتھ نہ گزاروں۔ لہٰذا میں نے وہ آخری رات دوسرے کمرے میں گزاری تھی۔ اب میرا ذہن کہہ رہا تھا کہ اسی رات فرہاد اپنے اس کمرے سے گم ہو گیا تھا اور اس کی جگہ کوئی دوسرا آ گیا تھا۔

ایسا کیوں ہوا؟ ایسا ہونا کیوں ضروری تھا؟ ان سوالوں کے جواب ابھی میرے پاس نہیں ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے مجھے تاکید کی تھی کہ میں فرہاد کی موت کے سلسلے میں ان سے کوئی بات نہ کروں۔ گویا انہوں نے پہلے ہی میری معلومات کا راستہ بند کر دیا تھا۔ میں ان سے یا آمنہ سے نہ کوئی بات کر سکتی تھی۔ نہ کچھ معلوم کر سکتی تھی۔

کوئی بات نہیں۔ میرا دل کہتا ہے کہ میرا فرہاد اسی دنیا میں ہے۔ کہیں گم ہو گیا ہے۔ میں جب تک اسے تلاش نہیں کروں گی۔ تب تک بابا صاحب کے ادارے میں نہیں جاؤں گی۔ وہاں جانے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ کوئی معلومات حاصل نہیں ہو سکے گی۔

میں ثنا کو اور فرہاد کے تمام بچوں کو یہ نہیں بتاؤں گی کہ فرہاد میرے اندر اور میرے باہر دور کہیں زندہ ہے۔ انہیں اس لیے نہیں بتاؤں گی کہ میرا یہ خیال اور عقیدہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں بابا فرید واسطی کی پیش گوئی کو کسی پہلو سے سمجھنے میں غلطی کر رہی ہوں۔ اچھی طرح سے سمجھ نہیں پا رہی ہوں اگر ایسا نادانی سے سوچ رہی ہوں تو تمام بچوں کو اس کی زندگی اور موت کے مسئلے میں الجھانا نہیں چاہیے۔ ان کے جذبات سے نہیں کھیلنا چاہیے۔ وہ سب صبر کر رہے ہیں۔ لہٰذا انہیں صبر کرنے دیا جائے تو بہتر ہوگا۔

جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو صرف میں اپنے بارے میں کہتی ہوں کہ کبھی جذبات میں اندھی نہیں ہوتی۔ خدا فرہاد کو سلامت رکھے۔ میرے اس یقین میں مزید پختگی اس طرح آئی ہے کہ مرنے والے فرہاد کی تدفین ادارے میں نہیں ہو سکی۔ جس کی لاش کے چیتھڑے اڑ گئے۔ وہ فرہاد نہیں تھا۔

میں یہ بھی یقین سے کہتی ہوں کہ جناب تبریزی کی خاموشی پراسرار ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ مرنے والا فرہاد نہیں تھا۔ وہ اس کی میت کو ادارے میں لانے کی اجازت د... وقت اچھی طرح جانتے تھے کہ میت وہاں تک پہنچ ہی نہیں پا... گی۔ ادارے سے باہر ہی نابود ہو جائے گی۔

اگر وہ فرہاد ہوتا تو اعلیٰ حضرت اس کے کارناموں ا... طویل خدمات کے عوض اس کی میت کو ادارے میں ضرور سلا... سے لانے کا موقع فراہم کرتے۔ جبکہ انہوں نے ایسا نہیں ... اور اسی لیے نہیں کیا کہ وہ فرہاد نہیں تھا۔

بس... اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہوں گی۔ آ... والا وقت ہی میرے یقین اور عقیدے کو سچ ثابت کرے گا۔

☆☆☆

یہ کتنی عجیب سی بات تھی کہ وہ دنیا والوں کے لیے مر... تھا۔ اس کے باوجود اپنے دشمنوں کے اعصاب پر سوار تھا۔ ا... کے حواسوں پر چھایا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی دانست میں ا... لاش کو نابود کر دیا تھا۔ اسے بالکل ہی خاک میں ملا دیا تھا۔ اس... کے باوجود انہیں خطرے کی آہٹ سنائی دے رہی تھی۔

یہ دھڑکا لگا ہوا تھا کہ وہ نامعلوم آتما شکتی جاننے والا فرہا... کی آتما کو کسی بھی وقت کسی نئے جسم میں پہنچانے والا ہے ا... فرہاد کسی نئے چہرے اور نئے روپ میں ان کے خلاف م... آرائی کے لیے آنے والا ہے۔

وہ دشمن زیادہ سہمے ہوئے تھے۔ جنہوں نے فرہاد کی لاش... کو بم سے اڑا دینے کا مشورہ دیا تھا۔ وہ عملی طور پر بھی ا... سازش میں شریک رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ فرہاد کی آتما ... یہ بات چھپی نہیں رہے گی۔ وہ ہر ایک سے گن گن کر بدلہ ... گا۔

برین ماسٹر بہت ہی مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔ اس ک... باوجود بھی وہ اندر سے سہما ہوا تھا۔ اس نے کمیٹی کے اراکین ... اس بات پر مائل کیا تھا کہ فرہاد کی لاش کو نابود کر دینا چاہیے۔ ... کہ اس کا دماغ بھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے اور فرہاد کی آ... کبھی کسی کے جسم میں داخل ہو کر اس دماغ کو استعمال نہ ک... سکے۔

برین ماسٹر کی مرضی کے مطابق ایسا ہو چکا تھا لیکن ... دوسروں کی طرح وہ بھی اسی اندیشے میں مبتلا تھا کہ اس ک... آتما کسی نئے جسم میں سمائے گی اور یہ نیا فرہاد اس سے چھپ ک... اس کے تمام گہرے رازوں سے واقف ہوتا رہے گا اور ا... بری طرح نقصان پہنچاتا رہے گا۔

مہاراج گندھراج منتر جوگی نے مرنے سے پہلے کہا ... کہ فرہاد کی آتما اس کے قابو میں ہے اور وہ آدھی رات کے بع... ایک نئے جسم میں داخل ہو گی۔ اس منتر جوگی کا یہ جھوٹ اب

...رعب ہی کے دل و دماغ میں نقش ہو گیا تھا۔ سب ہی خوف ...ہ ہو کر ایک نئے روپ میں فرہاد کی واپسی کے منتظر تھے۔

...وچ ڈاکٹر منتر جوگی نے برین ماسٹر سے یہ بھی کہا تھا کہ تم ... ہلاک کرنے کے بعد بہت پچھتاؤ گے اور اب واقعی وہ پچھتا ...رہا تھا۔ یہ سوچ رہا تھا کہ اگر میں منتر جوگی کو زندہ رکھتا اور اسے ... کر کے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اپنا تابعدار بناتا تو ...ابھی اس کی آتما شکتی کے ذریعے فرہاد پر بھی حکومت کرتا رہتا۔ ... اس طرح کہ فرہاد کی آتما وچ ڈاکٹر منتر جوگی کی غلام بن کر ... اور منتر جوگی برین ماسٹر کا غلام بنا رہتا۔

لیکن حقیقت کیا تھی؟

یہ تھی کہ نہ تو منتر جوگی نے فرہاد کی آتما کو غلام بنایا تھا اور نہ ... فرہاد کی آتما کسی نئے جسم میں داخل ہو کر اپنے دشمنوں سے ...ال لینے والی تھی۔

ویسے کبھی کبھی جھوٹ بھی سچ ہو جاتا ہے۔ اب ایسا ہو یا نہ ... لیکن آدھی رات کے بعد ایک نیا فرہاد جنم لینے والا تھا۔ ڈاکٹر ...تر جوگی کا جھوٹ ایک دوسرے طریقے سے سچ ہونے والا ...

آیئے.... میں آپ کو اس داستان کے ایک نئے موڑ پر ...لاتی ہوں۔ یہاں سے فرہاد آپ کے سامنے اس طرح ...موجود رہے گا کہ اس کا وجود ہوگا اور نہیں بھی ہوگا۔ آپ کو دیکھنا ... سمجھنا ہے، کہ بات کیا ہو رہی ہے اور یہ بات کہاں تک پہنچنے ...والی ہے؟

پچھلے باب میں یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ منتر جوگی اپنے ...ایک غلام ٹیلی پیتھی جاننے والے سے بہت اہم کام لیا کرتا تھا ...اب پوری تفصیل سے اس کا ذکر لازمی ہو گیا ہے۔

اس غلام ٹیلی پیتھی جاننے والا کا نام بائے باک کرسچن ...تھا۔ وہ افریقا کے ایک سیاہ فام حبشی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا، ...یسائی مشینری کے زیر اثر رہ کر اس کے دادا نے عیسائی مذہب ...ل کر لیا تھا، وہ سب افریقا سے ہجرت کر کے جرمن کے ایک ...شہر فرینکفرٹ آ گئے تھے۔

بائے باک کرسچن کا باپ جرمنی انٹیلی جنس میں ایک اہم ...ے پر فائز تھا۔ وہاں کے ریکارڈ روم کا انچارج تھا۔ بائے ...ک کرسچن نے پندرہ برس کی عمر میں اپنے باپ کی زبان سے ...ہاد علی تیمور کا نام سنا۔ وہ گھر آ کر اپنی بیوی اور بچوں سے فرہاد کا ...کر کیا کرتا تھا اور بڑا حیران ہوتا تھا کہ اس ایک شخص سے سپر ...ور کہلانے والے بھی خوفزدہ رہتے ہیں۔

بائے باک کرسچن بہت ہی ذہین اور مستقل مزاج تھا۔ وہ ...نے باپ سے ضد کیا کرتا تھا کہ فرہاد کے بارے میں اسے زیادہ سے زیادہ بتایا جائے اور باپ اپنے اکلوتے بیٹے کو روز صبح وشام فرہاد کے بارے میں ایک ایک بات تفصیل سے بتاتا تھا۔

اس طرح اس کے اندر یہ جذبہ اور عزم پیدا ہوا کہ وہ بھی ٹیلی پیتھی سیکھے گا اور فرہاد کی طرح بڑے بڑے کارنامے انجام دے گا۔

ٹیلی پیتھی کا علم سیکھنے کے بارے میں سب ہی سوچتے ہیں مگر سیکھ نہیں پاتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ صرف ذہین اور فولادی ارادہ رکھنے والے ہی اسے سیکھ سکتے ہیں۔ بائے باک کرسچن میں یہ خوبی موجود تھی۔ وہ تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ یوگا اور خیال خوانی کی مشقیں کرتا رہا۔ اس نے دن کو دن اور رات کو رات نہیں سمجھا۔ ٹیلی پیتھی کو اپنا کھانا' پینا اور اوڑھنا بچھونا بنا لیا، اس کے اندر ایسی لگن اور جذبہ تھا کہ ایک برس کے بعد ہی اس نے اپنے اندر بڑی تبدیلیاں محسوس کیں۔ وہ بارہ ماہ کی مشقوں کے بعد پندرہ منٹ تک سانس روک لیتا تھا۔ کبھی کبھی تو ایسا لگتا تھا' جیسے اس کی سوچ کی لہریں ذہن سے نکل کر کسی دوسری جگہ پہنچ چکی ہیں۔ جس کی آواز اور لب و لہجے سے متاثر ہوتا تھا، اس کی سوچ کی لہریں وہیں پہنچ جاتی تھیں۔

دو برس کی مسلسل محنت کے بعد وہ خیال خوانی کی پرواز کرنے کے قابل ہو گیا۔ اسے فرہاد سے اتنی محبت اور اتنا لگاؤ تھا کہ وہ اس کے حوالے سے بابا صاحب کے ادارے کے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم کرتا رہتا تھا۔

جب بندہ کسی کو اپنا محبوب اور مطلوب بنا لیتا ہے۔ تو پھر اسی کے نقش قدم پر چلنے لگتا ہے۔ وہ فرہاد کی پرستش کرنے کی حد تک اسے چاہنے لگا تھا، اس کی چاہت کی انتہا یہ تھی کہ اس نے بیس برس کی عمر میں اسلام قبول کر لیا۔ اس کا نام بائے باک کرسچن تھا۔ اس نے اسلام قبول کرتے ہی اس نام میں تبدیلی کی اور اپنا نام بے باک مومن رکھ لیا۔

یوں مذہب تبدیل کرنے سے ماں باپ ناراض ہو گئے۔ ماں نے کہا۔ ”تمہیں اپنے باپ دادا کا مذہب نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔ ہم عیسائی ہیں۔ تمہیں عیسائی ہی رہنا چاہیے۔“

اس نے جواب دیا۔ ”ہمارے دادا پردادا کا مذہب عیسائی نہیں تھا۔ بلکہ کوئی مذہب ہی نہیں تھا۔ آپ لوگوں نے عیسائیت کو قبول کیا اور میں نے اسلام کو.... یہ اپنے اپنے دل کا سودا ہوتا ہے۔“

انہوں نے کہا۔ ”تم ہی فیصلہ کرو کہ ایک طرف تمہارے ماں باپ ہیں اور دوسری طرف اسلام ہے۔ تم کسے چھوڑو گے اور کسے اپناؤ گے؟“

وہ بولا۔ ”آپ اسلام کی بات رہنے دیں۔ یہ مذہب تو

میرے لیے ایک گھر ہے۔ مضبوط چار دیواری ہے۔ اس چار دیواری کے اندر میں اپنے محبوب اپنے مطلوب فرہاد علی تیمور کو پاسکوں گا۔ لہٰذا آپ یہ سوال کریں کہ ایک طرف آپ ہیں اور دوسری طرف فرہاد علی تیمور...... تو میں کدھر جاؤں گا؟"

انہوں نے بیٹے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا اس نے کہا۔ "میں ساری دنیا کو چھوڑ کر اور اپنی جان کو بھی آپ کے قدموں میں رکھ کر فرہاد کی ہی طرف جاؤں گا۔"

وہ ان کا ایک ہی بیٹا تھا۔ باقی بیٹیاں تھیں۔ وہ اسے چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ آخر مجبور ہو کر بولے۔ "ٹھیک ہے، تم ذہین ہو بالغ ہو۔ اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کا حق رکھتے ہو۔ ہم تمہارے کسی فیصلے پر اعتراض نہیں کریں گے۔"

بے باک مومن کوئی بڑا کارنامہ انجام دے کر فرہاد سے رابطہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ ایک گمنام خیال خوانی کرنے والے کی حیثیت سے کئی چھوٹے بڑے مجرموں سے ٹکراتا رہا۔ خیال خوانی کے سلسلے میں تجربات حاصل کرتا رہا۔ فرہاد کا ایک ایک کارنامہ اس کے ذہن میں نقش رہتا تھا۔ وہ ہر بات میں ہر کام میں فرہاد کی ہی نقل کیا کرتا تھا۔ اسی کے طور طریقوں کے مطابق اپنے مخالفین سے نمٹنے کی کوششیں کرتا رہتا تھا۔

خوش بختی اور بدبختی آگے پیچھے چلتی ہیں۔ اچانک ہی بے باک مومن کی بدبختی کے دن آگئے۔ وہ ایک بار بیمار ہوا، پھر پتا نہیں کس طرح مہاراج گندھراج منتر جوگی کو معلوم ہوگیا کہ وہ ٹیلی پیتھی جیسا غیر معمولی علم جانتا ہے۔ اس نے اپنے کالے عمل کے ذریعے اسے اپنا اسیر بنالیا۔

پتا نہیں اس نے کیسا خطرناک عمل کیا تھا کہ وہ اپنے ماں باپ کو اور بہنوں کو بھی بھول گیا تھا۔ یہ بھی یاد نہیں تھا کہ وہ کس ملک، کس خاندان اور قبیلے سے تعلق رکھتا ہے؟ وہ اپنی پچھلی ہسٹری بالکل ہی بھول گیا تھا۔ صرف اتنا یاد تھا کہ منتر جوگی کا غلام ہے اور اس کی غلامی کرتے کرتے جان دے دینا اس کا فرض ہے۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ کالا عمل ذرا کمزور پڑتا تھا۔ ایسے وقت اسے اپنی کوئی نہ کوئی بات یاد آتی تھی اور وہ سوچتا تھا کہ ایک جادو جاننے والے کا غلام بن کر وہاں زندگی کیوں گزار رہا ہے؟

وہ صرف ایسا سوچتا تھا لیکن وہاں سے بھاگ نہیں پاتا تھا۔ کوئی انجانی طاقت اس کا راستہ روکتی تھی۔ منتر جوگی پھر اس پر نئے سرے سے عمل کرتا تھا اور وہ پھر سے غائب دماغ ہو کر اسی کے قدموں میں رہنے لگتا تھا۔

آخر بدبختی کے وہ دن ختم ہونے لگے اور خوش بختی لوٹ کر آنے لگی۔ منتر جوگی کی ہلاکت کے دوسرے ہی لمحے میں اسے نجات مل گئی۔ ادھر اس کی جان نکلی، ادھر اسے کالے عمل سے رہائی نصیب ہوگئی۔

اس نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔ فوراً ہی بھاگتا ہوا باتھ روم میں گیا، وہاں غسل کرنے کے بعد کمرے میں آکر دوسرا لباس پہن کر فوراً ہی سجدے میں گر پڑا۔ دیر تک ایک ہی سجدے میں گڑگڑاتا رہا۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہا۔ جب کہ اس نے جان بوجھ کر کبھی کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ ایک صاف ستھری زندگی گزارتا آرہا تھا۔ اس کے باوجود وہ کہہ رہا تھا کہ جانے انجانے میں اس سے کوئی بھی غلطی ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے اور آئندہ ایسے شیطانوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

اس نے نماز ادا کرنے کے بعد سوچا کہ وہ منتر جوگی میرے محبوب فرہاد علی تیمور کو اپنا غلام بنانا چاہتا تھا۔ اس کا ایک دشمن برین ماسٹر اس غلامی کے سلسلے میں منتر جوگی سے سودا کر رہا تھا۔ اسے بڑی سے بڑی رقم ادا کرنے والا تھا مگر ایسا نہ ہوسکا' اس ماسٹر نے منتر جوگی کو ہی ہلاک کردیا۔

وچ ڈاکٹر کی تابعداری کرتے ہوئے اس نے یہ اچھی طرح معلوم کرلیا تھا کہ برین ماسٹر فرہاد علی کا بدترین دشمن ہے۔ اسے یاد آیا کہ منتر جوگی نے اپنے پراسرار علم کے ذریعے برین ماسٹر کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کی ہیں اور ان معلومات کو ایک ڈائری میں تفصیل سے لکھتا رہا تھا۔

وہ فوراً ہی اپنی کار میں بیٹھ کر اسے ڈرائیو کرتا ہوا منتر جوگی کی رہائش گاہ میں پہنچا۔ وہاں ایک کمرے میں اس کی لاش پڑی تھی۔ کالے جادو سے تعلق رکھنے والا سامان دور تک بکھرا ہوا تھا۔ وہ اب تک منتر جوگی کے دماغ میں رہ کر اس سے بات کرتا رہا تھا اور اس کے احکامات کی تعمیل کرتا رہا تھا۔ کبھی کبھی وہ اسے اپنے سامنے بلاتا تھا۔ ورنہ اسے دور ہی دور رکھتا تھا۔

بے باک مومن نے وہاں پہنچ کر سب سے پہلے اس کی الماری کھولی۔ وہاں کتنی ہی ڈائریاں اور فائلز رکھی ہوئی تھیں۔ جو بدترین مجرم اور سازش کرنے والے سیاست داں اس سے تعلق رکھتے تھے اور کالے عمل سے اپنا کام نکالتے تھے۔ ان سب کی ہسٹری ان کے نام پتے ان تمام فائلز میں لکھے ہوئے تھے۔ اس نے سب سے پہلے اس ڈائری کو کھولا، جس میں برین ماسٹر کے بارے میں تفصیلات لکھی ہوئی تھیں۔ اس کے چند صفحات پر سرسری سی نظر ڈال کر اطمینان حاصل کیا۔ وہ اس کے سب سے زیادہ کام کی چیز تھی پھر اس نے دوسری تمام ڈائریوں اور فائلز کو ایک بڑے سے بیگ میں رکھ لیا اور وہاں سے چلا

آیا۔ یہ جانتا تھا کہ پولیس والوں کو جب اس کی ہلاکت کا علم ہوگا تو وہاں قانون کے محافظ چلے آئیں گے۔

اسے اپنی رہائی کی جتنی خوشی تھی، اتنا ہی فرہاد کی موت کا غم بھی تھا۔ اس کے دل میں یہ حسرت تھی کہ کبھی فرہاد کے پاس جائے گا اور اپنے کارناموں کے ذریعے اپنے محبوب کا دل جیتے گا پھر شاید تمام عمر اسی کے قدموں میں اسے زندگی گزارنے کی اجازت مل جائے گی۔ اس طرح اس کی زندگی کی پہلی اور آخری خواہش پوری ہو جائے گی اور وہ فرہاد کے سائے میں رہ کر اس سے اور بہت کچھ سیکھتا رہے گا۔

اب اس کے سائے میں رہنے کی حسرت پوری نہیں ہو سکتی تھی لیکن اس سے جو محبت تھی اور جو عقیدت تھی، اس کے پیش نظر وہ آئندہ اس کی اولاد سے دوستی اور محبت رکھنا چاہتا تھا اور بابا صاحب کے ادارے میں کسی بھی طرح اپنی جگہ بنانا چاہتا تھا۔

وہ گھر آکر اس ڈائری کو کھول کر پڑھنے لگا، جس میں برین ماسٹر کے متعلق بہت کچھ لکھا ہوا تھا۔ منتر جوگی ماسٹر کا نام اور اس کی تاریخ پیدائش وغیرہ کچھ نہیں جانتا تھا لیکن اس نے پراسرار علم کے ذریعے اس کا ایک زائچہ بنایا تھا۔ وہ زائچہ علم فلکیات کے ماہر نجومیوں کے زائچوں سے بالکل مختلف تھا۔ منتر جوگی اس زائچے کا مطالعہ کرتا رہتا تھا اور ماسٹر کی مصروفیات اور اس سے تعلق رکھنے والے اہم افراد کے متعلق بہت کچھ معلوم کرتا رہتا تھا اور یہ تو پچھلے باب میں بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ماسٹر کا پتلا بنا کر کس طرح اس کا پتا ٹھکانا معلوم کیا تھا۔ اس سے اکثر فون کے ذریعے رابطہ رہتا تھا، اس لیے وہ اس کا فون نمبر بھی جانتا تھا۔

وہ ڈائری پڑھنے کے بعد سر جھکا کر سوچنے لگا۔ ''ماسٹر میرے آئیڈیل کی جان لینا چاہتا تھا۔ میں اس کی جان تو نہیں لوں گا لیکن اس کی زندگی کو عذاب بنا دوں گا۔ اس پاکھنڈی نے فرہاد صاحب کی آتما کو غلام نہیں بنایا تھا لیکن ماسٹر سے جھوٹ کہا تھا کہ ان کی آتما اس کی غلام بن چکی ہے اور آج آدھی رات کو ایک نئے جسم میں داخل ہونے والی ہے۔ جب کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر مسکرانے لگا، یہ خیال ذہن میں آیا کہ وہ فرہاد علی تیمور بن کر منتر جوگی کے جھوٹ کو سچ بنا سکتا ہے اور ماسٹر کو دہشت زدہ کر سکتا ہے۔

یہ اچھا آئیڈیا تھا۔ وہ اپنے اس خیال پر سنجیدگی سے غور کرنے لگا۔ اس کے ہر پہلو کا جائزہ لینے لگا اس کو دہشت زدہ کرنے کی ایک صورت تو یہ تھی کہ آج رات بارہ بجتے ہی وہ فرہاد بن کر اس سے فون پر رابطہ کر سکتا تھا اور یہ کہہ سکتا تھا کہ منتر جوگی نے اپنی ہلاکت سے پہلے جو منتر پڑھے تھے ان کے اثر سے ہی وہ ایک نئے جسم میں داخل ہو چکا ہے۔ فون پر یہ بات سنتے ہی اس کی نیندیں اڑ جائیں گی۔''

بے باک مومن کسی بھی معاملے میں جلد باز نہیں تھا۔ اس نے سوچا۔ ''ایسا کرنے سے وہ خوفزدہ تو ہوگا لیکن فوراً ہی فون بدل دے گا اور جہاں ابھی ہے وہ جگہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلا جائے گا پھر اس کا سراغ نہیں مل سکے گا۔ لہٰذا ایسی تدبیر پر عمل کیا جائے جس کے نتیجے میں وہ ماسٹر ہمیشہ نظروں کے سامنے رہے اور کبھی روپوش ہو کر پراسرار نہ بن سکے۔

وچ ڈاکٹر نے اپنے پُراسرار علم سے معلوم کیا تھا کہ برین ماسٹر کی ایک بیوی ہے اور ایک پچیس برس کا بیٹا اور اٹھارہ برس کی ایک بیٹی ہے۔ وہ سب لندن میں رہتے ہیں لیکن ماسٹر اسی شہر میں رہنے کے باوجود اپنی بیوی اور بچوں سے دور رہتا ہے۔ کبھی اچانک ان کے پاس جا کر دو چار گھنٹے گزارتا ہے پھر وہاں سے چلا آتا ہے۔

منتر جوگی نے ماسٹر کی بیوی کا بھی پتلا بنا کر اس کی رہائش گاہ کا پتا معلوم کیا تھا۔ وہ سب پتے ٹھکانے اس ڈائری میں ہی درج تھے۔

بے باک نے سوچا۔ ''برین ماسٹر فرہاد صاحب کے پوتے کو اپنے قابو میں کر کے انہیں اپنے سامنے جھکانا چاہتا تھا۔ یہی طریقہ کار مجھے بھی اختیار کرنا چاہیے۔ میں بھی ماسٹر کے بیٹے اور بیٹی کو ٹریپ کر کے اس کی بہت ساری کمزوریوں سے کھیل سکتا ہوں۔''

یہ طریقہ کار مناسب تھا۔ اس نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا۔ رات کے آٹھ بجے فرینکفرٹ سے ایک فلائٹ لندن جانے والی تھی، اس نے فون کے ذریعے اپنے لیے ایک سیٹ او کے کرائی۔ فون پر کہا گیا۔ ''اگر آپ ایک گھنٹے کے اندر یہاں آکر پیمنٹ کریں گے تو سیٹ او کے ہوگی۔ ورنہ یہ کسی دوسرے کو دی جا سکتی ہے۔''

اس نے وعدہ کیا کہ وہ ایک گھنٹے کے اندر ہی وہاں پہنچ جائے گا۔ ویسے یہ جانتا تھا کہ سیٹ اسی کے لیے او کے رہے گی۔ وہ فرینکفرٹ پہنچنے تک اس بکنگ کلرک کو اپنے زیر اثر رکھے گا، سیٹ کہیں نہیں جائے گی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر سفر کی تیاری کرنے لگا، اس نے اپنے اٹیچی میں ضروری سامان کے ساتھ ان تمام ڈائریوں اور فائلز کو بھی رکھ لیا۔ ان کے ذریعے وہ صرف ماسٹر کے بارے میں ہی نہیں کتنے ہی اور بدنام زمانہ مجرموں اور بابا صاحب کے ادارے سے دشمنی رکھنے والوں کے

...ے میں بہت کچھ جان سکتا تھا۔

☆☆☆

پارس، پورس، الپا، کبریا، تاشہ، انوشے، عالی، جمائلہ ...ی گم صم سے ہو کر رہ گئے تھے۔ ایک تو فرہاد کی موت کا ...مہ ہی کچھ کم نہ تھا، اوپر سے اس کی لاش کی بے حرمتی کی گئی ...ی۔ اس طرح سے اس کے چیتھڑے اڑا دیے گئے تھے کہ ...آخری وقت کفن بھی نصیب نہیں ہوا تھا اور فرہاد کے چاہنے ...لوں سے یہ توہین برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

...فیملی کے تمام افراد بابا صاحب کے ادارے میں تھے، ...ف عالی انڈیا میں تھی۔ پارس، پورس، الپا اور کبریا نے اعلیٰ حضرت کے سامنے حاضری دی۔ ان کے سامنے جا کر کہا۔

''آپ کا فیصلہ سر آنکھوں پر۔ بے شک، ہمارے پاپا کی لاش کے ٹکڑے دوسری لاشوں سے اس طرح مل گئے ہیں کہ انہیں الگ نہیں کیا جا سکتا۔ پاپا کی شناخت نہیں ہو سکتی پھر بھی مردہ خانے کے جتنے جسم گڈمڈ ہو گئے ہیں۔ ان میں سے تھوڑا گوشت اور ہڈیاں نکال کر انہیں کفن پہنایا جا سکتا ہے۔''

الپا نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ ''ہم یہ سوچ کر ہی صدمے سے ٹوٹ رہے ہیں کہ ہمارے پاپا کو آخری وقت میں کفن بھی نصیب نہیں ہونے والا ہے۔''

اعلیٰ حضرت نے کہا۔ ''صدمہ کرنا یا رونا نہیں چاہیے، میں ...نے مرحوم کی لاش کو کفن پہنانے سے منع نہیں کیا ہے۔ ہمارے ادارے کے چند کارکن سوئٹزرلینڈ میں ہیں۔ وہ میری ہدایت کے مطابق ان لاشوں میں سے تھوڑا سا گوشت اور ہڈیاں سمیٹ کر لے آئیں گے۔''

سب نے مطمئن ہو کر انہیں دیکھا۔ کبریا نے پوچھا۔ ''آپ نے تو کہا تھا کہ پاپا کی تدفین یہاں ادارے کے اندر نہیں ہوگی؟''

''میں نے درست کہا تھا۔ تم سب ادارے سے باہر جا کر اس کی تدفین کے لیے کوئی مناسب سی جگہ خرید لو۔ وہاں آخری رسومات ادا کرو لیکن......''

پورس نے پوچھا۔ ''لیکن کیا......؟''

''لاشوں کے جو ٹکڑے تدفین کے لیے لائے جائیں گے ہو سکتا ہے اس میں غیر مسلموں اور دشمنوں کے ٹکڑے بھی ہوں۔ ان غیر مسلموں کی وجہ سے نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔''

ان سب نے پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا پھر کبریا نے کہا۔ ''اعلیٰ حضرت! بے شک غیر مسلموں کی لاشوں کے ٹکڑے بھی ہوں گے لیکن ہم تو اپنے پاپا کے لیے نماز پڑھنا چاہیں گے؟''

انہوں نے کہا۔ ''اگر تم ایک پتھر کے بت کو سامنے رکھ کر سجدہ کرو اور یہ کہو کہ تم بت کو نہیں بلکہ اس کے اندر موجود رہنے والے اپنے رب کو سجدہ کر رہے ہو۔ تو یہ سراسر گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے والی باتیں ہوں گی۔ بہتر طریقہ یہی ہے کہ ابھی میت کا جو بھی حصہ آ رہا ہے، اس کی آمد سے پہلے ہی نمازیں پڑھو اللہ کو یاد کرو۔ اپنے پاپا کی مغفرت کے لیے دعائیں مانگو۔ جب لاش کا کچھ حصہ آجائے تو اپنے دلی اطمینان کے لیے اسے کفن پہنا کر آخری فرض ادا کر دو اور وہاں سے چلے آؤ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی جتنی عبادت کر سکو کرو اپنے پاپا کی مغفرت کے لیے رب کی جتنی بھی خوشنودی حاصل کر سکتے ہو کرتے رہو۔''

انہوں نے ایک ذرا توقف سے کہا۔ ''میں تمہیں واضح الفاظ میں سمجھا دوں کہ شیطان تمہارے پاپا کی لاش میں ملاوٹ کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کے اندر آنا چاہتا ہے۔ قبر میں ہی سہی اپنے لیے جگہ بنانا چاہتا ہے۔ مردہ کبھی زندہ نہیں ہوتا اس کے باوجود ہمارے دین میں ملاوٹ کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ تم بھی اپنے دین میں کسی بھی قسم کے عقیدے کی یا نظریے کی ملاوٹ ذرا بھی قبول کرو گے تو شیطان کو تمہارے اندر دور تک پہنچنے کا راستہ مل جائے گا۔''

انہوں نے ایک ذرا توقف سے کہا۔ ''الپا کو یہاں رہنے دو اور تم سب جاؤ۔''

وہ سب ادب سے سر جھکا کر الٹے قدموں چلتے ہوئے حجرے سے باہر چلے گئے۔ وہ بڑے جذبے سے بولی۔ ''آپ نے مجھے بابا صاحب کے ادارے میں آنے کی اجازت دی ہے۔ میں آپ کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔ آج زندگی میں پہلی بار آپ کے روبرو آئی ہوں۔ آپ مجھ سے تنہائی میں مل کر میرا ایمان بڑھا رہے ہیں۔''

انہوں نے کہا۔ ''جب تم کٹر یہودی تھیں۔ پارس کی، فرہاد کی اور اسلام کی دشمن تھیں تب بھی میں تمہاری حمایت کرتا رہا تمہارے برے وقت میں کام آتا رہا۔''

''بے شک، ماضی میں آپ سے جتنی محبتیں عنایتیں ملتی رہیں۔ وہ سب میرے دل و دماغ میں نقش ہیں۔ جب انوشے پیدا ہونے والی تھی تب میں دماغی طور سے بہت کمزور تھی۔ میرے کتنے ہی دشمن میرے اندر آکر مجھے نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ کوئی مار ڈالنا چاہتا تھا اور کوئی مجھے اپنے تابعدار بنا لینا چاہتا تھا۔ حتیٰ کہ پاپا اور پارس سب ہی مجھ سے بیزار ہو گئے تھے۔ کوئی میری مدد کرنا نہیں چاہتا تھا۔ ایسے وقت آپ نے میری

دستگیری کی تھی۔ مجھے تمام دشمنوں سے محفوظ رکھا تھا۔ میں یہ بھی سمجھ نہیں پائی کہ آپ ابتدا سے اب تک مجھ پر کیوں مہربان ہوتے رہے ہیں؟"

"اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔ یہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے کہ تمہارے بطن سے پیدا ہونے والی بیٹی دین اسلام کی بہت بڑی مبلغ اور روحانی علوم میں کمال حاصل کرے گی۔ ایسی باکمال بچی کی والدہ کا احترام لازمی تھا۔ اس لیے میں تمہاری عزت کرتا رہا اور تم سے محبت کرتا رہا۔ پھر میرا علم یہ بھی کہتا تھا کہ تم گمراہی سے نکل آؤ گی اور دیکھو کہ کس طرح اب راہ راست پر ہو۔"

"حضور! یہ آپ کی توجہ ہے۔ عنایت ہے، مہربانی ہے، میں زیادہ سے زیادہ اپنی بیٹی الوشے کے لیے مطمئن ہوں کہ وہ یہاں آپ کی سرپرستی میں رہے گی اور روحانیت کے مدارج طے کرتے ہوئے عروج حاصل کرے گی۔ میرے لیے اس سے زیادہ فخر کی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔"

انہوں نے الپا کے سر پر ہاتھ رکھا پھر کہا۔ "میری دعا تمہارے ساتھ ہے۔ اب جاؤ، مغرب کی اذان کا وقت ہو رہا ہے۔"

اسے وہاں سے جانا چاہیے تھا، لیکن اس نے اچانک ہی آگے کی طرف جھک کر اپنا سر ان کے زانوں پر رکھ دیا۔ ان کے سامنے جھکنے اور قدموں میں سر رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ اس لیے اس نے زانوں پر سر رکھا تھا۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔ "میں تمہارے اندر کی بات سمجھ رہا ہوں، تم نماز پڑھنا چاہتی ہو ناں.....؟"

اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ وہ بولے۔ "میں جانتا ہوں تم پہلے ہی غسل کر کے اس مقصد کے لیے تیار ہو کر آئی ہو۔ اب اٹھو، اور باہر جا کر وضو کرو، پھر یہاں آؤ۔"

اس نے فوراً ہی ہدایت پر عمل کیا۔ باہر جا کر وضو کرنے لگی۔ ایسے وقت اعلیٰ حضرت اس کے اندر موجود تھے اور اسے وضو کرنے کا طریقہ سمجھا رہے تھے پھر وہ سر اور سینے کو اچھی طرح سے ڈھانپ کر حجرے میں آ گئی۔ ان کے سامنے دو زانوں ہو کر بیٹھ گئی۔

انہوں نے کہا۔ "اللہ تعالیٰ جسے چاہے گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔ تمہارے اندر نماز پڑھنے کا جذبہ پیدا ہوا ہے۔ اس سے پہلے لازمی ہے کہ تم اسلام قبول کرو۔ کیا تم اس کے لیے راضی ہو؟"

اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا پھر کہا۔ "یہ میرے لیے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ آپ کے ہاتھوں اسلام قبول کروں گی اور اپنی زندگی کی پہلی نماز آپ کے ساتھ ادا کروں گی۔"

انہوں نے کہا۔ "میں باجماعت نماز ادا کرتا ہوں لیکن آج تمہارے خاطر یہاں حجرے میں نماز ادا کروں گا۔"

انہوں نے اسے چند دینی احکامات سنائے، اور سمجھائے اور ان پر عمل کرنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد کلمہ پڑھایا پھر کہا۔ "نماز کے بعد تمہیں چند آیتیں پڑھاؤں گا۔ تم ان کے معنی اور مفہوم سمجھو گی۔ انہیں ذہن نشین کرو گی تاکہ آئندہ نماز کے دوران انہیں پڑھتی رہا کرو۔"

اس نے مغرب کی نماز ان کے ساتھ ادا کی، جب بھی سجدے میں گئی اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے۔ وہ دل کی گہرائیوں سے سمجھ رہی تھی کہ آج تک اسے ایسی روحانی مسرت نہیں ملی۔ جیسی کے اس وقت مل رہی تھی۔

اعلیٰ حضرت نماز کے بعد تھوڑی دیر تک تسبیح پڑھتے رہے پھر انہوں نے کہا۔ "تم آج سے چار مہینوں اور دس دنوں تک پارس سے دور رہو گی۔ ایک طرح سے گوشہ نشینی اختیار کرو گی اور کسی سے نہیں ملو گی۔ یہ مدت گزر جانے کے بعد پارس سے تمہارا نکاح پڑھایا جائے گا۔ اس کے بعد تم دنیا داری کی طرف آ سکو گی۔"

وہ خوش ہو رہی تھی۔ اسے نئے طریقے سے... دینی طور سے ازدواجی زندگی شروع کرنے کی اجازت مل رہی تھی۔ وہ ان کے سامنے بیٹھ کر کلام پاک کی چند آیتیں سننے لگی۔ سمجھنے لگی۔ اور انہیں ذہن نشین کرنے لگی۔

میں سونیا... مسز فرہاد یہ ساری روداد بیان کر رہی ہوں۔ فرہاد کی زندگی میں نوی کرشل نے اسلام قبول کیا ہے اور اب برسوں گزرنے کے بعد الپا بھی مسلمان بن گئی ہے۔ ابھی بے باک مومن کا بھی ذکر ہو چکا ہے۔ وہ پہلے عیسائی تھا پھر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ یوں دین اسلام کی طرف مائل ہونا اور اسے قبول کرنا یہ کوئی قصے کہانیوں والی باتیں نہیں ہیں۔ دنیا کے کتنے ہی ملکوں کے کتنے ہی علاقوں سے یہ خبریں ملتی رہتی ہیں کہ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی اسلام قبول کر رہا ہے اور ایسے نومسلموں کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ جن کی خبریں اخبارات میں شائع ہوتی ہیں اور نہ ہی کسی میڈیا کے ذریعے نشر ہوتی ہیں۔

امریکا جیسے ترقی یافتہ ملک میں، جہاں بے حیائی اور جرائم کا بازار گرم رہتا ہے۔ وہاں بھی امن و سکون کے متلاشی افراد گھبرا گئے ہیں۔ بدحواس ہو گئے ہیں۔ وہ بے اختیار اسلام کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق امریکا میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ عجیب سی بات ہے کہ

ملک کے حکمران مختلف میڈیاز کے ذریعے اسلام کے خلاف محاذ آرائی کر رہے ہیں۔ وہیں یہ دین زیادہ سے زیادہ پھیل رہا ہے۔

بہرحال، عالی حیدرآباد میں ایمان علی کے ساتھ تھی۔ بابا صاحب کے ادارے میں آنا چاہتی تھی، لیکن ایمان علی کی پیش گوئی کے مطابق سفر نہ کر سکی۔ رکاوٹیں پیدا ہو گئیں۔

الپا نے خیال خوانی کے ذریعے وہاں پہنچ کر اس گرد کھنڈال کا خاتمہ کیا تھا۔ اس کے بعد رکاوٹ دور ہو گئی تھی۔ اس کے بعد ایمان علی نے کہا تھا۔ "تمہارے ستارے کہہ رہے ہیں، تم ابھی سفر نہیں کرو گی۔ میرے ساتھ یہیں رہو گی۔"

عالی کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ ایمان علی سچی پیش گوئی کرتا ہے۔ آئندہ بھی وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اس کے راستے میں کس طرح رکاوٹ پیش آئے گی؟ آخر ایسی کیا بات ہو گی کہ وہ سفر نہیں کر سکے گی؟

پھر جلد ہی اس کی پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔ یہ اطلاع ملی کہ جس مردہ خانے میں فرہاد کی لاش رکھی ہوئی تھی وہاں بم دھماکا ہوا ہے۔ فرہاد کے ساتھ کتنی ہی لاشوں کے پرخچے اڑ گئے ہیں۔

پھر اسے اطلاع ملی کہ بابا صاحب کے ادارے میں اس کے پاپا کی لاش کے ٹکڑے نہیں لائے جائیں گے اور نہ وہاں ان کی تدفین ہو سکے گی۔ اس ادارے کے باہر کہیں تدفین کے انتظام کیے جا رہے ہیں۔

ایمان علی نے کہا۔ "اب سوچو اور سمجھو کہ وہاں جا کر کیا کرو گی؟ نہ اپنے پاپا کی لاش پہچان سکو گی۔ نہ آخری بار ان کا چہرہ دیکھ سکو گی، اعلیٰ حضرت نے نماز جنازہ بھی پڑھنے سے منع کر دیا ہے، یہ ہدایت کی گئی ہے کہ ان کی تدفین کے بعد ادارے میں واپس آ کر نمازیں پڑھی جائیں۔ اور ان کی مغفرت کے لیے دعائیں کی جائیں۔ تمہیں بھی یہی کرنا چاہیے۔ ہم یہاں نماز پڑھیں گے اور ان کی مغفرت کے لیے دعا کریں گے۔"

عالی نے سر جھکا لیا۔ اس نے بابا صاحب کے ادارے میں جانے کے لیے ضد نہیں کی، یہ اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ اسے فی الحال وہیں رہنا ہے۔ وہاں سے کہیں نہیں جانا ہے۔

اس نے کہا۔ "آپ وقت سے پہلے ساری باتیں بتا دیتے ہیں۔ میں ہی اب تک نہیں مانتی تھی۔ اب مان رہی ہوں۔ لیکن... یہ سوچ کر غصہ آ رہا ہے کہ میرے پاپا کی میت کو نیست و نابود کیا گیا ہے۔ ایسا یقیناً سازش کے تحت ہی کیا گیا ہے۔ میں وہاں جا کر سازش کرنے والوں کا سراغ لگانا چاہتی ہوں۔ پلیز، آپ میرا زائچہ پھر سے دیکھیں اور بتائیں کہ میں کب تک دشمنوں کا محاسبہ کرنے کے لیے یہاں سے جا سکوں گی؟"

"اچھی بات ہے۔ اذان ہو رہی ہے۔ میں نماز کے بعد تمہارے زائچے کا مطالعہ کروں گا۔"

وہ دونوں اٹھ کر اپنے اپنے کمروں میں نمازیں ادا کرنے چلے گئے۔

☆☆☆

بے باک مومن لندن پہنچ گیا۔ وہاں اس نے سیون اسٹار ہوٹل میں ایک کمرا حاصل کیا پھر آرام سے بیٹھ کر سوچنے لگا کہ فرینکفرٹ کے وقت کے مطابق آدھی رات ہونے والی ہے۔ برین ماسٹر ابھی تجسس میں مبتلا ہو گا۔ یہ انتظار کر رہا ہو گا کہ فرہاد کی آتما کسی نئے جسم میں پہنچنے کے بعد کیا کرنے والی ہے؟

بے باک نے سوچا۔ "ماسٹر کو ابھی پوری طرح یقین نہیں ہو گا کہ وہ آتما کسی نئے جسم میں جا سکتی ہے اور نئی زندگی شروع کر سکتی ہے۔ لہٰذا اسے یقین دلانا ہو گا کہ منتر جوگی کے آخری الفاظ کے مطابق وہ آتما ایک نئے جسم میں پہنچ چکی ہے اور ایک نیا فرہاد جنم لے چکا ہے۔"

ابھی بارہ بجنے میں دس منٹ باقی تھے اور وہ آدھی رات کے بعد کسی بھی وقت اس کا سکون برباد کرنا چاہتا تھا۔ اس وقت آرام سے بیٹھ کر فرہاد کے بارے میں بڑی محبت اور عقیدت سے سوچنے لگا۔ "کیا ہی اچھا ہوتا اگر انہیں تھوڑی سی زندگی اور مل جاتی۔ مرنا تو سب کو ہے، انہیں بھی موت آتی لیکن اتنی جلدی نہ آتی۔"

پھر اس نے سوچا۔ "ان کی میت بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ گئی ہو گی۔ وہاں آخری رسومات ادا کی جا رہی ہوں گی۔ مجھے اس سلسلے میں کچھ معلوم کرنا چاہیے۔"

اس نے فون کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ کیا۔ وہاں کے انچارج خلیل بن مکرم کے ماتحت نے فون اٹینڈ کیا اور پوچھا۔ "فرمائیے۔ آپ کون ہیں؟ اور کیا چاہتے ہیں؟"

اس نے کہا۔ "میں مرحوم فرہاد علی تیمور کا عقیدت مند ہوں۔ یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی تدفین کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے؟ کیا میں ان کی کسی وائف یا کسی بچے سے فون پر بات کر سکتا ہوں؟"

اس نے جواب دیا۔ "مرحوم کی تدفین بابا صاحب کے ادارے میں نہیں ہو گی۔ اچانک ایک ایسا واقعہ پیش آیا ہے جس کے بعد ان کی لاش ناقابل شناخت ہو گئی ہے۔ اس لیے اب انہیں ادارے میں نہیں لایا جائے گا۔ ان کی وائف اور بچے

سب ہی صدمے سے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ اس وقت کوئی بھی آپ سے فون پر بات نہیں کر سکے گا۔ آپ کل کسی وقت ان سے فون پر رابطہ کر سکیں گے۔"

"پلیز، مجھے بتائیں ایسی کیا بات ہوگئی ہے کہ مرحوم کی میت کو ادارے میں نہیں لایا جاسکے گا؟"

دہاں سے پوچھا گیا۔ "کیا آپ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں؟"

اس نے کہا۔ "جی ہاں، جانتا ہوں۔"

اس نے کہا۔ "تو پھر آپ میرے اندر آجائیں اور میرے خیالات پڑھ کر ساری باتیں معلوم کرلیں۔ کیونکہ میں فون پر بہت مصروف ہوں۔ دنیا کے مختلف حصوں سے لگا تار کال پر کال آرہی ہیں۔"

"کیا آپ کو یہ اندیشہ نہیں ہے کہ میں آپ کے چور خیالات پڑھ کر بابا صاحب کے ادارے کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرلوں گا یا آپ کو کسی طرح کا نقصان پہنچاؤں گا؟"

وہ بولا۔ "الحمدللہ۔ اس وقت میں بابا صاحب کے ادارے میں بیٹھا ہوں۔ یہاں کوئی خیال خوانی کرنے والا اپنے منفی ارادوں میں کامیاب نہیں ہوسکے گا۔ آپ اگر منفی خیالات رکھتے ہیں تو آزما کر دیکھ لیں۔"

اس نے رابطہ ختم کردیا، بے باک نے فوراً ہی اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے شروع کیے تب اسے پتا چلا کہ فرہاد کی لاش جس مردہ خانے میں تھی۔ دہاں بم کا دھماکا ہوا ہے اور دہاں رکھی ہوئی کئی لاشیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ایک دوسرے سے گڈمڈ ہوگئی ہیں۔

وہ اس سے آگے خیال خوانی نہ کرسکا۔ فرہاد سے اس قدر متاثر تھا کہ دل رونے کو چاہ رہا تھا لیکن مرد بندہ تھا، فولاد کا دل رکھتا تھا۔ آنسو ضبط کررہا تھا اور طیش میں آکر سوچ رہا تھا یہ سب کیسے ہوگیا؟ کس نے ایسا دھماکا کیا ہے؟ یہ سب ان دشمنوں کی چالبازی ہے۔ میں ان ذلیل سازش کرنے والوں تک پہنچ کر ہی رہوں گا اور ایک ایک سے گن گن کر بدلہ لوں گا۔

وہ تھوڑی دیر تک بڑے جوش و جذبے اور بڑی محبت سے فرہاد کے بارے میں سوچتا رہا پھر بابا صاحب کے ادارے کے اسی ماتحت کے اندر پہنچ کر دوسرے خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا کہ فرہاد کی لاش چونکہ ناقابل شناخت ہوچکی ہے اس میں غیر مسلموں اور دشمنوں کے ٹکڑے مکس ہوچکے ہیں۔ اس لیے فرہاد کی تدفین اس ادارے میں نہیں ہوسکے گی۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ دل و دماغ صدمے کی شدت سے پھوڑے کی طرح دکھ رہے تھے۔ ایک تو موت کا صدمہ تھا، دوسرا یہ کہ اس کے محبوب اس کے آقا کی لاش کی بے حرمتی کی گئی تھی۔ اس کا دل یہی کہہ رہا تھا کہ ابھی دشمن تک پہنچ کر ایک ایک کی گردن دبوچ لے اور اس طرح تڑپا تڑپا کر موت کے گھاٹ اتارے کہ وہ مرنا چاہیں لیکن مرنے نہ پائیں ان کے لیے جینا بھی مشکل اور مرنا بھی مشکل کردے۔

لیکن سوچنے سے نہ دشمن مرتے ہیں۔ نہ ان کا کوئی سراغ ملتا ہے۔ ان کی شہ رگ تک پہنچنے کے لیے صبر و تحمل ضروری ہے۔ لہٰذا وہ بھی اپنے دل و دماغ پر جبر کرنے لگا۔ صبر کرنے لگا۔

اس نے گھڑی دیکھی فرینکفرٹ کے وقت کے مطابق ایک بجنے والا تھا۔ وہ اپنے موبائل فون کے لیے دو نئی سم خرید کر لایا تھا تاکہ ان کے ذریعے انتقامی کارروائی کی ابتدا کرسکے۔

ماسٹر اصولوں کا پابند تھا۔ وقت پر کھاتا پیتا تھا لیکن اس رات نیند اڑ چکی تھی۔ رات کے بارہ بج چکے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ فرہاد کی آتما پہلے اپنے ہی جسم کی تلاش میں اس مردہ خانے کی طرف گئی ہوگی اور وہاں اپنا جسم نہ پاکر اب شاید وہ کسی نئے جسم میں داخل ہوگئی ہو۔

پریشانی اور گھبراہٹ یہ سوچ کر تھی کہ منتر جوگی سے فون کے ذریعے رابطہ رہا کرتا تھا۔ وہ اس کے دو فون نمبر جانتا تھا لہٰذا فرہاد کی آتما کو بھی دو فون نمبر معلوم ہوں گے اور ہوسکتا ہے کہ وہ فون کے ذریعے اس سے رابطہ کرے اور یہ معلوم کرنا چاہے کہ وہ کہاں چھپا بیٹھا ہے؟

ماسٹر یہ بھی جانتا تھا کہ منتر جوگی نے اس کا ایک پتلا بنایا تھا۔ اس پتلے کے ذریعے اس کا خفیہ پتا ٹھکانا معلوم کیا تھا۔ بہرحال اس نے منتر جوگی کے مرتے ہی وہ خفیہ اڈا چھوڑ دیا تھا اور اب ایک نئی پناہ گاہ میں تھا۔

پھر بھی دل میں طرح طرح کے وسوسے اور اندیشے پیدا ہورہے تھے۔ "کیا فرہاد کی آتما کو منتر جوگی کی آتما شکتی مل گئی ہوگی؟ یا اسے صرف نیا جسم ملے گا؟ اگر فرہاد کو آتما شکتی ملے گی تو وہ کم بخت اس خفیہ پناہ گاہ تک بھی پہنچ جائے گا۔ میں پاتال میں چھپنے جاؤں گا تو وہ وہاں بھی پہنچ جائے گا۔ میں نے ایک کالے جادو جاننے والے سے کام لینے کی بہت بڑی غلطی کی۔ اب اس کا نتیجہ سامنے آرہا ہے۔"

وہ سوچتے سوچتے ایسے چونکا جیسے فرہاد اس کی گردن دبوچنے آگیا ہو۔ جبکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ فون کا بزر بول رہا تھا۔ رات کی خاموشی اور سناٹے میں اس بزر کی آواز کسی بد روح کی طرح لگ رہی تھی۔ اس نے فون کو اٹھا کر نمبر پڑھے۔ وہ کوئی نیا نمبر تھا آج سے پہلے اس نمبر والے نے اس سے کبھی رابطہ نہیں کیا تھا۔

اس نے بٹن دبا کر اسے آن کرکے کان سے لگایا پھر پوچھا۔ "ہیلو....کون....؟"

فون پر ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی پریت آتما ہانپ رہی ہو۔ اور کہہ رہی ہو۔ "ہا....ہائے....ہا....ے....ے....آت....ما...."

ماسٹر کے ہاتھ سے فون گرتے گرتے رہ گیا۔ اس نے مضبوطی سے اسے پکڑ کر پوچھا۔ "کک...کون ہو تم؟ کیا تمہاری آواز ایسی ہی ہے یا تم آواز بنا کر بول رہے ہو؟"

دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ خاموشی رہی۔ اس نے فون کو دیکھا تو پتا چلا' رابطہ ختم کردیا گیا ہے۔ اس نے جو آواز سنی تھی اور جو لب و لہجہ تھا اسے اپنی گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے اندر پہنچنا چاہا تو اس آواز اور لب و لہجے سے تعلق رکھنے والا کوئی دماغ اسے نہیں ملا۔ ایسے وقت دو باتیں ہی سمجھ میں آئیں ایک تو یہ کہ کسی نے آواز بنا کر بات کی ہے یا پھر دماغ جسم کے اندر ہوتا ہے آتما کے اندر نہیں ہوتا۔ اس نے کسی کا جسم حاصل کیا ہے اور کمزوری کے باعث ہانپتے ہوئے بول رہی تھی۔

یہ خیال اور زیادہ دہشت زدہ کرنے والا تھا منتر جوگی کے آخری الفاظ دماغ میں گونج رہے تھے۔ "تم مجھے ہلاک کرنے کے بعد پچھتاؤ گے....بہت پچھتاؤ گے..."

ماسٹر کی نیند اڑ چکی تھی اب وہ صبح تک سونے والا نہیں تھا۔

بے باک مومن نے اپنے فون میں سے وہ سم نکال لی جو صرف ماسٹر کے لیے مخصوص تھی پھر اس نے ایک نئی سم ڈالی اب یہ نئی سم ماسٹر کی بیوی اور بچوں کے لیے تھی۔ وہ بیوی بچے الزبیتھ برج سے نارتھ کی طرف کچھ فاصلے پر ایک بنگلے میں رہتے تھے۔ ماسٹر کی بیوی کا نام مونیکا تھا۔ اس وقت وہ گہری نیند میں تھی۔ فون کی آواز سن کر چونک گئی۔ اس کے دھڑکتے ہوئے دل نے کہا "اتنی رات کو اس کے شوہر رچ مین (برین ماسٹر) نے محبت سے یاد کیا ہے۔" اس نے لیٹے لیٹے فون کی طرف کروٹ لی پھر ریسیور کو اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ "ہیلو ڈارلنگ! میں تمہاری مونیکا بول رہی ہوں۔"

وہ ذرا چپ ہوئی اسے محبت بھرے جواب کی توقع تھی۔ لیکن جواب سنائی نہیں دیا۔ اس نے مخاطب کیا۔ "ہیلو، ڈارلنگ!...ہیلو...رچ مین! تم چپ کیوں ہو؟"

اس نے ذرا انتظار کیا پھر ریسیور کو دیکھا۔ اس کے بعد سی ایل آئی پر نمبر پڑھے تو سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کس کا نمبر ہے؟ اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ شاید رانگ کال تھی اور اس نے سی ایل آئی میں نمبر پڑھے بغیر اپنے شوہر کو پیار سے مخاطب کرنا شروع کردیا تھا، وہ شرمندہ سی ہوئی پھر ریسیور کو کریڈل پر رکھ دیا۔

بے باک فون بند کرکے اس کے دماغ میں پہنچ گیا تھا اور اس کے خیالات پڑھ رہا تھا، معلوم ہوا کہ وہ ایک بہت ہی اچھے مزاج کی نیک سیرت عورت ہے۔ ہر ماں کی طرح اپنے بیٹے اور بیٹی سے بہت محبت کرتی ہے۔ اپنی بھرپور محبت سے ان بچوں کو باپ کی عدم موجودگی کا احساس نہیں ہونے دیتی۔

رچ مین یعنی برین ماسٹر اپنی بیوی اور بچوں سے کبھی کبھی چھپ کر ملنے آتا تھا۔ دہاں کی سوسائٹی میں اس کا نام رچ مین تھا۔ وہ اپنے نام کے مطابق بے انتہا دولت مند سمجھا جاتا تھا۔ وہاں کی اونچی سوسائٹی میں یہ بتایا گیا تھا کہ وہ سعودی عرب میں آئل ریفائنری پروجیکٹ میں ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہے اور لاکھوں ڈالرز کماتا ہے۔

وہ ماسٹر جو ڈپلیکیس مافیا تنظیم کا سربراہ تھا اور اپنے ڈپلیکیس تمام حکمرانوں کے درمیان پہنچا کر اربوں کھربوں ڈالرز کے راز چرالیا کرتا تھا، اس کے سامنے وہ لاکھوں ڈالرز کچھ بھی نہیں تھے۔ جن کا ذکر اس کی بیوی اپنی سوسائٹی میں کیا کرتی تھی۔ اس کی بیوی بیٹے اور بیٹی کے بینک اکاؤنٹس لندن، سوئٹزرلینڈ، نیویارک، واشنگٹن اور جاپان کے شہر ٹوکیو میں تھے۔ جہاں لاکھوں پونڈز کے حساب سے ان کی دولت محفوظ تھی۔

پھر جس بنگلے میں وہ رہتے تھے۔ اس کے تہ خانے میں سونے اور ہیرے جواہرات کا ذخیرہ تھا۔ برین ماسٹر نے خفیہ خزانے کے بارے میں صرف اپنی بیوی اور بیٹے کو بتایا تھا۔ بیٹی ابھی اٹھارہ برس کی تھی۔ اسے نابالغ اور نادان سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے اتنا اہم راز اسے بتایا نہیں گیا تھا۔

بے باک مومن ایک ماں کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ بیٹے کے بارے میں یہ معلوم ہورہا تھا کہ وہ ایک قد آور باڈی بلڈر ہے اور فری اسٹائل ریسلنگ کا دلدادہ ہے۔ دن رات پہلوانی کرتا ہے۔ امریکا میں ڈبلیو ڈبلیو اور را جیسے ادارے ہیں۔ جہاں پہلوانوں کی یونین ہے۔ وہاں کے بورڈ آف ڈائریکٹرز ان کی کشتیوں کے تماشوں کا اہتمام کرتے ہیں۔

ماں کے خیالات بڑے فخر سے کہہ رہے تھے کہ اس کا بیٹا جان رچ وہاں کے اسٹیڈیم میں کشتی لڑنے جاتا ہے اور ہمیشہ لاکھوں ڈالرز جیت کر آتا ہے۔ اس کا نام خطرناک کشتی لڑنے والے پہلوانوں میں سرفہرست ہے۔

وہ پہلوان بیٹا لندن میں نہیں امریکا میں تھا۔ آئندہ فلاڈیلفیا میں ہونے والے مقابلوں میں شریک ہونے والا

تھا۔ ایسے وقت ایک ماں کا دل گھبراتا تھا۔ وہ پریشان ہو کر بیٹے کے بارے میں سوچنے لگتی تھی کیونکہ مقابلوں کے دوران میں وہ بُری طرح زخمی اور لہولہان ہو جایا کرتا تھا۔

ماں کو یہ شکایت تھی کہ بیٹا نافرمان ہے۔ ماں باپ اسے شراب پینے سے منع کرتے تھے۔ وہ پینے کا عادی تو نہیں تھا لیکن فتح کا جشن مناتے وقت یا اپنی کسی نہ کسی گرل فرینڈ کے ساتھ وقت گزارتے وقت ضرور پیتا تھا۔

بے باک نے یہ سمجھ لیا کہ وہ اس نشہ کرنے والے پہلوان کے اندر کسی وقت بھی پہنچ سکتا ہے۔ برین ماسٹر کی وائف مونیکا رانگ نمبر اٹینڈ کرنے کے بعد جاگ رہی تھی۔ اس نے اس کے اندر بیٹے کے لیے جذبات پیدا کیے۔ وہ سوچنے لگی۔ ''اس وقت امریکا میں رات کے نو بجے ہوں گے۔ جان جاگ رہا ہو گا۔ کیوں نہ اس سے فون پر بات کی جائے؟''

اس خیال کے ساتھ ہی اس نے ریسیور اٹھا کر نمبر پنچ کیے پھر رابطہ ہونے پر بولی۔ ''ہائے سنی! کہاں ہو؟ کیا کر رہے ہو؟''

جان رچ نے کہا۔ ''ہائے موم! ابھی لندن میں رات کے دو بجے ہوں گے۔ کیا آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں؟''

''ہاں بیٹے! تمہارے ڈیڈ کئی دنوں سے نہیں آئے ہیں۔ ان کی بھی فکر ہے اور تمہارے بارے میں بھی سوچ رہی تھی۔ سوچا فون کر کے تمہاری آواز سنوں تو دل کو کچھ تسلی ہو گی۔''

بے باک' جان رچ کے اندر پہنچ چکا تھا۔ وہ ماں بیٹا باتیں کر رہے تھے اور وہ اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ جسمانی اعتبار سے بہت طاقتور تھا لیکن دوسرے شہزور پہلوانوں کے مقابلے میں اس لیے کمزور تھا کہ شراب و شباب کا رسیا تھا۔ برین ماسٹر بیٹے کو سمجھاتا تھا کہ یا تو شراب و شباب سے باز آ جاؤ یا پہلوانی چھوڑ دو لیکن اس کے ذہن میں یہ بات سمائی رہتی تھی کہ وہ ریسلنگ کے ذریعے دنیا کا سب سے خطرناک پہلوان کہلاتا رہے۔ دوسری طرف وہ حسین عورتوں کے پاس جانے سے باز نہیں آتا تھا اور جب ان کے قریب ہوتا تھا تو پینا بھی ضروری ہو جاتا تھا۔

ریسلنگ کے وقت جب وہ رنگ میں آ کر کسی پہلوان سے مقابلہ کرتا تھا اور اس سے مار کھاتا تھا تب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوتا تھا کہ وہ بہت ہی کمزور ہوتا جا رہا ہے پھر اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ ہارتے ہارتے کیسے جیت جاتا ہے؟ اور اپنے مقابل کو کیسے لہولہان کر دیتا ہے؟

ماسٹر نے بیٹے سے کہا۔ ''کیا تمہیں پتا ہے کہ تم کمزور ہونے کے باوجود کیسے جیت جاتے ہو؟... نہیں بیٹے! تم کبھی نہیں سمجھ سکو گے۔ دراصل میں نے ایک عامل کی خدمات حاصل کی ہیں۔ جب تم کشتی لڑتے رہتے ہو تو وہ تم پر عمل کرتا رہتا ہے۔ اس طرح تم جیت جاتے ہو اور تمہارا مقابل تم سے کئی گنا طاقتور ہونے کے باوجود ہار جاتا ہے۔''

اس نے کہا۔ ''ڈیڈ! آپ بہت اچھے ڈیڈی ہیں۔ اپنے بیٹے کو شکست کا منہ دکھانا نہیں چاہتے۔ آپ اسی طرح مجھ پر عمل کراتے رہیں۔ میں ایک ناقابل شکست ریسلر کی حیثیت سے نام کماتا رہوں گا۔''

ماسٹر نے کہا۔ ''تم میرے ایک ہی بیٹے ہو۔ میں تمہاری محبت سے مجبور ہوں۔ بہرحال ہو سکے تو اپنی فضول عادتوں سے باز آ جاؤ۔ ویسے میں تمہیں کبھی کسی سے شکست کھانے نہیں دوں گا۔ جب بھی تم کسی کے مقابل جاؤ تو پہلے مجھے انفارم کیا کرو تاکہ میں اس عامل کی خدمات حاصل کر سکوں۔''

بے باک نے اس کے خیالات پڑھ کر سمجھ لیا کہ ماسٹر کسی عامل کی خدمات حاصل نہیں کرتا ہے، بلکہ خیال خوانی کے ذریعے مقابلے کے دوران میں اپنے بیٹے کے اندر موجود رہتا ہے اور کسی بھی طرح اس سے مقابلہ کرنے والے کے اندر پہنچ جاتا ہے۔ بہرحال کسی نہ کسی طرح بیٹے کو فاتح ضرور بناتا ہے۔

ماسٹر کبھی مہینے میں ایک بار یا دو بار ان سے ملنے آتا تھا۔ ان کے ساتھ کبھی بارہ گھنٹے کبھی چوبیس گھنٹے گزارتا تھا پھر چلا جاتا تھا۔ وچ ڈاکٹر نے اس کی تین خفیہ رہائش گاہوں کے پتے ڈائری میں نوٹ کیے تھے۔ بے باک ان کے ذریعے وہاں پہنچ کر اسے گولی مار سکتا تھا اگر وہ وہاں نہ ملتا تو اپنے بیوی بچوں سے جب بھی ملنے آتا تب اسے ہلاک کر سکتا تھا لیکن کسی بھی بے حس' سنگدل اور ڈھیٹ مجرم کو ہلاک کر دو تو اس کے لیے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ وہ جان ہتھیلی پر رکھ کر ہی مجرمانہ زندگی گزارتا ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ ایک دن اسے حرام موت مرنا ہی ہے۔

بڑے بڑے خطرناک مجرموں اور ظالموں کی موت اس وقت ہونی چاہیے جب ان سے ان کی طاقت چھین لی جائے۔ انہیں کمزور بنا دیا جائے، بے باک مومن نے یہ سوچ لیا تھا کہ برین ماسٹر کو بے بس و مجبور اور کمزور بنانے کے بعد آخر میں عبرت ناک سزائے موت دے گا۔

وہ پھر سے اس کی بیوی مونیکا کے اندر پہنچ گیا۔ اب وہ گہری نیند میں تھی، اس کے خیالات نے بتایا کہ اس کی بیٹی اینا دوسرے بیڈ روم میں سو رہی ہے۔ بے باک نے اس کے خوابیدہ دماغ سے پوچھا۔ ''کیا اس کے بیڈ کے سرہانے بھی فون رکھا ہوا ہے؟''

اس کی سوچ نے کہا۔ ''نہیں، اس کے پاس ایک موبائل فون ہے۔''

اس نے موبائل فون کا نمبر معلوم کیا پھر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ اس نے چند گھنٹوں میں ماسٹر کی فیملی کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر لیا تھا اب اس کی ایک لاڈلی بیٹی کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ معلوم کرنا تھا۔

اس نے اس کے نمبر پنچ کر کے اسے کان سے لگایا۔ اینا شباب کی دہلیز پر قدم رکھ چکی تھی۔ انتہائی دولت مند باپ کی بیٹی تھی۔ کوئی فکر یا پریشانی اسے چھو کر بھی نہیں گزرتی تھی۔ وہ بڑی فراخدلی سے لائف کو انجوائے کرتی تھی اور رات ہوتے ہی بڑی مست ہو کر گہری نیند میں ڈوب جاتی تھی۔

اس کے سرہانے رکھا فون کا بزر بول رہا تھا۔ اسے پکار رہا تھا۔ وہ گہری نیند میں تھی۔ کسمسانے لگی۔ وہ ادھر سے ادھر کروٹ بدل کر فون کی آواز سے نجات پانا چاہتی تھی مگر آواز بند ہونے والی نہیں تھی۔ آخر اس نے آنکھیں بند کیے ہی ایک ہاتھ سے ٹٹول کر فون کو اٹھایا، اسے آن کر کے کان سے لگا کر کہا۔ ''ہیلو... اتنی رات کو کسی کی نیند خراب کرنا کہاں کی شرافت ہے؟''

بے باک مومن نے فون بند کر دیا۔ ادھر وہ فون اس کے کان سے لگا ہوا تھا۔ وہ نیند میں تھی۔ اسی طرح سوتی رہ گئی۔ اس نے کچھ نہ جانتے ہوئے اپنے دماغ کو ایک اجنبی کے حوالے کر دیا اور بچپن سے جوانی کے موجودہ لمحات تک اپنی ہسٹری اسے سنانے لگی۔

معلوم ہوا کہ وہ پڑھنے لکھنے کے معاملے میں ذہین ہے لیکن دنیاوی معاملات کو سمجھنے کے معاملے میں بہت ہی نادان ہے۔ اسے شاعری اور مصوری سے دلچسپی ہے۔ نوجوان لڑکیوں کی طرح اس کے دل میں بھی خواہش ہے کہ اس کا کوئی چاہنے والا ہو لیکن اس نے اب تک کسی کو اپنا بوائے فرینڈ نہیں بنایا تھا۔ مصوری سے دلچسپی تھی اس لیے وہ ڈرائنگ اور پینٹنگ کے لیے روزانہ ایک بہت بڑے ادارے میں جاتی تھی۔

اس کی زندگی میں نہ کوئی اسکینڈل تھا اور نہ ہی اس کے ذہن میں کوئی مجرمانہ سوچ تھی۔ کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی کہ اس کے دماغ کو دیر تک پڑھا جاتا، وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ رات کے تین بجنے والے تھے۔ اس نے پھر ایک بار جسم تبدیل کی اور ماسٹر کو ایک ایس ایم ایس لکھا۔

ادھر اس کی نیند اڑ چکی تھی، یہ دہشت طاری ہو گئی تھی کہ فرہاد کی آتما نے کسی جسم میں اپنی جگہ بنا لی ہے۔ اس نئے جسم میں وہ صحیح طرح بول نہیں پا رہا تھا۔ اسی لیے اس نے رابطہ ختم کر دیا تھا۔ شاید وہ آیندہ بولے گا اور تب اس کے بارے میں کچھ پتا چل سکے گا۔

وہ اِدھر سے اُدھر ٹہل رہا تھا اور خود کو اس بات پر لعن طعن کر رہا تھا کہ اس نے ایک کالا جادو جاننے والے سے رابطہ کیوں کیا تھا؟ کیوں فرہاد کے خلاف اس سے کام لینا چاہا تھا؟ وہ کم بخت تو مر گیا ہے لیکن فرہاد کی آتما میرے گلے پڑ گئی ہے۔

وہ سوچتے سوچتے ایک دم سے چونک گیا۔ ایسا لگا جیسے فرہاد پھر اس کی شہ رگ تک آ پہنچا ہو۔ اس نے فون کی طرف دیکھا۔ ایس ایم ایس کی ٹون سنائی دے رہی تھی۔ اس نے فوراً آگے بڑھ کر اسے اٹھایا۔ اسکرین پر وہی نمبر لکھا ہوا تھا۔ جواب سے پہلے اس کی نیند اڑا چکا تھا۔

اس نے ایک بٹن دبا کر ایس ایم ایس پڑھا، وہاں لکھا تھا کہ میں ..... میں بھٹک رہا۔ ہا۔ ہا۔ ہوں۔ مے۔ زا۔ را۔ جسم..... کہاں۔ ہاں۔ ہے۔ دی۔ دی۔ ماغ۔ کہاں۔ ہاں۔ ہے۔ میں۔ ادھورا۔ را۔ ہوں۔ مجھے۔ مکمل۔ ل۔ ہونے۔ نے۔ دو۔

وہ ایس ایم ایس اتنا ہی تھا لیکن بات پوری طرح سمجھ میں آ گئی تھی۔ وہ دیدے پھاڑے اب تک ایس ایم ایس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ یہ بات دماغ میں گونج رہی تھی کہ فرہاد کی آتما بھٹک رہی ہے۔ اپنے جسم اور دماغ کو تلاش کر رہی ہے اور ابھی تک اپنے جسم کے بغیر ادھوری ہے۔

وہ سوچنے لگا۔ ''کیا اس آتما کو فرہاد کا جسم نہیں ملے گا تو وہ ادھوری ہی رہے گی؟ کبھی مکمل نہیں ہو سکے گی؟ اور جب مکمل نہیں ہو سکے گی تو اسے نقصان بھی نہیں پہنچا سکے گی۔''

یہ سوچ تو خود کو مطمئن کرنے کے لیے تھی۔ ورنہ اس کا دماغ اندر سے چیخ رہا تھا کہ آج ادھوری ہے تو کیا ہوا؟ کل مکمل ہو سکتی ہے۔ فرہاد کا جسم نہ ملا تو وہ کوئی بھی دوسرا جسم حاصل کر کے ایک نئے روپ میں بلائے جان بن سکتی ہے۔

اس نے فوراً ہی اس فون کے نمبر پنچ کیے پھر کان سے لگا کر سنا تو دوسری طرف سے ریکارڈنگ کی آواز ابھر رہی تھی۔ ''آپ کے مطلوبہ نمبر پر ابھی رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد رابطہ کریں۔ شکریہ۔''

اس نے اب سے پہلے بھی اسی نمبر پر کال کی تھی۔ اس وقت بھی یہی ریکارڈنگ چل رہی تھی۔ دوسری طرف بے باک مومن فون بند کیے بیٹھا ہوا تھا اور سوچ رہا تھا۔ ''فرہاد مرحوم کی لاش سوئٹزرلینڈ کے ایک مردہ خانے میں تھی۔ وہاں بم دھماکا کیسے ہوا؟ یہ بات وہاں کی انٹیلی جنس اور قانون کے محافظوں

سے معلوم کی جاسکتی ہے۔"

اس نے فون کی ڈائریکٹری کھول کر سوئٹزرلینڈ کی ایک ایریز کمپنی کے نمبر معلوم کیے، وہاں کے ایک عہدے دار سے رابطہ کیا۔ اس کی آواز سنی پھر اس کے ذریعے ایک فون کے بعد دوسرا فون اور دوسرے فون کے بعد تیسرے فون سے رابطہ کرتے ہوئے سوئٹزرلینڈ کے ایک حاکم کے اندر پہنچ گیا۔

اس کے خیالات نے بتایا کہ تمام بڑے ممالک نے ایک کمیٹی قائم کی تھی، جس میں بہت ہی تجربہ کار ڈاکٹرز، فنگر پرنٹس اور علم الاجسام کے ماہرین، ایک ماہر سیاست داں اور ایک بد نام زمانہ چالباز بھی شامل تھا۔ انہوں نے ہر طرح سے یہ تصدیق کی تھی کہ جس لاش کا معائنہ کیا جارہا ہے وہ فرہاد علی تیمور کی ہی ہے۔ ایسے ہی وقت ایک گمنام فون کال آئی تھی، ایک شخص نے کہا تھا کہ فرہاد اپنی موت سے پہلے ایک آتما شکتی جاننے والے کے قابو میں آگیا تھا، اس طرح بظاہر تو اس کی موت ہوچکی ہے لیکن اس کی آتما اس آتما شکتی جاننے والے کے زیر اثر ہے۔ وہ آتما کسی بھی وقت پھر فرہاد کے جسم میں آکر سما سکتی ہے اور وہ زندہ ہوسکتا ہے۔ اس لیے اس کے جسم کو نیست ونابود کردینا چاہیے۔

اس کمیٹی میں یہ سوال بھی اٹھایا گیا تھا کہ اگر فرہاد کے جسم کو نابود کردیا جائے تو کیا فرق پڑے گا؟ وہ آتما تو کسی دوسرے کے اندر سما کر فرہاد کو ایک نیا روپ دے گی۔ ایک نئی زندگی دے گی۔

کسی نے معقول جواب دیا تھا کہ فرہاد کی آتما کو کوئی نیا جسم مل جائے تو کوئی بات نہیں، مگر فرہاد کا اپنا جسم نہ ملے۔ کیونکہ اس کے جسم میں اپنا دماغ ہے۔ وہ اپنے اسی دماغ اور ذہانت سے سپر پاور پر بھی حاوی رہتا آیا تھا۔

یہ بات سب کے ہی دل و دماغ کو لگی اور سب نے ہی متفق ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ اس لاش کے چیتھڑے اڑا دیے جائیں۔ بے باک مومن اس حاکم کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ اس کے دل کو صدمہ پہنچ رہا تھا یہ سوچ کر غصہ بھی آرہا تھا کہ دشمنوں نے فرہاد صاحب کو مرنے کے بعد بھی نہیں بخشا۔ ان کی لاش کو نمونہ عبرت بنادیا۔ کم بختوں نے انہیں ناقابل شناخت بھی بنادیا۔

بے باک نے اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا کہ کتنے ممالک کے کتنے اکابرین اس گھناؤنی سازش میں شریک تھے؟ ان سب کے نام پتے اور فون نمبر معلوم کرنے کے بعد اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ دل ہی دل میں قسمیں کھانے لگا کہ ان میں سے کسی کو بھی سکون سے نہیں رہنے دے گا۔ سب کے دلوں میں یہ خوف ہے کہ فرہاد کی آتما کسی بھی نئے جسم میں سما کر نئے روپ میں پھر سے ان کے مقابلے پر آسکتی ہے۔

اس نے ابھی جو ایس ایم ایس ماسٹر کو دیا تھا، اسی ایس ایم ایس کو ان سب کے فون نمبرز پر ارسال کرنے لگا۔ ایک گھنٹے کے بعد ہی تمام ممالک کے اکابرین ایک دوسرے سے فون پر رابطہ کررہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ انہیں ایک پُراسرار ایس ایم ایس موصول ہوا ہے۔ کوئی ہم سے پوچھ رہا ہے' اس کا جسم اور اس کا دماغ کہاں ہے؟ وہ اپنے جسم کے بغیر ادھورا ہے۔ مکمل ہونا چاہتا ہے۔

وہ سب ایک دوسرے سے فون پر کہہ رہے تھے کہ ہمارے فون پر بھی بالکل یہی ایس ایم ایس آیا ہے، یوں لگتا ہے جیسے فرہاد کی آتما بھٹک رہی ہے اور ہم سے اپنے جسم کا پتا پوچھ رہی ہے۔

کتنے ہی اکابرین جھنجلا کر کہہ رہے تھے۔ "یہ کیسی نان سنس بات ہے؟ کسی بھی انسان کے مرنے کے بعد اس کی روح اس کے جسم سے نکلتی ہے اور کہاں جاتی ہے؟ یہ آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔ آج تک کسی نے کسی روح کو بولتے یا فون کرتے اور ایس ایم ایس کرتے نہ دیکھا نہ سنا۔ کوئی ہمیں خواہ مخواہ خوف زدہ کررہا ہے۔"

اکابرین میں سے ایک نے کہا۔ "یہ تو سب ہی کہتے ہیں کہ روح مجسم نہیں ہوتی۔ اس کے ہاتھ پاؤں نہیں ہوتے۔ وہ ایک نور ہوتا ہے۔ ایک اندرونی قوت ہوتی ہے۔ جو انسان کے اندر سے نکل جائے تو پھر وہ مردہ ہوجاتا ہے۔"

ایک اور ملک کے حاکم نے کہا۔ "جب وہ نظر نہیں آتی، اس کے ہاتھ پاؤں نہیں ہوتے، آج تک کسی نے روح کو بولتے نہیں سنا تو پھر وہ فون کے ذریعے کیسے میسج دے رہی ہے؟"

ایک نے کہا۔ "آپ لوگ یہ نہ سوچیں کہ فرہاد کی روح نے یہ ایس ایم ایس دیے ہیں۔ وہ روح کسی بھی جسم میں عارضی طور سے سما گئی ہے اور اس کے اندر رہ کر فون کے ذریعے ایسا کررہی ہے۔"

وہ اسی نتیجے پر پہنچ رہے تھے کہ فرہاد کی روح عارضی طور پر کسی کے جسم میں پہنچ گئی ہے اور یہ جان گئی ہے کہ اس کے اصل جسم کو نیست ونابود کرنے میں کن لوگوں کا ہاتھ رہا ہے۔

ایک نے کہا۔ "یہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو بھی اس کی لاش کو نابود کرنے میں شریک تھا، صرف اسی کے پاس یہ ایس ایم ایس پہنچ رہے ہیں۔ وہ مرچکا ہے مگر اس طرح زندہ ہے کہ ادھورا ہے۔ کسی کے جسم میں ہے اور ہم سے اپنے جسم اور دماغ

کا مطالبہ کررہا ہے۔"

بے باک مومن اپنی جگہ بیٹھا سکون سے سوچ رہا تھا کہ میں نے ان تمام ممالک کے اکابرین کو ایس ایم ایس بھیج دیے ہیں۔ اب میرا یہ فرض ہوگا کہ میں ان کے اندر پہنچ کر ان کی کمزوریاں اور ان کے اہم راز معلوم کروں پھر انہیں یہ تاثر دوں کہ فرہاد کی روح کسی نئے جسم میں پہنچ کر ان سے انتقام لے رہی ہے۔

وہ رات گزر چکی تھی۔ اس نے سوچا۔ "میں زبردست پلاننگ کروں گا کہ مجھے آنے والے دنوں میں کیا کرنا ہے؟ فی الوقت صبح کے پانچ بج رہے ہیں۔ ابھی سو جانا چاہیے۔"

وہ بیڈ پر آکر لیٹ گیا۔ چاروں شانے چت ہو کر آنکھیں بند کرکے دماغ کو ہدایات دیں کہ اگلے پانچ گھنٹوں تک گہری نیند سوتا رہے، کوئی مداخلت ہو یا کوئی غیر معمولی بات ہو تو فوراً آنکھ کھل جائے۔ ورنہ مقررہ وقت تک سوتا رہے۔

☆☆☆

میں سونیا... مسز فرہاد سوئٹزرلینڈ میں ہوں۔ یہیں فرہاد کی موت کا تماشا ہوا اور یہیں کے ایک مردہ خانے میں اس کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے گئے۔ مجھ پر دو اہم ذمے داریاں ہیں۔ ایک تو مجھے ثابت کرنا ہے کہ میرا فرہاد اسی دنیا میں ہے۔ وہ جہاں بھی ہے۔ زندہ وسلامت ہے۔

دوسری ذمے داری یہ ہے کہ جن لوگوں نے بھی اس کی ڈمی کی لاش کو فرہاد سمجھ کر اس کے چیتھڑے اڑائے، انہیں یہ یاد دلانا ہے کہ فرہاد ہو یا نہ ہو ان سے انتقام لینے کے لیے سونیا زندہ ہے۔

مجھے فرہاد کے سلسلے میں ایک الجھن ہے اور وہ یہ کہ وہ کہیں بھی زندہ ہے تو مجھ سے یا کسی اور سے رابطہ کیوں نہیں کررہا ہے؟ وہ اپنے ہر خاص معاملے کو ساری دنیا سے چھپاتا رہا ہے لیکن مجھ سے کبھی نہیں چھپاتا اگر اس کے روپوش ہونے کی کوئی اہم وجہ ہے تو وہ مجھے ضرور بتاتا کہ وجہ کیا ہے؟

یہ اندازہ ہورہا تھا کہ وہ جہاں بھی ہے وہاں کسی بھی وجہ سے مجبور اور بے بس ہے۔ اس لیے مجھ سے رابطہ نہیں کرپارہا ہے۔ ماضی میں ایک بار ایسا ہوچکا تھا کہ اسے ٹریپ کیا گیا تھا۔ اس کی یادداشت چھین لی گئی تھی۔ اس بار بھی ایسا ہی ہوسکتا تھا۔ وہ فوراً کسی بھی وجہ سے خیال خوانی کے قابل نہیں رہا ہے۔ اگر خیال خوانی کے قابل ہوتا تو سب سے پہلے مجھ سے رابطہ کرتا۔

میں اسی تجسس میں مبتلا رہ کر اسے جلد سے جلد ڈھونڈ لینا چاہتی ہوں۔ دشمنوں سے انتقام لینا بھی ضروری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ انتقامی کارروائی کے دوران فرہاد کے سلسلے میں کچھ ایسی معلومات حاصل ہوں جو میرے لیے خلاف توقع ہوں۔ ماضی میں کئی بار ایسا ہوا تھا کہ میں خلاف توقع اچانک ہی اپنی منزل تک پہنچ جاتی تھی۔

اب جیسا کہ بیان ہوچکا ہے کہ سپر پاور اور دوسرے تمام بڑے ممالک فرہاد کی موت کا یقین کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے انہوں نے تجربہ کار ڈاکٹروں، فنگر پرنٹس اور علم الاجسام کے ماہرین وغیرہ کی خدمات حاصل کی تھیں۔ میں ان ماہرین تک اور ان ممالک کے اکابرین تک پہنچ کر بہت کچھ معلوم کرسکتی تھی۔

اس مقصد کے لیے ٹیلی پیتھی کا سہارا ضروری تھا۔ ایسے ہی وقت الپا نے میرے پاس آکر مجھے مخاطب کیا۔ "مما! السلام علیکم۔"

میں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔ "وعلیکم السلام.... تم آج پہلی بار سلام کررہی ہو۔ کیا بات ہے؟"

وہ بہت ہی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔ "میں نے اعلیٰ حضرت کے سامنے اسلام قبول کیا ہے۔"

میں نے ایک دم سے خوش ہو کر کہا۔ "تم تو بہت بڑی خوشخبری سنارہی ہو۔ تم پہلے بھی ہماری اپنی تھیں۔ ہمیں تم پر اعتماد تھا لیکن اب تو تم پر اور اندھا اعتماد کریں گے۔ فرہاد کو معلوم ہوگا تو وہ....."

میں کہتے کہتے رک گئی۔ بے خیالی میں یہ کہنے والی تھی کہ فرہاد میرے یقین اور اعتماد کے مطابق زندہ ہے۔ وہ بولی۔ "مما! میں آپ کے جذبات کو سمجھ رہی ہوں۔ آپ اپنے دل اور دماغ کے اندر انہیں زندہ اور متحرک دیکھ رہی ہوں گی۔"

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی۔ "میں نے اسلام قبول کیا ہے اگر پاپا ہوتے تو وہ خوش ہو کر مجھے گلے لگا لیتے۔"

وہ بہت خوش تھی اور میرے پاس یہ خوشخبری سنانے کے لیے آئی تھی لیکن فرہاد کا ذکر ہوتے ہی رونے لگی۔ میں نے کہا۔ "الپا! ہم زندگی کے عملی میدان میں مختلف حالات سے لڑتے لڑتے پتھر بن گئے ہیں۔ اب ہماری آنکھ میں آنسو نہیں آنے چاہییں۔ کیا فرہاد کی موت پر تم نے مجھے روتے دیکھا ہے؟"

"آپ بہت ہی عجیب وغریب ہیں۔ آپ جیسا دل و دماغ کسی اور کا نہیں ہوسکتا۔ جسے صحیح لفظوں میں فولاد کہا جائے' وہ آپ ہیں۔"

"ٹیلی پیتھی کی دنیا میں تم بھی ایک طویل جدوجہد کرتی آئی ہو۔ تم بھی فولاد ہو۔ ابھی تمہیں جذبات میں نہیں بہنا

چاہیے۔ آنسو پونچھ لو اور ہنستی بولتی رہو۔ تم نے اسلام قبول کیا ہے، انوشے کو تو سب سے زیادہ خوشی ہوئی ہوگی؟''

وہ آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔ ''میری بیٹی نے یہ سنتے ہی مجھ سے لپٹ کر اتنا پیار کیا کہ میں نہال ہوگئی.... ایک اور خوشی کی خبر ہے مما!''

''ہاں، ہنسی خوشی کی باتیں کرو۔ بولو۔ کیا خبر ہے؟''

''اعلیٰ حضرت نے مجھے ہدایت کی ہے کہ چار مہینے اور دس دنوں تک پارس سے دور رہوں۔ ان سے پردہ کروں۔ یہ مدت گزر جانے کے بعد ان سے میرا نکاح پڑھایا جائے گا۔''

میں نے کہا۔ ''واقعی، یہ تو بہت ہی خوشی کی بات ہے۔ تم پارس کے ساتھ پھر سے ایک نئی ازدواجی زندگی گزارو گی۔ میں تمہیں مبارکباد دیتی ہوں۔''

''شکریہ مما! آپ وہاں تنہا سوئیٹزرلینڈ میں کیوں ہیں؟ یہاں چلی آئیں۔''

''میں کچھ عرصے تک بابا صاحب کے ادارے میں نہیں آؤں گی۔ میرا ایک اہم مشن ہے۔ میں اسے پورا کرنا چاہتی ہوں۔''

''کیا میں اس مشن کے بارے میں پوچھ سکتی ہوں؟''

میں ابھی فرہاد کی کسی بھی اولاد کو کسی بھی بہو کو یہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ اپنے گم شدہ مجازی خدا کو تلاش کر رہی ہوں۔ میرا یقین میری تلاش کسی بھی پہلو سے غلط ثابت ہو سکتی تھی۔ لہٰذا اسے پالینے کے بعد ہی ایک سرپرائز گفٹ کے طور پر بچوں کے سامنے پیش کر سکتی تھی۔

الپا اسی مشن کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ میں نے کہا۔ ''مجھے ایک شخص کی تلاش ہے۔ میں اس کا پتا ٹھکانا نہیں جانتی پھر بھی اسے تلاش کرنا ہے۔''

''آپ اس کا پتا ٹھکانا نہیں جانتیں۔ کیا فون نمبر جانتی ہیں؟''

''میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔ فرہاد نے اپنی زندگی میں کہا تھا کہ جب اس کا وجود اس دنیا سے گم ہو جائے گا تو میری زندگی میں ایک نیا لائف پارٹنر آئے گا اور مجھے اس لائف پارٹنر کو ڈھونڈ نکالنا ہے۔''

''جب پاپا نے ایسا کہا تھا تو انہوں نے اس کی کوئی پہچان بھی بتائی ہوگی؟''

''بس اتنا کہا تھا کہ وہ شخص بھی تمہارے پاپا کی طرح عمر رسیدہ ہوگا مگر صحت مند ہوگا، ان کی طرح قد آور اور مضبوط اعصاب کا مالک ہوگا۔''

میں نے پھر ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ ''میں نے تمہارے پاپا سے کہا تھا کہ ان کے بعد میری زندگی میں کوئی نہیں آئے گا اور انہوں نے سختی سے کہا تھا کہ آئے گا۔ ضرور آئے گا اگر تم اس آنے والے کو تلاش نہیں کرو گی تو ان کی روح بھٹکتی رہے گی۔''

میں نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔ ''میں نہیں چاہتی کہ ان کی روح بھٹکتی رہ جائے، انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ اچھی بات ہے جب تک میں اس گمنام لائف پارٹنر کو تلاش نہیں کروں گی، اس وقت تک بابا صاحب کے ادارے میں نہیں جاؤں گی۔ اس کے ساتھ ہی وہاں آؤں گی۔''

الپا نے کہا۔ ''پاپا نے یہ اچھا کیا کہ اپنی زندگی میں ہی آپ سے وعدہ لے لیا اب آیندہ آپ تنہا نہیں رہیں گی۔ کسی لائف پارٹنر کے ساتھ زندگی گزاریں گی مگر آپ اسے تلاش کرنے کے لیے کہاں جائیں گی؟''

''میں یہیں سوئیٹزرلینڈ سے تلاش شروع کر رہی ہوں۔ مجھے فرہاد نے کہا تھا کہ میرا لائف پارٹنر دشمنوں کے درمیان کہیں ملے گا۔ یہاں دشمنوں نے مردہ خانے میں بم کا دھماکا کیا تھا، کسی سازش کے تحت ان کی لاش کو ناقابلِ شناخت بنادیا تھا۔ کیا تم میرا ایک کام کرو گی؟''

''مما! ایک نہیں۔ ہزار کام کروں گی۔ آپ حکم تو کریں۔''

''تم سوئیٹزرلینڈ کے انٹیلی جنس والوں اور حکمرانوں کے خیالات پڑھو، یہ معلوم کرو کہ کسی دہشت گرد نے بم کا دھماکا کیا تھا یا ان بڑے ممالک کے اکابرین نے فرہاد سے دشمنی کی تھی؟''

''میں ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں۔ ایک گھنٹے کے اندر آ کر آپ کو رپورٹ دیتی ہوں۔''

وہ چلی گئی۔ میں سوئیٹزرلینڈ کے ایک لگژری ہوٹل میں تھی۔ اس کے جانے کے بعد واش روم میں آ کر غسل کیا۔ فریش ہونے کے بعد میرے دل و دماغ نے ایک نئی تازگی سے کہا 'میرا محبوب زندہ ہے۔ میرے لیے زندہ ہے، کہیں میرا منتظر ہے۔ مجھے وہاں تک ہر حال میں پہنچنا ہے۔

میں ناشتے کا آرڈر دینا چاہتی تھی۔ ایسے ہی وقت میرے فون کا بزر بولنے لگا۔ میں نے نمبر پڑھے۔ بابا صاحب کے ادارے سے کال آ رہی تھی۔

میں نے اسے آن کر کے کان سے لگایا۔ وہاں کے انچارج خلیل بن مکرم کے ایک ماتحت کی آواز سنائی دی۔ ''میڈم! میں نے آپ کو ڈسرب تو نہیں کیا؟''

''بالکل نہیں۔ کیا بات ہے؟ بولو۔''

''ایک صاحب ہیں، اپنا نام بے باک مومن بتاتے

ہیں۔انہوں نے کل بھی فون کیا تھا۔وہ فرہاد مرحوم کے بچوں سے یا آپ سے چند باتیں کرنا چاہتے تھے۔میں نے کل معذرت چاہی تھی کیونکہ آپ سب مصروف اور بہت زیادہ مغموم تھے۔اب انہوں نے پھر رابطہ کیا ہے اور آپ سے بات کرنے کے لیے اصرار کر رہے ہیں۔"

میں نے پوچھا۔"وہ کون ہیں؟ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ کیا کرتے ہیں؟ کیا فرہاد کے شناساؤں میں سے ہیں؟"

"وہ مرحوم کے قدر دانوں اور عقیدت مندوں میں سے ہیں اور ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ان کے باپ دادا عیسائی تھے۔ لیکن وہ فرہاد مرحوم سے اتنی محبت کرتے ہیں، اتنی عقیدت رکھتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔"

"اگر ایسی بات ہے تو وہ صاحب میرے لیے قابل احترام ہیں۔ان سے بات کراؤ۔"

"مسٹر بے باک مومن کی خواہش ہے کہ وہ آپ کے اندر آکر باتیں کریں۔"

"آپ اس مسلمان کی خواہش پوری کریں، میرے پاس بھیج دیں۔"

چند سیکنڈ کے بعد ہی میں نے اپنے اندر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔اس کی آواز سنائی دی۔"السلام علیکم۔ میں آپ لوگوں کا ایک ادنیٰ عقیدت مند ہوں۔میرا نام بے باک مومن ہے۔"

میں نے کہا۔"وعلیکم السلام۔لیکن یہ بے باک مومن بالکل نیا اور انوکھا سا نام لگتا ہے؟"

"بات اصل میں یہ ہے کہ میرا پیدائشی نام بائے باک کرسچن تھا۔جب میں نے اسلام قبول کیا تو بائے باک کو بے باک اور کرسچن کو مومن بنالیا۔"

ایسے ہی وقت الپا نے آکر پوچھا۔"مما! یہ آپ کس سے بات کر رہی ہیں؟"

میں نے کہا۔"یہ تمہارے پاپا کے ایک بہت ہی محبت کرنے والے عقیدت مند ہیں۔ان کی باتیں سنو، اس کے بعد میں تم سے بات کروں گی۔"

بے باک کہہ رہا تھا۔"آپ کے تمام فیملی ممبران سے نجانے کتنے لوگ افسوس کر رہے ہوں گے۔آپ سب کا دل پہلے ہی دکھا ہوا ہے۔ایسے میں تعزیت کرتے وقت کوئی مرحوم کے گن گاتا ہے، ان کی خوبیاں بیان کرتا ہے، ان کی یاد دلاتا ہے، تو دل اور زیادہ دکھنے لگتا ہے۔"

میں نے کہا۔"تم نے درست کہا۔ان کی وفات کے بعد تم کیا کہنا چاہو گے؟"

"میں یہی کہنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ وہ مرحوم نہیں ہیں۔انہیں موت نہیں آئی ہے، وہ زندہ ہیں۔"

میں نے ایک دم سے چونک کر پوچھا۔"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

وہ جلدی سے بولا۔"دیکھئے! میں یہ نہیں کہتا کہ فرہاد صاحب کو مرنا نہیں چاہیے۔موت تو سب ہی کو آتی ہے اور آتی رہے گی۔ دراصل ان کے لیے میری محبت اندھی ہے۔ میں ایک اندھا عقیدت مند ہوں۔اس لیے میں نے اپنے اندر انہیں زندہ رکھا ہے اور یہ عہد کیا ہے کہ دشمنوں کے درمیان بھی انہیں زندہ رکھوں گا۔جنہوں نے ان کی لاش کی بے حرمتی کی ہے۔ان کی نیندیں حرام کر دوں گا۔ میں پچھلی رات سے اب تک فرہاد علی تیمور بن کر ان کا سکون برباد کر چکا ہوں۔"

الپا نے حیرانی سے پوچھا۔"مسٹر بے باک! تم کون ہو؟ تم تو انتقام لینے کے معاملے میں ہم سے دو ہاتھ آگے نکل گئے ہو۔"

میں نے کہا۔"مجھے تمہاری باتیں سن کر خوشی ہو رہی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ تم ان تمام دشمنوں کو جانتے ہو، جنہوں نے ان کی لاش کی بے حرمتی کرنے کی جرات کی ہے؟"

"جی ہاں، میں فرانس، جرمنی، یوکے، اور امریکا کے ان تمام اکابرین کو جانتا ہوں، جنہوں نے ایسی سازش کی تھی۔ان کے علاوہ ایک برین ماسٹر ہے۔آپ اس دشمن کے بارے میں یقیناً جانتی ہی ہوں گی۔"

"ہاں، میں جانتی ہوں۔"

الپا نے کہا۔"میں نے ابھی صرف سوئیٹزرلینڈ کے ان دشمنوں کے بارے میں معلوم کیا ہے جن کی سازشوں کی وجہ سے مردہ خانے میں بم دھماکا ہوا تھا۔"

بے باک نے پوچھا۔"کیا آپ مجھے ان دشمنوں کے اندر پہنچانا چاہیں گی؟"

میں نے کہا۔"بے باک! پہلے الپا تمہارے اندر آکر تمہارے چور خیالات پوری تفصیل سے پڑھے گی۔اس کے بعد ہی ہم تم پر بھروسا کر سکیں گے۔"

"بالکل، میں حاضر ہوں۔آپ کا جو بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے اندر آئے گا، میں اسے خوش آمدید کہوں گا۔"

الپا اس کے اندر پہنچ کر اس کے چور خیالات پڑھنے لگی۔وہ مجھے برین ماسٹر اور وچ ڈاکٹر منتر جوگی کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگا۔یہ میرے لیے نئی معلومات تھیں پھر یہ سن کر میں حیران رہ گئی کہ وہ ماسٹر کی بیوی اور بچوں کے دماغوں تک بھی پہنچ چکا ہے۔برین ماسٹر کی ان تین خفیہ پناہ گاہوں کے

اور فون نمبر بھی جانتا ہے۔

میں نے یہ اچھی طرح سے سمجھ لیا کہ بے باک مومن ہمارے لیے بہت کام کا بندہ ہے۔آئندہ ہمارے خاص ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح یہ بھی ہمارے کام آئے گا اور ہمارا اعتماد حاصل کرتا رہے گا۔

الپا نے مجھ سے کہا۔"مما! میں بے باک کے خیالات پڑھ چکی ہوں اور پوری طرح مطمئن ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولا۔"شکریہ میڈم الپا! آئندہ میں آپ کو کس طرح مخاطب کر سکتا ہوں؟"

"پاپا کے تمام بچے مجھے سسٹر کہتے ہیں۔تم بھی سسٹر کہہ سکتے ہو۔"

وہ بولا۔"خدا کا شکر ہے۔پہلی بار مجھے فرہاد صاحب کی فیملی میں ایک بہن مل رہی ہے۔"

میں نے کہا۔"دراصل یہ بہن نہیں ہے۔تمہاری ہونے والی بھابھی ہے۔اب سے پہلے بھی یہ میرے بیٹے پارس کی شریک حیات تھی۔بعد میں کسی وجہ سے رشتہ ٹوٹ گیا تھا۔اب پھر سے بحال ہونے والا ہے۔ چار مہینے دس دنوں کے بعد تم اپنے بھائی پارس اور اس بھابھی کے نکاح میں شریک ہو سکو گے۔"

وہ خوش ہو کر بولا۔"میڈم! آپ کے پاس آتے ہی مجھے بہت ساری خوشیاں مل رہی ہیں۔"

"مجھے میڈم نہیں مما کہو۔تمام بچے یہی کہتے ہیں۔"

وہ جہاں تھا، وہاں خوشی سے اچھل پڑا، کلام پاک کی ایک آیت پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت کے گن گانے لگا اور کہنے لگا۔"مما! آپ کو ماں کہتے ہی کیا میں آپ کی فیملی کا ممبر بن چکا ہوں؟ اور آئندہ میں فرہاد صاحب کو پاپا کہہ سکتا ہوں؟"

"بے شک، یہی کہو گے۔اب الپا کے اندر جاؤ۔یہ تمہیں یہاں کے چند دشمنوں تک پہنچائے گی۔"

وہ الپا کے اندر پہنچ کر بولا۔"السلام علیکم۔"

اس نے بھی سلام کا جواب دیا پھر مجھے اللہ حافظ کہہ کر چلی گئی۔ میں دیکھ رہی تھی کہ الپا اسلام قبول کرنے کے بعد اسلامی طور طریقے اپنا رہی تھی، آتے ہی اس نے مجھے سلام کیا تھا اور جاتے وقت بھی اللہ حافظ کہہ کر گئی تھی۔اعلیٰ حضرت نے اسے اس قدر متاثر کیا تھا کہ وہ دل کی گہرائیوں سے ہمارے دین کو اپنا رہی تھی۔وہ عربی زبان اچھی طرح جانتی تھی۔بابا صاحب کے ادارے میں باقاعدہ کلام پاک پڑھ رہی تھی۔اس کتاب مقدس کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک سطر کے معنی اور مفہوم کو مکمل طور پر کے ساتھ سمجھتی جا رہی تھی۔

اس نے بے باک مومن کو ان انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل اور ایک انتہائی چالباز کے اندر پہنچایا پھر کہا۔"تم ان کے خیالات پڑھو اور سوچو کہ ایسے دشمنوں کے خلاف کیا کر سکتے ہو؟ میں اب جا رہی ہوں۔اللہ حافظ۔"

وہ چلی گئی۔ بے باک نے ان دونوں کے خیالات پڑھے، اور معلوم کیا کہ کس طرح وہاں فرہاد کی موت کی تصدیق کرنے کے لیے کمیٹی قائم کی گئی تھی اور اس کمیٹی کے جو اہم ممبران تھے ان میں وہ بدنام زمانہ چالباز بھی شامل تھا۔ جو اس وقت وہاں کے ایک ہوٹل میں قیام کر رہا تھا۔بڑے ممالک کے اکابرین نے اس چالباز کی خدمات اس لیے حاصل کی تھیں کہ وہ فرہاد کی پوری ہسٹری کو اچھی طرح پڑھ چکا تھا۔فرہاد نے اپنی زندگی میں بے شمار مخالفین کے خلاف جیسی جیسی چالبازیوں کا مظاہرہ کیا تھا، ان سب کا ریکارڈ اس چالباز کے پاس تھا۔وہ خود بھی انتہائی مکار تھا اور بڑی ہیرا پھیری سے لاکھوں ڈالرز کماتا تھا۔

اس چالباز نے کمیٹی کے اجلاس میں بتایا کہ فرہاد نے ماضی میں کئی بار اپنی موت کا زبردست ڈراما پلے کیا تھا۔ہر بار ایسا ہی لگا جیسے وہ سچ مچ مر چکا ہے لیکن کچھ عرصے کے بعد وہ پھر ہماری دنیا میں چلا آیا۔

اس نے اجلاس میں ایک ایک تفصیل بتائی تھی کہ فرہاد نے کس طرح چالبازی سے پہلے اپنی موت کا یقین دلایا اور پھر زندہ ہو کر واپس چلا آیا۔

اس بار لاش کا اچھی طرح سے معائنہ کرنے کے بعد سب ہی کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ مر چکا ہے۔اس کے باوجود اس چالباز نے اور برین ماسٹر نے اجلاس کے اراکین کو یہ مشورہ دیا تھا کہ فرہاد کی لاش کو اس طرح چھلنی کر دیا جائے کہ کوئی آتما شکتی جاننے والا اس کی آتما کو پھر اسی کے جسم میں نہ پہنچا سکے۔

فرانس کے ایک منسٹر نے بھی اسی ہوٹل میں قیام کیا تھا اور اس چالباز سے ایک سودا کیا تھا۔اس سے کہا تھا۔"یہاں کسی ہوٹل میں فرانس کا ایک فارن منسٹر آیا ہوا ہے اگر کسی طرح اس کا خاتمہ ہو جائے اور وہ فرانس واپس نہ جا سکے تو اس کی کرسی مجھے مل جائے گی۔"

اس چالباز نے کہا۔"یہ میرے لیے کوئی بڑی بات نہیں۔اس فارن منسٹر کی نشاندہی کرو، میرے آلہ کار اسے ٹھکانے لگا دیں گے۔"

اس نے کہا۔"میرا ایک آدمی اس فارن منسٹر کے بنگلے میں ملازم ہے۔وہ مجھے وہاں کی رپورٹ دیتا ہے۔اس نے ابھی بتایا ہے کہ وہ منسٹر ابھی اسکے انگ کلب جائے گا اور خود اسکے انگ

کرے گا۔"

بے باک موسن ان دونوں کی باتیں سننے کے بعد میرے پاس آکر بولا۔ "مما! پاپا مرحوم کے دو دشمن یہیں آپ کے قریب ہیں۔"

"مجھے ان کے بارے میں بتاؤ۔ وہ یہاں کیا کررہے ہیں؟ پھر مجھے ان تک پہنچادو اور میرے اندر رہو۔ میں خود ان سے نمٹ لوں گی۔"

میں ہوٹل سے باہر آگئی، بے باک نے بتایا کہ وہ کلب قریب ہی ہے۔ اس لیے کار میں جانا ضروری نہیں ہے۔

میں وہاں سے پیدل ہی جانے لگی۔ چھوٹی بڑی سڑکوں پر جمی ہوئی برف ہٹانے کے لیے آئس سوئپنگ گاڑیاں اور ٹرائکرز گشت کررہے تھے۔ سڑکیں آمد و رفت کے قابل بنائی جارہی تھیں۔ کتنے ہی مزدور سڑکوں کے کنارے تھے۔ وہ بیلچوں سے فٹ پاتھ کی برف ایک طرف کررہے تھے۔ وسیع و عریض اسکے انگ کلب کے اندر اور باہر ہزاروں افراد کا ایک میلا سا تھا۔ ان میں اسکے انگ کرنے والے بھی تھے اور تماشا دیکھنے والے بھی تھے۔

بے باک موسن نے خیال خوانی کے ذریعے پہلے چالباز کے اندر پھر فارن منسٹر اور فوڈ منسٹر کے اندر جاکر دیکھا کہ وہ تینوں کہاں ہیں؟ پھر مجھے آکر بتایا۔ "مما! فارن منسٹر ابھی ڈریسنگ روم میں ہے۔ وہاں سے تیار ہوکر اسکے انگ کے لیے باہر آئے گا، چالباز نے ایک کرائے کے قاتل کو حاصل کیا ہے۔ وہ اس منسٹر کا پیچھا کرتا ہوا جائے گا، پھر کسی ویرانے سے گزرتے وقت اسے قتل کردے گا۔"

میں نے کہا۔ "میں بھی اسکے انگ کرنے جاؤں گی لیکن یہاں کی ممبر نہیں ہوں، یہ مجھے Allow نہیں کریں گے۔"

بے باک نے وہاں کے انچارج کے دماغ پر قبضہ جمایا اس نے اس کی مرضی کے مطابق مجھے اسکے انگ کٹس اور تمام ضروری سامان مہیا کردیا، تھوڑی دیر کے بعد جب میں اسکے انگ کے اسٹارٹنگ پوائنٹ پر آئی تو میرے بدن پر اسکے انگ کا مخصوص لباس تھا۔ پیروں میں اسکے انگ شوز تھے اور ہاتھوں میں دو مضبوط آہنی سلاخوں کی اسٹکس تھیں۔

بے باک نے کہا۔ "مما! وہ بلیو کلر کے لباس میں ہے۔ بہت آگے نکل رہا ہے۔ اس کے پیچھے ہی وہ قاتل ہے۔"

میں فوراً ہی ان دونوں کے پیچھے چل پڑی۔ اسکے انگ کے نقطہ آغاز سے اچھی خاصی ڈھلان تھی۔ میں تیزی سے ان کے قریب سے قریب پہنچنے کی کوشش کرنے لگی۔ ہمارے آس پاس دور تک دوسرے کتنے ہی شوقین ایسے ہی مشغلے میں مصروف تھے اور مختلف سمتوں میں جارہے تھے۔

وہ فارن منسٹر جس سمت پھسلتا جارہا تھا۔ ادھر آگے جاکر ویرانی تھی۔ ایسے وقت میں اس قاتل سے آگے نکل گئی تھی اور فارن منسٹر کے قریب پہنچ رہی تھی۔ اس قاتل نے اپنی رفتار بڑھا دی تھی اور ہمارے قریب ہوتا جارہا تھا پھر اس نے آگے بڑھ کر فارن منسٹر کا راستہ روک لیا۔ لباس کے اندر سے ریوالور نکال کر مجھے نشانے پر رکھتے ہوئے بولا۔ "اے! تم کون ہو؟ ہمارے پیچھے کیوں آرہی ہو؟"

میں نے کہا۔ "میں اس فارن منسٹر کی دشمن ہوں۔ اسے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتی ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دونوں کا ارادہ ایک ہی ہے؟ دونوں کا ٹارگٹ یہی بے چارہ ہے؟"

میں نے انجان بن کر پوچھا۔ "کیا تم بھی اسے قتل کرنا چاہتے ہو؟"

اس نے گن کا رخ فارن منسٹر کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "ہاں، میں اسی لیے آیا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "تو پھر ہتھیار کی کیا ضرورت ہے؟ گولی مارو گے تو یہ فوراً مرجائے گا، مجھے اسے مارنے دو۔ اس چھڑی سے اس کی پٹائی کرنا چاہتی ہوں۔ اسے تڑپا تڑپا کر مارنا چاہتی ہوں۔ کیا تم یہ تماشا نہیں دیکھو گے؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "چلو۔ یہ تماشا بھی دیکھ لیتے ہیں۔"

میں نے چھڑی کو اس طرح گھمایا جیسے فارن منسٹر پر حملہ کررہی ہوں لیکن وہ چھڑی اس کے ریوالور والے ہاتھ پر آکر لگی۔ اس کے حلق سے ایک کراہ نکلی۔ اور گن ہاتھ سے نکل کر دور چلی گئی۔ برفانی ہواؤں میں چھڑی کے گھومنے سے 'شپ... شپ' کی آواز نکل رہی تھی اور ہر 'شپ' کی آواز کے ساتھ اس قاتل کے ہوش اڑ رہے تھے۔ کبھی چھڑی منہ پر پڑ رہی تھی۔ کبھی سینے پر اور ٹانگوں پر....

میں نے اسے جوابی حملہ کرنے کا کتنی ہی بار موقع دیا، جب تک مقابل ٹکرانہ ہو مقابلے کا مزہ نہیں آتا... مجھے مزہ نہیں آیا کیونکہ وہ کوئی فائٹر نہیں تھا۔ چھپ چھپا کر ہتھیار سے کسی بھی مطلوب کو قتل کرتا تھا۔ دو چار حملوں کے بعد ہی وہ ایسا گرا کہ اٹھنے کے قابل نہیں رہا۔

فارن منسٹر سہما ہوا حیرانی سے مجھے اور اسے دیکھ رہا تھا۔ میں نے کہا۔ "تمہارے سامنے گن پڑی ہے۔ یہ تمہیں قتل کرنا چاہتا تھا، اب تم کیا کرنا چاہو گے؟"

اس نے برف پر پڑے ہوئے ریوالور کو اٹھا کر اس کا نشانہ لیا۔ پھر اسے گولی ماردی اور مجھے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مسٹر! تم نے اس ویرانے میں آکر میری جان بچائی ہے۔ کیا تم جانتی تھیں کہ مجھ پر حملہ ہونے والا ہے؟"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، وہاں سے واپس جانے لگی۔ اس نے ریوالور سے نشانہ لیتے ہوئے کہا۔ "رک جاؤ۔ مجھے جواب دو۔ ورنہ میں سمجھوں گا کہ تم بھی میرے دشمنوں سے ملی ہوئی ہو اور مجھے بچانے کا ناٹک کرکے جارہی ہو۔ میرے خلاف کوئی بہت بڑی سازش کی جارہی ہے۔"

بے باک نے کہا۔ "مما! آپ جائیں۔ میں اس کے اندر رہوں گا۔"

وہ سوچ رہا تھا کہ مجھے زخمی کرے گا پھر قانونی طور پر مجھے اپنی کسٹڈی میں لے کر ٹارچر کرے گا، مجھ سے حقیقت اگلوائے گا کہ اس کے خلاف کون سازش کررہا ہے؟ اور کیوں کررہا ہے؟

اس نے ایک فائر کیا پھر دوسرا کیا پھر تیسرا.... گولیاں مجھے نہیں لگ رہی تھیں۔ اس نے حیران و پریشان ہوکر دونوں ہاتھوں سے ریوالور کو تھامے اچھی طرح نشانہ لے کر مجھ پر گولی چلائی.... ایک ہی فائر ہوا۔ اس کے بعد کھٹ کھٹ کی آواز آنے لگی۔ ریوالور کا چیمبر خالی ہوگیا۔

میں نے اس کے پاس آکر نفرت سے کہا۔ "تم ہمدردی کے قابل ہی نہیں تھے۔ خوامخواہ تمہاری جان بچائی۔"

میں نے ایک الٹا ہاتھ اس کے منہ پر رسید کیا۔ وہ پیچھے جاکر گرا۔ جلدی سے اٹھ کر اسکے انگ کی اسٹک سے مجھ پر حملہ کرنا چاہا، میں نے دو چار ہاتھ جمائے تو وہ برف پر گر کر بیٹھ گیا۔ کمزوری سے ہانپنے لگا۔ اس نے فرہاد کے سلسلے میں کوئی دشمنی نہیں کی تھی۔ لہٰذا میں اسے اس کے حال پر چھوڑ کر وہاں سے چلی آئی۔

فوڈ منسٹر اپنے ہوٹل کے کمرے میں بیٹھا اس خوشخبری کا منتظر تھا کہ فارن منسٹر کو ٹھکانے لگا دیا گیا ہوگا۔ اس نے فون پر چالباز سے پوچھا۔ "ایک گھنٹا گزر چکا ہے۔ تم نے کوئی خوشخبری نہیں سنائی؟"

اس نے کہا۔ "وہ قاتل مجھے فون پر کامیابی کی خبر سنائے گا تب ہی میں تمہیں خوشخبری سنا سکوں گا۔ پتا نہیں وہ کہاں ہے؟ اور کیا کررہا ہے؟ اس کے موبائل پر بھی رابطہ نہیں ہورہا ہے۔"

بے باک نے مجھے فوڈ منسٹر کے دروازے کے سامنے پہنچا دیا۔ وہ اندر سے لاک تھا۔ منسٹر نے بے باک کی مرضی کے مطابق وہاں پہنچ کر جیسے ہی لاک کو کھولا۔ میں نے باہر سے ایک زور کی لات ماری۔ دروازہ اس کے منہ پر لگا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے چلا گیا۔ ایک دم سے جھنجھلا کر بولا۔ "کون ہو تم؟"

میں نے اندر آکر دروازے کو بند کرتے ہوئے کہا۔ "میں فرہاد کی آتما ہوں۔ بھٹکتی ہوئی تمہارے پاس آئی ہوں۔"

وہ پلٹ کر دوڑتا ہوا بیڈ کے پاس گیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ تکیے کے نیچے سے ریوالور نکال کر وہاں سے پلٹ کر فائر کرے گا۔ میری ایک لات پڑتے ہی ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور چلا گیا۔

میں نے کہا۔ "میں فرہاد ہوں۔ تم سے پوچھ رہا ہوں کہ میرا جسم میرا دماغ کہاں ہیں؟"

میں نے گھوم کر اس کے منہ پر ایک کِک ماری۔ وہ بیڈ سے ٹکرا کر فرش پر گر پڑا۔ سہمی ہوئی نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے بولا۔ "تم، تم فرہاد نہیں ہوسکتیں۔ سچ سچ بتاؤ کہ تم کون ہو؟"

"فرہاد کی روح...."

"جھوٹ نہ بولو۔ فرہاد مرد تھا، اور تم ایک عورت ہو۔"

میں نے اس کے منہ پر ایک ٹھوکر مار کر کہا۔ "جسم مذکر ہوتا ہے اور روح مونث.... ابھی مونث آئی ہے۔ مذکر کے آنے سے پہلے تم اس دنیا سے جارہے ہو۔"

میں نے اچھی طرح سے جم کر اس کی پٹائی کی، پھر بے باک سے پوچھا۔ "اب تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

اس نے کہا۔ "میں اس کی موت سے باقی سازش کرنے والوں کو اور زیادہ خوفزدہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ دیکھیں کہ ابھی کیا کرنے والا ہوں؟"

بے باک نے اس کے اندر ایک ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخ مار کر اچھل کر فرش پر گرا اور تڑپنے لگا۔ بے باک نے کہا۔ "اس دنیا میں رہ کر بڑی ذلالت کی، بڑی عیاشی کی۔ ابھی تمہارے کمرے میں ایک کال گرل آئی تھی۔ اس کی لپ اسٹک ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی ہوئی ہے۔ چلو اٹھو اور اسے اٹھاؤ۔"

وہ دماغی اور جسمانی کمزوری میں مبتلا تھا۔ لرزتے ہوئے وہاں سے اٹھا پھر اس لپ اسٹک کو ہاتھ میں لے کر گرتا پڑتا ایک دیوار کے پاس آیا۔ وہاں بے باک کی مرضی کے مطابق لکھنے لگا۔

I am looking for my body and brain

(میں ڈھونڈ رہا ہوں۔ اپنے جسم کو... اپنے دماغ کو)

یہ لکھتے ہی وہ اسی دیوار سے سر ٹکرانے لگا۔ اتنی زور زور سے ٹکرانے لگا کہ تیسری بار ٹکراتے ہی چکرا کر زمین پر گر پڑا۔

اس نے اس کے اندر پھر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخ مار کر فرش پر تڑپنے لگا۔ اس نے دوسری بار زلزلہ پیدا کیا پھر تیسری بار.... ذہن میں پیدا ہونے والا زلزلہ ناقابلِ برداشت ہوتا

ہے۔تیسری بار میں اس کا دم نکل گیا۔

......وہ چالباز ہوٹل کی بارہویں منزل پر تھا۔کرائے کے قاتل سے اسے کامیابی کی خبر ملنے والی تھی۔وہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔اور ایک کال گرل کے ساتھ عیش وعشرت کے لمحات گزار رہا تھا۔ بے باک اس کے اندر پہنچ گیا۔اسی وقت اس نے ایک زور کا طمانچہ اس حسینہ کے منہ پر جڑ دیا۔وہ چیخ کر بولی۔''یہ کیا کر رہے ہو؟ میں نے تم سے مار کھانے کا معاوضہ نہیں لیا ہے۔''

بے باک اس لڑکی کے اندر پہنچا، تو اس نے پلٹ کر ایک زور کا طمانچہ اس کے منہ پر جڑ دیا۔چالباز یہ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ اس نے خوامخواہ اس حسینہ کو طمانچہ کیوں مارا؟ ادھر اس حسینہ نے صرف طمانچہ ہی نہیں مارا بلکہ اس کے منہ پر تھوک بھی دیا پھر اپنا لباس پہن کر اپنے بیگ کے پاس آکر اس نے ایک لپ اسٹک نکالی۔اسے اس کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔''اسے رکھو۔ابھی تمہارے کام آئے گی۔''

وہ اسے گالیاں دیتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ وہ جسے خرید کر لایا تھا، وہی اس کے منہ پر تھوک کر گئی تھی۔اسے غصہ آرہا تھا لیکن وہ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا کہ اس نے جواباً اس حسینہ کی پٹائی کیوں نہیں کی؟

وہ چند لمحوں تک سوچتا رہا پھر اس نے جھک کر قالین پر سے لپ اسٹک کو اٹھا لیا، اس کا کور کھولتے ہوئے ایک دیوار کے پاس آکر پھر لکھنے لگا۔

I am looking for my body and brain....

(میں ڈھونڈ رہا ہوں۔اپنے جسم کو...اپنے دماغ کو...)

میں اس کے پیچھے آکر کھڑی ہو گئی۔ میں نے کراٹے کا ایک ہاتھ اس کی گردن پر مارا تو وہ دیوار سے ٹکرا کر پھر پیچھے آیا اور گرتے گرتے سنبھل گیا، میں نے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا تھا۔اسے لاتوں اور گھونسوں پر رکھ لیا، اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر سر کو دیوار سے ٹکراتے ہوئے کہا۔''اسے پڑھ۔اسے دیوار پر تو نے نہیں۔فرہاد نے لکھا ہے۔''

وہ اسے پڑھنے لگا، میں نے اس کے منہ پر ایک ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔''بلند آواز سے پڑھ...''

وہ اونچی آواز سے پڑھنے لگا۔ میں نے پوچھا۔''اس کا مطلب سمجھ رہا ہے؟''

وہ پریشان ہو کر ہاں ہاں کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔''وہ......وہ مسٹر فرہاد اپنا جسم اپنا دماغ تلاش کر رہے ہیں۔''

''تو پھر اس کی چیزیں اس کے پاس پہنچا دے۔ کیونکہ تجھ جیسے شیطانوں نے ہی ان سے یہ سب کچھ چھین لیا ہے۔''

وہ خوف سے لرزتے ہوئے بولا۔''میں نے......صرف میں نے ہی نہیں۔بڑے بڑے ممالک کے حکمرانوں نے بھی یہی کیا ہے۔''

''چلو۔اٹھو۔تمہارے جیسے جتنے کمینے اس سازش میں شریک تھے ان سے رابطہ کرو اور بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟''

وہ فون اٹھا کر فرانس۔جرمنی، یو کے اور امریکا کے اکابرین سے رابطہ کر کے بے باک کی مرضی کے مطابق بتانے لگا۔''فرہاد علی تیمور پھر سے زندہ ہو کر ایک نئے جسم میں میرے پاس آیا ہے۔مجھ سے پوچھ رہا ہے کہ اس کا جسم اور اس کا دماغ کہاں ہے اگر اس کی چیزیں نہ ملیں تو وہ تمام سازشیں کرنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔میرے ساتھ بھی یہی کر رہا ہے۔میرے بعد تم سب کی باری ہے....''

میں نے بے باک سے کہا۔''میں جارہی ہوں۔اب یہ تمہارا شکار ہے۔''

یہ کہہ کر میں اس کمرے سے چلی گئی۔ وہ بے باک کی مرضی کے مطابق فون کے ذریعے تمام اکابرین سے باری باری رابطہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس وقت میں ہوٹل کی بارہویں منزل پر ہوں ادھر سے نیچے چھلانگ لگانے والا ہوں۔مجھ سے پہلے اس سازش میں شریک ہونے والا فرانس کا فوڈ منسٹر بھی حرام موت مارا گیا ہے۔

وہ فون پر بولتا ہوا ایک کھڑکی کے پاس آیا پھر اسے کھول کر اس کی چوکھٹ پر چڑھ کر کھڑا ہو گیا۔اس نے آخری بار فون پر کہا۔''اس وقت میں بارہویں منزل کی کھڑکی پر کھڑا ہوا ہوں اور اب چھلانگ لگانے جا رہا ہوں.... پتا نہیں تم سب کی موت کیسے ہوگی؟...انتظار کرو....انتظار....''

یہ کہتے ہی اس نے بارہویں منزل کی کھڑکی سے چھلانگ لگا دی۔سر کے بل نیچے آیا۔تو گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔اس کے بعد بے باک کی خیال خوانی کی لہریں اس کے مردہ دماغ میں نہیں رہ سکتی تھیں۔

اس نے میرے پاس آکر کہا۔''مما! خس کم، جہاں پاک۔''

میں نے کہا۔''خس کم نہیں ہوتا۔یہ جہاں پاک نہیں ہوتا۔ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں۔میں تم سے بہت خوش ہوں۔آئندہ تم اس مشن میں میرے ساتھ رہا کرو گے۔''

وہ خوشی سے جھوم کر بولا۔''تھینک یو مما! آئی لو یو....''

ٹیلی پیتھی کے فسوں کار فرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

www.pdfbooksfree.pk

سسپنس کا مقبول عام سلسلہ جو تین سو باسٹھ ماہ سے جاری ہے

فرہاد علی تیمور

دیوتا

ہنگاموں
رنگینیوں
اور تحیر کے اس
بے تاج بادشاہ کی
سحرانگیز کہانی جس نے
اپنی بھرپور زندگی میں کبھی
شکست کا ذائقہ نہیں چکھا۔ وہ جب
اور جس کے ذہن میں چاہتا، جھانک لیتا
اور یہی اُس کا مُہلک ترین ہتھیار تھا۔ دو نسلوں
پر محیط وہ طلسمِ ہوش رُبا جسے قارئین کی
دوسری نسل بھی بہت شوق سے پڑھ رہی ہے۔ اپنے
اور مُلک و قوم کے دشمنوں کو خیال خوانی کے نرم و نازک
ہتھیار سے خاک و خون میں نہلا دینے والے فرہاد علی
تیمور کی لازوال اور بے مثال داستانِ عبرت جس میں وہ لہو
کے سارے رشتوں کے ساتھ حریفوں سے برسرِ پیکار رہے۔

اُردو زبان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا طویل ترین سلسلہ

میں ایک طرح کی آسودگی محسوس کر رہی تھی۔ میں نے اور بے باک مومن نے فرہاد کے خلاف سازش کرنے والے پہلے دو دشمنوں کو جہنم میں پہنچا دیا تھا۔ باقی سازش کرنے والوں کے نام اور پتے ذہنوں میں محفوظ تھے۔ ہم مناسب وقت پر انہیں بھی جہنم کا راستہ دکھانے والے تھے۔

سوئٹزرلینڈ میں ان دشمنوں سے نمٹنے کے بعد بے باک میرے پاس آ گیا تھا اور مجھے اپنی روداد سنا رہا تھا۔ یہ تو پہلے ہی بتا چکا تھا کہ وہ کس طرح پندرہ برس کی عمر سے ہی فرہاد سے متاثر ہو گیا تھا۔ اس قدر متاثر ہوا تھا کہ دینِ اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس نے کئی برس کی تھکا دینے والی کوششوں کے بعد ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا۔ اپنے آئیڈیل محبوب فرہاد سے رابطہ کرنا چاہتا تھا لیکن بدقسمتی سے وچ ڈاکٹر مہاراج گندھراج منتر جوگی کے کالے علم میں پھنس گیا تھا۔ اس کے بعد ایک برس تک اس کا غلام بن کر اس کے احکامات کی تعمیل کرتا رہا تھا۔

اس نے کہا۔ ''مما! میرا ایمان ہے' اللہ تعالیٰ اگر ہمیں آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے' برے حالات سے گزارتا ہے تو اس میں بھی ہماری بہتری ہوتی ہے اور میری بہتری اس طرح ہوئی کہ میں اس منتر جوگی کی ڈائریاں پڑھ کر پاپا کے بدترین دشمن برین ماسٹر تک پہنچ گیا ہوں۔''

میں نے خوش ہو کر کہا۔ ''بے شک، یہ تم نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔''

''برین ماسٹر اور دوسرے سازش کرنے والوں کے دلوں کو یہ دھڑکا لگا ہوا ہے کہ پاپا کی آتما کسی کے جسم میں سما گئی ہے اور اب ان کی نیندیں حرام کر رہی ہے۔''

میں نے کہا۔ ''تمہارے پاس برین ماسٹر کا فون نمبر اور تین خفیہ پناہ گاہوں کا پتا موجود ہے۔ یہ بتاؤ' اب تم کیا کرنا چاہو گے؟''

''میں نے اپنے طور پر بہت کچھ سوچ لیا تھا لیکن اب آپ کی سرپرستی حاصل ہو گئی ہے تو آپ ہی کے مشوروں پر عمل کروں گا۔''

میں نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ''نہیں، ہمیشہ اپنی ذہانت اور صلاحیتوں پر بھروسا کرو اگر کبھی مشکل پیش آئے تب مجھ سے مشورہ لے لیا کرو۔ چلو یہ بتاؤ' اس سلسلے میں کیا سوچا ہے؟''

''میں نے سوچا ہے کہ میرے پاس برین ماسٹر کی تین خفیہ پناہ گاہوں کے پتے موجود ہیں۔ میں جب چاہوں کہیں بھی اس کے سامنے پہنچ کر اسے گولی مار سکتا ہوں لیکن میری عقل نے سمجھایا کہ طاقت کے نشے میں مدہوش رہنے والے دشمنوں کو فوراً ہی موت کے گھاٹ نہیں اتارنا چاہیے۔ پہلے ان سے ان کی طاقت چھین لینی چاہیے۔ انہیں اس قدر کمزور بنا دینا چاہیے کہ وہ مٹی کے کیڑوں کی طرح رینگتے رہیں اور کسی بھی ایرے غیرے کے قدموں تلے آ کر کچلے جائیں۔''

''تم صحیح سمت میں سوچ رہے ہو۔ بدترین دشمنوں کو ایسی ہی موت مرنا چاہیے کہ دوسرے دشمنی کرنے والے عبرت حاصل کرتے رہیں۔''

''پچھلی رات میں نے فون کے ذریعے اس کے دل میں یہ دہشت پیدا کر دی ہے کہ پاپا نے کسی کا جسم حاصل کر لیا ہے اور اب وہ اپنا جسم اور دماغ تلاش کر رہے ہیں۔''

میں نے کہا۔ ''اور دوسرے ممالک کے اکابرین کو بھی یہی میسج دیا ہے۔ سب ہی دہشت میں مبتلا ہوں گے۔ یہ اچھا طریقہ کار ہے۔''

بے باک نے کہا۔ ''برین ماسٹر کی ایک بیوی، ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ وہ لندن میں عزت داروں کی طرح شریفانہ زندگی گزار رہے ہیں۔ ماں اور بیٹی سیدھی سادی سی ہیں۔ بیٹی اپنے باپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتی کہ وہ کس قدر پُراسرار ہے اور انڈر ورلڈ میں رہ کر کیسی مجرمانہ زندگی گزار رہا ہے؟ بیوی سب کچھ جانتی ہے۔ اپنے شوہر کی راز دار ہے لیکن مغرور اور بددماغ نہیں ہے۔ اس کا بیٹا جان رچ بہت ہی مغرور ہے۔ اسے پہلوانی کا شوق ہے۔ فری اسٹائل ریسلر ہے۔ ڈبلیو ڈبلیو اور را جیسے مشہور و معروف اداروں کا ممبر ہے۔''

''اس کا مطلب' وہ اچھا خاصا قد آور باڈی بلڈر ہو گا؟''

''ہاں، باڈی تو خوب بنائی ہے لیکن عیاش ہے۔ شراب پیتا ہے۔ بڑے بڑے نامور پہلوانوں کے مقابلے میں کبھی جیت نہیں سکتا لیکن برین ماسٹر ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی شکست کو فتح میں بدل دیتا ہے اور بیٹے کو سمجھاتا رہتا ہے کہ وہ عیاشی اور شراب نوشی سے باز آ جائے۔''

میں نے کہا۔ ''ماں باپ کا ایک ہی بیٹا ہے اس لیے ضدی اور خودسر ہو گا؟ اپنی من مانی کرتا ہو گا؟''

''جی ہاں، یہی بات ہے۔ جب بھی وہ ریسلنگ کے لیے جاتا ہے فون پر اپنے باپ کو اطلاع کر دیتا ہے اور ٹھیک مقابلے کے وقت باپ اپنے بیٹے کے اندر پہنچ جاتا ہے۔ اس بار بھی وہ امریکا کے ایک شہر فلاڈیلفیا میں مقابلے کے لیے گیا

ہے۔ دس دنوں کے بعد دنیا کے بڑے بڑے چیمپین پہلوان ایک دوسرے سے مقابلہ کریں گے۔ ان میں جان رچ کا نام بھی شامل ہے۔ اس بار پانچ لاکھ ڈالر کا بہت بڑا انعام رکھا گیا ہے۔ باپ اپنے بیٹے کو اس مقابلے میں کبھی ہارنے نہیں دے گا۔''

''اور میں اسے جیتنے نہیں دوں گی۔''

''میں نے بھی سوچا ہے' مقابلے کے وقت میں اس کے مقابل پہلوان کے دماغ میں رہوں گا اگر اس کے اندر جگہ نہ ملی تو پھر ماسٹر کے بیٹے کے دماغ میں ہی رہ کر اسے شکست کھانے پر مجبور کر دوں گا۔''

میں نے کہا۔ ''یہ مناسب نہیں ہے۔ اس کے اندر ماسٹر موجود ہو گا۔ میں نہیں چاہتی کہ تم بھی وہیں اسی کے اندر رہ کر ماسٹر سے خیال خوانی کا مقابلہ کرو۔ اسے معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ اس مقابلے میں وہاں کوئی خیال خوانی کرنے والا موجود ہے۔''

''مما! پھر تو مشکل ہو گی۔ کیونکہ جان رچ کے مقابل جو بھی پہلوان آئے گا وہ یقیناً یوگا کا ماہر ہو گا۔ شراب نہیں پیتا ہو گا۔ میری خیال خوانی کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لے گا۔ مجھے اپنے اندر آنے نہیں دے گا۔ اس طرح میں اسے ماتحت نہیں بنا سکوں گا۔''

میں نے مسکرا کر کہا۔ ''ابھی تم بابا صاحب کے ادارے کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتے ہو۔ وہاں جوانوں کو جوڈو کراٹے اور فری اسٹائل ریسلنگ کی باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے۔ میرے تین بیٹوں نے پارس، پورس اور کبریا بچپن سے اب تک کتنے ہی شعبوں میں طرح طرح کی ٹریننگ حاصل کی ہے اور تینوں ہی ناقابلِ شکست فائٹر ہیں۔ میں معلوم کروں گی کہ ان میں سے آج کل کون پوری تیاری کے ساتھ ہے۔ جو پورے فارم میں ہو گا میں اسے کل کی کسی فلائٹ سے فلاڈیلفیا روانہ کروں گی۔''

بے باک نے کہا۔ ''کبریا خیال خوانی کے ذریعے اپنا اور اپنے بھائیوں کا نام اس مقابلے میں شامل کرا سکتے ہیں۔ آپ اپنے بیٹوں سے بات کریں۔ میں مسز برین ماسٹر کے پاس جا رہا ہوں۔''

وہ لندن کے ایک ہوٹل میں تھا۔ دماغی طور پر اپنے کمرے میں حاضر ہو گیا پھر لباس تبدیل کر کے ماسٹر کی فیملی کی طرف جانے لگا۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا تھا کہ مونیکا اپنی بیٹی اینا کے ساتھ آرٹ کالج کی طرف جانے والی ہے۔ وہ ان کے بنگلے کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ماں بیٹی باہر آئیں پھر اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے جانے لگیں۔ وہ انہیں چہروں کے ذریعے پہچاننے آیا تھا لیکن دور سے ایک ہی جھلک دکھائی دی تھی۔ اس لیے وہ ان کا تعاقب کرتا ہوا آرٹ کالج تک پہنچ گیا۔ اس کالج میں آرٹ گیلری بھی تھی۔ جہاں کمال حاصل کرنے والے طلبہ اور طالبات کی بنائی ہوئی تصویریں لگائی جاتی تھیں۔ اینا بھی اپنی ماں کے ساتھ وہیں آئی تھی۔ اسے اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویریں دکھا رہی تھی۔

بے باک نے وہاں پہلی بار اینا کو ذرا قریب سے دیکھا تو وہ اسے بہت اچھی لگی۔ بہت ہی سیدھی سادی سی لڑکی تھی۔ اس نے کسی قسم کا میک اپ نہیں کیا ہوا تھا۔ اس کے باوجود دوسری لڑکیوں کے مقابلے میں بے حد حسین لگ رہی تھی۔

وہ مونیکا سے کہہ رہی تھی۔ ''ممی! یہ سب عام سی تصویریں ہیں۔ میں آپ کو یا کسی کو بھی اپنے سامنے بٹھا کر پورا پورٹریٹ بنا لیتی ہوں لیکن اِدھر دیکھیں! یہ ایک تجریدی آرٹ ہے۔ اسے سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔''

مونیکا تھوڑی دیر تک اس تجریدی آرٹ کو دیکھتی رہی پھر بولی۔ ''میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا ہے۔ یہ تم نے کیا بنایا ہے؟''

''ممی! یہ ایک فنکار کے وہ احساسات اور جذبات ہیں جو اس کے اندر چھپے ہوتے ہیں۔ وہ اسے تصویروں کے ذریعے ظاہر کرتا ہے۔ یہ میرے اندر کے چھپے ہوئے جذبات اور احساسات ہیں۔ میں اس کی ایک فوٹو کاپی آپ کو دوں گی۔ اسے اچھی طرح دیکھیں اور غور کریں کہ آپ کی بیٹی کے اندر کتنے خوبصورت اور حسین خیالات چھپے ہیں۔''

''ٹھیک ہے، تم اس کی کاپی لے آنا۔ اب میں جا رہی ہوں۔ نہیں تو بینک بند ہو جائے گا۔''

وہ اپنی ماں کے ساتھ وہاں سے پلٹ کر جانے لگی۔ ایسے ہی وقت اس نے ایک نظر بے باک پر ڈالی پھر دروازے کی طرف بڑھ گئی مگر بے باک کی مرضی کے مطابق اس کے بارے میں سوچنے لگی پھر دروازے پر پہنچ کر رک گئی۔ وہاں سے پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔ مونیکا نے پوچھا۔ ''کیا بات ہے؟''

وہ چونکتے ہوئے بولی۔ ''نہیں، کچھ بھی نہیں۔ آئیں چلتے ہیں۔''

وہ وہاں سے چلی گئی لیکن اسی کے بارے میں سوچتی رہی۔ ''یہ سیاہ فام نیگرو اتنے پُرکشش کیوں ہوتے

ہیں؟ یورپ اوز امریکا کی گوری چٹی حسینائیں ان کالے نوجوانوں پر مرتی ہیں، شادی کرتی ہیں، ساری عمر ان کے ساتھ گزارتی ہیں۔ پتا نہیں، ان میں ایسی کیا بات ہوتی ہے؟“

دوسری طرف وہ اس تجریدی آرٹ کے سامنے کھڑا بڑی سنجیدگی سے اینا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس نے افریقا سے یورپ تک کتنی ہی حسینائیں دیکھی تھیں۔ ان سے ملتا بھی رہا تھا لیکن اینا کی طرح کسی نے بھی اسے پہلی نظر میں متاثر نہیں کیا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا۔ ”یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟ میں دوسروں کے خیالات بہت اندر تک اور بہت دور تک پڑھ لیتا ہوں مگر اپنے اندر کی بات کیوں نہیں سمجھ پا رہا ہوں؟ کہ اس لڑکی میں کیا ہے؟ اس نے پہلی نظر میں مجھے اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور اپنے ہی متعلق سوچنے پر مجبور کر رہی ہے؟“

وہ ایک جگہ بیٹھ کر اینا کے خیالات پڑھنے لگا۔ یہ معلوم کرنے لگا کہ اس نے کن احساسات اور جذبات کے تحت وہ تجریدی آرٹ پیش کیا ہے؟

اس آرٹ گیلری میں ایک سے ایک خوبصورت اور خیال آفریں تصاویر تھیں۔ انہیں دیکھ کر پتا چلتا تھا کہ اس آرٹ کالج کے طلبہ اور طالبات کتنے ذہین ہیں اور کیسی فنکارانہ صلاحیتیں رکھتے ہیں اگر کوئی خریدار آتا تھا تو ان تصاویر کو فروخت بھی کیا جاتا تھا۔

اینا نے آرٹ گیلری کے انچارج سے کہا تھا کہ اس کی تصویر کو صرف اسی خریدار کے حوالے کیا جائے جو تجریدی آرٹ سمجھتا ہو اگر وہ بتا دے گا کہ اینا نے اپنے کن احساسات اور جذبات کے تحت یہ فن پارہ پیش کیا ہے تو وہ اسے فروخت کرنے کی اجازت دے دے گی۔

وہ مسکرا کر دل ہی دل میں کہنے لگا۔ ”اینا! اسے تو میں ہی خریدوں گا۔ یہ تمہاری طرف بڑھنے کا پہلا مرحلہ ہے۔ خدا کرے میں تمہیں ساری زندگی کے لیے خرید لوں۔“

پھر اس نے سر جھٹک کر سوچا۔ ”میں اس لڑکی کو کیسے حاصل کر سکتا ہوں؟ یہ تو میرے دل میں گھسی جا رہی ہے۔ میں ایک دشمن اور ظالم بن کر پلک جھپکتے ہی اسے حاصل کر سکتا ہوں۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے دماغ پر قبضہ جما سکتا ہوں۔ تنویمی عمل کے ذریعے اپنا تابعدار بنا سکتا ہوں پھر تو یہ میرے قدموں میں لوٹنے لگے گی۔“

اس نے انکار میں سر ہلا کر سوچا۔ ”نہیں، خدا مجھے معاف کرے۔ میں اس سے پیار کروں گا۔ اس پر جبر نہیں کروں گا۔ خواہ یہ مجھے حاصل ہو یا نہ ہو، مجھے پیار کرے یا نہ کرے۔ میں تو کرتا رہوں گا۔“

پیار کرنے والے کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کو اپنی طرف مائل کرے۔ اخلاقی دائرے میں رہ کر پیار و محبت اور اپنے اچھے اعمال سے اسے متاثر کرتا رہے۔

اس نے پہلی بار اینا کو اپنے بارے میں سوچنے پر مجبور کیا تھا کہ یہ کالے نوجوان اتنے اچھے کیوں لگتے ہیں؟ دیکھا جائے تو اس نے جبراً ایسے خیالات پیدا نہیں کیے تھے۔ یہ سچائی تھی کہ یورپ اور امریکا کی چالیس فیصد گوری چٹی لڑکیاں کالوں پر مرتی ہیں۔ ان سے شادی کرتی ہیں اور اگر نہ کر سکیں تو بوائے فرینڈ ضرور بناتی ہیں لیکن وہ صرف بوائے فرینڈ اور محبت کا کھلاڑی نہیں بننا چاہتا تھا۔ وہ اپنی فطرت میں بھنورا نہیں تھا کہ ایک پھول سے دوسرے پھول کی طرف منڈلاتا۔ وہ تو اسے دل و جان سے اپنی شریک حیات بنا لینا چاہتا تھا۔

اینا کلاس اٹینڈ کر رہی تھی۔ وہاں ٹیچر نے تمام طلبہ اور طالبات سے کہا تھا کہ وہ اپنے اپنے کینوس کے سامنے جائیں اور اپنے کسی آئیڈیل مرد یا عورت کی تصویر بنائیں۔

اینا اُلجھی ہوئی تھی کہ اس کی زندگی میں کبھی کوئی گورا آئے گا یا کالا؟ اسے کالے پسند تھے لیکن یہ اچھی طرح جانتی تھی کہ باپ اور بھائی اس کی پسند کی مخالفت کریں گے۔ وہ سوچنے لگی۔ ”جب مخالفت ہوگی تب دیکھا جائے گا۔ ابھی تو میں کسی کالے کی تصویر بنا سکتی ہوں۔“

بے باک اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک واش روم میں آگیا۔ وہاں آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر اینا کے اندر پہنچ گیا۔ آئینے میں اپنی آنکھیں، ناک، منہ، کان اور چہرے کی بناوٹ کو توجہ سے دیکھنے لگا۔ دوسری طرف اینا کو یوں لگ رہا تھا کہ آرٹ گیلری میں جس کالے جوان کو دیکھا تھا۔ وہ ایک دم سے آنکھوں کے سامنے آگیا ہے اور اس کا چہرہ پوری تفصیل کے ساتھ دکھائی دے رہا ہے۔ وہ بے اختیار کینوس پر اس کی آنکھیں، ناک، منہ، کان اور چہرے کے بناوٹ کے مطابق تصویر بنانے لگی۔

وہ اسے کینوس پر اتار رہی تھی اور دھڑکتے ہوئے دل سے سوچ رہی تھی۔ ”او گاڈ! میں اب تک کسی کو بھی سامنے بٹھا کر اس کی تصویر بناتی آئی ہوں۔ ایسا پہلی بار ہو رہا۔ اس جوان کو صرف ایک بار دیکھا ہے اور وہ ایسے ذہن میں نقش ہو گیا ہے جیسے ابھی میرے سامنے بیٹھا ہو۔ میں اسے صاف طور پر دیکھ رہی ہوں۔ میرا دل کیوں بری طرح دھڑک رہا ہے؟“

آدھے گھنٹے بعد ٹیچر نے اس کی تصویر کو دیکھتے ہی کہا۔ ”واہ اینا! واہ، اگرچہ تم نے ایک کالے جوان کی تصویر بنائی ہے لیکن اس میں لائٹ اینڈ شیڈ کا امتزاج بہت ہی فنکارانہ ہے۔ اسے مکمل کر لو گی تو یہ تمہاری بہترین تصویروں میں سے ایک ہوگی۔“

اس نے کہا۔ ”سر! پتا نہیں، میں نے کیسے ڈوب کر یہ تصویر بنائی ہے؟ اب اسے گھر لے جا کر واٹر کلر کے ذریعے مکمل کروں گی۔“

وہ اس کینوس کو بڑے سے ریپر میں لپیٹنے لگی۔ بے باک نے مجھے مخاطب کیا۔ ”مما! یہاں لندن میں آپ لوگوں کی رہائش گاہیں تو ضرور ہوں گی؟“

”ہاں بیٹے! ایسٹ بورن میں میرا اور فرہاد کا ایک بنگلا ہے اور ویسٹ بورن برسٹل میں دوسرا بنگلا ہے۔ وہاں عالی، کبریا، پارس اور پورس وغیرہ جاتے رہتے ہیں۔ تم کہاں رہنا چاہو گے؟“

”میں آپ کے بنگلے میں رہنا چاہتا ہوں۔“

”میں ابھی چوکیدار کو فون کرتی ہوں۔ وہ بنگلے کی چابی تمہارے حوالے کر دے گا۔“

”ایک اور بات ہے مما! کیا اس بنگلے میں کوئی بیسمنٹ ہے؟“

”ہاں، ایک چھوٹا سا تہ خانہ ہے۔ جب تم وہاں جاؤ گے تو میں اس کا چور دروازہ تمہیں بتاؤں گی۔ ویسے تمہیں اس کی کیا ضرورت ہے؟“

”برین ماسٹر نے اپنے بنگلے کے تہ خانے میں سونے اور ہیروں کا ذخیرہ رکھا ہوا ہے۔ میں وہ سب خالی کر دینا چاہتا ہوں۔ وہاں کا مال اپنے تہ خانے میں پہنچاؤں گا۔ وہ جتنی دولت حاصل کرتا رہے گا۔ میں اسے اتنا ہی کنگال بناتا رہوں گا۔“

میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”ٹھیک ہے، تم اپنا آئی ڈی کارڈ چوکیدار کو دکھاؤ گے تو اس بنگلے کے مالک بن کر رہ سکو گے۔“

وہ میرے اندر سے چلا گیا۔ بے باک نے یہ طے کیا تھا کہ برین ماسٹر کی بیوی مونیکا کو غائب دماغ بنا کر اس تہ خانے سے ہیرے جواہرات کے ذخیرے کو تھوڑا تھوڑا کر کے نکالتا رہے گا اور اسے ہمارے بنگلے کے تہ خانے میں پہنچاتا رہے گا۔

ایک چپراسی نے آ کر اینا سے کہا کہ آرٹ گیلری کے

دل نگاروں کے لیے سب رنگ ڈائجسٹ کا مقبول سلسلہ

بازیگر

وہ تحریر جو دلوں کی دھڑکن ہے

ساتواں حصہ شائع ہو گیا ہے

بابر زمان خان کی آپ بیتی جگ بیتی

ان کے لیے جن کے سینے دھواں دیتے ہیں، آنسوؤں، آہوں، امنگوں اور حوصلوں کی داستان
عبرت اثر، حیرت انگیز ناقابل فراموش

7 حصے کتابی شکل میں دستیاب ہیں

قیمت فی حصہ 60/ روپے ✹ ڈاک خرچ فی حصہ 23/ روپے

بڑے شہروں میں ہمارے ایجنٹ یہ ہیں
کراچی: الکوثر نیوز ایجنسی۔ اخبار مارکیٹ
لاہور: شفیق نیوز ایجنسی۔ اخبار مارکیٹ
راولپنڈی: اشرف بک ایجنسی۔ کمیٹی چوک
فیصل آباد، ملتان، حیدر آباد: جہانگیر بک ڈپو

چھوٹے شہروں اور علاقوں میں ایجنٹ حضرات کی ضرورت ہے

رابطے کیلئے

کتابیات پبلی کیشنز
فون: 021-5804300
پوسٹ بکس 23 کراچی 74200
kitabiat1970@yahoo.com
C-63 فیز II ایکسٹینشن ڈی ایچ اے مین کورنگی روڈ (اختر کالونی بس اسٹاپ کے سامنے)

انچارج نے اسے بلایا ہے۔ اینا نے ماں سے فون پر کہا۔ ''ممی! آپ میرے لیے گاڑی بھیج دیں۔ میں گھر آنا چاہتی ہوں۔''

مونیکا نے کہا۔ ''ٹھیک ہے، ابھی آدھے گھنٹے میں ڈرائیور گاڑی لے کر پہنچ جائے گا۔''

وہ ریپر میں لپٹے ہوئے کینوس کو اٹھا کر آرٹ گیلری میں آ گئی۔ وہاں کا انچارج اپنے آفس میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی بولا۔ ''مس اینا! تمہارے اس تجریدی آرٹ کا ایک خریدار آیا ہے۔ وہ اسے خریدنا چاہتا ہے۔''

وہ ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ ''میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ کسی باذوق خریدار کو اپنی وہ تصویر دوں گی۔''

''بے شک، اس خریدار کا دعویٰ ہے کہ وہ تمہاری بنائی ہوئی تصویر کو پوری طرح سمجھ رہا ہے اور سمجھ کر ہی اسے خریدنا چاہتا ہے۔''

ایسے ہی وقت بے باک نے دروازے پر آ کر پوچھا۔

''کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟''

اینا اسے دیکھ کر ایک دم سے چونک گئی۔ اس کے پاس رکھے ہوئے کینوس میں اسی کی تصویر تھی اور وہ تصویر اس نے اپنے ہاتھ سے بنائی تھی۔ انچارج نے کہا۔ ''آیئے، مسٹر بے باک مومن! ان سے ملیں۔ یہ ہیں مس اینا... وہ تجریدی آرٹ اسی لڑکی کی تخلیق ہے۔''

وہ اسے دیکھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اس نے قریب آ کر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''تم سے مل کر خوشی ہو رہی ہے۔''

اینا نے مصافحے کے لیے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا تو یکبارگی دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئیں۔ کرسی کے پیچھے رکھے ہوئے کینوس میں اس کی تصویر تھی۔ سامنے وہ تصویر والا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔ بے باک نے کہا تھا کہ تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ اسے بھی جواباً یہی طور پر کہنا چاہیے تھا کہ مجھے بھی آپ سے مل کر خوشی ہوئی ہے لیکن وہ اسے کچھ بھی نہ کہہ سکی۔ گم صم سی ہو کر رہ گئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ہاتھ اس کے قبضے میں چلا گیا ہے اور وہ اپنا ہاتھ واپس نہیں لا سکے گی۔

بے باک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''تم شاید خیالی دنیا میں رہتی ہو؟ اس وقت دماغی طور پر حاضر نہیں ہو؟''

وہ ایک دم سے چونک کر اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی۔ ''جی، جی ہاں۔ وہ میں کچھ اور سوچ رہی تھی۔ کیا آپ ہی اس تصویر کو خریدنا چاہتے ہیں؟''

''ہاں، اس تصویر میں بڑی گہرائی ہے۔ میں حیران ہوں کہ تم نے اتنی چھوٹی سی عمر میں اتنی گہری تصویر کیسے بنا لی؟''

اس نے پوچھا۔ ''کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ میں اپنی اس تصویر کے ذریعے کیا کہنا چاہتی ہوں؟''

''میں تصویر کے سامنے وضاحت کر سکتا ہوں۔''

وہ وہاں سے آرٹ گیلری میں آ گئے۔ بے باک نے کہا۔ ''تصویر میں گہرا نیلا رنگ ہے۔ یعنی اسے پیش کرنے والی ابھی تاریکی میں ہے۔ اپنے احساسات اور جذبات کو کچھ کچھ سمجھ رہی ہے۔ دو مثلث مختلف زاویوں سے ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے ہیں۔ ہر مثلث کے گوشے میں مختلف میلے اور دھندلے سے رنگ ہیں۔ ان مثلث کے پیچھے ایک قوس قزاح کھینچی گئی ہے لیکن اس میں سات رنگ نہیں ہیں۔ قوس قزاح کے نیچے سات رنگوں کے چھوٹے چھوٹے سے نکتے بنائے گئے ہیں۔''

وہ بول رہا تھا اور اینا حیرانی سے اس کا منہ تک رہی تھی۔ کیونکہ جو باتیں اس کے دماغ میں تھیں وہی اس کی زبان پر آ رہی تھیں۔

اس نے کہا۔ ''اس تصویر کو بنانے والی اُلجھی ہوئی ہے۔ کیونکہ قوس قزاح کے سات رنگ بالکل معدوم ہیں۔ وہ سات رنگ نقطوں کی صورت میں کہیں کہیں نظر آ رہے ہیں۔ یعنی وہ پوری طرح قوس قزاح بن پائیں گے یا نہیں؟ کوئی اس کی زندگی میں رنگوں کی بہار لے کر آئے گا یا نہیں.....؟''

اینا ایک دم سے گھبرا گئی کیونکہ وہ اس کے اندر کی باتیں بیان کر رہا تھا۔ اس نے کہا۔ ''بس بس ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ تجریدی آرٹ کو سمجھتے ہیں۔ بے شک، آپ اس تصویر کو خریدنے کے مستحق ہیں۔''

وہ سب واپس اپنی کرسیوں پر آ کر بیٹھ گئے۔ انچارج نے کہا۔ ''یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ تمہاری تصویر کو مسٹر بے باک نے پوری طرح سے سمجھ لیا ہے۔''

اینا بار بار اسے چور نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے کہا۔ ''ہاں، مگر میں یہ تصویر فروخت کرنا نہیں چاہتی۔ انہیں گفٹ کے طور پر دینا چاہتی ہوں۔''

بے باک نے مسکرا کر کہا۔ ''میں آپ کی تصویر کو سمجھ رہا ہوں۔ اس کی قدر کر رہا ہوں اور آپ میری اس طرح قدر کر رہی ہیں کہ اس تصویر کو گفٹ کے طور پر دینا چاہتی ہیں۔''

وہ نظر چرا کر بولی۔ ''میری خواہش ہے کہ میری یہ تصویر بھی کسی قدر دان کے گھر میں پہنچے۔''

انچارج نے ذرا پریشان ہو کر کہا۔ ''لیکن مس اینا! یہاں سے جو بھی تصویر فروخت ہوتی ہے۔ اس کی قیمت کا پچیس فیصد کالج کو ڈونیشن کے طور پر دیا جاتا ہے۔''

بے باک نے کہا۔ ''آپ اس تصویر کی بات نہ کریں۔ یہ بتائیں' آپ کالج کے لیے کتنا ڈونیشن چاہتے ہیں؟''

انچارج نے کہا۔ ''کم از کم ایک ہزار پاؤنڈ۔''

بے باک نے اپنے بیگ میں سے ہزار ہزار کے پانچ نوٹ نکال کر اسے پیش کرتے ہوئے کہا۔ ''میری طرف سے یہ پانچ ہزار پاؤنڈ ڈونیشن کے طور پر رکھ لیں۔ اب تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہے؟''

وہ ذرا جھینپ کر بولا۔ ''آپ تو شرمندہ کر رہے ہیں۔'' پھر وہ جلدی سے اٹھتے ہوئے بولا۔ ''آپ تشریف رکھیں، میں ابھی تصویر کو پیک کراتا ہوں۔''

وہ وہاں سے چلا گیا۔ اینا فون کے ذریعے اپنی ماں سے پوچھ رہی تھی۔ ''آپ نے ابھی تک گاڑی نہیں بھیجی؟''

ماں نے کہا۔ ''ڈرائیور گاڑی لے کر جا چکا ہے۔ پتا نہیں کہاں رہ گیا ہے؟ اسے اب تک تمہارے پاس پہنچ جانا چاہیے تھا۔''

بے باک نے اس کے وہاں تک پہنچنے میں گڑبڑ پیدا کر دی تھی۔ وہ ڈرائیور راستے میں ہی رک گیا تھا۔ اپنی کار کا بونٹ اٹھا کر اسے چیک کر رہا تھا۔ اس نے غائب دماغ ہو کر خود ہی خرابی پیدا کر دی تھی پھر ایک فون بوتھ میں آ کر اینا کے نمبر پر رابطہ کرتے ہوئے بولا۔ ''گاڑی اچانک ہی راستے میں خراب ہو گئی ہے۔ میں اسے ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ پلیز آپ میرا انتظار کریں۔''

اینا نے پریشان ہو کر فون بند کر دیا۔ بے باک نے پوچھا۔ ''کیا کوئی پرابلم ہے؟''

وہ چونک کر بولی۔ ''نہیں، دراصل میری کار راستے میں خراب ہو گئی ہے۔ ڈرائیور دیر سے یہاں پہنچے گا۔''

''یہ تو کوئی پرابلم نہیں ہے۔ تم میرے ساتھ میری گاڑی میں چلو۔ جہاں کہو گی' وہاں پہنچا دوں گا۔''

اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ ''وہ! نہیں۔ میں چلی جاؤں گی۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی ٹھیک ہو جائے گی۔''

''ٹھیک ہو جائے گی تو ڈرائیور اسے گھر لے آئے گا۔ کیا میرے ساتھ چلنے پر کوئی اعتراض ہے؟''

''نہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں......''

انچارج ایک ملازم کے ساتھ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔ ''یہ لیں، آپ کی تصویر پیک ہو گئی۔''

بے باک نے ریپر میں لپٹے ہوئے دوسرے کینوس کو اٹھاتے ہوئے اینا سے کہا۔ ''چلو، میں تمہیں ڈراپ کر دوں گا۔''

وہ دونوں انچارج سے مصافحہ کر کے کمرے سے باہر آ گئے۔ ملازم تصویر اٹھائے ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اور اینا بے باک کے پیچھے چلتے ہوئے کبھی اسے اور کبھی کینوس کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اپنی ہی تصویر اٹھائے اس کے آگے آگے چل رہا تھا۔ اس کی کار کالج کے باہر کھڑی ہوئی تھی۔ وہ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر کینوس کو وہاں رکھتے ہوئے بولا۔ ''اس میں بھی شاید تمہاری کوئی شاہکار تصویر ہو گی؟ کیا میں ریپر ہٹا کر اسے دیکھ سکتا ہوں؟''

وہ جلدی سے بولی۔ ''نہیں، یہ کینوس ابھی سادہ ہے۔ میں گھر جا کر کوئی تصویر بناؤں گی۔''

ملازم دوسری تصویر گاڑی میں رکھ کر چلا گیا۔ وہ اگلی سیٹ پر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ گھر کی طرف جاتے ہوئے بولی۔ ''تمہاری اس رینٹ کار سے اندازہ ہو رہا ہے کہ اس شہر کے نہیں ہو؟ کہیں سے آئے ہو؟''

''تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں کل تک فرینکفرٹ میں تھا۔ پچھلی رات ہی یہاں آیا ہوں۔ اب یہیں رہنے کا ارادہ ہے۔ یہاں میرا ایک بنگلا ہے۔ آج شام تک ایک کار بھی خرید لوں گا۔''

''کوئی بزنس مین ہو؟''

''ہاں، ہیرے اور جواہرات کا کاروبار ہے۔ لاکھوں کروڑوں کا لین دین ہوتا رہتا ہے۔''

وہ باتوں کے دوران اسے اپنا ایڈریس سمجھاتی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہی بے باک نے بنگلے کے احاطے میں پہنچ کر کار روک دی۔ اینا نے پوچھا۔ ''کیا میرے ساتھ کافی پینا پسند کرو گے؟''

وہ مسکرا کر بولا۔ ''یہ میری خوش نصیبی ہو گی۔''

وہ اس کے ساتھ بنگلے کے اندر آ گیا۔ اینا نے اپنی ماں سے اس کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ ''ممی! ان سے ملیں۔ یہ مسٹر بے باک مومن ہیں۔ بہت ہی باذوق انسان ہیں۔ انہوں نے میری اس تجریدی آرٹ والی پینٹنگ کو بڑی گہرائی سے سمجھا ہے۔ میں نے وہ تصویر فروخت نہیں کی بلکہ گفٹ کے طور پر انہیں دے دی ہے۔''

مونیکا نے بیٹی کے ساتھ اس کینوس کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''کیا یہی وہ تصویر ہے؟''

''نہیں یہ سادہ کینوس ہے۔ دوسری تصویر بنانے کے لیے لائی ہوں۔ پلیز، آپ اسے میرے کمرے میں رکھ دیں۔ میں ان کے لیے کافی بنانے جارہی ہوں۔''

مونیکا اس کینوس کو اٹھا کر بیٹی کے کمرے کی طرف چلی گئی اور اینا کافی بنانے کے لیے کچن کی طرف بڑھ گئی۔ بے باک ایک صوفے پر بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ وہ اس کی تصویر اسی سے چھپا رہی تھی۔ یہ تاثر دینا نہیں چاہتی تھی کہ اس سے متاثر ہوگئی ہے۔ وہ اس کے ذہن میں اس طرح نقش ہوگیا ہے کہ سامنے بٹھائے بغیر اس نے اس کی تصویر بنالی ہے۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے باری باری ان ماں بیٹی کے اندر جارہا تھا۔ ادھر بیٹی کافی تیار کررہی تھی۔ ادھر اس نے مونیکا کے ذہن میں یہ سوچ پیدا کی کہ کینوس کے ریپر کو کھول کر دیکھنا چاہیے، بیٹی نے کچھ بنایا بھی یا نہیں؟

اس نے بے باک کی مرضی کے مطابق ریپر کو ہٹا کر دیکھا تو حیران رہ گئی۔ بیٹی نے کہا تھا کوئی تصویر نہیں ہے جبکہ وہ اس مہمان کی تصویر بنا کر لائی تھی جو ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا۔

وہ بے باک کی مرضی کے مطابق سوچنے لگی۔ ''کیا میری بیٹی اس نیگرو نوجوان سے متاثر ہوگئی ہے؟ تعجب ہے۔ ہماری نسل کے گورے چٹے کتنے ہی نوجوان اس سے لفٹ لینا چاہتے ہیں لیکن وہ کسی کو منہ نہیں لگاتی۔ کیا اس جوان سے متاثر ہوگئی ہے؟''

اینا ایک ٹرے میں دو کپ کافی لے آئی۔ اس نے ایک کپ بے باک کو پیش کیا۔ ایسے ہی وقت مونیکا کینوس اٹھائے وہاں آگئی۔ بیٹی کو دیکھتے ہوئے بولی۔ ''اینا! یہ کیا؟ تم نے تو کہا تھا' کینوس سادہ ہے؟''

اینا ماں کے ہاتھ میں اس کا کینوس دیکھ کر گھبرا گئی۔ اس نے جھینپ کر بے باک کو دیکھا پھر نظریں چراتے ہوئے ماں سے کہا۔ ''آپ نے اسے کھول کر کیوں دیکھا؟ میں نے منع کیا تھا۔''

بے باک نے تصویر کو دیکھ کر حیرانی ظاہر کی۔ ''اینا! تم نے آج سے پہلے مجھے کبھی نہیں دیکھا پھر یہ تصویر کیسے بنا ڈالی؟ تعجب ہے.....''

وہ کیا جواب دیتی؟ بری طرح جھینپ رہی تھی۔ شرما رہی تھی۔ یہ کیسے کہتی کہ وہ ایک ہی بار دیکھنے کے بعد اس کے ذہن میں نقش ہوگیا تھا۔ کینوس پر اسکیچ کرتے وقت اسی کا چہرہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ وہ خود بھی سمجھ نہیں پائی تھی کہ یہ سب کیسے ہوگیا؟ پھر اسے کیا جواب دیتی۔

مونیکا خاموش اور ٹٹولتی ہوئی نظروں سے بیٹی کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی جھجک اور شرمانے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ سچ مچ اس نیگرو سے متاثر ہوگئی ہے۔

اس نے کہا۔ ''اینا! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مسٹر بے باک کہہ رہے ہیں' تم نے پہلے انہیں کبھی نہیں دیکھا پھر یہ تصویر کیسے بنالی؟''

وہ بے باک کے سامنے بری طرح گڑبڑا گئی تھی۔ شرما رہی تھی۔ کوئی جواب نہیں دے پا رہی تھی۔ یہ کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ ''میں کچھ نہیں جانتی۔ میں کچھ نہیں بتا سکتی.....''

اس نے بیٹی کو جاتے ہوئے دیکھا پھر بے باک سے کہا۔ ''تم بیٹھو، کافی پیو۔ میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔''

وہ بیٹھ کر کافی پینے لگا۔ مونیکا بھی اپنی بیٹی کے حصے کی کافی پیتے ہوئے بولی۔ ''تم کون ہو؟ کہاں رہتے ہو اور کیا کرتے ہو؟''

اس نے اینا سے راستے میں جو کچھ کہا تھا۔ وہی اس کی ماں کو بتانے لگا۔ اس نے پوچھا۔ ''کیا یہ سچ ہے کہ میری بیٹی سے پہلے کبھی نہیں ملے؟ آج تم دونوں کی پہلی ملاقات ہوئی ہے؟''

''ہاں، میں یہی سمجھتا ہوں۔ ہوسکتا ہے' اینا نے مجھے پہلے کہیں دیکھا ہو۔ میرا چہرہ اس کے ذہن میں نقش ہوگیا ہو۔''

''لیکن تم میں ایسی کیا بات ہے کہ تمہارا چہرہ میری بیٹی کے ذہن میں نقش ہوجائے گا؟''

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ ''یہ سوال تو آپ کو اپنی بیٹی سے کرنا چاہیے۔''

وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔ ''دیکھو! تمہارے اور اینا کے درمیان کوئی انڈراسٹینڈنگ ہے تو مجھ سے نہ چھپاؤ۔''

وہ بولا۔ ''میں نے تو آج پہلی بار آپ کی بیٹی کو دیکھا ہے لیکن اس تصویر سے اندازہ ہورہا ہے کہ یہ مجھے کہیں دیکھ چکی ہے۔ اب اس کے دل میں کیا ہے؟ میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں؟''

''میں تو تمہارے دل کی بات پوچھ رہی ہوں۔ میری بیٹی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟''

''بہت ہی نیک خیال ہے۔ وہ ایک اچھی اور سیدھی سادی سی لڑکی ہے۔ کوئی بھی جوان اسے پہلی نظر میں پسند کر

سکتا ہے۔"

مونیکا نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔"اور تم نے پہلی نظر میں اسے پسند کرلیا ہے؟"

"میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔آپ سچ کہہ رہی ہیں۔"

"تو میری زبان سے ایک اور سچ سن لو۔اندھیرے اور اجالے کا میل نہیں ہوسکتا۔تم رات ہو اور میری بیٹی دن ہے۔ دن اور رات کبھی ایک دوسرے سے نہیں ملتے اور نہ ہی کبھی مل سکیں گے۔"

"کوئی بات نہیں۔ہم دن اور رات کی طرح آگے پیچھے تو چل سکتے ہیں۔"

"پلیز، میری بیٹی بہت معصوم ہے۔دنیا میں کتنی بے ایمانی اور مکاریاں ہوتی ہیں۔ وہ کچھ نہیں سمجھتی۔میں جہاندیدہ ہوں۔اپنی بیٹی کا برا بھلا خوب سمجھتی ہوں لہٰذا آئندہ اس سے کبھی نہ ملنا۔وہ نظر آجائے تو کترا جانا۔"

"پلیز، یہ باتیں آپ اپنی بیٹی کو سمجھائیں کہ اگر میں کہیں نظر آجاؤں تو وہ مجھ سے کترا جائے۔"

وہ جانے کے لیے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔مونیکا نے کہا۔"تم نہیں جانتے‘ اس کے باپ کی پہنچ کتنی اوپر تک ہے؟ وہ بہت ہی اثر رسوخ والا آدمی ہے۔تم مشکل میں پڑ جاؤ گے۔"

وہ جاتے جاتے رک کر بولا۔"آئندہ آپ دیکھیں گی کہ میں ان مشکلات سے کتنے مزے لے لے کر گزرتا رہوں گا؟"

یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔وہ غصے سے پیر پٹختی ہوئی بیٹی کے کمرے کی طرف جانے لگی۔اینا سر جھکائے سوچ رہی تھی۔"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ وہ نوجوان میرے دل و دماغ پر کیوں چھا گیا ہے؟ میں نے سنا تھا کہ پہلی نظر میں محبت ہو جاتی ہے۔کیا پہلی ملاقات میں ہی اس سے محبت ہوگئی ہے؟"

بے باک اس کے اندر موجود تھا۔دیکھنا چاہتا تھا کہ ماں بیٹی کے درمیان کیا بات ہوتی ہے؟ اس نے بے باک کی مرضی کے مطابق سوچا۔"کیا وہ جبراً میرے دل و دماغ پر چھا رہا ہے یا میرا دل خود بہ خود اس کی طرف مائل ہو رہا ہے؟"

وہ ایک سرد آہ بھر کر سوچنے لگی۔"وہ مجھ پر کیا جبر کرے گا؟ اس نے مجھے کالج سے گھر تک پہنچانے والی دوستی تو کی ہے۔لیکن محبت یا لگاوٹ کا اظہار نہیں کیا ہے۔میں ہی اس کے لیے پاگل ہو رہی ہوں۔"

مونیکا ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر آئی تو وہ اسے دیکھتے ہی اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔اس کی آنکھیں اور تیور بتا رہے تھے کہ اس نے بیٹی کی چوری پکڑ لی ہے۔وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔"یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں؟ تم اس کالے کلو پر مرمٹی ہو؟"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔بدستور سر جھکائے کھڑی رہی۔ماں نے ڈانٹتے ہوئے پوچھا۔"اب چپ کیوں ہو؟ ایسی تو نہیں تھیں؟ کتنے ہی خوبصورت نوجوان تم سے لفٹ لیتے رہے ہیں اور تم ان سب کو نظر انداز کرتی رہی ہو۔کیا اس دن کے لیے کہ ایک کالے کو ہمارے گھر لے آؤ اور اسے داماد بنانے کی نادانی کرو؟"

وہ منہ پھیر کر بولی۔"میں کچھ نہیں جانتی۔پلیز، مجھ سے کچھ نہ پوچھیں۔"

"اگر کچھ نہیں جانتیں تو بات یہاں تک کیسے بڑھ گئی؟ تالی ایک ہاتھ سے نہیں دونوں ہاتھوں سے بج رہی ہے۔وہ بھی تمہارا دیوانہ ہے۔مجھے چیلنج کر کے گیا ہے کہ تمہارے باپ سے بھی نہیں ڈرے گا۔جتنی بھی مشکلیں پیش آئیں گی انہیں کھیل سمجھ کر کھیلے گا۔"

اینا نے چونک کر ماں کو دیکھا۔یہ سن کر دل تیزی سے دھڑکنے لگا کہ آگ دونوں طرف لگی ہوئی ہے۔صرف وہ پاگل نہیں ہے۔وہ دیوانہ بھی اسے حاصل کرنے کے لیے اس کی ماں کو چیلنج کر رہا ہے۔

مونیکا نے کہا۔"بیٹی! میں نے تم سے زیادہ دنیا دیکھی ہے۔اس کالے کو میری آنکھ سے دیکھو۔میرے ذہن اور تجربے سے سمجھو۔وہ پکا فراڈ ہے۔تمہارے قابل نہیں ہے۔ تمہارے ڈیڈی اسے کبھی داماد کی حیثیت سے قبول نہیں کریں گے۔تمہارا بھائی ریسلر ہے۔تمہیں اس کے ساتھ دیکھے گا تو اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔خوامخواہ میرا بیٹا قاتل بن جائے گا۔قانون کی گرفت میں آجائے گا۔کیا اپنے بھائی کی موت اور اپنے خاندان کی تباہی چاہتی ہو؟"

اس نے پریشان ہو کر کہا۔"میں کچھ نہیں جانتی کہ کیا چاہتی ہوں....؟ پلیز، مجھے تنہا چھوڑ دیں۔سوچنے دیں.... سمجھنے دیں۔"

وہ بولی۔"ٹھیک ہے، تمہیں سوچنا‘ سمجھنا چاہیے لیکن مجھے آج ہی جواب دو کہ اس کے معاملے میں سنجیدہ نہیں ہو اور آئندہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھو گی۔"

وہ اسے تنہا چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی اگر بے باک چاہتا تو مونیکا کے دماغ پر بھی قبضہ جما کر اسے اپنی طرف مائل کر سکتا تھا۔اپنی حمایت پر آمادہ کر سکتا تھا لیکن بعد میں برین ماسٹر اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کرلیتا کہ مونیکا کبھی اس کی مخالفت کرتی ہے اور کبھی حمایت میں بولتی ہے۔

اگر بے باک تنویمی عمل کے ذریعے مونیکا کو اپنی کنیز بنا لیتا تب بھی کسی نہ کسی دن یہ بھید کھل سکتا تھا کہ مونیکا پر تنویمی عمل کیا گیا ہے۔

بے باک برین ماسٹر کو کسی شبہے میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا تھا ورنہ وہ محتاط ہو جاتا۔اپنی بیوی بچوں پر تنویمی عمل کر کے انہیں کسی خفیہ پناہ گاہ میں پہنچا دیتا۔بے باک کا اصل منصوبہ تو یہی تھا کہ اس کے بیوی بچوں کو اس کی کمزوری بنا دیا جائے ایسا کرنے کے لیے اس کا محتاط رہنا بہت ضروری تھا۔وہ اینا کے عشق میں مبتلا ہو کر کسی بھی طرح کی جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہتا تھا۔

فی الحال یہ بات اطمینان بخش تھی کہ انتقام لینے کے سلسلے میں اسے ابتدائی کامیابی حاصل ہو رہی تھی۔وہ اس کی بیوی‘ بیٹی اور بیٹے کے دماغوں میں پہنچ سکتا تھا۔بلکہ بیٹی کے تو بہت قریب ہوگیا تھا۔اب بیٹے سے نمٹنے کی باری تھی۔

فی الوقت اس نے سوچا کہ پچھلی رات میسج کے ذریعے اس نے تمام اکابرین کو خوف زدہ کیا تھا پھر سوئٹزرلینڈ میں فرانس کا ایک فوڈ منسٹر اور ان کی کمیٹی کا ایک چالباز مارا گیا تھا۔ان تمام واقعات کا ردعمل کیا ہوا ہے؟ یہ دیکھنا ضروری تھا۔

بے باک مومن نے ان تمام سازش کرنے والوں کے نام، پتے اور فون نمبر بھی معلوم کر لیے تھے جنہوں نے فرہاد کی لاش کو بم دھماکے سے اڑا دیا تھا۔اس کے چیتھڑے اڑا کر اسے ناقابل شناخت بنا دیا تھا۔

وہ مختلف ذرائع سے ان تمام دشمنوں کی آوازیں سن کر ان کے اندر پہنچ کر خیالات پڑھنے لگا۔بے باک نے ان کے خلاف جو طریقہ کار بنایا تھا۔اس کا خاطر خواہ نتیجہ نکل رہا تھا۔وہ سب بری طرح خوفزدہ تھے۔انہیں یہ معلوم ہو چکا تھا کہ سوئٹزرلینڈ کے ایک ہوٹل میں فوڈ منسٹر مارا گیا ہے اور اس کمرے کی دیوار پر لکھا ہوا ہے۔"میں ڈھونڈ رہا ہوں، اپنے جسم کو....اپنے دماغ کو...."

اس ہوٹل کی بارہویں منزل سے جس چالباز نے چھلانگ لگا کر اپنی موت کو گلے لگایا تھا۔اس کے کمرے کی دیوار پر بھی یہی لکھا تھا۔"میں ڈھونڈ رہا ہوں۔اپنے جسم کو ...اپنے دماغ کو......"

پچھلی رات ان سب نے وہ پُراسرار میسج وصول کیا تھا فرہاد کے خلاف سازش کرنے والے دو افراد کی موت اسی طرح پُراسرار طریقے سے ہوئی تھی اور جہاں ان کی موت ہوئی تھی۔وہاں دیوار پر لکھی ہوئی تحریر چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ فرہاد کی آتما کسی نئے جسم میں سما گئی ہے۔اب دو قتل کرنے کے بعد باقی سازش کرنے والوں تک بھی پہنچنے والی ہے۔

سب کے دماغوں میں خطرے کی گھنٹی بج رہی تھی۔سب ہی اپنے اپنے طور پر سیکورٹی کے انتظامات سخت کر رہے تھے۔

وہ سمجھ رہے تھے کہ انتظامات اس وقت کارآمد ہو سکیں گے۔جب فرہاد کی روح کسی کے جسم میں داخل ہو کر ان کے روبرو آئے گی۔یہ بات بھی ریکارڈ میں تھی کہ فرہاد اپنی زندگی میں کبھی ان کے روبرو نہیں آیا تھا۔ہمیشہ خیال خوانی کے ذریعے دن میں تارے دکھاتا رہا تھا۔

اس کے خلاف سازش کرنے والے امریکی اکابرین نے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہا تھا کہ وہ ان پر عمل کر کے ان کے دماغوں کو لاک کر دیں۔تاکہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھی انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔

فرانس، جرمنی اور یو کے کے اکابرین بھی یہی چاہتے تھے کہ ان کے دماغوں کو بھی لاک کر دیا جائے لیکن امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان پر عمل کرتے‘ دماغوں کو لاک کرتے تو ان کے چور خیالات کے ذریعے ان کے ملک کے اہم راز بھی چرا کر لے جاتے اور لاعلمی میں انہیں اپنا تابعدار بنا لیتے۔

برین ماسٹر نے بابر کے پاس آکر کہا۔"امریکی اکابرین اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے اپنے دماغوں کو لاک کرانے والے ہیں لیکن فرانس‘ جرمنی اور یو کے کے اکابرین بہت پریشان ہیں۔وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی خدمات حاصل کر کے انہیں اپنا رازدار نہیں بنانا چاہتے اور نہ ہی ان کے تابعدار بننا چاہتے ہیں۔"

بابر نے کہا۔"آپ حکم دیں‘ مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"تم ہر ایک یا آدھے گھنٹے بعد ان اکابرین کے اندر آتے جاتے رہو۔جب بھی ان پر تنویمی عمل کیا جائے تو یہ معلوم کرو کہ کس آواز اور لب و لہجے کے ذریعہ ان کے دماغوں کو لاک کیا گیا ہے؟"

"ٹھیک ہے، میں ابھی سے ان کے دماغوں میں آتا جاتا رہوں گا۔"

برین ماسٹر نے کہا۔"یو کے کے تین‘ فرانس کے دو اور جرمن کے دو اکابرین فرہاد کی لاش کو نابود کرنے کی سازش میں شریک تھے۔ہمیں ان سات اکابرین کے دماغوں میں خاموشی سے جانا چاہیے اور انہیں گہری نیند سلا کر ان پر عمل کرنا چاہیے۔اس طرح ایک تو ہم فرہاد کی آتما کے لیے ان کے دماغوں میں پہنچنے کا راستہ روک دیں گے۔دوسرا یہ کہ ان

سب کو اپنا معمول اور تابعدار بنالیں گے۔“

”ہاں، ہمیں اس نئے جسم میں آنے والے فرہاد کو انتقامی کارروائی کے سلسلے میں ناکام بنانا ہوگا۔“

”تم فی الحال امریکی اکابرین کی طرف توجہ دو۔ میں دوسرے ممالک کے اکابرین کو اپنا تابعدار بناتا رہوں گا۔ ان کے دماغوں کو لاک کرتا رہوں گا۔“

وہ دونوں اپنی اس پلاننگ پر عمل کرنے لگے۔ بے باک مومن ان کے بارے میں یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟ لیکن امریکی اکابرین کے اندر پہنچ کر یہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے اپنے اپنے دماغوں کو لاک کر رہے ہیں۔

اس نے مجھے مخاطب کیا۔ ”مما! وہ تمام دشمن اس بات سے بری طرح خوفزدہ ہیں کہ فرہاد کی آتما نے کسی نئے جسم میں نئی زندگی کا آغاز کیا ہے اور آغاز کرتے ہی فوڈمنسٹر اور ایک چالباز کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ دیوار پر لکھی ہوئی تحریر نے انہیں بہت زیادہ دہشت زدہ کر دیا ہے۔ اب وہ فرہاد کا راستہ روکنے کے لیے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے اپنے دماغوں کو لاک کر رہے ہیں۔ ایسے وقت ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ان سب کے اندر آتے جاتے رہنا چاہیے۔“

”تم الپا کو میرے پاس بھیج دو۔ میں اس سے بات کرتی ہوں۔“

بے باک نے خیال خوانی کے ذریعے الپا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”سسٹر! مما نے تمہیں بلایا ہے۔“

وہ فوراً ہی میرے پاس آکر بولی۔ ”السلام علیکم! میں حاضر ہوں۔“

میں نے کہا۔ ”وعلیکم السلام! میرے خیالات پڑھو۔ ابھی معلوم ہو جائے گا کہ میں نے تمہیں کس لیے بلایا ہے؟“

وہ تھوڑی دیر تک میرے خیالات پڑھتی رہی پھر بولی۔ ”میں سمجھ گئی۔ آپ چاہتی ہیں' جب ان اکابرین کے دماغوں کو لاک کیا جائے تو ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں موجود رہیں۔ جس آواز اور لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کیا جائے' انہیں ذہن نشین کرلیں؟“

میں نے بے باک سے پوچھا۔ ”امریکا میں کتنے اکابرین اس سازش میں شریک تھے؟“

اس نے کہا۔ ”وہاں چار ہیں۔ یو کے میں تین' فرانس میں دو اور جرمنی میں دو اکابرین ہیں۔“

میں نے کہا۔ ”ہمیں اس پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کر[نا] چاہیے کہ یو کے' فرانس اور جرمنی کے اکابرین بھی اپنے ا[پنے] دماغوں کو لاک کرانا چاہیں گے لہٰذا ہمارے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ان سب کے اندر آتے جاتے رہنا چاہیے۔“

الپا نے کہا۔ ”میں ابھی جا کر اعلیٰ حضرت سے با[ت] کرتی ہوں۔ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہدایت دی[ں] گے تو سب ہی الرٹ ہو جائیں گے اور بڑی مستعدی سے ا[ن] سازش کرنے والوں کی خبر لیتے رہیں گے۔“

ایک پلاننگ ماسٹر نے کی تھی۔ وہ اس پر عمل کر رہا تھا او[ر] ایک پلاننگ ہم نے کی تھی۔ ہم نے بھی اس پر عمل شروع کر دیا۔ ہمارے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے یو کے' فرانس، جرمنی کے اکابرین کے اندر جانے آنے لگے تو پتا چلا کہ ان کے دماغوں کو بھی نامعلوم ٹیلی پیتھی جاننے والے لاک کر[نے] آگئے ہیں اور ان پر عمل کر رہے ہیں۔

یہ معلوم کرنے میں دیر نہیں لگی کہ وہ نامعلوم اور پُراسرا[ر] بننے والے برین ماسٹر اور بابر ہیں۔ انہوں نے یو کے' فرانس اور جرمنی کے سات اکابرین پر عمل کرتے وقت ایک تو ا[ن] کے دماغوں کو لاک کیا۔ دوسرا یہ کہ انہیں اپنا تابعدار بنالیا او[ر] تیسری بات ان کے ذہنوں میں یہ نقش کی کہ فرہاد کی آتما کسی دوسرے جسم میں رہ کر ایسی ذہانت اور بھرپور صلاحیتوں کا مظاہرہ نہیں کر سکے گی۔ جیسا کہ فرہاد اپنے دماغ سے کیا کرتا تھا۔ اس کے تمام بچے ہمارے مقابلے میں کمزور پڑ جائیں گے۔ لہٰذا انہیں اپنے عامل کی مرضی کے مطابق پارس، پورس، کبریا، اعلیٰ بی بی اور عدنان کو ہر ممکن طریقے سے ٹریپ کرنا ہے۔ اس طرح کامیابی یقینی ہوگی۔

میں نے الپا اور بے باک سے کہا۔ ”یہ بات شروع سے میرے ذہن میں تھی کہ دشمن کم ظرف ہے۔ وہ فرہاد کی موت کا سوگ منانے کے لیے چالیس دن بھی انتظار نہیں کریں گے۔ جلد ہی اپنی کمینگی دکھائیں گے۔“

الپا نے کہا۔ ”اور وہ یہی کر رہے ہیں۔ پارس، پورس، عالی، کبریا اور عدنان کو کسی طرح ٹریپ کرنا چاہتے ہیں ہلاک کر دینا چاہتے ہیں۔“

بے باک نے کہا۔ ”وہ ایسا خواب دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔ اس سے پہلے ہی ہم انہیں عبرت ناک انجام تک پہنچا دیں گے۔“

میں نے کہا۔ ”بے باک! ہمیں بہت محتاط رہنا ہوگا۔ برین ماسٹر اور بابر کو کبھی یہ معلوم نہ ہو کہ ہم ان کی پلاننگ سے واقف ہو گئے ہیں۔ بہت رازداری سے ان کے خلاف جوابی کارروائی ہونی چاہیے۔ انہیں اس خوش فہمی میں [مبتلا] رکھنا ہوگا کہ ہم ان کی شیطانیت سے بے خبر ہیں۔“

وہ بولا۔ ”ابھی ہم اسی سلسلے میں مصروف رہیں گے اور [ت]مام اکابرین کے اندر آتے جاتے رہیں گے۔ ان کے [علاوہ] برین ماسٹر کے بیٹے جان رچ سے بھی نمٹنا ہے۔ کیا [آپ] نے پارس، پورس، عالی اور کبریا سے ریسلنگ کی بات [کی] ہے؟“

”ہاں، پارس بہت عرصے سے ادارے میں [نہیں] آیا۔ الپا کے ساتھ باہر رہتا آیا ہے۔ اس لیے وہ فارم [میں نہیں] ہے۔ باقی پورس اور کبریا پوری طرح تیار ہیں۔ وہ [آج] رات کی فلائٹ سے نیویارک پہنچیں گے پھر وہاں سے [کیلیفورنیا] جائیں گے۔“

بے باک نے پوچھا۔ ”کیا انہیں وہاں ریسلنگ میں [شام]ل ہونے کی اجازت مل جائے گی؟“

”ہاں، وہاں کئی ریسلرز کے الگ الگ گروپ بنے [ہوئ]ے ہیں۔ کبریا نے خیال خوانی کے ذریعے ایک گروپ کے اندر جگہ بنائی ہے۔ وہ وہاں پہنچتے ہی ان کی یونین کے ممبر [بن] جائیں گے پھر اس یونین کے ذریعے ہی انہیں مقابلے [میں] شریک ہونے کی اجازت مل جائے گی۔“

”ٹھیک ہے، میں جا رہا ہوں پھر کسی وقت آؤں گا۔“

وہ چلا گیا۔ الپا نے کہا۔ ”میں بھی اعلیٰ حضرت کے پاس جا رہی ہوں۔ وہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہماری [پلان]نگ کے مطابق عمل کرنے کی ہدایت دیں گے۔“

میں نے کہا۔ ”تم جاؤ مگر عالی کو میرے پاس بھیج دو۔“

وہ چلی گئی ایک منٹ کے اندر ہی عالی نے میرے اندر [آ کر] کہا۔ ”ہائے مما! آپ نے مجھے یاد کیا ہے؟“

”ہاں، میں تمہاری خیریت معلوم کرنا چاہتی ہوں۔“

”میں بالکل خیریت سے ہوں مما!“

”تو پھر تمام بچے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ [گئے ہو]نگے۔“

”وہ مما! آپ تو ایمان علی کے بارے میں جانتی ہیں کہ [وہ سچ]ی پیش گوئی کرتے ہیں؟ انہوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا [کہ] میں سفر کرنے کے لیے حیدر آباد شہر سے تو کیا اس گھر سے [بھ]ی باہر نہیں جا سکوں گی۔ میں نے ان کی پیش گوئی کے [باوجود] جہاز میں اپنے اور ان کے لیے سیٹ ریزرو کرائی تھی [مگر وہ]ی ہوا جو انہوں نے کہہ دیا تھا۔“

”کیا کوئی بڑی رکاوٹ پیش آئی تھی؟“

اس نے بتایا کہ کس طرح گرو گھنٹال نے اس کے خلاف انتقامی کارروائی کی تھی اور کالے عمل کے ذریعے اسے عذاب میں مبتلا کر دیا تھا۔ ایسے وقت سسٹر الپا نے آکر اس جادوگر سے اسے نجات دلائی تھی۔

میں نے پوچھا۔ ”تم نجات حاصل کرنے کے بعد تو آسکتی تھیں؟“

”ایمان علی نے پھر پیش گوئی کی تھی کہ میرے ستارے گردش میں ہیں اس لیے سفر نہیں کر سکوں گی۔ دوسری بار بھی یہی ہوا اطلاع ملی کہ پاپا کی میت جس مردہ خانے میں رکھی گئی تھی اسے بم سے اڑا دیا گیا ہے۔ ان کی لاش کو ناقابل شناخت بنا دیا گیا ہے اور اعلیٰ حضرت نے حکم دیا ہے کہ ان کی تدفین بابا صاحب کے ادارے میں نہیں ہوگی۔ حتیٰ کہ یہ بھی کہہ دیا کہ جہاں بھی تدفین ہو وہاں ان کی نماز جنازہ بھی ادا نہ کی جائے۔ اب آپ ہی سوچیں میں پاپا کا چہرہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ان کی آخری رسوم میں شریک نہیں ہو سکتی تھی تو وہاں آکر کیا کرتی؟ ایمان علی نے سمجھایا کہ ہم یہاں رہ کر ان کے لیے عبادت کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کی دُعا مانگیں گے۔“

”چلو اچھا ہے۔ جہاں رہو وہاں بہت محتاط رہو۔ دشمن اپنی کم ظرفی اور کمینگی سے باز نہیں آئیں گے۔ تم سب کو یتیم سمجھ کر ٹریپ کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔“

”پاپا نے اپنی زندگی میں بتایا تھا کہ برین ماسٹر کا ایک ماتحت آؤڈی مین ہے۔ جو غیر معمولی قوت سماعت رکھتا ہے۔ تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ہونے والی گفتگو کو بہ آسانی سن سکتا ہے پھر اپنے دماغ میں ماسٹر کو بلا کر اس کی آواز سناتا ہے تاکہ ماسٹر خیال خوانی کے ذریعے اس ٹارگٹ تک پہنچ سکے۔“

”ہاں، میں یہ سب جانتی ہوں۔“

”پاپا نے ہمیں تاکید کی تھی کہ ہم اپنی آواز اور لب و لہجے کو بدل لیں۔ جب سے میں نے یہی کیا ہے اگر وہ آؤڈی مین اِدھر بھٹکتا ہوا آئے گا تو میری سابقہ آواز اور لب و لہجے کو سن نہیں سکے گا۔“

”شاباش! اسی طرح محتاط رہو اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے دشمن کی مصروفیات پر بھی نظر رکھو۔ اب صرف برین ماسٹر ہی نہیں امریکا اور دوسرے بڑے ممالک کے اکابرین بھی یہی سوچیں گے' یہی سمجھیں گے کہ تمہارے پاپا کے نہ ہونے سے تم لوگوں کی آدھی سے زیادہ قوت ختم ہو چکی ہے۔ تم سب ان کے مقابلے میں بچے ہو۔ اس لیے وہ ہر طریقے سے تمہیں ٹریپ کرنے کی کوشش کریں گے۔“

''آپ درست کہہ رہی ہیں۔ میں خیال خوانی کے ذریعے ان سب کی مصروفیات پر نظر رکھوں گی۔''

''ایک نومسلم ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے پاپا کا بہت عقیدت مند ہے۔ ان سے بہت محبت کرتا رہا ہے۔ الپا نے اس کے چور خیالات اچھی طرح پڑھے ہیں۔ میں اس سے بہت اہم کام لے رہی ہوں۔ تم اسی کے ذریعے ان تمام دشمنوں کے نام پتے اور ٹیلی فون نمبر معلوم کرسکتی ہو جنہوں نے تمہارے پاپا کی لاش کو ناقابل شناخت بنانے کی سازش کی تھی۔''

میں اسے بے باک مومن کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگی۔ اس نے کہا۔ ''مما! میں آپ سے محبت کرنے والے اور آپ کی تابعداری کرنے والے جوان سے ضرور ملنا چاہوں گی۔''

''تم ابھی الپا کے پاس جاؤ۔ وہ تمہیں بے باک مومن کے پاس پہنچا دے گی۔''

اس نے الپا سے رابطہ کیا۔ ''ہیلو سسٹر!''

وہ آگے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے ہی الپا نے کہا۔ ''السلام علیکم.... آئندہ ہیلو نہ کہنا۔''

عالی نے سلام کا جواب دیتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔ ''وعلیکم السلام۔ آپ... آپ مجھے سلام کررہی ہیں؟''

''ہاں، تمہارے لیے یہ خوشخبری ہے کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور اس وقت بابا صاحب کے ادارے میں ہوں۔''

عالی نے خوش ہوکر کہا۔ ''ہائے سسٹر! یہ تو تم نے بہت بڑی خوشخبری سنائی ہے۔ میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی مبارکباد دیتی ہوں۔''

الپا اسے یہ بھی بتانے لگی کہ آئندہ چار ماہ کے بعد پارس سے اس کا نکاح پڑھایا جائے گا۔ عالی نے خیال خوانی کے ذریعے اسے چومتے ہوئے کہا۔ ''آئی لو یو سسٹر! اب تو تم میری باقاعدہ بھابھی بن کر رہا کرو گی۔ اعلیٰ حضرت ہمیں بہت ساری خوشیاں دے رہے ہیں اور اس طرح پاپا کی جدائی کا صدمہ کچھ کم کررہے ہیں۔''

وہ دونوں تھوڑی دیر تک اس سلسلے میں باتیں کرتی رہیں پھر عالی نے کہا۔ ''مما نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ تاکہ بے باک مومن سے میرا تعارف کرا سکو۔''

الپا نے اسی وقت بے باک مومن کو مخاطب کیا۔ اس نے کہا۔ ''السلام علیکم سسٹر!''

وہ بولی۔ ''وعلیکم السلام! اس وقت تمہاری ایک اور بہن تم سے ملنا چاہتی ہے۔ پوچھو تو وہ کون ہے؟''

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ ''یہ کوئی مشکل پہیلی نہیں ہے۔ جب وہ خیال خوانی کے ذریعے آگئی ہے تو یقیناً میری پیاری بہن اعلیٰ بی بی ہوگی۔''

عالی نے کہا۔ ''آئی لو یو بے باک! مما نے تمہارے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے۔''

''مما بہت گریٹ ہیں۔ انہوں نے مجھے پاپا کی فیملی کا ممبر بنالیا ہے۔ یہ میرے لیے اتنا بڑا اعزاز ہے جس کی میں توقع بھی نہیں کرسکتا تھا۔''

''مما نے بتایا ہے کہ تم ان تمام سازش کرنے والوں کے نام پتے اور ٹیلی فون نمبرز جانتے ہو۔ جنہوں نے پاپا کی لاش کو ناقابل شناخت بنانے کی سازش کی تھی۔ میں ان لوگوں تک پہنچنا چاہتی ہوں۔''

''وہ تعداد میں گیارہ تھے۔ ان میں سے دو کو میں نے مما کے تعاون سے جہنم میں پہنچا دیا ہے۔ اب نو رہ گئے ہیں۔ ان میں سے دو امریکی ہیں۔ تین کا تعلق یوکے سے ہے اور باقی چار کا تعلق فرانس اور جرمنی سے ہے۔ میں تمہیں ان سب کے اندر پہنچا سکتا ہوں۔''

''تم واقعی بہت مستعد ہو۔ اس لیے مما تمہیں پسند کرتی ہیں۔ انہوں نے دشمنوں سے نمٹنے کے لیے تمہیں اپنے ساتھ رکھا ہے۔''

''یہ میرے لیے بڑے فخر کی بات ہے۔ آؤ میں تمہیں ان دشمنوں کے اندر لے چلتا ہوں۔''

الپا نے کہا۔ ''تم بھائی بہن دشمنوں کی خبر لو۔ میں جارہی ہوں۔''

بے باک عالی کو اپنے دماغ میں لے کر ایک امریکی اعلیٰ عہدیدار کے اندر پہنچ گیا۔ وہ بیڈ پر چاروں شانے چت لیٹا ہوا تھا۔ اس پر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا عمل کررہا تھا۔ بے باک اس کے دماغ سے نکل کر عالی سے بولا۔ ''پلیز، بابا صاحب کے ادارے میں جاکر یہ معلوم کرو' ہمارا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس وقت یہاں موجود ہے یا نہیں؟''

عالی نے فوراً ہی معلوم کیا تو پتا چلا کہ ہمارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا وہاں موجود ہے۔ صرف اس کے ہی نہیں اور دشمنوں کے اندر بھی ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی آمد و رفت جاری ہے۔

بے باک مومن نے مطمئن ہوکر عالی کو دوسرے سازش کرنے والوں کے اندر پہنچا دیا۔ وہ خوش ہوکر بولی۔ ''بے باک! تم بہت اچھے ہو۔ آئی لو یو مائی برادر!''

اس نے بھی کہا۔ ''آئی لو یو ٹو مائی سسٹر!''

''میں اب جارہی ہوں۔ ان دشمنوں کے اندر آتی جاتی رہوں گی پھر تم سے بھی رابطہ کروں گی۔ فی الحال خدا حافظ۔''

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ اس نے ایمان علی سے کہا تھا کہ وہ پھر سے اس کے زائچے کا مطالعہ کرے۔ یہ معلوم کرے کہ آئندہ وہ سفر کرسکے گی یا نہیں؟ اگر نہیں کرسکے گی تو یہ رکاوٹ کب تک رہے گی؟

اس نے عالی کی خواہش کے مطابق اسٹڈی کی تھی اور کہا تھا کہ آئندہ سفر کرنے کے لیے راستے کھلیں گے لیکن وہ تمام راستے پیچیدہ ہیں۔ کہیں نہ کہیں' کوئی نہ کوئی رکاوٹ پیش آتی رہے گی۔

عالی نے پوچھا۔ ''کیا تم وضاحت سے ان رکاوٹوں کے بارے میں معلوم نہیں کرسکتے؟ ہماری نظر میں چند اہم دشمن ہیں۔ جیسے برین ماسٹر، سپر پاور اور دوسرے بڑے ملک کے چند اکابرین۔ ان سب کو پیش نظر رکھ کر یا ان لوگوں کے زائچے بنا کر ان کے حوالے سے کارآمد معلومات حاصل کرسکتے ہو؟''

''کوشش کرنے سے کیا نہیں ہوسکتا؟ تم خیال خوانی کے ذریعے ان دشمنوں کے چور خیالات پڑھو۔ ان کی پیدائش کا وقت تاریخ اور ان کے والدین کے نام معلوم کرو۔ میں ان کے زائچے بنالوں گا اور بہت کچھ معلوم کرسکوں گا۔''

''ٹھیک ہے، میں تمام معلومات حاصل کروں گی۔ کیا آج رات تم ہمیں باہر کھانے کے لیے چلو گے؟''

''میں کئی برسوں سے جمعرات کی رات گھر سے باہر نہیں جاتا۔ رات کا کھانا بھی نہیں کھاتا۔ گوشہ نشین رہتا ہوں۔ اپنے اوپر والے اسٹڈی روم میں لاک ہو جاتا ہوں پھر صبح تک کوئی مجھے ڈسٹرب کرنے نہیں آتا۔''

''تم نے پہلے تو مجھے نہیں بتایا کہ ہفتے کی ایک رات کے لیے گوشہ نشین ہو جاتے ہو؟ آخر کرتے کیا ہو؟''

''عبادت کرتا ہوں۔ علم نجوم اور فلکیات کے علوم کے علاوہ زیادہ سے زیادہ اسٹڈی بھی کرتا رہتا ہوں۔''

عالی بے باک کے ساتھ مصروف رہنے کے بعد دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ اس وقت حیدرآباد میں آدھی رات گزر چکی تھی۔ ایمان علی کی محل نما کوٹھی میں سب ہی سو رہے تھے۔ وہ اپنے معمول کے مطابق اوپر والے کمرے میں گوشہ نشین ہوگیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ صبح تک اسے گھر کا کوئی فرد مخاطب نہیں کرتا۔ فون کے ذریعے بھی ڈسٹرب نہیں کرتا۔

عالی نے سوچا۔ ''مجھے بھی اس کی تنہائی میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ کل کسی وقت اس سے بات کی جاسکتی ہے۔''

یہ کہہ کر وہ اپنے بیڈ پر آگئی پھر اپنے دماغ کو ہدایت دی کہ وہ صبح تک سوتی رہے۔ اس دوران کوئی غیر معمولی بات ہو یا کوئی اس کے کمرے میں آنا چاہے تو اس کی آنکھ کھل جائے۔

ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ وہ آرام سے سوتی رہی۔ ایمان علی اپنے کمرے میں جاگ رہا تھا۔ وہ رات کے آٹھ بجے تک اس کمرے میں آجاتا تھا۔ وہاں بیٹھ کر بڑی توجہ سے دیگر علوم کا مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ گیارہ بجے تک سو جاتا تھا۔ دو گھنٹے کی نیند پوری کرنے کے بعد پھر جاگ جاتا تھا۔ وضو کرکے نماز تہجد ادا کرتا تھا اور دوبارہ پڑھنے کے لیے بیٹھ جاتا۔

اس رات اس نے اپنے سامنے میز پر اپنا اور عالی کا زائچہ رکھا۔ زیر لب کلام پاک کی آیتیں پڑھتا رہا پھر ایک ہاتھ اپنے زائچے پر اور دوسرا ہاتھ عالی کے زائچے پر رکھ کر آنکھیں بند کرلیں۔

کمرے میں روشنی تھی لیکن آنکھوں کے پیچھے گہری تاریکی...... اور اس تاریکی میں کلام پاک کی آیتیں دھیمی دھیمی سی سنائی دے رہی تھیں۔ وہ اپنے ذہن میں ایک خاص آیت پڑھتا جارہا تھا۔ اس آیت کے معنی و مفہوم کے مطابق اس کے خیالات تاریکی میں اسی سمت سفر کررہے تھے۔

پہلے معلوم ہوا کہ وہ مشرق کی طرف جارہا ہے۔ وہاں رکاوٹ کے طور پر کچھ دیواریں کھڑی ہیں لیکن آگے بڑھتے رہنے کا عمل جاری ہے اور وہ دیواریں گرتی جارہی ہیں۔

پھر اس نے دیکھا' مغرب کی طرف سفر جاری ہے۔ وہاں بھی راستے میں جو دیواریں تھیں' وہ ایک ایک کرکے گرتی جارہی تھیں۔ اسی طرح وہ شمال اور جنوب کی طرف سفر کرتا رہا۔ جب آگے بڑھنے کا عمل جاری رہا تو ادھر کی دیواریں بھی گرتی ہوئی دکھائی دیں۔ اس کے دونوں ہاتھ اپنے اور عالی کے زائچے پر تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ دونوں جہاں بھی جائیں گے۔ مصائب میں مبتلا ہوتے رہیں گے لیکن ان مصائب سے نمٹ کر آگے بڑھتے جائیں گے۔

اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اب وہ کلام پاک کی دوسری آیتیں پڑھ رہا تھا۔ ''اے رب جلیل! اے سماعت و بصارت و بصیرت کے مالک! جو آوازیں ہم نہیں سن سکتے۔ تو سن لیتا ہے۔ جو منظر ہم نہیں دیکھ سکتے۔ وہ تو ہمیں اپنی قدرت سے

دکھاتا ہے۔اے ساعت والے! مجھے بھی سنا...اے بصارت والے! مجھے بھی دکھا۔ اے بصیرت والے! مجھے آگاہی دے۔''

اسے اپنی بند آنکھوں کے پیچھے رنگ برنگے قمقمے دور تک دکھائی دے رہے تھے۔یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کوئی شہر ہے اور وہ اس شہر سے گزرتا ہوا ایک جنگل میں پہنچ رہا ہے۔ اس جنگل میں ایک بہت ہی چھوٹی سی بستی دکھائی دے رہی تھی۔ چھوٹے بڑے مکانات نیم تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے۔کہیں کہیں اسٹریٹ لائٹ کے بلب روشن تھے۔ وہیں ایک بڑا سا بنگلا دکھائی دیا۔

وہ دوسرے ہی لمحے میں خود کو اس بنگلے کے اندر دیکھ رہا تھا۔ایک وسیع و عریض چار دیواری میں جدید طرز کی بڑی بڑی مشینیں دکھائی دے رہی تھیں۔وہ سب میڈیکل سائنس اور مکینکل شعبے سے تعلق رکھنے والی مشینیں تھیں۔ہر مشین کے ساتھ ایک بڑا سا مانیٹر منسلک تھا۔اس مانیٹر پر ان مشینوں کی کارکردگی کے نتائج دیکھے جاسکتے تھے۔

ایک طرف بڑی سی میز تھی۔وہاں ریوالونگ چیئر پر کوئی بیٹھا ہوا تھا۔جب وہ چیئر آہستہ آہستہ گھومنے لگی تب ایک عجیب سا انسان دکھائی دیا۔اس کا چہرہ انسانی تھا لیکن خرگوش کی طرح منہ آگے کو نکلا ہوا تھا۔ ناک کے نتھنے پھیلے ہوئے تھے۔آنکھیں بڑی بڑی سنجیدہ اور اداس سی تھیں۔کان بھی بڑے بڑے سے تھے۔ پیشانی چوڑی اور ابھری ہوئی تھی۔ اس کی پیشانی اور آنکھیں کہہ رہی تھیں کہ وہ غیر معمولی ذہانت کا حامل ہے۔ اگرچہ چہرہ عام انسانوں سے قدرے مختلف تھا۔

اس نے ایک مانیٹر کی طرف دیکھتے ہوئے پلکیں جھپکائیں تو وہ مانیٹر آن ہوگیا۔وہاں دور تک ایک ریگستان دکھائی دے رہا تھا۔تیز ہوا کے باعث ریت اڑ رہی تھی اور اسکرین دھندلا رہی تھی۔ اس دھند میں عالی اور ایمان علی دکھائی دیے۔ان کے دونوں ہاتھ، پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ بدن پر بھی زنجیریں لپٹی ہوئی تھیں۔وہ بڑی مشکل سے ایک ایک قدم اٹھاتے ہوئے چل رہے تھے۔ ان کے پاؤں ریت میں دھنستے جارہے تھے۔

اس عجوبے نے پھر پلکیں جھپکائیں تو منظر بدل گیا۔ پارس، الپا، پورس، کبریا، انوشے اور ناشہ سب ہی اسی طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔وہ بھی بڑی مشکل سے ایک ایک قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ان کے پاؤں ریت میں دھنستے جارہے تھے۔ان سب سے آگے چھ برس کا عدنان ناشہ کے ساتھ تھا۔وہ دونوں بھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔عدنان کے پاؤں ریت میں دھنس رہے تھے۔اس سے چلا نہیں جارہا تھا۔ناشہ اسے سہارا دے رہی تھی۔

تیز ہوا کے باعث ان کے آگے پیچھے' دائیں بائیں اوپر نیچے ریت ہی ریت تھی۔وہ بڑی مشکل سے ہوا کی مخالف سمت آگے بڑھتے ہوئے ایک جگہ پہنچ کر رک گئے۔وہاں کچھ فاصلے پر ایک صلیب گڑھی ہوئی تھی۔ جس طرح حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ویسے ہی ایک صلیب پر فرہاد علی تیمور کو چڑھا دیا گیا تھا۔اس کی دونوں ہتھیلیوں پر بڑی بڑی کیلیں ٹھونکیں گئی تھیں۔ سینے پر بھی دو کیلیں ٹھونکیں گئی تھیں۔ دونوں پاؤں رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔پیروں کے نیچے میں (سونیا) بال بکھرائے بیٹھی ہوئی تھی۔ماتم کرنے کے انداز میں مٹھیوں سے ریت اچھال رہی تھی اور وہی ریت اپنے سر پر بھی ڈال رہی تھی۔

پھر اس صلیب کی بلندی پر وہ عجوبہ بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔" DO THE FINAL JUDGEMENT"(آخری فیصلہ میں کرتا ہوں)

اچانک ہی ایمان علی کی آنکھیں کھل گئیں۔تاریکی ہوگئی۔روشنی میں تمام مناظر گم ہوگئے۔وہ حیرانی اور پریشانی سے سامنے دیوار کو سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔

اس نے یہ بات آج تک کسی کو نہیں بتائی تھی کہ اسے جمعرات کی رات آگاہی ملتی ہے۔وہ تو علم نجوم میں کامل تھا۔ بچی پیش گوئی کرتا تھا لیکن اس علم نجوم کو آگاہی سے تقویت ملتی تھی۔جب وہ اپنے علم سے کوئی پیش آنے والی بات معلوم کرتا تھا تو پہلے سے ملنے والی آگاہی کی روشنی میں اپنی معلومات کو جانچتا تھا' پرکھتا تھا پھر کوئی پیش گوئی کرتا تھا۔

ابھی جو آگاہی ملی تھی۔ اس نے اسے الجھا دیا تھا۔الجھن یہ تھی کہ وہ فرہاد علی تیمور کی موت کی پیش گوئی کر چکا تھا۔اس کے مطابق اس کی موت بھی ہو چکی تھی۔لیکن آگاہی کے منظر میں اس نے فرہاد کو صلیب پر دیکھا تھا۔اس کے ہاتھوں میں کیلیں ٹھونکی گئی تھیں۔لیکن ایمان علی نے صاف طور پر دیکھا تھا کہ فرہاد بے جان نہیں ہے۔ہلکے ہلکے سانس لے رہا ہے۔

اس کا کیا مطلب ہوسکتا تھا؟ تازہ ترین آگاہی کے مطابق وہ سانس لے رہا ہے۔اس کا مطلب' وہ کہیں زندہ ہے اور اس کی پچھلی پیش گوئی کسی وجہ سے غلط ہوگئی ہے۔

اس نے فرہاد کے زائچے کا مطالعہ کرنے اور اسے لگا

میں کہیں کوئی غلطی کی ہے۔ پہلی پیش گوئی کے وقت اسے کوئی آگاہی نہیں ملی تھی۔اس نے علم نجوم کے حوالے سے پورے اعتماد کے ساتھ کہہ دیا تھا کہ فرہاد کی موت شیوانی کی موت سے مشروط ہے۔وہ مرے گی تو فرہاد کی موت بھی واقع ہوگی۔ ایسا ہوا بھی تھا اور جو ہو چکا تھا اب وہ سچ ہوتے ہوئے بھی سچ نہیں رہا تھا۔

ایمان علی حیرانی سے سوچ رہا تھا۔" عالی کے پاپا سانس لے رہے ہیں۔یہ کیا ماجرا ہے؟ اگر وہ زندہ ہیں تو پھر کہاں گم ہوگئے ہیں؟ کسی سے رابطہ کیوں نہیں کر رہے ہیں؟ کیا اس آگاہی کے مطابق میں یہ سمجھ لوں کہ اس عجوبے نے پاپا کو اپنا اسیر بنا رکھا ہے؟ ان کے بعد وہ مجھے' عالی کو اور ان کے تمام بچوں کو بھی اسیر بنالے گا؟''

وہ آگاہی بڑی ہی تکلیف دہ تھی۔پھر بھی اسے اچھی طرح سمجھنا تھا۔اس کے کتنے ہی پہلوؤں پر غور کرنا تھا۔پہلی بات یہی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ وہ عجوبہ کون ہے؟ وہ انسان ہی ہے یا کوئی بلا ہے جو فرہاد اور اس کی فیملی کو بالکل ہی بے بس بنادے گی۔ان سب کو فرہاد کی موت کا تماشا دکھائے گی؟

ایمان علی کے ذہن میں سب سے اہم سوال یہ چیخ رہا تھا کہ عالی کے پاپا کہاں ہیں؟ مجھے ملنے والی آگاہی آج تک کبھی غلط نہیں ہوئی۔یہ بھی غلط نہیں ہوگی۔ وہ زندہ ہیں مگر کہاں ہیں؟ کیا کسی نے انہیں بے بس و مجبور بنا رکھا ہے یا قدرتی حالات نے ان کی یادداشت چھین لی ہے اور وہ سب کو بھلا بیٹھے ہیں؟

وہ جتنا سوچ رہا تھا اتنا ہی اُلجھ رہا تھا۔

☆☆☆

کرونا' فرمان اور ٹونی جے اس داستان میں اب اہم رول ادا کرنے والے ہیں۔اس لیے ان کا ذکر لازمی ہوگیا ہے۔کرونا کئی دنوں سے فرمان کی حویلی میں مہمان کے طور پر تھی۔فرہاد نے اپنے کام کے سلسلے میں فرمان کو تلاش کرنے بھیجا تھا اور وہ اسے تلاش کرتی ہوئی اس کی حویلی میں پہنچ گئی تھی۔

پہلے وہ حویلی میں اس کی مہمان بنی پھر اس کے دل کی مہمان بن گئی۔فرمان خوب سوچ سمجھ کر اسے اپنی شریک حیات بنانا چاہتا تھا۔ابتدا میں عالی اس کی آئیڈیل تھی۔لیکن بعد میں عالی اس سے دور ہوتی چلی گئی تھی۔وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو گیا تھا کہ وہ کبھی اتنے بڑے باپ کی بیٹی کا لائف پارٹنر نہیں بن سکے گا۔

عالی کے بعد اس کی زندگی میں ایک انڈین عورت آگئی تھی۔وہ ایک کالا عمل کرنے والے چنڈال جوگیا کی بیٹی تھی۔ اس کا پتی مر چکا تھا۔فرمان اس کے پتی کا ہم شکل تھا۔اس لیے وہ اس پر مرمٹی تھی۔اس طرح وہ ایک جادوئی چکر میں پڑ گیا تھا۔چنڈال جوگیا نے اپنے منتروں کے ذریعے اسے اپنا داماد بننے پر مجبور کردیا تھا۔

اس نے سحر زدہ ہو کر مجبوری کی حالت میں ایک عورت کے ساتھ ازدواجی زندگی گزاری تھی۔ اس کے بعد اسے نجات مل گئی تھی۔دوسری طرف چنڈال جوگیا نے ٹونی جے کو بھی اپنا بدترین غلام بنا کر رکھا تھا۔جب اسے بھی نجات ملی تو ٹونی جے اور فرمان دوست بن گئے۔ انہوں نے متحد ہو کر چنڈال جوگیا سے انتقام لیا اور یہ عہد کیا کہ آئندہ خیال خوانی کریں گے اور نہ ہی کسی عورت کے چکر میں پڑیں گے۔

ٹونی جے نے کہا۔" ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑے فخر سے یہ سمجھتے ہیں کہ ساری دنیا کو جیت لیں گے اور اپنے مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر بھی حاوی ہو جائیں گے۔لیکن یہی خوش فہمی ہمیں مار ڈالتی ہے اور ہم کسی نہ کسی کالے جادو جاننے والے کے اسیر بن جاتے ہیں۔''

فرمان نے کہا۔" بے شک، اگر گوشہ گمنامی میں رہیں' کبھی خیال خوانی نہ کریں تو کوئی دشمن ہماری طرف نہیں آئے گا۔ہم سکون سے زندگی گزارتے رہیں گے۔آئندہ کبھی زندگی اور موت کا مسئلہ پیش آئے گا تب مجبور ہو کر ہم خیال خوانی کریں گے۔''

یہ عہد کرنے کے بعد وہ دونوں ایک عرصے تک گوشہ نشین رہے۔اب کرونا کے آنے پر دوبارہ اس داستان میں شامل ہو رہے ہیں۔ایک دن کرونا نے فرمان سے پوچھا۔
"میں کب تک تمہارے گھر میں مہمان بن کر رہوں گی؟''

وہ بولا۔" تم خود کو مہمان کیوں سمجھتی ہو؟ اسے اپنا ہی گھر سمجھو۔''

"واہ! میں کسی رشتے کے بغیر اسے اپنا گھر کیسے سمجھ لوں؟''

اس نے مسکرا کر کرونا کو دیکھا پھر کہا۔" رشتہ ہو سکتا ہے۔ میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں' تم مجھے چاہنے لگی ہو؟''

اس نے پوچھا۔" اور تم....؟''

"میرے دل میں بھی تمہارے لیے چاہت ہے۔ہم ایک دوسرے کے لائف پارٹنر بن کر بہت اچھی زندگی گزار سکتے ہیں لیکن....''

"لیکن کیا....؟''

"دو اہم شرائط پر تمہیں عمل کرنا ہوگا۔''

''کیسی شرائط......؟''
''پہلی شرط تو یہ ہے کہ تم میری اور ٹونی جے کی طرح گوشہ گمنامی میں رہوگی۔ خیال خوانی نہیں کرو گی۔''
''یہ تو بڑی اچھی شرط ہے۔ میں بھی دنیا وی جھمیلوں سے دور رہنا چاہتی ہوں۔ جب کوئی ایسی مشکل آئے گی۔ جسے ٹالنے کے لیے خیال خوانی لازمی ہوگی تب میں ٹیلی پیتھی کا سہارا لوں گی۔ ورنہ تمہاری طرح زندگی گزاروں گی۔''
''پاپا نے تمہیں بیٹی بنایا ہے۔ وہ کسی بھی معاملے میں تمہیں اپنے کام کے لیے بلا سکتے ہیں۔''
''ہم شادی کا فیصلہ کرتے ہی پاپا سے رجوع کریں گے۔ میں ان سے کہوں گی کہ فرمان اور ٹونی جے کی طرح میں بھی خیال خوانی سے باز آرہی ہوں۔ ضرورت کے وقت دیکھا جائے گا۔ اب تم اپنی دوسری شرط بتاؤ؟''
''تم پہلے پاپا کو یہ بتاؤ کہ ہم ایک دوسرے سے متاثر ہیں اور جیون ساتھی بننا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد ہی میں دوسری شرط بیان کروں گا۔''
اس وقت فرہاد زندگی کے آخری دن گزار رہا تھا۔ کرونا نے اس سے رابطہ کیا پھر اپنی اور فرمان کی شادی کا معاملہ پیش کیا۔ فرہاد نے کہا۔ ''شادی اپنے ہی مذہب میں بہتر ہوتی ہے۔ پیار اور جذبات میں بہہ کر غیر مذہب میں شادی کرنے کا انجام بعد میں بہت برا ہوتا ہے۔ میاں بیوی میں علیحدگی ہو جاتی ہے۔ بچے نہ ماں کے رہتے ہیں نہ باپ کے۔ تتر بتر ہو کر رہ جاتے ہیں۔
تم اور ٹونی جے یہودی ہو۔ تم دونوں کا رشتہ ہوسکتا ہے۔ اس طرح ایک اچھی لائف گزر سکتی ہے اگر فرمان تمہارے لیے ضروری ہے تو تمہیں اس کا مذہب اپنانا چاہیے۔''
ان دنوں ٹونی جے فرمان سے ملنے اس کی حویلی میں آیا ہوا تھا۔ اس نے بھی فرہاد کی باتیں سنی تھیں۔ اس نے کہا۔ ''کرونا! پاپا ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ تم دونوں کو جذباتی انداز میں قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔''
فرمان نے کہا۔ ''میں جذباتی نہیں ہوں۔ میں نے کرونا کے سامنے کہا تھا کہ شادی کرنے کی دو شرائط ہیں۔ میں نے دوسری شرط بیان نہیں کی تھی۔ دراصل میں چاہتا تھا کہ کرونا پاپا کی زبان سے سن لے۔''
وہ بولی۔ ''تو تم بھی یہی چاہتے ہو کہ میں تم سے شادی کرنے کے لیے اسلام قبول کرلوں؟''
''بے شک، میں یہی چاہوں گا۔ اسی طرح ہماری زندگی اچھی گزر سکے گی۔''

وہ بولی۔ ''نان سنس، دنیا میں کتنے ہی ایسے ہیں جو دوسرے مذہب میں شادی کرتے ہیں اور کامیاب ازدواجی زندگی گزارتے ہیں۔''
''میں نے ایسے نوے فیصد شادی کرنے والوں کا برا انجام بھی دیکھا ہے۔''
وہ بولی۔ ''تم مسلمان اتنے انتہا پسند کیوں ہوتے ہو؟ کسی کو بھی اپنے مذہب کی طرف کھینچ لینا چاہتے ہو۔ اپنے ہی مذہب کی برتری قائم رکھنا چاہتے ہو۔ کیا تم میرا مذہب قبول نہیں کرسکتے؟''
''میں دیوانہ مجنوں نہیں ہوں کہ ایک عورت کی خاطر دین و دنیا کو چھوڑ کر کپڑے پھاڑ کر جنگل میں نکل جاؤں۔''
ٹونی جے نے کہا۔ ''تم دونوں مزید بحث نہ کرو۔ ورنہ ہمارے آپس کے تعلقات میں تلخیاں پیدا ہو جائیں گی۔ یہ طے ہے کہ کرونا اپنے مذہب سے اور تم اپنے مذہب سے پھر نہیں سکتے۔ لہٰذا تم ایک دوسرے کو قائل نہ کرو۔ اپنے اپنے مذہب کی طرف مائل نہ کرو۔''
فرمان نے کہا۔ ''سوری کرونا! تم میری مہمان ہو۔ میرے لیے محترم ہو۔ ہم ہمیشہ اچھے دوست بن کر رہیں گے۔''
''ٹھیک ہے، دوست بن کر تو رہ سکتی ہوں لیکن ہمیشہ مہمان بن کر نہیں رہ سکتی۔ سوچ رہی تھی، پیرس چلی جاؤں گی۔ وہاں کچھ وقت گزاروں گی۔''
پھر اس نے ٹونی جے سے کہا۔ ''تم تو آج کل پیرس میں ہونا؟''
''ہاں، مگر.....''
''تم ہچکچاتے کیوں ہو؟ میں خوامخواہ تم پر بوجھ نہیں بنوں گی۔''
وہ جلدی سے بولا۔ ''ارے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو کچھ اور کہنا چاہ رہا تھا۔''
''کیا کہنا چاہتے تھے...؟''
''یہی کہ پیرس میں میری مستقل رہائش نہیں ہے۔ میں آئندہ فیصلہ کرکے یہاں سے جاؤں گا کہ کس ملک کے کس شہر میں رہنا چاہیے؟''
''یعنی تم یہاں سے سیدھے پیرس نہیں جاؤ گے؟''
''ضرور جاؤں گا۔ وہاں میرا بہت سا ضروری سامان پڑا ہے۔ تم وہاں جانا چاہتی ہو تو مجھے خوشی ہوگی۔ میں جب تک وہاں رہوں گا۔ تم میری مہمان بن کر رہ سکتی ہو۔''
وہ دوسرے ہی دن فرمان کو چھوڑ کر ٹونی جے کے ساتھ

پیرس چلی آئی۔ اس نے ٹونی جے سے پوچھا۔ ''کیا میری کوئی پرسنالٹی نہیں ہے؟''

''کیسی باتیں کر رہی ہو؟ تم تو بے حد حسین اور پرکشش ہو۔ مقابلہ حسن میں بھی حصہ لے سکتی ہو پھر یہ کہ ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔ ایک شاندار لائف گزار رہی ہو۔''

''تو پھر کوئی مجھے شادی کے لیے پرپوز کیوں نہیں کرتا؟''

''تم اس بات کی منتظر کیوں ہو کہ کوئی تمہیں پرپوز کرے؟ تم خیال خوانی کے ذریعے بے شمار خوبرو اور صحت مند جوانوں کے خیالات پڑھ سکتی ہو۔ جو تمہارے مزاج کے مطابق ہو اسے اپنی طرف مائل کر کے اس سے شادی کر سکتی ہو۔''

''تم کسی حسین لڑکی کے خیالات پڑھ کر شادی کیوں نہیں کرتے؟''

''کروں گا، ضرور کروں گا مگر خوب سوچ سمجھ کر.....''

کردنا نے اس کی بات سے اندازہ لگا لیا کہ وہ اس کی طرف مائل نہیں ہے۔ بقول اس کے وہ حسین ہے، پرکشش ہے۔ اس کے باوجود وہ اس سے کترا رہا تھا۔ آخر اس میں ایسی بھی کیا خرابی ہے؟

یہ سوچ کر وہ جھنجلا گئی۔ اسے اپنی توہین کا احساس ہونے لگا۔ بہت عرصہ پہلے وہ پورس کی محبوبہ تھی لیکن اپنی خود غرضی اور مکاری کے باعث اس کی نظروں سے گر گئی تھی پھر روس میں ایک خطرناک ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ہتھے چڑھ گئی تھی۔ وہاں سے ٹھوکریں کھاتی ہوئی انڈیا پہنچی تھی پھر ایشیا کے کئی ممالک میں بھٹکتی رہی تھی۔

بہت عرصے بعد قسمت مہربان ہوئی تو فرہاد نے اسے بیٹی بنا لیا اور اس سے کام لینے لگا لیکن اسے اپنی اہمیت منوانے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ اس کے سامنے دو ہی راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے کوئی ایسا کام کرے کہ اس کی واہ واہ ہو جائے یا کوئی خوبرو قابل اور بہت ہی شہرت رکھنے والا مرد اس سے شادی کر کے اسے اہمیت دے دے لیکن وہ اس معاملے میں بدنصیب تھی۔ کتنے ہی مرد اسے منہ لگانے تو آتے تھے مگر دل لگانے نہیں آتے تھے۔

عورت بہت کچھ برداشت کر لیتی ہے لیکن یہ کبھی برداشت نہیں کرتی کہ اسے حسن و شباب کے معاملے میں کمتر سمجھا جائے۔ اس نے اُلجھ کر سوچا کہ کوئی اسے نہیں مانتا، نہ مانے۔ وہ جبراً خود کو منوائے گی۔

وہ پیرس میں ٹونی جے کے ساتھ تھی۔ اس نے کہا۔

''کردنا! یہ میرا ذاتی فلیٹ ہے۔ میں دو چار دن کے بعد یہاں سے چلا جاؤں گا۔ تم یہاں مستقل رہ سکتی ہو۔ جب بھی جانا چاہو تو اسے لاک کر کے چلی جانا۔''

وہ دو چار دن میں اسے چھوڑ کر جانے کی بات ایسے کہہ رہا تھا' جیسے اس حسینہ کے وجود کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو۔ اس نے موقع پا کر اس کے کھانے کی ایک ڈش میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا دی۔ کوئی چیز ملتی نہ ہو تو چھین لینی پڑتی ہے۔ وہ بھی یہی کر رہی تھی۔

اس نے ٹونی جے کو ایسے وقت کمزور بنایا تھا۔ جب قاہرہ میں فرمان کے سونے کا وقت تھا تا کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے یا ٹیلی فون کے ذریعے اپنے دوست سے رابطہ نہ کرے۔

ٹونی جے نے کمزوری محسوس کرتے ہی گھبرا کر کردنا کو دیکھا پھر حیرانی سے پوچھا۔ ''کردنا! یہ...... یہ میں کمزوری کیوں محسوس کر رہا ہوں؟ سچ بتاؤ تم نے کیا کیا ہے؟''

وہ مسکراتی ہوئی اس کے پاس آئی پھر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔ ''تم دونوں دوست گمنامی کی زندگی گزار رہے تھے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دور رہنا چاہتے تھے۔ میں بھی تمہارے ساتھ یہی کرنا چاہتی تھی لیکن تم دونوں نے بڑے ہی دوستانہ انداز میں مجھے ٹھکرا دیا۔ اس نے مذہب کی آڑ لے کر ایسا کیا اور تم نے دو چار روز میں یہاں سے جانے کی بات کہہ کر یہ اچھی طرح سے سمجھا دیا کہ مجھ سے کترا رہے ہو۔ کیا میں اسی لیے پیدا ہوئی ہوں کہ تم جیسے لوگ میری قدر نہ کریں؟''

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ڈائننگ روم سے نکل کر بیڈ روم میں آ گیا۔ بیڈ کے سرے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ ''تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو۔ میں تمہاری بہت عزت کرتا ہوں۔ یہ ضروری تو نہیں کہ عزت اور قدر کرنے کے لیے شادی کی جائے؟''

وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے وہاں چلی آئی تھی۔ اس نے کہا۔ ''کیا ضروری ہے اور کیا ضروری نہیں ہے۔ اب یہ میں خود دیکھ لوں گی۔ آئندہ تم مجھے ٹھکرا کر نہیں جا سکو گے بلکہ میری ٹھوکر میں رہو گے۔''

''اوہ گاڈ! تم ایک دشمن کی زبان سے بول رہی ہو۔ یہ کیوں بھول رہی ہو کہ فرہاد علی تیمور جیسی ہستی نے تمہیں عزت دی ہے۔ اپنی بیٹی بنایا ہے اگر انہیں یہ بات معلوم ہو گی تو کیا ہو گا؟''

''جب پاپا اس دنیا میں رہیں گے تب ہی انہیں معلوم ہو گا۔ اب تو وہ جا رہے ہیں۔ اِدھر وہ ہمیشہ کے لیے جا رہے ہیں۔ اُدھر تم ہمیشہ کے لیے تابعدار بن کر رہو گے۔ میں تمہارے ذریعے فرمان کے دماغ پر بھی قبضہ جمانے کی کوشش کروں گی۔ دیکھوں گی کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے کہاں کہاں جا سکتی ہوں؟''

وہ اس کے اندر پہنچ گئی۔ وہ بے چارہ اس کی مرضی کے مطابق بیڈ پر چاروں شانے چت لیٹ گیا۔ وہ بولی۔ ''آنکھیں بند کرو۔ میں تم سے دشمنی نہیں کر رہی ہوں۔ ہم دونوں یہودی ہیں۔ میں ہمیشہ تمہیں اپنا لائف پارٹنر بنا کر رکھوں گی۔ ہم دونوں ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بہت دور تک آگے جا سکتے ہیں۔ ایک تو ہم دو ہیں۔ اس کے بعد میں نے تمہیں اور فرمان کو ان تین کوما میں رہنے والوں اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر پہنچایا تھا۔ ان تینوں کے دماغوں کو ایک مخصوص آواز اور لب و لہجے کے ذریعے لاک کیا گیا ہے۔ وہ مخصوص آواز اور لب و لہجہ ہم دونوں جانتے ہیں۔ ان تینوں کے اندر پہنچ سکتے ہیں۔ انہیں بھی ٹریپ کر کے اپنا تابعدار بنا سکتے ہیں۔ اس طرح ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک ٹیم بن جائے گی۔ پھر اس میں مزید ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔''

پھر وہ خوش ہو کر بولی۔ ''پاپا نے مجھے فرمان کی تلاش میں اس کے پاس بھیجا تھا۔ وہاں سے میں تمہارے پاس پہنچ گئی۔ بے چارے پاپا اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں۔ لیکن میرے لیے کامیابی کے دروازے کھول کر جا رہے ہیں۔''

ٹونی جے بیڈ پر چاروں شانے چت لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ گہری نیند میں ڈوب گیا تھا۔ کردنا نے اسے بڑے پیار سے شوہر بنانا چاہا تھا۔ لیکن سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلا۔ اب وہ ٹیلی پیتھی کی ٹیڑھی انگلی سے نکال رہی تھی۔ اسے اپنا تابعدار بنا رہی تھی۔

☆☆☆

پورس اور کبریا فلاڈیلفیا پہنچ گئے تھے۔ ایک ہفتے بعد وہاں کے مشہور ارینا میں ریسلنگ ورلڈ کے نامی گرامی پہلوان ایک دوسرے کے مقابلے پر آنے والے تھے۔ وہیں برین ماسٹر کا بیٹا جان رچ ہمیشہ کی طرح فاتح پہلوان کہلانے والا تھا۔

ان دونوں نے وہاں ایک بنگلا کرائے پر لیا تھا۔ پورس نے کہا۔ ''کبریا! ذرا معلوم تو کرو وہ فاتح پہلوان کہاں ہے؟ کیا کر رہا ہے؟''

کبریا نے کہا۔ ''ہاں، ارینا میں پہنچنے سے پہلے اسے دیکھنا چاہیے کہ وہ ہے کیا چیز......؟''

اس نے بے باک سے رابطہ کیا۔ ''ہائے بے باک! میں کبریا بول رہا ہوں۔''

وہ خوش ہو کر بولا۔ ''ہاں بھائی بولو۔ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟''

''سب سے پہلے یہ کہ ہم سے گفتگو کرتے وقت خادموں کی طرح خدمت والی بات نہ کیا کرو۔ تم ہمارے بھائی ہو۔ ہم میں سے ہو اور ہمیشہ ہمارے اپنوں کی طرح رہا کرو گے۔''

''شکریہ بھائی! میں آئندہ کسی خادم کی طرح نہیں۔ ایک چھوٹے بھائی کی طرح گفتگو کیا کروں گا۔''

''ابھی تم کیا کر رہے ہو؟''

''مما فرینکفرٹ پہنچنے والی ہیں۔ میں اب ان کے پاس جانے والا ہوں۔ وہ پاپا کے خلاف سازش کرنے والے ایک دشمن سے نمٹنے والی ہیں۔''

''ٹھیک ہے' تم مما کے پاس جاؤ۔ اس سے پہلے مجھے برین ماسٹر کے بیٹے جان رچ کے اندر پہنچا دو۔''

وہ دوسرے ہی لمحے میں اسے وہاں پہنچا کر چلا گیا۔ جان رچ اپنے ایک عالیشان بنگلے کے بیڈ روم میں تھا۔ اس وقت وہ کمرا عشرت کدہ بنا ہوا تھا۔ شراب کے ساتھ ساتھ شباب کا نشا اسے مدہوش کیے ہوئے تھا۔

ریکارڈ پلیئر سے موسیقی کی آواز ابھر رہی تھی۔ ایک حسینہ اس دھن پر رقص کر رہی تھی اور اپنا ایک ایک لباس اتارتی جا رہی تھی۔ کہتی جا رہی تھی۔ ''میں شعلہ ہوں۔ تمہیں اپنی جوانی سے جلا ڈالوں گی۔ میں بجلی ہوں۔ تم پر گروں گی تو پہلوان ہو کر بھی اٹھنا بھول جاؤ گے۔''

کبریا اس حسینہ کے اندر پہنچ گیا۔ وہ بولی۔ ''کتے کے بچے! تیرے باپ نے بھی کبھی پہلوانی کی ہے؟''

پھر وہ اپنے طور پر بولنے لگی۔ ''تم بہت خوبرو اور جوان ہو۔ دنیا کی تمام حسینائیں تم پر مرتی ہیں۔ میں بھی مرتی ہوں۔''

وہ گالی سنتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ غصے سے کہہ رہا تھا۔ ''تم نے مجھے کتے کا بچہ کہا...؟''

وہ رقص کرتے کرتے رک گئی پھر بولی۔ ''کیسی باتیں کر رہے ہو؟ میں تمہاری تعریفیں کر رہی ہوں اور تم اسے گالی سمجھ رہے ہو۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟''

وہ پریشان ہو کر اپنا سر کھجاتے ہوئے بولا۔ ''ابھی ایسا لگا تھا' جیسے تم نے مجھے گالی دی ہے۔''

"مائی ڈیئر! ابھی تم نے پہلا ہی پیگ پیا ہے اور ابھی سے بہک گئے ہو؟"

وہ ہنسنے لگی۔ کبریا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر پورس سے کہا۔ "وہ ماسٹر کا بگڑا ہوا بچہ ہے۔ ایک حسینہ اس کے سامنے رقص کر رہی ہے۔ ابھی اس نے ایک پیگ پیا ہے۔ دوسرا پینے والا ہے۔"

پورس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "آؤ اس کے پاس چلتے ہیں۔"

وہ دونوں اس کے بنگلے کی طرف جانے لگے۔ کبریا نے پورس کو اس کا فون نمبر بتایا۔ وہ نمبر پنچ کر کے فون کو کان سے لگا کر رابطے کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جھنجلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ اس لیے جھنجلا گیا تھا کہ عیش و عشرت کے لمحات میں کسی کی بھی مداخلت برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے ناگواری سے پوچھا۔ "کون ہو تم؟"

پورس نے کہا۔ "تمہارا باپ.....!"

وہ جلدی سے سنبھل کر بولا۔ "اوہ ڈیڈی! آپ ہیں...؟ مگر اس وقت آپ نے فون کیوں کیا ہے؟"

"کیا فون کرنے کا کوئی وقت مقرر ہے؟ نالائق! اکھاڑے میں اترنے کے لیے صرف آٹھ دن رہ گئے ہیں۔ تم اس وقت کیا کر رہے ہو؟"

"میں، میں ویٹ لفٹنگ کر رہا ہوں۔ باڈی بنانے کے لیے....."

"کیا شراب پی کر باڈی بنا رہے ہو؟ تمہارے منہ سے تو شراب کی بو آ رہی ہے۔"

وہ فوراً ہی منہ پر رومال رکھتے ہوئے بولا۔ "نہیں تو، میں تو.....وہ۔"

پہلے تو وہ بوکھلا سا گیا تھا پھر عقل آئی کہ فون کے ذریعے باپ اس کے منہ کی بو کیسے سونگھ سکتا ہے؟ پھر یہ کہ وہ آواز اس کے ڈیڈی کی نہیں ہے۔ اس نے سی ایل آئی پر نمبر پڑھے۔ وہ اس کے ڈیڈ کا فون نمبر نہیں تھا۔

ادھر کبریا نے پورس کے اندر آ کر بتایا کہ وہ سی ایل آئی پر نمبر پڑھ چکا ہے۔

پورس نے سوچ کے ذریعے کہا۔ "تم ابھی اس حسینہ کو بولنے پر مجبور کرو۔ تاکہ وہ اپنے باپ سے پھر کوئی جھوٹ نہ بول سکے۔"

ادھر اس نے سی ایل آئی پر نمبر پڑھنے کے بعد غصے سے کہا۔ "کون ہو تم؟ مجھے الو بنا رہے ہو۔ میں اس وقت بہت مصروف ہوں۔ ورنہ تم سے نمٹ لیتا۔ آئندہ کبھی میرے نمبر پر فون نہ کرنا۔"

وہ فون بند کرنا چاہتا تھا لیکن کبریا کی مرضی کے مطابق ایسا نہ کر سکا۔ پورس نے کہا۔ "الو کے پٹھے! اپنے باپ کو باپ ماننے سے انکار کر رہے ہو۔ کیا میں تمہاری ماں کو بلاؤں؟ وہی گواہی دے گی کہ میں تمہارا باپ ہوں۔"

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "اے! تم کون ہو؟ کیوں مجھے فون پر پریشان کر رہے ہو؟"

پورس نے کہا۔ "اصل بات یہ ہے کہ تمہارے باپ نے ایک جاسوس کی حیثیت سے میری خدمات حاصل کی ہیں۔ میں تمہارے پیچھے لگا رہتا ہوں اور تمہاری مصروفیات کے بارے میں معلوم کرتا رہتا ہوں۔ یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس وقت ایک لڑکی تمہارے بیڈروم میں ہے۔ میں ایک ایک پل کی رپورٹ تمہارے باپ تک پہنچاتا رہتا ہوں۔"

وہ گڑبڑا کر بولا۔ "نہیں نہیں! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے بیڈروم میں اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میں، میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"مجھ سے مل کر کیا کرو گے؟ میں تو تمہارے باپ سے اپنی خدمت کا معاوضہ وصول کر رہا ہوں۔"

"میرے ڈیڈی تمہیں جتنا دیتے ہیں۔ میں اس سے زیادہ تمہیں دوں گا مگر تم میری کوئی رپورٹ ان کے پاس نہیں پہنچاؤ گے۔"

"انہوں نے مجھے دس دن کے لیے ہائیر کیا ہے اور پچاس ہزار دیے ہیں۔ تم کتنا دے سکو گے؟"

"میں پچیس ڈالرز زیادہ دوں گا۔ میرے حکم کے مطابق کام کرو گے تو اور بھی دوں گا۔"

"ٹھیک ہے، میں ابھی آ رہا ہوں لیکن اپنی آنکھوں سے کسی بے حیا لڑکی کو تمہارے کمرے میں نہیں دیکھنا چاہتا۔"

ایسے ہی وقت کبریا نے اس لڑکی کو بولنے پر مجبور کیا۔ اس نے دور ہی سے پوچھا۔ "ہائے ڈارلنگ! اتنی دیر سے کس سے بات کر رہے ہو؟"

پورس نے پوچھا۔ "یہ لڑکی کی آواز ہے نا؟"

وہ جلدی سے بولا۔ "کسی کی نہیں۔ میرا ٹی وی آن ہے۔ اس میں سے آواز آ رہی ہے۔ میں نے ریموٹ سے اسے بند کر دیا ہے۔"

"ٹھیک ہے، میں ابھی آدھے گھنٹے میں پہنچ رہا ہوں۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ دوسری طرف وہ بھی فون بند کرتے ہوئے اس حسینہ سے بولا۔ "جلدی جلدی کپڑے پہنو اور میرے اوپر والے بیڈروم میں جا کر چھپ جاؤ۔ یہاں ے ڈیڈ کا جاسوس آنے والا ہے۔ وہ تمہیں دیکھ کر اپنا اور بڑھا دے گا۔ مجھ سے زیادہ سے زیادہ رقم وصول ے گا۔"

وہ اپنے کپڑے اٹھا کر اوپر والے بیڈروم کی طرف چلی ۔ پورس اور کبریا آدھے گھنٹے کے اندر وہاں پہنچ گئے۔ نے ان دونوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ اں دیکھ سکتے ہیں۔ کوئی لڑکی نہیں ہے۔ البتہ منہ سے بو ا رہی ہے۔ میں مجبور ہو کر کبھی کبھی پی لیتا ہوں۔"

پورس نے اس کے منہ پر ایک گھونسا جڑتے ہوئے کہا۔ کیوں پیتا ہے؟ جب تیرے باپ نے منع کیا ہے تو کیوں ہے؟"

وہ ایک دم سے گھبرا گیا۔ اس نے پلٹ کر حملہ کیا تو م رہا۔ جواباً پھر اس کے منہ پر ایک گھونسا پڑا۔ وہ پیچھے کی ف گیا تو سینے پر ایک فلائنگ کِک پڑی۔ وہ ایک سینٹر ٹیبل ر گر پڑا۔ اس کے بوجھ سے وہ ٹیبل ٹوٹ گئی۔

کبریا نے کہا۔ "ریسلنگ میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ان لڑتے لڑتے رنگ سے باہر آ جاتے ہیں اور کسی نہ کسی کو اٹھا کر میز پر پٹخ دیتے ہیں تو وہ میز ٹوٹ جاتی ہے۔"

وہ اپنی کمر پکڑے تکلیف سے کراہ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "تم میرے ڈیڈ کے جاسوس نہیں ہو۔ جھوٹ بولتے ہو۔ میرے مخالف ریسلروں کی یونین سے آئے ہو۔ مجھے مقابلے سے پہلے ناکارہ بنا دینا چاہتے ہو۔"

پورس نے اس کے منہ پر ایک ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔ "تم تو خود ہی اپنے آپ کو ناکارہ بنا رہے ہو۔ تمہارے ڈیڈ نے کہا ہے، اگر تم سیدھی طرح باز نہ آؤ تو تمہاری پٹائی کی جائے اور تمہیں صحیح راستے پر لا کر مقابلے کے قابل بنایا جائے۔"

وہ وہاں سے اٹھتے ہوئے بولا۔ "ٹھیک ہے، میں اب کبھی شراب نہیں پیوں گا۔ کسی لڑکی کے پاس نہیں جاؤں گا۔ آج سے ہی ورزش کروں گا۔ مقابلے کے لیے پوری طرح تیار ہو جاؤں گا۔"

"تو کیا مقابلہ کرے گا؟ تو ایک بھی جوابی حملہ نہیں کر رہا ہے۔ کیا پہلوان ایسے ہوتے ہیں؟"

وہ ذرا تپ کر بولا۔ "تم میرے ڈیڈ کے جاسوس ہو۔ اس لیے عزت کر رہا ہوں۔ ورنہ ابھی تمہاری ہڈی پسلی ایک کر کے رکھ دیتا۔"

پورس نے کہا۔ "زیادہ نہیں، میری صرف ایک ہڈی توڑ دو۔ میرے پاس آ کر مجھے چھو لو پھر میں مانوں گا کہ تم ایک پہلوان ہو۔"

پورس کی بات ختم ہوتے ہی اس نے چھلانگ لگائی پورس ایک طرف ہٹ گیا۔ وہ چھلانگ لگا کر کبریا کے سامنے پہنچا۔ اس نے کہا۔ "گدھے کے بچے! میرے پاس کیوں آ رہا ہے؟"

یہ کہتے ہی کبریا نے اس کے منہ پر اپنے سر سے ایک ٹکر ماری تو اس کی ناک سے خون کی دھار بہنے لگی۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے کی طرف گیا پھر چکرا کر زمین پر بیٹھ گیا۔

پورس نے ناک پر اسی جگہ ایک ٹھوکر ماری تو آنکھوں کے سامنے ستارے ناچنے لگے پھر تاریکی چھا گئی۔ وہ چکرا کر زمین پر گر گیا۔

پورس نے اس کی الماری کھولی۔ کبریا اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کر چکا تھا کہ وہاں پانچ لاکھ روپے کیش رکھے ہوئے ہیں۔ اس نے کیش نکالتے ہوئے کہا۔ "اس کے باپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں دو چور آئے تھے۔"

پھر وہ دونوں کیش سمیٹ کر وہاں سے چلے آئے۔ میں فرینکفرٹ پہنچی ہوئی تھی۔ بے باک نے کہا۔ "پاپا کے خلاف سازش کرنے والا یہ شخص یہاں کی حکومت میں فارن افیئرز سے تعلق رکھتا ہے۔ فارن منسٹر لمبی چھٹی پر گیا ہے۔ اس لیے یہ اس کی جگہ کام کر رہا ہے۔ لہٰذا اسے فارن منسٹر ہی کہا جائے گا۔"

میں نے پوچھا۔ "ابھی یہ کہاں ہے؟"

"اپنے بنگلے میں ہے۔ بیوی بچوں سے رخصت ہو کر ایک اہم اجلاس میں شریک ہونے جا رہا ہے۔"

"اس کے دل میں ایک ذرا سی دہشت پیدا کرو اور اسے اجلاس میں جانے دو پھر وہاں سے بھٹکا کر اسے ایسی جگہ پہنچاؤ جہاں ہمارے درمیان کوئی تیسرا مداخلت کے لیے نہ آئے۔"

بے باک نے اپنے موبائل میں وہی سم لگائی جس کے ذریعے وہ فرہاد کی آتما بن کر انہیں دہشت زدہ کیا کرتا تھا۔ اس وقت وہ فارن منسٹر اپنے گھر میں بیٹھا بیوی سے پیار بھری باتیں کر رہا تھا اور بچوں کو باری باری چوم رہا تھا۔ ایسے ہی وقت اس کے فون کا بزر بولنے لگا۔ اس نے اسے آن کر کے کان سے لگایا پھر کہا۔ "ہیلو کون.....؟"

ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ "پوچھتے کیا ہو؟ پہلے فون پر میرا نمبر پڑھو۔"

اس نے فون کو کان سے ہٹا کر نمبر پڑھے تو ایک دم سے گھبرا گیا۔ یہ سوچتے ہی سر گھومنے لگا کہ فرہاد کی آتما نے اسی

نمبر پر پہلی بار دھمکی دی تھی کہ وہ ایک نئے جسم میں آرہا ہے۔ اور وہ آگیا تھا۔ پچھلی بار اس نے سوئٹزرلینڈ میں ایک چالباز اور ایک فوڈ منسٹر کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور ان کی موت کو بہت ہی عبرت ناک بنا دیا تھا۔

ان دونوں کی ہلاکت کے بعد جو باقی بچے تھے۔ ان سب کے لیے عبرت حاصل کرنے کا وقت گزر چکا تھا۔ اس فارن منسٹر کی اتنی جرأت نہیں ہو رہی تھی کہ اب اس فون کو دوبارہ کان سے لگا کر کچھ سنتا۔

اس کی بیوی نے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟ تم کچھ پریشان ہو گئے ہو؟"

وہ جلدی سے بات بناتے ہوئے بولا۔ "نہیں، ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ ایک ایمرجنسی ہے۔ مجھے فوراً ہی جانا ہوگا۔"

اس کی بیوی نے اس کے ہاتھ سے فون چھین کر کان سے لگایا پھر پوچھا۔ "ہیلو، تم کون ہو؟"

بے باک نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "اپنے شوہر سے کہو آخری بار تمہیں اور اپنے بچوں کو پیار کر لے۔ اس کے بعد وہ پیار کرنے اور پیار کیے جانے کے قابل نہیں رہے گا۔"

وہ سہم کر بولی۔ "تم ہو کون؟"

اس کے شوہر نے اس کے ہاتھ سے فون چھین کر کہا۔ "یہ وہی.... وہی فرہاد کی آتما ہے... تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ میں ابھی اجلاس میں جا رہا ہوں۔ مجھے ایسی سیکیورٹی دی جائے گی کہ میرے قریب پرندہ بھی پر نہیں مار سکے گا۔"

پھر وہ فون کو کان سے لگا کر چیختے ہوئے بولا۔ "سن رہے ہو تم۔ تم دھوکے سے دو واردات کر گئے۔ اس بار میرے سامنے آؤ گے تو گویا موت کے سامنے آؤ گے۔ ایک بار مر کر زندہ ہو گئے۔ دوسری بار زندگی نہیں ملے گی۔ سیدھے جہنم میں جاؤ گے۔"

وہ فون بند کر کے بڑبڑاتا ہوا باہر آیا پھر اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے جانے لگا۔ اس کے آگے پیچھے مسلح گارڈز کی دو گاڑیاں تھیں۔ وہ فون کے ذریعے تمام اکابرین کو بتا رہا تھا کہ کچھ دیر پہلے اس نے فرہاد کا فون ریسیو کیا ہے۔ وہ ابھی یا کسی بھی وقت اس کی موت بن کر اس کے سامنے آنے والا ہے۔

وہ بڑے یقین سے کہہ رہا تھا۔ "میں نے پہلے سے ہی سارے انتظامات کر رکھے ہیں۔ میرا پرسنل سیکریٹری ہر وقت میرے ساتھ رہے گا۔ جیسے ہی وہ خیال خوانی کے ذریعے آئے گا تو میرا سیکریٹری انجکشن کے ذریعے مجھے بے ہوش کر دے گا پھر یہاں کے تجربہ کار اور ماہر ڈاکٹرز مجھے سنبھال لیں گے۔ مجھے اس طرح نگرانی میں رکھیں گے کہ میری بے ہوشی طویل ہونے کے باوجود میرے لیے نقصان دہ نہیں ہوگی۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے پوچھا۔ "اگر وہ تمہارے سیکریٹری کے دماغ میں بھی قبضہ جمالے گا تب کیا ہوگا؟"

"میرا سیکریٹری یوگا کا ماہر ہے۔ میں نے بہت سوچ سمجھ کر اپنے لیے حفاظتی انتظامات کیے ہیں۔ تم لوگوں کو بھی یہی کرنا چاہیے۔ اب اپنی اپنی فکر کرو۔"

اس نے اجلاس میں پہنچ کر سب کو بتایا کہ فرہاد اگر اس کے روبرو نہ آسکا تو دماغ میں ضرور آئے گا۔

وہاں ایک دوسرا عہدے دار بھی فرہاد کے خلاف سازش میں شریک تھا۔ یہ سن کر اس کے بھی ہوش اڑ گئے تھے۔ وہ پریشان ہو کر بولا۔ "اس کا مطلب ہے کہ وہ تمہارے بعد میری طرف بھی آئے گا؟"

فارن منسٹر نے کہا۔ "میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ وہ میرے بعد کس کے پاس جائے گا؟ میں نے تو فون کے ذریعے سب ہی کو اطلاع دے دی ہے کہ آپ لوگ بھی اپنے اپنے طور پر آخری حد تک محتاط رہیں۔"

وہ سب سے بول رہا تھا مگر اندر سے بہت گھبرایا ہوا تھا۔ اس نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں ذہنی طور سے بہت اپ سیٹ ہوں۔ یہاں زیادہ دیر بیٹھ نہیں سکوں گا اس لیے معذرت چاہتا ہوں۔"

وہ وہاں سے نکل کر اپنی کار میں بیٹھ کر بیوی بچوں کے پاس آگیا۔ بنگلے کے چاروں طرف مسلح افراد کا پہرا تھا۔ گھر کے اندر بھی مسلح گارڈز موجود تھے۔ اس کی بیوی اور بچے اس کے لیے پریشان ہو رہے تھے۔ وہ سب کو تسلی دے رہا تھا پھر ان سے بولا۔ "میں ذہنی طور پر بہت تھکا ہوا ہوں۔ اپنے کمرے میں جا کر آرام کروں گا۔"

وہ اپنے سیکریٹری کے ساتھ بیڈ روم میں آگیا۔ دروازے کو اندر سے بند کر دیا گیا۔ میں اس بیڈ روم کے باتھ روم میں پہلے سے موجود تھی۔

ہوا یہ تھا کہ بے باک نے اس کی بیوی کے دماغ پر قبضہ جما لیا تھا۔ اس نے اس کی مرضی کے مطابق بنگلے کے پیچھے کھڑے ہوئے دو مسلح گارڈز کو اندر بلا کر انہیں باتوں میں لگایا تھا۔ ان سے کہہ رہی تھی کہ وہ خوفزدہ ہے۔ وہ دونوں تھوڑی دیر تک اس کے آس پاس رہیں۔

میں اتنی دیر میں بنگلے کے پچھلے حصے سے داخل ہو کر اس فارن منسٹر کے بیڈ روم میں پہنچ گئی تھی۔ جب وہ وہاں آیا تو میں باتھ روم میں چلی آئی۔

بے باک نے مجھ سے کہا۔ "اس کے سیکریٹری نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا ہے۔ اب میں اس کے اندر رہوں گا۔ اسے چیخنے چلانے کا موقع نہیں دوں گا۔ آپ پہلے اس کے سیکریٹری سے نمٹ لیں۔"

وہ سیکریٹری یوگا کا ماہر تھا۔ بے باک اس کے اندر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس سے پہلے اسے زخمی کرنا ضروری تھا لہٰذا میں نے باتھ روم کا دروازہ کھول کر کمرے میں آتے ہی اس کی گردن پر کراٹے کا ایک ہاتھ رسید کیا۔ وہ سامنے والی دیوار سے ٹکرا کر پیچھے آیا تو میں نے گھوم کر ایک اور کک ماری۔ اتنی ہی پٹائی کافی تھی۔ اب وہ سانس روکنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

میں نے بے باک سے کہا۔ "اس کے اندر چلے آؤ۔"

اس نے سیکریٹری کے دماغ پر قبضہ جمایا پھر اسے ایک طرف لے جا کر کرسی پر بٹھا دیا۔ وہ ایک تماشائی کی طرح وہاں چپ چاپ بیٹھ گیا۔

فارن منسٹر کے دماغ کو ڈھیل مل گئی تھی۔ وہ چلانا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی میرا ایک الٹا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا پھر دوسرا گھونسا ناک پر پڑتے ہی وہ چکرا کر زمین پر بیٹھ گیا۔ گہری گہری سانسیں لینے لگا۔

میں نے کہا۔ "جب بھی چیخنا چاہو گے تو تمہاری پٹائی ہو گی۔ مجھ سے دھیمی آواز میں بولو۔ کیا تم سمجھ رہے ہو کہ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

وہ بری طرح سہا ہوا تھا۔ ہاں کے انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "مجھے فون پر دھمکی ملی تھی مگر....."

میں نے کہا۔ "ہاں، آگے بولو۔"

"فرہاد کی آتما مجھ سے انتقام لینا چاہتی ہے لیکن تم فرہاد تو نہیں ہو؟"

"میں فرہاد کیسے ہو سکتی ہوں....؟ میں تو اس کی آتما ہوں اس لیے بول رہی ہوں۔ وہ بھی بولتا اگر کسی مرد کے جسم میں آتا۔"

وہ اثبات...... میں سر ہلا کر بولا۔ "میں سمجھ گیا.... ہاں، میں سمجھ گیا۔"

"اتنے ہی سمجھدار ہو تو فرہاد کی لاش کے چیتھڑے کیوں اڑائے تھے؟ وہ تو مر چکا تھا۔ اپنی موت کے بعد تمہیں کوئی نقصان پہنچانے والا نہیں تھا پھر تم نے اس کی لاش کو نقصان کیوں پہنچایا؟"

وہ دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔ "مجھ سے بہت بڑی بھول ہوئی۔ مجھے معاف کر دو۔ آئندہ کبھی ایسی غلطی نہیں کروں گا۔"

"کیا تمہارے آئندہ غلطی نہ کرنے سے فرہاد کا جسم اور دماغ واپس آجائے گا؟"

"نہیں، واپس تو نہیں آئے گا۔ مگر فار گاڈ سیک۔ مجھے معاف کر دو۔"

"کس لیے معاف کر دوں؟ کسی زندہ شخص کو قتل کیا جائے تو اسے معاف نہیں کیا جاتا۔ پھانسی پر چڑھا دیا جاتا ہے۔ لیکن تم نے تو ایک مردے کے ساتھ دہشت گردی کی ہے۔ اسے بم سے اڑا دیا ہے۔ تمہارا انجام بھی کچھ ایسا ہی ہونا چاہیے۔"

وہ نہیں نہیں کہہ کر چلانا چاہتا تھا۔ میں نے پھر اس کی پٹائی شروع کر دی اور بے باک سے کہا۔ "اب اس کے پاس آکر اسے غائب دماغ بناؤ۔"

وہ فارن منسٹر کے اندر پہنچ گیا۔ میں نے سیکریٹری کے پاس آکر اس کے منہ میں ایک کپڑا ٹھونسا اور اوپر سے ایک پٹی باندھ دی پھر ہاتھوں کو بھی پیچھے لے جا کر باندھ دیا۔

بے باک میری ہدایت کے مطابق اسے غائب دماغ بنا چکا تھا۔ اس فارن منسٹر نے بے باک کی مرضی کے مطابق ایک چاقو لیا۔ پھر اسے اپنے بائیں بازو میں پیوست کیا اور اسے دور تک چیرتا چلا گیا۔ اس بازو سے لہو ابلنے لگا۔

وہ وہاں سے چلتا ہوا دیوار کے پاس آیا پھر اپنے لہو میں ایک انگلی ڈبو کر دیوار پر لکھنے لگا۔

I AM LOOKING FOR MY BODY AND MY BRAIN....

(میں ڈھونڈ رہا ہوں اپنے جسم کو، اپنے دماغ کو......)

بے باک نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑا تو وہ زخمی بازو کی تکلیف سے کراہنے لگا۔ میں نے کہا۔ "اپنی تکلیف بھول جاؤ گے۔ ذرا دیوار کی طرف دیکھو۔"

وہ دیوار پر لکھی ہوئی تحریر پڑھتے ہی ایک دم سے گھبرا گیا۔ خوف سے چیخنا چاہتا تھا لیکن بے باک نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے فوراً ہی بے بس کر دیا۔ میں نے ایک ہاتھ اس کے منہ پر رسید کیا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے جا کر اس دیوار سے ٹکرایا۔ ایسے ہی وقت بے باک نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ ایک دم سے اچھل کر فرش پر گر پڑا۔ تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگا۔ حلق پھاڑ کر چلانا چاہتا تھا لیکن بے باک اسے منہ کھولنے کا موقع ہی نہیں دے رہا تھا۔

میں نے اس سے کہا۔ "اب میں یہاں سے جاؤں

گی۔ باقی کام تم کرو۔‘‘

اس نے فارن منسٹر کی وائف کے اندر پہنچ کر دیکھا تو وہ اور اس کے بچے موجودہ حالات سے سہمے ہوئے تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے‘ ان کے سرپرست پر کیا گزر رہی ہے؟ بس اتنا معلوم تھا کہ برا وقت آ گیا ہے۔

اس کی وائف نے بے باک کی مرضی کے مطابق پھر ان دو گارڈز کو اپنے پاس بلالیا جو بنگلے کے پیچھے پہرا دے رہے تھے۔ وہ دونوں مسلح گارڈز اس کے پاس آئے تو میں فارن منسٹر کے بیڈ روم سے نکل کر بنگلے کے پچھلے حصے سے باہر آ گئی۔ کچھ فاصلے پر میری کار کھڑی تھی۔ میں اس میں بیٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔

زلزلے کے ایک ہی جھٹکے کے بعد وہ منسٹر اٹھنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک یونہی پڑا رہا پھر بے باک نے اسے اٹھنے پر مجبور کیا۔ وہ فرش پر گھسٹتا ہوا اپنے سیکریٹری کے پاس آیا اور اس کے ہاتھوں کی رسی کھولنے لگا۔ اس کارروائی سے فارغ ہو کر سیکریٹری نے اپنے منہ پر بندھا ہوا کپڑا کھولا پھر اندر ٹھونسے ہوئے دوسرے کپڑے کو نکال کر کہا۔ ’’سر! وہ بلا یہاں سے جا چکی ہے۔ میں ابھی فون پر مسلح گارڈز سے کہتا ہوں۔ وہ زیادہ دور نہیں گئی ہو گی۔ اسے پکڑا جا سکتا ہے۔‘‘

وہ فون کے پاس جانا چاہتا تھا۔ بے باک نے اسے الماری کے پاس پہنچا دیا۔ اس نے اسے کھول کر اس کی دراز میں سے ایک ریوالور نکالا۔ فارن منسٹر نے پوچھا۔ ’’یہ کیا کر رہے ہو؟‘‘

وہ بولا۔ ’’ہم غلط سمجھ رہے ہیں۔ وہ بلا تو پتا نہیں کہاں چلی گئی ہے؟ مگر موت یہاں آ گئی ہے۔ چلو۔ فون نکالو اور دوسرے اکابرین سے رابطہ کرو۔‘‘

وہ انکار میں سر ہلا کر بولا۔ ’’تم میرے سیکریٹری ہو۔ ایسی باتیں نہ کرو۔‘‘

اس نے اس کے منہ پر ایک ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔ ’’کیا بھول گئے کہ تم حکم عدولی کرتے تھے تو وہ بلا تمہاری پٹائی کرتی تھی؟ اب بھی تمہارے ساتھ یہی کیا جائے گا۔ لہٰذا جو کہا جا رہا ہے وہ کرو۔‘‘

وہ فرش پر چاروں ہاتھ پاؤں سے رینگتا ہوا فون کے پاس آیا پھر ریسیور اٹھا کر نمبر ملانے لگا۔ رابطہ ہونے پر بولا۔ ’’سامان سو برس کا ہے۔ پل کی خبر نہیں۔ میں نے ایک لمبی عمر جینے کے لیے کتنے ہی حفاظتی انتظامات کیے۔ مگر موت آ گئی۔ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جا رہی ہے۔ اس کی آواز سنو۔‘‘

اس کی بات ختم ہوتے ہی سیکریٹری نے ٹھائیں ٹھائیں کی آواز کے ساتھ اس پر دو گولیاں چلائیں۔ ریسیور اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور وہ زندگی سے چھوٹ کر موت کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

گولیاں چلنے کی آواز اس فون کے ذریعے دوسری طرف سنی گئی تھی اور بنگلے کے اندر باہر بھی سنی گئی تھی۔ مسلح گارڈز فوراً ہی دوڑتے ہوئے بنگلے کے اندر آ گئے تھے۔ منسٹر کی بیوی چیختی ہوئی ان گارڈز کے ساتھ اس کمرے کے دروازے پر آئی۔ وہ دروازہ اندر سے لاک تھا۔

اس کمرے کے اندر کیا ہوتا رہا تھا؟ یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس وقت اس سیکریٹری کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا تھا۔ اس کے اندر زلزلے پیدا کیے جا رہے تھے۔ بے باک اسے چیخنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ زلزلے کے دو جھٹکوں کے بعد ہی اس کا دم نکل گیا۔

سیکیورٹی افسر نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا۔ ’’سر! ہم نے گولی چلنے کی آواز سنی ہے۔ پلیز دروازہ کھولیں۔‘‘

اندر گہری خاموشی تھی۔ بار بار دستک دینے اور دروازہ پیٹنے کے باوجود کوئی جواب نہ ملا تو دروازے کو توڑ دیا گیا۔ وہاں دو لاشوں کو دیکھتے ہی بات سمجھ میں آ گئی کہ فرہاد کی آتما اپنا کام کر کے جا چکی ہے۔

یہ دہشت زدہ کرنے والی خبر بندوق کی گولی کی طرح فرانس‘ جرمنی‘ یو کے اور امریکی اکابرین تک پہنچ گئی۔ سب کو بتایا جا رہا تھا کہ اس بنگلے کے اندر اور باہر بہت سخت پہرا تھا۔ اس کے باوجود وہ منسٹر مارا گیا ہے۔ اس نے فرہاد کا راستہ روکنے کے لیے اپنے سیکریٹری کو قریب رکھا تھا تاکہ وہ ایسے وقت اسے انجکشن لگا کر بے ہوش کر سکے لیکن شاید اسے اس کا موقع نہ مل سکا۔ وہ بھی فارن منسٹر کے ساتھ مارا گیا۔

فرہاد کی لاش کے ٹکڑے کرنے والوں میں آٹھ رہ گئے تھے۔ مگر ان آٹھ میں سے کوئی یہ نہیں جانتا تھا کہ اب بھی نو کی تعداد ہے۔ وہ نو نمبر والا برین ماسٹر ہے۔ ان سب کے دماغوں میں یہ بات پورے یقین کے ساتھ چیخ رہی تھی کہ فرہاد موت کی طرح اٹل ہو گیا ہے۔ جب کہتا ہے کہ آ رہا ہے تو پھر ضرور آتا ہے۔

انہیں یہ خاص طور پر بتایا گیا تھا کہ اس تیسرے کی موت بھی اس سے پہلے مرنے والوں کی طرح ہوئی تھی۔ یعنی اس نے بھی مرنے سے پہلے دیوار پر لکھ دیا تھا کہ فرہاد اپنا جسم اور اپنا دماغ ڈھونڈ رہا ہے۔

باقی نو سازش کرنے والے جو رہ گئے تھے۔ ان کا سکون یہ سوچ کر برباد ہو رہا تھا کہ حفاظتی تدابیر بھی کام نہیں آ رہی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ ’’اب تک تو یہی بات سمجھ میں آئی ہے کہ ہم میں سے جو یوگا کا ماہر ہوگا‘ شاید وہی فرہاد سے بچ سکے گا۔‘‘

دوسرے نے کہا۔ ’’ہم آٹھ رہ گئے ہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی یوگا کا ماہر نہیں ہے۔‘‘

ماسٹر ان کی باتیں سن رہا تھا اور یہ سوچ کر مطمئن ہو رہا تھا کہ وہ یوگا کا ماہر ہے۔ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ فرہاد اس کے اندر آ کر اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ جب بھی آئے گا۔ وہ اپنی ذہانت، طاقت اور بھرپور صلاحیت سے اسے پسپا کر دے گا مگر ایک پریشان کن سوال یہ تھا کہ وہ کب آئے گا؟

جب یہ یقین ہو کہ موت آئے گی اور اسے اپنی تدابیر‘ طاقت اور صلاحیتوں سے ٹالا جا سکتا ہے تو ایسے وقت یہی سوال پریشان کرتا ہے اور نیند اڑا دیتا ہے کہ وہ آنے والی موت کب آئے گی؟ کچھ تو معلوم ہونا چاہیے‘ وہ کس چور دروازے سے آنے والی ہے؟ اور یہی معلوم نہیں ہوتا۔

ماسٹر نے سوچا۔ ’’کم از کم اتنا ہی ہو جائے کہ فرہاد کی آتما جس دشمن کو چیلنج کرتی ہے۔ اس کے پاس آنے والی ہوتی ہے۔ اس کی خبر مجھے ہو جایا کرے۔ تاکہ میں پہلے سے ہی اس مرنے والے کے اندر پہنچ جاؤں اور یہ دیکھوں کہ فرہاد کسی نئے جسم میں آ کر کس طرح اپنا چیلنج پورا کرتا ہے؟‘‘

اس نے اب تک تمام اکابرین سے یہ بات چھپا رکھی تھی کہ فرہاد کی لاش کو نابود کرنے کی سازش میں وہ درپردہ شریک رہا تھا۔ اس نے ہی ٹیلی فون کے ذریعے ان تمام اکابرین کے دماغوں میں یہ بات ٹھونس دی تھی کہ ایک آتما شکتی جاننے والا فرہاد کی آتما کو اپنے قابو میں کر چکا ہے اور اب وہ آتما کسی نئے جسم میں داخل ہونے والی ہے۔

اس نے جو کہا تھا وہی سامنے آ رہا تھا لیکن فرہاد کسی نئے جسم میں آ کر یہ سب کچھ کیسے کر رہا ہے؟ یہ معلوم کرنا ضروری تھا اور یہ معلوم کرنے کے لیے ان اکابرین سے رابطہ کرنا بھی لازمی ہو گیا تھا۔ اس نے پہلے کبھی خود کو برین ماسٹر کی حیثیت سے ظاہر نہیں کیا تھا لیکن اب مجبور ہو گیا تھا۔

وہ ان کے اندر آ کر انہیں مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ ’’فرہاد نے اپنی زندگی میں درست کہا تھا کہ ایک خفیہ تنظیم کا سربراہ برین ماسٹر کہلاتا ہے اور وہ میں ہوں۔‘‘

کوئی آسانی سے ماننے والا نہیں تھا کہ ایک برین ماسٹر جو ہمیشہ گمنام اور پُراسرار بن کر رہتا تھا۔ وہ اس وقت انہیں مخاطب کر رہا ہے۔ اس نے کہا۔ ’’کوئی یقین کرے یا نہ کرے۔ میں ہی برین ماسٹر ہوں۔ تم نے فرہاد کی لاش کو شناخت کرنے کے لیے جو کمیٹی بنائی تھی۔ میں نے ہی اس کمیٹی کے اراکین کو فون کے ذریعے بتایا تھا کہ فرہاد کی آتما ایک آتما شکتی جاننے والے تانترک مہاراج کے قبضے میں آ گئی ہے اور آئندہ دوسرا جسم حاصل کرنے والی ہے۔ یہ حقیقت میرے سوا کسی اور کو معلوم نہیں تھی۔‘‘

یہ بات سن کر وہ قائل ہونے لگے۔ کیونکہ ایک گمنام شخص نے ہی فون کے ذریعے انہیں آتما شکتی جاننے والے کے بارے میں بہت کچھ بتایا تھا اور جو کچھ بتایا تھا وہ اب ان کے سامنے آ رہا تھا۔

ماسٹر نے کہا۔ ’’جب میری بات کا یقین ہو رہا ہے تو یہ بھی مان لو کہ اس کا شکار تم صرف نہیں نو ہیں اور وہ نواں میں ہوں۔‘‘

’’پھر تو تم نے بھی حفاظتی انتظامات کیے ہوں گے؟‘‘

’’ہاں، تم لوگوں کے مقابلے میں میرے پاس ایک سہولت یہ ہے کہ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں۔ وہ میرے اندر آ کر مجھے ٹریپ نہیں کر سکے گا۔ مجھ تک پہنچنے کے لیے اسے میرے روبرو آنا ہو گا اور میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ میرے مقابل آنا اسے بہت مہنگا پڑے گا۔‘‘

ایک نے کہا۔ ’’پھر تو ہم دعا کریں گے کہ وہ پہلے تمہارے پاس آئے تاکہ تم اس کا کام تمام کر سکو اور ہمیں اس سے نجات دلا سکو۔‘‘

’’میں تو خود چاہتا ہوں کہ وہ پہلے میرے پاس آئے خواہ مخواہ اس کے انتظار میں بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔ سکون الگ برباد ہو رہا ہے۔‘‘

ایک نے کہا۔ ’’کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ ہم میں سے کسی کی موت بن کر آنا چاہے تو ایسے وقت تم اس کے اندر پہنچ جاؤ اور اس کی حفاظت کرنے کی کوشش کرو؟‘‘

’’ہاں، میں تم سب کے اندر آ سکتا ہوں لیکن میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ چوبیس گھنٹے تم لوگوں کی نگرانی کرتا رہوں۔ مجھے اطلاع دی جائے گی کہ آئندہ کس کی باری ہے تو میں فوراً ہی اس کے اندر آ کر اس کی حفاظت کروں گا۔‘‘

ماسٹر نے سوچا تھا کہ ان آٹھ افراد میں سے دو امریکی ہیں۔ جن کی حفاظت ان کے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کریں گے۔ تنویمی عمل کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کیا جائے گا۔ تاکہ فرہاد کسی بھی صورت ان کے اندر نہ پہنچ سکے لیکن برین ماسٹر کے پاس ہر ایک پر عمل کرنے کا وقت نہیں

تھا۔اس نے یہ ارادہ بدل دیا تھا۔

ارادہ اس لیے بدل دیا تھا کہ اگر وہ ان کے دماغوں کو لاک کر دیتا اور فرہاد نہ آتا تو وہ معلوم نہیں کر سکتا تھا کہ فرہاد کے واردات کرنے کا کیا طریقہ کار ہے؟

ماسٹر کے لیے آسانی یہی تھی کہ ان سب کے دماغ کے دروازے کھلے رہیں اور فرہاد آسانی سے ان کے اندر آتا رہے۔اس کی موت کے بعد اسے دیکھنے اور سمجھنے کا یہی ایک راستہ رہ گیا تھا۔

وہ ان سب سے باتیں کرنے کے بعد دماغی طور پر حاضر ہوا تو اس کے موبائل فون نے اسے مخاطب کیا۔اس نے نمبر پڑھے۔ پتا چلا' اس کا بیٹا اسے کال کر رہا ہے۔

ایسے وقت ماسٹر فوراً ہی اس سے بات نہیں کرتا تھا۔ بلکہ اس کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کرتا تھا کہ وہ فون پر کیا کہنا چاہتا ہے؟ اس کے اندر اصل بات کیا چھپی ہے؟

اس نے فون پر آواز بنا کر کہا۔"آپ کے مطلوبہ نمبر سے اس وقت جواب موصول نہیں ہو رہا ہے۔ برائے مہربانی کچھ دیر بعد دوبارہ ڈائل کریں۔"

اس نے بیٹے کے دماغ میں پہنچ کر یقین دلایا کہ واقعی دوسری طرف فون بند ہے۔اس نے جھنجلا کر فون کو ایک طرف پھینک دیا۔اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ تھوڑی دیر پہلے اس پر کیا گزر چکی ہے؟

پہلے تو ماسٹر کو یہ معلوم ہوا کہ بیٹا عیش و ترنگ میں ڈوبا ہوا تھا۔ایک لڑکی کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہا تھا۔ایسے وقت کسی نے فون پر اسے کہا کہ وہ ایک جاسوس ہے۔اس کے باپ نے اسے ہائیر کیا ہے۔تا کہ وہ بیٹے کے ایک ایک پل کی رپورٹ اس کے پاس پہنچاتا رہے۔

وہ دھوکے باز جھوٹ بول کر اس سے ملنے آیا تھا۔وہ کوئی جاسوس نہیں تھا بلکہ مخالف ریسلروں کے گروپ کا ایک پہلوان تھا۔ اس کے ساتھ اس کا دوست بھی تھا۔وہ دو تھے۔انہوں نے اس کی خوب پٹائی کی تھی اور اسے بے ہوش کر دیا تھا۔

وہ اپنے بیٹے کے خیالات پڑھ رہا تھا۔اسے غصہ آ رہا تھا کہ دو پہلوانوں نے آ کر اس کی دُرگت بنائی تھی پھر پتا چلا کہ انہوں نے صرف اس کی پٹائی نہیں کی تھی۔ بلکہ اس کی الماری سے پانچ لاکھ ڈالرز بھی چرا کر لے گئے تھے۔

ماسٹر نے بیٹے کے ذہن میں یہ سوال پیدا کیا کہ اسے مخالف ریسلروں کے گروپ سے معلوم کرنا چاہیے' وہ دونوں پہلوان کون تھے؟

اس نے اس کے خیالات پڑھ کر تمام مخالف ٹیموں کے نام اور ان کے فون نمبرز معلوم کیے پھر فون کے ذریعے باری باری ہر ٹیم کے انچارج کے اندر پہنچنے لگا اور ہر ٹیم کے پہلوانوں تک بھی پہنچنے کی کوشش کرنے لگا لیکن یہ معلوم نہ کر سکا کہ آج کس ٹیم کے پہلوان نے کہیں سے پانچ لاکھ ڈالرز چوری کیے ہیں؟

اسے مکمل معلومات اس لیے بھی نہ مل سکی کہ بیشتر پہلوان یوگا کے ماہر تھے۔وہ اپنے اندر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتے تھے۔ان سے کسی بھی طرح کی معلومات نہ مل سکیں۔

تب اس نے فون پر بیٹے کو مخاطب کیا۔اس نے باپ کی آواز سنتے ہی کہا۔"اوہ ڈیڈ! میں جب بھی فون کرتا ہوں۔ آپ کا نمبر بزی رہتا ہے یا بند رہتا ہے۔"

اس نے انجان بن کر پوچھا۔"کیا تم نے مجھے ابھی فون کیا تھا؟"

"ہاں، ابھی میرے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے۔دو ڈاکو اچانک ہی یہاں گھس آئے تھے۔انہوں نے مجھے بری طرح مارا ہے۔وہ میرے پچاس لاکھ ڈالرز چرا کر لے گئے ہیں۔"

"تمہیں یہ کہتے شرم نہیں آتی؟ کیا تم کوئی نازک سی لڑکی ہو کہ کوئی آیا اور تمہیں چھیڑ کر چلا گیا؟ کیا تم پہلوان نہیں ہو؟ کیا ورلڈ چیمپئن نہیں کہلاتے ہو؟"

"ہاں، ڈاکو اگر پیچھے سے آ کر حملہ کرے اور ان کے پاس ہتھیار بھی ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں؟"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے جاسوس نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے بنگلے میں ایک عورت آئی تھی۔"

"ڈیڈ! وہ ایک ملازمہ ہے۔ میرے لیے کھانا پکاتی ہے۔"

"جھوٹ مت بولو۔وہ جاسوس بہت ہی چالاک ہے۔اس نے تمہارے بنگلے میں گھس کر اور چھپ کر دیکھا ہے' وہاں ایک جوان حسینہ تھی۔وہ تمہارے سامنے بے لباس ہو کر رقص کر رہی تھی اور تم شراب پی رہے تھے۔تمہیں باپ سے جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی......؟"

"ڈیڈ! ناراض نہ ہوں۔آپ کو اپنے بیٹے کی بات پر بھروسا کرنا چاہیے لیکن آپ اس جاسوس کے جھوٹ پر بھروسا کر رہے ہیں۔اس کو سچ مان رہے ہیں اور مجھے جھوٹا کہہ رہے ہیں۔"

"تمہارا جھوٹ اس طرح بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایک ورلڈ چیمپئن پہلوان ہو کر ڈاکوؤں سے مار کھا گئے جبکہ ورلڈ چیمپئن تو چار ڈاکوؤں کو تنہا مار گراتا ہے لیکن تم شراب و شباب میں اس قدر ڈوب چکے ہو کہ اب پہلوانی کے قابل نہیں رہے ہو۔میں نے تمہیں پہلے بھی سمجھایا ہے' پہلوانی چھوڑ دو۔اب سختی سے کہہ رہا ہوں' ایک ہفتے بعد ہونے والے مقابلے میں سے اپنا نام واپس لے لو اور لندن واپس آ جاؤ۔"

"نو ڈیڈ! میں نام واپس لوں گا تو میری بہت انسلٹ ہو گی۔کیا آپ میری بے عزتی کرانا چاہتے ہیں؟"

"اور جب مقابلے میں کسی پہلوان سے ہار جاؤ گے تب تمہاری انسلٹ نہیں ہو گی؟"

"نہیں، آپ نے وعدہ کیا ہے' ہمیشہ کی طرح آپ اس عامل کی خدمات حاصل کریں گے۔وہ عمل کرتا رہے گا تو کبھی میری ہار نہیں ہو گی۔میں بڑے سے بڑے پہلوان کو رِنگ چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کر دوں گا۔"

"زیادہ نہ بولو۔تم نہیں جانتے' وہ عامل بہت بیمار ہے۔کسی تشویش ناک مرض میں مبتلا ہو گیا ہے۔پتا نہیں کب صحت مند ہو گا؟ کب تمہارے لیے کوئی عمل کر سکے گا؟ تمہاری بہتری اسی میں ہے' اس ریسلنگ سے باز آ جاؤ۔وہ عامل تمہارے کام نہ آ سکا تو تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گے۔اس سے پہلے عقل سے کام لو۔"

وہ باپ کی باتیں سن کر پریشان ہو رہا تھا۔اس نے کہا۔ "ڈیڈ! آپ مجھے مایوس کر رہے ہیں۔آپ نے آج تک اپنے بیٹے کو کسی خوشی سے محروم نہیں کیا مگر مجھے میرے شوق سے باز رکھ کر مایوس کر رہے ہیں۔میرا دل توڑ رہے ہیں۔"

"بیٹے! میں نے تمہاری ہر خوشی پوری کر کے تمہیں بہت سر چڑھا لیا ہے۔تم اپنا اچھا برا سمجھنے کے قابل نہیں رہے ہو۔اب وقت آ گیا ہے کہ زندگی میں پیش آنے والے سنگین مصائب کو سمجھو اور ان سے نمٹنا سیکھو۔تمہارا باپ ہمیشہ اس دنیا میں نہیں رہے گا اور جب نہیں رہے گا تو تم دو کوڑی کے ہو جاؤ گے۔دشمن تمہیں کسی چیونٹی کی طرح مسل کر رکھ دیں گے۔"

برین ماسٹر کا وہ اکلوتا بیٹا بہت ہی لاڈلا تھا۔اس کے دل کی دھڑکن تھا اگر بیٹا ذہانت اور مکاری سے کام لینا جانتا تو وہ اسے اپنی طرح جرائم کی دنیا میں زبردست ٹریننگ دیتا۔اسے اپنا جانشین بناتا لیکن وہ انڈر ورلڈ کے خطرناک ماحول میں رہنے کے قابل نہیں تھا۔

کبریا وقتاً فوقتاً جان رچ کے اندر آتا جاتا رہتا تھا۔اس وقت بھی پہنچا تو باپ بیٹے کے درمیان ہونے والی گفتگو سننے لگا پھر اس نے پورس کو بتایا کہ وہ باپ بیٹے کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔

پورس نے تفصیل سننے کے بعد کہا۔"ماسٹر انڈر ورلڈ کا بہت ہی خطرناک مجرم ہے اور وہ یہ حقیقت اپنی بیوی بچوں سے چھپاتا ہے۔شاید اس لیے کہ بیٹا اس کا جانشین بننے کے قابل نہیں ہے۔"

کبریا نے کہا۔"ہم خوامخواہ ریسلنگ کے جھمیلے میں کیوں پڑیں؟ کیوں نہ مقابلے سے پہلے ہی اس کے بیٹے کی ایسی مرمت کریں کہ وہ کسی سے بھی مقابلہ کرنے کے قابل نہ رہے اور واپس جانے پر مجبور ہو جائے۔"

پورس نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔"بے شک، ہم ریسلنگ میں حصہ لے کر پیشہ ور پہلوان بننے پر مجبور ہو جائیں گے۔بہتر یہی ہے کہ جان رچ کی واپسی کا ٹکٹ کٹا دیا جائے۔"

"ٹھیک ہے، آج رات اس سے پھر ایک بار نمٹا جائے گا۔اس کے بعد وہ یہاں سے دم دبا کر بھاگے گا۔"

ماسٹر اپنے بیٹے سے باتیں کرنے کے بعد فون بند کر کے سنجیدگی سے سوچنے لگا۔جرائم کی دنیا میں اس کا کام اس قدر پھیلا ہوا تھا کہ وہ بیٹے پر پوری توجہ نہیں دے سکتا تھا۔اگر اس کے پاس وقت ہوتا تو وہ روزانہ بیٹے پر تنویمی عمل کرتا رہتا اور اسے ریسلنگ کی دنیا سے ہٹا کر کاروباری دنیا میں دلچسپی لینے پر مجبور کر دیتا لیکن کاروباری دنیا میں کامیابی کی منزلیں حاصل کرنے کے لیے یہ لازمی تھا کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنے بیٹے کے ساتھ رہتا۔اسے گائیڈ کرتا رہتا۔ اس کے لیے کامیابی کی راہیں کھولتا رہتا لیکن اتنے سارے کاموں کے لیے اس کے پاس وقت نہیں تھا۔

اس کے اطمینان کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اس نے بے انتہا دولت جمع کر رکھی تھی۔ یہ جانتا تھا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی بچے کسی کے محتاج نہیں رہیں گے اور اس کی آیندہ نسل بھی عیش و عشرت کی زندگی گزارتی رہے گی۔

ایسے ہی وقت فون کا بزر بولنے لگا۔سی ایل آئی پر اس کی وائف کا فون نمبر دکھائی دے رہا تھا۔اس نے آن کر کے فون کو کان سے لگا کر کہا۔"ہائے مونیکا! کیسی ہو؟"

"میں بہت پریشان ہوں۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا۔"تم اور پریشان؟ تمہیں کس بات کی پریشانی ہے؟ میں نے ایسے انتظامات کیے ہیں کہ فکر و پریشانی کبھی تمہیں چھو کر بھی نہیں گزر سکتی پھر تم

کیوں پریشان ہو؟''

وہ بولی۔ ''جب تک بچے چھوٹے تھے۔ زیادہ مسائل نہیں تھے لیکن ان کے جوان ہونے کے ساتھ اچانک ہی مسائل بھی جوان اور سنگین ہو گئے ہیں۔''

''پہیلیاں نہ بوجھواؤ۔ صاف صاف کہو۔''

''بیٹے کے بارے میں تو آپ جانتے ہی ہیں کہ اسے ریسلنگ کی دنیا میں نہیں رہنا چاہیے لیکن وہ اپنا شوق پورا کرنے کے لیے جاتا ہے اور جیتنے کے باوجود زخمی ہو کر آتا ہے۔ ایسے وقت میری کیا حالت ہوتی ہے۔ یہ آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔''

''ہاں، میں سمجھتا ہوں۔ میں نے آج اسے اچھی طرح سمجھایا ہے کہ وہ آئندہ ریسلنگ کے مقابلوں میں حصہ نہیں لے گا۔ میں پوری کوشش کروں گا' وہ دو چار روز میں لندن واپس آجائے۔''

''یہ تو آپ نے بہت اچھی خبر سنائی ہے۔ میرا بیٹا میرے پاس آئے گا تو کلیجے کو ٹھنڈک پہنچتی رہے گی لیکن اب بیٹی کا مسئلہ ہے۔''

''میری لاڈلی بیٹی کا مسئلہ کیا ہو سکتا ہے؟''

''ہم ماں باپ اپنے بچوں کو جوان ہونے کے بعد بھی بچے سمجھتے رہتے ہیں۔ آپ کی لاڈلی ایک نوجوان کی محبت میں گرفتار ہو گئی ہے۔''

''یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے؟ دنیا کی ہر لڑکی جوان ہو کر کسی نہ کسی کو اپنا آئیڈیل بناتی ہے۔ اس سے محبت کرتی ہے۔ قسمت ساتھ دے تو اس سے شادی بھی کر لیتی ہے۔ ہماری بیٹی کے ساتھ بھلا کیا مسئلہ ہو سکتا ہے؟''

''سب سے پہلا مسئلہ تو یہی ہے کہ وہ نوجوان نیگرو ہے۔''

برین ماسٹر نے تعجب سے پوچھا۔ ''کیا وہ کالوں کی نسل سے ہے؟''

وہ ناگواری سے بولی۔ ''وہ کالا بھی ہے اور مسلمان بھی۔''

''اوہ گاڈ! یہ ہماری گوری نسل کی لڑکیوں کو کیا ہو گیا ہے؟ کالوں کو پسند کرنے لگی ہیں۔ ویسے وہ کالا صحت مند' ذہین اور اچھی شخصیت کا مالک ہوتا تو میں بیٹی کی خاطر اسے داماد بنا لیتا لیکن ایک مسلمان کو کبھی اپنا داماد نہیں بناؤں گا۔''

''آپ بیٹی کو کیسے روکیں گے؟ وہ اس کالے کی دیوانی ہو گئی ہے۔ وہ بھی یہ کہہ کر گیا ہے کہ خود ہماری بیٹی کی طرف نہیں آئے گا لیکن ہماری بیٹی اس کی طرف بڑھے گی تو وہ پیچھے نہیں ہٹے گا۔''

''وہ اپنے طور پر معقول بات کر رہا ہے۔ بہرحال تم فکر نہ کرو۔ میں اپنی اینا کو سمجھاؤں گا۔''

اس نے بیوی کو تسلی دینے کے بعد فون کا رابطہ ختم کر دیا پھر سوچنے لگا کہ اب تک وہ بیوی بچوں سے دور رہتا آیا ہے۔ ان کی طرف توجہ زیادہ نہیں دیتا۔ مونیکا بڑی ذہانت سے اور بڑی ذمے داری سے ان دونوں کی پرورش کر رہی تھی لیکن اب مسائل پیدا ہو رہے تھے۔ اپنے گھر کی طرف توجہ دینے کے لیے تھوڑا سا وقت نکالنا لازمی ہو گیا تھا۔

وہ چپ چاپ اینا کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ یہ معلوم کرنے لگا کہ وہ جان بوجھ کر اس کالے کی طرف مائل نہیں ہوئی ہے۔ قدرتی طور پر دل اس کی طرف کھنچا جا رہا ہے۔ وہ اس کے دل و دماغ میں اس طرح نقش ہو گیا ہے کہ اسے دیکھے بغیر اس کی تصویر بھی بنا لیتی ہے۔

اس نے فون کے ذریعے بیٹی کو مخاطب کیا۔ ''ہیلو اینا! مائی ڈارلنگ! یہ میں کیا سن رہا ہوں؟''

وہ سمجھ گئی پھر بھی انجان بنتے ہوئے بولی۔ ''آپ کیا سن رہے ہیں ڈیڈ.....!''

''یہی کہ تم کسی کالے جوان کو پسند کرنے لگی ہو اور اس کے معاملے میں بہت سنجیدہ بھی ہو؟''

''یہ بات آپ کو ممی نے بتائی ہوگی؟ ویسے یہ سچ ہے۔ آئی لو ہم ڈیڈ! میرا دل اس کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ میں اسے ڈیٹ دینا چاہتی ہوں۔ اس کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتی ہوں۔''

''بیٹی! تم اپنے ڈیڈ کی ہر بات مان لیا کرتی ہو۔ یہ بات بھی مان لو۔ وہ ہمارے قابل نہیں ہے۔ ایک تو نیگرو ہے۔ دوسرے یہ کہ مسلم ہے۔ ہم معزز لوگوں کی ایک اونچی سوسائٹی میں زندگی گزار رہے ہیں۔ کیا تم اپنے ماں باپ کا سر جھکانا چاہتی ہو؟''

وہ بولی۔ ''ڈیڈ! میں اسی سوسائٹی میں ایسے کئی خاندان بتا سکتی ہوں' جن کی بیٹیوں اور بہنوں نے کالے جوانوں سے شادیاں کی ہیں اور یہیں ان کے ساتھ اچھی خوشحال زندگی گزار رہی ہیں۔''

''تو تم بحث کر رہی ہو؟ اپنے باپ کو مایوس کر رہی ہو؟ کوئی بات نہیں۔ میں پھر کسی وقت تم سے بات کروں گا۔''

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ ایسے وقت بے باک اینا کے اندر موجود تھا۔ ان باپ بیٹی کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ بہت پہلے ہی اینا کے خیالات پڑھ کر معلوم کر چکا تھا کہ وہ اس کی طرف

مائل ہے۔اسے دل و جان سے چاہنے لگی ہے۔اب اس نے اینا کو اپنے باپ سے دوٹوک بات کرتے سنا تو خوشی سے کھِل گیا۔

وہ دو چار منٹ اس کے اندر رہ کر وہاں سے جانا چاہتا تھا۔ایسے ہی وقت اینا جمائی لینے لگی۔حیرانی سے سوچنے لگی۔ ”ابھی سونے کا وقت تو نہیں ہے پھر مجھے نیند کیوں آرہی ہے؟“

بے باک اس کی یہ سوچ پڑھ کر چونک گیا۔چھٹی حس نے سمجھایا۔”ضرور کوئی بات ہے۔مجھے یہاں رکنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ وہ بے وقت سونا کیوں چاہتی ہے؟“

وہ جمائی لینے کے بعد بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔اس کی سوچ کہہ رہی تھی کہ سونا نہیں چاہتی لیکن بے اختیار لیٹ گئی۔ذرا سی دیر میں ہی اس نے آنکھیں بند کرلیں اور گہری نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔تھوڑی دیر بعد اسے برین ماسٹر کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا۔”تم مجھے آواز سے نہیں پہچان رہی ہو۔اس وقت خواب میں ایک عامل کو دیکھ رہی ہو۔“

اینا نے کہا۔”ہاں، میں کسی شخص کو دیکھ رہی ہوں مگر اس کا چہرہ صاف دکھائی نہیں دے رہا ہے۔“

اس نے کہا۔”میں ہی وہ عامل ہوں۔میرا چہرہ دیکھنا ضروری نہیں ہے۔میں جو کہوں گا' وہ باتیں تمہارے ذہن میں نقش رہیں گی۔آیندہ تم میری معمولہ اور تابعدار بن کر میری مرضی کے مطابق زندگی گزاروگی۔“

بے باک سمجھ گیا تھا کہ اینا ٹرانس میں آگئی ہے اور سحر زدہ ہوکر اس کی باتیں ماننے والی ہے۔ایسے ہی وقت اس نے بھی اینا کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔وہ اس کی مرضی کے مطابق بولی۔”میں کیوں تمہاری تابعدار بنوں گی؟تم کیوں مجھ پر عمل کرنے آئے ہو؟“

ماسٹر نے حیرانی سے کہا۔”تعجب ہے!تنویمی عمل کے دوران کوئی معمول بننے اور سحر زدہ ہونے کے بعد پلٹ کر اپنے عامل سے سوال نہیں کرتا اور تم مجھ سے سوال کررہی ہو؟“

وہ بے باک کی مرضی کے مطابق بولی۔”یہ تم سے کس نے کہہ دیا کہ میں سحر زدہ ہوگئی ہوں؟ پتا نہیں' یہ کیسا اُلٹا سیدھا خواب دیکھ رہی ہوں؟نہ جانے ابھی سورہی ہوں یا بے خوابی کی حالت میں یہ سب کچھ سن رہی ہوں اور کسی عامل کو دیکھ رہی ہوں۔مگر....مگر اب یہ عامل میرے سامنے سے گم ہوتا جارہا ہے۔“

برین ماسٹر نے محسوس کیا کہ وہ اس کے خواب کی اسکرین سے گم ہورہا ہے اور ایسا بے باک کررہا تھا۔

ماسٹر کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کی بیٹی کے اندر موجود ہے۔اس کے عمل کا توڑ کررہا ہے۔اسے یہ شبہ نہیں ہورہا تھا کہ کوئی اس کے اندر ہے۔وہ اپنے طور پر سوچ رہا تھا۔”میری بیٹی کا ذہن کچھ عجیب سا ہے۔مجھے کبھی اتنی فرصت ہی نہیں ملی کہ اس کے چور خیالات کو گہرائی تک پڑھتا۔اس کے ذہن کو سمجھنے کی کوشش کرتا۔بہرحال یہ ماننا پڑتا ہے کہ میری اینا کا ذہن کچھ عجیب و غریب ہے۔میں پھر کسی وقت آکر اس کے ذہن کی اسٹڈی کروں گا۔“

بے باک سومن یہ نہیں جانتا تھا کہ ماسٹر اپنی جگہ کیا سوچ رہا ہے؟لیکن یہ سمجھ گیا تھا کہ ابھی اس کے اندر سے جانے والا پھر کبھی آسکتا ہے۔دوسری بار عمل کرنے کی کوشش کرسکتا ہے۔

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوکر سوچنے لگا۔”مجھے اینا کو اس کے باپ کے تنویمی عمل سے بچانا ہوگا۔اگر وہ کامیاب ہوجائے گا اور اس کے دماغ کو لاک کردے گا تو میں کبھی اس کے اندر نہیں جاسکوں گا پھر یہ کہ وہ میرے خلاف اس کے دل و دماغ میں نفرت پیدا کردے گا اور میں ایسا ہونے نہیں دوں گا۔“

وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر ذہن میں یہ تدبیر آئی کہ ماسٹر کو دوسری طرف اُلجھا دیا جائے تاکہ وہ دو چار گھنٹے تک اپنی بیٹی کی طرف نہ آسکے۔اتنی دیر میں وہ اینا کو اپنا تابعدار بنالے گا۔

اس نے اپنے موبائل فون میں پھر وہی سم ڈالی جس کے ذریعے وہ ان تمام دشمنوں کو خوفزدہ کرتا تھا۔اس نے ماسٹر کے نمبر پر یہ میسج بھیجا کہ تمہارے بیٹے کی پٹائی کس نے کی....؟کس نے اس کے پانچ لاکھ ڈالرز چرائے...؟جب تک میرا جسم مجھے نہیں ملے گا۔میرا دماغ مجھے نہیں ملے گا تمہارے بیٹے کی شامت آتی رہے گی۔جاؤ،اس کے پاس جاؤ۔اس کی حفاظت کرو...

ایسا پیغام ملتے ہی ماسٹر بیٹی کی فکر بعد میں کرنے والا تھا۔پہلے بیٹے کی طرف دوڑ کر جانے والا تھا۔بے باک وہ میسج بھیج کر مطمئن ہوگیا تھا اور بڑے اطمینان کے ساتھ اینا کے اندر چلا آیا تھا۔وہ ابھی تک آنکھیں بند کیے بیڈ پر پڑی ہوئی تھی۔

اس نے تنویمی عمل کے ذریعے اسے سحر زدہ کیا۔اپنا تابعدار بنایا پھر اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی کہ جب بھی اس کا باپ اس کے اندر آکر اسے سحر زدہ کرنا چاہے گا تو وہ کبھی اس کے سحر میں نہیں آئے گی۔اس سے صاف صاف کہہ دے گی کہ وہ کبھی کسی کی سوچ کے اثر میں نہیں آتی ہے اور وہ کون ہے؟بار بار کیوں اس کے اندر چلا آتا ہے؟کیوں اسے پریشان کرتا ہے؟

بے باک نے اس کے ذہن کو لاک نہیں کیا۔اگر ایسا کرتا تو ماسٹر سمجھ جاتا کہ دشمنوں نے اس کی بیٹی کے دماغ پر قبضہ جمالیا ہے۔وہ دشمن فرہاد ہی ہوسکتا ہے۔وہ اس کی بیوی اور بیٹی تک آپہنچا ہے۔

بے باک نے اینا کے دماغ کو ایک ذرا سا عجوبہ بنا کر اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا اور مطمئن ہوگیا کہ اب اس کی اینا اپنے باپ کے سحر میں آکر کبھی اس سے نفرت نہیں کرے گی۔

ماسٹر اس میسج کو پڑھ کر کچھ زیادہ ہی خوفزدہ ہوگیا تھا۔پریشان ہوکر سوچ رہا تھا۔”کیا فرہاد میرے بیٹے تک پہنچ گیا ہے؟“

اس سوال کا جواب تھا”ہاں۔“اس میسج میں واضح طور لکھا تھا کہ اس کے بیٹے کی پٹائی ہوئی تھی اور اس کے پانچ لاکھ ڈالرز چرائے گئے تھے۔اس سے صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ کارروائی فرہاد نے ہی کی تھی۔اپنے آلہ کاروں کو وہاں بھیج کر وہ یہ ثابت کرچکا ہے کہ اس کے بیٹے تک پہنچ گیا ہے۔آیندہ ماسٹر سے انتقام لینے کے لیے اس تک نہ پہنچ سکا تو اس کے بیٹے کو جانی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

اسے بیٹے کی محبت نے تڑپا دیا۔اب اسے اپنی جان سے زیادہ اس کی جان کی فکر ہوگئی تھی۔فوراً ہی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اسے کس طرح تحفظ دے؟اس نے خیال خوانی کے ذریعے بیٹے کی خیریت معلوم کی'اس کے خیالات پڑھے تو پتا چلا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے انہی ڈاکوؤں کا فون آیا تھا۔انہوں نے کہا ہے کہ ان پانچ لاکھ ڈالرز میں ہمارا گزارہ نہیں ہورہا ہے۔مزید پانچ لاکھ ڈالرز بینک سے نکال کر رکھو۔ہم آج رات تک لینے آئیں گے۔

ماسٹر یہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ وہ ڈاکو نہیں ہیں۔فرہاد کے آلہ کار ہیں۔اس نے بیٹے کے دماغ پر قبضہ جمایا تو وہ فوراً ہی ایک سفری بیگ میں اپنا ضروری سامان پیک کرکے بنگلے سے باہر آگیا پھر وہاں سے سیدھا ایرپورٹ پہنچ گیا۔

ماسٹر اس کے ذہن میں یہ بات نقش کررہا تھا کہ ایرپورٹ کے بکنگ کاؤنٹر پر جس فلائٹ کی بھی سیٹ ملے اسے او کے کرادے اور یہاں سے دور چلا جائے۔یہ بات بھی نقش کررہا تھا کہ اسے لندن نہیں جانا چاہیے۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ بیٹا لندن جائے تو فرہاد اس کے ذریعے اس کی بیوی اور بیٹی تک بھی پہنچ جائے۔اب وہ اندھیرے میں بھٹکنے لگا تھا۔فرہاد کو جہاں پہنچنے سے روک رہا تھا۔وہاں بہت پہلے ہی بے باک پہنچ چکا تھا۔

کبریا تھوڑی دیر بعد جان رچ کے اندر پہنچا تو پتا چلا وہ ایرپورٹ پہنچ چکا ہے اور نیویارک جانے کے لیے ایک فلائٹ میں سیٹ بھی حاصل کرچکا ہے۔

اس نے پورس سے کہا۔”جان رچ یہاں سے فرار ہورہا ہے۔ابھی نیویارک جائے گا۔وہاں سے پھر کسی دوسرے ملک میں جانے کے لیے سوچے گا۔“

پورس نے پوچھا۔”وہ اچانک یہاں سے کیوں جارہا ہے؟کیا اس کا باپ ایسا چاہتا ہے؟“

”ہاں،اس کے خیالات میں اچانک تبدیلی آئی ہے۔اس سے اندازہ ہورہا ہے کہ اس کے باپ نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے یہاں سے فرار ہونے پر مجبور کیا ہے۔اس کے ذہن میں بات بھی نقش کی ہے کہ وہ دنیا کے ہر ملک اور ہر شہر میں جائے گا لیکن لندن کا رخ نہیں کرے گا۔“

”کیا اسے شبہ ہوگیا ہے کہ خیال خوانی کرنے والے اس کے پیچھے پڑگئے ہیں؟“

”کچھ ایسا ہی لگتا ہے۔وہ نہیں چاہتا کہ بیٹا لندن جائے اور خیال خوانی کرنے والے اس کے پیچھے پیچھے اس کی بیوی اور بیٹی تک بھی پہنچ جائیں۔“

”پھر تو ہم وہی چاہیں گے جو وہ نہیں چاہتا۔اس لیے اسے خیال خوانی کے ذریعے بھٹکا کر لندن اس طرح پہنچاؤ کہ اس کے باپ کو تمہاری طرف سے خیال خوانی کا شبہ نہ ہو۔“

کبریا نے کہا۔”میں یہی کروں گا۔کیا اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے؟“

”ہاں، میں یہاں سے بابا صاحب کے ادارے میں جاؤں گا۔تم کہاں جانا چاہو گے؟“

وہ بولا۔”ہم سوچتے ہیں کہ گھر جائیں گے لیکن گھر پہنچنے سے پہلے ہی تقدیر اور حالات دوسری طرف بھٹکا دیتے ہیں۔میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا لیکن تقدیر نے کسی اور سمت جانے کا اشارہ کیا تو پھر میں اُدھر ہی چلا جاؤں گا۔“

وہ دونوں نئے سفر کے لیے اپنا سامان پیک کرنے لگے۔برین ماسٹر کا سکون غارت ہوگیا تھا۔وہ کسی بھی اہم معاملے کی طرف دھیان۔بنا چاہتا تھا تو گھوم پھر کر بیٹے کے بارے میں سوچنے لگتا تھا۔بیٹا اس کی جان تھا اور بیٹی دل کی دھڑکن تھی۔اپنی بیوی مونیکا سے بھی اس قدر پیار کرتا تھا کہ

اس نے اس کے بعد کسی دوسری عورت میں کبھی دلچسپی نہیں لی تھی۔ وہ چاہتا تو ٹیلی پیتھی کے ذریعے دنیا کی حسین ترین عورتوں کو ٹریپ کر کے عیاشی میں وقت گزار سکتا تھا لیکن وہ مونیکا کے سوا کسی کو اہمیت نہیں دیتا تھا۔

اب اس کے ذہن میں ایک سوال چیخ رہا تھا کہ کیسے وہ اپنے بیٹے کو فرہاد سے دور لے جائے؟ اتنی دور کہ وہ آتما شکتی کے ذریعے بھی اس کے بیٹے تک نہ پہنچ سکے۔ فی الوقت یہی ایک طریقہ سمجھ میں آ رہا تھا کہ جلد از جلد اس کے دماغ کو لاک کر دیا جائے۔

اس نے اپنی اہم مصروفیات کو کھٹائی میں ڈال دیا۔ بیٹے کے اندر پہنچ کر معلوم کرنے لگا کہ فرہاد اس وقت وہاں موجود ہے یا نہیں؟ کیا وہ اپنے آلہ کاروں کے ذریعے اس کی نگرانی کر رہا ہے؟

یہ معلوم کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔ بیٹے کے دماغ میں خاموشی چھائی رہتی تھی۔ صرف اس کی اپنی سوچ اس کے اندر گردش کرتی رہتی تھی۔ اس کی کسی بھی حرکت سے یہ پتا نہیں چل رہا تھا کہ فرہاد اسے اپنے طور پر استعمال کر رہا ہے۔

پھر ایرپورٹ پر اچھا خاصا ہجوم تھا۔ وہاں یہ معلوم نہیں کیا جا سکتا تھا کہ کون لوگ اس کے بیٹے کی نگرانی کر رہے ہیں؟ ایسے وقت اندازے سے کام لینا پڑتا ہے۔ خطرہ مول لینا پڑتا ہے کہ جو کرنا ہے' کر گزرو۔ بعد میں دیکھا جائے گا۔

کرنا یہی تھا کہ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر بیٹے کے دماغ کو لاک کر دینا تھا۔ جان رچ ایرپورٹ میں سکون سے نہیں بیٹھ رہا تھا۔ ادھر سے ادھر جا رہا تھا۔ چاروں طرف گھوم گھوم کر نظریں دوڑا رہا تھا۔ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کون لوگ اس کی نگرانی کر رہے ہیں؟

وہ ایسا کر رہا تھا اور جھنجلا کر سوچ رہا تھا۔ ''میں خوامخواہ کیوں اِدھر سے اُدھر جا رہا ہوں؟ قریب سے گزرنے والوں کو اور دور تک نظر آنے والوں کو کیوں اتنی توجہ سے دیکھ رہا ہوں؟''

یہ بات وہ سمجھ نہیں سکتا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ باپ کی مرضی کے مطابق ایرپورٹ سے باہر آ گیا۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں سے بہت دور ایک ہوٹل کی طرف جانے لگا۔ ماسٹر جلد از جلد اس کے دماغ کو لاک کر دینا چاہتا تھا۔ ہوٹل پہنچتے ہی اس نے ایک کمرا کرائے پر لیا پھر اس کمرے میں پہنچتے ہی بیڈ پر لیٹ گیا۔ ماسٹر نے فوراً ہی اسے تھپک تھپک کر گہری نیند سلا دیا پھر تنویمی عمل کرنے لگا۔ اس وقت کبریا اور پورس پیرس کے لیے سیٹیں او کے کرانے کے بعد ایک ہوٹل میں آ گئے تھے۔ وہاں کھانے کے دوران مختلف موضوعات پر گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے جان رچ کو یہ سوچ کر نظر انداز کر دیا تھا کہ جب وہ نیویارک پہنچے گا تو کبریا خیال خوانی کے ذریعے اس کی خبر لے گا۔

بے باک بھی اپنے کاموں میں مصروف تھا۔ یوں کہنا چاہیے کہ تقدیر اس وقت ماسٹر پر مہربان تھی۔ وہاں کوئی مداخلت کرنے والا نہیں تھا۔ وہ اپنے بیٹے کا برین واش کر رہا تھا۔ اس کے دماغ سے ماضی کی تمام باتیں مٹا رہا تھا۔ وہ کون ہے؟ اس کا باپ کون ہے؟ وہ کہاں پیدا ہوا تھا؟ کہاں رہتا آیا ہے؟ یہ سب کچھ اس کے ذہن سے مٹا رہا تھا۔ ایک نئے نام کے ساتھ ایک نئی شخصیت اس کے ذہن میں نقش کر رہا تھا۔ اس کی آواز اور لب و لہجہ بدل رہا تھا۔

وہ اتنی مہارت اور استحکام سے اس پر عمل کر رہا تھا کہ آیندہ پیدا کرنے والی ماں بھی اسے اپنے بیٹے جان رچ کی حیثیت سے پہچان سکتی تھی اور نہ ہی وہ اپنی فیملی کو پہچان سکتا تھا۔ ماسٹر نے عمل کرنے کے بعد اسے دو گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کا حکم دیا۔ پھر اس کے اندر مسلسل موجود رہا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کے جانے کے بعد فرہاد یا اس کا کوئی آلہ کار وہاں پہنچ کر گڑبڑ تو نہیں کرے گا؟

بیٹے کے اندر مکمل خاموشی تھی۔ کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا نہ تو اس کے اندر بول رہا تھا اور نہ ہی اس کے عمل کا توڑ کر رہا تھا۔ اس اطمینان کے بعد اس نے معلوم کیا کہ اس شہر میں پلاسٹک سرجری کا ماہر کون ہے؟ اور کہاں رہتا ہے؟ تھوڑی دیر بعد ہی اسے ایک ماہر سرجن کا پتا ٹھکانا مل گیا۔ اس نے اسے ٹریپ کر کے تنویمی عمل کیا پھر تین گھنٹے بعد بیٹے کو اس سرجن کے پاس پہنچا دیا۔ یہ تاکید کی اس کے بیٹے کو بہت ہی خوبرو جوان بنا دیا جائے۔

اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت نکال کر انہیں ہر طرف سے محفوظ کرے گا۔ جب یہ یقین ہو جائے گا کہ فرہاد کبھی اس کی فیملی تک نہیں پہنچ سکے گا' تب وہ دوسرے معاملات میں دلچسپی لے گا۔

☆☆☆

کرونا نے بڑی مہارت اور استحکام سے ٹونی جے پر تنویمی عمل کیا تھا۔ وہ تنویمی نیند سے بیدار ہوا تو یہ بھول گیا کہ اب سے چار گھنٹے پہلے اعصابی کمزوری میں مبتلا ہو گیا تھا۔ کرونا نے اس کے خلاف سازش کی تھی اور اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ یہ سب کچھ وہ بھول چکا تھا۔ آیندہ بھی یہ باتیں اسے یاد آنے والی نہیں تھیں۔

ایک تو اس نے بڑی پختگی سے عمل کیا تھا۔ دوسرا یہ کہ وہ پھر دوسرے تیسرے روز اس پر وہی عمل دہرانے والی تھی۔ تاکہ اس کے عمل کا استحکام ہمیشہ قائم رہے اور وہ اس کے اثر سے کبھی باہر نہ جا سکے۔

جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو واقعی سب کچھ بھول چکا تھا۔ کرونا نے اسے اعصابی توانائی کے لیے دوا کھلائی' جوس پلایا پھر بڑے پیار سے پوچھا۔ ''اب کیسے ہو؟''

وہ حیرانی سے بولا۔ ''مجھے کیا ہوا تھا؟ میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔''

''ٹھیک ہو تو بے وقت کیوں سو رہے تھے؟''

''ہاں، یہ سوچنے کی بات ہے۔ شاید میں تھک گیا تھا یا بے وقت اس لیے نیند آ گئی کہ کبھی کبھی عادت کے خلاف بھی آدمی سوتا اور جاگتا ہے۔''

وہ خوش ہو کر بولی۔ ''تم درست کہہ رہے ہو۔ بائی دا وے۔ میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟''

وہ اسے بڑے پیار سے دیکھنے لگا۔ اس نے ٹونی کے ذہن میں یہ بات نقش کی تھی کہ وہ آیندہ دیوانگی کی حد تک اس سے محبت کرے گا۔ اسے اپنی پہلی اور آخری شریکِ حیات بنائے گا۔

اس نے بڑے پیار سے اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔ ''تم میری مہمان بن کر آئی ہو لیکن میں نہیں چاہتا کہ یہاں سے واپس جاؤ۔ اب میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکوں گا۔''

وہ بولی۔ ''میں بھی اپنے دل کی بات کہہ رہی ہوں۔ تمہارے بغیر نہیں رہ سکوں گی لیکن یہاں کب تک مجھے مہمان بنا کر رکھو گے؟''

''میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔''

''تم تو میرے دل کی بات کہہ رہے ہو۔ ہم ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ ہم میاں بیوی بن کر ایک طاقت بن جائیں گے اور دوسرے ٹیلی جاننے والوں پر بھاری پڑیں گے۔ میں نے اس سلسلے میں بہت زبردست پلاننگ کی ہے۔''

کرونا نے اس کے دماغ میں یہ بات بھی نقش کی تھی کہ آیندہ وہ خیال خوانی سے پرہیز نہیں کرے گا اور گمنامی کی زندگی نہیں گزارے گا۔ اس نے کہا۔ ''اگر تم نے کوئی پلاننگ کی ہے تو پھر زبردست ہو گی۔ مجھے بتاؤ کیا چاہتی ہو؟''

وہ تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے جو کوما میں تھے۔ اب بالکل نارمل ہو گئے ہیں۔ تم اور فرمان ان کے اندر جا کر دیکھ چکے ہو۔''

وہ اثبات ..... میں سر ہلا کر بولا۔ ''برین ماسٹر نے ان تینوں پر دوبارہ عمل کیا ہے۔ ان کے دماغوں میں مخصوص آواز اور لب و لہجہ نقش کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ جب بھی وہ اس آواز اور لب و لہجے کے ذریعے انہیں مخاطب کرے گا تو وہ اپنے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا تنویمی عمل بھول جائیں گے پھر اس کے حکم کے مطابق وہ جگہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جائیں گے اور وہاں روپوش رہیں گے۔''

''اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کہاں ہیں؟ اور کیا کر رہے ہیں؟''

ٹونی جے نے کہا۔ ''کیا میں فرمان کو بلاؤں؟ وہ بھی اس مہم میں شریک تھا۔''

''نہیں، فرمان کو ہمارے کسی بھی معاملے میں شریک نہ کرو۔ وہ ہمارے ساتھ زیادہ دور تک نہیں چل سکے گا۔''

''نہیں کرونا! وہ میرا بہت اچھا اور بہت ہی مخلص دوست ہے۔ ہمیشہ میرا ساتھ دے سکتا ہے۔''

''تم نہیں جانتے.....وہ مسلمان ہے۔ ہمیشہ مسلمانوں کا ساتھ دے گا۔ پاپا کی پوری فیملی کو اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یہ بتا دے گا کہ ہم کس طرح امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے زیرِ اثر لا رہے ہیں؟''

''کیا تم سونیا مما' ان کے بچوں اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے یہ بات چھپانا چاہتی ہو؟''

''بے شک، میں اور تم اپنی ایک ذاتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنائیں گے۔ بے شک ہم پاپا کی طرح سونیا مما کے تابعدار رہیں گے اور ان کے بچوں کو دوست بنا کر رکھیں گے لیکن اپنے کسی راز میں شریک نہیں کریں گے۔''

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ کرونا نے کہا۔ ''بنیادی طور پر دیکھا جائے تو ہم یہودی ہیں اور وہ مسلم ہیں۔ ہم جب بھی انہیں کہیں گے کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کریں تو وہ کبھی ایسا نہیں کریں گے بلکہ چاہیں گے کہ ہم اپنا مذہب بدل کر ان میں شامل ہو جائیں اور وہ ایسا کر چکے ہیں۔ نومی کرشل نے اپنا مذہب بدل لیا ہے۔ الپا نے بھی یہی کیا ہے۔''

وہ اس کے قریب ہو کر شانے پر سر رکھتے ہوئے بولی۔ ''جب وہ بنیادی طور پر ہماری خاطر تبدیل نہیں ہو سکتے تو ہم ان پر کیسے بھروسا کریں؟ وہ یہودیوں کے خلاف محاذ آرائی کرتے ہیں۔ آیندہ ہم اسرائیل میں رہ کر اپنے اس ملک کو اور یہودی قوم کو تحفظ فراہم کریں گے۔ تم میرے نیک جذبات کو سمجھو۔''

ٹونی جے کو سمجھنا کیا تھا؟ وہ تو عمل کے ذریعے بہت پہلے ہی اسے سمجھا چکی تھی کہ وہ اس کی ہاں میں ہاں ملائے گا۔ کبھی

مخالفت نہیں کرے گا۔اس کی محبت میں ہمیشہ اس کا دیوانہ بن کر رہے گا۔
وہ بہت دیر تک کردنا کے ساتھ مستقبل کے منصوبے بناتا رہا پھر رات کے کھانے کے بعد وہ دونوں خیال خوانی کے ذریعے ان تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر پہنچنے لگے۔
وہ تینوں واشنگٹن میں تھے۔وہاں شام ہو رہی تھی۔ان کے خیالات سے پتا چلا کہ انہیں گھومنے پھرنے کی آزادی ہے۔لیکن ان میں سے ہر ایک کے ساتھ دو دو مسلح جاسوس رہتے ہیں۔وہ ان نگرانی کرتے رہتے ہیں۔جب بھی انہیں کوئی خطرہ پیش آتا ہے تو وہ فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے ان جاسوسوں کو الرٹ کر دیتے ہیں۔
کردنا اور ٹونی جے نے ان تینوں کے اندر باری باری جا کر پھر سے عمل کیا۔نئی آواز اور لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کر دیا تاکہ ماسٹر اور امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے اندر نہ پہنچ سکیں۔
عمل کے بعد انہیں آدھے گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کا حکم دیا گیا تھا۔مقررہ وقت پر وہ تینوں بیدار ہو گئے۔ان کی مرضی کے مطابق باہر جانے کی تیاری کرنے لگے۔انہوں نے دستور کے مطابق اپنے اپنے دو جاسوسوں کو اطلاع دی کہ وہ باہر جانے والے ہیں۔لہٰذا وہ ان کے ساتھ ہی رہیں۔
وہ تینوں اپنے پاس ہتھیار رکھتے تھے۔تاکہ کسی بھی خطرہ کے وقت انہیں استعمال کر سکیں۔انہوں نے اپنے لباس میں ریڈی میڈ میک اپ کا کچھ سامان چھپا لیا تھا۔وہ پوری تیاری کے ساتھ اپنی اپنی گاڑیوں میں آکر بیٹھ گئے۔
کردنا اور ٹونی جے نے ان کے دماغوں میں یہ باتیں نقش کر دیں تھیں کہ انہیں اپنی رہائش گاہوں سے باہر نکلنے کے بعد کیا کرنا ہے؟ کہاں جانا ہے؟ اس کے باوجود وہ دونوں خیال خوانی کے ذریعے ان تینوں کے اندر جا رہے تھے لیکن بیک وقت صرف دو کے اندر رہ سکتے تھے۔ایسے وقت تیسرے کے اندر پہنچ کر اس کی خیریت معلوم کرتے رہتے تھے۔
وہ تینوں لمبی آؤٹنگ کے لیے نکلے تھے۔ان کے ساتھ رہنے والے وہ دو دو جاسوس ان کی گاڑیاں ڈرائیو کر رہے تھے۔ان میں سے ایک بالٹی مور جانے والے راستے پر تھا، دوسرا ایک ہائی وے پر جنوب کی طرف جا رہا تھا اور تیسرا شمال کی طرف بڑھ رہا تھا۔
سب سے پہلے تیسرے کو موقع ملا۔اس کی کار ہائی وے پر ایک ویران علاقے سے گزر رہی تھی۔اس نے فوراً ہی ریوالور نکال کر آگے بیٹھے ہوئے ایک مسلح جاسوس کو گولی سے اُڑا دیا۔دوسرے نے چونک کر کار روک دی۔پلٹ کر پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے؟
مگر دوسری گولی نے مہلت نہ دی۔پلک جھپکتے ہی اس کا کام بھی تمام ہو گیا۔اس کارروائی سے فارغ ہوتے ہی اس نے ڈرائیونگ سیٹ والے کو کھینچ کر پچھلی سیٹ پر ڈالا پھر اسٹیرنگ سنبھال کر وہاں سے واپس جانے لگا۔ذرا دور جانے کے بعد اس نے گاڑی کو جنگلی جھاڑیوں کے پیچھے روک دیا پھر دوڑتا ہوا سڑک پر آگیا۔وہاں سے گزرنے والی گاڑیوں سے لفٹ لینے کی کوشش کرنے لگا۔
اتفاق سے مردوں کو شکار کرنے والی ایک عورت کار ڈرائیو کرتی ہوئی اِدھر آ رہی تھی۔اس نے لفٹ مانگی تو اس نے فوراً ہی کار روک دی۔اگلی سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے بولی۔"یہاں کوئی کسی کو لفٹ نہیں دیتا مگر میں تمہیں دوں گی۔"
وہ اس کے برابر بیٹھتے ہوئے بولا۔"شکریہ، آگے کہیں ٹیکسی مل جائے گی تو میں اتر جاؤں گا۔"
وہ کار آگے بڑھاتے ہوئے مسکرا کر بولی۔"تم جہاں جانا چاہو گے، میں تمہیں پہنچا دوں گی۔"
اس نے دل میں کہا۔"وہ تو تمہیں پہنچانا ہی ہوگا۔"
پھر وہ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔پتا چلا کہ اچھی خاصی دولت مند خاتون ہے۔مگر مردوں کی بھوکی ہے۔جنسی جنون میں مبتلا رہتی ہے۔اس نے پوچھا۔"اگر میں تمہارے گھر چلوں تو....؟"
وہ مسکرا کر بولی۔"تو میں تمہیں خوش آمدید کہوں گی۔"
"لیکن میں قانون کے محافظوں سے چھپ رہا ہوں۔کیا تم میرا ساتھ دو گی؟"
وہ بڑے جذباتی انداز میں بولی۔"تم گھر میں چھپانے کی بات کر رہے ہو۔میں تو تمہیں دل میں چھپا کر رکھوں گی۔"
وہ اپنے لباس میں سے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان نکالتے ہوئے بولا۔"میں اپنے چہرے پر تبدیلی کر رہا ہوں اور تم پر بھروسا کر رہا ہوں۔"
حالانکہ بھروسا کرنا ضروری نہیں تھا۔وہ آئندہ اسے اپنی تابعدار بنا کر اس کے ساتھ دو چار دن گزارتا تو اسے تلاش کرنے والے اس کے روبرو پہنچ کر بھی اس پر شبہ نہ کرتے کیونکہ وہ بعد میں مستقل میک اپ کے ذریعے چہرہ تبدیل کرنے والا تھا۔
وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے جب بھی کہیں نکلتے تھے تو پچھلی سیٹ پر بیٹھا کرتے تھے۔اگلی سیٹ پر بیٹھنے والے محافظ یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ جن کی حفاظت کر رہے ہیں۔وہی ان پر قاتلانہ حملہ بھی کر سکتے ہیں۔
دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے واکس مین نے بھی یہی کیا۔آگے بیٹھنے والوں کو گولیوں سے اُڑا دیا پھر وہاں سے فرار ہو کر ایک ایسے چھوٹے کاٹج میں آگیا۔جہاں بوڑھے میاں بیوی اپنی عمر کے آخری ایام گزار رہے تھے۔اس نے تنویمی عمل کے ذریعے ان دونوں کے دماغوں میں بات نقش کر دی کہ وہ ان کا بیٹا ہے۔بہت عرصے کے بعد لندن سے یہاں آیا ہے۔وہ بھی وہاں رہ کر اطمینان سے اپنا چہرہ تبدیل کرنے والا تھا۔
تیسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے واسکوڈی نے بھی یہی کیا۔سامنے بیٹھے ہوئے دونوں محافظوں کو گولی ماری لیکن ان کی لاشوں کو چھپانے کے لیے اس کار کو ہائی وے سے دور نہ لے جا سکا۔اس سے پہلے ہی پولیس کی ایک موبائل وین وہاں پہنچ گئی۔ایسے وقت واسکوڈی فرار ہونا چاہتا تو وہ اسے گولی مار دیتے۔کردنا اس کے اندر تھی۔اس نے کہا۔"تمہیں حرام موت نہیں مرنا ہے۔حالات سے سمجھوتا کرو اور گرفتاری پیش کر دو۔ہم بعد میں تمہیں نکال لیں گے۔"
ٹونی جے نے اسے حکم دیا۔"تم خیال خوانی کے ذریعے اپنے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے رابطہ کرو۔انہیں بتاؤ کہ کس طرح پولیس کے شکنجے میں آگئے ہو۔وہ تمہیں کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچنے دیں گے۔تم یہ بیان دو گے کہ کسی نے تمہیں اپنا تابعدار بنایا ہے اور تم اس عامل کو نہیں جانتے ہو۔"
کردنا نے کہا۔"ہم نے تمہارے دماغ میں یہ بات نقش کی ہے کہ ہماری مخصوص آواز اور لب و لہجے کو صرف تم جانتے ہو۔ہم بعد میں اسی لب و لہجے کے ذریعے رابطہ کریں گے۔"
کردنا اور ٹونی جے نے تیسرے کو فی الحال اس کے حالات کے مطابق چھوڑ دیا۔باقی کے دو پر توجہ دینے لگے۔انہیں بتایا کہ ان کا تیسرا ساتھی گرفتار ہو گیا ہے۔باقی دو کو تلاش کرنے کے لیے صرف پولیس والے نہیں، آرمی کے جوان بھی دور دور تک پھیلیں گے۔انٹیلی جنس والے ہر علاقے کے مکان میں جھانک جھانک کر دیکھیں گے۔لہٰذا وہ فوراً بازار جا کر میک اپ کا سامان خریدیں اور ایسی مہارت سے چہرہ بدلیں کہ کوئی ان پر شبہ نہ کر سکے۔
ان دونوں نے جب تک مکمل مہارت سے اپنے چہروں کو تبدیل نہیں کیا تب تک کردنا اور ٹونی جے ان کے ساتھ لگے رہے پھر مطمئن ہو کر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئے۔کردنا نے کہا۔"ہم نے بڑی کوشش کی مگر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہاتھ سے نکل گیا۔"
ٹونی جے نے کہا۔"کوئی بات نہیں، پہلی بار یہی بہت بڑی کامیابی ہے کہ ہم نے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا تابعدار بنا لیا ہے۔ہماری تعداد بڑھ گئی ہے۔دو سے چار ہو گئے ہیں۔یہ کوئی معمولی کامیابی نہیں ہے۔"
انہوں نے طے کیا کہ ہر دوسرے تیسرے دن ان دونوں پر عمل کرتے رہیں گے اور سختی سے ان کی نگرانی کرتے رہیں گے۔اس طرح نہ تو وہ ان کے اثر سے نکل سکیں گے اور نہ وہاں کے قانون کی گرفت میں آسکیں گے۔
ٹونی جے یہی سمجھ رہا تھا کہ ان دونوں پر ہر دوسرے تیسرے دن عمل کرنا ہے۔یہ نہیں جانتا تھا کہ کردنا اس پر بھی یہی عمل کرتی رہے گی۔

☆☆☆

ایمان علی کو جب سے وہ آگاہی ملی تھی تب سے وہ بری طرح الجھا ہوا تھا۔پہلے تو یہی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ وہ عجوبہ کون ہے؟ کیا وہ جیسا نظر آیا تھا' ویسا ہی نگاہوں کے سامنے آئے گا؟
آگاہی کہہ رہی تھی کہ وہ ضرور آئے گا اور جب آئے گا تو سب کو زنجیریں پہنا چکا ہوگا۔ایسے وقت فرہاد موت کی دہلیز پر ہوگا۔یہ دوسری بات بھی الجھانے والی تھی کہ جو فرہاد مر چکا ہے۔وہ آگاہی کے دوران زندہ کیسے دکھائی دے رہا تھا؟ اگر آگاہی درست تھی تو اس کا مطلب یہی تھا کہ فرہاد زندہ ہے۔
اگرچہ ایمان علی کے لیے یہ خوشی کی بات تھی لیکن پھر ایک بار موت کی آگاہی مل رہی تھی۔صلیب پر چڑھائے جانے کا مطلب یہی تھا کہ مرنا لازمی ہے۔
ایک اور اُلجھن یہ تھی کہ وہ عالی کو اس سلسلے میں کیا بتائے گا؟ وہ دوسری صبح دیر تک سوتا رہا اور عالی اس کا انتظار کرتی رہی۔سوچتی رہی۔"پتا نہیں ایمان علی تمام رات کیا کرتا رہا ہے؟ کس قسم کی پڑھائی کرتا رہا ہے؟ کیا اس نے ہمارے مستقبل کے بارے میں اہم معلومات حاصل کی ہیں؟"
وہ دن کے ایک بجے سو کر اٹھا۔غسل وغیرہ سے فارغ ہوا تو ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔عالی بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔تنہائی میں ملنا چاہتی تھی۔نماز کے بعد سب کھانے کے لیے بیٹھ گئے۔اس کی بے چینی بڑھتی ہی جا رہی

تھی۔

وہ بار بار اس کے چہرے کو تک رہی تھی۔ وہ کچھ الجھا ہوا سا دکھائی دے رہا تھا۔ اس سے نظریں بھی چرا رہا تھا۔ کئی بار اس کے جی میں آیا کہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچ کر معلوم تو کرے کہ وہ آخر اتنا چپ چپ سا کیوں ہے؟

لیکن وہ بہت پہلے وعدہ کر چکی تھی کہ اس کی مرضی کے خلاف کبھی اس کے اندر نہیں آئے گی۔ ایسے میں وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک سکتا تھا پھر یہ کہ کھاتے وقت سب کے درمیان بیٹھ کر خیال خوانی کرنا مناسب نہیں تھا۔ ایسے میں کھل کر بات نہیں ہوسکتی تھی۔

وہ پیٹ بھر کر نہ کھا سکی۔ کھانا چھوڑ کر اٹھ گئی۔ ایمان علی کی والدہ نے پوچھا۔ ''کیا بات ہے بیٹی! کیا کھانا اچھا نہیں لگا؟''

''نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ کھانا تو بہت مزیدار ہے۔ بس میرا پیٹ بھر گیا ہے۔''

ایمان اس کی بے چینی کو سمجھ رہا تھا۔ اس کے جانے کے بعد وہ بھی کھانا چھوڑ کر اٹھتے ہوئے بولا۔ ''امی! آپ سب کھائیں۔ میں ذرا دیکھتا ہوں۔ عالی کچھ پریشان لگ رہی ہے۔''

وہ وہاں سے چلتا ہوا اس کے بیڈ روم میں آگیا۔ عالی کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ ضرور اس کے پیچھے آئے گا اور آ ہی گیا۔ اس نے پوچھا۔ ''کیا بات ہے؟ تم کھانا چھوڑ کر چلی آئیں؟''

عالی نے اسے دیکھا پھر نظریں جھکا کر کہا۔ ''مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو؟ تم سمجھ سکتے ہو' میں کل سے پوچھ رہی ہوں کہ میرے فیوچر کے بارے میں کچھ بتاؤ۔ میں یہاں سے کبھی جا سکوں گی یا نہیں؟ سفر کرنا چاہوں گی تو کب تک رکاوٹیں پیش آتی رہیں گی؟ لیکن تم میری باتوں کا کیا جواب دو گے؟ تمہارے منہ پر تو بارہ بج رہے ہیں۔ ضرور کوئی پریشانی کی بات ہے اور وہ مجھ سے چھپانا چاہتے ہو۔''

وہ اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ ''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بھلا میں تم سے کیا چھپاؤں گا؟''

''سچ کہو' کیا تم پریشان نہیں ہو؟''

''ہاں، پریشان تو ہوں۔ مگر کچھ چھپانا نہیں چاہتا۔ بس یہ سوچ رہا ہوں کہ کیسے بتاؤں؟''

''تعجب ہے اور کیسے بتاؤ گے؟ زبان سے بول کر بتاؤ۔ ابھی اُردو زبان بول رہے ہو۔ اگر بولنا چاہو تو انگریزی میں بولو۔ ویسے میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ جب زیادہ پریشانی کی بات نہیں ہے اور تم مجھے بتا سکتے ہو تو اتنی سوچ بچار کس لیے....؟''

''علم نجوم نے الجھا دیا ہے۔ بہر حال تم مجھ سے ایک وعدہ کرو کہ جو کچھ میں کہوں گا۔ وہ تم کسی پر ظاہر نہیں کرو گی؟''

''میں وعدہ کرتی ہوں' تم جو چاہو گے وہی ہوگا۔ راز کی بات راز میں ہی رہے گی۔''

''تم اپنے کسی رشتے دار حتیٰ کہ اپنے کسی بزرگ سے بھی نہیں بولو گی۔''

''توبہ ہے۔ آخر بات کیا ہے؟ کچھ بتاؤ تو سہی۔ میں کسی سے بھی نہیں کہوں گی۔ اپنے بزرگوں سے تو کیا اپنے سائے سے بھی نہیں کہوں گی۔ اب تو بولو۔''

''اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میری پچھلی پیش گوئی درست نہیں تھی۔ علم نجوم میں میرا حساب کچھ غلط ہوگیا تھا اور میں نے یہ کہہ دیا تھا کہ تمہارے پاپا وفات پا جائیں گے؟''

''مگر تم نے غلط کب کہا تھا؟ تمہاری بات تو درست نکلی ہے؟''

''یہی تو بات ہے کہ وہ پیش گوئی درست نہیں تھی۔ تمہارے پاپا زندہ ہیں۔''

''کیا.....؟''

وہ ایک دم سے چیخ مار کر اُچھل پڑی۔ اسے دونوں بازوؤں سے پکڑتے ہوئے بولی۔ ''کیا سچ کہہ رہے ہو؟''

وہ اس کے منہ پر اپنی ایک ہتھیلی رکھتے ہوئے بولا۔ ''خدا کے لیے اس کے بعد نہ چیخنا۔ خاموشی سے بیٹھ جاؤ۔ تم نے وعدہ کیا ہے' یہ بات کسی کو نہیں بتاؤ گی۔''

''کیوں نہ بتاؤں؟ اس میں چھپانے کی کیا بات ہے؟''

''بات یہ ہے کہ ابھی جو میں تمہارے پاپا کے زندہ رہنے کی پیش گوئی کر رہا ہوں۔ یہ بھی غلط ہوسکتی ہے۔''

وہ ذرا مایوس ہو کر جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔ وہ اس کی طرف جھکتے ہوئے بولا۔ ''دیکھو! تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ یہ درست ہے کہ وہ زندہ ہیں مگر.... مگر اس بار میں ان کی موت کی سچی پیش گوئی کر رہا ہوں۔''

وہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے اس کا منہ یوں تکنے لگی' جیسے اس کا دماغ چل گیا ہو۔ وہ سوچنے لگی۔ ''ایمان علی کو کیا ہوگیا ہے؟ پاپا مر چکے ہیں اور یہ انہیں زندہ کہہ رہا ہے پھر انہیں زندہ کرنے کے بعد دوبارہ موت کی پیش گوئی کر رہا ہے۔ آخر یہ کیا معاملہ ہے؟ کیا ہونے والا ہے؟''

ٹیلی پیتھی کے فسوں کار فرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

A-PDF Image To PDF Demo. Purchase from www.A-PDF.com to remove the watermark

سسپنس کا مقبولِ عام سلسلہ جو تین سو باسٹھ ماہ سے جاری ہے

فرہاد علی تیمور

دیوتا

ہنگاموں، رنگینیوں اور تحیّر کے اُس بے تاج بادشاہ کی سحر انگیز کہانی جس
نے اپنی بھرپور زندگی میں کبھی شکست کا ذائقہ نہیں چکھا۔ وہ جب اور جہاں
کے ذہن میں چاہتا، جھانک لیتا اور یہی اُس کا مہلک ترین ہتھیار تھا۔
دو دہائیوں پر محیط وہ طلسم ہوش رُبا جسے قارئین کی دوسری نسل بھی
بہت شوق سے پڑھ رہی ہے۔ اپنے اور ملک و قوم کے دشمنوں کو خیال جیسے
نرم و نازک ہتھیار سے خاک و خون میں نہلا دینے والے فرہاد علی تیمور
کی لازوال اور بے مثال داستانِ عبرت جس میں وہ اُلجھی کے سے رشتوں کے
ساتھ حریفوں سے برسرِ پیکار رہے۔

اُردو زبان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا طویل ترین سلسلہ

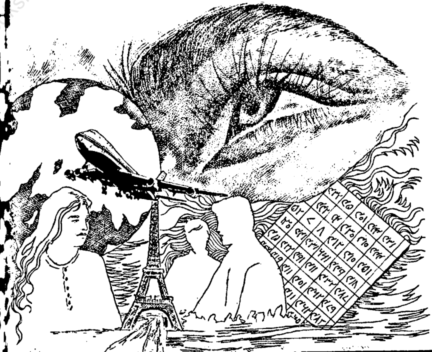

ایمان علی بڑی خاموشی سے عالی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بری طرح سے اُلجھی ہوئی تھی۔ یہ یقیناً اُلجھا نے والی بات تھی کہ جو باپ مر چکا تھا، اس کی زندگی کے دھندلے آثار مل رہے تھے۔ ایمان علی نے اسے آگاہی والی باتیں نہیں بتائی تھیں۔ صرف اتنا کہا تھا کہ اپنے علم کی روشنی میں کچھ ایسا دکھائی دے رہا ہے۔ جیسے اس کے پاپا موت کی تاریکی میں گم نہیں ہوئے ہیں بلکہ ان سب کی لاعلمی کے اندھیرے میں کہیں بھٹک رہے ہیں۔

اس نے عالی کا ہاتھ تھام کر کہا۔ ”میں نے تمہیں پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے۔“

اس نے کہا۔ ”نہیں، تم نے تو ایک بہت بڑی خوشخبری سنائی ہے۔ تمہاری پیش گوئی کبھی غلط نہیں ہوئی۔ پچھلی بار تم نے کہا تھا کہ پاپا کی موت واقع ہوگی اگر یہ پیش گوئی غلط ہے اور پاپا زندہ ہیں تو پھر وہ کہاں ہیں؟ وہ جہاں کہیں بھی ہیں۔ ہم سے رابطہ کیوں نہیں کر رہے ہیں؟“

اس نے ایمان کو سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھ کر کہا۔ ”کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ تم علم کے حوالے سے پھر کہیں کوئی غلطی کر رہے ہو؟ موت تو برحق ہے وہ پاپا کو بھی آئی ہوگی۔ پلیز، تم ایک بار پھر سے پاپا کا زائچہ دیکھو اور اپنی پوری صلاحیتوں کے ذریعے وہ معلوم کرو جو سچ ہے۔“

وہ اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔ عالی نے کہا۔ وہ زندہ ہیں یا نہیں؟ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ سچ کیا ہے؟“

”ٹھیک ہے، میں معلوم کرتا ہوں۔ تم ابھی جا کر آرام کرو۔“

”میں پچھلی رات سے بے چین ہوں۔ تم تمام رات ایک کمرے میں بند رہ کر عبادت کرتے رہے اور اپنے علم کے مطابق اسٹڈی کرتے رہے۔ میں توقع کر رہی تھی کہ تم کوئی اہم بات بتاؤ گے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ تم نے بہت ہی اہم بات بتائی ہے۔ لیکن ایسے بتائی ہے کہ اُلجھا کر رکھ دیا ہے اور اب کہہ رہے ہو کہ میں جا کر آرام کروں۔“

وہ عالی کو ٹال رہا تھا، یہ نہیں بتانا چاہتا تھا کہ اسے آگہی ملتی رہتی ہے اور اس آگہی کے مطابق یہ بات مصدقہ ہے کہ اس کے پاپا زندہ ہیں۔

عالی نے کہا۔ ”میں چہرہ پڑھ سکتی ہوں۔ اس وقت تم کسی اُلجھی ہوئی سوچ میں گم ہو۔ کیا مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو؟“

وہ جلدی سے بولا۔ ”نن... نہیں تو۔ میں بھلا تم سے کیا... چھپاؤں گا؟“

”تو یوں ہچکچا کر کیوں بول رہے ہو؟ میں نادان بچی تو نہیں ہوں۔ جب دل میں چور چھپا ہوتا ہے تو زبان اٹک اٹک کر بولنے لگتی ہے۔“

وہ اس سے نظریں چرانے لگا۔ سوچنے لگا۔ کیا کروں؟ کیا میں اسے آگہی کے بارے میں بتا دوں؟“

وہ اس سے نظریں چرا کر دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔ عالی اس کے سامنے آ کر بولی۔ ”مجھ سے نظریں کیوں چرا رہے ہو؟ میری قسم کھا کر بولو کہ مجھ سے کچھ نہیں چھپا رہے ہو؟“

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔ ”عالی! کبھی قدرتی طور پر کوئی ایسی بات ہوتی ہے کہ اسے سب سے ہی چھپانا پڑتا ہے۔ میرے ساتھ بھی ایک ایسی ہی بات ہے جو آج تک میں نے اپنی پیدا کرنے والی ماں کو بھی نہیں بتائی ہے۔ اسی کشمکش میں ہوں کہ تمہیں بتاؤں یا نہ بتاؤں؟“

”اگر وہ بات بتانے سے تمہیں کوئی نقصان پہنچتا ہے یا تمہارے علم میں کسی بھی طرح کی کمی آتی ہے تو مجھے بھی نہ بتاؤ۔“

”مگر میرا دل نہیں مانتا۔ سوچتا ہوں تمہیں بتا دوں۔ ہم آیندہ جیون ساتھی کی حیثیت سے زندگی گزاریں گے۔ ہماری کوئی بات ایک دوسرے سے چھپی نہیں رہنی چاہیے۔“

”یہ تو میرے لیے فخر کی بات ہے کہ تم مجھے دل و جان سے چاہتے ہو اور مجھ سے اپنی کوئی بات چھپانا نہیں چاہتے۔“

وہ ذرا دیر کے لیے چپ رہا پھر بولا۔ ”تو پھر سنو! میں صرف علم نجوم کے ذریعے پیش گوئی کرتا ہوں۔ مجھے ہر جمعرات کی رات قدرتی طور سے آگہی ملتی ہے۔“

عالی نے اسے بڑی دلچسپی سے دیکھا پھر اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ ”کیا صرف جمعرات کی رات کو ہی ملتی ہے؟“

”نہیں، پچھلے ایک برس میں دو یا تین بار بے وقت آگہی ملی ورنہ صرف جمعرات کی رات کو ہی ملتی ہے۔ میں بند کمرے میں بالکل تنہا رہتا ہوں اور کوئی مداخلت کرنے والا نہیں ہوتا تو میں جو معلومات علم نجوم کے ذریعے حاصل کرتا ہوں، ٹھیک اسی کے مطابق آگہی ضرور ملتی ہے۔“

وہ ذرا توقف سے بولا۔ ”پچھلی بار میں نے کہا تھا کہ تمہارے پاپا کی موت ہوگی۔ اس وقت مجھے آگہی نہیں ملی تھی۔ میں نے صرف اپنے علم نجوم کی بنیاد پر یہ کہا تھا لیکن کل رات مجھے واضح طور سے آگہی ملی اور یہ معلوم ہوا کہ تمہارے پاپا زندہ ہیں۔“

وہ ایک دم سے تڑپ کر بولی۔ ”پلیز، مجھے تفصیل سے ...ؤ، کل رات آگہی کیسے شروع ہوئی؟ اور کہاں تک معلومات ...تی رہیں؟“

اس نے عالی کو دیکھا۔ پھر فرش پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ ”میں نے ایک عجیب و غریب انسان کو دیکھا ہے، اسے ...گو یہ کہنا چاہیے، وہ بالکل انسان ہی جیسا تھا.... لیکن اس کا منہ خرگوش کی طرح ذرا آگے کو نکلا ہوا تھا۔ کان بڑے اور نتھنے پھیلے ہوئے تھے اور اس کی بڑی بڑی آنکھوں سے سنجیدگی اور انتہائی ذہانت جھلک رہی تھی۔“

عالی بڑی حیرانی اور دلچسپی سے سن رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ”میں نے اس کو ایک بہت ہی وسیع و عریض تہ خانے میں دیکھا، اس کے چاروں طرف بڑی بڑی مشینیں تھیں۔ وہ مشینیں مکینکل اور میڈیکل اور نہ جانے کن کن شعبوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ اس عجوبے نے ایک بڑے سے مانیٹر کی طرف دیکھ کر پلکیں جھپکائیں تو مانیٹر آن ہو گیا۔ جانتی ہو پھر میں نے وہاں کیا دیکھا؟“

اس نے بڑی بے چینی سے پوچھا۔ ”کیا دیکھا؟“

”اس بڑے سے مانیٹر میں پہلے تم نظر آئیں پھر تمہارے ساتھ سسٹر الپا، انوشے، کبریا، پارس اور یورس سب ہی نظر آئے۔ تم سب کی حالت بہت ہی بدتر تھی۔ لباس پھٹے ہوئے، بال بکھرے ہوئے، گرد سے اٹے ہوئے تم سب ایک صحرا میں چل رہے تھے۔ چلتے وقت تم لوگوں کے پاؤں ریت میں دھنس رہے تھے۔ تم سے چلا نہیں جا رہا تھا۔ ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہوئے ڈگمگاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ آگے کچھ فاصلے پر ایک بہت اونچی سی صلیب ریت میں گڑھی ہوئی تھی اور... اس صلیب پر تمہارے پاپا کو چڑھایا گیا تھا۔“

عالی کا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔ اس نے پریشان ہو کر ایمان کو دیکھا۔ وہ بول رہا تھا۔ ”جس طرح عیسیٰؑ کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ ان کے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے تھے۔ ان میں بڑی بڑی کیلیں ٹھونک دی گئی تھیں۔ سینے پر بھی ایک بڑی سی میخ گاڑ دی گئی تھی۔ ان کا بدن لہو سے بھیگ رہا تھا۔“

عالی بہت ہی سخت دل اور سخت جان تھی لیکن اپنے باپ کا یہ حال سن کر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ایمان نے کہا۔ ”یہ تو میں پہلے ہی پیش گوئی کر چکا تھا کہ تمہارے پاپا کی موت واقع ہوگی پھر میں نے جب انہیں صلیب پر دیکھا تو یقین ہو گیا کہ واقعی وہ اس جہانِ فانی سے کوچ کر چکے ہیں۔“

عالی نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ ”ابھی تو تم نے کہا تھا کہ میرے پاپا زندہ ہیں؟“

وہ اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر بڑے پیار سے بولا۔ ”میں نے جھوٹ نہیں کہا ہے۔ جب تمہارے پاپا اس صلیب پر بالکل قریب سے نظر آئے تو میں نے صاف طور سے انہیں آنکھیں کھولتے اور سانس لیتے ہوئے دیکھا۔ اس آگہی سے یقین ہو چکا ہے کہ وہ کہیں زندہ ضرور ہیں۔“

عالی نے اطمینان سے ایک گہری سانس لے کر پوچھا۔ ”وہ زندہ ہیں تو تم نے انہیں ایسی حالت میں کیوں دیکھا؟ آگہی کیا کہنا چاہتی ہے؟“

”یہی کہ وہ جہاں بھی ہیں۔ بہت مشکل حالات سے گزر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آیندہ وہ جب بھی ہمیں ملیں گے تو کسی صلیب پر نظر آئیں گے۔“

”تو پھر تم نے ایسا منظر کیوں دیکھا؟ اس کا مطلب کیا ہے؟“

”صلیب ایک علامت ہے، ایک اشارہ ہے۔ صلیب کا مطلب ہے موت تک لے جانے والے بدترین مصائب .... یا تو وہ ابھی بدترین حالات سے گزر رہے ہیں، یا آیندہ ان پر مشکلات آنے والی ہیں۔“

”اتنا تو یقین ہو گیا ہے کہ وہ جہاں بھی ہیں زندہ و سلامت ہیں۔ تم اپنے علم کے ذریعے معلوم کر سکتے ہو کہ وہ کہاں ہیں؟ اگر ان کا پتا نہ چلے تو کم از کم یہ تو معلوم کر سکتے ہو کہ وہ کن حالات سے گزر رہے ہیں؟“

”ٹھیک ہے، میں ابھی پاپا کے سلسلے میں پھر سے معلومات حاصل کروں گا۔“

”کروں گا نہیں، ابھی کرو۔ میرے اندر کھلبلی سی مچی ہوئی ہے۔“

”پلیز، اپنے آپ کو سنبھالو۔ یوں اضطراب میں مبتلا نہیں رہنا چاہیے۔ میں بڑی سہولت سے جاننے کی کوشش کرتا ہوں۔ کبھی عجلت سے کام نہیں لیتا۔ تمہیں آج رات تک ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ بتا سکوں گا۔ فی الحال ہمیں اس آگہی کے دوسرے پہلو پر غور کرنا چاہیے۔“

”وہ دوسرا پہلو کیا ہے؟“

”یہی کہ ہمارے پاپا زندہ ہیں یہ بہت بڑی خوشی کی بات ہے۔ کیا تم یہ بات اپنی ماما اور تمام عزیز و اقارب کو بتانا چاہو گی؟“

”بے شک، یہ چونکا دینے والی بات انہیں ضرور سنانا چاہیے۔“

”میرا خیال ہے یہ مناسب نہیں ہوگا۔“

اس نے تعجب سے پوچھا۔ ”کیوں.....؟“

”جس طرح علم نجوم کے ذریعے تمام پیش گوئی درست نہیں ہوتی، اسی طرح کیا ضروری ہے کہ آگہی کے ذریعے سے ملنے والی بات بھی بالکل ہی درست ہو؟ پھر ممتا مجھ سے یہ توقع کریں گی کہ میں اپنے علم کے ذریعے پاپا کا سراغ لگاؤں اور یہ بتاؤں کہ وہ کہاں ہیں؟ اور کن حالات سے گزر رہے ہیں؟“

”اسی لیے تو کہتی ہوں کہ جلد سے جلد معلومات حاصل کرو۔“

”میں نے کہا ناں‘ آج رات تک میں جو کچھ معلوم کر سکوں گا۔ اس کے مطابق ہم فیصلہ کریں گے کہ ممتا اور اپنے دوسرے رشتے داروں کو پاپا کے بارے میں کیا بتانا چاہیے؟ اور کیا چھپانا چاہیے؟“

”جب پاپا کی موت کی تصدیق ہوگئی تھی تب میں نے کئی بار خیال خوانی کی پرواز کر کے ان کے اندر پہنچنا چاہا لیکن یہی معلوم ہوتا رہا کہ ان کا دماغ مردہ ہو چکا ہے۔ اب اگر وہ کہیں زندہ ہیں تو مجھے ان کے اندر جگہ ملنی چاہیے۔ میں ابھی کوشش کرتی ہوں۔“

اس نے فرہاد کی آواز اور لب و لہجے کو اچھی طرح گرفت میں لیا پھر خیال خوانی کی پرواز کی... کچھ حاصل نہ ہوا‘ سوچ کی لہریں بھٹکنے لگیں۔ وہ مایوسی سے سر ہلاتے ہوئے بولی۔ ”نہ پہلے ان کا دماغ مل رہا تھا، نہ اب مل رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے‘ وہ اپنی اصل آواز اور لب و لہجے کو بھول گئے ہیں۔ کسی نے ان پر عمل کیا ہے اور ان کی آواز اور لب و لہجے کو بدل دیا ہے۔“

ایمان نے کہا۔ ”میں ابھی دو چار گھنٹے تک تنہائی میں اسٹڈی کروں گا پھر انشا اللہ کچھ اہم معلومات حاصل ہوتے ہی تمہاری بے چینی دور کر سکوں گا۔“

”تم نے ایک عجوبے کا بھی ذکر کیا ہے۔ کیا وہ ہمارا دشمن ہے؟“

”ہاں، یہ تو میں کہنا ہی بھول گیا‘ جہاں میں نے تمہارے پاپا کو صلیب پر دیکھا تھا۔ اس صلیب کے نیچے تمہاری ممتا بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے بال بکھرے ہوئے اور لباس پھٹا ہوا تھا، وہ ماتم کر رہی تھیں۔ جہاں وہ بیٹھی ہوئی تھیں‘ وہیں اُس صلیب کے بالکل اوپری حصے پر وہ عجوبہ بیٹھا ہوا مسکرا رہا تھا۔“

عالی نے کہا۔ ”اس کا یوں صلیب کی بلندی پر بیٹھنا اور فاتحانہ انداز میں مسکرانا ظاہر کرتا ہے کہ وہ ہمارا بدترین دشمن ہے۔ کیا اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کون ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ اور اسے ہم سے کیا دشمنی ہے؟“

”اس کا نام اور تاریخ پیدائش مجھے معلوم ہوتی تو میں اس کے بارے میں ضرور کچھ نہ کچھ معلوم کرتا۔ آیندہ اس کے متعلق کوئی آگہی ملے گی تو شاید کچھ مزید معلومات حاصل ہو سکیں گی۔“

وہ عالی کے شانے کو تھپکتے ہوئے بولا۔ ”میں جا رہا ہوں۔ رات کے کھانے سے پہلے ہی تم سے ملوں گا۔ انشا اللہ تمہاری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔“

وہ اس کے بیڈروم سے نکل کر اپنے بیڈروم کی طرف چلا گیا۔

☆☆☆

میں سونیا ہوں۔ فرہاد کی عدم موجودگی میں اس داستان کو جاری رکھنے کے فرائض ادا کر رہی ہوں۔

ہم داستان کے ایک عجیب موڑ پر آ گئے ہیں۔ اس موڑ پر عالی اور ایمان علی کو یہ معلوم ہو رہا تھا کہ فرہاد زندہ ہے اور کچھ نامعلوم وجوہات کی بنا پر ہم سے رابطہ نہیں کر رہا ہے۔ عالی اور ایمان مجھ سے یہ بات چھپا رہے تھے اور میں بھی اپنے بچوں سے یہی بات چھپا رہی تھی کہ فرہاد زندہ ہے۔ میں نے سوچ رکھا تھا کہ جب اسے تلاش کرتی ہوئی اس کے روبرو پہنچ جاؤں گی تب پورے یقین اور ثبوت کے ساتھ اپنے بچوں اور تمام رشتے داروں کو بتا سکوں گی کہ میرا فرہاد ناقابلِ شکست ہے اور ابھی تک موت بھی اسے شکست دینے میں ناکام ہو رہی ہے۔

دوسری طرف ایمان علی اور عالی نے بھی یہ طے کیا تھا کہ جب تک وہ اپنے پاپا کو ڈھونڈ نہیں لیں گے، اور ان کی زندگی کا ثبوت حاصل نہیں کر لیں گے، اس وقت تک مجھے بھی فرہاد کے متعلق کچھ نہیں بتائیں گے۔ وہ دونوں اپنے طور سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے تھے۔

بے باک مومن نے آ کر مجھے مخاطب کیا۔ ”السلام علیکم ممتا!...“

میں نے جواب دیا۔ ”وعلیکم السلام! کیا ہو رہا ہے؟“

لندن ایسٹ بورن میں ہمارا ایک بنگلا تھا۔ بے باک نے بتایا کہ وہ اس بنگلے میں منتقل ہو گیا ہے اور آیندہ بھی وہیں رہے گا۔ میں نے اسے اس بنگلے کے ایک تہ خانے اور اس کے چور دروازے کے متعلق بہت کچھ بتایا تھا۔ اس نے وہاں پہنچ کر وہ سب کچھ دیکھا تھا۔ مجھ سے کہہ رہا تھا۔ ”ممتا! پاپا نے اس بنگلے میں بڑی ہنرمندی اور کاریگری سے یہ چور دروازہ بنوایا ہے۔ کوئی اس بنگلے کے اندر پہنچ کر کبھی شبہ نہیں کر سکتا کہ نیچے تہ خانہ ہوگا۔ اور چور دروازے تک تو کبھی کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اگر آپ مجھے نہ بتاتیں تو میں بھی بھٹکتا ہی رہ جاتا۔ کبھی

www.pdfbooksfree.pk

اس دروازے تک پہنچ نہ پاتا۔“

”یہ بتاؤ، کیا اس تہ خانے کو استعمال کر رہے ہو؟“

”بس، اب کام شروع ہونے والا ہے۔ برین ماسٹر کو کنگال بنا کر رکھ دوں گا۔ جلد ہی اس کی کھوپڑی گھومنے والی ہے۔“

میں نے کہا۔ ”وہ آج کل اپنے بیٹے کے لیے بہت پریشان ہے۔“

”جی ہاں، پورس اور کبریا اس کے بیٹے کی پٹائی کرنے فلاڈیلفیا گئے تھے اور اس کی پٹائی بھی کی تھی۔ اس کے بعد ہی جارج برج اچانک کہیں غائب ہو گیا ہے۔“

”ماسٹر کی سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ کون اس کے بیٹے سے دشمنی کر رہا ہے؟ لہٰذا اس کی سلامتی اسی میں تھی کہ وہ اسے کہیں روپوش کر دے۔ وہ ایک ہی بیٹا ہے اور جان سے زیادہ عزیز ہے۔ اب وہ راز داری سے اسے تحفظ دیتا رہے گا۔“

”وہ اسے کب تک کہیں چھپا کر رکھے گا؟ ابھی تو اس کی بیوی مونیکا اور اس کی بیٹی اینا ہمارے قابو میں ہیں۔ میں ان کے ذریعے اسے بڑی دور تک دوڑاتا رہوں گا۔“

”اس کی بیٹی اینا تم سے محبت کرنے لگی ہے؟“

وہ ذرا جھجکتے ہوئے بولا۔ ”جی... جی ہاں۔“

میں نے مسکرا کر پوچھا۔ ”اور تم.....؟“

”جی، وہ... ممتا! وہ مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔“

”ہوں‘ اس کے بارے میں کچھ بتاؤ؟“

”وہ میرے لیے اپنے والدین سے بغاوت پر تیار ہے۔ وہ اسے سمجھا رہے ہیں کہ مجھ جیسے سیاہ فام سے محبت تو کیا دوستی بھی نہیں کرنی چاہیے۔“

”پھر تو ماسٹر اپنی بیٹی کے اندر ضرور گیا ہوگا اور کے چور خیالات پڑھے ہوں گے؟“

”جی ہاں، وہ اس کے اندر گیا تھا اور چاہتا تھا کہ اس پر تنویمی عمل کر کے اس کے ذہن میں میرے لیے نفرت پیدا کر دے لیکن میں نے اس کے عمل کو ناکام بنا دیا ہے۔“

”تم کب تک اسے ناکام بناتے رہو گے؟ وہ پھر کسی وقت تمہاری غیر موجودگی میں اس کے دماغ کو لاک کر دے گا۔“

اس سے پہلے بھی بے باک نے اس کی بیٹی اینا پر تنویمی عمل کیا تھا اور اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی تھی کہ کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اس کے اندر آ کر عمل کرنا چاہے تو وہ یہی تاثر دے کہ وہ کسی کی بھی خیال خوانی کے ذریعے سحر زدہ نہیں ہوگی اگر اس کا باپ جبراً اس پر عمل کرے گا تو وہ عمل

عارضی ہوگا۔ ایک آدھ گھنٹے میں ہی وہ اس کے عمل سے نکل جائے گی۔

بے باک نے مجھے یہ باتیں بتائیں۔ میں نے کہا۔ "یہ تم نے اچھا کیا، اس کی بیوی مونیکا پر بھی ایسا ہی عمل کرو۔ اس طرح دونوں ماں بیٹی تمہارے قابو میں رہا کریں گی۔"

"میں آج رات کسی وقت بھی مونیکا پر عمل کروں گا۔ ویسے ماسٹر کو یہ شبہ نہیں ہے کہ کوئی تنویمی عمل کرنے والا اس کی بیوی اور بیٹی کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اینا کے بارے میں اس کا اور اس کی بیوی کا خیال ہے کہ گوری نسل کی لڑکیاں آج کل کالوں پر مرتی ہیں۔ ان سے محبت کرتی ہیں اور ان سے شادی کرتی ہیں۔ اسی طرح اینا بھی ایک سیاہ فام سے متاثر ہوگئی ہے۔"

ماسٹر تمہارے پیچھے پڑ جائے گا۔ اپنی بیٹی کے ذریعے تمہارا اپنا ٹھکانا معلوم کرے گا۔"

"آپ درست کہہ رہی ہیں۔ وہ ابھی یہی کر رہا ہے۔ اس نے بیٹی سے کہا ہے کہ وہ اپنے محبوب بے باک مومن سے فون پر بات کرے اور اس سے کہیں ملے۔ وہ پہلے دور سے چھپ کر مجھے دیکھنا چاہتا ہے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "وہ تمہیں دیکھنا نہیں چاہتا، بلکہ اپنی بیٹی کے اندر رہ کر تمہاری آواز سننا چاہتا ہے۔ اس کے بعد وہ تم پر ٹیلی پیتھی کا ہتھیار آزمائے گا۔"

"جی ہاں، یہ میرے لیے ایک مشکل مرحلہ ہوگا۔ یا تو مجھے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لینی ہوگی اور یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ یوگا کا ماہر ہوں یا پھر یہ کہ ہمارا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا مجھ پر عمل کر کے میرے دماغ کو لاک کر دے۔ خاص طور سے میرے چور خیالات کے خانے کو لاک کر دے تاکہ وہ میری اصلیت کبھی معلوم نہ کر سکے۔"

میں نے کہا۔ "تم ہماری فیملی کے ایک ممبر ہو۔ میرے بیٹے ہو۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی نے ہم سب کے دماغوں پر ایسا روحانی عمل کیا ہے کہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے اندر آ کر خیالات تو پڑھتا ہے لیکن ہماری اصلیت معلوم نہیں کر پاتا ہم جس وقت جس روپ میں ہوتے ہیں اسی روپ کے بارے میں دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اس سے زیادہ وہ کچھ معلوم نہیں کر پاتے۔ انشاء اللہ تم پر بھی روحانی عمل کیا جائے گا۔ میں ابھی اعلیٰ حضرت سے بات کرتی ہوں۔ ابھی تم جاؤ اور اپنے معاملات میں مصروف رہو۔"

پھر میں نے فون پر بابا صاحب کے ادارے کے انچارج خالد بن مکرم سے رابطہ کیا۔ اس سے کہا۔ "اعلیٰ حضرت کی خدمت میں میرا سلام عرض کریں۔ انہیں یہ پیغام دیں کہ جب وہ عبادت سے فارغ ہوں تو مجھ ناچیز کو یاد کریں.... شکریہ۔"

میں نے فون بند کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی میں نے اپنے اندر اعلیٰ حضرت کی آواز سنی۔ "بولو بیٹی! کیا بات ہے؟"

مین نے بے باک کے بارے میں ان سے بات کی' اس کے حالات بتائے۔ انہوں نے کہا۔ "بے باک مومن بے شک ایک سچا مومن ہے اور ذہین بھی ہے۔ میں اس پر روحانی عمل کروں گا۔ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس وقت تک اس کی اصلیت کو سمجھ نہیں سکے گا جب تک وہ خود نہیں چاہے گا۔"

"اعلیٰ حضرت....! آپ کا بہت بہت شکریہ۔"

وہ واپس چلے گئے۔ روحانی عمل کے لیے یہ لازمی نہیں تھا کہ بے باک اپنی جگہ مستعد رہتا یا اپنے بستر پر لیٹ جاتا تو اس پر عمل کیا جاتا۔ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ ہم پر بھی جب عمل کیا گیا تھا تو ہمیں کچھ پتا ہی نہیں چلا تھا کہ ایسا کب ہوگیا؟

بے باک کو بھی یہ معلوم ہونے والا نہیں تھا۔ بعد میں اسے پتا چلتا کہ اس کا دماغ ہماری طرح عجوبہ ہوگیا ہے۔

بے باک خیال خوانی کے ذریعے مونیکا کے اندر تھا اور اس کی سوچ پڑھ کر معلوم کر رہا تھا کہ برین ماسٹر سے اس کا رابطہ ہو رہا ہے یا نہیں؟ اس کے خیالات کچھ نہ بتا سکے کیونکہ وہ نہیں جانتی تھی کہ ماسٹر خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر کب آ جاتا ہے اور کب چلا جاتا ہے؟ اس نے کبھی اپنی بیوی اور بچوں پر اپنی خیال خوانی کی صلاحیت ظاہر نہیں کی تھی۔

بے باک کو یہ اندازہ ہوگیا کہ ماسٹر مطمئن ہے کیونکہ مونیکا کو کسی نے ٹریپ کیا تھا اور نہ ہی کوئی اسے کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچا رہا تھا۔ اس وقت وہ بہت دیر تک اس کے اندر آتا جاتا رہا تھا۔ جب یقین ہوگیا کہ ماسٹر وہاں نہیں ہے تو اس نے اسے گہری نیند سلا کر تنویمی عمل کیا اور اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا۔ تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد اسے کبھی یہ معلوم نہ ہوتا کہ اس پر عمل کیا گیا ہے اور وہ کسی کی تابعدار بن گئی ہے۔

اس نے اس کے ذہن میں یہ بات بھی نقش کی کہ وہ بیدار ہوگی تو غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر بالکل فریش ہونے کے بعد تہ خانے میں جائے گی اور وہاں سے ہیرے

جواہرات کا ذخیرہ دو چار بڑے بڑے بیگ میں بھر کر اپنی کار کی ڈگی میں رکھے گی پھر وہاں سے ایسٹ بورن کی طرف روانہ ہو جائے گی۔

اس نے دو گھنٹے کے بعد یہی کیا۔ اپنی بیٹی اینا سے پوچھا۔ "کیا میرے ساتھ آؤٹنگ کے لیے چلو گی؟"

اینا نے بے باک کی مرضی کے مطابق انکار کیا۔ "سوری ممی! میں پینٹنگ میں بزی ہوں۔ اس میں اچھا خاصا وقت لگے گا۔ آپ اکیلی ہی چلی جائیں۔"

وہ اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔ ایسے وقت بے باک ان دونوں کے اندر آتا جاتا رہا۔ یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا رہا کہ برین ماسٹر اچانک ہی کسی کام سے یا کسی وجہ سے ان کے پاس آ رہا ہے یا نہیں؟ وہ بہت محتاط رہ کر ان کی نگرانی کر رہا تھا۔

مونیکا ایک لانگ ڈرائیو کے بعد ایسٹ بورن کے اس بنگلے میں پہنچ گئی۔ اس نے بنگلے کے احاطے میں آ کر کار روک دی۔ بے باک وہاں کھڑا ہوا تھا۔ وہ اسے دیکھ رہی تھی مگر سمجھ نہیں رہی تھی کہ وہ کون ہے؟ جبکہ بیٹی نے اپنے ہاتھوں سے اس کی تصویر بنائی تھی اور وہ اس کی تصویر دیکھ چکی تھی۔

وہ دونوں ڈگی کے پاس پہنچے پھر اسے کھول کر وہاں سے بھرے ہوئے بیگ اٹھا کر بنگلے کے اندر پہنچ گئے۔ وہ تین بڑے بڑے بھرے ہوئے بیگ تھے۔ انہیں ایک بیڈروم میں رکھنے کے بعد' وہ مونیکا کے شانے کو تھپک کر بولا۔ "میری ہونے والی مدر ان لاء! تمہارا بہت بہت شکریہ۔ اب تم یہاں سے جا سکتی ہو۔"

وہ خاموشی سے پلٹ کر وہاں سے چلتی ہوئی باہر آئی پھر اپنی کار میں بیٹھ کر واپسی کے راستے پر چل پڑی، بے باک اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کر رہا تھا۔ وہ واقعی غائب دماغ تھی۔ اس وقت سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کس حال میں ہے؟ کہاں ہے؟ اور کیا کرتی پھر رہی ہے؟

جب وہ اپنے بنگلے کے بیڈروم میں پہنچ کر وہاں آرام سے لیٹ گئی اور اس کی آنکھیں بند ہوگئیں تب بے باک نے اسے ایک عامل کی حیثیت سے حکم دیا کہ وہ دماغی طور پر حاضر ہو جائے۔

اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور سوچنے لگی۔ "میں کہاں ہوں؟"

اسے یاد آیا کہ وہ لنچ کے بعد بیڈ پر آ کر سو گئی تھی اور اب شام چھ بجے اس کی آنکھ کھل رہی ہے۔ برین ماسٹر اپنے بیٹے جارج رچ مین کے لیے بہت فکر مند تھا۔ بیوی اور بیٹی کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اس لیے ان کی طرف دھیان نہیں دے رہا تھا۔

وہ جرمنی کے شہر فرینک فرٹ میں تھا۔ اس نے وہیں اپنے بیٹے کو بلا لیا تھا۔ اس کے دماغ کو پہلے سے ہی لاک کر چکا تھا۔ برین واش کر کے اس کے ذہن سے یہ بھلا دیا تھا کہ وہ کون ہے اور کس کا بیٹا ہے اور کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے؟

اس نے تنویمی عمل کے ذریعے اسے ایک نیا نام اور ایک نئی شخصیت دی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کا بیٹا ایک بہت بڑا بزنس مین کہلائے اور خوب شہرت حاصل کرے۔ اس کے لیے اس نے ایک بہت بڑی عمارت خریدی تھی۔ کتنے ہی تعلیم یافتہ اور تجربہ کار افراد کو بھاری تنخواہ دے کر ملازم رکھا تھا۔ جاپان کی کاریں دنیا کے ہر ملک میں سب سے زیادہ فروخت ہوتی ہیں۔ وہ جرمنی میں ان تمام کاروں کی مینوفیکچرنگ کے تمام حقوق حاصل کر رہا تھا۔

اتنا بڑا کاروبار ایک دو دن میں قائم نہیں ہو جاتا۔ اس کے لیے مہینوں اور برسوں لگ جاتے ہیں لیکن وہ ایک تو خیال خوانی کے ذریعے کاروباری مشکلات کو آسان کر رہا تھا، دوسرا یہ کہ انتہائی تجربہ کار افراد کو استعمال کر رہا تھا۔ اپنے بیٹے کے ذہن سے عیش و آرام شراب و شباب کی خواہش اور آرام طلبی سب ہی ختم کر چکا تھا اور یہ دیکھ کر مطمئن ہو رہا تھا کہ بیٹا اب تجربہ کار افراد کے ساتھ دن رات لگا رہتا ہے اور بڑی لگن سے ایک بہت بڑا اور کامیاب بزنس مین بننے کی راہوں پر چل رہا ہے۔

بے باک نے میرے پاس آ کر میرے تجربات اور اپنی ذہانت سے بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کی تھیں لیکن اس کے بیٹے جارج رچ مین کے سلسلے میں ناکام ہو رہا تھا۔ یہ معلوم نہیں کر سکتا تھا کہ اس نے بیٹے کو کہاں چھپا کر رکھا ہے؟

میں نے بے باک کو سمجھایا ہمیشہ کامیابی کی امید نہ رکھا کرو۔ انسان کتنی ہی طاقت' کتنے ہی اختیارات اور کتنی ہی ذہانت حاصل کر لے، کامیابی کے دوران میں اسے کبھی کبھی ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔"

اس نے پوچھا۔ "کیا آپ چاہتی ہیں کہ میں اس کے بیٹے کو فی الحال نظر انداز کر دوں؟"

"ہاں، یہی چاہتی ہوں۔ میں نے اور فرہاد نے اپنی ساری زندگی میں یہی دیکھا ہے کہ جو بھی دشمن بڑی کامیابی سے چھپ کر رہتے ہیں اور پُراسرار بنتے رہتے ہیں۔ وہ کبھی اچانک ہی منظر عام پر آ جاتے ہیں۔ یا تو مقدر کی خرابی سے یا کسی غلطی کی وجہ سے بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ ایک دن اس

کا بیٹا بھی سامنے آجائے گا۔ ایک مجرم باپ کی ساری احتیاط اور کوششیں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔"

"اچھی بات ہے، میرے اطمینان کے لیے اتنا ہی بہت ہے کہ اس کی بیوی اور بیٹی میرے قابو میں ہیں۔"

"فرہاد کے جن دشمنوں کو عبرت ناک سزائیں دیتی ہیں۔ ان میں اسرائیلی آرمی کا ایک اعلیٰ افسر بھی ہے۔"

"میں ابھی اس کے پاس جا رہا ہوں۔ وہاں جو معلوم ہوگا اور اس کے خلاف جو کچھ کرنا ہوگا۔ وہ میں ابھی آپ کو آکر بتاؤں گا پھر آپ کے مشورے کے مطابق اسے اس کے بدترین انجام تک پہنچاؤں گا۔"

وہ اسرائیلی آرمی کے ایک کرنل کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ فرہاد کی لاش کو ضائع کرنے اور اسے ناقابلِ شناخت بنا دینے کی سازش میں وہ کرنل بھی شریک رہا تھا۔ بے باک نے اس بار سوچا کہ اس دشمن کو فوراً موت کی سزا نہ دے بلکہ اسے ایسی اذیتوں میں مبتلا کرے کہ وہ ہمیشہ موت کی بھیک مانگتا رہے۔

اس کرنل کا ایک جوان بیٹا اور ایک جوان بیٹی تھی۔ بیٹا بھی آرمی میں ایک جونیئر آفیسر تھا۔ بیٹی جوان اور خوبصورت تھی۔ مگر دماغی مریضہ تھی، کرنل اسے دل و جان سے چاہتا تھا۔ اس نے بڑے بڑے ذہنی امراض کے ماہرین سے اس کا علاج کروایا تھا۔ کسی حد تک اس کی دماغی کمزوری ختم ہوگئی تھی۔ وہ عام حالات میں نارمل رہنے لگی تھی۔ لیکن کبھی کبھی ابنارمل ہو کر بہت ہی خطرناک ہو جایا کرتی تھی۔

کرنل اس کے لیے بہت پریشان رہتا تھا۔ ایک بار اس نے ابنارمل ہو کر گھر کے ایک ملازم کو گولی مار دی تھی۔ چونکہ بڑے بڑے ڈاکٹرز نے یہ بیان دیا تھا کہ وہ ایک ذہنی مریضہ ہے، اس لیے اسے سزائے موت نہیں ہو سکی تھی۔ عدالت نے حکم دیا تھا کہ اسے پاگل خانے میں رکھا جائے، کبھی اسے احاطے سے باہر جانے نہیں دیا جائے۔

کرنل نے ڈاکٹرز کی حمایت اور اپنے ذرائع استعمال کیے اور یہ اجازت حاصل کر لی کہ وہ اسے اپنے بنگلے کی چار دیواری میں قیدی بنا کر رکھے گا۔ وہاں مسلح گارڈز ہوں گے اور وہ کبھی باہر نہیں نکلا کرے گی۔

اس بنگلے کے احاطے میں ایک وسیع و عریض انیکسی میں اسے قیدی بنا کر رکھا جاتا تھا۔ بے باک کرنل کے ذریعے اس کے بیٹے ڈینی اور اس کی بیٹی ڈیلائلہ کے اندر پہنچ گیا۔ ان کے خیالات پڑھنے لگا پھر اس نے میرے پاس آکر ان کے حالات بیان کیے۔

میں نے کہا۔ "ڈیلائلہ کی ذہنی حالت بتاتی ہے کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کا علاج کیا جائے تو وہ پوری طرح نارمل ہو جائے گی۔"

"جی ہاں، میں آپ سے یہی کہنے آیا ہوں۔ اس کے باپ سے ہماری بدترین دشمنی ہے لیکن ہم اس کے بچوں کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ میں کوشش کروں گا کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ڈیلائلہ کا علاج ہو جائے۔"

"بے شک، تمہیں یہی کرنا چاہیے۔ ویسے میں کل صبح لندن آ رہی ہوں۔ وہیں کچھ عرصے تمہارے ساتھ رہوں گی۔"

وہ خوش ہو کر بولا۔ "یہ تو آپ بہت ہی اچھی خبر سنا رہی ہیں۔ میں اپنی ممّا کے سائے میں رہ کر اور زیادہ توجہ سے کام کروں گا۔"

"وہاں یو کے میں بھی فرہاد کا ایک دشمن ہے۔ میں اس سے نمٹنا چاہتی ہوں۔"

"اور میں اس مرحلے میں بھی آپ کے ساتھ رہوں گا۔"

"تم کتنے محاذوں پر کام کرو گے؟ اُدھر ماسٹر کی بیوی اور بیٹی کے ساتھ لگے ہوئے ہو۔ دوسری طرف کرنل کے خلاف انتقامی کارروائی کرنے والے ہو اور پھر اس کی بیٹی کا علاج بھی کرنا چاہتے ہو؟"

"ممّا! آپ میرے ساتھ ایک ہی چھت کے نیچے رہیں گی۔ آپ کو ایک خیال خوانی کرنے والے کی ضرورت پیش آتی رہے گی۔ ایسے وقت میں ہی آپ کے قریب رہوں گا۔ میں ہی آپ کے کام آسکتا ہوں۔"

"میں جب مناسب سمجھوں گی، تم سے کام لوں گی ورنہ تم اپنے معاملات میں مصروف رہو گے۔ ہمارے پاس خیال خوانی کرنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ تمہیں ان دونوں محاذوں پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہیے۔"

وہ کرنل کی بیٹی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ باپ اور بھائی سے نفرت کرتی ہے۔ اس بات پر غصہ ہے کہ وہ اسے قیدی بنا کر رکھتے ہیں۔ وہ دونوں کبھی اس سے بات کرنا چاہتے تھے، اس کے ساتھ کھانا پینا چاہتے تھے، وہ انکار کر دیتی تھی۔ انیکسی کا دروازہ اندر سے بند کر لیتی تھی، انہیں اندر آنے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ وہ صبح شام کتابیں پڑھتی یا ٹی وی کے ذریعے باہر کی دنیا کو دیکھا کرتی تھی۔ کوئی اس کے ساتھ وقت گزارنے والا نہیں تھا۔ جب وہ گھبرا جاتی تو دیواروں سے باتیں کرنے لگتی تھی۔

اس وقت بھی ایک دیوار کے سامنے کھڑی ہوئی کہہ رہی تھی۔ "مجھے یہ سوچ کر غصہ آ رہا ہے کہ کب تک ایسی زندگی گزارتی رہوں گی؟ ڈنر کا وقت ہو رہا ہے۔ ابھی کوئی بھی دروازہ کھول کر میرے لیے کھانا لائے گا تو میں یہ کانچ کا گلدان اس کے سر پر دے ماروں گی۔ میں بہت پہلے ایک ملازم کو قتل کر چکی ہوں۔ اب یہاں آنے والے گارڈز کو بھی ختم کر دوں گی۔"

بے باک نے اس کے اندر کہا۔ "نہیں ڈیلائلہ! تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔"

وہ ایک دم سے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے قریب اس کے اندر کوئی آگیا ہو اور اسے مخاطب کر رہا ہو۔ وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔ "یہ ابھی کون بول رہا تھا؟"

بے باک نے کہا۔ "میں ایک فرشتہ ہوں۔ تمہاری مدد کے لیے آیا ہوں اور تم اتنا تو سمجھتی ہی ہو کہ فرشتے نظر نہیں آتے۔"

وہ دیوار کو گھور کر بولی۔ "میں ایسے فرشتے کا کیا کروں جو مجھے نظر نہیں آئے گا؟ میرے ساتھ وقت نہیں گزارے گا؟ اور میں تنہائی کے عذاب میں مبتلا رہوں گی۔"

"میری آمد کا فائدہ یہ ہے کہ جلد ہی تمہیں دل و جان سے چاہنے والا ایک لائف پارٹنر تمہاری زندگی میں آئے گا۔"

"کوئی نہیں آئے گا۔ سب مجھے خطرناک پاگل سمجھ کر دور بھاگتے رہیں گے۔"

"ایسا ہمیشہ نہیں ہوگا۔ اگر تم میری ایک بات مانو گی تو کوئی تمہیں کبھی پاگل نہیں کہے گا۔"

"تم کون سی بات منوانا چاہتے ہو؟"

"تمہاری سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ تم غصے کو برداشت نہیں کرتیں اور اس انتہا کو پہنچ جاتی ہو کہ کسی کو مارنے پیٹنے کے بعد ہی تمہارا غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔"

"ہاں، ایسا تو ہوتا ہے۔ ابھی وہ گارڈ میرے لیے رات کا کھانا لے کر آئے گا۔ میں اس کے ساتھ یہی سلوک کروں گی۔"

"ایسا نہیں کرو گی۔"

وہ پاؤں پٹخ کر بولی۔ "کروں گی..."

"پلیز، فرشتے کی بات مان لو۔ مجھ سے دوستی کر کے تم ساری دنیا سے اپنی باتیں منوا سکو گی۔"

"تم مجھ سے کیا منوانا چاہتے ہو؟"

"غصہ کرنا چھوڑ دو۔ یہ ثابت کرو کہ تمہیں کبھی غصہ نہیں آتا ہے اور جب یہ ثابت کرتی رہو گی۔ کبھی کسی پر حملہ نہیں کرو گی، ہمیشہ ہنستی بولتی رہو گی تو سب ہی یہ تسلیم کریں گے کہ تم خطرناک پاگل نہیں رہی ہو بلکہ تھوڑی سی بھی ابنارمل نہیں ہو۔"

اسی وقت دروازے پر دستک سنائی دی۔ اس نے ایک دم سے گھور کر دروازے کی طرف دیکھا۔ بے باک نے کہا۔ "دیکھو! اپنے آپ کو قابو میں رکھو اور نارمل رہ کر دروازہ کھولو۔"

لیکن وہ غصے سے پاؤں پٹختی ہوئی دروازے کے پاس پہنچی، اسے کھول کر دیکھا تو ایک مسلح گارڈ ایک ملازم کے ساتھ آیا تھا۔ اس کے لیے رات کا کھانا ایک ٹرالی میں لایا گیا تھا۔ اس نے بڑی شرافت سے انہیں اندر آنے کا راستہ دیا۔ ایک طرف ہٹ کر کانچ کے گلدان کی طرف دیکھنے لگی۔ اس کا دماغ شدت سے یہ مطالبہ کر رہا تھا کہ فوراً ہی گلدان اٹھا کر پیچھے سے اس گارڈ پر حملہ کرے اور بے باک کہہ رہا تھا کہ میں ایک فرشتہ ہوں۔ تمہاری مدد کے لیے آیا ہوں۔ تمہیں ایک نارمل لڑکی بناؤں گا۔ تم ایسا نہیں کر سکو گی جیسا ابھی کرنا چاہتی ہو۔

وہ محسوس کر رہی تھی کہ اس کے اندر کا غصہ کچھ کم ہو رہا ہے۔ اس کے باوجود اس نے اس گلدان کو اٹھا کر اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ اس وقت وہ مسلح گارڈ ملازم کے ساتھ واپس جا رہا تھا۔ وہ اس کے ہاتھوں میں گلدان دیکھتے ہوئے بولا۔ "بس! یہ ٹوٹ جائے گا، بہت ہی نازک ہے۔ اسے اس کی جگہ واپس رکھ دیں۔"

وہ گلدان پھینک کر اسے مارنا چاہتی تھی لیکن بے باک نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا تھا۔ وہ خاموشی سے پلٹ کر اسے اس کی جگہ رکھنے لگی۔ جب اس نے پلٹ کر دیکھا تو وہ ملازم اور گارڈ وہاں سے جا چکے تھے۔

وہ غصے سے پاؤں پٹختی ہوئی دروازے پر گئی۔ اس پر حملہ نہ کرنے کا غصہ تھا۔ اب وہ اسے گالیاں دینا چاہتی تھی لیکن بے باک نے اسے ایسا نہیں کرنے دیا۔ وہ دروازے کو اندر سے بند کر کے واپس کھانے کی ٹرالی کے پاس آگئی۔

وہ بڑے پیار سے اس کے ذہن کو تھپک رہا تھا۔ سمجھا رہا تھا۔ غصہ تھوک دو، دیکھو! کتنی اچھی بات ہوگئی، تم نے انہیں نقصان نہیں پہنچایا۔ پلیز، اپنے اندر جھانک کر دیکھو اور سمجھو کہ تم اصل میں چاہتی کیا ہو؟"

"تم فرشتہ ہو، تم جانتے ہو گے، بتاؤ میں کیا چاہتی ہوں؟"

"یہی کہ تم سب سے زیادہ نمایاں رہنا چاہتی ہو۔ سب

سے برتر سب سے نمایاں رہنے کے لیے تمہارے پاس کوئی غیر معمولی صلاحیت نہیں ہے۔ اس لیے تم غصے کے ذریعے اپنے آپ کو منوانا چاہتی ہو۔''

''ہاں، شاید یہی بات ہے۔ بہر حال میں کسی بھی طرح خود کو منوا تو رہی ہوں۔ سب ہی میرے لیے فکر مند رہتے ہیں۔ مجھے اہمیت دیتے ہیں۔ اور دن رات میری حفاظت کرتے رہتے ہیں۔''

''وہ تمہاری نہیں اپنی حفاظت کی فکر میں رہتے ہیں۔ اسی لیے تمہیں قیدی بنا کر رکھتے ہیں۔ میں بتاؤں، کس طرح ایک لڑکی دوسروں سے برتر اور نمایاں ہوتی ہے؟''

اس نے پوچھا۔ ''کس طرح ہوتی ہے؟''

''کسی لڑکی کی زندگی میں کوئی چاہنے والا آتا ہے، وہ اسے محبت دیتا ہے اور اسے اتنے پیار سے اپنے دل میں بٹھاتا ہے کہ ساری دنیا بڑے رشک و حسد سے اسے دیکھتی ہے۔''

وہ بڑی حسرت سے سن رہی تھی اور خلا میں تک رہی تھی۔ بے باک اس کی بدلتی ہوئی ذہنی کیفیات کو سمجھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ''تمہاری زندگی میں بھی ایسا ہی ایک جیون ساتھی آئے گا۔ تمہاری سوسائٹی میں تمہیں سب سے زیادہ دولت مند اور تمہیں سب سے زیادہ چاہی جانے والی لڑکی بنا کر رکھے گا تو سب ہی تمہیں دیکھ کر رشک کریں گے۔''

''کیا سچ کہہ رہے ہو؟ میری زندگی میں بھی کوئی ایسا چاہنے والا آئے گا؟''

''ضرور آئے گا۔ مجھ پر بھروسا کرو اور وعدہ کرو، آئندہ غصے کو قابو میں رکھو گی۔ اپنے اندر جبر و تشدد کے احساسات کو کچلتی رہو گی اور یقین کے ساتھ یہ سوچتی رہو گی کہ تم نارمل رہ کر ایک ایسے خوبرو اور اسمارٹ جیون ساتھی کو حاصل کرو گی جو تمہیں سب سے برتر اور نمایاں رکھے گا۔''

''ٹھیک ہے، میں تمہاری بات مانوں گی اور اپنے اندر غصے کو کچلتی رہوں گی۔''

''شاباش! اب وہاں آرام سے بیٹھ کر کھانا شروع کرو۔''

وہ کھانا شروع کرتے ہوئے بولی۔ ''مسٹر فرشتہ! میں خطرناک حد تک ابنارمل ضرور ہو جاتی ہوں لیکن نادان اور کند ذہن نہیں ہوں۔ میں نے ٹیلی پیتھی کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہے۔ فرہاد اور اس کی فیملی کے بارے میں بہت کچھ سنتی رہتی ہوں۔''

''بے شک تم تعلیم یافتہ اور ذہین ہو۔ یہاں تنہائی میں کتابیں پڑھتی رہتی ہو۔''

''فرشتہ بن کر آنے والے...! اس وقت تم بھی خیال خوانی کے ذریعے میرے اندر بول رہے ہو۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟''

بے باک نے مسکرا کر کہا۔ ''تم واقعی ذہین ہو۔ خوب سمجھ رہی ہو۔ صرف تمہاری اس دماغی کمزوری نے تمہیں ابنارمل بنا دیا ہے۔ میں تمہارے پاس آتا جاتا رہوں گا۔ تمہاری ایک ہی دماغی کمزوری ہے، اسے ختم کرتا رہوں گا۔ انشا اللہ تم جلد ہی ایک نارمل اور خوشحال زندگی گزارنے لگو گی۔''

''تم کون ہو اور تمہیں مجھ سے اتنی دلچسپی کیوں ہے؟ کیا وہی خوبرو اور اسمارٹ جوان ہو جو مجھے نمایاں مقام دے گا؟ اور سب سے برتر رکھے گا؟''

''نہیں، تمہیں پھول کی طرح اپنے پیار کے گلدان میں سجانے والا وہ کوئی اور ہوگا۔ میں صرف تمہارا معالج ہوں۔''

''میرے معالج میرے مسیحا کیوں بن رہے ہو؟ مجھ سے کیا ہمدردی ہے؟''

''مجھ سے یہ نہ پوچھو کہ میں کون ہوں؟ نہ میں تم سے کبھی ملوں گا، اور نہ کبھی نظر آؤں گا۔ ایک مسیحا بن کر تمہارے اندر آیا ہوں۔ تمہارا علاج ہوتا رہے گا۔ میں ایسے وقت واپس جاؤں گا جب تم نارمل ہو جاؤ گی اور تمہاری زندگی میں وہ پیار کرنے والا آجائے گا۔''

''تم مجھ سے کیوں چھپ رہے ہو؟ اتنا تو سمجھ گئی ہوں کہ تم ایک مسلمان ہو۔''

بے باک نے حیرانی سے پوچھا۔ ''یہ تم نے کیسے سمجھ لیا؟''

''ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے باتوں کے دوران انشا اللہ کہا تھا، اور ایسا کوئی مسلمان ہی کہتا ہے۔''

''واقعی تم ذہین ہو۔''

''اور چونکہ تم مسلمان ہو اس لیے تمہارا تعلق فرہاد کی فیملی سے اور بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔''

''پھر تو تمہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس ادارے میں درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں؟''

''میں زیادہ کچھ نہیں جانتی۔ ڈیڈی سے سنتی رہتی ہوں۔ وہ فرہاد کی زندگی اور اس کی موت کے بعد بھی پریشان رہتے ہیں۔''

''تمہیں ان کی پریشانیوں کی وجوہات بھی معلوم ہوں گی؟''

''ایک ہی وجہ ہے اور وہ ہے دشمنی۔ ایک بار جب میں

پوری طرح سے نارمل تھی تو میں نے ڈیڈی سے کہا تھا' آپ ایسے شخص سے کیوں دشمنی مول لیتے ہیں جو خود کو ایک مدت سے ناقابلِ شکست ثابت کرتا آرہا ہے؟''

''پھر تمہارے ڈیڈی نے کیا جواب دیا؟''

''یہی کہ مسلمان اور یہودی ندی کے دو کنارے ہیں یہ ایک نہیں ہو سکتے ،ہم ہمیشہ آگ اور پانی بن کر رہیں گے۔''

''تمہارے ڈیڈی غلط کہتے ہیں۔ ورنہ انسان انسان کا دوست بن کر رہ سکتا ہے۔ اگر فرہاد سے اس لیے دشمنی رہی تھی کہ وہ مسلمان ہے تو پھر الپا تو کٹر یہودی تھی، وہ اپنی اسرائیلی قوم اور وطن کی بھرپور حفاظت کرتی تھی، ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس نے فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے سے مخالفتیں مول لی تھیں۔ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمیشہ اپنے وطن اور اپنی قوم کو تحفظ دیتی رہی تھی۔ اس کے باوجود تمہارے ڈیڈی اور دوسرے اکابرین نے اس کے خلاف سازشیں کیوں کیں؟ اسے اپنا ہی ملک چھوڑ کر جانے پر کیوں مجبور کر دیا...؟''

''یہ سیاست اور یہ سازشیں نہ میری سمجھ میں آتی ہیں اور نہ میں سمجھنا چاہتی ہوں۔ یہ دیکھ کر اطمینان ہو رہا ہے کہ ابھی انسانیت زندہ ہے اور تم ایک مسلمان ہو کر مجھ جیسی ایک یہودی لڑکی کا علاج کرنے آئے ہو۔''

''ڈیلائلہ! تم بہت اچھی ہو۔ بہت ذہین ہو۔ کوشش کرو کہ مجھ سے تعاون کرتے ہوئے جلد اس دماغی کمزوری کو ختم کرو گی۔ پھر تمہیں کوئی قیدی بنا کر نہیں رکھے گا۔ تم کھانے کے بعد آرام کرو۔ میں پھر کسی وقت آؤں گا۔''

''میرے سونے سے پہلے ضرور آؤ۔ تم سے بات کرنا اچھا لگ رہا ہے۔ مجھے حوصلہ مل رہا ہے اور یقین ہو رہا ہے کہ میں نارمل ہو جاؤں گی۔''

''ایک شرط پر ہی آؤں گا۔ میرے آنے تک تم اپنے دماغ میں یہ باتیں دہراتی رہو گی کہ اب تمہیں کبھی غصہ نہیں کرنا ہے۔ تم ایسی مشقیں کرو کہ تمہارے اندر کے منفی خیالات ختم ہوتے رہیں۔ جب کوئی منفی سوچ نہیں ہوگی تو تمہیں غصہ بھی نہیں آئے گا۔ اچھا اب میں جاتا ہوں پھر آؤں گا۔''

بے باک اس کے اندر سے نکل آیا۔ اس نے سوچا تھا کہ ڈیلائلہ کے ذریعے اس کے باپ کی نیندیں حرام کر دے گا لیکن اب وہ بیٹی کو باپ کے خلاف استعمال کرنا نہیں چاہتا تھا، اسے اس معاملے سے بالکل الگ رکھ کر اس کا علاج کرنا چاہتا تھا۔

وہ کرنل کے دماغ میں آ گیا۔ اس وقت وہ اپنے بیٹے کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر تھا۔ وہ کھانے کے دوران میں باتیں کر رہے تھے۔ ڈینی کہہ رہا تھا۔ ''کل آپ کا برتھ ڈے ہے۔ ہم ہر سال بڑی دھوم دھام سے برتھ ڈے مناتے ہیں۔ تمام اسرائیلی حکام اور آرمی کے اعلیٰ افسران آپ کو وش کرنے آتے ہیں لیکن کل ایسا نہیں ہو سکے گا۔ آرمی کے جوان آپ کو سخت نگرانی میں رکھتے ہیں۔ یہ نہیں چاہتے کہ فرہاد کی آتما کسی کو بھی آلۂ کار بنا کر آپ کے پاس چلی آئے۔''

کرنل نے کہا۔ ''اب سے پہلے جتنے افراد مارے گئے ہیں۔ ان کے چاروں طرف بھی ایسے ہی سخت حفاظتی انتظامات کیے گئے تھے لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ وہ کمبخت تو موت کی طرح اٹل ہے۔ جب کہہ دیتا ہے تو کسی نہ کسی طرح اپنے شکار کو موت کے گھاٹ اتار ہی دیتا ہے۔''

''بے شک، ہم یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ حفاظتی انتظامات کیے گئے ہیں۔ ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہم یوگا کے ماہر نہیں ہیں اور باہر جو پہرا دے رہے ہیں۔ انہیں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ گونگے بن کر رہیں اور کسی سے کوئی بات نہ کریں۔ اتنی احتیاط کے باوجود وہ کسی نہ کسی کے دماغ میں گھس آتا ہے۔''

ایسے ہی وقت آرمی کا ایک میجر اور کیپٹن وہاں آئے انہوں نے کہا۔ ''سر! ہم دونوں یوگا کے ماہر ہیں۔ کل آپ کا برتھ ڈے ہے اور اب سے دو گھنٹے بعد بارہ بجتے ہی آپ کی پیدائش کا دن شروع ہو جائے گا، ہم آپ کے ساتھ صبح تک رہیں گے۔ ہمارے جانے کے بعد دو اور یوگا کے ماہر یہاں پہنچ جائیں گے۔ ان کی کوشش یہی ہوگی کہ وہ یہاں کسی کے بھی اندر پہنچ کر آپ کو نقصان نہ پہنچائے۔''

ڈینی نے ان یوگا جاننے والوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ ''آپ کے آنے سے ہماری ہمت بڑھ گئی ہے۔ یقین ہو رہا ہے کہ فرہاد کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ آپ بھی ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو جائیں۔''

میجر نے کہا۔ ''ہم کھا پی کر آئے ہیں۔ صرف کافی پئیں گے۔''

ان کے لیے کافی کا آرڈر دیا گیا۔ ایسے وقت فون کا بزر سنائی دیا۔ کرنل نے نمبر پڑھتے ہوئے کہا۔ ''ایکسی سے ڈیلائلہ کا فون ہے۔''

اس نے فون آن کر کے کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ ''ہیلو بیٹی! کیا رات کا کھانا کھا چکی ہو؟''

''وہ تو میں کھا چکی ہوں۔ یہ بتائیں کب تک یہاں ایک قیدی بن کر رہوں گی؟ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ

اب نارمل ہوتی جا رہی ہوں۔''

''میری جان! میری بیٹی! میں کیسے یقین کروں کہ باہر آنے کے بعد تم ابنارمل نہیں ہوگی؟''

''اب میں آپ کو کیسے سمجھاؤں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ میرے پاس ابھی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا آیا تھا۔''

اس نے چونک کر میجر اور کیپٹن کو دیکھا پھر اس کی بات کو دہراتے ہوئے کہا۔ ''کیا! کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے اندر آیا تھا؟ وہ کون تھا؟ کیا کہہ رہا تھا؟''

''آپ پریشان نہ ہوں۔ وہ میرا علاج کرنے آیا ہے اور ہمیشہ میرے پاس آتا رہے گا۔ وہ بہت اچھا ہے۔ اس کے آنے کے بعد میں محسوس کر رہی ہوں کہ بہت حد تک نارمل ہو چکی ہوں۔''

کرنل نے جھنجلا کر کہا۔ ''وہ علاج کرنے نہیں۔ دشمنی کرنے آیا ہے۔ کیا تم جانتی ہو وہ کون ہے؟ کیا تم نے اس کا نام پوچھا ہے؟ اس کی ہسٹری معلوم کی ہے؟''

''ایک مسیحا کی ہسٹری یا نام معلوم کرنا ضروری نہیں ہے۔ وہ صدقِ دل سے علاج کرنے آیا ہے۔ میرے لیے یہی کافی ہے۔ جب سے وہ آیا ہے، میں خود کو بہتر محسوس کر رہی ہوں۔''

اِدھر کرنل جو کچھ کہہ رہا تھا اس سے میجر اور کیپٹن نے اندازہ کر لیا تھا کہ ٹیلی پیتھی کا کھیل شروع ہو چکا ہے۔ فرہاد کی آتما اس کی بیٹی کے ذریعے یہاں تک پہنچنا چاہتی ہے۔ کرنل نے جھنجلا کر فون پر کہا۔ ''تم میری صرف ایک بات کا جواب دو۔ کیا تم نے یہ معلوم نہیں کیا کہ وہ کون ہے؟''

''مجھے اس کا نام تو معلوم نہیں ہے لیکن آپ کو یہ سن کر غصہ آئے گا کہ وہ مسلمان ہے اور جب وہ مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے تو یقیناً اس کا تعلق فرہاد کی فیملی سے اور بابا صاحب کے ادارے سے ہوگا۔''

''او گاڈ! تم نارمل رہ کر پہلے ہی کیا کم مصیبتیں پیدا کر رہی تھیں کہ اب ایک دشمن کو دوست اور مسیحا بنا رہی ہو؟''

وہ بے باک کی مرضی کے مطابق بولی۔ ''آپ پریشان کیوں ہیں؟ اگر وہ آپ کا دشمن ہے تو میرے ذریعے آپ تک کیسے پہنچے گا؟ آپ نے تو مجھے قیدی بنا کر رکھا ہے۔ نہ میں یہاں سے باہر نکلوں گی' نہ وہ میرے ذریعے آپ کو نقصان پہنچائے گا۔''

''وہ تمہارے ذریعے فون پر میری آواز سن کر میرے دماغ میں آ سکتا ہے۔''

''ڈیڈ! کیسی احمقانہ باتیں کر رہے ہیں؟ مجھے پاگل کہتے ہیں اور خود عقل سے خالی ہو رہے ہیں۔ وہ تو نہ جانے کب سے دوسرے آرمی والوں کے ذریعے آپ کی آوازیں سنتا آیا ہوگا؟ وہ آپ تک پہنچنے کے لیے مجھے کبھی بیساکھی نہیں بنائے گا۔ وہ سچے دل سے میرا علاج کرنے آیا ہے اور میں اس کی عزت کرتی ہوں۔''

وہ غصے سے بولا۔ ''عزت کرتی ہو تو کرتی رہو۔ مجھے فون کرنے کی کیا ضرورت تھی؟''

''آپ کو صرف یہ بتانا چاہتی تھی کہ میں بڑی حد تک نارمل ہو رہی ہوں۔ اگر وہ میرے پاس آتا جاتا رہا تو جلد ہی مجھے اس قید خانے سے نجات مل جائے گی۔ میں سوچ رہی تھی کہ میرا علاج ہو رہا ہے' میں نارمل ہو رہی ہوں تو آپ سن کر خوش ہوں گے۔ لیکن افسوس....''

اس نے فون بند کر دیا۔ کرنل نے اپنے فون کو دیکھا پھر اسے آف کرتے ہوئے پریشانی سے بولا۔ ''میری بیٹی کے پاس جو خیال خوانی کرنے والا آیا ہے۔ وہ مسلمان ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں، وہ فرہاد ہوگا۔''

میجر نے کہا۔ ''بے شک... اور کون ہو سکتا ہے؟ وہ کم بخت مسیحا بن کر آپ کی بیٹی کے پاس آیا ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم سب محتاط رہیں گے۔ آپ کے پاس اس وقت کوئی ہتھیار تو نہیں ہے؟''

کرنل نے کہا۔ ''میں نے اور میرے بیٹے نے اس بنگلے سے تمام ہتھیار غائب کر دیے ہیں۔ ہمارے کسی کمرے میں ایک چھوٹا سا چاقو تک نہیں ہے۔''

''یہی ہونا چاہیے۔ وہ آپ کے اندر گھس کر کسی بھی ہتھیار کے ذریعہ آپ کو خودکشی پر مجبور نہیں کر سکے گا۔''

کرنل تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔ ''ایک بات ضرور ہے۔ وہ ابھی تک میرے دماغ میں نہیں آیا ہے۔''

اس کے بیٹے نے کہا۔ ''اور میرے دماغ میں بھی نہیں آیا ہے۔ میں نے اپنے اندر کبھی اس کی آواز نہیں سنی۔ جبکہ وہ آسانی سے آ سکتا ہے۔''

کرنل نے کہا۔ ''میجر! کیا اس سلسلے میں اسے کوئی مشکل پیش آ رہی ہوگی؟''

میجر نے کہا۔ ''پتا نہیں، اس کی آتما کس کے جسم میں داخل ہوئی ہے؟ جس کے اندر بھی گئی ہے۔ وہ دماغی طور پر فرہاد کی طرح مستحکم ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو پھر یقیناً اسے آپ کے اندر پہنچنے میں دشواری پیش آ رہی ہوگی۔''

کرنل کے بیٹے نے کہا۔ ''ہم تو دعا مانگ رہے ہیں' ایسا ہی ہو۔ وہ کبھی ہمارے اندر نہ آ سکے۔''

وہ باتوں میں مصروف تھے۔ ایسے ہی وقت کرنل کے فون کا الارم بولنے لگا۔ ڈینی مسکراتے ہوئے بولا۔ ''ٹھیک بارہ بجے ہیں۔ میں نے یہ الارم لگا رکھا تھا تاکہ ڈیڈی کی پیدائش کا دن شروع ہوتے ہی ہمیں خبر ہو جائے۔ ہیپی برتھ ڈے ٹو یو ڈیڈی...!''

میجر اور کیپٹن بھی اسے پچاسویں سالگرہ کی مبارکباد دینے لگے۔ اس کے بیٹے نے کہا۔ ''مبارکباد ایسے نہیں دی جائے گی۔ میں نے ڈیڈی کے بیڈ روم میں برتھ ڈے کیک رکھا ہے۔ یہ ابھی کیک کاٹیں گے۔ ہم سب کو کھلائیں گے اور ہم سے مبارکباد وصول کریں گے۔''

وہ سب وہاں سے اٹھنے لگے۔ وہ بولا۔ ''جسٹ اے منٹ۔ پہلے میں ڈیڈ کے کمرے میں جاتا ہوں۔ موم بتیاں روشن کرنے کے بعد آپ سب کو اندر بلاؤں گا۔''

کیپٹن نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ''آپ اپنے ڈیڈی سے کتنی محبت کرتے ہیں؟ ہم سب کی یہی کوشش ہوگی کہ ان کا سایہ ہمیشہ آپ کے سر پر رہے۔''

وہ وہاں سے بیڈ روم کی طرف چلا گیا۔ وہ پھر وہیں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ پندرہ منٹ کے بعد کرنل نے ذرا پریشان ہو کر کہا۔ ''یہ ابھی تک واپس کیوں نہیں آیا؟''

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ دونوں بھی تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ اس کے ساتھ چلتے ہوئے کمرے کے دروازے پر آئے تو اسی وقت دروازہ کھل گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا پھولا ہوا غبارہ تھا۔ وہ بولا۔ ''سوری ڈیڈ! میں غبارے پھلا رہا تھا۔ اس لیے دیر ہو گئی۔ اندر آ جائیں۔''

انہوں نے اندر آ کر دیکھا۔ ایک طرف بڑا سا برتھ ڈے کیک رکھا ہوا تھا اور بیڈ پر کتنے ہی پھولے ہوئے غبارے رکھے ہوئے تھے۔ وہ سب مسکرانے لگے۔ میجر نے پوچھا۔ تم نے ہیپی برتھ ڈے نہیں لکھا؟''

''ہاں، لکھا ہے۔ اُدھر دیکھیں....''

اس نے ایک دیوار کی سمت اشارہ کیا۔ سب نے ادھر دیکھا تو ایک دم سے چونک گئے۔ وہاں بڑے بڑے حروف میں لکھا ہوا تھا۔ ''میں اپنے جسم اور دماغ کو تلاش کرتا ہوا یہاں تک چلا آیا ہوں...''

کرنل کے دماغ کو ایک زبردست جھٹکا پہنچا۔ وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے چلا گیا۔ گرنے ہی والا تھا کہ میجر نے اسے سنبھال لیا۔ بیٹے نے وہ تحریر پڑھنے کے بعد شدید حیرانی سے کہا۔ ''یہ! یہ کس نے لکھا ہے؟ میں نے تو یہاں ہیپی برتھ ڈے ٹو مائی ڈیڈی لکھا تھا؟''

وہ سب پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ کیپٹن نے پوچھا۔ ''کیا آپ نے اسی دیوار پر اسی جگہ لکھا تھا؟''

''بالکل.... میں نے مارکر سے اسی دیوار پر ٹھیک اسی جگہ لکھا تھا۔ جو لکھا تھا' وہ نہیں ہے۔ جو نہیں لکھا تھا' وہ دکھائی دے رہا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟''

میجر نے کہا۔ ''ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ اس نے ضرور تمہارے دماغ پر قبضہ جمایا تھا اور تم غائب دماغ رہ کر وہی لکھتے چلے گئے جو وہ چاہتا تھا۔''

اس نے اپنے بالوں کو دونوں مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے کہا۔ ''مجھے پتا کیوں نہیں چلا؟ وہ میرے دماغ میں آیا اور چلا گیا۔ مجھے کچھ تو معلوم ہونا چاہیے تھا۔ میں یہ کیسے لکھ سکتا ہوں؟ میں تو اپنے ڈیڈ کی لمبی عمر چاہتا ہوں۔''

کرنل نے میجر کے پیچھے چھپتے ہوئے کہا۔ ''میرے بیٹے کو چیک کرو۔ وہ اسے آلۂ کار بنا کر اس کے لباس میں کوئی ہتھیار چھپا سکتا ہے۔ اس کی مرضی کے مطابق مجھے ہلاک کر سکتا ہے۔''

کیپٹن نے اس کی جامہ تلاشی لی لیکن کوئی ہتھیار برآمد نہیں ہوا تب ڈینی نے اچانک ہی قہقہہ لگایا۔ وہ سب اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ وہ بولا۔ ''میری تلاشی کیا لیتے ہو؟ ڈیڈ کے تکیے کے نیچے دیکھو۔''

میجر نے لپک کر اس تکیے کو اٹھایا تو وہاں ایک ریوالور رکھا ہوا تھا۔ میجر نے حیرانی سے پوچھا۔ ''ڈینی! یہ ہتھیار تم نے یہاں رکھا ہے؟''

وہ بولا۔ ''ابھی کوئی سوال نہ کرو۔ الماری کھول کر دیکھو...''

میجر نے فوراً ہی الماری کو کھولا۔ ڈینی نے کہا۔ ''اب دراز کو کھولو۔''

کرنل بری طرح سہا ہوا تھا۔ پھٹی پھٹی آنکھوں سے کبھی بیٹے کو اور کبھی میجر کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے دراز کو کھولا تو وہاں ایک بھرا ہوا پستول رکھا تھا۔ بے باک مومن کی مرضی کے مطابق ڈینی نے کہا۔ ''اس گھر کو ہتھیاروں سے خالی کر دیا گیا تھا لیکن تم جہاں جہاں دیکھو گے' وہاں کوئی نہ کوئی ہتھیار ضرور ملے گا۔ اور پھر اِدھر اُدھر دیکھنے کی ضرورت کیا ہے؟ ذرا میرے ڈیڈ کی بھی تو تلاشی لو۔''

کرنل نے بڑبڑا کر اپنے آپ کو ٹٹولا۔ پورے لباس پر ہاتھ پھیرتے ہی ایک دم سے چونک گیا۔ اندر ہاتھ ڈالا تو ایک چاقو برآمد ہوا۔ اس نے شدید حیرانی سے کہا۔ ''یہ!

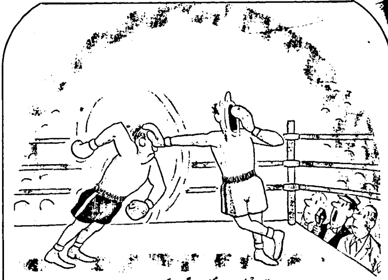

''اب چیمپئن صاحب محض وقت گزاری کر رہے ہیں۔''

میرے لباس میں کہاں سے آ گیا؟ میں نے اسے نہیں رکھا تھا۔ یہ کیسے آ گیا؟''

میجر نے اس کے ہاتھ سے چاقو لیتے ہوئے کہا۔ ''آپ آرام سے یہاں بیٹھ جائیں۔ بات اچھی طرح سمجھ میں آ گئی ہے۔''

وہ ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ ''کیا بات سمجھ میں آئی ہے؟''

''یہی کہ وہ ہمارے حفاظتی انتظامات کا مذاق اُڑا رہا ہے۔ باہر ہم نے مسلح گارڈز کا سخت پہرا رکھا ہے۔ اس مکان کو ہتھیاروں سے خالی کر دیا تھا۔ اس کے باوجود وہ آپ دونوں کے اندر آتا رہا تھا اور غائب دماغ بنا کر آپ ہی کے ذریعے یہاں جگہ جگہ ہتھیار چھپاتا رہا تھا۔ حتیٰ کہ آپ نے یہ چاقو خود اپنے لباس میں چھپایا اور آپ کو خبر بھی نہ ہو سکی۔''

کرنل کو ہر طرف موت دکھائی دے رہی تھی۔ وہ بڑی بے بسی سے بولا۔ ''جب وہ ہمارے اندر آ سکتا ہے' ہمیں غائب دماغ بنا کر ہتھیار یہاں رکھ سکتا ہے تو کسی بھی وقت بڑی آسانی سے مجھے مار سکتا تھا پھر اس نے اب تک مجھے ہلاک کیوں نہیں کیا ہے؟''

''وہ یہ ثابت کر رہا ہے کہ آپ کی زندگی اس کی ایک چٹکی میں ہے۔ وہ کسی بھی وقت آپ کو مسل سکتا ہے لیکن ایسا نہیں کر رہا ہے۔ صرف دہشت میں مبتلا کر رہا ہے۔''

کرنل نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔ ''ہاں، وہ مجھے مار ڈالتا تو میں فوراً ہی مر جاتا لیکن وہ مجھے زندہ رکھ کر ذہنی اذیتیں دے رہا ہے۔ دھیرے دھیرے مارنا چاہتا ہے۔''

بے باک نے پہلی بار ڈینی کے ذریعے کہا۔ ''ٹھیک سمجھے... مگر دیر سے سمجھے۔ اگر میں ایک طرف تمہاری جان کا دشمن ہوں تو دوسری طرف تمہاری بیٹی کا معالج اور محافظ بھی ہوں۔ وہ نہیں جانتی کہ جن لوگوں نے میری لاش کے چیتھڑے اُڑا دیے تھے، اُن سے انتقام لے رہا ہوں لہٰذا آیندہ بھی اس سے یہ بات نہ کہی جائے۔ وہ معصوم لڑکی مجھے اپنا مسیحا سمجھتی ہے۔ اسے یہی سمجھنا چاہیے۔ اگر تم چند گھنٹوں تک یا چند دنوں تک سانسیں لیتے رہنا چاہتے ہو تو اپنی بیٹی کو رہائی دو۔ وہ ابنارمل نہیں رہے گی۔ اس کی ذمے داری مجھ پر ہے۔ وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ بس... اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا۔ اب جا رہا ہوں۔''

بے باک وہاں سے کرنل کی بیٹی کے پاس آ گیا۔ وہ اسی کا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''ہائے ڈیلائلہ...! میں اپنے وعدے کے مطابق آ گیا

ہوں۔“

وہ خوش ہوکر بولی۔ ”آئی لو یو مائی اینجل...“

”ہاں، مجھے فرشتہ کہو۔ دوست کہو مگر بوائے فرینڈ نہ سمجھو۔ تمہیں اپنی یہودی قوم میں سے کسی جوان کو پسند کرنا ہے۔ اسے لائف پارٹنر بنانا ہے۔“

وہ مسکرا کر بولی۔ ”اسی لیے میں تمہیں آئی لو یو کہہ رہی ہوں۔ تم بہت اچھے ہو۔ بہت اچھا مشورہ دے رہے ہو۔“

”تو پھر یہ بتاؤ، کیا تم نے کبھی کسی کو پسند کیا ہے؟ کسی کو اپنا آئیڈیل بنایا ہے؟“

”ہاں، وہ ایک کروڑ پتی باپ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ اس کے ساتھ میری زندگی سنور جائے گی لیکن وہ بہت مغرور ہے۔ مجھے چاہتا تو ہے مگر کبھی خود مجھے فون نہیں کرتا۔ کہیں ملاقات نہیں کرتا۔ میں نے ہی ایک آدھ بار اسے فون کیا ہے اور ملاقات کی ہے۔ اس طرح میری اَنا کو ٹھیس پہنچتی رہی۔ پھر مجھے غصہ بھی آنے لگا تو میں نے اسے اپنے دل و دماغ سے نوچ کر پھینک دیا۔“

”میں نے تمہیں سمجھایا ہے' آیندہ غصہ نہیں کرو گی۔ خود پر قابو رکھو گی۔“

”ہاں، میں وعدہ کرتی ہوں۔ اب غصہ نہیں کروں گی۔ تم بہت اچھے ہو۔ میں تمہاری ہر بات مانتی رہوں گی۔“

”دیکھو ڈیلائلہ! میں تم پر کتنا بھروسا کرتا ہوں؟ میں نے بڑے اعتماد سے تمہاری فیملی کو کہا ہے کہ آیندہ تم ابنارمل نہیں رہو گی۔ تمہیں رہا کردیا جائے۔ میں نے یہ ذمے داری لی ہے کہ تم کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔“

وہ متاثر ہوکر بولی۔ ”تم مجھ پر اتنا اعتماد کرتے ہو اور تم نے میری طرف سے اتنی بڑی ذمے داری قبول کی ہے۔ خدا کی قسم، اب میرا یہ فرض بنتا ہے کہ دن رات اپنے دماغ سے غصے کو نوچ کر پھینکتی رہوں اور تمہاری تمام ہدایات پر عمل کرتی رہوں۔ میں کبھی تمہیں ڈیڈ اور دنیا والوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہونے دوں گی۔“

”شکریہ ڈیلائلہ! اب مجھے اپنے اس چاہنے والے کا نام بتاؤ اور ٹیلی فون نمبر بتاؤ۔ بلکہ ابھی اس سے فون پر رابطہ کرو۔ میں تمہارے ذریعے اس کی آواز سن کر اسے تمہارا غلام بنا دوں گا۔“

وہ خوش ہوکر فوراً ہی فون پر اس سے رابطہ کرنے لگی۔ اس کا نام دانیال موسس تھا۔ بے باک اس کی آواز سنتے ہی اس کے اندر پہنچ کر خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا وہ ڈیلائلہ کو بہت چاہتا ہے لیکن ذرا مغرور ہے۔ محبت کے معاملے میں بھی پہل نہیں کرتا۔ یہی چاہتا ہے کہ ہمیشہ ڈیلائلہ کی طرف سے پہل ہوا کرے۔

وہ فون پر شکایت کرنے لگی۔ ”کیا دنیا والوں کی طرح تم نے بھی مجھے ابنارمل سمجھ لیا ہے؟ کیا اسی لیے تم نے کبھی فون پر بھی میری خیریت نہیں پوچھی؟“

وہ بولا۔ ”ہاں، کچھ ایسی ہی بات ہے۔ تم اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتیں کہ تم نے اپنے ملازم کو قتل کیا ہے۔ تم پر مقدمہ چلتا رہا ہے لیکن تمہیں پاگل سمجھ کر معاف کردیا گیا۔ عدالت نے تمہیں پاگل خانے بھیجنے کا حکم دیا تھا لیکن تمہارے ڈیڈ نے اپنے وسیع ذرائع اور اختیارات سے کام لے کر تمہیں پاگل خانے نہیں جانے دیا۔ گھر میں ہی قیدی بنا کر رکھا ہے اور وہیں علاج کررہے ہیں۔“

”کیا ابھی میری باتوں سے تمہیں اندازہ نہیں ہورہا کہ میرا علاج ہوچکا ہے؟ میں نارمل ہوگئی ہوں؟“

دانیال نے بے باک کی مرضی کے مطابق کہا۔ ”ہاں، اتنے عرصے بعد تمہاری آواز سن کر خوشی ہورہی ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے میری ڈیلائلہ مجھے واپس ملنے والی ہے۔“

وہ خوش ہوکر بولی۔ ”میں ایک ہی شرط پر تمہیں ہمیشہ کے لیے مل سکتی ہوں اور وہ شرط یہ ہے کہ تم کبھی مجھے غصہ نہ دلاؤ۔ ڈاکٹر نے کہا ہے' غصہ ہی میری کمزوری ہے۔ اب رفتہ رفتہ یہ کمزوری بھی دور ہوتی جارہی ہے۔ میں تم سے یہی توقع کرتی ہوں کہ آیندہ تم کبھی کوئی ایسی بات نہیں کرو گے جو مجھے مشتعل کردے۔“

”میں وعدہ کرتا ہوں' آیندہ حالات کے مطابق' تمہارے مزاج کو سمجھتے ہوئے تم سے باتیں کروں گا اور تمہاری باتیں مانتا رہوں گا۔“

وہ سن رہی تھی اور خوش ہورہی تھی۔ بے باک دانیال کے دماغ میں جم کر بیٹھ گیا تھا۔ اسے دماغی طور پر ڈیلائلہ کی طرف مائل کرتا جارہا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ آیندہ بھی ڈینی کے اندر آکر اسے پوری طرح اس کا دیوانہ بنا دے گا۔

اس نے ڈیلائلہ کے اندر آکر کہا۔ ”اب تو خوش ہو؟“

وہ سوچ کے ذریعے بولی۔ ”میں تمہارا جتنا بھی شکریہ ادا کروں' کم ہے۔“

”ابھی شکریہ ادا نہ کرو۔ اس سے باتیں کرتی رہو۔ میں جارہا ہوں' پھر کسی وقت آؤں گا۔“

وہ کرنل سے انتقام لینے گیا تھا۔ اسے تو وہ جب چاہتا یک چٹکی میں مسل دیتا لیکن اس نے دشمنی کو عارضی طور پر ملتوی کردیا تھا۔ اس کی بیٹی سے دوستی کررہا تھا۔ وہ ایک ہی دن میں

پوری طرح نارمل نہیں ہوسکتی تھی۔ رفتہ رفتہ اس کے دماغ سے غصہ کم ہونے والا تھا۔ اس کی کمزوری دور کرنے میں کچھ وقت لگنے والا تھا۔ بے باک نے یہ طے کرلیا تھا کہ وقتاً فوقتاً اس کے پاس جاتا رہے گا اور اس کا علاج کرتا رہے گا۔

☆☆☆

برین ماسٹر اپنے اکلوتے بیٹے کے سلسلے میں بہت زیادہ مصروف ہوگیا تھا لیکن ان مصروفیات کے دوران یہ بات ذہن میں تھی کہ آیندہ بھی اسے ایک پُراسرار برین ماسٹر کی حیثیت سے اپنی دھاک جمائے رکھنا ہے۔ کبھی دشمنوں سے کمزور نہیں پڑنا ہے۔ اس کے لیے لازمی تھا کہ زیادہ سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا تابعدار بناتا رہتا۔

اس مقصد کے لیے وہ بابر کو بہت پہلے ہی اپنا تابعدار بنا چکا تھا۔ اس کے بعد وہ تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے جو کوما میں پڑے ہوئے تھے۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان تینوں کے دماغوں کو لاک کرکے مختلف پناہ گاہوں میں پہنچا دیا تھا۔

ایسے وقت برین ماسٹر نے ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو خوش فہمی میں مبتلا رکھا تھا اور ان کوما میں رہنے والوں کے دماغوں کو لاک کرنے کے باوجود ان کے اندر آسانی سے آتا جاتا رہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ آیندہ وہ ان تینوں کو موقع پاکر وہاں سے نکال لائے گا اور اپنی کسی خفیہ پناہ گاہ میں پہنچا دے گا۔

لیکن اپنا بیٹا اتنا اہم ہوگیا تھا کہ وہ دوسری تمام مصروفیات کو نظر انداز کررہا تھا۔ کبھی کبھی کسی دوسرے معاملے پر توجہ دیتا تھا تاکہ دوسرے حالات اور معاملات پر آیندہ اپنی گرفت مضبوط رکھ سکے۔

ایسے وقت اس نے سوچا۔ ”مجھے ان تین کوما میں رہنے والوں کی خبر لینی چاہیے۔ اگرچہ میں انہیں فی الحال وہاں سے فرار نہیں کراسکوں گا۔ نہ ہی کسی خفیہ پناہ گاہ میں پہنچا سکوں گا پھر بھی ان کی خبر لینی چاہیے۔“

یہ سوچتے ہی اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ ان تین میں سے ایک کے اندر پہنچا تو اس نے سانس روک لی، اس کی سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ وہ ایک دم سے چونک گیا پھر اس نے دوسرے کے اندر پہنچنا چاہا تو وہاں بھی یہی ہوا۔ تیسرے نے بھی سانس روک کر اسے بھگا دیا۔ فوراً ہی یہ بات سمجھ میں آگئی کہ وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔

اسے زبردست شاک پہنچ رہا تھا۔ اگر وہ ایک طرف بیٹے کو تحفظ دینے میں کامیاب ہورہا تھا تو دوسری طرف بُری طرح ناکامی ہورہی تھی۔ وہ تینوں اس کے لیے بہت اہمیت رکھتے تھے۔ اس نے سوچا۔ ”شاید امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو شبہ ہوگیا تھا کہ میں یا دوسرے دشمن ان تینوں کے اندر چھپے رہتے ہیں اس لیے انہوں نے دوبارہ ان پر تنویمی عمل کرکے نئے سرے سے ان کے دماغوں کو لاک کردیا ہے۔“

وہ جاننا چاہتا تھا کہ ایسا کیوں ہوا؟ ایسی کیا بات ہوگئی کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے دوبارہ ان پر عمل کیا ہے؟

ان سوالوں کے جواب حاصل کرنے کے لیے وہ امریکی اکابرین کے دماغوں میں جانے لگا۔ ایک آرمی افسر کے خیالات نے بتایا کہ کوئی دشمن ان کوما میں رہنے والوں کو ٹریپ کرچکا تھا۔ انہیں خفیہ پناہ گاہوں سے نکال کر کسی دوسری جگہ پہنچا رہا تھا۔ ایسے ہی وقت اطلاع ملی کہ وہ تینوں اپنی خفیہ رہائش گاہ سے فرار ہوگئے ہیں تب امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ایک کوما میں رہنے والے کے دماغ میں پہنچ کر اسے اپنے قابو میں کرلیا۔ باقی دو گرفت میں نہ آسکے اور

اللہ کے کلام پاک سے آپ کی
تمام مشکلات اور بیماریوں کا علاج

☆نظر بد، ہر قسم کی بندش اور بد عملیات کا توڑ ☆آفیسر کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے ☆بیرون ملک روزگار کے لئے ☆کسی حاکم و آفیسر یا جج کے غلط فیصلے سے بچاؤ کے لئے ☆اولاد کے حصول کے لئے ☆شوہر خرچہ نہ دیتا ہو ☆زوجہ لڑ جھگڑ کر میکے چلی گئی ہو ☆تبادلے کی منسوخی کے لئے ☆شراب یا کسی بھی نشے کی عادت چھڑانے کے لئے ☆کاروبار میں ترقی کے لئے ☆نافرمان یا آوارہ اولاد کو راہ راست پر لانے کے لئے ☆جائیداد میں چھینے ہوئے حق کو واپس دلانے کے لئے ☆مکان فلیٹ یا کاروباری جگہ کو کسی قابض سے چھڑانے کے لئے ☆شادی میں کامیابی کے لئے ☆فالج ☆کینسر ☆میدے میں زخم ☆دل کے امراض ☆یرقان ☆شوگر ☆جسم میں درد ☆دل میں گھبراہٹ ☆کمزوری ☆عورت کا اندرونی علاج بغیر آپریشن ☆ناراض کو راضی کرنا۔

آج ہی رابطہ کریں

صوفی علی مراد
021-2355488
0333-2327650

اب تک یہ پتا نہیں چل رہا ہے کہ وہ دونوں کہاں روپوش ہو گئے ہیں؟ انہیں پورے امریکا میں تلاش کیا جا رہا ہے۔

برین ماسٹر سوچنے لگا۔ ''میرا خیال غلط نکلا۔ ان تینوں کو کوئی اور ہی دشمن ٹریپ کرنا چاہتا تھا۔ جن میں سے ایک اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ باقی دو کو بڑی کامیابی سے حاصل کر چکا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے' ایسا کس نے کیا ہے؟''

اس کی عقل نے کہا۔ ''سیدھی سی بات ہے۔ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہی ایسا کر سکتے ہیں یا پھر فرہاد کی آتما ڈبل گیم کھیل رہی ہے۔ ایک طرف مجھے بیٹے کے معاملے میں اُلجھا رہی ہے' دوسری طرف میری فتوحات کو شکست میں بدل رہی ہے۔''

وہ بڑے یقین سے سوچ رہا تھا کہ فرہاد کی آتما ایک نئے جسم میں پہنچ کر ان دو کوما میں رہنے والوں کو اپنا تابعدار بنا چکی ہے۔ اسے بہت بری طرح شکست دے رہی ہے۔ جو افراد اس کی لاش کو ناقابلِ شناخت بنانے کی سازش میں ملوث تھے' انہیں وہ ایک ایک کر کے ہلاک کر رہا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ یا تو وہ اس تک پہنچ نہیں پا رہا ہے یا اسے زندہ چھوڑ کر' ڈھیل دے کر دوسری طرف سے نقصان پہنچا رہا ہے۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے بابر کے دماغ میں آیا۔ چونکہ وہ اس کا معمول اور تابعدار تھا اس لیے اپنے اندر اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہا تھا۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے۔ ''پتا نہیں برین ماسٹر کہاں گم ہو گیا ہے؟ مجھ سے رابطہ نہیں کر رہا ہے۔ نہ ہی کوئی کام لے رہا ہے۔ میں اسے یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ عالی کا پتا ٹھکانا معلوم ہو گیا ہے۔ وہ حیدر آباد دکن میں ہے۔''

ماسٹر نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ فرہاد کے تمام بچوں کے پتے ٹھکانے معلوم کرے۔ فرہاد کی موت کے بعد وہ سب انڈیا سے جا چکے تھے۔ اس لیے کوئی ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ برین ماسٹر کو یہ نئی بات معلوم ہوئی کہ عالی اپنے باپ کی آخری رسومات ادا کرنے بابا صاحب کے ادارے میں نہیں گئی۔ جبکہ سب ہی وہاں پہنچے ہوئے تھے۔

اس نے بابر کے دماغ میں یہ سوال پیدا کیا کہ عالی انڈیا میں کیوں رہ گئی؟ اس ادارے میں کیوں نہیں گئی؟

بابر کی سوچ نے کہا۔ ''پتا نہیں ایسی کیا بات ہو گئی کہ بیٹی باپ کے آخری دیدار کے لیے بھی وہاں نہیں گئی؟ میں نے ایک اجنبی کی حیثیت سے بابا صاحب کے ادارے میں فون کیا تھا اور کہا تھا کہ میں ان کے بچوں سے باری باری فون پر تعزیت کرنا چاہتا ہوں تب مجھ سے کہا گیا تھا کہ وہ سب ابھی سوگ منا رہے ہیں چوبیس گھنٹے بعد ان سے رابطہ کیا جا سکے گا

پھر میں نے یونہی فرمائش کی کہ کم از کم عالی سے با

کرائی جائے تب پتا چلا کہ وہ حیدر آباد میں ہے اور یہاں نہیں آئے گی۔''

ماسٹر نے اسے مخاطب کیا۔ ''بابر...! میں ابھی تک تمہارے خیالات پڑھ رہا تھا۔ اب یہ بتاؤ' عالی حیدر آباد میں کہاں ہو سکتی ہے؟ وہ تو بہت بڑا شہر ہے۔''

''بے شک، مجھے اس کا صحیح پتا ٹھکانا معلوم نہیں ہے لیکن آپ آوڈی مین کو وہاں بھیج کر اس لڑکی تک پہنچ سکتے ہیں۔ و غیر معمولی قوتِ سماعت رکھنے والا ہمیں بڑی آسانی سے وہاں پہنچا دے گا۔''

برین ماسٹر اپنے بیٹے کے معاملے میں مصروف رہ چاہتا تھا۔ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا ''ٹھیک ہے، میں ابھی آوڈی مین کو حکم دیتا ہوں۔ تم بھی کسی پہلی فلائٹ سے حیدر آباد دکن پہنچو۔ میں بعد میں تم سے رابط کروں گا۔''

یہ کہہ کر اس نے فوراً ہی آوڈی مین سے رابطہ کیا پھ اسے حکم دیا۔ ''تم آج ہی کسی پہلی فلائٹ سے حیدر آباد دکن پہنچو۔ وہاں تمہیں فرہاد کی بیٹی عالی کی آواز سن کر اسے ٹریس کرنا ہے۔''

آوڈی مین نے کہا۔ ''سر! ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ فرہاد کے بچوں نے اپنی آواز اور لب و لہجہ تبدیل کیے ہوئے ہیں اگر یہ درست ہے تو پھر میں وہاں جا کر عالی کی آواز کیسے سن سکوں گا؟''

وہ اُلجھتے ہوئے بولا۔ ''میں دوسری طرف مصروف ہوں۔ ابھی بحث نہیں کر سکوں گا۔ تم حیدر آباد جاؤ۔ وہاں پہنچو گے تو اس لڑکی تک پہنچنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال ل جائے گا۔''

وہ ہر گھنٹے آدھے گھنٹے میں بیٹے کے اندر پہنچ جایا کرتا تھا اس کی بہتری اور تحفظ کے لیے بہت کچھ کرتا رہتا تھا۔ اس وقت بھی بیٹے کے پاس جانے کی جلدی تھی۔ اس لیے آوڈی مین کو مختصر سا حکم دے کر اس کے پاس پہنچ گیا۔

میں بھی دوسرے دن لندن بے باک کے پاس پہنچ گئی تھی۔ وہ اتنا خوش ہو رہا تھا کہ اپنے ہاتھوں سے میرے لیے کھانا پکا رہا تھا۔ میں نے کہا۔ ''یہ کیا کر رہے ہو؟ تمہیں کئی جگہ مصروف رہنا ہے۔ یہ کام میں کرتی ہوں۔ کل سے کس اچھے کک کو رکھ لیا جائے گا۔''

''یہ میری خواہش ہے کہ اپنے ہاتھوں سے پکا کر آپ

کھلاؤں۔ اس لیے آپ اعتراض نہ کریں۔ جہاں تک مصروفیات کا تعلق ہے تو میں اسرائیلی آرمی کے اس افسر سے بڑی حد تک نمٹ چکا ہوں۔ اسے ذہنی اذیتوں میں مبتلا کر رہا ہوں اور اس کی بیٹی کا دماغی علاج بھی کر رہا ہوں۔''

وہ ڈیلائلہ اور اس کے باپ کرنل کے بارے میں بہت کچھ بتانے لگا۔ میں نے تمام باتیں سننے کے بعد خوش ہو کر کہا۔ ''میرا بیٹا بے باک مومن واقعی مومن ہے۔ دشمن کے بچوں سے دشمنی نہیں کرتا بلکہ ان کے ساتھ اچھا رویہ رکھتا ہے۔''

میں نے اس کی پیشانی کو چومتے ہوئے پوچھا۔ ''اب اپنی اینا کے بارے میں بتاؤ، تمہارا عشق کہاں تک پہنچا؟''

''مجھ سے زیادہ تو وہ میری دیوانی ہو گئی ہے۔ دن رات میرے ہی بارے میں سوچتی رہتی ہے۔''

میں نے اسے پیار سے گھورتے ہوئے کہا۔ میرے سامنے زیادہ باتیں نہ بناؤ اور جھوٹ نہ بولو۔ تم خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر جاتے ہو اور اسے اپنی طرف مائل کرتے رہتے ہو، وہ بیچاری تو بری طرح سے تم پر عاشق ہو گئی ہے۔''

اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''یس ممّا! پہلے تو میں نے یہی کیا تھا۔ اس کے دماغ میں جا کر اسے اپنی طرف مائل کرتا رہتا تھا لیکن اب ایسا کچھ نہیں کرتا ہوں۔ ہائی گاڈ! وہ دل کی گہرائیوں سے مجھے چاہنے لگی ہے۔''

''تم نے کہا تھا کہ ماسٹر تمہارے بارے میں کھوج لگا رہا ہے؟ بنی کے ذریعے تمہاری آواز سننا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں کیا ہو رہا ہے؟''

''میں کل سے اینا کی طرف رخ نہیں کر رہا ہوں۔ اس سے کترا رہا ہوں۔ یہ اندیشہ ہے کہ ماسٹر اس کے ذریعے میرے اندر پہنچے گا تو میں بے اختیار سانس روک لوں گا۔ اس سے وہ اندازہ کرے گا کہ میں عام انسانوں سے مختلف ہوں۔ یوگا کا ماہر ہوں اور اگر میں نے اسے اندر آنے کی اجازت دی تو وہ میرے چور خیالات پڑھ کر میری اصلیت معلوم کر لے گا۔''

میں نے اس کے شانے کو تھپکتے ہوئے کہا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہو گی۔ مجھے یقین ہے' اب تک تم پر روحانی عمل ہو چکا ہے۔ تمہارا دماغ بھی ہماری طرح عجوبہ بن گیا ہے۔''

اس نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔ ''کیا واقعی...؟ کیا ماسٹر یا کوئی بھی دشمن میرے خیالات پڑھ کر میری اصلیت نہیں معلوم کر سکے گا؟''

میں نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ''تم جس روپ میں رہو گے، دشمن تمہارے چور خیالات پڑھ کر اسی روپ کو سمجھیں گے۔ تمہاری اصلیت تک کبھی پہنچ نہیں پائیں گے۔ جب تک خود تم نہیں چاہو گے۔''

اس نے میرے گال کو چوم کر کہا۔ ''اوہ آئی لو یو ممّا! آپ نے اور اعلیٰ حضرت نے مجھے ایک بہت بڑے اندیشے سے نجات دلائی ہے۔ آیندہ میں کسی بھی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کے سامنے یوگا کا مظاہرہ نہیں کروں گا۔ انہیں اپنے اندر آنے کی کھلی اجازت دوں گا۔''

ایسے ہی وقت الپا نے مجھے مخاطب کیا۔ ''السلام علیکم ممّا!''

میں نے کہا۔ ''وعلیکم السلام.... کیسی ہو بیٹی؟''

''آپ کی دعائیں اور اعلیٰ حضرت کی کرم فرمائیاں ہیں۔ میں یہاں بابا صاحب کے ادارے میں بہت خوش ہوں۔ ایسا لگتا ہے' ایک نئی دنیا میں سانس لے رہی ہوں۔''

''خدا تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔ ابھی کیسے یاد کیا ہے؟''

''میں نے ابھی بیٹھے بیٹھے سوچا کہ ان تین کوما میں رہنے والوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔ جب امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان تینوں پر عمل کر رہے تھے اور ان کے دماغوں کو لاک کر رہے تھے تب میں اور کرونا ان کے اندر موجود تھیں۔ ہمیں یہ معلوم ہو گیا تھا کہ کس آواز اور

لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کیا جا رہا ہے؟''

''میں یہ باتیں جانتی ہوں۔ آگے بولو؟''

''آگے کیا بولوں؟ میں نے خیال خوانی کے ذریعے ان کے اندر پہنچنا چاہا تو کسی ایک کے بھی اندر نہ پہنچ سکی۔''

''اس کا مطلب ہے کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان پر دوبارہ عمل کیا ہے۔ نئی آواز اور لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کر دیا ہے؟''

''ایسی کوئی بات نہیں ممّا! میں نے امریکی اکابرین کے خیالات پڑھے ہیں۔ ایک افسر کے خیالات سے معلوم ہوا کہ وہ بھی اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے پریشان ہیں۔ وہ تینوں کسی کی گرفت میں آ کر اپنی خفیہ پناہ گاہ سے فرار ہو رہے تھے۔ ان میں سے دو تو ہاتھ نہ آسکے مگر تیسرا ان کے ہاتھ آ گیا ہے۔''

''پھر تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ماسٹر ہی باقی دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے شکنجے میں لے چکا ہے۔''

الپا نے کہا۔ ''شاید یہ بات بھی نہیں ہے۔ وہ تیسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا جو فرار ہونے میں ناکام رہا تھا اور امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ اس کے اندر کوئی عورت آئی تھی۔ اس نے عمل کر کے اس کے دماغ کو نئے سرے سے لاک کر دیا تھا پھر اسے اس پناہ گاہ سے فرار ہونے پر مجبور کیا تھا۔''

میں نے کہا۔ ''تعجب ہے، وہ عورت کون ہو سکتی ہے جس نے ان پر عمل کیا تھا؟ ایک کو حاصل کرنے میں ناکام رہی لیکن دو کو حاصل کر چکی ہے؟''

''میں عالی، انوشے اور تاشہ ٹیلی پیتھی جانتی ہیں۔ ہم میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا۔ اب ایک کرونا ہے۔''

''ہماری ثنا (نومی کرسٹل) بھی ہے لیکن وہ چالیس دنوں تک نہ خیال خوانی کرے گی اور نہ ہی کسی معاملے میں دلچسپی لے گی لہٰذا ثنا نے بھی ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔ لامحالہ کرونا پر ہی شبہ کیا جا سکتا ہے۔ کیا تم نے اس سلسلے میں اس سے بات کی ہے؟''

''نہیں، میں چاہتی ہوں' آپ کی موجودگی میں اس سے بات ہو۔ میں اسے کہہ دیتی ہوں کہ آپ نے یاد کیا ہے۔ وہ یہاں آئے گی تو پھر ہم اس سے بات کریں گے۔''

''ہاں، یہی مناسب رہے گا۔ اسے میرے پاس بھیج دو۔''

الپا اسی وقت خیال خوانی کے ذریعے کرونا کے پاس پہنچی تو اس نے فوراً ہی سانس روک لی۔ اس نے دوسری بار پہنچ کر کہا۔ ''میں الپا ہوں۔ ممّا نے تمہیں یاد کیا ہے۔ ابھی ان کے پاس جاؤ۔''

الپا واپس میرے پاس پہنچ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی کرونا نے آ کر کہا۔ ''مارننگ ممّا! میں کرونا بول رہی ہوں۔''

''تم مارننگ کہہ رہی ہو۔ اس کا مطلب ہے' جس ملک میں ہو وہاں ابھی صبح ہوئی ہے؟''

''آپ تو کسی بھی ایک لفظ سے بات کرنے والے کو دور تک پہچان لیتی ہیں۔ بے شک میں اس وقت کینیڈا میں ہوں۔''

''تم تو قاہرہ میں فرمان کے پاس تھیں؟''

''میں وہاں سے ٹونی جے کے پاس آ گئی تھی۔ ابھی آ کر آپ کو یہ خوشخبری سنانے ہی والی تھی کہ میں اور ٹونی جے ایک دوسرے کے لائف پارٹنر بن چکے ہیں۔''

''یہ تو واقعی بہت خوشی کی بات ہے۔ تم اب تک جگہ جگہ بھٹکتی رہی ہو۔ کوئی تمہیں سمجھنے اور چاہنے والا نہیں ملا تھا۔ اب ٹونی جے مل گیا ہے۔ اس کی قدر کرتی رہنا۔ کیا ہنی مون منانے کینیڈا آئی ہو؟''

وہ ایک ذرا جھجک کر بولی۔ ''جی، جی ہاں۔ ٹونی کی خواہش تھی کہ ہم نیاگرا فال کے قریب ہنی مون منائیں۔''

''چلو اچھی بات ہے۔ یہ بتاؤ، ان دونوں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کہاں چھپا کر رکھا ہے؟''

''جج۔ جی...'' اس نے چونکنے کی ایکٹنگ کی۔ پھر پوچھا۔ ''یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟''

''کرونا! ابھی تم نے کہا تھا کہ میں ایک لفظ سے بات کرنے والے کو دور تک پہچان لیتی ہوں۔ تم میرے سوال پر چونکی نہیں ہو۔ بلکہ چونکنے اور حیران ہونے کی ایکٹنگ کر رہی ہو۔''

''اونو ممّا...! میرے لیے یہ سچ مچ چونکنے کی بات ہے کہ آپ ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مجھ سے منسوب کر رہی ہیں اور یہ سمجھ رہی ہیں کہ میں نے انہیں ٹریپ کر لیا ہے اور چپ چاپ کسی پناہ گاہ تک پہنچا دیا ہے؟''

''اچھا تو تم نے ایسا نہیں کیا ہے؟''

وہ پریشانی ظاہر کرتے ہوئے بولی۔ میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آپ اس سلسلے میں مجھ پر شک کیوں کر رہی ہیں؟ میں تو ٹونی جے کے ساتھ اس طرح مگن ہوں کہ ان تینوں کی طرف دھیان بھی نہیں جا رہا ہے۔ ابھی آپ کی

زبان سے یہ بات سن رہی ہوں۔‘‘

’’دیکھو کرونا! فرہاد نے تمھیں بیٹی بنایا تھا۔ کیا اس کی آنکھیں بند ہوتے ہی تم ہم سے غداری کرو گی؟‘‘

’’میری تو سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ آپ مجھ پر کیوں شک کررہی ہیں؟ کیا میرے خلاف آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے؟‘‘

’’الپا ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر پہنچنا چاہتی تھی لیکن نہ پہنچ سکی۔ پتا چلا کہ ان کے دماغوں کو دوبارہ تنویمی عمل کے ذریعے لاک کیا گیا ہے۔‘‘

’’تو پھر امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ایسا کیا ہو گا۔‘‘

’’وہ خود پریشان ہیں اور ہم پر شک کررہے ہیں۔‘‘

’’وہ ہم پر کیوں شک کریں گے؟ کیا برین ماسٹر انہیں فریب نہیں کرسکتا؟ انہیں اغوا کرکے کسی خفیہ پناہ گاہ میں پہنچا نہیں سکتا؟‘‘

’’نہیں، یہ ماسٹر نے بھی نہیں کیا ہے۔‘‘

’’آپ کیسے یقین سے کہہ سکتی ہیں؟‘‘

’’تم اس تیسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو بھول رہی ہو جو امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی گرفت میں آگیا ہے۔ اس نے بیان دیا ہے کہ اس پر ایک عورت نے عمل کیا تھا اور نئی آواز اور لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا تھا۔ اب بتاؤ وہ عورت کون ہوسکتی ہے؟‘‘

’’ہماری دنیا میں کتنی ہی ٹیلی پیتھی جاننے والیاں ہیں۔‘‘

’’پوری دنیا میں نہیں۔ صرف ہماری فیملی اور بابا صاحب کے ادارے میں ہیں۔ چونکہ فرہاد نے تمھیں بیٹی کہا تھا اس لیے ہم تمھیں بھی اپنی فیملی میں شامل کرتے ہیں۔‘‘

وہ ذرا سوچ کر بولی۔ ’’جب امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان تین کوما میں رہنے والوں پر عمل کررہے تھے اور نئی آواز اور لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کر رہے تھے تو اس وقت میرے ساتھ الپا بھی تھی۔ آپ صرف میرا محاسبہ کررہی ہیں۔ کیا الپا ایسا نہیں کرسکتی؟‘‘

’’وہ کبھی ایسا نہیں کرے گی۔ ہم سے زیادہ اس کی نیت کو اعلیٰ حضرت جانتے ہیں۔ انہوں نے اسی لیے الپا کو ادارے میں رہنے کی اجازت دی ہے کہ اب اس کے اندر جھوٹ اور دغا بازی نہیں ہے۔‘‘

’’یعنی میں جھوٹی اور دغا باز ہوں؟‘‘

’’تم سچ بولو یا ٹونی جے کو میرے پاس بھیجو۔ میں دیکھتی ہوں کہ وہ مجھ سے کیسے جھوٹ بولے گا؟‘‘

وہ ناگواری سے بولی۔ ’’معاف کیجیے۔ جب میں جھوٹی اور دغا باز ہوں تو میرا شوہر بھی ایسا ہی ہوگا۔ آپ اس سے بات کرنے کی زحمت نہ کریں۔‘‘

’’یعنی تم اپنی اصلیت پر آگئیں؟ تمھیں جو عزت فرہاد کی فیملی سے ملی تھی، وہ راس نہیں آئی۔ جاؤ، اور اپنے بُرے وقت کا انتظار کرو۔‘‘

وہ حقارت سے بولی۔ ’’اونہہ... میرے بُرے وقت کی بات کررہی ہیں جبکہ خود پر یہ وقت آچکا ہے۔ آپ فرہاد کے بغیر ہیں کیا؟ مجھ سے ٹکرائیں گی تو معلوم ہوگا کہ شیر کے مرنے کے بعد شیرنی کی کمر ٹوٹ چکی ہے۔ آپ کے لیے نیک مشورہ یہی ہے کہ آخری عمر ہے۔ بابا صاحب کے ادارے میں بیٹھ کر کہیں کسی کونے میں اللہ اللہ کریں۔‘‘

’’جاتی ہو یا سانس روک کر بھگا دوں؟‘‘

وہ اونہہ کہہ کر چلی گئی۔ بے باک نے کہا۔ ’’آپ نے درست کہا ہے بعض لوگوں کو عزت راس نہیں آتی۔ وہ آپ کے سامنے بڑا بول کر گئی ہے۔ میں آپ کا بیٹا ہوں۔ اسے سزا دینے کا حق رکھتا ہوں۔ کیا آپ مجھے یہ حق دیں گی؟‘‘

’’بے باک! تم بہت سے محاذوں میں اُلجھے ہوئے ہو۔ خوامخواہ جذبات میں نہ آؤ۔ تم کرونا کی طرف کوئی توجہ نہیں دو گے۔ بعد میں دیکھا جائے گا۔‘‘

’’بے شک، بعد میں دیکھا جائے گا لیکن جب بھی مجھے موقع ملے گا تو میں اس کی زبان بند کردوں گا۔ وہ زندہ رہے گی مگر بولنے کے قابل نہیں رہے گی۔‘‘

’’بس، زیادہ نہ بولو۔ جو کہا ہے وہ کرو۔ ابھی اس کی طرف کوئی توجہ نہ دو۔‘‘

الپا نے پوچھا۔ ’’ممّا! کیا میں جاؤں؟‘‘

’’ہاں جاؤ، جب ضرورت ہوگی تو میں تمھیں بلاؤں گی۔‘‘

وہ خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔ لنچ کا وقت ہو رہا تھا۔ میں نے بے باک سے کہا۔ ’’اب کھانے پینے اور اِدھر اُدھر کی بات کرو۔ کرونا کا ایک ذرا بھی ذکر نہ کرنا۔‘‘

وہ میری ہدایت پر عمل کرنے لگا۔ کھانے کے دوران میں اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا لیکن میں سمجھ رہی تھی کہ کرونا نے مجھ سے بدتمیزی کی تھی اور یہ بات اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ وہ جبراً میرے سامنے یوں چپ تھا جیسے کرونا کو بھول گیا ہو۔

لنچ کے بعد بے باک کے فون کا بزر سنائی دیا۔ اس نے نمبر پڑھ کر کہا۔ ’’اینا مجھے کال کررہی ہے۔‘‘

میں نے کہا۔ ’’ہوسکتا ہے، ماسٹر اس کے اندر موجود ہو اور اس کے ذریعے تمہاری آواز سننا چاہتا ہو۔ میں اپنے بیڈ روم میں جارہی ہوں۔ میرے بارے میں تمہارے اندر یہی خیالات رہیں گے کہ میں تمہاری سگی ماں ہوں اور یہاں تمہارے ساتھ ہی رہتی ہوں۔ تم نے اینا اور اس کی ماں کو بتایا ہے کہ ہیرے جواہرات کے تاجر ہو۔ جب ماسٹر تمہارے خیالات پڑھے گا تو اسے یہی باتیں پتا چلیں گی۔ تم اپنے بارے میں جو چھپانا چاہتے ہو وہ اس کے سامنے کبھی نہیں آئے گا۔‘‘

میں اپنے بیڈ روم میں چلی گئی۔ اس نے فون کو آن کرکے کان سے لگا کر پوچھا۔ ’’ہیلو، اینا!‘‘

اس نے فوراً ہی شکایت کی۔ ’’تم کہاں ہو؟ اپنا فون بند کیوں رکھتے ہو؟ میں نے کئی بار تم سے رابطہ کرنا چاہا مگر مایوس ہوتی رہی۔‘‘

’’سوری اینا! میرا موبائل سیٹ خراب ہوگیا تھا۔ میں نے کل شام کو سوچا نیا خرید لوں لیکن گھر سے نہ نکل سکا۔ صبح میری ممّا آگئیں۔ اس لیے ان کے ساتھ وقت گزارتا رہا۔ ابھی یہ نیا سیٹ خرید کر تم سے رابطہ کرنا چاہتا تھا ایسے ہی وقت تم نے کال کیا ہے۔‘‘

ایسے ہی وقت اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو اپنے اندر محسوس کیا۔ چونکہ وہ ہیرے جواہرات کا تاجر تھا۔ کوئی یوگا کا ماہر نہیں تھا۔ اس لیے اس نے سانس نہیں روکی۔ آنے والے کو خیالات پڑھنے کی چھوٹ دے دی۔

اینا نے پوچھا۔ ’’یہ بتاؤ‘ مجھ سے کب مل رہے ہو؟‘‘

’’میں تو دن رات تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس طرح کے کبھی الگ نہ ہوسکوں۔ یعنی ہم شادی کرلیں لیکن شاید میرا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہوسکے گا۔‘‘

’’یہ خواب نہیں ہے۔ حقیقت ہے۔ اس لیے تعبیر کے بارے میں نہ سوچو، ہم ایک دوسرے کے ضرور ہوں گے۔‘‘

’’لیکن، میں تو ایک سیاہ فام ہوں اور تم گوری نسل سے ہو؟‘‘

’’اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب ہم راضی ہیں تو دنیا کیوں اعتراض کرے گی؟‘‘

’’دنیا کو چھوڑو، تمہارے ماں باپ ہی ہمیں ملنے نہیں دیں گے۔‘‘

’’تو پھر ٹھیک ہے، میں دو برس اور انتظار کرلوں گی۔ ابھی ٹین ایج ہوں۔ دو برس کے بعد قانونی طور سے بالغ ہو جاؤں گی تو اپنی مرضی سے شادی کا فیصلہ کروں گی۔ میرے ممی ڈیڈی قانون کے سامنے بے بس ہو جائیں گے۔ ہمارے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں رہے گی۔‘‘

’’آئی لو یو اینا! میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تمہاری جیسی حسین لڑکی مجھ سے اس طرح والہانہ محبت کرے گی۔ میں ساری عمر تمہاری قدر کروں گا۔‘‘

’’صرف زبان سے ہی قدر کرتے رہو گے یا ملنا بھی چاہو گے؟‘‘

’’تم جہاں کہو، ابھی چلا آؤں گا۔‘‘

’’تم ریجنٹ پارک میں کب تک پہنچ سکتے ہو؟‘‘

’’یہاں سے ڈیڑھ گھنٹے کی ڈرائیو ہے۔ یہ بتاؤ پارک میں کہاں ملو گی؟‘‘

’’میں ٹھیک دو گھنٹے کے بعد زولوجیکل گارڈن کے گیٹ پر ملوں گی۔‘‘

’’آل رائٹ، میں یہاں سے نکل رہا ہوں۔ اوکے... سی یو۔‘‘

بے باک نے فون بند کیا۔ اس دوران میں اس نے محسوس کیا تھا۔ کہ ماسٹر اس کے اندر سے جا چکا ہے۔ وہ میرے پاس آکر بولا۔ ’’ممّا! میں اینا سے ملنے جارہا ہوں۔ اب شاید رات تک واپسی ہوگی۔ کوئی بات ہو تو آپ فون کے ذریعے رابطہ کریں‘ میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔‘‘

وہ مجھ سے اجازت لینے کے بعد بنگلے سے باہر آکر کار میں بیٹھ گیا۔ اسے اسٹارٹ کرنے سے پہلے فون کا بزر سنائی دیا۔ اس نے نمبر پڑھا تو وہ کوئی نیا نمبر تھا۔ اس نے فون آن کرکے کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ ’’ہیلو، آپ کون ہیں؟‘‘

ماسٹر کی آواز سنائی دی۔ ’’میرا نام رچ مین ہے۔ کیا اس کے بعد یہ بتانا ہوگا کہ میں کون ہوں؟‘‘

بے باک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ’’سمجھ گیا۔ آپ میری اینا کے فادر ہیں۔‘‘

’’خبردار! میرے سامنے میری بیٹی کو اپنی اینا کبھی نہ کہنا۔‘‘

’’کیا آپ اپنی بیٹی کو اپنی بیٹی کہتے ہیں؟‘‘

’’بے شک، میں اسے اپنی کہتا ہوں۔‘‘

’’اسی طرح میں بھی اپنی اینا کو اپنی کہتا ہوں پھر آپ اعتراض کیوں کررہے ہیں؟‘‘

’’تم کالے ہو، میری بیٹی سے تمہارا رشتہ کبھی نہیں ہو سکے گا پھر یہ کہ ہم عیسائی ہیں اور تم مسلم ہو۔ تم سے تو قیامت تک رشتہ نہیں ہوسکے گا۔‘‘

"بزرگو! جس روز رشتہ ہو جائے سمجھ لینا وہی قیامت کا دن ہے۔"

"کیا تمہیں اپنی زندگی عزیز نہیں ہے؟"

"یعنی اب آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں۔ کیا آپ گولی مار سکتے ہیں؟ یا کسی کے ذریعے قتل کروانا چاہتے ہیں؟"

"تم درست سمجھ رہے ہو۔ اینا سے دوستی ختم نہیں کرو گے تو کل کا سورج نہیں دیکھ سکو گے۔"

"کل کس نے دیکھا ہے؟ میں تو ابھی تمہاری بیٹی سے ملنے جا رہا ہوں۔ وہ گھر سے نکل چکی ہو گی۔ میں بھی یہاں سے نکل رہا ہوں۔ ہم دونوں ایک خوبصورت سے پارک میں ملنے والے ہیں اگر اتنے ہی جی دار ہو تو وہاں پہنچ کر مجھے گولی مارو۔"

اس نے بے باک اور اپنی بیٹی کی باتیں سن کر معلوم کیا تھا کہ وہ ریجنٹ پارک میں ملنے والے ہیں لیکن اس نے انجان بن کر پوچھا۔ "یہ بتاؤ میری بیٹی سے کہاں ملنے جا رہے ہو؟ میں ابھی وہاں آؤں گا۔"

"میں اتنا نادان نہیں ہوں۔ کہ رنگ میں بھنگ ڈالنے کے لیے محبوبہ کے باپ کو آنے کی دعوت دوں۔ بیٹی سے پوچھو گے تو وہ بھی تمہیں نہیں بتائے گی اور آگے کچھ کہنا ہے؟"

"بس یہی کہ تمہاری زندگی مختصر ہو چکی ہے۔"

"ٹھیک ہے، تم میری سانسیں گنتے رہو۔ میں تمہاری بیٹی کی زلفوں کے تار گننے جا رہا ہوں۔ آئی وش یو بیڈ لک۔"

بے باک نے فون بند کر کے کار اسٹارٹ کی پھر وہاں سے جانے لگا۔ ایسے وقت پھر اس نے ماسٹر کو اپنے اندر محسوس کیا۔ اس کی بیٹی کا معاملہ تھا۔ وہ بہت غصے میں تھا۔ اس کے اندر زلزلہ پیدا کر سکتا تھا۔ کار چلانے کے دوران میں اسے حادثے سے دوچار کر سکتا تھا لیکن وہ اتنی جلدی اتنا بڑا قدم اٹھانا نہیں چاہتا تھا۔

اس وقت وہ چاہتا تھا کہ بے باک اس کی بیٹی سے نہ ملے۔ وہ اس کے دماغ پر قبضہ جما کر ہاتھوں سے اسٹیرنگ کو بہکانے لگا۔ یہ اس کی خوش فہمی تھی کہ اس نے بے باک کے دماغ پر قبضہ جما لیا ہے۔

اُدھر بے باک نے اسٹیرنگ کو اچھی طرح سے سنبھالتے ہوئے زیرِ لب کہا۔ "یہ میرے دماغ میں کیا ہو رہا ہے؟ میں نے اسٹیرنگ کو اپنے قابو میں رکھا ہے پھر یہ خیال کیوں پیدا ہو رہا ہے کہ اسے فٹ پاتھ کی طرف موڑ دینا چاہیے؟ کیا میں پاگل ہوں؟"

وہ بڑے ہی مصمم ارادے کے ساتھ ڈرائیونگ کر رہا تھا اور ماسٹر حیران ہو رہا تھا کہ اس سیاہ فام کا دماغ کس قدر توانا ہے کہ خیال خوانی کی لہریں اسے کنٹرول نہیں کر پا رہی ہیں۔

آخر اس نے ایک ہلکا سا زلزلہ اس کے اندر پیدا کیا۔ اس نے فوراً ہی کار کو سڑک کے کنارے روک دیا پھر ایک ہاتھ سے سر کو تھام کر سوچنے لگا۔ "یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ ابھی دماغ میں کچھ بوجھ سا محسوس ہوا تھا۔ ایسا لگا تھا کہ دماغ جھٹکا کھا کر رہ گیا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟"

بے باک کی اس سوچ نے ماسٹر کو یہ سمجھایا کہ اس کی خیال خوانی کی لہریں اپنا کام کر رہی ہیں۔ زلزلہ بھی پیدا ہو رہا تھا لیکن بے باک کا ذہن غیر معمولی قوت رکھتا ہے۔ اس پر خیال خوانی کی لہریں پوری طرح اثر انداز نہیں ہو رہی ہیں۔

وہ پھر سے اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ اس بار بے باک کی مرضی کے مطابق اسے معلوم ہوا کہ اس کا تعلق افریقا کے ایک پسماندہ قبیلے سے رہا ہے۔ اس قبیلے والے کالا جادو جانتے تھے۔ اس پر بچپن میں ایسا جادو کیا گیا تھا کہ اس کا جسم اور دماغ دوسروں سے مختلف اور غیر معمولی قوت کا حامل ہو گیا تھا۔

ماسٹر اس کے خیالات پڑھتا رہا اور بے باک بڑی فراخدلی سے اسے پڑھاتا رہا۔ اسی طرح وہ پڑھتے پڑھاتے ریجنٹ پارک پہنچا پھر وہاں سے کار ڈرائیو کرتا ہوا گارڈن کے گیٹ کے سامنے پہنچ گیا۔ وہاں اینا موجود تھی۔ اسے دیکھتے ہی خوشی کا اظہار کرتی ہوئی تیزی سے چلتی ہوئی آئی اور اس سے لپٹ گئی۔ ایسے ہی وقت اس کے ذہن کو جھٹکا سا لگا اور وہ بے باک سے الگ ہو گئی۔

وہ حیرانی سے بولی۔ "یہ ابھی میرے ساتھ کیا ہوا تھا؟"

بے باک اچھی طرح سے سمجھ رہا تھا کہ باپ کے سینے پر سانپ لوٹ رہا ہے۔ وہ اپنی بیٹی کو اس کے یار سے ملنے نہیں دینا چاہتا۔ اس نے انجان بن کر اینا سے پوچھا۔ "ابھی تمہیں کیا ہوا تھا؟"

"پتا نہیں، مجھے ایسا لگا جیسے کسی نے اچانک ہی مجھے دھکا دے کر تم سے الگ کر دیا ہو۔"

"عجیب بات ہے، میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ میں گھر سے چلا تو مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ اسٹیرنگ ہاتھ سے بہک رہا ہے پھر مجھے ایسا لگا جیسے دماغ کو ہلکا سا جھٹکا پہنچا ہے۔"

"اوہ گاڈ! ایسے میں اگر واقعی اسٹیرنگ بہک جاتا۔ تمہارے دماغ کو کچھ ہو جاتا تو کتنا بڑا حادثہ ہو جاتا۔"

اس نے اس کے دونوں بازوؤں کو تھام کر کہا۔ "میری

فکر نہ کرو۔ میرے دادا ایک قبیلے کے سردار تھے۔ انہوں نے مجھ پر ایسا عمل کیا ہے کہ میرا دماغ فولاد ہو کر رہ گیا ہے۔ کوئی جادو ٹونے کے ذریعے مجھے ہلا نہیں سکتا۔"

وہ پریشان ہو کر بولی۔ "کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم پر کوئی جادو ٹونا کر رہا ہے؟"

وہ دونوں گارڈن کے احاطے میں داخل ہو گئے۔ آگے کہیں جا کر بیٹھنے کے لیے ایک طرف چلنے لگے۔ بے باک نے کہا۔ "ایسی حالت میں تو یہی سوچا جا سکتا ہے کہ ہم پر کالا عمل کیا جا رہا ہے۔"

"کون ہم سے دشمنی کر رہا ہو گا؟"

"تم جسے دشمن کہتی ہو۔ میں اسے کتے کا بچہ کہتا ہوں۔"

ماسٹر یہ گالی سنتے ہی بھنا گیا۔ اس نے غصے میں آ کر پھر زلزلہ پیدا کیا۔ بے باک نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر کہا۔ "ابھی میرے اندر پھر کچھ ہونے والا تھا۔ پتا نہیں وہ کون جادوگر ذلیل اور کمینہ ہے؟ اسے جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ اس کا جادو مجھ پر کبھی اثر نہیں کرے گا۔"

ماسٹر گالی سن رہا تھا اور جھنجلا رہا تھا۔ جھنجلاہٹ اس بات پر بھی تھی کہ بے باک کے وِچ ڈاکٹر دادا نے اس پر کوئی کالا عمل کیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کی ٹیلی پیتھی کا ہتھیار ناکارہ ہو رہا تھا۔ وہ بُری طرح اُلجھا ہوا تھا۔ اسے اپنے بیٹے کی بھی فکر تھی۔ وہ جلد از جلد اس کے پاس جانا چاہتا تھا اور بیٹی کے معاملے میں زیادہ وقت گزارنا نہیں چاہتا تھا مگر یہ تجسس روک رہا تھا کہ بے باک کا دماغ غیر معمولی ہے؟ یا واقعی اس پر کالا عمل کیا گیا ہے؟

اینا نے کہا۔ "میرے ساتھ بھی کچھ عجیب سی باتیں ہو رہی ہیں۔ ایک رات میں سو رہی تھی۔ مجھے ایسا لگا جیسے سحر زدہ ہو رہی ہوں۔ میری اپنی سوچ نے کہا کہ کوئی بھی مجھ پر عمل کرے تو میں کسی کے زیرِ اثر نہیں آؤں گی۔"

"کیا تم نے اپنے اندر کسی کے بولنے کی آواز سنی تھی؟"

"ہاں، مجھے ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے کوئی بول رہا ہے اور اس کے جواب میں، میں بھی سوچ کے ذریعے بول رہی ہوں۔"

"پھر تو یہ ٹیلی پیتھی والا معاملہ ہے۔ یقیناً کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے اندر آتا ہے اور تمہیں اپنا تابعدار بنا لینا چاہتا ہے۔"

پھر اس نے اینا سے پوچھا۔ "کیا ایسا تمہارے ساتھ ایک بار ہی ہوا تھا؟"

"نہیں، اس کے بعد بھی دو بار ایسا ہوا کوئی میرے اندر بولتا تھا۔ مجھے تابعدار بنانا چاہتا تھا اور میں انکار کر دیتی تھی۔ مجھ پر اس کی باتوں اور سوچ کی لہروں کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔"

"تھینکس گاڈ! اس معاملے میں ہم دونوں کا دماغ ایک جیسا ہی ہے۔ کوئی تم پر ٹیلی پیتھی کے ذریعے اثر انداز ہونا چاہتا ہے اور ناکام ہو رہا ہے۔ اب کوئی میرے دماغ کو کالے جادو کے ذریعے نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور وہ بھی ناکام ہو رہا ہے۔"

"نہیں بے باک! میرا خیال ہے کہ تمہارے دماغ میں کوئی کالا جادو کرنے والا نہیں بلکہ ٹیلی پیتھی جاننے والا ہی آتا ہے۔ وہی جو میرے اندر آتا ہے۔ ہم دونوں کا وہی ایک دشمن ہے۔"

"اس دشمن کو گولی مارو۔ ہم بھی کس کی بات لے بیٹھے ہیں؟ اس رومانٹک ملاقات میں صرف پیار و محبت کی باتیں ہونی چاہئیں۔"

ماسٹر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ غصے سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ اس نے بیٹے کو تو دشمنوں سے چھپا لیا تھا۔ اب بیٹی کا مسئلہ رہ گیا تھا۔ وہ بے باک کی دیوانی ہو گئی تھی اور اپنے ماں باپ کی بات نہیں مان رہی تھی۔ اس سے جبراً اپنی بات کو منوانے کا پہلا اور آسان راستہ یہی تھا کہ وہ تنویمی عمل کے ذریعے اسے زیرِ اثر لے آتا پھر وہ اس کی ہر بات مانتی لیکن بار بار اس کے اندر جا کر عمل کرنے کے بعد یہ بات سمجھ میں آئی کہ بیٹی کا دماغ کچھ غیر معمولی سا ہے اور وہ خیال خوانی کی لہروں سے متاثر نہیں ہوتا ہے۔

اور یہ شبہ بھی پیدا ہوتا تھا کہ شاید کسی نے اینا کے دماغ پر پہلے سے عمل کیا ہے اور اس کے ذہن میں یہ بات نقش کر دی ہے کہ وہ آیندہ کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی سوچ کی لہروں سے متاثر نہیں ہوا کرے گی۔

وہ ٹہلتے ٹہلتے ایک جگہ بیٹھ گیا۔ سنجیدگی سے سوچنے لگا کہ بے باک کے ساتھ بھی تو یہی ہو رہا ہے۔ میری خیال خوانی کی لہریں اس پر اثر انداز نہیں ہو رہی ہیں اور اس کے خیالات کہتے ہیں کہ اس کے دماغ کو کالے جادو کے ذریعے بہت ہی طاقتور اور غیر معمولی بنا دیا گیا ہے۔

اس کی ذہانت اس بات کو قبول نہیں کر رہی تھی۔ سوال یہ پیدا ہو رہا تھا۔ "کیا ایسا ممکن ہے کہ کالے جادو کے ذریعے دماغ کو اس قدر طاقتور اور غیر معمولی بنا دیا جائے؟... نہیں... میں نہیں مانتا۔"

وہ انکار میں سر ہلاتے ہوئے سوچنے لگا۔ "اگر میرا یہ

شبہ درست ہے کہ اینا کے دماغ کو بے حس بنادیا گیا ہے اور وہ کسی کی معمولہ اور کنیز بن کر میری ٹیلی پیتھی سے متاثر نہیں ہو رہی ہے تو پھر اسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے بے باک کے دماغ کو بھی بے حس بنادیا ہے۔ اس پر بھی کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے۔ مجھے یقین کرلینا چاہیے کہ ان دونوں کے ساتھ ٹیلی پیتھی کا چکر چل رہا ہے۔"

وہ خلا میں تکتے ہوئے سوچنے لگا۔ "اور یہ ٹیلی پیتھی کا چکر کون چلا سکتا ہے؟"

جواب بالکل واضح تھا کہ صرف اور صرف فرہاد ہی ایک ایسا دشمن ہے جو مرنے کے بعد بھی اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔

اب وہ فرہاد کو پیش نظر رکھ کر نئے سرے سے سوچنے لگا۔ ایک کڑی سے دوسری کڑی ملانے لگا۔ پہلی کڑی میں اس کا بیٹا جارج رچ مین تھا۔ جسے فلاڈیلفیا میں نقصان پہنچایا گیا تھا۔ اسے بری طرح سے زخمی کر کے اس کے لاکھوں ڈالر کوئی چرا کر لے گیا تھا۔ اگر وہ اسے بروقت وہاں سے نہ نکالتا، اس کا نام اور شخصیت بدل کر دشمن کی نظروں سے اسے غائب نہ کرتا تو پتا نہیں اس کا کتنا برا انجام ہوتا؟

وہ ایک کڑی سے دوسری کڑی ملا رہا تھا۔ دوسری کڑی اس کی بیٹی تھی۔ جو اس کی خیال خوانی کی گرفت میں نہیں آرہی تھی۔ تیسری کڑی بے باک تھا۔ وہ بھی اس کی مٹھی میں نہیں آرہا تھا۔

اب ماسٹر کی عقل میں یہ بات آرہی تھی کہ فرہاد کی آتما اس کے پاس پہنچ نہیں پارہی ہے۔ اس لیے اس کے بیٹے اور بیٹی تک پہنچ چکی ہے اور یوں پہنچنے کے لیے اس نے بے باک کو اپنا آلہ کار بنایا ہے۔

اور وہ اس طرح کہ بے باک کے ذریعے اس نے اینا کو ٹریپ کیا اور اسے اپنا تابعدار بنالیا لیکن اس کے بیٹے جارج کو ٹریپ نہ کر سکا۔ اس سے پہلے ہی باپ اپنے بیٹے کو زبردست پلاننگ کے ساتھ تحفظ فراہم کر چکا ہے۔

اس نے ایک گہری سانس لے کر سوچا۔ "جھینکس گاڈ! میں اپنے بیٹے کے ساتھ اتنی کامیابی سے روپوش ہوں کہ فرہاد کی آتما کبھی ہمارے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکے گی۔"

ایسے ہی وقت فون کے بزر نے اسے چونکا دیا۔ ایسا لگا' جیسے دشمن کی آتما چیختی ہوئی اس کے پاس آپہنچی ہو۔ اس نے سر گھما کر دیکھا۔ پاس رکھا ہوا موبائل اسے پکار رہا تھا۔ اس نے اسے اٹھا کر نمبر پڑھے۔ مونیکا اسے کال کر رہی تھی۔ اس نے اسے آن کر کے کان سے لگا کر کہا۔ "ہیلو، ڈارلنگ! بولو کیا بات ہے؟"

وہ بہت پریشان تھی۔ رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ "ہم بُری طرح لٹ گئے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ سب کیسے ہوگیا؟"

"تم کیوں رو رہی ہو؟ ایسی کیا بات ہوگئی ہے؟ کچھ بتاؤ تو سہی؟"

"میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے' میں تمہیں کیسے بتاؤں اور تم کیسے یقین کروگے کہ ایسا ہو چکا ہے؟"

"جیسی بھی بات ہے۔ تم بتاؤ یقین کرلوں گا۔"

"ہمارے پاس بے پناہ ہیرے جواہرات کا ذخیرہ تھا۔"

وہ حیرانی سے بولا۔ "تھا کا مطلب کیا ہوا؟ ہم نے اسے ساری دنیا سے چھپا کر تہ خانے میں رکھا ہے۔ وہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔"

"یہی بتانے کے لیے میں نے فون کیا ہے مگر تم یقین نہیں کروگے۔ ہمارا تہ خانہ اس خزانے سے خالی ہوگیا ہے۔"

ماسٹر کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ مونیکا کی زبان سے ایسی باتیں سن رہا ہے۔ جس پر یقین نہیں کیا جاسکتا۔ اس تہ خانے کا دروازہ صرف وہ جانتا تھا یا مونیکا جانتی تھی۔ انہوں نے اب تک اپنے بچوں کو بھی وہ راستہ نہیں بتایا تھا پھر وہاں تک کون پہنچ گیا؟

اس کا دماغ گھومنے لگا۔ یہ زیادہ غور طلب بات نہیں تھی۔ فوراً ہی سمجھ میں آگئی کہ فرہاد کی آتما نے اس کی بیٹی، اس کی بیوی اور اس کے بیٹے اور اس کے پورے گھر کو اپنے شکنجے میں لے رکھا ہے۔

دوسری طرف سے مونیکا روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "تم چپ کیوں ہو؟ فون تو ٹھیک ہے؟ میری آواز پہنچ رہی ہے یا نہیں؟"

وہ ذرا سنبھل کر بولا۔ "ہاں، میں سن رہا ہوں۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ ڈاکو کس طرح گھر میں گھس کر تہ خانے تک پہنچ گئے؟"

"ہمارے گھر کوئی ڈاکو نہیں آیا۔ میں نے دروازے کو جس طرح بند کیا تھا۔ وہ اسی طرح لاک تھا۔ میرے اور تمہارے سوا اسے کوئی کھول نہیں سکتا تھا پھر وہ تہ خانہ خالی کیسے ہوگیا؟"

وہ انجان بن کر بولا۔ "میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ وہ کروڑوں ڈالر کے ہیرے جواہرات تھے۔ ہم اس چوری کا ذکر پولیس والوں سے نہیں کر سکتے۔ یہ نہیں بتا سکتے کہ ہم نے

اتنے بیش قیمت ہیرے اور بے انتہا دولت کہاں سے حاصل کی تھی؟"

"آپ پولیس والوں کی بات کر رہے ہیں۔ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ بند تہ خانے سے مال کس نے چرایا ہوگا؟"

سوچنے کے لیے کیا رہ گیا تھا۔ سیدھی سی بات جو سمجھ میں آرہی تھی' وہ بیوی کو نہیں سمجھا سکتا تھا۔ وہ انڈر ورلڈ کے معاملات اور دشمنیوں کو گھر سے دور رکھتا آیا تھا مگر اب برسوں بعد فرہاد کی آتما اس کا تمام اعمال نامہ گھر تک پہنچانے آگئی تھی۔

اس نے پوچھا۔ "آپ چپ کیوں ہیں؟ کیا سوچ رہے ہیں؟"

"یہ سوچ رہا ہوں' کوئی کالا جادو کرنے والا وچ ڈاکٹر ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے۔ یہ کام جادو کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ تم خود ہی سوچو کہ دروازہ جب لاک ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اندر کا مال چوری ہو جائے؟ ایسا تو کالے جادو کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے۔"

"ہاں، میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ جب ہمارے گھر کے اندر اتنی بڑی ڈکیتی ہو سکتی ہے تو میرے بیٹے کے خلاف بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ اس نے کئی دنوں سے فون پر بات نہیں کی ہے۔ میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ اس کی خبر لو اس سے کہو کہ فون پر مجھ سے رابطہ کرے۔"

"مونیکا! تم بیٹے کی فکر نہ کرو۔ وہ جہاں بھی ہے خیریت سے ہے۔"

"میرا دل تو نہیں مانتا۔ میں اس کی ماں ہوں۔ وہ ہر دوسرے تیسرے دن فون کے ذریعے بات کیا کرتا تھا۔ اب کیوں نہیں کر رہا ہے؟"

"کرے گا۔ میں اس سے کہوں گا تو وہ تم سے بات کرے گا۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟ باپ کہے گا تو وہ ماں سے بات کرے گا، ورنہ نہیں کرے گا؟"

"تم بے وجہ بات کو بڑھا رہی ہو۔ یہاں اتنی بڑی ڈکیتی ہوگئی ہے۔ میں پریشان ہوں' کیا کروں؟ وہ وچ ڈاکٹر کون ہے؟ اسے کیسے تلاش کروں؟ کس طرح اس سے پوچھوں کہ وہ ہم سے کیوں دشمنی کر رہا ہے؟"

"میں اسی لیے تو پریشان ہوں۔ وہ دشمن ہمارے بیٹے کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ یہی سوچ کر گھبراہٹ سی ہو رہی ہے کہ اس نے اسے کوئی نقصان نہ پہنچایا ہو؟ کیا اسی لیے وہ مجھ سے رابطہ نہیں کر رہا ہے؟"

"نہیں مونیکا! نہیں، ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے۔ وہ تم سے بات کرے گا۔ فی الحال بیٹے کو بھول جاؤ۔"

"نہیں بھولوں گی۔ اس سے بات کروں گی تو دل کو سکون ملے گا۔ ہمیں اتنی بڑی ڈکیتی کی مار پڑی ہے۔ ذہن کو صدمہ پہنچ رہا ہے۔ بیٹے کی آواز سن کر کچھ تو آرام آئے گا۔"

"ٹھیک ہے، میں اس سے کہتا ہوں۔ وہ تم سے بات کرے گا۔"

"کرے گا نہیں۔ اس سے کہو ابھی بات کرے، میں انتظار کر رہی ہوں۔"

"تم تو پیچھے ہی پڑ جاتی ہو۔ ٹھیک ہے، انتظار کرو۔ وہ تھوڑی دیر بعد فون کرے گا۔"

وہ پریشانی سے سوچنے لگا، کیا کرے؟ اس نے تنویمی عمل کے ذریعے بیٹے کا برین واش کیا تھا۔ اس کے دماغ سے پچھلی تمام باتیں بھلا دی گئی تھیں۔ وہ ماں باپ اور بہن سب ہی کو بھول گیا تھا۔ نہ ہی ماں کو یاد کر سکتا تھا اور نہ ہی اسے فون کے ذریعے مخاطب کر سکتا تھا۔

وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ بیٹے کی جدائی میں ماں کو آرام پہنچانے کے لیے اس کے دماغ پر پھر سے عمل کرے پھر اسے ماں کی یاد دلائے۔ اس کا لب و لہجہ واپس لائے۔ دوبارہ ایسا کرنے سے وقت ضائع ہوتا۔ پریشانیاں بڑھ جاتیں۔ یہ بھی اندیشہ رہتا کہ جب وہ ماں کو یاد کر کے اپنے اصل لب و لہجے کے ساتھ اس سے باتیں کرے گا تو ایسے میں فرہاد کی آتما پہنچ جائے گی۔ بیوی اور بیٹی تو پہلے سے اس کی گرفت میں ہیں۔ بیٹا بھی اس کے شکنجے میں پہنچ جائے گا۔

اس نے انکار میں سر ہلایا۔ بعد میں پچھتانے کے لیے ایسی کوئی غلطی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے دل ہی دل میں اپنے بیٹے کی آواز اور لب و لہجے کو اچھی طرح یاد کیا۔

اس نے دوسرے موبائل فون پر مونیکا کے نمبر پنچ کیے۔ پھر رابطہ ہوتے ہی کہا۔ "ہیلو ممی! میں آپ کا بیٹا جارج بول رہا ہوں۔"

مونیکا نے خوش ہو کر کہا۔ "ہائے میری جان! میرے بچے! تم دو دنوں سے کہاں ہو؟ ماں کو یاد کیوں نہیں کیا؟"

"ممی! میں اپنے لیے خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔ ڈیڈی نے مجھے ایک خفیہ پناہ گاہ میں چھپا رکھا ہے۔ میں یہاں سے باہر نہیں نکلتا ہوں، اور نہ ہی فون پر کسی سے بات کرتا ہوں۔"

"یہ بہت اچھا کر رہے ہو۔ پتا نہیں بیٹے! ہم پر یہ اچانک کیا آفت آپڑی ہے؟ ہمارے گھر بہت بڑی ڈکیتی ہو گئی ہے پھر ایک سیاہ فام شخص تمہاری بہن کو ٹریپ کر رہا ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ ڈیڈی اس سیاہ فام نوجوان سے نمٹ لیں گے۔ جب وہ مجھے کہیں چھپا کر میری حفاظت کر رہے ہیں۔ تو آپ کی اور اینا کی بھی حفاظت کریں گے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ جہاں ہو وہاں کچھ عرصے اور چھپے رہو۔"

"ڈیڈی نے مجھے بتایا ہے کہ گھر میں ڈکیتی ہوئی ہے۔ میں نے یہ طے کرلیا ہے کہ جب تک وہ کالا جادو جاننے والا وچ ڈاکٹر گرفت میں نہیں آئے گا، اس وقت تک میں اس پناہ گاہ سے باہر نہیں نکلوں گا اور نہ ہی فون پر آپ سے بات کروں گا اگر آپ میری بہتری اور سلامتی چاہتی ہیں تو دشمن کے گرفت میں آنے تک مجھے بھول جائیں۔"

"ہائے بیٹے! تمہیں کیسے بھول جاؤں؟ پھر بھی تمہاری سلامتی کی خاطر دل پر پتھر رکھ لوں گی۔"

وہ بیٹے کی آواز اور لب و لہجے میں تھوڑی دیر اس سے باتیں کرتا رہا پھر اس کا بوسہ لے کر اس نے فون بند کیا۔ ایک گہری سانس لی۔ ایک ماں کو مطمئن کیا کہ بیٹا جہاں بھی ہے۔ زندہ سلامت ہے اور باپ بڑی محبت سے اس پر توجہ دے رہا ہے۔

اگرچہ بیوی کی طرف سے اطمینان ہوا لیکن یہ فکر ستانے لگی کہ بیٹے کی طرح بیوی اور بیٹی کی بھی حفاظت نہیں کرے گا تو فرہاد کی آتما ان کے ذریعے بہت جلد باپ بیٹے تک بھی پہنچ جائے گی۔

اس کی ذہانت کہہ رہی تھی کہ فرہاد کی آتما بے باک مومن کو آلہ کار بنا کر اس کا گھر برباد کر رہی ہے اور بہت جلد اس کی شہ رگ تک بھی پہنچنے والی ہے۔ فی الحال تو یہی ایک راستہ ہے کہ بے باک کو جتنی جلدی ہو سکے۔ اینا اور مونیکا سے بہت دور کر دیا جائے اور ایسا کرنے کے لیے اس کی عقل نے سمجھایا۔ صرف ایک موت ہی ایسی ہے' جو اس کالے کو میری بیوی اور بیٹی سے دور کر سکتی ہے۔"

ذہن میں ایک سوال پیدا ہوا کہ اگر بے باک کو ہلاک کر دیا جائے تو فرہاد کی آتما کے لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ وہ تو اینا اور مونیکا کے اندر جگہ بنا چکا ہے پھر بے باک جیسا ایک آلہ کار مرے گا تو فرہاد کی آتما دوسرے کئی آلۂ کار بنا لے گی۔

بیٹے کی طرح بیوی اور بیٹی کو بھی تحفظ دینے میں ہی دانشمندی تھی۔ یہ اس طرح ممکن تھا کہ وہ اینا اور مونیکا پر عمل کرے۔ فرہاد کی آتما نے جو عمل کیا ہے اس کا توڑ کرے اور ان کے دماغوں کو لاک کر کے بیٹے کی طرح انہیں بھی کہیں چھپا دے۔

وہ پھر اپنی بیٹی اینا اور بے باک کے اندر پہنچا۔ وہ پچھلے دو گھنٹوں سے اسی گارڈن میں پیار بھرے رنگین لمحات گزار رہے تھے۔ وہاں دور دور تک اور بھی دوسرے رومانی جوڑے تھے۔ کچھ جوڑے بینچوں پر تھے اور کچھ ہری بھری گھاس پر لیٹے ہوئے تھے۔ وہاں کسی پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں تھی۔ اس لیے جوانی دیوانی کے مناظر پیش کر رہے تھے۔

برین ماسٹر نے پھر اپنی بیٹی کو بے باک سے الگ کر دیا۔ وہ پریشان ہو کر بولی۔ "اوہ گاڈ! ابھی پھر میرے ساتھ وہی ہوا ہے۔ تم سمجھ رہے ہو گے' میں تم سے الگ ہو گئی۔ مگر نہیں۔ کسی نے ہمارے درمیان یہ فاصلہ قائم کیا ہے۔"

ماسٹر نے اپنی آواز بدل کر کہا۔ "ہاں، میں نے ایسا کیا ہے۔"

وہ ایک دم سے گھبرا کر بے باک سے لپٹ کر بولی۔ "وہ میرے اندر بول رہا ہے ابھی بول رہا ہے۔"

ماسٹر نے پھر بیٹی کو اس سے الگ کر دیا اور کہا۔ "پہلے میری بات توجہ سے سنو۔ میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔ میرا تعلق بے باک کے افریقی قبیلے سے ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارے جیسے کالے لوگ تمہاری جیسی سفید چمڑی والیوں سے دل لگائیں۔"

اینا اس کی بات بے باک کے سامنے دہرانے لگی۔ ایسے ہی وقت بے باک نے ماسٹر کو اپنے اندر محسوس کیا۔ اس نے وہاں بھی اپنی آواز اور لب و لہجے کو بدل کر کہا۔ "یہ درست کہہ رہی ہے۔ میں نہیں چاہوں گا کہ تم اس گوری چمڑی والی کو ہاتھ لگاؤ۔ اگر اس لڑکی کی سلامتی چاہتے ہو تو اس سے دور ہو جاؤ ورنہ میں اسے ہلاک کر دوں گا۔"

وہ بولا۔ "محبت کرنے والے دھمکیوں میں نہیں آتے۔ اگر مرد کے بچے ہو تو سامنے آؤ۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے کیوں دشمنی کر رہے ہو؟"

"میں ابھی اینا کے اندر بول رہا ہوں۔ وہاں آکر میری بات سنو۔"

بے باک نے حیرانی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "میں اس کے اندر آکر تمہاری بات کیسے سن سکتا ہوں؟"

"مجھے شبہ ہے کہ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ یا پھر فرہاد کی آتما نے تمہیں اپنا آلۂ کار بنا رکھا ہے۔"

تم بکواس کر رہے ہو۔ میں کسی فرہاد کو نہیں جانتا اور نہ ہی کسی کا آلہ کار ہوں۔"

اینا نے پوچھا۔ "بے باک! تم چپ کیوں ہو؟ کیا وہ تمہارے اندر ہے؟"

ماسٹر نے بیٹی کے اندر پہنچ کر کہا۔ "ہاں، میں اسے سمجھا رہا ہوں' یہ تمہاری طلب سے باز آجائے تم سے ہمیشہ کے لیے کہیں دور چلا جائے۔ ورنہ جانتی ہو میں کیا کروں گا؟"

"تم ہمارا کیا بگاڑ لو گے؟"

"شاید تم نہیں جانتیں کہ تمہارا بھائی جارج رچ میری قید میں ہے۔ جب تم گھر جاؤ گی تو میں تمہاری ماں کے اندر پہنچ کر اسے ذہنی اذیت پہنچاؤں گا پھر فون کے ذریعے تمہارے بھائی سے بات کراؤں گا تب تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ بھی کتنی اذیتوں سے گزر رہا ہے۔ اگر تم اس کالے کی طلب سے باز نہیں آؤ گی تو میں تمہاری ماں اور بھائی کو تمہاری آنکھوں کے سامنے تڑپا تڑپا کر مار ڈالوں گا۔"

وہ بری طرح گھبرا گئی۔ پریشان ہو کر بے باک کو اس کی باتیں بتانے لگی۔ ایسے ہی وقت ایک شخص نے قریب آکر بے باک سے پوچھا۔ "سوری، میں ڈسٹرب کرنا نہیں چاہتا۔ آپ کے پاس لائٹر ہوگا۔"

اس اجنبی کی بات سنتے ہی برین ماسٹر اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے خیالات پڑھے تو پتا چلا' اس نے اپنے لباس کے اندر ایک ریوالور چھپا رکھا ہے۔ اس نے فوراً ہی فیصلہ کیا کہ بے باک کو ہمیشہ کے لیے راستے سے ہٹا دینا چاہیے۔

اس اجنبی نے فوراً ہی لباس کے اندر سے ریوالور نکال کر اس کا نشانہ لیتے ہوئے کہا۔ "میں ابھی تم دونوں کو یہاں گولی مار کر موت کی نیند سلا سکتا ہوں لیکن اینا! تمہیں نہیں ماروں گا۔ صرف اسے ختم کروں گا۔"

اتنی دیر میں بے باک اس کے اندر پہنچ چکا تھا۔ ماسٹر کو اس بات کا پورا یقین نہیں تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اب تک یہی سمجھ رہا تھا کہ فرہاد کی آتما نے اسے آلہ کار بنا رکھا ہے۔ وہ اسی دھوکے میں رہا۔ بے باک نے اس شخص کے ذہن کو جھٹکا پہنچایا تو ہاتھ سے ریوالور نکل کر اس کے ہاتھوں میں پہنچ گیا۔

بے باک نے ناگواری سے کہا۔ "ابے او ٹیلی پیتھی جاننے والے کتے! کیا تو مجھے نادان اور غافل سمجھتا ہے؟ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں' تو مجھے جان سے مار ڈالنا چاہتا ہے لیکن تیری یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوگی۔"

اینا نے اس کے بازو کو تھام کر کہا۔ بے باک! اسے گولی مارو۔ یہ ابھی تمہیں مارنا چاہتا تھا۔"

"نہیں اینا! یہ بیچارہ تو ایک اجنبی ہے۔ اسے ہم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اسے آلۂ کار بنا کر مجھے مارنا چاہتا تھا۔ میں اس بیچارے کو کیوں ماروں؟"

اس نے تمام گولیاں نکال کر اپنی جیب میں رکھیں۔ پھر وہ ریوالور اجنبی کو دیتے ہوئے کہا۔ مسٹر! یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ ورنہ بے موت مارے جاؤ گے۔"

وہ فوراً ہی وہاں سے پلٹ کر دوڑتا چلا گیا۔ اینا نے کہا۔ "وہ تو چلا گیا۔ مگر وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے اندر ہی ہوگا۔"

"میرے اندر تو نہیں ہے شاید تمہارے اندر ہے۔ تم اسے محسوس نہیں کر رہی ہو۔ وہ اپنی ناکامی پر کڑھ رہا ہوگا اور آئندہ بھی مجھ پر حملے کراتا رہے گا۔"

"بے باک! یہ ہماری محبت کا دشمن کہاں سے پیدا ہو گیا ہے؟"

ماسٹر نے اس کے اندر کہا۔ "اب اسے اپنی اصلیت بتاؤ کہ تم بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ تمہارا بھید کھل چکا ہے۔ اپنی موت کو سامنے دیکھ کر تم خیال خوانی کا مظاہرہ کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔"

"مجھ سے پہلے تو تم ہمارے اندر آکر ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ برین ماسٹر...! اب آواز اور لہجہ بدل کر مت بولو۔ میں تو شروع سے ہی تمہیں پہچان چکا ہوں۔"

"تو پھر اپنی پہچان بھی مکمل کر دو۔ کیا تم فرہاد ہو؟ یا اس کے آلۂ کار...؟"

"میں فرہاد علی تیمور کا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں۔"

"اور خود کو فرہاد کی آتما ظاہر کر کے ہم سے انتقام لے رہے ہو؟"

"کیا میری بات سمجھ میں نہیں آئی؟ میں فرہاد علی کا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ میرے آقا کی روح ایک نئے جسم میں سما چکی ہے۔ وہ جس دشمن کے پاس پہنچ رہا ہے۔ اسے موت کے گھاٹ اتار رہا ہے اور جہاں تک پہنچنے میں دشواری ہو رہی ہے۔ وہاں مجھ جیسے آلہ کار کو پہنچا رہا ہے اور تم دیکھ ہی رہے ہو، میں کس طرح تمہاری شہ رگ تک پہنچنے والا ہوں۔"

اینا نے کہا۔ "بے باک! تم خلا میں تک رہے ہو۔ بالکل چپ ہو۔ کیا اس ٹیلی پیتھی جاننے والے سے بات کر رہے ہو؟"

بے باک نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا۔

”ہاں میری جان! میں جس ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن سے بات کررہا ہوں۔ وہ کوئی اور نہیں ہے… وہ تمہارا باپ ہے۔“

وہ ایک دم سے پیچھے ہٹتے ہوئے بولی۔ ”یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میرے ڈیڈی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں؟“

”ہاں، یہی کہہ رہا ہوں اور یہی سچ ہے۔ تمہارے باپ نے اب تک تم سے تمہارے بھائی اور تمہاری ماں سے یہ حقیقت چھپا رکھی ہے۔ وہ دوہری زندگی گزار رہا ہے۔ انڈر ورلڈ کی دنیا اسے برین ماسٹر کے نام سے جانتی ہے اور تم لوگوں کے ساتھ وہ فیملی لائف گزارتے ہوئے خود کو رچ مین کہتا ہے۔“

وہ انکار میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔ ”نہیں، میں یہ کبھی نہیں مان سکتی۔ ڈیڈی اتنی بڑی حقیقت ہم سے کیوں چھپائیں گے؟“

”وہ تمہارا باپ ہے۔ تمہیں دھوکا دینے کے لیے ایسا نہیں کررہا ہے۔ بلکہ تم لوگوں کی سلامتی کی خاطر، تم سب کو دشمنوں سے دور اور محفوظ رکھنے کی خاطر وہ اپنی اصلیت چھپا رہا ہے۔ یہ نہیں چاہتا کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے اندر آئیں اور اس سے انتقام لینے کے بجائے تم سب کو نقصان پہنچائیں۔“

ماسٹر نے اس بار بیٹی کو مخاطب کرکے کہا۔ ”یہ درست کہہ رہا ہے۔ میں تمہارا باپ ہوں۔ یہ خطرہ ہمیشہ رہا کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے تم میں سے کسی کے بھی اندر آکر میری کمزوری بن سکتے ہیں اور آج یہی ہو رہا ہے۔ یہ جو تمہارے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ یہ میرا دشمن ہے۔ یہ بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اس نے تمہیں محبت کے جال میں پھنسایا ہے۔“

وہ جلدی سے انکار میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔ ”نہیں، میرا بے باک ایسا نہیں ہے۔“

”ایسا ہی ہے۔ تمہاری آنکھوں پر محبت کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ تم نہیں جانتیں، اس نے تمہاری ماں کو آلۂ کار بنایا ہے۔ ہمارے گھر سے بیش قیمت ہیرے جواہرات چرائے ہیں۔ یہ تمہارے بھائی کو جان سے مار ڈالنا چاہتا ہے۔“

”پلیز، آپ میرے ڈیڈ ہیں تو اچھی اور سچی باتیں کریں۔ خوامخواہ بے باک پر الزام نہ لگائیں۔“

”میں بھی تمہیں کہہ رہا ہوں۔ پلیز میری باتوں کا یقین کرو۔ میں نے تمہارے بھائی کی سلامتی کے لیے اسے ایک خفیہ پناہ گاہ میں چھپا رکھا ہے۔ دن رات اس کی نگرانی کرتا رہتا ہوں۔ اب اس فکر میں ہوں کہ تم ماں بیٹی کو کس طرح اس کے چنگل سے نکال کر کسی محفوظ جگہ پہنچاؤں تاکہ یہ اور دوسرے دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے سائے تک بھی نہ پہنچ سکیں۔“

وہ بیٹی کو متاثر کرنے کے لیے ایسی باتیں کررہا تھا اور اے نا، بے باک کی مرضی کے مطابق سوچ رہی تھی۔ ”یہ فراڈ ہے۔ باپ ہے مگر دشمن ہے۔ یہ غلط کہہ رہا ہے کہ بے باک میرے بھائی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے کہ بے باک نے ہمارے گھر میں ڈکیتی کی ہے۔ میں نے بچپن سے اب تک کبھی اپنے گھر میں بیش قیمت ہیرے جواہرات نہیں دیکھے۔“

وہ ساری باتیں سننے کے بعد بولی۔ ”میں کیسے یقین کروں کہ تم میرے باپ ہو؟ تم تو سراسر جھوٹ بول رہے ہو۔ بے باک نے ہمارے گھر سے ایک تنکا بھی نہیں چرایا ہے۔ یہ خود ہیرے جواہرات کا تاجر ہے۔ اس کے پاس کس چیز کی کمی ہے؟ اور یہ خوامخواہ میرے بھائی سے کیوں دشمنی کرے گا؟“

”اینا! تم نہیں جانتیں کہ ہمارے درمیان کب سے دشمنی چل رہی ہے۔ میں تمہیں ساری تفصیل بتاؤں گا۔ تم گھر چلو، میں یقین دلانے کی کوشش کروں گا کہ اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تم پر عمل کیا ہے اور تمہیں اپنا تابعدار بنالیا ہے۔“

اینا نے بے باک کی مرضی کے مطابق کہا۔ ”یہ بھی سراسر جھوٹ بول رہے ہو۔ تم ہی میرے دماغ میں آتے رہے اور مجھے اپنا تابعدار بنانے کی کوششیں کرتے رہے لیکن میں تمہارے زیرِ اثر نہ آسکی، کیونکہ میں غیر معمولی دماغ رکھتی ہوں اور جب یہ دماغ غیر معمولی ہے۔ کسی سے متاثر نہیں ہوتا ہے تو پھر بے باک بھی مجھ پر کیسے عمل کرسکتا ہے؟ وہ کس طرح مجھے اپنا تابعدار بنا سکتا ہے؟“

بے باک نے اسے اُلجھا دیا، وہ بیٹی کی باتوں کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ جھنجلاتے ہوئے بولا۔ ”تم مجھ پر اعتماد کرو یا نہ کرو۔ گھر واپس آؤ۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔“

”یہ تو میں دیکھ ہی رہی ہوں، ابھی تم ایک اجنبی کے ذریعے اسے قتل کرانا چاہتے تھے لیکن ناکام ہوگئے۔ تم میری آنکھوں کے سامنے اس سے دشمنی کررہے ہو اور کہتے ہو میرے باپ ہو؟ میرا بھلا چاہتے ہو۔ اس سے پہلے کہہ رہے تھے کہ سیاہ فام قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ کبھی کچھ کہتے ہو اور کبھی کچھ… بے تکی بکواس کیے جارہے ہو۔ ناؤ گٹ لاسٹ… دفع ہوجاؤ۔“

وہ غصے سے بولا۔ ”ٹھیک ہے۔ تم گھر آؤ۔ میں تمہیں زنجیروں سے باندھ کر رکھوں گا۔“

اینا نے بے باک سے کہا۔ ”وہ کہہ رہا ہے، مجھے گھر میں زنجیروں سے باندھ کر رکھے گا۔“

”فکر نہ کرو۔ میں وہ زنجیریں کھول دیا کروں گا۔ ویسے یہ یقین کرلو کہ یہ تمہارا باپ ہے۔ ٹیلی پیتھی جانتا ہے لیکن دوہری زندگی گزار رہا ہے۔ اب میں تمہیں ایسی بات بتا رہا ہوں جسے یہ پچھلے پچیس برس سے چھپا رہا ہے۔“

اینا اسے غور سے دیکھنے لگی۔ وہ بولا۔ ”یہ تمہاری ممی کے ساتھ رچ مین کا نام اختیار کرکے ازدواجی زندگی گزار رہا ہے لیکن انڈر ورلڈ میں برین ماسٹر کی حیثیت سے دوسری ازدواجی زندگی گزار رہا ہے۔ وہاں بھی اس کی بیوی اور دو بچے ہیں۔“

ماسٹر نے کہا۔ ”اے! یہ کیا بک رہے ہو؟“

”میں تمہاری بیٹی اور بیوی کے سامنے سچائی لانا چاہتا ہوں۔ وہاں بھی جارج رچ کی طرح ایک جوان بیٹا ہے۔ یعنی اِدھر یہ بیٹا ہے، اُدھر وہ ہے۔ دونوں سوتیلے بھائیوں میں جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔ تمہارے باپ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ اس بیٹے نے تمہارے بھائی جارج رچ کو گولی ماردی ہے۔ اسے اپنے راستے سے ہٹا دیا ہے۔“

اینا صدمے سے چیخ کر بولی۔ ”نہیں، ایسا نہیں ہوسکتا۔ میرے بھائی کو کوئی نہیں مار سکتا۔“

بے باک نے کہا۔ ”اینا! یہ بات میں یقین سے نہیں کہہ رہا ہوں لیکن ایسی کوئی بات ہے ضرور جس کی وجہ سے تمہارا بھائی پچھلے دو دنوں سے لاپتا ہے۔ وہ تم سے اور تمہاری ماں سے فون کے ذریعے بھی رابطہ نہیں کررہا ہے۔“

ماسٹر نے کہا۔ ”یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے تمہاری ممی سے فون پر بات کی ہے۔“

”یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس نے تمہارے بھائی کی آواز اور لب و لہجے میں بول کر تمہاری ممی کو دھوکا دیا ہے۔ آئندہ تمہیں بھی دھوکا دے سکتا ہے۔ اس سے کہو اگر یہ سچا ہے تو تمہارے بھائی کو تم ماں بیٹی کے سامنے پیش کرے۔“

ماسٹر نے غصے سے کہا۔ ”یُو نان سنس! تم کیسی زبردست چال چل رہے ہو۔ یہ چاہتے ہو کہ میری بیٹی اور بیوی جارج سے ملنے کی ضد کریں اور میں اسے سب کے سامنے لے آؤں تاکہ تم اسے جان سے مار ڈالو۔“

بے باک نے اینا کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ”میں اپنی جان سے زیادہ عزیز اینا کی قسم کھا کر کہتا ہوں، نہ میں تمہارے بیٹے جارج کا دشمن ہوں۔ اور نہ آئندہ اسے کبھی جانی نقصان پہنچاؤں گا۔ بس میری ایک ہی بات ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر سچے ہو تو ایک ممتا کی ماری ماں کے سامنے بیٹے کو پیش کردو۔ اس طرح ایک بہن بھی اپنے بھائی کا چہرہ دیکھ لے گی۔ ایک بیوی اور بیٹی اس بات پر فخر کریں گی تم سچے ہو۔“

اینا نے کہا۔ ”بے باک! بہت ہی سچی اور کھری بات کر رہا ہے۔ اگر تم سچے ہو تو بے شک اسی طرح اپنی سچائی کا ثبوت دے سکتے ہو۔ اب یہاں سے جاؤ۔ میں نے کہا نا۔ دفع ہوجاؤ۔“

بیٹی اسے دفع ہونے کے لیے کہہ رہی تھی۔ وہ یہ انسلٹ برداشت نہ کرسکا۔ اس نے غصے کی شدت سے اس کے دماغ کو جھٹکا پہنچایا۔ وہ تکلیف کی شدت سے گرنے لگی۔ بے باک نے اسے فوراً ہی سنبھال لیا۔ دونوں بازوؤں میں لے کر اس کے اندر پہنچ کر خیال خوانی کے ذریعے تھپکنے لگا۔ اس کے دماغ کو آرام پہنچانے لگا۔

ایسے وقت وہ کہہ رہا تھا۔ ”دیکھو! یہ باپ کیسا دشمن ہے، اپنا جھوٹ اور فریب چھپانے کے لیے تمہیں سزا دے رہا ہے۔“

بے باک طرح طرح سے برین ماسٹر کو کمزور بنا رہا تھا۔ وہ بیٹی کے سامنے اپنی صفائی پیش نہیں کرسکتا تھا۔ غصے کے مارے وہاں سے چلا گیا۔ قسم کھانے لگا کہ بے باک کو زندہ نہیں چھوڑے گا اور کسی نہ کسی طرح اپنی بیٹی پر عمل کرکے اس کے دماغ کو لاک کردے گا تاکہ فرہاد کی آتما دوبارہ اسے ٹریپ نہ کرسکے۔

☆☆☆

میں نے الپا کو بلا کر کہا۔ ”میں اُس دشمن سے انتقام لینے یہاں آئی ہوں، جو فرہاد کی لاش کو ناقابلِ شناخت بنانے کی سازش میں شریک تھا۔“

الپا نے کہا۔ ”میں اسے جانتی ہوں۔ اس کا نام آرتھر فورڈ ہے اور وہ یورپی یونین کا ایک اعلیٰ عہدے دار ہے۔“

”تم اس کے اندر جاکر اس کے حالات اور اس کی موجودہ پوزیشن معلوم کرو۔ یہ بتاؤ کہ وہ کہاں ہے؟ میں ابھی گھر سے نکل رہی ہوں۔ وہ جہاں بھی ہوگا وہاں پہنچ کر اسے دیکھنا اور پہچاننا چاہتی ہوں۔“

الپا اس کے اندر پہنچ کر معلوم کرنے لگی، وہ ایک کلب میں بلیئرڈ کھیل رہا تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ سیاسی طور سے عزت و دولت اور شہرت کمانے میں کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ بہت کامیابیاں حاصل کرتا جارہا ہے لیکن گھریلو

معاملات میں اسی قدر ناکام ہے۔ بارہ برس پہلے اس نے شادی کی تھی۔ اب تک تین بچے ہو چکے تھے۔ اس حساب سے اس کی بیوی آثارِ قدیمہ بنتی جا رہی تھی۔

کسی بھی عیاش مرد کے لیے بیوی روز بروز پرانی ہوتی جاتی ہے۔ خواہ وہ بے چاری کتنی ہی محبت کرے۔ اس کے لیے آیندہ نسل پیدا کرتی رہے، اس کے گھر کو جنت بناتی رہے لیکن وہ باہر کے جہنم میں رہ کر بہلنا چاہتا ہے۔ وہ پچھلے بارہ برسوں سے باہر والیوں کے ساتھ بہلتا رہا تھا۔ اب ایک حسینہ نے اسے اپنی اداؤں سے اسیر بنالیا تھا۔

وہ حسینہ مِس بٹر فلائی کہلاتی تھی۔ ٹاپ کی ماڈل گرلز میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ آرتھر اس پر ہزار جان سے عاشق ہو گیا تھا۔ اس نے اس قدر دولت اس پر لٹائی کہ وہ مہنگی ماڈل اس کی جھولی میں آگری۔ اس نے بڑی دلکش اور پر فریب اداؤں سے یقین دلایا کہ وہ بھی اس کی دیوانی ہوگئی ہے۔ اس نے چند ماہ کے بعد ہی کہا۔ ”آرتھر! میں اپنے شاندار مستقبل کی ضمانت چاہتی ہوں۔ لہٰذا مجھ سے شادی کرلو۔“

اس نے کہا۔ ”کیسی باتیں کرتی ہو؟ میری بیوی ہے بچے ہیں۔ میں شادی کیسے کرسکتا ہوں؟“

”یہ تو کوئی مشکل نہیں ہے۔ اسے طلاق دے کر اس سے پیچھا چھڑاؤ اور مجھے شریکِ حیات بنالو۔“

”تم جانتی ہو کہ میری وائف کا تعلق یہاں کے شاہی خاندان سے ہے۔ سوسائٹی میں ہم سب سے اونچے درجے پر ہیں۔ میں اسے طلاق دوں گا اور تمہاری جیسی ماڈل گرل کو بیوی بناؤں گا تو میری عزت دوکوڑی کی ہو کر رہ جائے گی۔“

وہ غصے سے بولی۔ ”تم اپنی بیوی کو اعلیٰ درجے کی خاتون کہہ رہے ہو اور اس کے مقابلے میں مجھے ایسے گرا رہے ہو جیسے میں انسان ہی نہیں ہوں۔ کیا میں جوان اور خوبصورت نہیں ہوں؟ میری جوانی سے کھیلتے وقت تمہیں اپنی عزت اور اپنے اعلیٰ مرتبے کا خیال نہیں آیا تھا؟“

”دیکھو! میں چار دیواری کے اندر تمہاری جوانی سے کھیلتا رہا ہوں۔ کوئی مجھے بدنام کرنے والا نہیں ہے پھر میرا سیاسی رعب دبدبہ ہے۔ کوئی مجھ پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر ایک شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والی خاتون کو طلاق دے کر تمہاری طرف آؤں گا تو بری طرح بدنام ہو جاؤں گا۔ میرا سیاسی کیریئر بالکل ہی ختم ہو جائے گا۔“

”تم کیا سمجھتے ہو مجھے نظر سے گراؤ گے۔ مجھے گٹر میں پھینک کر جاؤ گے تو کیا میں تمہیں عزت سے رہنے دوں گی؟ کیا تمہارے سیاسی رعب اور دبدبے میں آجاؤں گی؟ مسٹر آرتھر! میں تو تمہاری ساری شہرت کو خاک میں ملا کر رکھ دوں گی۔“

”مجھے دھمکی نہ دو۔ تمہارے جیسی کتنی ہی نخرے کرنے والیوں کو کھلونا بنا کر توڑ چکا ہوں۔ بہتری اسی میں ہے کہ آیندہ مجھ سے کبھی نہ ملنا۔“

”چلو، تم کہتے ہو تو نہیں ملوں گی۔ آج آخری بار میرے گھر آؤ۔ رات کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ۔“

وہ حقارت سے بولا۔ ”میں تم پر تھوک چکا ہوں۔ تمہاری طرف دوبارہ کبھی رُخ نہیں کروں گا۔“

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ ”میں جانتی تھی کہ تمہارا یہی جواب ہوگا اور میں آخری فیصلہ کرنے ہی یہاں آئی ہوں۔“

اس نے اپنے بیگ میں سے ایک ویڈیو کیسٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”تم میرے ساتھ جیسا بھی وقت گزارتے رہے۔ اس کی پوری ہسٹری اس کے اندر موجود ہے۔ گھر لے جا کر دیکھو گے تو آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔“

اس نے غصے سے ویڈیو کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ ”اچھا تو تم مجھے بلیک میل کرنا چاہتی ہو؟“

”اگر بارہ گھنٹے کے اندر میرے مطالبات نہیں مانو گے تو یہ ویڈیو کیسٹ اور دوسرے اہم ثبوت پریس والوں کے پاس پہنچ جائیں گے۔ وہ جو تم نے شاہی خاندان سے رشتہ جوڑا ہے اور وہاں سے سیاسی شہرت حاصل کرتے رہے ہو یہ سب کچھ ایک پل میں خاک ہو جائے گا۔“

وہ اس کے سامنے کیسٹ رکھ کر وہاں سے چلی گئی۔ اس نے گھر آ کر اپنے بیڈ روم کے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ اس کیسٹ کو وی سی آر کے ذریعے ٹی وی اسکرین پر دیکھا تو پہلا منظر دیکھتے ہی اس کے ہوش اُڑ گئے۔

وہ ایکس کہلانے والی بلیو فلم تھی اور اس کا کردار وہ کردار تھا۔ کسی منظر میں مِس بٹر فلائی کے ساتھ تھا، کسی دوسرے منظر میں چند حسیناؤں کے ساتھ دکھائی دے رہا تھا۔ بٹر فلائی نے اس کی بھوک مٹانے کے لیے ایسی چند حسیناؤں کے انتظامات کیے تھے اور کہا تھا کہ یہ بات اس گھر کی چار دیواری میں ہی رہے گی۔ کسی کو پتا نہیں چلے گا کہ وہ بٹر فلائی کے بیڈ روم میں آکر راجا اِندر بن جاتا ہے۔

اس نے وی سی آر کو بند کر دیا۔ پریشانی سے سوچنے لگا۔ ”بٹر فلائی نے مجھے بری طرح اپنے شکنجے میں لیا ہے۔ اس کے بیان کے ساتھ یہ ویڈیو کیسٹ پریس والوں تک پہنچے گا تو

سب سے پہلے میرا سیاسی کیریئر ختم ہوگا۔ شاہی خاندان میں میری اِنٹری بند ہو جائے گی۔ قانونی طور پر میری تمام دولت اور جائداد کی مالک میری بیوی ہوگی۔ وہ اپنے بچوں کو لے کر مجھ سے الگ ہو جائے گی۔ میں اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکوں گا۔ کیونکہ پورا شاہی خاندان اس کی پُشت پر ہوگا۔"

ایک طرف اس کی بیوی بہت مضبوط حیثیت رکھتی تھی، دوسری طرف داشتہ نے بھی اپنی حیثیت مضبوط کرلی تھی۔ وہ سیاسی چالباز تھا، یہ سمجھتا تھا کہ داشتہ کو کمزور بنایا جاسکتا ہے۔ اس ویڈیو کیسٹ کے علاوہ اور بھی کچھ ثبوت اس کے پاس ہوں گے۔ وہ اس سے جبراً حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

اس نے فون کے ذریعے بٹر فلائی سے پوچھا۔ "تم نے یہ فلم کس طرح سے تیار کی تھی؟"

"میرے بیڈروم میں خفیہ کیمرے ہیں۔ تم تو پینے کے بعد مستی میں رہا کرتے تھے، یہ نہیں جانتے تھے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوتا رہا تھا، اب تو جو بھی ہوا تھا وہ تمہارے سامنے ہے۔ بولو کیا بولتے ہو؟"

اس نے غراتے ہوئے پوچھا۔ "اس فلم کی ماسٹر کاپی کہاں ہے؟"

"میرے بینک کے لاکر میں ماسٹر کاپی اور کئی طرح کے ثبوت ہیں۔"

"کس بات کے ثبوت ہیں؟"

"جب تم نشے میں بہک جاتے تھے اور اپنی بیوی اور شاہی خاندان کے خلاف بولتے تھے۔ یہ بھی بتاتے تھے کہ تم کس سیاسی لیڈر کو کس طرح سازش کر کے اس کی کرسی سے نیچے گرا رہے ہو۔ افسوس...! اب تم گرنے والے ہو آرتھر!"

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"میں تو تم سے کہہ چکی ہوں' آج رات میرے گھر آ کر کھانا کھاؤ۔ بہترین وہسکی پلاؤں گی اور موج بھی کراؤں گی۔"

"میں لعنت بھیجتا ہوں ایسی موج مستی پر۔ تمہارے گھر نہیں آؤں گا۔ تم پہلے بھی میرے ایک پرائیویٹ بنگلے میں آ چکی ہو۔ آج رات نو بجے وہاں آؤ۔ میں تم سے کچھ اہم باتیں اور فیصلے کرنا چاہتا ہوں۔"

"سر تسلیم خم ہے۔ جو مزاجِ یار میں آئے... میں رات کے نو بجے وہاں پہنچ جاؤں گی۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ آرتھر نے فوراً ہی اپنے سیاسی غنڈوں سے رابطہ کر کے انہیں سمجھایا کہ رات نو بجے کے بعد اس کے پرائیویٹ بنگلے میں پہنچ کر انہیں کیا کرنا ہوگا؟

الپا بڑی خاموشی سے آرتھر کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ وہ ایک کلب میں تھا۔ اسے اطمینان تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں وہاں اس کا کام بن جائے گا۔ اس کے زرخرید غنڈے بٹر فلائی کو اغوا کر کے ایسی جگہ پہنچا دیں گے جہاں اس پر بہت زیادہ ٹارچر کرنے کے بعد اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنے لاکر کی چابی دے اور بینک والوں کو ایک اجازت نامہ لکھے کہ اس کی اپنی ماں بینک لاکر سے اس کی ضروری چیزیں نکال کر لے جاسکتی ہے۔

آرتھر کو یقین تھا کہ اسے ٹارچر کرنے کے بعد اس کی ماں کو اپنے قابو میں رکھا جاسکتا ہے۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق بینک جا کر تمام مطلوبہ چیزیں لے آئے گی۔ اس کی پلاننگ زبردست تھی۔ اس کے خلاف جتنے بھی ثبوت بٹر فلائی کے پاس تھے، وہ سب آسانی سے حاصل کرنے والا تھا۔

میں کار ڈرائیو کرتی ہوئی لندن کی شاہراہوں سے گزر رہی تھی۔ الپا نے آ کر تفصیل سے اس کی رُوداد بتائی پھر اس بنگلے کا پتا بتایا جہاں بٹر فلائی کو بلا کر اس کے ساتھ زیادتی کی جانے والی تھی۔

میں نے کہا۔ "تم آرتھر کے ذریعے ان غنڈوں کی آوازیں سنو اور معلوم کرو کہ وہ وہاں کیا کرنے والے ہیں؟ پھر آرتھر کو بھی جبراً وہاں پہنچا دو۔"

الپا چلی گئی۔ میں بھی راستہ بدل کر اس بنگلے کی طرف جانے لگی، دس منٹ کے بعد ہی الپا نے آ کر کہا۔ "ان کی پلاننگ یہ ہے کہ آرتھر کے بنگلے میں کوئی گڑبڑ نہ کی جائے۔ اس کی بدنامی ہوگی۔ وہ چپ چاپ بٹر فلائی کو بے بس کر کے وہاں سے لے جائیں گے۔ ویسٹ بورن کے علاقے میں ان کا ایک اڈا ہے۔ وہاں اسے لے جا کر قیدی بنائیں گے پھر اسے ٹارچر کرتے رہیں گے۔"

کیا آرتھر اس بنگلے میں آ رہا ہے؟"

"جی ہاں میں جا رہی ہوں۔ ابھی اسے وہاں پہنچا دوں گی۔"

میں آدھے گھنٹے کے بعد اس بنگلے کے پاس پہنچ گئی۔ اپنی کار کو وہاں سے ذرا فاصلے پر روک کر پیدل چلتی ہوئی ادھر جانے لگی۔ ایسے ہی وقت ایک کار اس بنگلے کے اندر داخل ہو رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک عورت دکھائی دی۔ وہ یقیناً بٹر فلائی تھی۔ اس نے احاطے کے اندر جا کر گاڑی روک دی۔ وہ بنگلا لاک رہتا تھا۔ چونکہ وہ آرتھر کی خاص داشتہ تھی۔ اس لیے وہاں کی ایک چابی اس کے پاس رہتی تھی۔ وہ لاک کھول کر اندر جانے لگی تو میں اس کے قریب پہنچ

گئی۔ اس نے چونک کر مجھے دیکھا پھر پوچھا۔ کون ہو تم؟"

میں نے کہا۔ "دوست ہوں۔ اندر چلو کچھ باتیں کرنی ہیں۔"

وہ مجھ پر شک کر رہی تھی، اندر آ گئی۔ میں نے کہا۔ "تم آرتھر کو زبردست طریقے سے بلیک میل کر رہی ہو۔ یہ کیسے سوچ سکتی ہو کہ وہ تمہیں آسانی سے چھوڑ دے گا؟"

اس نے سہمی ہوئی نظروں سے مجھے دیکھ کر کہا۔ "اگر وہ کوئی غلطی کرے گا تو بری طرح پچھتائے گا۔ میری موت کے بعد وہ نیک نام نہیں رہے گا۔ اس طرح تباہ ہوگا کہ اس کی پوری زندگی جیل میں گزرے گی یا وہ فٹ پاتھ کا بھکاری بن کر رہ جائے گا۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "اس کے ساتھ جو بھی ہوگا، وہ ایک الگ بات ہے لیکن تم نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ یہاں تنہا آؤ گی تو جان سے جاؤ گی؟"

"کیا اس نے تمہیں بھیجا ہے؟ کیا تم مجھے قتل کر دو گی؟"

"میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ تمہاری دوست ہوں، تم سے دشمنی کرنے والے ابھی دو شخص آنے والے ہیں۔ وہ تمہیں بے ہوش کر کے کسی خفیہ اڈے میں لے جائیں گے۔ وہاں تم پر تشدد کیا جائے گا۔ تم مجبور ہو کر لاکر کی چابیاں ان کے حوالے کر دو گی اور اپنی ماں کے نام یہ اجازت نامہ لکھ کر دو گی کہ وہ تمہارے بینک کے لاکر سے تمام ضروری چیزیں نکال سکتی ہیں۔"

وہ پریشان تھی، سہمی ہوئی تھی۔ اس نے پوچھا۔ "تم میری دوست ہو۔ کیا مجھے مشورہ دو گی کہ اس وقت کیا کرنا چاہیے؟"

"دانشمندی تو یہ ہے کہ فوراً یہاں سے فرار ہو جاؤ لیکن وہ تمہاری عزت سے کھیلتا رہا ہے۔ اب اپنی شریک حیات نہیں بنانا چاہتا۔ عزت دینا نہیں چاہتا۔ لہٰذا اس سے بدلہ لینا چاہیے۔ وہ تمہیں ٹریپ کرنا چاہتا ہے۔ ہم دونوں مل کر اسے ٹریپ کریں گے۔"

وہ بے یقینی سے بولی۔ "ہم دو عورتیں کیا کر سکیں گی؟"

"دو کی گنتی نہ کرو۔ میں ایک ہی کافی ہوں۔"

ایسے ہی وقت آرتھر وہاں پہنچ گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی مجھے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ اس نے بٹر فلائی سے پوچھا۔ "یہ کون ہے؟"

"یہ میری سہیلی ہے۔ میری راز دار ہے۔ میرے اور تمہارے تمام راز اچھی طرح جانتی ہے۔"

"میں نے تمہیں تنہا آنے کو کہا تھا؟"

میں نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تمہارا خیال ہے' ابھی تمہارے جو آدمی اسے اغوا کرنے آئیں گے، ان کا کام بڑھ جائے گا۔ انہیں پہلے میرا منہ بند کرنا ہوگا؟ یا مجھے بھی اٹھا کر لے جانا ہوگا ورنہ تمہارا یہ بنگلا پولیس اور انٹیلی جنس والوں کی نظروں میں آ جائے گا۔"

وہ بڑی ڈھٹائی سے بولا۔ "ہاں، تمہارے ساتھ بھی یہی کرنا ہوگا۔ میں نہیں جانتا، تمہیں میرے اس منصوبے کا علم کیسے ہوا؟ بہرحال اس کے ساتھ تم بھی یہاں مرنے آئی ہو۔"

اس کے دو زرخرید غنڈے وہاں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک لانبے پھل کا چمکتا ہوا چاقو دکھائی دے رہا تھا۔

ایک نے آرتھر سے کہا۔ "باس! ہم نے اس عورت کی باتیں سن لی ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم انہیں پھول کی طرح اٹھا کر لے جائیں گے پھر بڑی مستی سے کانٹوں کی طرح چبھتے رہیں گے۔"

بات ختم ہوتے ہی اس کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔ وہ ریوالور فضا میں اچھلتا ہوا میرے پاس آیا۔ میں نے اسے کیچ کرتے ہوئے کہا۔ "بہت اچھے ڈائیلاگ بول لیتے ہو۔ اب بولو۔"

میرے ہاتھ میں ریوالور دیکھتے ہی اس کے اور آرتھر کے ہوش اڑ گئے۔ میں نے دوسرے کے ہاتھ پر گولی چلائی۔ اس کے ہاتھ سے چاقو گر گیا، وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے گیا۔ میں نے کہا۔ "بٹر فلائی! وہ چاقو اٹھاؤ۔ ہمارے کام آئے گا۔"

آرتھر بری طرح بوکھلا گیا تھا۔ گڑگڑاتے ہوئے بولا۔ "فار گاڈ سیک! گولی نہ چلاؤ۔ پولیس آسکتی ہے۔ میری بہت بدنامی ہوگی۔"

میں نے کہا۔ "تم یہاں بٹر فلائی کے ساتھ کمینگی دکھاتے رہے تھے۔ اب بدنامی سے کیوں ڈر رہے ہو؟"

وہ دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔ "مجھے معاف کر دو۔ یہ بتاؤ' تم کون ہو؟ کیا چاہتی ہو؟ میں آئندہ بٹر فلائی سے دشمنی نہیں کروں گا۔"

بٹر فلائی نے آگے بڑھ کر کہا۔ "سانپ یہ کہے کہ وہ ڈسنا چھوڑ دے گا تو اس پر یقین کرنے والا کوئی بے وقوف یا پاگل ہی ہوگا۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

میں نے کہا۔ "نہیں، بٹر فلائی! اسے زندہ رکھنا ہے۔ گولی مارو گی تو یہ مر جائے گا اور اگر ذلت کی زندگی گزارنے کے لیے زندہ چھوڑا جائے گا تو یہ ہر لمحے مرتا رہے گا۔"

وہ خوش ہو کر بولی۔ ”تم نے بہت اچھی بات کہی۔ مجھے مشورہ دو، اسے ذلیل کرنے اور ہمیشہ ذلت کی زندگی گزارنے پر کس طرح مجبور کر سکتی ہوں؟“

میں نے الپا سے کہا۔ ”ان دو غنڈوں کو ذہنی اذیت میں جتلا کر کے بے ہوش کر دو۔ میں یہاں گولی نہیں چلانا چاہتی۔“

الپا نے دوسرے ہی لمحے میں ان کے اندر زلزلے پیدا کیے۔ وہ دونوں چیخیں مار کر فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔ جب ان کے اندر دوسری تیسری بار زلزلہ پیدا کیا گیا تو وہ بے ہوش ہو گئے۔

آرتھر شدید حیرانی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ بٹر فلائی نے بھی حیرانی سے پوچھا۔ ”انہیں کیا ہو رہا ہے؟“

میں نے کہا۔ ”یہ بیچارے اپنے کیے پر شرمندہ ہیں۔ مارے شرم کے بے ہوش ہو گئے ہیں۔“

وہ بولی۔ ”اوہ گاڈ! میں یقین سے کہہ سکتی ہوں، تم کوئی جادو جانتی ہو۔ اسی لیے اس شخص کا ریوالور ہاتھ سے نکل کر تمہارے ہاتھ میں آ گیا تھا۔“

”میرے بارے میں سوچنا چھوڑ دو۔ اپنے گاڈ کا شکر ادا کرو کہ تمہاری مدد کے لیے آ گئی ہوں۔ آیندہ کے لیے مشورہ ہے، میرے یہاں سے جانے کے بعد کبھی مجھے یاد نہ کرنا۔“

پھر میں نے آرتھر سے کہا۔ ”یہ سن کر خوش ہو رہے ہو گے کہ تمہیں جان سے نہیں مارا جائے گا۔ یہ سوچو کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟“

وہ عاجزی سے گڑگڑانے لگا۔ ”مجھے معاف کر دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں، بٹر فلائی کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ میں اس کے تمام مطالبات پورے کروں گا۔“

”میں بٹر فلائی کو پہلے نہیں جانتی تھی۔ نہ آیندہ جاننا چاہوں گی۔ بس اسے تحفظ فراہم کرنے آئی تھی۔ ویسے میرا مقصد تو کچھ اور ہے۔ معلوم کرو گے کہ میں کون ہوں؟“

وہ مجھے سوالیہ نظروں سے تکنے لگا۔ میں نے بٹر فلائی سے کہا۔ ”تمہارے بیگ میں یقیناً لپ اسٹک تو ہو گی؟“

اس نے فوراً ہی بیگ میں سے ایک لپ اسٹک نکال کر دی۔ میں اسے لے کر سامنے والی دیوار کے پاس آئی اور وہاں بڑے بڑے حروف میں لکھنے لگی۔

I AM LOOKING FOR MY BODY AND MY BRAIN.

اسے پڑھ کر آرتھر کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ایک صوفے سے ٹکراتا ہوا فرش پر گر پڑا۔ میں نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔ ”تمہارے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ چکے ہیں۔ اپنے پیروں پر کھڑے نہیں رہ سکو گے۔ آج کے بعد زندہ رہو گے تو یہ یاد رکھنا، فرہاد کی آتما تمہارے قریب سے گزر کر گئی ہے۔ دوسری بار آئی تو دوسری سانس نہیں لے سکو گے۔“

میں نے الپا سے کہا۔ ”اسے بے ہوش کر دو۔“

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ زلزلے کے جھٹکے لگتے ہی وہ چیخنے لگا، فرش پر تڑپنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ہی بے ہوش ہو گیا۔ میں وہاں سے جانے لگی۔ بٹر فلائی نے پوچھا۔ ”کیا تم جا رہی ہو؟“

”ہاں، یہ عیاش ہے۔ تم سوچو، اسے کیا سزا ملنی چاہیے؟ تمہارے ہاتھ میں کھلا چاقو ہے۔ اسے جان سے نہ مارو بلکہ اس طرح ناکارہ بنا دو کہ آیندہ عیاشی کے قابل نہ رہے۔“

یہ کہہ کر میں چلی آئی۔ آدھے گھنٹے کے اندر وہاں کے قریبی پولیس اسٹیشن میں ایک کال موصول ہوئی۔ ان سے کہا گیا کہ مسٹر آرتھر اپنے پرائیویٹ بنگلے میں موت سے لڑ رہے ہیں۔ ان کی مدد ضروری ہے۔ فوراً وہاں پہنچا جائے۔

پولیس والوں کے ساتھ چند سیاسی لیڈر بھی وہاں پہنچ گئے۔ آرتھر کی حالت دیکھ کر سب ہی نے کہا۔ ”اس کے ساتھ بڑی بے رحمی اور سفاکی سے پیش آیا گیا ہے...“

پھر سب نے دیوار پر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھا تو یہ واردات سمجھ میں آ گئی۔ سیاسی لیڈروں میں سے ایک نے کہا۔ ”اس بار فرہاد کی آتما نے اپنے دشمن کی جان نہیں لی ہے لیکن اس سے بھی بڑا ظلم کیا ہے۔ اسے تیسری مخلوق بنا کر چھوڑ دیا ہے۔“

☆☆☆

بے باک دن میں ایک بار ڈیلائلہ کے پاس جاتا تھا

اس کی ذہنی حالت کا مطالعہ کرتا تھا۔ وہ اس کی عقیدت مند ہ

گئی تھی۔ پہلے اس کا محبوب دانیال بہت ہی مغرور تھا۔ محب

کے معاملے میں پہل نہیں کرتا تھا۔ کبھی اس سے بات نہیں کر

تھا۔ اب بار بار فون کرنے لگا تھا۔ باہر بھی اس سے ملاقاتی

ہونے لگی تھیں۔

وہ خوش رہا کرتی تھی۔ غصہ کرنا بھولتی جا رہی تھی اور ر

رفتہ نارمل ہوتی جا رہی تھی۔

بے باک فرہاد کے سلسلے میں کرنل سے انتقام لینے آ

تھا اور اتنا ہی انتقام لیا تھا کہ اسے دہشت زدہ کرنے کے بع

زندہ چھوڑ دیا تھا۔ اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ کرنل

. مالگرہ کا دن جب شروع ہوا تو اس کے بیڈروم کی دیوار پ

لکھا ہوا تھا۔ میں اپنا جسم اور اپنا دماغ تلاش کرتا ہوا یہا

تک پہنچ گیا ہوں۔“

یہ ایسی تحریر تھی، جسے پڑھ کر چھوٹے بڑے ممالک کے اکابرین خوف سے تھرا جاتے تھے۔ سمجھ لیتے تھے کہ فرہاد کی لسٹ میں جن سازش کرنے والے دشمنوں کے نام درج ہیں، وہ اس مخصوص تحریر کے بعد زندہ نہیں رہتے ہیں۔ اس کرنل کے بارے میں بھی یہی سوچا جا رہا تھا، اسے اب تک مر جانا چاہیے تھا۔ اس آتما نے اسے کیوں زندہ چھوڑ دیا ہے؟

بے باک نے کرنل کے بیٹے کو آلہ کار بنا کر کہا تھا کہ ڈیلائلہ کو قیدی بنا کر نہ رکھا جائے۔ اسے آزاد چھوڑ دیا جائے۔ وہ آیندہ نارمل رہا کرے گی۔

اس کے حکم کی فوراً تعمیل کی گئی تھی۔ اسے ایکسی کے بند کمرے سے آزادی مل گئی تھی۔ اب وہ سب انتظار کر رہے تھے کہ فرہاد کی آتما آیندہ کرنل کے ساتھ کیا سلوک کرنے والی ہے؟

دوسری بار بے باک نے کرنل کے اندر آ کر کہا۔ ”تم ایک ہی شرط پر زندہ رہ سکتے ہو۔“

اس نے جلدی سے کہا۔ ”میں تمہاری ہر شرط ماننے کو تیار ہوں۔ حکم دو میں ابھی اس پر عمل کروں گا۔“

”کیا برین ماسٹر کی فیملی کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟“

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ”وہ خود کو پُراسرار بنائے رکھتا ہے۔ تمام ممالک کے انٹیلی جنس والے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے سرتوڑ کوششیں کر رہے ہیں۔“

”تمہیں صرف یہ معلوم کرنا ہو گا کہ اس کا بیٹا جارج رچ کہاں ہے؟ اس نے میرے خوف سے بیٹے کو کسی خفیہ پناہ میں چھپا دیا ہے۔ اگر تم ایک ہفتے کے اندر اسے ڈھونڈ نکالو گے۔ اس کا پتا ٹھکانا بتا دو گے تو اپنی طبعی عمر تک زندہ رہو گے ورنہ ایک ہفتے کے بعد تمہاری موت لازمی ہے۔“

”میں زندہ رہنے کے لیے اسی لمحے سے اس کی تلاش شروع کروں گا مگر ایک التجا ہے کہ کوئی ایسا اشارہ دو، کوئی ایسی بات بتاؤ، جس کے سہارے میں کسی حد تک اس کے قریب پہنچ سکوں۔“

”میں ماسٹر کی بیوی اور بیٹی کا پتا ٹھکانا بتا سکتا ہوں۔“

وہ ایک دم سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ جلدی سے بولا۔ ”بس... بس۔ اتنا ہی کافی ہے۔ مجھے ان کا پتا ٹھکانا اور فون نمبر ابھی بتاؤ۔ میں ماسٹر کو آہنی پردوں سے باہر آنے پر مجبور کر دوں گا۔“

بے باک نے کہا۔ ”ایک اور رعایت دیتا ہوں اور وہ یہ کہ جتنے بھی دشمن میری فہرست میں ہیں، وہ بھی اس کے بیٹے کو ڈھونڈ نکالیں گے تو میں سب ہی کو معاف کر دوں گا۔ ان میں سے کسی کی جان نہیں لوں گا۔“

”پھر تو سمجھو کہ ماسٹر کا بیٹا ہی نہیں، ماسٹر بھی ہمارے قابو میں آ جائے گا۔ تمام ممالک کے اکابرین یکجا ہو کر... ایک طاقت ہو کر جب اسے تلاش کریں گے تو وہ کسی پاتال یا سمندر کی تہ میں بھی جا کر چھپ نہیں سکے گا۔“

”میں اس کی بیوی اور بیٹی کا پتا ابھی بتاتا ہوں لیکن اس سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لو اور تمام اکابرین سے کہہ دو کہ اس کی بیٹی کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے۔ کوئی اس سے بدتمیزی نہ کرے۔ اسے قیدی بنا کر نہ رکھے۔ وہ آسانی سے کہیں بھی آتی جاتی رہے گی۔“

”ہم تمہاری ہر ہدایت پر عمل کریں گے۔“

”اس کی بیوی کو بھی جسمانی اذیت نہ پہنچائی جائے۔ بے شک اسے قیدی بنا لیا جائے لیکن کم از کم ذہنی اذیت نہ پہنچائی جائے۔ اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے کہ ماسٹر تڑپ کر اسراریت کے پردوں سے باہر نکل آئے۔ بے شک خود کو گرفتاری کے لیے پیش نہ کرے لیکن آیندہ پُراسرار بن کر نہ رہ سکے۔ اپنے بیٹے کو بھی دنیا والوں کے سامنے پیش کر دے۔“

کرنل نے اسی وقت اپنے تمام اکابرین سے رابطہ کیا۔ انہیں یہ تسلی بخش خبر سنائی کہ اگر فرہاد کا ایک مطالبہ مان لیا جائے تو وہ ان تمام دشمنوں کو معاف کر دے گا جو اس کی لاش کو ناقابلِ شناخت بنانے کی سازش میں شریک تھے۔ ماسٹر نے اپنے بیٹے کو کہیں چھپا کر رکھا ہے، اسے اس پناہ گاہ سے باہر نکالنا ہے۔ اس سلسلے میں فرہاد کی آتما نے ماسٹر کی بیوی اور بیٹی کا پتا ٹھکانا اور فون نمبر بتا دیا ہے۔ اس سے ہم سب کو بڑی مدد ملے گی۔

یہ خبر دوسرے ممالک کے اکابرین تک بھی پہنچائی گئی۔ وہاں جو دشمن اپنی موت کے انتظار میں سہمے ہوئے تھے۔ وہ اطمینان کی گہری سانسیں لینے لگے۔ یہ عزم کرنے لگے کہ ہر حال میں ماسٹر کو تلاش کریں گے اور اس کے بیٹے کو بھی منظر عام پر لے آئیں گے۔

وہ سب ہی فرہاد کی انتقامی کارروائی سے محفوظ رہنا چاہتے تھے۔ اپنے اپنے ملک کی پہلی فلائٹ سے لندن پہنچ گئے۔ وہاں ایک اجلاس میں یہ طے کیا گیا کہ کس طریقہ کار سے ماسٹر کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جائے گا؟ اور اس آتما کی ان

ہدایات پر سختی سے عمل کیا جائے گا کہ ماسٹر کی بیٹی کو کسی طرح کا کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اسے ہر طرح کی آزادی دی جائے۔ اس کی ماں کے ساتھ قیدیوں جیسا سلوک کیا جائے لیکن اسے بھی جسمانی نقصان نہ پہنچایا جائے۔

تمام طریقہ کار طے کرنے کے بعد وہاں کی آرمی نے مونیکا کے بنگلے کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ایک افسر نے اندر آکر اس سے کہا۔ ''تم اس بنگلے سے باہر نہیں جاؤ گی۔''

اینا نے پوچھا۔ ''ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے؟ اس طرح کیوں محاصرہ کیا گیا ہے؟ کیا ہمارے خلاف کوئی وارنٹ جاری ہوا ہے؟''

افسر نے کہا۔ ''یہ اتنا اہم اور خفیہ معاملہ ہے کہ ہم کھل کر قانونی کارروائی نہیں کریں گے۔ یہ بات تمہارا باپ برین ماسٹر اچھی طرح جانتا ہے۔''

مونیکا نے کہا۔ ''اس کے باپ اور میرے شوہر کا نام برین ماسٹر نہیں، رچ مین ہے۔''

''وہ اس نام سے ایک شریفانہ زندگی گزار رہا ہے لیکن کبھی یہاں مستقل طور پر تم لوگوں کے ساتھ نہیں رہتا۔''

مونیکا نے کہا۔ ''اس لیے نہیں رہتے کہ وہ سعودی عرب کی آئل ریفائنری کے ہیڈ انچارج ہیں۔ کبھی کبھی چھٹی لے کر یہاں آتے ہیں۔''

بے باک نے ان اکابرین کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ وہ سعودی عرب میں ملازمت نہیں کرتا ہے۔ آرمی افسر نے کہا۔ ''تمہارا شوہر تم سب سے جھوٹ بولتا ہے۔ ہمارے انٹیلی جنس والوں نے معلومات حاصل کی ہیں۔ سعودی عرب کے آئل ریفائنری کے شعبے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس نے کبھی اس ملک میں قدم بھی نہیں رکھا ہے۔''

مونیکا نے کہا۔ ''یہ اچانک ہی میرے شوہر پر کیسے الزامات لگائے جا رہے ہیں؟ میں ان الزامات کو تسلیم نہیں کروں گی۔''

آرمی افسر نے کہا۔ ''آپ اپنے شوہر سے ابھی رابطہ کریں اور ہم سے بات کرائیں۔''

ویسے اینا کو اصلیت معلوم تھی۔ بے باک نے بتا دیا تھا کہ اس کا باپ دوہری زندگی گزار رہا ہے پھر برین ماسٹر نے بھی اس کے دماغ میں آکر باتیں کی تھیں۔ اس نے یہ حقیقت ابھی تک اپنی ماں کو نہیں بتائی تھی۔ یہ سن کر اسے دکھ پہنچتا کہ اس کا شوہر دوہری زندگی گزار رہا ہے۔ جہاں بھی رہتا ہے وہاں اس کی ایک بیوی اور دو بچے بھی ہیں۔ وہ ایسی خبر سنا کر ماں کو دکھ پہنچانا نہیں چاہتی تھی۔

مونیکا نے فون پر نمبر پنچ کیے۔ اس سے رابطہ کرنا چاہا تو آواز سنائی دی کہ فی الحال رابطہ نہیں ہو سکتا آپ تھوڑی دیر بعد فون کریں۔

ماسٹر جب اپنے بیٹے جارج رچ کے ساتھ مصروف رہتا تھا تو دوسرے تمام فونز کو بند رکھتا تھا۔ وہ بیٹے کی طرف سے بہت مطمئن تھا۔ اس کا مزاج بدل گیا تھا۔ طور طریقے بھی بدل گئے تھے۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ تک کبھی نہیں پہنچ پائے گا۔ نہ کبھی اس کی اصلیت کو پہچان سکے گا۔

اس نے وہاں سے مطمئن ہو کر بابر اور آؤڈی مین سے رابطہ کیا تھا۔ دونوں نے بتایا کہ وہ حیدر آباد دکن پہنچ گئے ہیں۔ آؤڈی مین نے کہا۔ ''فرہاد کے تمام بچوں نے اپنی آواز اور لب و لہجہ بدل لیا ہے۔ اب میں عالی کو کیسے پہچان سکوں گا؟''

ماسٹر نے کہا۔ ''ابھی تو یہ مشکل نظر آ رہا ہے لیکن ذرا صبر و تحمل سے وہاں کی لڑکیوں کی آوازوں کو سنتے رہنا ہو گا۔ عالی جب بھی بات کرے گی تو اپنی فیملی یا ٹیلی پیتھی کے بارے میں بولے گی۔ باتوں کے دوران میں اس کی مصروفیات معلوم ہوں گی تو اسے پہچان لینے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔''

آؤڈی مین نے کہا۔ ''ٹھیک ہے، میں یہاں رہ کر بڑے صبر سے ایک ایک لڑکی کی آواز سنتا رہوں گا۔''

بابر نے کہا۔ ''اور میں ایک ایک لڑکی کے دماغ میں جاتا رہوں گا۔ ان میں سے جو بھی یوگا کی ماہر ہو گی۔ وہی عالی ہو گی اور وہی ہمارا شکار ہو گی۔''

اُدھر عالی نے ایمان علی سے کہا تھا کہ وہ پھر ایک بار علم نجوم کے ذریعے اس کے پاپا کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرے اور یہ جاننے کی کوشش کرے کہ آگہی کہاں تک درست ہے اور وہ عجوبہ کون ہے؟

ایمان علی یہ ساری معلومات حاصل کرنے کے لیے پھر ایک بار اپنے کمرے میں بند ہو گیا تھا۔ تنہائی میں وقت گزارتا رہا۔ اور عالی بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کرتی رہی تھی۔ وہ تقریباً تین گھنٹے کے بعد کمرے سے باہر نکلا پھر عالی سے بولا۔ ''سفر کی تیاری کرو۔ ہمیں یہاں سے جلد ہی کوچ کرنا ہے۔''

وہ بولی۔ ''تم نے کہا تھا' مجھ پر سفر کرنے کی پابندی ہے۔''

''بے شک، میں نے کہا تھا لیکن وقت اور حالات بدل چکے ہیں۔ میرا علم کہتا ہے کہ ہمیں آج ہی یہاں سے نکل جانا

چاہیے۔ سیدھی سی بات کہہ دوں۔ یہاں ہمارے لیے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔''

''اوہ گاڈ! میں ابھی تیار ہو جاتی ہوں۔ پہلے تم اپنی امی سے سفر کرنے کی اجازت لے لو۔''

وہ پلٹ کر جانے لگی پھر رک کر بولی۔ ''لیکن ہم یہاں سے کہاں جائیں گے؟ کیا میرے ساتھ بابا صاحب کے ادارے میں چلو گے؟''

وہ بولا۔ ''خدا نے چاہا تو پھر کبھی اس ادارے میں جانے کا اعزاز حاصل کروں گا۔ فی الحال ہم یہاں سے ساؤتھ افریقا جائیں گے۔''

اس نے تعجب سے پوچھا۔ ''ساؤتھ افریقا؟ یہ اچانک وہاں جانے کی کیوں سوجھ رہی ہے؟''

وہ قریب آکر بولا۔ ''تمہیں یاد ہے، میں نے کہا تھا' کبھی کبھی مجھے بے وقت آگاہی مل جاتی ہے؟''

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ بولا۔ ''ابھی آگاہی ملی ہے۔ میں نے خود کو تمہارے ساتھ افریقا کے ایک شہر سن سٹی میں دیکھا ہے۔''

''کیا اتنی سی آگاہی تھی یا اور کوئی ایسی بات ہے جو تمہیں وہاں لے جا رہی ہے؟''

ایمان علی نے گہری سنجیدگی سے اسے دیکھ کر کہا۔ ''میں نے اس دوران دیکھا ہے، ہم کسی بک اسٹال پر تھے۔ وہاں طرح طرح کے میگزین رکھے ہوئے تھے۔ ایک میگزین کے ٹائٹل پیج پر میں نے اس عجوبہ کی تصویر دیکھی ہے۔''

''میں سمجھ گئی۔ ہم وہاں جا کر اس عجوبہ کے سلسلے میں ضروری معلومات حاصل کر سکیں گے۔''

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ پلٹ کر جاتے ہوئے بولی۔ ''میں ابھی تیار ہو کر آ رہی ہوں۔''

برین ماسٹر کے ستارے گردش میں تھے۔ مصیبتیں چاروں طرف سے گھیر رہی تھیں۔ ناکامیاں مقدر بنتی جا رہی تھیں۔ پہلی ناکامی تو یہی تھی کہ تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے ہاتھوں سے نکل گئے تھے۔ دوسری سب سے بڑی تشویشناک ناکامی یہ تھی کہ فرہاد کی آتما اس کی بیوی اور بیٹی تک پہنچ گئی تھی۔ اس کے ایک سیاہ فام آلہ کار نے اس کی بیٹی کو محبت کے شکنجے میں کس لیا تھا۔ اس کے بعد وہ ایک اور ناکامی کا منہ دیکھنے والا تھا۔

اس کے ماتحت بابر اور آؤڈی مین حیدر آباد دکن پہنچے ہوئے تھے۔ وہاں ہر لڑکی کے پیچھے بھاگتے پھر رہے تھے۔ ایک اپنی غیر معمولی قوتِ سماعت کے ذریعے ان کی آوازیں دور سے سن رہا تھا اور دوسرا دماغوں میں پہنچ کر عالی کو تلاش کر رہا تھا۔ کئی گھنٹوں کی کوششوں کے بعد وہ ایمان علی کی بہن زیب النسا کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے خیالات پڑھنے سے معلوم ہوا کہ فرہاد علی کی بیٹی اعلیٰ بی بی عرف عالی وہاں پہنچی ہوئی تھی۔

اس نے خوش ہو کر ماسٹر سے کہا۔ ''ابھی میرے اندر آئیں۔ میں آپ کو ایک اہم لڑکی کے اندر پہنچا رہا ہوں۔ عالی ان کے گھر میں ہے۔''

برین ماسٹر فوراً اس کے اندر پہنچا۔ اس کے ذریعے زیب النسا کے خیالات پڑھنے لگا۔ یہ یقین ہو گیا کہ عالی وہاں آئی ہوئی تھی لیکن اب نہیں ہے۔

زیب النسا کی سوچ نے آگے جو بات بتائی' اسے سن کر وہ مایوس ہو گئے۔ زیب النسا اور اس کے گھر والے ان دونوں کو ائیرپورٹ پر سی آف کرنے گئے تھے۔ اس کے اندر سوال پیدا کیا گیا کہ وہ کہاں گئے ہیں؟

اس کے خیالات نے کہا۔ ''وہ یورپ کی طرف گئے ہیں. لیکن جس فلائٹ سے گئے ہیں۔ وہ استنبول تک ہی جائے گی، وہاں سے وہ دونوں کسی دوسری فلائٹ سے یورپ کی طرف جائیں گے۔''

ماسٹر نے کہا۔ ''شٹ! صرف دو گھنٹے پہلے ہی وہ روانہ ہوئی ہے۔ یہ کیسی کم بختی ہے' میرے ہاتھ آتے آتے رہ گئی۔ پتا نہیں میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ میں تقدیر کو نہیں مانتا اپنی ذہانت اور قوتِ بازو سے اور وسیع ذرائع سے کامیابی حاصل کرتا ہوں۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ذہانت کام کیوں نہیں آ رہی ہے؟ میں وسیع اختیارات کے باوجود کیوں محدود ہوتا جا رہا ہوں؟ کیا مجھے تقدیر کو ماننا چاہیے؟ کیا مجھے کسی ماہر نجومی سے رجوع کرنا چاہیے؟''

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر اپنی ناکامیوں کا حساب کرتا رہا اور پریشان ہوتا رہا۔ سب سے زیادہ تشویش کی بات یہ تھی کہ فرہاد کی آتما اس کی بیوی اور بیٹی تک پہنچ گئی تھی اور ان کے ذریعے اس کی خفیہ پناہ گاہ تک پہنچنے کا راستہ نکال رہی تھی۔ اس نے مونیکا سے رابطہ کرنے والا فون بند رکھا تھا۔ اس لیے یہ معلوم نہیں تھا کہ ایک نئی مصیبت ایک نئی پریشانی اس کا انتظار کر رہی ہے۔

مونیکا آدھے گھنٹے میں دو بار رابطہ کر چکی تھی اور ناکام ہوتی رہی تھی۔ اس نے آرمی کے اعلیٰ افسر سے کہا۔ ''کسی وجہ سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ پتا نہیں کب ان سے بات ہو سکے گی؟''

اعلیٰ افسر نے کہا۔ ''کوئی بات نہیں۔ ہم اس کا ساری زندگی یہاں بیٹھ کر انتظار کریں گے۔''

مونیکا نے پوچھا۔ ''کیا واقعی آپ نے سعودی عرب میں انکوائری کی ہے؟ کیا میرے شوہر وہاں ملازمت نہیں کرتے ہیں؟''

''میں کئی بار کہہ چکا ہوں' ہم نے پوری طرح انکوائری کی ہے۔ آپ کی باتوں سے پتا چلتا ہے کہ آپ شوہر کی وفادار اور گھرگھرہستی والی عورت ہیں۔ دنیا کی چالوں کو نہیں سمجھتی ہیں۔ اپنے شوہر کی مکاریوں کو بھی نہیں سمجھ پا رہی ہیں۔ وہ آپ سے جھوٹ بولتا اور فراڈ کرتا آ رہا ہے۔''

وہ غصے سے بولی۔ ''بس، آگے کچھ نہ بولیں۔ میں ان کے خلاف کچھ نہیں سنوں گی۔''

تب اینا نے کہا۔ ''ممی! آپ کو ان کی باتیں سننی چاہیں اور یقین کرلینا چاہیے، یہ بات میں بھی اچھی طرح جانتی ہوں کہ ڈیڈی دوہری زندگی گزار رہے ہیں۔ یہاں رچ مین کی حیثیت سے کبھی کبھی ہمارے پاس آتے ہیں ورنہ ہم سے دور رہ کر وہ ایک انڈر ورلڈ کے بگ باس کی حیثیت سے کہیں مجرمانہ زندگی گزار رہے ہیں۔''

ماں نے کہا۔ ''یہ تم کیا بک رہی ہو؟ تمہیں باپ کے خلاف ایسی بات کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔''

''ابھی آپ کو غصہ آرہا ہے لیکن سچ سامنے آئے گا تو آپ کو بھی ماننا پڑے گا۔ آپ میری بات کا یقین کریں یا نہ کریں، ڈیڈی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ وہ میرے اندر آ کر مجھ سے بات کرچکے ہیں۔''

''اگر ایسا ہے تو اتنی اہم بات تم نے مجھ سے کیوں چھپائی؟''

''میں چاہتی تھی، آپ کو سچ معلوم نہ ہو۔ ڈیڈی بے شک ہمیں دھوکا دے رہے ہیں لیکن بڑے عیش و آرام سے عزت کی زندگی گزارنے کی سہولتیں بھی فراہم کرتے رہتے ہیں۔''

''اگر وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور ان کے متعلق مجھے سچ معلوم ہوجاتا تو کیا قیامت آجاتی؟''

''آپ ضد کررہی ہیں تو میں بتا دیتی ہوں۔ یہ سن کر آپ کو بے حد صدمہ پہنچے گا کہ آپ کی طرح ان کی ایک اور بیوی ہے اور دو بچے بھی ہیں۔''

مونیکا کا چہرہ ایسے زرد ہوگیا، جیسے اس کا خون نچوڑ لیا گیا ہو۔ اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ وہ بولی۔ ''میں بیٹی کی زبان سے سن کر کیسے انکار کروں؟ اب مجھے یہ سب کچھ سچ لگ رہا ہے۔ یہاں آنے والے نادان نہیں ہیں۔ یہ ایسے ہی ہمارا محاصرہ کرنے نہیں آئے ہیں۔ اوہ گاڈ! رچ مین سے رابطہ کیوں نہیں ہورہا ہے؟''

اس نے موبائل اٹھا کر نمبر پنچ کیے۔ اس بار رابطہ ہوگیا۔ شوہر کی آواز سنتے ہی سینے سے دل پھٹ پڑا۔ آنکھوں سے آنسو پھوٹ پڑے۔ وہ تڑپ کر بولی۔ ''رچ مین...! تم کہاں ہو؟ کیوں اپنا فون بند کردیتے ہو؟''

آگے کچھ کہنے سے پہلے اسے اور زیادہ رونا آگیا۔ برین ماسٹر نے حیرانی سے سوچا۔ ''ایسی کیا بات ہوگئی ہے؟ یہ کیوں رو رہی ہے؟''

اس نے فوراً ہی اس کے خیالات پڑھے۔ مختصر سے خیالات نے بتا دیا کہ بہت بڑی مصیبت آئی ہوئی ہے۔ آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے اس کے گھر میں ڈیرا جمالیا ہے۔ اس کے بنگلے کو چاروں طرف سے آرمی والوں نے گھیر لیا ہے اور مونیکا کو یہ بات بتا دی گئی ہے کہ اس کا شوہر دوہری زندگی گزار رہا ہے۔

ایسے وقت اینا نے کہا۔ ''ممی...! میرا بھائی، آپ کا لخت جگر جارج رچ مین لاپتا ہے۔ ڈیڈی آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اس کی آواز اور لب و لہجے میں آپ سے باتیں کرتے ہیں۔ آپ سے جھوٹ بولتے ہیں کہ بیٹا تمہیں زندہ سلامت ہے۔''

برین ماسٹر نے بیٹی کے دماغ میں آکر غصے سے کہا۔ ''یہ کیا بکواس کررہی ہو؟ وہ کالا کلوٹا بوائے فرینڈ جو سمجھاتا ہے وہی بولنے لگتی ہو۔ اپنے باپ کے خلاف زہر اگلتے ہوئے شرم آنی چاہیے تمہیں۔''

بے باک نے کہا۔ ''آہستہ برین ماسٹر...! ذرا آہستہ... میں بھی یہاں موجود ہوں۔ پہلے اس آرمی افسر سے باتیں کرو۔ اس کے بعد جو ہونے والا ہے، اس کی تم توقع بھی نہیں کرسکتے۔''

برین ماسٹر اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ اس کے ستارے گردش میں ہیں۔ مصیبت پر مصیبتیں چلی آرہی ہیں۔ بے باک نے کہا۔ ''تمہارے لیے یہ خوش خبری ہے کہ فرہاد کی آگ تمہیں جان سے نہیں مارے گی... مگر تمہارا جینا حرام کر رہے گی....

...تمہارے اعمال کی فصل پک چکی ہے۔ چلو کاٹنا شروع کرو...''

ٹیلی پیتھی کے فسوں کار فرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیں

سسپنس کامقبول عام سلسلہ جو تین سو چونسٹھ ماہ سے جاری ہے

دیوتا

فرہاد علی تیمور

ہنگاموں
رنگینیوں
اور تحیر کے اُس
بے تاج بادشاہ کی
سحرانگیز کہانی جس نے
اپنی بھرپور زندگی میں کبھی
شکست کا ذائقہ نہیں چکھا۔ وہ جب
اور جس کے ذہن میں چاہتا جھانک لیتا
اور یہی اُس کا مُہلک ترین ہتھیار تھا۔ دو نسلوں
پر محیط وہ طلسم ہوش رُبا جسے قارئین کی
دوسری نسل بھی بہت شوق سے پڑھ رہی ہے۔ اپنے
اور مُلک وقوم کے دشمنوں کو خیال خوانی کے نرم ونازک
ہتھیار سے خاک وخون میں نہلا دینے والے فرہاد علی
تیمور کی لازوال اور بے مثال داستان عبرت جس میں وہ لہو
کے سارے رشتوں کے ساتھ حریفوں سے برسرِ پیکار رہے۔

اردو زبان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا طویل ترین سلسلہ

برین ماسٹر کے ہوش اُڑے ہوئے تھے، حواس بحال نہیں ہو رہے تھے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آرمی والے اچانک ہی اس کے گھر کا محاصرہ کر کے مونیکا اور اینا کے سامنے اس کی دوہری شخصیت کو آشکار کر دیں گے۔ آرمی والوں سے زیادہ اینا اپنے باپ کا محاسبہ کر رہی تھی بلکہ اسے آڑے ہاتھوں لے رہی تھی۔

اسی نے اپنی ماں کو بتایا تھا کہ اس کا باپ ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور دوہری زندگی گزار رہا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں یہ زہر بھی اُگل دیا کہ باپ نے ایک اور شادی کی ہے اس سے بھی دو بچے ہیں۔

مونیکا کو ذہنی دھچکے لگ رہے تھے۔ پہلے سوکن کا دھچکا لگا۔ پھر معلوم ہوا کہ سوتیلے بیٹے نے اس کے اپنے بیٹے جارج برچ کو ہلاک کر دیا ہے۔ اسی لیے وہ تقریباً تین دن سے لاپتا ہے۔ ان سارے الزامات پر اینا نے مزید تڑکا لگایا کہ ماسٹر اپنے بیٹے کی گمشدگی یا اس کی موت کو چھپا رہا ہے۔ اس کی آواز اور لب و لہجے میں مونیکا سے بات کر کے اسے دھوکا دیتا رہتا ہے اور وہ یہی سمجھتی ہے کہ اس کا بیٹا اس سے فون پر بات کر رہا ہے۔

برین ماسٹر کا جھوٹ اور فریب اپنی بیوی پر اس طرح کھل رہا تھا کہ وہ اپنی صفائی میں کچھ کہنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ ایسے ہی وقت بے باک نے کہا۔ ''تمہارے اعمال کی فصل پک چکی ہے۔ چلو اب اسے کاٹو.....''

ادھر مونیکا نے جب یہ سنا کہ اس کا بیٹا اپنے سوتیلے بھائی کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے تو وہ احتجاجاً چیخنے چلانے لگی۔ دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔ فون اس کے کان سے لگا ہوا تھا۔ وہ ماسٹر کو پکار رہی تھی۔ ''کہاں ہو تم...؟''

ادھر ماسٹر کے کان سے بھی فون لگا تھا۔ وہ بولا۔ ''مونیکا! چپ ہو جاؤ۔ اینا بکواس کر رہی ہے۔ ہمارا بیٹا زندہ ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں، وہ ایک دن تمہارے پاس ضرور آئے گا۔''

اس نے چیخ کر پوچھا۔ ''کس دن آئے گا؟ کیا قیامت کے دن آئے گا؟ اگر وہ زندہ ہے تو ابھی کیوں نہیں آسکتا؟ اسے ابھی میرے سامنے لاؤ۔''

''پلیز مونیکا! پہلے مجھے ان آرمی والوں سے نمٹنے دو۔ وہ بے باک نام کا کالا دشمن ہمارے لیے مصیبتیں پیدا کر رہا ہے۔ مجھے آرمی والوں کو سمجھانے دو کہ میں دوہری زندگی نہیں گزار رہا ہوں۔ یہ شبہ ختم ہوگا، مجھے ایک نارمل شہری تسلیم کیا جائے گا۔ تب ہی میں بیٹے کے ساتھ تمہارے پاس آسکوں گا ورنہ یہ لوگ مجھے گرفتار کرلیں گے اور تمہاری بیٹی کے لیے بھی مصیبت بن جائیں گے۔''

''کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ کیا ہمارا بیٹا زندہ ہے؟ تم نے اسے کہیں چھپا رکھا ہے؟''

''میں اپنے بیٹے کی قسم کھا کر کہتا ہوں، تم سے جھوٹ نہیں بول رہا ہوں۔ وہ زندہ ہے۔ اینا کو بے باک مومن نے بہکایا ہے۔ تم بیٹی کی باتوں میں نہ آؤ۔''

مونیکا نے اس کی بات سنتے ہوئے بیٹی کی طرف دیکھا۔ وہ بولی۔ ''ممی! میں نہیں جانتی، ڈیڈی آپ سے کیا کہہ رہے ہیں۔ مگر آپ تو سمجھدار ہیں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ دشمن کے خوف سے بیٹے کو یہاں نہیں لا سکتے تو آپ کو کسی طرح اس کے پاس پہنچا سکتے ہیں۔ ویسے آپ میرے بھائی کو ایک بار آنکھوں سے دیکھ لیں گی تو ہمیں اطمینان ہو جائے گا کہ وہ تو زندہ سلامت ہے۔''

مونیکا نے کہا۔ ''دیکھیں! ہماری بیٹی صحیح کہہ رہی ہے۔ اگر آپ نے دشمن کے خوف سے جارج کو کہیں چھپا رکھا ہے، اسے یہاں نہیں لا سکتے تو مجھے تو اس کے پاس پہنچا سکتے ہیں؟''

''کیسی باتیں کر رہی ہو؟ ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن تمہارے اور اینا کے اندر دن رات رہتے ہیں۔ تم جہاں بھی چھپ کر بیٹے سے ملنے جاؤ گی۔ وہ وہاں بھی خیال خوانی کے ذریعے پہنچ جائیں گے۔''

''میں نہیں جانتی، یہ ٹیلی پیتھی کیا ہوتی ہے؟ دشمنوں کا خوف ہے تو قانون کس لیے ہے؟ جب یہ آرمی افسر پوری فوج کے ساتھ ہمارے گھر کا محاصرہ کر سکتے ہیں تو کیا ہمارے بیٹے کی حفاظت نہیں کر سکتے ؟''

آرمی افسر نے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''میڈم! آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہم قانون کے محافظ ہیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں، آپ کے بیٹے کو بھرپور تحفظ دوں گا۔ اس پر کسی بھی طرح کی آنچ نہیں آنے دوں گا۔ پلیز، آپ مجھے اپنے شوہر سے بات کرنے دیں۔''

ماسٹر نے کہا۔ ''مونیکا! فون اس افسر کو دو۔''

''ٹھیک ہے، میں افسر کو فون دے رہی ہوں لیکن اس کے بعد تم مجھ سے بات کرو۔ جب تک بیٹے کی طرف سے اطمینان نہیں ہوگا میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔''

اس نے موبائل فون آرمی کے افسر کی طرف بڑھایا۔ وہ اسے کان سے لگا کر بولا۔ ''ہیلو، مسٹر...! میں تمہیں کس نام سے مخاطب کروں؟ رچ مین کے نام سے یا برین ماسٹر کے نام سے.....؟''

وہ بولا۔ ''میرا نام صرف رچ مین ہے۔ فرہاد علی تیمور اور اس کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے جانی دشمن ہیں۔ میں ان سے چھپ کر رہتا ہوں۔ وہ پچھلے تین دن سے میرے بیٹے کی جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ اس لیے اسے بھی ایک جگہ چھپانا پڑا۔ اب ہم باپ بیٹے روپوشی کی زندگی گزار رہے ہیں۔''

''یعنی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ کی دوہری شخصیت نہیں ہے؟ آپ برین ماسٹر کے نام سے انڈر ورلڈ میں مشہور نہیں ہیں؟''

''میں بیوی بچوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں، میری شخصیت دوہری نہیں ہے۔ نہ تو میرا نام برین ماسٹر ہے اور نہ ہی انڈر ورلڈ سے میرا کوئی تعلق ہے۔''

''یعنی آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مجرمانہ زندگی نہیں گزار رہے ہیں؟''

''بے شک، میں ایک پُرامن شہری ہوں۔ قانون کا احترام کرتا ہوں لیکن قانون کو کھلونا بنانے والے فرہاد علی کے خوف سے روپوش رہتا ہوں۔''

''فرہاد ایسا بھی سپر مین نہیں ہے کہ کسی ملک کی عدالت اسے سزا نہ دے سکے؟ آپ ہماری پناہ میں آجائیں۔ ہم آپ کو پوری سیکیورٹی فراہم کریں گے۔ روپوش رہنا چاہیں گے تو ہم آپ کو سات پردوں میں چھپا کر رکھیں گے۔ فرہاد جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی آپ کے سائے تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اسی طرح ہم آپ کے بیٹے کو بھی سیکیورٹی دیں گے۔''

مونیکا فون کے قریب ہو کر بولی۔ ''رچ مین! اس ملک کی فوج، یہاں کا قانون تم باپ بیٹے کی حفاظت کرے گا۔ اس سے بڑی ضمانت اور کیا ہو سکتی ہے؟ پلیز، میری بات مان لو ... بیٹے کے ساتھ یہاں چلے آؤ۔''

وہ غصے سے اس کے اندر آ کر بولا۔ ''بکواس مت کرو۔ تم میرے موجودہ حالات کو نہیں سمجھ رہی ہو۔''

اس نے پہلی بار ماسٹر کی آواز اپنے اندر سنی تو ایک دم سے گھبرا گئی۔ لڑکھڑا کر اینا سے ٹکرا گئی۔ بیٹی نے فوراً ہی اسے سنبھال لیا ورنہ وہ فرش پر گر پڑتی۔

آرمی افسر نے بھی اسے سہارا دے کر بٹھاتے ہوئے پوچھا۔ ''یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے؟''

وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔ ''میں... میرے اندر کوئی بول رہا ہے۔ یہ رچ مین کی آواز لگتی ہے۔''

اینا نے اسے تھپک کر کہا۔ ''ممی! آپ پریشان نہ ہوں۔ ڈیڈی ہی آپ سے بول رہے ہوں گے۔''

آرمی افسر نے فون پر کہا۔ ''ہیلو، ہیلو مسٹر رچ مین! کیا آپ فون اٹینڈ نہیں کر رہے ہیں؟''

''جسٹ اے منٹ آفیسر! میری وائف کا دل بہت کمزور ہے۔ وہ ذرا سی بات پر گھبرا جاتی ہے۔ میں اسے تسلی دے دوں۔ پھر آپ سے بات کرتا ہوں۔''

''آپ اپنی وائف کی فکر نہ کریں۔ ابھی ہماری بات مان لیں۔ ان کی طبیعت سنبھل جائے گی۔''

''میں آپ کی بات کیسے مان لوں؟ فرہاد بے لگام گھوڑا ہے۔ آج تک کسی ملک کے قانون کی گرفت میں نہیں آیا۔ سپر پاور کو بھی تگنی کا ناچ نچاتا رہتا ہے۔ آپ مجھے فولادی قلعے میں چھپا کر رکھیں گے تو وہ وہاں بھی پہنچ جائے گا اور مجھے مار ڈالے گا۔''

آرمی افسر نے مونیکا سے کہا۔ ''میڈم! آپ کے شوہر کہہ رہے ہیں کہ وہ سیکیورٹی کو نہیں مانتے۔ فرہاد علی سے بہت خوفزدہ ہیں۔ میں آپ کے سامنے ان سے پوچھ رہا ہوں اگر خود فرہاد علی اپنے بیوی بچوں کی قسم کھا کر یہ یقین دلائے کہ انہیں اور ان کے بیٹے کو ایک ذرا نقصان نہیں پہنچائیں گے تب تو انہیں یہاں سب کے سامنے آجانا چاہیے؟''

مونیکا فون کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ ''رچ مین! تم ہو کہاں؟ اُدھر ان سے بات کر رہے ہو یا میرے اندر موجود ہو؟ تمہیں تو سامنے آ کر بات کرنی چاہیے۔ اتنی مضبوط ضمانت اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس سے خوفزدہ ہو، جس کو دشمن کہہ رہے ہو۔ وہ اپنی بیوی بچوں کی قسم کھا کر تمہیں نقصان نہ پہنچانے کا وعدہ کرے گا۔ فار گاڈ سیک! اپنے بیٹے کی خاطر ان کی بات مان لو۔''

اینا نے کہا۔ ''بے شک ممی! جب دشمن ہی دوست بن جائے گا اور قسم کھالے گا تو ڈیڈ کو خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس طرح بھائی ہمیشہ کی طرح ہمارے ساتھ رہے گا۔''

ماسٹر نے اس کے پاس آ کر کہا۔ ''تم تو بکواس بند کرو۔ تم گوری ہو مگر اس کالے کی کالی زبان سے بولتی ہو۔''

اینا بلند آواز میں سب کو سناتے ہوئے بولی۔ ''ڈیڈ! آپ میری بات کو بکواس کہہ رہے ہیں۔ یہ آرمی کے افسر بہت بڑی اور مضبوط ضمانت دے رہے ہیں۔ آپ کے جانی دشمن کو دوست بنا رہے ہیں۔ اسے بھی آپ بکواس سمجھ رہے ہیں۔ آپ سیدھی طرح ممی کے سامنے اعتراف کیوں نہیں کرتے کہ آپ کے دوسرے بیٹے نے ممی کے بیٹے کو مار

ڈالا ہے؟ اب آپ اسے ہمارے سامنے پیش نہیں کر سکیں گے۔ اسی لیے پوری حفاظت ملنے کے باوجود آرمی افسر کی بات سے انکار کر رہے ہیں۔ آپ اپنا جھوٹ اور فراڈ ہم سے کب تک چھپائیں گے؟''

آرمی افسر نے کہا۔ ''میں فون کو کب تک کان سے لگائے رکھوں؟ یہاں میرا ایک ماتحت موجود ہے یہ یوگا کا ماہر نہیں ہے۔ گونگا بنا ہوا ہے لیکن آپ اس کے اندر رہ کر ہم سے بات کر سکتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے، آپ مجھے اس کی آواز سنائیں۔''

آرمی افسر نے اسے بولنے کا حکم دیا۔ اس نے کہا۔

''آل رائٹ سر! میں حاضر ہوں۔''

ماسٹر نے اس کے اندر پہنچ کر کہا۔ ''ٹھیک ہے، مجھے یہاں جگہ مل گئی ہے۔ میں اس کی زبان سے بولتا رہوں گا۔''

افسر نے وہ فون مونیکا کو واپس کرتے ہوئے کہا۔ ''مسٹر رچ مین! مجھے اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ آپ کی دو بیویاں ہیں، دو بیٹے ہیں اور ان میں سے ایک مارا گیا ہے۔''

مونیکا نے کہا۔ ''آپ کو دلچسپی نہیں ہے مگر میرا بیٹا میری زندگی ہے۔ میں اسے آج ہی اپنے سامنے چاہتی ہوں۔ بلکہ ابھی چاہتی ہوں۔''

''میڈم! آپ ذرا صبر کریں۔ بیٹے کی بات تھوڑی دیر کے بعد ہوگی۔ پہلے مجھے اپنی بات کر لینے دیں۔''

اس نے اپنے ماتحت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''ہاں تو مسٹر رچ مین! جب آپ کہتے ہیں کہ پرامن شہری ہیں۔ قانون کا احترام کرتے ہیں تو آپ کو کسی سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ جس دشمن سے خوفزدہ ہیں' وہ آپ کی سلامتی کی ضمانت دے گا۔ اس کے بعد بھی اگر یہاں حاضر نہیں ہوں گے تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ آپ دوہری زندگی گزارتے ہیں۔ آپ کی دوسری زندگی جرائم سے بھرپور ہے۔ آپ برین ماسٹر کہلاتے ہیں۔ یہاں آتے ہی آپ کا یہ بھید کھل جائے گا۔ اس لیے اتنی سیکیورٹی کے باوجود یہاں آنا نہیں چاہتے۔''

ماسٹر نے کہا۔ ''آپ اپنے طور پر میرے بارے میں کچھ بھی سوچ لیں لیکن میں مجرم نہیں ہوں۔ سیدھی سی بات ہے جو میرا جانی دشمن ہے اس کے وعدوں اور قسموں پر یقین نہیں ہے۔ اس لیے سامنے نہیں آرہا ہوں۔''

مونیکا نے کہا۔ ''فرہاد تمہارا دشمن ہے۔ تم اس سے خوفزدہ ہو مگر وہ میرے بیٹے کا دشمن نہیں ہے۔ تم اسے تو یہاں بھیج سکتے ہو؟''

وہ بولا۔ ''مونیکا! ذرا عقل سے سوچو۔ وہ میرے بیٹے کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے میری کمزوری بنائے گا۔ یہ آرمی والے سمجھ نہیں پائیں گے کہ اس نے چپ چاپ ہمارے بیٹے کو اپنا تابعدار بنا لیا ہے پھر اس کے ساتھ وہ کیا برتاؤ کرے گا' یہ تم اچھی طرح سمجھ سکتی ہو۔''

آرمی افسر نے کہا۔ ''مسٹر رچ مین! یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آگئی ہے' تم صرف باتیں بنا رہے ہو۔ خود اس لیے حاضر نہیں ہونا چاہتے کہ تمہاری زندگی جرائم سے بھری ہوئی ہے۔ منظر عام پر آتے ہی تمہارا بھید کھل جائے گا۔''

پھر وہ مونیکا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ ''میڈم! آپ کی بیٹی کی بات درست لگتی ہے کہ آپ کا بیٹا مارا گیا ہے اور اپنے سوتیلے بھائی کے ہاتھوں ہی مارا گیا ہے۔ ایک باپ اپنے بیٹے کا جرم چھپانے کے لیے دوسرے بیٹے کے قتل کو چھپا رہا ہے۔''

وہ صوفے پر پہلو بدلتے ہوئے بولا۔ ''سیدھی سی بات ہے' جب بیٹا مارا جا چکا ہے تو باپ اسے ایک ماں کے سامنے کیسے پیش کرے گا؟''

یہ سنتے ہی مونیکا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ماسٹر ایک ایسے جال میں پھنس گیا تھا۔ جس کے کسی بھی تار کو توڑ کر نکل نہیں سکتا تھا۔ کوئی راہِ فرار نہیں تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اپنے بچاؤ کے لیے اس وقت اسے کیا کہنا چاہیے؟

ایک مشکل یہ بھی تھی کہ وہ خود کو منظر عام پر لانا نہیں چاہتا تھا۔

دوسری مشکل یہ تھی کہ خود کو پیش نہ کرنے کی صورت میں سراسر برین ماسٹر ثابت ہو رہا تھا۔

تیسری مشکل یہ تھی کہ وہ بیٹے کو بھی منظر عام پر نہیں لا سکتا تھا۔ اگر لے آتا تو فرہاد کی آتما اسے ایک باپ کی کمزوری بنا لیتی۔

چوتھی مشکل یہ تھی کہ اگر بیٹے کو منظر عام پر نہیں لائے گا اور ماں سے نہیں ملائے گا تو صاف طور پر یہی سمجھا جائے گا کہ اس کے ایک بیٹے نے دوسرے بیٹے کو ہلاک کر دیا ہے۔

بے باک نے اینا کے ذریعے یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ جارج رچ مین کو اس کے سوتیلے بھائی نے ہلاک کیا ہے۔ جبکہ بے باک بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے کسی سوتیلے بھائی کا وجود ہے بھی یا نہیں؟ لیکن اس نے دشمن کے خلاف جھوٹ بول کر اسے دلدل میں دھکیل دیا تھا جہاں سے وہ نکل نہیں پا رہا تھا۔ جتنا نکلنا چاہتا تھا، اتنا ہی دھنستا جا رہا تھا۔

وہ تمام دشمن جو فرہاد کی لاش کو نابود کرنے کی سازش میں شریک تھے۔ وہ سب بھی لندن پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک اجلاس میں یہ طے کیا تھا کہ برین ماسٹر کے بنگلے کا محاصرہ کر کے اس کی بیوی اور بیٹی کو کسٹڈی میں رکھا جائے اور ماسٹر کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے بیٹے کو منظر عام پر لے آئے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، بے باک نے فرہاد کی آتما بن کر یہ اعلان کیا تھا کہ اگر ماسٹر کے بیٹے کو منظر عام پر لایا جائے گا تو وہ اپنے تمام دشمنوں کو بخش دے گا۔ ان میں سے کسی کی جان نہیں لے گا۔ کوئی انتقامی کارروائی نہیں کرے گا۔

یہ ایسی خوشی کی بات تھی کہ سب ہی دشمن لندن پہنچ چکے تھے۔ ان سب کی سلامتی اسی میں تھی کہ کسی بھی طرح ماسٹر کے ذریعے جارج رچ کو منظر عام پر لے آئیں۔ اسی مقصد کے لیے انہوں نے ایک آرمی کے افسر کو وہاں بھیجا تھا۔ اسے تاکید کی تھی کہ وہ ماسٹر کے بیٹے کو وہاں اپنی بہن اور ماں کے پاس آنے پر مجبور کر دے گا اگر ماسٹر ایسا کرنے پر رضامند نہ ہو تو پھر آگے مشورے کیے جائیں گے کہ سانپ کے سنپولیے کو بل سے نکالنے کے لیے کیا طریقے اپنائے جائیں؟

آرمی افسر نے فون کے ذریعے ان اکابرین سے رابطہ کر کے وہاں کی صورتِ حال بتائی۔ ایسے وقت بے باک اپنی اینا کے اندر موجود تھا۔ بڑی خاموشی سے آرمی افسر کی باتیں سن رہا تھا۔ پھر وہ ان اکابرین کے درمیان پہنچا جو اس افسر سے فون پر بات کر رہے تھے۔

ایک اعلیٰ عہدے دار نے فون پر کہا۔ ''ہمیں کسی بھی طرح فرہاد کی آتما سے رابطہ کرنا ہوگا۔ اسے ساری صورتِ حال بتائی جائے گی پھر طے کیا جائے گا کہ ماسٹر کے خلاف آئندہ کیا کیا جائے؟''

بے باک نے ان میں سے ایک کو آلہ کار بنا کر کہا۔ ''میں فرہاد علی کا نمائندہ یہاں موجود ہوں۔''

سب نے اپنے اس ساتھی کی طرف دیکھا جو خود کو فرہاد کا نمائندہ کہہ رہا تھا۔ بے باک نے کہا۔ ''فرہاد علی تیمور میرے آقا بھی ہیں اور مالک بھی... انہوں نے مجھے اپنا بیٹا بنایا ہے۔ میرا نام بے باک مومن ہے۔ میں ان کی ہدایات کے مطابق ماسٹر کی بیوی اور بیٹی تک پہنچا ہوا ہوں اور اس وقت بھی ان کے گھر میں موجود ہوں۔''

ان میں سے ایک نے کہا۔ ''اگر آپ واقعی فرہاد علی کے بیٹے ہیں اور ان سے رابطہ کر سکتے ہیں تو پلیز، انہیں اس صورتِ حال سے آگاہ کریں۔ ہماری طرف سے یہ عرض کریں کہ اس وقت ہمیں ان کے مشورے کی ضرورت ہے۔''

بے باک نے کہا۔ ''آپ انتظار کریں۔ میں اپنے پاپا کی آتما کو یہاں بھیجتا ہوں۔''

وہ انتظار کرنے لگے۔ اس اعلیٰ عہدے دار نے فون پر آرمی افسر سے کہا۔ ''آپ ذرا انتظار کریں۔ مسٹر فرہاد کی آتما ابھی ہمارے پاس آنے والی ہے۔''

افسر نے کہا۔ ''مسٹر رچ مین! عرف برین ماسٹر! آپ ابھی یہیں موجود رہیں۔ مسٹر فرہاد کی آتما سے رابطہ ہونے والا ہے۔''

مونیکا نے حیرانی سے آرمی کے افسر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''میں نے سنا تھا' مرنے کے بعد بہت سے لوگوں کی آتمائیں اس دنیا میں ہی بھٹکتی رہتی ہیں۔ کیا واقعی فرہاد کی آتما بھی بھٹک رہی ہے؟''

افسر نے کہا۔ ''ہم نے سنا ہے' اس کی آتما نے کسی شخص کے جسم میں جگہ بنا لی ہے۔ اب وہ شخص فرہاد علی بن گیا ہے۔ کہیں روپوش رہ کر ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنے دوستوں اور دشمنوں سے رابطہ کرتا رہتا ہے۔''

تھوڑی دیر بعد ہی بے باک نے اپنی آواز اور لہجہ بدل کر کہا۔ ''میں فرہاد کی آتما ہوں۔ اس آلۂ کار کے اندر پہنچا ہوا ہوں۔ میرے بیٹے بے باک مومن نے مجھے تمام حالات سے آگاہ کیا ہے۔ یہ بتاؤ، ان حالات میں مجھ سے کیا چاہتے ہو؟''

ایک نے بڑی عاجزی سے خوشامدانہ انداز میں کہا۔ ''یہ تو آپ کی مہربانی ہے کہ آپ ہماری بہت بڑی غلطی کو معاف کر رہے ہیں۔ ہم اپنے بچاؤ کے لیے آپ کا مطالبہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طرح ماسٹر کے بیٹے کو منظر عام پر لانا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ نے بے باک سے سن لیا ہوگا کہ ماسٹر کتنا ڈھیٹ ہے۔ قابو میں نہیں آرہا ہے۔''

بے باک نے فرہاد کے انداز میں کہا۔ ''مونیکا کے گھر میں تمہارا جو آرمی افسر موجود ہے۔ اس سے کہو' اپنے کسی ماتحت کی آواز سنائے۔ میں اس کے اندر رہ کر باتیں کروں گا۔''

فوراً ہی اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ اس ماتحت نے اپنی آواز سنائی۔ بے باک نے چند لمحوں کے بعد کہا۔ ''میں ابھی اس کے اندر گیا تھا۔ پتا چلا' ماسٹر بھی اس کے اندر آکر بولتا ہے۔ لہٰذا مجھے کسی دوسرے ماتحت کے اندر بولنا چاہیے۔''

پھر اسے دوسرے ماتحت کی آواز سنائی گئی۔ بے باک نے کہا۔ ”ٹھیک ہے، آپ سب فون بند کریں۔ میں وہاں جا رہا ہوں۔“

وہ دوسرے ہی لمحے اس ماتحت کے اندر پہنچ کر بولا۔ ”میں فرہاد کی آتما ہوں۔ اس وقت اس ماتحت کے ذریعے بول رہا ہوں۔“

مونیکا اور اینا اس ماتحت کا منہ ایسے تکنے لگیں، جیسے اس کے اندر فرہاد کی آتما کو دیکھ لینا چاہتی ہوں۔ اس وقت برین ماسٹر پہلے ماتحت کے اندر موجود تھا۔ اس نے فرہاد کی آواز سنتے ہی کہا۔ ”یہ تو فرہاد نہیں ہے۔ میں اس کی آواز اور لب و لہجے کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔“

بے باک نے کہا۔ ”تم گدھے ہو۔ جس شخص کے جسم میں میری آتما نے قبضہ جمایا ہے۔ اسی شخص کی آواز اور لب و لہجہ تمہیں سنائی دے رہا ہے۔ بہتر ہے، کام کی بات کرو۔“

”کام کی بات یہ ہے کہ تم بہت بڑے چالباز ہو۔ ایک طرف تمام بڑے ممالک کے اکابرین کو اپنا حمایتی بنا رہے ہو۔ وہ سب مجھے قانونی گرفت میں لینا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف میری بیوی کو میرے خلاف بھڑکایا جا رہا ہے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو میں اپنے بیٹے کو کبھی منظر عام پر نہیں لاؤں گا لیکن تم ایک ماں کی ممتا اور میری کمزوری سے کھیل رہے ہو۔ اسے یہ یقین دلا رہے ہو کہ اس کا بیٹا مارا گیا ہے۔ اسی لیے میں اسے ماں کے سامنے پیش نہیں کر پا رہا ہوں۔“

”تو اس میں جھوٹ کیا ہے؟ اگر جھوٹ ہے تو تم بڑی آسانی سے بیٹے کو ماں کے سامنے پیش کر کے سچ ثابت کر دو۔“

”ہاں، تا کہ تم اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اپنا غلام بنا لو۔ ایک ماں تمہاری چالوں کو سمجھ نہیں پائے گی۔ تم میرے ہی بیٹے کو غلام بنا کر مجھے اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کرتے رہو گے۔“

بے باک نے کہا۔ ”مونیکا! میں فرہاد علی تیمور تم سے مخاطب ہوں۔ تمہیں یہ بتا دوں کہ بے باک موسن میرا فرماں بردار بیٹا ہے۔ میرے سگے بیٹوں کی طرح ہے۔ تمہاری بیٹی کو دل و جان سے چاہتا ہے اگر تم ان دونوں کی شادی کے لیے راضی ہو جاؤ گی تو میں وعدہ کرتا ہوں، جان رچ کو جلد از جلد تمہارے سامنے پہنچا دوں گا۔“

ماسٹر نے غصے سے کہا۔ ”یہاں بات کچھ اور ہو رہی تھی۔ تم یہ رشتے کی بات کیوں کر رہے ہو؟“

”اگر یہ رشتہ ہو جائے گا تو میں اپنی ہونے والی بہو، اس کی ماں اور اس کے بھائی کو کبھی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ تم سے بھی ہمیشہ کے لیے دشمنی ختم کر دوں گا۔“

”تم بکواس کر رہے ہو۔“

”میں مونیکا سے پوچھ رہا ہوں۔ کیا وہ اپنے بیٹے کو حاصل کرنے کے لیے اس رشتے پر راضی ہے؟“

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ اس ماتحت کو دیکھنے لگی۔ جس کے اندر ماسٹر بول رہا تھا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ ”مونیکا! اس کی باتوں میں نہ آنا۔ یہ ہمارے بیٹے کو کبھی پیش نہیں کر سکے گا۔“

بے باک نے کہا۔ ”دیکھو مونیکا! سچ بات اس کی زبان سے نکل آئی ہے۔ بیٹے کو کبھی تمہارے سامنے پیش نہیں کیا جا سکے گا... اس کا مطلب ہے کہ وہ اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔“

مونیکا کی آنکھوں میں پھر سے آنسو بھر آئے۔ وہ روتے ہوئے بولی۔ ”تم سچ کیوں نہیں بولتے رچ مین...! جو سچ ہے وہ بول دو۔ میں سینے پر پتھر رکھ لوں گی۔“

”میں اپنے بیٹے کی قسم کھا کر کہتا ہوں، وہ جہاں بھی ہے زندہ و سلامت ہے۔“

بے باک نے کہا۔ ”اگر وہ زندہ ہے تو میں بھی اپنے بچوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں، اسے تمہارے سامنے ضرور لاؤں گا۔“

ماسٹر نے کہا۔ ”تمہیں اپنی چالبازی پر بڑا ناز ہے۔ تم سمجھتے ہو، بڑے ممالک کے اکابرین کی حمایت سے میرے بیٹے کو مجھ سے چھین کر اسے اپنا غلام بنا لو گے۔“

بے باک نے کہا۔ ”مونیکا! اگر تم سچے دل سے اپنے خدا کو مانتی ہو تو میں بھی اپنے خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں، تمہارے بیٹے کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ اسے کبھی اپنا غلام نہیں بناؤں گا۔“

آرمی کے افسر نے کہا۔ ”میڈم مونیکا! اس سے بڑی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ فرہاد صاحب اپنے بچوں کی قسم کھا کر آپ کو یقین دلا رہے ہیں؟“

مونیکا نے کہا۔ ”رچ مین! مسٹر فرہاد کی آتما ایک نئے جسم میں ہے۔ وہ ایک نئی زندگی گزار رہے ہیں۔ اپنے بچوں کی قسم کھا رہے ہیں۔ اپنے خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہہ رہے ہیں کہ ہمارے بیٹے کو کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اب تو تمہیں مان لینا چاہیے۔ میں اپنے بیٹے کی سلامتی کے لیے اینا کی شادی بے باک سے ہی کروں گی۔ تا کہ ہمارے درمیان اتحاد پیدا ہو اور دشمنی ختم ہو جائے۔“

آرمی کے افسر نے پوچھا۔ ”اب کیا کہتے ہو مسٹر رچ مین...؟“

ماسٹر نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ ”میں مان گیا ہوں، اس وقت فرہاد نے مجھے ایسی دلدل میں گرا دیا ہے کہ نکل نہیں پا رہا ہوں۔ میں نے اب تک اپنی دوہری شخصیت کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ لیکن اپنی بیوی کی حمایت حاصل کرنے کے لیے اب صاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ ہاں.... میں انڈر ورلڈ سے تعلق رکھنے والا برین ماسٹر ہوں۔“

کچھ دیر کے لیے مونیکا کی سانس اوپر کی اوپر رہ گئی۔ اس نے حیرانی اور بے یقینی سے اس آلہ کار کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا۔ ”مونیکا! میں نے تم لوگوں کو اونچی سوسائٹی میں عزت کی زندگی جینے کے لیے اور عیش و آرام پہنچانے کے لیے اپنی اصلیت کو چھپائے رکھا۔ در پردہ مجرمانہ زندگی گزارتا رہا۔ یہ سب کچھ میں نے تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے کیا ہے۔ تم میری مجبوری کو سمجھ سکتی ہو۔ میں انڈر ورلڈ کا ناقابل شکست برین ماسٹر ہوں۔ میں نے بڑی بڑی حکومتوں کے اندر سرنگ بنانے کے لیے ایسے ایسے جرائم کیے ہیں کہ یہ لوگ مجھے کبھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اسی لیے میں ان سب سے چھپ کر رہتا تھا۔ اب تم ہی کہو کیا مجھے منظر عام پر آنا چاہیے؟“

وہ بے اختیار انکار میں سر ہلانے لگی۔ اس نے کہا۔ ”اب تم فرہاد کی اور ان آرمی والوں کی چالبازیوں کو سمجھ سکتی ہو۔ میں ان کے قابو میں نہیں آیا تو یہ کسی بھی طرح میرے بیٹے کو اپنے قابو میں کرنا چاہتے ہیں۔ اسے اذیتیں دے کر مجھے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دینا چاہتے ہیں۔ تا کہ میں بیٹے کی خاطر ان کے سامنے حاضر ہو جاؤں۔ کیا تم ایسا چاہو گی؟“

وہ پھر انکار میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔ ”نہیں، میں کبھی ایسا نہیں چاہوں گی۔ اب ساری بات میری سمجھ میں آ رہی ہے۔ تم نے مجھے اور میرے بچوں کو عیش و آرام پہنچانے کے لیے جرائم کا راستہ اپنایا ہے۔ اگرچہ اچھا نہیں کیا لیکن جو کچھ ہو چکا ہے اس پر میں بحث نہیں کروں گی۔ اتنا سمجھ گئی ہوں، تمہیں گرفتار کرنے کے لیے وہ ہمارے بیٹے کو میرے پاس پہنچانے کی بات کر رہے ہیں۔“

بے باک نے کہا۔ ”مونیکا! تم بہت غلط انداز میں سوچ رہی ہو۔ کیا تمہیں اپنے خدا پر سچے دل سے یقین نہیں ہے؟ کیا میں اپنے بچوں کی جھوٹی قسم کھاؤں گا؟ میں بھی ایمان رکھتا ہوں۔ میرا بھی خدا ہے۔ اسی کے سامنے میں نے وعدہ کیا ہے کہ تمہارے بیٹے کو کبھی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ اس کے باوجود تم اپنے مجرم شوہر کی صرف اس لیے حمایت کر رہی ہو کہ اس نے غلط راہ اختیار کر کے جرائم کی دنیا میں رہ کر تم لوگوں کو عیش و آرام پہنچایا ہے؟“

”میرا شوہر تم لوگوں کی نظر میں مجرم ہے لیکن میرے لیے ایک عظیم انسان ہے۔ ہمارا اس دنیا میں اس کے سوا کوئی نہیں ہے.... رچ مین! ایک بار تم سچے دل سے کہہ دو، تم نے دوسری شادی نہیں کی ہے۔ تمہاری کوئی اولاد نہیں ہے۔ کوئی بیٹا نہیں ہے؟ میرے بیٹے کو کسی نے ہلاک نہیں کیا ہے؟“

”میں تمہاری اور بچوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں، میں نے دوسری شادی نہیں کی۔ نہ ہی میری کوئی دوسری اولاد ہے۔ میرا ایک ہی بیٹا جارج رچ ہے۔ جسے تم نے پیدا کیا ہے۔ جس کے لیے میری جان نکلتی رہتی ہے۔“

وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ ”بس، اس کے بعد مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔ میں تم پر اندھا اعتماد کرتی ہوں اور کرتی رہوں گی۔ میرا بیٹا جہاں بھی ہے، وہ تمہاری پناہ میں زندہ سلامت ہوگا۔“

اینا نے کہا۔ ”ممی! یہ کیسا اندھا اعتماد ہے؟ ڈیڈی نے ساری زندگی ہمیں دھوکا دیا ایک مجرمانہ زندگی گزارتے رہے۔ اب بھی آپ سے جھوٹ بول رہے ہیں۔ انہوں نے دوسری شادی کی ہے۔ ان کا ایک اور بیٹا بھی ہے۔“

مونیکا نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ ”بکواس مت کرو۔ شیطان کی چیلی بن کر مجھے نہ بہکاؤ۔ تمہارے ڈیڈی اور تمہارا بھائی جارج رچ جہاں ہیں، وہیں روپوش رہیں گے۔ میں اب بھی اپنے بیٹے سے ملنے کی ضد نہیں کروں گی۔ جب حالات سازگار ہوں گے تب ہی اپنے بیٹے سے ملوں گی۔ اسے کلیجے سے لگاؤں گی۔“

بے باک نے ان اکابرین کے پاس آ کر تمام صورتِ حال بتائی اور آخر میں کہا۔ ”مونیکا نے اپنے شوہر کی حمایت کی ہے۔ وہ ہم سے کسی طرح کا تعاون نہیں کرے گی۔ لہٰذا میں اجازت دیتا ہوں، آپ اپنے طور پر جو بھی کارروائی کر سکتے ہیں۔ کرتے رہیں۔ صرف اینا کے معاملے میں محتاط رہیں۔ اسے کوئی نقصان نہ پہنچائیں، اسے حراست میں لے کر کسی بھی طرح کی پابندی میں نہ رکھیں۔ البتہ مونیکا کو قیدی بنایا جا سکتا ہے۔ بس اب میں جا رہا ہوں۔“

بے باک یہ کہہ کر پھر اینا کے اندر آ گیا۔ وہ پریشان ہو کر سوچ رہی تھی۔ ”ممی نے ڈیڈ کی حمایت کی ہے۔ اس کا مطلب ہے، وہ دونوں آئندہ میرے اور بے باک کے درمیان دیوار بنتے رہیں گے؟“

وہ آرمی افسر فون کے ذریعے دوسری طرف سے ملنے

والے احکامات سن رہا تھا پھر فون بند کر کے بولا۔ ''میڈم مونیکا! تمہاری حماقت اور غلط فیصلے کی وجہ سے مسٹر فرہاد یہاں سے جا چکے ہیں۔ اب مجھے حکم ملا ہے کہ تمہیں حراست میں لے کر ٹارچر سیل پہنچا دیا جائے۔ میری طرح اور کئی یوگا کے ماہرین یہاں پہنچ رہے ہیں۔ وہ تمہیں اپنی حراست میں رکھیں گے۔ برین ماسٹر خیال خوانی کے ذریعے بھی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ تم پر جو تشدد کیا جائے گا اور جو اذیتیں دی جائیں گی، وہ نا قابلِ برداشت ہوں گی اور یہ ماسٹر تمہارے اندر رہ کر بھی تمہارے کسی کام نہیں آ سکے گا۔''

ایسے وقت اینا تن کر کھڑی ہو گئی۔ ''یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ میری ممی کو کس جرم میں قید کیا جائے گا؟ کس قانون کے تحت انہیں ٹارچر کیا جائے گا؟ آپ انہیں یہاں سے نہیں لے جا سکتے۔''

ماسٹر نے کہا۔ ''تمہارے جیسی احمق اور نادان لڑکی کو اپنی ماں کی حمایت میں ایسی ایکٹنگ نہیں کرنی چاہیے۔ تمہاری وجہ سے وہ کالا کلوٹا ٹیلی پیتھی جاننے والا اس گھر کے اندر پہنچا۔ تمہاری ہی وجہ سے مجھ پر مصیبتیں آئیں۔ میرے بیٹے پر مصیبت آئی اور اب مونیکا کو ٹارچر کیا جانے والا ہے۔''

اینا نے تڑپ کر خلا میں تکتے ہوئے پوچھا۔ ''بے باک! تم کہاں ہو؟ میرے پاس آؤ۔ دیکھو میری ممی پر کیسی مصیبت آ رہی ہے؟''

بے باک نے کہا۔ ''میری جان! میں تمہارے پاس ہی ہوں۔ تم اسی طرح ماں کے لیے پریشانی ظاہر کرتی رہو۔ بلکہ رونا شروع کر دو۔ یہ یقین رکھو کہ تمہارا بے باک تمہاری ماں پر کوئی ظلم ہونے نہیں دے گا۔''

وہ اس کی ہدایت پر عمل کرنے لگی۔ ماں کے لیے تڑپنے لگی۔ ماسٹر نے کہا۔ ''تمہارا بے باک بھی اس وقت تمہارے کسی کام نہیں آئے گا۔ وہ دراصل مجھے بے نقاب کرنے اور تمہارے بھائی کو منظرِ عام پر لانے کے لیے ایسی چالیں چل رہا تھا۔''

وہ روتے ہوئے بولی۔ ''آپ کیسے باپ ہیں؟ کیسے شوہر ہیں؟ اگر بے باک نے مجھے دھوکا دیا ہے تو آپ نے کیا کیا ہے؟ آپ بھی تو ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ کیا میری ممی کو ان کے ظلم و ستم سے نہیں بچائیں گے؟ کیا انہیں ٹارچر سیل میں جانے دیں گے؟''

ماسٹر نے بڑے ہی ٹھوس لہجے میں کہا۔ ''کسی کا باپ بھی تمہاری ماں کو ٹارچر سیل میں نہیں پہنچا سکتا۔ میں مٹی میں رینگنے والا کیڑا نہیں ہوں۔ برین ماسٹر ہوں اور میری طاقت کیا ہے؟ یہ میں اب بتاؤں گا۔''

آرمی کے افسر نے کہا۔ ''اور ہم بھی تمہیں دکھائیں گے کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹارچر سیل میں پہنچ کر بھی تم کچھ نہیں کر سکو گے۔ اپنی بیوی کو وہاں سے نکال کر اپنے بیٹے کی طرح کسی خفیہ پناہ گاہ میں نہیں پہنچا سکو گے۔''

''میری بیوی کسی خفیہ پناہ گاہ میں نہیں جائے گی اور نہ ہی ٹارچر سیل میں جائے گی۔ وہ اسی بنگلے میں رہے گی۔ تم پانچ منٹ انتظار کرو۔ میں ابھی تمہارے اکابرین سے بات کر کے آتا ہوں۔''

پھر وہ اکابرین کے درمیان ایک عہدے دار کے اندر پہنچ کر بولا۔ ''میں برین ماسٹر تم سب سے مخاطب ہوں۔ تم لوگوں کو وارننگ دینے آیا ہوں' میری بیوی کو گرفتار کرنا تو دور کی بات... کوئی اس کا ہاتھ بھی نہیں پکڑ سکتا۔ اگر کسی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو دس منٹ کے اندر تم میں سے کسی کی بھی بیوی ذہنی اذیت میں مبتلا ہو کر تڑپ تڑپ کر مر جائے گی۔ اس کے بعد بھی تمہارا وہ افسر باز نہ آیا تو کسی دوسرے عہدے دار کی بیوی اور بچے کی موت ہو گی۔ سب ہی تڑپ تڑپ کر جان دیں گے اور تم سب ان کی بے بسی کا تماشا دیکھتے رہو گے۔ تمہارے فرہاد کی آتما بھی مجھے ایسا کرنے سے روک نہیں سکے گی۔ جاؤ! اس کی آتما کو بلاؤ اور اس سے پوچھو' کیا وہ تمہاری بیویوں کو اور بچوں کو بے موت مرنے سے روک سکے گا؟''

وہ تمام اکابرین خوفزدہ ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ انکار میں سر ہلانے لگے۔ ایک نے کہا۔ ''نہیں، برین ماسٹر! تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔''

''تم لوگوں نے میری بیوی کو کوئی گری پڑی عورت سمجھا ہے کہ جیسا چاہو گے' ویسا سلوک کرو گے؟ میں نہیں بتاؤں گا کہ تمہاری بیویاں اور تمام بچے مٹی میں رینگنے والے کیڑے ہیں۔ میں ان سب کو اپنے جوتوں تلے مسل کر رکھ دوں گا۔''

ایک اعلیٰ عہدے دار نے فوراً ہی فون کے ذریعے آرمی کے افسر سے کہا۔ ''ابھی کوئی کارروائی نہ کرو۔ مونیکا کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ ہمارے دوسرے احکام کا انتظار کرو۔''

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ ''بڑے ممالک کے تمام اونٹ پہاڑ کے نیچے آ گئے ہیں۔ پہلے تم سب فرہاد کے نشانے پر تھے۔ اس کی آتما تم لوگوں سے انتقام لے رہی تھی۔ ایک ایک کو بڑے ہی ڈرامائی انداز سے ہلاک کر رہی تھی۔ یہ اچانک کیسی تبدیلی آ گئی ہے؟''

وہ سب چپ تھے۔ اس نے کہا۔ ''بات سمجھ میں آ رہی

ہے۔ اس نے کہا ہوگا کہ اگر مجھے یا میرے بیٹے کو منظر عام پر لے آؤ گے تو وہ تم لوگوں کو معاف کر دے گا۔ تم سب کی جان بخش دے گا۔ اس طرح تمہیں طبعی عمر تک جینے کا موقع مل جائے گا۔ اسی لیے تم سب میرے پیچھے پڑ گئے ہو؟''

عہدے دار نے کہا۔ ''ہاں یہی بات ہے۔ دنیا کا ہر انسان اپنی سلامتی اور لمبی عمر چاہتا ہے لیکن ہم تو ادھر کے رہے نہ اِدھر کے... اُدھر اپنی سلامتی کے لیے فرہاد کا کام کریں گے تو ادھر ہمارے بیوی بچے سلامت نہیں رہیں گے۔ اگر ان کی سلامتی کے لیے تمہاری بات مانیں گے تو فرہاد پھر سے ہمارا دشمن ہو جائے گا۔ پہلے کی طرح ایک ایک کو ہلاک کرنا شروع کر دے گا۔''

ماسٹر ہنستے ہوئے بولا۔ ''تم لوگ تو دھوبی کے کتے بن گئے۔ نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ اب سوچو' کہاں کے رہو گے؟ کیا کرو گے؟ ابھی فوراً محاصرہ اٹھانے کا حکم دو اور یہ تاکید کرو کہ آئندہ کوئی میری بیوی اور بیٹی کی طرف رخ نہ کرے۔''

ایک عہدے دار نے کہا۔ ''ہمیں آپ کا حکم تو ماننا ہی ہے۔ لیکن ایک درخواست ہے' ہمیں چند گھنٹے کی مہلت دیں۔ ہم فرہاد کی آتما سے بھی اس سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔''

''میں نے کہا نا.... اپنے آرمی افسر اور ماتحتوں کو میرے بنگلے سے باہر نکلنے کا حکم دو۔ فوراً اس پر عمل کرو۔''

ایسے وقت ایک عہدے دار نے موبائل فون کے ذریعے اپنی وائف سے رابطہ کیا۔ یہ کہنا چاہیے کہ ماسٹر نے اسے رابطہ کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ دوسری طرف سے خاتون کی آواز سنتے ہی ماسٹر اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ اپنے شوہر سے بولی۔ ''ڈارلنگ! میں نے اپنا ریوالور پوری طرح لوڈ کر لیا ہے۔ بس تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔''

اس نے پریشان ہو کر پوچھا۔ ''یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟''

''ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ جب تم یہاں آؤ گے تو میں تمہیں گولی ماروں گی۔ اگر تم اپنی حفاظت کرو گے۔ آرمی والے مجھے حراست میں لے کر یہ ریوالور چھیننا چاہیں گے تو اس سے پہلے ہی میں خود کو گولی مار لوں گی۔ یہ ثابت کر دوں گی کہ برین ماسٹر کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے؟''

ادھر وہ عہدے دار فون کان سے لگائے بیٹھا تھا۔ اس نے چونک کر اس آلہ کار کو دیکھا۔ جس کے ذریعے ماسٹر ابھی بول رہا تھا۔ وہ فوراً ہی اپنے ساتھی عہدے دار سے بولا۔

''ماسٹر کے حکم کی فوراً تعمیل کی جائے۔ ورنہ میری وائف خودکشی کر لے گی یا پھر میرا انتظار کرے گی۔ جیسے ہی میں اس کے سامنے پہنچوں گا' وہ مجھے گولی مار دے گی۔''

سب ہی پریشان ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمیں جلد سے جلد فرہاد کی آتما سے بات کرنی چاہیے۔ ہم کس کا ساتھ دیں گے؟ فرہاد کا یا ماسٹر کا....؟

ایسے وقت ایک اور عہدے دار اپنے گھر والوں سے رابطہ کر رہا تھا۔ اس کے سات برس کے بیٹے نے فون اٹھا کر کہا۔ ''ہیلو ڈیڈی! میں بول رہا ہوں۔''

عہدے دار نے کہا۔ ''اپنی ممی سے کہو مجھ سے بات کریں۔''

ایسے ہی وقت اس بچے نے ماسٹر کی مرضی کے مطابق کہا۔ ''ان سے کیا بات کریں گے؟ میں ابھی فون بند ہوتے ہی دوڑتا ہوا اس بنگلے کی چھت پر جاؤں گا پھر وہاں سے نیچے چھلانگ لگا دوں گا۔ ذرا سوچیں' کیا چھلانگ لگانے کے بعد میں زندہ بچوں گا؟''

اس نے گھبرا کر پوچھا۔ ''تم ایسی بات کیوں کر رہے ہو؟''

''ابھی تو یہ صرف باتیں ہیں۔ اگر ماسٹر کے حکم کی تعمیل نہ کی گئی تو میں ابھی جا کر وہاں سے چھلانگ لگا دوں گا۔''

اس نے فون پر چیخ کر کہا۔ ''نہیں بیٹے! نہیں، تم چھت پر نہیں جاؤ گے۔ چھلانگ نہیں لگاؤ گے۔ ہم ابھی ماسٹر کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں۔''

وہاں بیٹھے ہوئے تمام عہدیدار اسے دیکھ رہے تھے۔ یہ اچھی طرح سمجھ رہے تھے کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ تمام عہدیداروں سے کہنے لگا۔ ''اس آرمی افسر سے کہو' ابھی' اسی وقت اس کے بنگلے سے باہر چلے جائیں۔ محاصرہ اٹھا لیں۔ ہم اپنے بیوی بچوں کی زندگی خطرے میں نہیں ڈالیں گے۔ وہ اپنی جان دینے والے ہیں۔ پلیز، فار گاڈ سیک۔ ابھی حکم دو۔''

دوسرے تمام عہدے دار بھی کہنے لگے۔ ''ہاں، فوراً ماسٹر کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ ہم کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتے۔''

ایک اعلیٰ عہدے دار نے فون کے ذریعے آرمی افسر سے کہا۔ ''ابھی اسی وقت اس بنگلے سے نکل جاؤ، اپنے تمام ماتحتوں کو بھی لے جاؤ۔ وہاں سے محاصرہ اٹھا لو۔ آئندہ اس بنگلے کا رُخ نہ کرنا۔ ماسٹر کی بیوی اور بیٹی سے بات تک نہ کرنا۔ انہیں دیکھ کر دور ہی دور سے کترا جانا۔''

اس بار فوراً ہی حکم کی تعمیل کی گئی۔ اس آرمی افسر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر مونیکا سے کہا۔ ''میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔ آئندہ آپ کی طرف رُخ بھی نہیں کریں گے۔''

پھر اس نے اپنے ماتحتوں کے ساتھ باہر آ کر تمام مسلح گارڈز سے کہا۔ ''ہمیں یہاں سے واپس جانا ہے۔ آئندہ یہاں کوئی نہیں آئے گا۔''

وہ سب وہاں سے چلے گئے۔ ماسٹر نے مونیکا کے اندر آ کر کہا۔ ''دیکھا! تمہارا شوہر کتنا پاورفل ہے؟ کتنا طاقتور ہے؟ تمہارے دل و جان کا مالک تمام بڑے ممالک کی فوجوں کو تنہا شکست دے سکتا ہے۔ انہیں منہ پھیر کر بھاگنے پر مجبور کر سکتا ہے اور تم دیکھ رہی ہو، وہ یہاں سے بھاگ گئے ہیں۔''

وہ خوش ہو کر بولی۔ ''مجھے آپ پر فخر ہے۔ اگر آپ بہت پہلے ہی بتا دیتے کہ اس طرح دوہری زندگی گزار رہے ہیں تو میں اس وقت ذرا سی ناراض ہوتی لیکن آپ سے سمجھوتا کر لیتی۔ اتنی بڑی دنیا میں صرف آپ ہی میرے اپنے ہیں۔ آپ کو چھوڑ کر میں بھلا کہاں جا سکتی ہوں؟''

ماسٹر نے اپنی بیٹی اینا کے پاس آ کر کہا۔ ''بیٹی! دیکھ لیا تم نے؟ تمہارا وہ بے باک مومن فرہاد علی تیمور کا چمچہ ہے۔ اس نے مجھے گھٹنے ٹیکنے، ذلیل کرنے اور قانون کے ہاتھوں سزائے موت دلوانے پر مجبور کرنا چاہا تھا۔''

وہ بولی۔ ''بے باک نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔ آپ انڈر ورلڈ سے تعلق رکھنے والے بہت بڑے مجرم ہیں۔ اس لیے دنیا کی ہر عدالت آپ کو سزائے موت دینا چاہتی ہے۔''

''میں جیسا بھی ہوں۔ میرے ساتھ جیسا بھی ہوگا۔ یہ بعد میں دیکھا جائے گا لیکن ذرا اس پہلو پر غور کرو، اگر بے باک مومن تمہارے ذریعے اس گھر میں نہ آتا تو تمہاری ماں پر یہ مصیبت نہ آتی۔ اگر میں اپنی طاقت اور ٹیلی پیتھی کی غیر معمولی صلاحیت کے ذریعے تمہاری ماں کو تحفظ نہ دیتا تو یہ اس وقت ٹارچر سیل میں ہوتی۔ اس پر مظالم ڈھائے جاتے۔ کیا اس وقت بھی تمہیں اس غلطی کا احساس نہ ہوتا کہ تم بے باک سے دوستی کر کے اپنے پورے گھر کو نقصان پہنچا رہی ہو؟''

''آپ بھی اسی پہلو پر غور کریں کہ مجرمانہ زندگی گزارتے ہوئے ہم سب کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اگر آپ دوستی یا سمجھوتے پر آمادہ ہو جاتے تو فرہاد کی آتما نے واضح طور پر کہا تھا کہ وہ ہم سے دشمنی بھول جائے گی۔ بے باک انہی کا منہ بولا بیٹا ہے۔ وہ بیٹے کی خاطر صرف ہمیں ہی نہیں۔ آپ کو بھی تحفظ دینے والے تھے پھر دنیا کی کوئی عدالت آپ کو سزا نہیں دے پاتی۔ لیکن آپ اُلٹی چال چل رہے ہیں۔ سیدھی سی بات ہے، آپ کو دشمنی کی راہ پر چلنے کی عادت ہو گئی ہے۔''

''کاش! تم میری لاڈلی بیٹی نہ ہوتیں تو میں تمہیں ایسی سزا دیتا کہ ہوش ٹھکانے آ جاتے۔ میں سمجھ سکتا ہوں، ایک تو تم نادان ہو۔ دوسرا یہ کہ بے باک نے تمہیں اپنا تابع دار بنا لیا ہے۔ اس وقت بھی تم اس کی مرضی کے مطابق.... اسی کی زبان سے بول رہی ہو۔''

بے باک نے کہا۔ ''اینا! اپنے باپ سے بحث نہ کرو۔ جو لوگ جرم کی راہ پر چل پڑتے ہیں۔ وہ اپنے راستے کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اُلٹے سیدھے دلائل دیتے رہتے ہیں۔ یہ بات صاف طور پر سمجھ میں آ رہی ہے کہ ایک مجرم باپ صحیح راہ پر چلنے والی بیٹی کو خطادار کہہ رہا ہے۔ کوئی بات نہیں۔ باپ سمجھ کر اس کی بات مان لو اور دیکھو کہ آنے والا وقت کیا تماشے دکھانے والا ہے؟ اب میں جا رہا ہوں پھر آؤں گا۔''

وہ اینا کے دماغ سے نکل کر میرے پاس آ گیا۔ پھر وہاں کے تمام حالات سنانے لگا۔ میں نے پوچھا۔ ''تم کس نتیجے پر پہنچ رہے ہو؟''

''یہی کہ میں نے ماسٹر سے بری طرح مات کھائی ہے۔ میں پاپا کی آتما بن کر ان تمام اکابرین کو مرعوب کر چکا تھا۔ وہ سب میرے حمایتی بن گئے تھے۔ انہوں نے بڑی کامیابی سے ماسٹر اور اس کی فیملی کا محاصرہ بھی کر لیا تھا اور محاسبہ بھی لیکن....''

''ہاں، جھجکتے کیوں ہو؟ آگے بولو۔''

''مجھے یہ سوچ کر شرم آ رہی ہے کہ میں اس مرحلے پر ناکام رہا ہوں۔ ماسٹر نے بڑی چالاکی سے بازی مار لی ہے۔ اپنے آپ کو برتر ثابت کر دیا ہے۔ تمام اکابرین پر اس کا رعب و دبدبہ ایسا قائم ہوا ہے کہ میرے پاپا کی دہشت ان کے دلوں سے نکل گئی ہے۔''

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ان اکابرین نے فوری طور پر اپنے بیوی بچوں کو تحفظ دینے کے لیے ماسٹر کے آگے سر جھکا لیا ہے۔ ورنہ وہ اب بھی اندر ہی اندر اپنی جان بچانے کے لیے فرہاد سے معافی مانگنے کے لیے یہ ضرور سوچ رہے ہوں گے کہ کس طرح ماسٹر اور اس کے بیٹے کو قابو میں کیا جائے؟''

پھر میں نے اسے نصیحت کی۔ ''میں تمہیں پہلے بھی سمجھا چکی ہوں' ہمیشہ کامیابی کی توقع نہ کیا کرو۔ کبھی کبھی ناکامی کا زہر بھی پینا پڑتا ہے۔ تم اپنے اس مشن میں ناکام نہیں رہے

ہو۔ اس کا نتیجہ بعد میں بہتر نکلے گا۔ چلو، ابھی یہ ساری باتیں ذہن سے نکالو۔ اپنے دماغ کو سکون پہنچاؤ۔ کچھ دیر آرام کرلو۔"

وہ بہت ہی جذباتی اور جوشیلا جوان تھا۔ دشمن کے پیچھے پڑنے کے بعد اسے اس کے برے انجام تک پہنچانے کے لیے بضد رہتا تھا۔ جب وہ گھر آیا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ روم میں پہنچاتے ہوئے سختی سے کہا۔ "یہاں لائٹ آف کرکے لیٹ جاؤ۔ آنکھیں بند کرلو۔ اگر بند آنکھوں کے پیچھے بھی خیال خوانی کرتے رہو گے تو میں بہت ہی سختی سے پیش آؤں گی۔"

اس نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ میرے سامنے ہی لائٹ آف کرکے بیڈ پر لیٹ گیا۔ جب اس نے آنکھیں بند کرلیں تو میں بھی وہاں سے چلی آئی۔

☆☆☆

جیسا کہ میں پہلے بیان کرچکی ہوں کہ ثنا تبریزی (لومی کرسٹل) ابھی کچھ عرصے تک اس داستان میں نہیں آئے گی۔ کیونکہ وہ عدت کے چار ماہ اور دس دن بابا صاحب کے ادارے میں گزار رہی ہے۔ اس کے بعد ہی وہ اس ادارے سے باہر نکلے گی۔

الپا بھی یہی مدت گزار رہی ہے۔ اس مدت کے گزرنے کے بعد پارس سے اس کا نکاح پڑھایا جائے گا۔ چونکہ میاں بیوی کو اس ادارے میں ایک ساتھ رہنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لیے وہ دونوں ادارے سے باہر جاکر اپنے طور پر زندگی گزاریں گے۔

الپا وہاں رہ کر قرآن کی آیتیں حفظ کررہی تھی۔ پانچ وقت کی نمازیں پڑھنے لگی تھی۔ اس ادارے میں داخل ہونے کے بعد اس نے ایک ہی بار اپنی بیٹی الوشے سے ملاقات کی تھی۔ اس کے بعد الوشے اس شعبے میں چلی گئی تھی، جہاں روحانیت کے سلسلے میں درس دیا جاتا تھا اور عملی مشقیں کرائی جاتی تھیں۔

وہ پچھلے تین دن سے انتظار کرتی رہی کہ بیٹی اس سے ملنے آئے گی۔ اس نے روحانیت کے شعبے میں آکر پوچھا تو پتا چلا کہ وہ آج کل وہاں نہیں ہے۔ اس نے تقریباً ایک ماہ کی چھٹی لے رکھی ہے۔

وہ بڑی حیران ہوئی کہ بیٹی نے ایک ماہ کی چھٹی کیوں لی ہے؟ اس کا ذکر ماں سے کیوں نہیں کیا؟ اس سے ملاقات کیوں نہیں کی؟

وہ اس کے ہوسٹل میں پہنچ گئی۔ وہاں کی ایک خاتون انچارج نے بتایا کہ الوشے ہوسٹل چھوڑ کر جاچکی ہے۔ یہ اور بھی حیرانی کی بات تھی۔ اس نے پوچھا۔ "وہ کہاں گئی ہے؟"

خاتون نے لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "شاید الوشے خود بھی نہیں جانتی تھی، اسے کہاں جانا ہے؟ اوپر سے حکم ملا تھا کہ آپ کی بیٹی کا سامان پیک کردیا جائے اور اس کے کمرے کو لاک رکھا جائے۔"

الپا کی حیرانی بڑھتی جارہی تھی۔ وہ پارس کے پاس جاکر اس سے بیٹی کے بارے میں نہیں پوچھ سکتی تھی۔ جبکہ وہ بھی اسی ادارے میں تھا لیکن جناب تبریزی نے تاکید کی تھی کہ نکاح پڑھائے جانے سے پہلے اسے پارس سے پردہ کرنا ہوگا۔ پردے کا مطلب یہی تھا کہ اس سے بات بھی نہ کرے۔ وہ اس کے لیے نامحرم ہے۔

لہٰذا وہ سیدھی اعلیٰ حضرت کے حجرے کے سامنے پہنچ گئی۔ باہر کھڑے ہوکر اجازت طلب کی۔ انہوں نے کہا۔ "چلی آؤ۔"

اس نے اندر آکر سلام کیا پھر دو زانو ہوکر بیٹھ گئی۔ انہوں نے اس پر ایک نظر ڈالی پھر پوچھا۔ "بیٹی کے لیے پریشان ہو؟"

اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ وہ دھیمی سی آواز میں بولی۔ "جی بابا حضرت! میں نے ہوسٹل میں معلوم کیا تو وہ وہاں نہیں ہے۔ کہاں گئی ہے؟ یہ آپ ہی جانتے ہوں گے۔"

"بے شک، ہم جانتے ہیں۔ وہ اب اس ادارے میں نہیں ہے۔ باہر کے ایک اہم معاملے میں مصروف رہنے کے لیے گئی ہے۔"

"میری بیٹی دس برس کی ہونے والی ہے۔ میرے لیے یہ بڑے فخر کی بات ہے کہ آپ اتنی سی بچی کو اہم معاملات میں شریک کرتے ہیں۔"

"پچھلی بار تم نے دیکھا تھا، وہ جمائکہ کے معاملے میں کس قدر کامیاب رہی تھی؟"

"جی ہاں، مگر کیا کروں؟ ماں ہوں۔ دل ڈرتا ہے۔ پچھلی بار وہ ایک شیطانی چکر میں پڑ گئی تھی۔"

"اس کے باوجود تمہاری اس بیٹی نے حوصلہ نہیں ہارا۔ خوفزدہ ہوکر یہ نہیں کہا کہ اسے اس ادارے میں واپس بلالیا جائے۔ اس نے ہمارے تعاون سے ہی سہی لیکن شیطان پر قابو پالیا ہے۔ اسے ایسی شکست دی ہے کہ وہ اب جمائکہ کے پاس بھی نہیں پھٹکتا ہے۔"

"بے شک، میری بیٹی کی وجہ سے جمائکہ کو اس شیطان سے نجات مل گئی ہے جو اس پر مسلط رہا کرتا تھا۔"

"آیندہ بھی خلق خدا کو تمہاری بیٹی سے فائدہ پہنچتا رہے گا۔"

اس نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔ "کیا میں معلوم کرسکتی ہوں، اسے کس مہم پر روانہ کیا گیا ہے؟ میرا مطلب ہے آپ سے کبھی کوئی سوال نہیں کرتا۔ مجھے بھی نہیں کرنا چاہیے۔ صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں، کیا اس بار بھی مہم بہت خطرناک ہے؟ کوئی شیطانی چکر ہے؟"

"شیطانی چکر اس لحاظ سے ہے کہ ہماری دنیا میں شیطانوں کی کمی نہیں ہے۔ ابلیس انسانوں کے روپ میں گھومتا پھرتا ہے۔"

وہ ایک ذرا چپ ہوئے۔ انہوں نے آنکھیں بند کیں۔ الپا نے جھکی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو اس نے فوراً ہی نظریں جھکا لیں۔ وہ بولے۔ "ہماری اس دنیا میں عجیب و غریب انسان ہیں۔ لہٰذا عجیب و غریب واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ جو لوگ آنکھ سے دیکھ لیتے ہیں۔ وہ یقین کرلیتے ہیں ورنہ ایسے عجوبے تمام دنیا والوں کے لیے ناقابل یقین ہوتے ہیں۔"

وہ بڑی توجہ سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔ یہ تجسس پیدا ہورہا تھا کہ وہ آگے کیا کہنے والے ہیں؟ انہوں نے کہا۔ "ہماری اس دنیا میں ایک عجوبہ ہے۔ اگرچہ وہ انسان ہے لیکن اس کا دماغ کمپیوٹر ہے۔ وہ جادو یا ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے۔ لیکن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس کا اندازہ اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ اس کی بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے۔ جب وہ کسی کی موت کا وقت مقرر کرتا ہے تو ٹھیک اسی وقت اس کی موت لازمی ہوجاتی ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس کا کمپیوٹر دماغ اپنے ٹارگٹ کی زندگی کا حساب لگا کر موت کو وقت سے پہلے اس کی شہ رگ تک پہنچا دیتا ہے۔"

الپا یہ سب کچھ سن کر الجھ رہی تھی کہ بات تو اپنی بیٹی کی ہورہی تھی لیکن بیچ میں یہ عجوبہ کہاں سے آگیا ہے؟

اس نے پوچھا تھا کہ الوشے کو کس مہم پر بھیجا گیا ہے؟ اس کے جواب میں وہ اتنی وضاحت سے بول رہے تھے۔

وہ سر اٹھائے بڑے تجسس سے اعلیٰ حضرت کو دیکھ رہی تھی۔ انہوں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ "اسی عجوبے نے فرہاد کی موت کا وقت مقرر کیا تھا...."

الپا نے کہا۔ "پھر تو وہ اس دنیا کا بہت ہی خطرناک انسان ہے۔"

"بے شک، تمہاری بیٹی اسی عجوبے سے نمٹنے گئی ہے۔"

الپا کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ شدید حیرانی سے بولی۔ "بابا حضرت! وہ عجوبہ جسے آپ دنیا کا سب سے خطرناک انسان کہہ رہے ہیں۔ اس سے نمٹنے کے لیے آپ نے ایک دس برس کی بچی کو بھیجا ہے؟"

انہوں نے بڑی نرمی سے پوچھا۔ "کیا تمہیں اعتراض ہے؟"

وہ جلدی سے انکار میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔ "نہیں، بابا حضرت! آپ کا فیصلہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ آپ میری اندرونی کیفیت کو سمجھ رہے ہیں۔ میں اپنی ممتا سے مجبور ہوکر ایسی بات کہہ رہی ہوں۔"

"اور میں ایک ماں کا احترام کررہا ہوں۔ تمہیں سمجھاتا ہوں کہ الوشے کو محض ایک بچی نہ سمجھو۔ اس نے دس برس کی عمر میں کلام پاک حفظ کیا ہے۔ بڑی سبک رفتاری سے روحانی علوم سیکھ رہی ہے۔ وہ اپنی غیر معمولی ذہانت سے روحانی ٹیلی پیتھی بھی سیکھ چکی ہے۔ اگر میں کہتا ہوں کہ اس عجوبے کا دماغ کمپیوٹر ہے تو یہ بھی کہتا ہوں کہ الوشے کی ذہانت بھی اس کے دماغ سے آگے نکلنے والی ہے۔"

الپا نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا۔ انہوں نے ہاتھ اٹھایا۔ یہ اشارہ تھا کہ آگے کچھ نہ کہا جائے اور نہ کچھ پوچھا جائے۔ انہوں نے بڑی محبت سے کہا۔ "جاؤ بیٹی! عبادت میں دل لگاؤ۔ تمہیں سکون ملے گا۔"

وہ سر جھکائے اٹھ کر کھڑی ہوگئی پھر الٹے قدموں چلتی ہوئی حجرے سے باہر آگئی۔ اس کا سر چکرا رہا تھا۔ اس کی دس برس کی بیٹی کو ایک ایسے خطرناک عجوبے کے مقابلے پر بھیجا گیا تھا۔ جس نے فرہاد جیسے پہاڑ کی موت کا وقت مقرر کیا تھا اور وہ وقت پتھر کی لکیر بن گیا تھا۔

وہ اپنے دل کو تسلی دینے لگی۔ "اعلیٰ حضرت الوشے کے مستقبل کے بارے میں بہت جانتے ہیں، سمجھتے ہیں۔ انہوں نے سوچ سمجھ کر ہی اسے ایسی خطرناک مہم پر روانہ کیا ہے۔"

☆☆☆

فرہاد نے کیرونا کو بیٹی بنایا تھا۔ اس نے بڑی فرمانبرداری دکھائی تھی لیکن فرہاد کی آنکھیں بند ہوتے ہی اس نے گرگٹ کی طرح رنگ بدل لیا تھا۔ ہمارے اعتماد کو دھوکا دے کر دو امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا تابع دار بنالیا تھا۔

مجھے یقین تھا کہ میں اس کا محاسبہ کروں گی تو وہ شرمندہ

ہوگی اور اپنی غلطی کی معافی مانگے گی لیکن وہ کچھ زیادہ ہی خوش فہمی میں مبتلا ہوگئی تھی۔ اس نے مجھے چیلنج کیا تھا کہ فرہاد کی موت کے بعد میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ میری طاقت آدمی سے بھی کم رہ گئی ہے۔

اسے یہ فخر تھا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے زیرِ اثر لاتی رہے گی‘ ان کی تعداد بڑھاتی رہے گی۔ اس طرح ہمارے مقابلے میں کامیابیاں حاصل کرتی رہے گی۔ بے باک طیش میں آکر اس کے خلاف انتقامی کارروائی کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے منع کر دیا۔ یہ سمجھا دیا کہ ایک مضبوط اور تناور درخت کے سامنے کوئی نیا پودا سر اٹھائے تو برا نہیں ماننا چاہیے۔ چپ چاپ تماشا دیکھنا چاہیے۔ وقت اور حالات بدلتے ہیں تو کوئی شریر بچہ اس پودے کو اکھاڑ کر لے جاتا ہے۔ میرے تجربات کہہ رہے تھے کہ وہ آیندہ کسی بھی مرحلے پر... کسی نہ کسی مقام پر ہم سے ٹکرائے گی تو اسے اپنی اوقات معلوم ہو جائے گی۔

جس وقت اس نے مجھے چیلنج کیا تھا۔ اس وقت وہ کینیڈا میں تھی۔ اس نے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر ٹونی جے سے کہا۔ ”میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی، سونیا کو اتنی جلدی میری مکاری کا علم ہو جائے گا؟“

اس نے پوچھا۔ ”کیا تم امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں کہہ رہی ہو؟“

”ہاں، اسے معلوم ہو چکا ہے کہ ہم نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کیا ہے اور انہیں اپنا تابع دار بنا لیا ہے۔“

”تعجب ہے۔ اسے یہ بات کیسے معلوم ہو گئی؟ اسے تو برین ماسٹر پر شبہ کرنا چاہیے تھا۔ ہم پر کیسے شبہ ہو گیا؟“

”میری ایک غلطی سے..... تم نے دو امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر تنویمی عمل کیا تھا اور میں نے ایک پر۔ جس پر میں نے عمل کیا تھا وہی ہماری گرفت سے نکل کر اپنے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی پناہ میں پہنچ گیا۔ اسی نے بیان دیا ہے کہ اس پر کسی ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت نے عمل کیا تھا۔“

”اور ٹیلی پیتھی جاننے والی عورتیں بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتی ہیں۔“

”ہاں، انہوں نے یقین کے ساتھ یہ معلوم کیا ہے کہ میں ہی ان کے اعتماد کو دھوکا دے رہی ہوں۔“

”پھر تو واقعی تم سے یہ بہت بڑی غلطی ہو گئی۔ تمہیں ان امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے کسی پر بھی عمل نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس تیسرے پر بھی میں ہی عمل کرتا اور اسے تابعدار بنا لیتا تو بات یوں نہ بگڑتی۔“

”بگڑ چکی ہے تو بگڑنے دو۔ ہمیں یوں بھی اپنا ایک الگ محاذ قائم کرنا ہے۔ ہم دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں اور دو ہمارے تابع دار ہیں۔ ہماری پوزیشن بہت ہی مضبوط ہے۔ میں نے سونیا کو چیلنج کیا ہے۔ آیندہ ہمیں بڑی آزمائشوں سے گزرنا ہوگا۔ فی الحال یہ جگہ چھوڑنی ہوگی۔“

”کیا اسے معلوم ہو گیا ہے کہ ہم کینیڈا میں ہیں؟“

”ہاں، وہ جانتی ہے۔ ہمیں کسی بھی پہلی فلائٹ سے جانا ہوگا۔“

”اب کہاں جانے کا ارادہ ہے؟“

”یہاں سے اٹھو۔ ایرپورٹ پہنچتے پہنچتے فیصلہ کریں گے۔“

وہ اٹھ کر اپنا سامان پیک کرتے ہوئے بولا۔ ”میرا خیال ہے یورپ کے کسی بڑے ملک کی فلائٹ میں جگہ مل جائے گی تو ہم اسی میں چل پڑیں گے۔“

وہ ایرپورٹ پہنچے تو انہیں لندن جانے والی ایک فلائٹ میں دو سیٹیں مل گئیں۔ ٹونی جے نے سفر کے دوران کہا۔ ”اب ہمیں سونیا کی طرف سے بہت محتاط رہنا ہوگا۔“

کرونا نے کہا۔ ”ہمیں کینیڈا میں خطرہ تھا کہ بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس ہماری نگرانی کریں گے لیکن ہم اس سے پہلے ہی وہاں سے نکل آئے ہیں۔“

”یہ کالا جادو بہت ہی خطرناک ہوتا ہے۔ چنڈال جوگیا نے مجھے کالے عمل کے ذریعے بہت عرصے تک قیدی بنا کر رکھا تھا۔ وہ کسی کی بھی آتما کو ایک جسم سے نکال کر دوسرے جسم میں پہنچا دیتا تھا۔“

کرونا نے پوچھا۔ ”تم اس جادوگر کی بات کیوں کر رہے ہو؟ وہ تو مر چکا ہے۔“

”ہاں مگر، کالا جادو ابھی اس دنیا میں ہے۔ اسی کے ذریعے فرہاد کی آتما کسی کے جسم میں پہنچی ہوئی ہے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لے رہی ہے۔“

”ہاں، میں دیکھ رہی ہوں کہ فرہاد کے کتنے ہی دشمن بڑے ڈرامائی انداز سے مارے گئے ہیں لیکن اس بات پر یقین نہیں آتا کہ آتما انتقام لیتی ہے اور اس کی آتما بھی انتقام لے رہی ہے۔“

”تم یقین نہ کرو لیکن میں کالے جادو کے بڑے خطرناک تماشے دیکھ چکا ہوں اور خود بھگت بھی چکا ہوں۔ اگر تمہیں یقین نہیں ہے اور تم یہ سمجھتی ہو کہ فرہاد کی آتما انتقام

نہیں لے رہی ہے تو پھر ایسا کون کر رہا ہے؟“

”کر رہا ہے نہیں، کر رہی ہے۔ سونیا بہت ہی مکار ہے۔ وہ فرہاد کی آتما کا ڈراما پلے کر کے خود ہی دشمنوں سے انتقام لے رہی ہے۔ ایک بات تو میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ فرہاد مر چکا ہے۔ جناب تبریزی کی طرف سے بھی اس کی موت کی تصدیق ہو چکی ہے۔ فرہاد کے خاندان والے اور بابا صاحب کے ادارے والے سب ہی سوگ مناتے رہے ہیں۔“

”تم کہتی ہو تو یہی سہی لیکن فرہاد کے دشمنوں سے انتقام لیا جا رہا ہے۔ ہمارے پاس اچھا خاصا وقت ہے۔ ہمیں دو چار ملکوں کے اکابرین کے اندر پہنچ کر معلوم کرنا چاہیے کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟“

طیارے میں لنچ سپلائی کیا جا رہا تھا۔ ان کے سامنے بھی کھانے کی ٹرے رکھی گئی۔ وہ دونوں کھانے کے دوران خیال خوانی کرنے لگے۔ ٹونی جے امریکی اکابرین کے اندر جانے لگا۔ کرونا نے یو کے سے تعلق رکھنے والے ایک عہدے دار کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے تو ایک دم سے چونک گئی۔ ٹونی جے سے بولی۔ ”یہاں تو زبردست ڈراما چل رہا ہے۔ اس کے خیالات بتا رہے ہیں کہ فرہاد کی آتما نے انہیں برین ماسٹر کی بیوی اور بیٹی کا نام پتا ٹھکانا اور فون نمبر تک بتایا ہے۔ وہاں کی آرمی نے ان کے بنگلے کا محاصرہ بھی کیا ہے۔“

ٹونی جے کہا۔ ”یہاں کے اکابرین کے خیالات سے بھی یہی پتا چلا ہے۔“

ان دونوں نے ان اکابرین کے ذریعے مونیکا اور اینا کی آوازیں سنیں پھر بڑی آسانی سے ان کے اندر پہنچ گئے۔ وہاں سے بہت سی معلومات حاصل ہونے لگیں۔

ایک تو یہ معلوم ہوا کہ بے باک موہن خود کو فرہاد علی کا منہ بولا بیٹا کہہ رہا ہے اور ماسٹر کی بیٹی سے عشق فرما رہا ہے۔ اس کی بیٹی بھی اس پر ہزار جان سے عاشق ہو گئی ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ ماسٹر کی دوہری شخصیت کا راز کھل چکا ہے۔ پہلے تو وہ خود کو برین ماسٹر تسلیم نہیں کر رہا تھا۔ بعد میں اس نے حالات سے مجبور ہو کر یہ مان لیا کہ وہ اب تک اپنی بیوی اور بیٹی کو دھوکا دیتا آیا ہے۔ ان سے اپنی اصلیت چھپاتا رہا ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ بے باک نے اسے بڑی مشکلات میں ڈال دیا تھا۔ ایک طرف اس کی بیوی اس سے بدظن ہو گئی تھی۔ یہ سمجھ رہی تھی کہ باپ اپنے ہی بیٹے کے قاتل کو چھپا رہا ہے جبکہ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا لیکن باپ مجرم سمجھا جا رہا تھا۔ اسے صفائی پیش کرنے کے لیے اپنی اصلیت ظاہر کرنی پڑی تھی۔ اس طرح اس نے پھر سے مونیکا کا اعتماد حاصل کر لیا تھا۔

تمام ممالک کے اکابرین چاہتے تھے کہ کسی بھی طرح برین ماسٹر ان کے قابو میں آجائے یا اس کا بیٹا مونیکا کے پاس پہنچا دیا جائے۔ ایسا کرنے سے ہی فرہاد کی آتما ان کی غلطیوں کو معاف کر کے ان سے دشمنی بھول سکتی تھی۔ آتما نے وعدہ کیا تھا کہ ماسٹر کا بیٹا منظرِ عام پر آجائے گا تو پھر وہ کسی بھی دشمن کی جان نہیں لے گی۔

دوسری طرف ماسٹر کا پلڑا بھاری ہو رہا تھا۔ اس نے خود کو اور اپنے بیٹے کو منظرِ عام پر لانے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ چیلنج کیا تھا کہ جو بھی اس کی بیوی اور بیٹی کو ہاتھ لگائے گا‘ وہ بری طرح پچھتائے گا۔ اس کے فیملی ممبر بے موت مریں گے۔

بہرحال تمام اکابرین کو ماسٹر کے سامنے جھکنا پڑا تھا۔ اس طرح انہوں نے اپنی فیملی کو بے موت مرنے سے بچا لیا تھا لیکن خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تھے۔ یہ طے تھا کہ ماسٹر کا بیٹا منظرِ عام پر نہ آیا تو فرہاد کی آتما پھر سے انتقام لینا شروع کر دیتی۔ ابھی وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ کس طرح اپنا بچاؤ کر سکیں گے؟

کرونا اور ٹونی جے لنچ ختم کرنے کے بعد کافی پیتے ہوئے ان کے حالات پر تبصرہ کرنے لگے۔ کرونا نے کہا۔ ”بڑی دلچسپ صورتِ حال ہے۔ تمام ممالک کے اکابرین فرہاد کی آتما اور ماسٹر کے درمیان سینڈوچ بنے ہوئے ہیں۔“

ٹونی جے نے کہا۔ ”ماسٹر کے خلاف جو مہم شروع کی گئی تھی۔ اس میں فرہاد کی آتما کو شکست ہوئی ہے۔ ماسٹر نے تمام اکابرین کو خوب وحشت زدہ کیا ہے۔ اپنی بیوی اور بیٹی کو بڑے ڈرامائی انداز میں تحفظ فراہم کیا ہے۔ اب کوئی انہیں نقصان پہنچانے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔“

کرونا نے مسکراتے ہوئے کافی کی ایک چسکی لی اور بولی۔ ”ہم جرأت کریں گے۔“

ٹونی جے نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ بولی۔ ”آرمی والے مونیکا کو ٹارچر سیل میں لے جا کر اسے ذہنی اذیت دینا چاہتے تھے۔ تاکہ ماسٹر ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دے لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ کوئی بات نہیں۔ ہم تو ایسا کر سکتے ہیں۔ مونیکا اور اس کی بیٹی اینا کو تھوڑی سی ذہنی اذیت دے کر ماسٹر کا جینا حرام کر سکتے ہیں۔ ان سے اپنی جائز اور ناجائز شرائط منوا سکتے ہیں۔“

ٹونی جے سنجیدگی سے سوچنے لگا۔ اس نے پوچھا۔ ”کیا

سوچ رہے ہو؟''

''جو لوگ ناقابلِ شکست کہلاتے ہیں۔ ان سے کترانا ہی دانشمندی ہے۔ ابھی ہماری ابتدا ہے۔ پہلے ہم ہر پہلو سے اپنی پوزیشن مضبوط کریں گے پھر پہاڑوں سے ٹکرائیں گے۔ اس سے پہلے تم نے سونیا کو بھی چیلنج کیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں پورے بابا صاحب کے ادارے کو اپنا دشمن بنالیا ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ آئندہ ہمیں بہت بڑی بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑے گا۔''

''تو کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہمارے اندر بڑی بڑی آزمائشوں سے گزرنے کا حوصلہ ہے؟''

''بہت حوصلہ ہے لیکن دشمنوں کی تعداد بڑھانی نہیں چاہیے۔ برین ماسٹر معمولی شخص نہیں ہے۔ وہ بھی اب تک ناقابلِ شکست تسلیم کیا جارہا ہے۔ اس کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے پہلے اچھی طرح سوچو، ہر پہلو پر غور کرو، پھر جو تم کہوگی، میں وہی کروں گا۔''

''آئی لو یو، تم بہت اچھے ہو۔ دیکھو! سونیا سے مخالفت مول لینے کے بعد یہ بات دور تک پہنچی ہوگی کہ ہم نے دو امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا تابع دار بنایا ہوا ہے۔ ہمارے پاس خیال خوانی کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ ہم مضبوط پوزیشن رکھتے ہیں۔''

پھر وہ اس کا ہاتھ تھام کر بولی۔ ''ذرا اس پہلو پر غور کرو کہ فرہاد کی آتما برین ماسٹر اور اس کے بیٹے کو منظر عام پر لانے کے سلسلے میں ناکام رہی ہے۔ اگر ہم اسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں گے تو تمام بڑے ممالک کے اکابرین پر ہمارا رعب و دبدبہ قائم ہوجائے گا۔ ہمیں ایسی ہی ڈگر پر چلنا چاہیے کہ ہم برتر ہوتے رہیں۔ سونیا اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے دن بہ دن کمتر اور صفر ہوتے چلے جائیں۔''

وہ بولا۔ ''کرونا! میری جان! تم تو میرے دل و دماغ پر چھاگئی ہو۔ میرا جی چاہتا ہے' تمہاری ہر خوشی پوری کرتا رہوں۔ تم تمام ممالک کے اکابرین کی نظروں میں برتر ہونا چاہتی ہو۔ فرہاد کی آتما یا سونیا کو اور برین ماسٹر کو کمتر بنانا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے۔ مجھے بتاؤ' اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے؟''

''سب سے پہلے ہم مونیکا اور اینا کے دماغوں میں جائیں گے۔ انہیں اپنے زیرِاثر لائیں گے پھر برین ماسٹر سے بات شروع کریں گے۔''

وہ بولا۔ ''میں تمہاری ہر بات مانتا ہوں۔ تم میری ایک بات مانوگی؟''

''ہاں بولو، ضرور مانوں گی۔''

''تم کسی کے دماغ میں پہنچ کر نہ تو تنویمی عمل کروگی' نہ ہی کسی کو اپنی آواز سناؤ گی۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ کرونا ایسا کر رہی ہے۔ پہلے ہم پُراسرار بنے رہیں گے پھر ماسٹر پر حاوی ہوتے ہی خود کو ظاہر کریں گے۔''

''اچھی بات ہے۔ میں یہی کروں گی۔ مردانہ آواز اور لب و لہجے میں مونیکا پر عمل کروں گی۔''

''اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ خاموش بیٹھی رہو۔ میرے اندر رہ کر چپ چاپ دیکھتی رہو۔ میں ان ماں بیٹی پر تنویمی عمل کر رہا ہوں۔''

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا اینا کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ شام کا وقت ہے اور وہ بے باک سے ملنے کے لیے کہیں جانے والی ہے۔

ٹونی جے نے اس کے دماغ کو گرفت میں لے کر اس کے اندر بے انتہا کمزوری اور تھکن کا احساس پیدا کر دیا پھر یہ سوچ پیدا کی کہ اسے تھوڑی دیر کے لیے بیڈ پر لیٹ جانا چاہیے۔ جب تھکن دور ہوجائے گی تو پھر وہ اپنے محبوب سے ملنے جائے گی۔

وہ بیڈ پر آکر آرام سے لیٹ گئی۔ آنکھیں بند کر کے بے باک کو تصور میں دیکھنے لگی۔ ٹونی اس کے ذہن کو تھپک رہا تھا۔ وہ نیند میں ڈوبتی چلی گئی پھر اس نے عمل کرنا شروع کیا تو پتا چلا وہ ہپناٹزم کے اصولوں کے مطابق سحر زدہ نہیں ہو رہی ہے۔ اس کے عمل میں نہیں آرہی ہے۔

کرونا ٹونی کے اندر تھی۔ یہ سب کچھ دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔ ٹونی نے پوچھا۔ ''کیا بات ہے؟ تم ٹرانس میں کیوں نہیں آرہی ہو؟ تمہارا ذہن میرے عمل سے متاثر کیوں نہیں ہو رہا ہے؟''

وہ بولی۔ ''اچھا میں سمجھ گئی۔ ڈیڈی! یہ آپ ہیں۔ آواز اور لب و لہجہ بدل کر..... عمل کرنے آئے ہیں۔ جبکہ یہ اچھی طرح جانتے ہیں' میرا دماغ غیر معمولی ہے۔ مجھ پر کسی ٹیلی پیتھی جاننے والا کا اثر نہیں ہوتا۔''

ٹونی نے پوچھا۔ ''تو پھر میری ہدایت کے مطابق یہاں بیڈ پر کیوں آگئی ہو؟ گہری نیند میں کیوں ڈوب گئی ہو؟''

''میں خود ہی تھکن محسوس کر رہی تھی۔ ممی مجھ سے کہہ رہی تھیں کہ بے باک سے ملنے باہر نہیں جانا۔ حالات ہمارے خلاف ہیں۔ کوئی بھی دشمن ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ میں کشمکش میں تھی۔ ایسے وقت میرے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھے آرام سے لیٹ جانا چاہیے۔ جب لیٹی تو سونے کا جی چاہا۔ اس لیے سوگئی۔ لیکن ڈیڈی! آپ کب تک میرے اندر آتے رہیں گے اور مجھے اپنا تابع دار بنانے کی کوشش کرتے رہیں گے؟ پلیز، میرا پیچھا چھوڑ دیں۔''

بے باک مومن ہر رات اس کے اندر آکر تنویمی عمل کرتا تھا۔ اس لیے وہ عمل اس قدر مستحکم ہوگیا تھا کہ اس کے دماغ پر کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا اثر انداز نہیں ہوسکتا تھا۔

کرونا اور ٹونی دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئے۔ حیرانی سے سوچنے لگے۔ کرونا نے کہا۔ ''واقعی اس کا دماغ غیر معمولی ہے۔ اس کی باتوں سے معلوم ہوا ہے کہ ماسٹر بھی بیٹی پر عمل کرنا چاہتا ہے مگر ناکام رہتا ہے۔''

ٹونی نے کہا۔ ''اگر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس پر اثر انداز نہیں ہوسکتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی اس کے دماغ کو لاک بھی نہیں کر سکے گا۔ ہم جب چاہیں گے اس کے اندر باآسانی جاسکیں گے اور اس کے خیالات پڑھ سکیں گے۔''

''ٹھیک ہے، اب ذرا مونیکا کے اندر چلو۔ شاید ہم اسے تابع دار بنا سکیں گے؟''

وہ اس کے اندر آئے تو وہاں مردانہ آواز سن کر فوراً ہی محتاط ہوگئے۔ انہوں نے ماسٹر سے کبھی براہِ راست بات نہیں کی تھی۔ اس لیے اس کی آواز اور لب و لہجے کو پہچان نہیں رہے تھے لیکن تھوڑی دیر بعد ہی پتا چل گیا کہ وہ اپنی بیوی کو معمولہ اور تابع دار بنا رہا ہے۔ اس کے دماغ کو لاک کر دینا چاہتا ہے۔

اس نے عمل کے دوران مونیکا کے ذہن میں یہ بات نقش کی تھی کہ وہ آئندہ اپنے بیٹے کے سلسلے میں اپنے شوہر پر شبہ نہیں کرے گی۔ یہ یقین رکھے گی کہ بیٹا جہاں بھی ہے۔ زندہ سلامت ہے اور باپ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔

اس نے ایک عامل کی حیثیت سے بیوی کو حکم دیا کہ وہ کبھی اپنے بیٹے سے ملنے کی خواہش نہیں کرے گی۔ اسے صرف یاد کیا کرے گی۔ یہ سوچے گی کہ اس سے ملنے جائے گی تو دشمن اس کے پیچھے پڑ جائیں گے اور بیٹے کو نقصان پہنچائیں گے۔

پھر اس نے اسے حکم دیا کہ اس کے ذہن میں ایک پرائیویٹ فون نمبر نقش رہے گا۔ وہ اسی نمبر کے ذریعے اپنے شوہر سے رابطہ کرے گی مگر اس نمبر کو اپنی بیٹی سے بھی پوشیدہ رکھے گی۔

اس نے وہ فون نمبر اور مخصوص آواز اور لب و لہجہ اس کے ذہن میں نقش کیا پھر اسے دو گھنٹے تک سونے کا حکم دیا۔

اس کے بعد وہاں خاموشی چھاگئی تھی۔

خاموشی کا مطلب یہی ہونا چاہیے کہ وہ عمل کے بعد جاچکا ہے لیکن وہ موجود تھا۔ اسے شبہ تھا کہ بے باک مونیکا کے اندر رہ کر اس کے عمل کو ناکام بنا سکتا ہے۔ کرونا اور ٹونی جے اس کے اندر سے نکل آئے تھے۔ اپنی جگہ دماغی طور سے حاضر ہوگئے تھے۔ کرونا نے کہا۔ ''وہ اپنی بیوی کے اندر موجود ہوگا۔''

ٹونی نے کہا۔ ''میرا بھی یہی خیال ہے۔ ویسے ہمیں اس مخصوص لب و لہجے کے ذریعے مونیکا کے اندر جانا چاہیے۔ آزمانا چاہیے کہ ہم آئندہ بھی اس کے اندر آسانی سے پہنچ سکیں گے یا نہیں؟''

انہوں نے نئی آواز اور لب و لہجے کو گرفت میں لیا۔ خیال خوانی کی پرواز کی تو دوبارہ اس کے اندر جگہ مل گئی۔ وہاں ویسی ہی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ماسٹر کی آواز نہیں تھی۔ وہ دونوں پھر واپس آگئے۔

کرونا نے کہا۔ ''ہمیں ابھی مونیکا کو مخاطب کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ اطمینان ہوگیا ہے کہ آئندہ جب چاہیں گے' اس کے اندر جاسکیں گے۔''

''وہ دو گھنٹے بعد تنویمی نیند سے بیدار ہوگی۔ اس کے بعد ہم فون کے ذریعے ماسٹر سے رابطہ کریں گے۔''

''اس نے اپنی بیوی کے ذہن میں یہ بات نقش کی ہے کہ وہ خاص نمبر کسی کو بھی نہ بتائے۔ ہم اس نمبر پر رابطہ کریں گے تو وہ سمجھ لے گا کہ عمل کے باوجود ہم مونیکا کے اندر پہنچ سکتے ہیں۔''

''ہمیں اکابرین کے ذریعے اس کا جو موبائل نمبر معلوم ہوا ہے۔ پہلے اس پر رابطہ کریں گے۔ اگر ناکامی ہوگی تو پھر اس پرائیویٹ نمبر کو آزمائیں گے۔''

''میں اینا کے اندر پہنچ کر حیران ہو رہی ہوں۔ زندگی میں پہلی بار ایسا دماغ دیکھا ہے جو ٹیلی پیتھی کی لہروں سے بھی متاثر نہیں ہوتا ہے۔''

ٹونی نے پوچھا۔ ''یہ بے باک مومن کون ہے؟''

''یہ نام میرے لیے بھی نیا ہے۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ سونیا نے اسے بیٹا بنایا ہے اور وہ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں شامل ہوگیا ہے۔''

ٹونی نے کہا۔ ''سونیا اس سے بہت اہم کام لے رہی ہے۔ اسے ماسٹر کی فیملی میں پہنچا دیا ہے اور وہ اس کی بیٹی کو محبت کے جال میں پھانس رہا ہے۔''

''بے باک ایک نیا ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ ابھی

زیادہ تجربہ کار نہیں ہوگا۔ ہم اسے بھی ٹریپ کر کے اپنا تابعدار بنا سکتے ہیں۔"

"ہاں، ہم ایسے کسی موقع کی تاک میں رہیں گے۔ جب بھی وہ ہماری گرفت میں آئے گا۔ ہم اسے ہپناٹزم کے ذریعے جکڑ لیں گے۔"

وہ دونوں باتیں کرتے رہے پھر دو گھنٹے کے بعد مونیکا کے اندر پہنچے تو وہ نیند سے بیدار ہو چکی تھی۔ ٹونی نے اس کی سوچ میں کہا۔ "مجھے اپنے رچ مین سے رابطہ کرنا چاہیے۔"

ایسی سوچ پیدا ہوتے ہی اسے یاد آیا کہ ایک نیا نمبر اس کے ذہن میں نقش کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے وہ رچ مین سے بات کر سکتی ہے۔

ٹونی جے اس نمبر کو آزمانا چاہتا تھا جو اسے اکابرین کے ذریعے معلوم ہوا تھا۔ اس نے مونیکا کے اندر سوچ پیدا کی۔ "نئے فون نمبر کو میں پھر کسی وقت ٹرائی کروں گی۔ ابھی پرانے نمبر پر رابطہ کرنا چاہیے۔"

وہ اسی سوچ کے مطابق اپنے موبائل پر نمبر پنچ کرنے لگی۔ رابطہ ہونے پر فون کو کان سے لگایا تو دوسری طرف سے ریکارڈنگ سنائی دے رہی تھی کہ فی الحال آپ کے مطلوبہ نمبر سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ کچھ دیر بعد دوبارہ ڈائل کریں۔

مونیکا رابطہ ختم کر کے ذہن میں نقش کیے ہوئے اس نئے نمبر کو پنچ کرنے لگی پھر فون کو کان سے لگا کر رابطے کا انتظار کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ہی ماسٹر کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو مونیکا! نیند سے جاگ گئیں؟"

"ہاں، اب شاور لینے جا رہی تھی۔ ویسے میں نے پہلے والے نمبر پر رابطہ کرنا چاہا تھا لیکن پتا چلا تم نے وہ نمبر بند کیا ہوا ہے۔"

"اس نمبر کو بھول جاؤ۔ میں نے وہ سم پھینک دی ہے۔ یہ نہیں چاہتا کہ دشمن اس نمبر کے ذریعے مجھے پریشان کرتے رہیں۔ یہ نیا نمبر صرف تمہیں یاد رہنا چاہیے۔ بیٹی کو بھی رازدار نہ بنانا۔"

"یہ بات میرے ذہن میں ہے کہ اپنے اہم معاملات میں آیندہ بیٹی کو شریک نہیں کروں گی کیونکہ وہ دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے۔"

"شاباش! اسی طرح سوچتی رہو۔ اب شاور لینے جاؤ۔ میں فون بند کر رہا ہوں۔"

ان کا رابطہ ختم ہو گیا۔ وہ الماری سے ایک لباس نکال کر واش روم کی طرف جانے لگی۔ کرونا نے ٹونی سے کہا۔ "برین ماسٹر نے اپنے پرانے نمبر کی سم پھینک دی ہے۔ ہمیں اسی پرائیویٹ نمبر کے ذریعے رابطہ کرنا ہوگا۔"

"ہاں، اب وہ چونکے گا کہ کسی کو یہ نمبر کیسے معلوم ہو گیا؟"

"ہاں، اسے چونکانا بھی ہے اور الجھانا بھی..... میں ابھی اسے مخاطب کرتی ہوں۔"

وہ ٹونی سے موبائل فون لے کر نمبر پنچ کر کے رابطے کا انتظار کرنے لگی۔ بیل جا رہی تھی۔ وہ فوراً ہی ریسیو نہیں کر رہا تھا۔ نمبر پڑھ کر سوچ رہا تھا کہ کس نے فون کیا ہے اور کیوں کیا ہے؟ تھوڑی دیر بعد آواز سنائی دی۔ "ہیلو، کون...؟"

کرونا نے حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "ہیلو، مسٹر اسمتھ! یہ آواز تمہاری تو نہیں ہے۔ بائی دا وے تم کون ہو؟"

"میڈم! آپ نے کس نمبر پر فون کیا ہے؟"

کرونا نے اسے وہی نمبر بتائے صرف ایک نمبر میں گڑبڑ کی۔ اس نے کہا۔ "سوری، آپ نے رانگ نمبر ڈائل کیا ہے۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ کرونا نے مسکرا کر فون ٹونی کو دیتے ہوئے کہا۔ "اب تم اسے کال کرو۔"

وہ دونوں لندن ایئرپورٹ پر تھے۔ ٹونی نے ایک پی سی او کے ذریعے رابطہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی ماسٹر کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو، اب کون ہے...؟"

"آپ کون ہیں؟ میری گرل فرینڈ کا فون آپ کے پاس کیسے آ گیا؟"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟ یہ تمہاری گرل فرینڈ کا فون نہیں ہے۔ تم نے رانگ نمبر ڈائل کیا ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے میں ٹونی نے اپنے اندر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر سانس روک کر کرونا سے کہا۔ "وہ میرے اندر آنا چاہتا ہے۔"

کرونا نے اس سے موبائل لے کر رابطہ کیا۔ اس بار ماسٹر نے جھنجلا کر کہا۔ "تم بار بار رانگ نمبر کیوں ڈائل کر رہی ہو؟"

"عجیب بے ہودہ شخص ہو۔ بار بار رانگ نمبر پر آ رہے ہو اور اُلٹا مجھے ہی الزام دے رہے ہو؟"

ادھر سے رابطہ ختم کر دیا گیا پھر اس کے بعد ہی کرونا نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا اور آخ تھو کہہ کر سانس روک لی۔

ماسٹر پہلے تو جھنجلا رہا تھا۔ جب دونوں رانگ کال

کرنے والوں نے اپنی سانسیں روکیں تو وہ سنجیدگی سے سوچنے لگا۔ ”اب یہ کوئی نئی گڑبڑ شروع ہوگئی ہے؟ ایک عورت ہے اور ایک مرد۔ دونوں ہی یوگا کے ماہر ہیں اور شاید ٹیلی پیتھی بھی جانتے ہیں؟ یہ کون ہوسکتے ہیں؟“

اس نے حیرانی سے سوچا۔ ”میں نے یہ نیا نمبر صرف مونیکا کے ذہن میں نقش کیا تھا۔ کسی اور کو اب تک نہیں بتایا ہے پھر ان دونوں کو کیسے معلوم ہوگیا؟“

وہ پریشان ہوگیا تھا۔ ذہن میں ایک ہی بات آرہی تھی کہ فرہاد کی آتما اب کوئی نیا گیم کھیل رہی ہے۔

فرہاد کے حوالے سے یہی بات سمجھ میں آئی کہ اس کا عمل ناکام رہا ہے۔ جب وہ عمل کر رہا تھا تو فرہاد کی آتما بھی خاموشی سے وہاں موجود تھی۔ اس نے وہ مخصوص آواز اور لب ولہجہ سن لیا ہے۔ اب اس کے ذریعے وہ جب چاہے گا' مونیکا کے اندر پہنچ جائے گا۔

گویا وہ اب تک وہیں تھا۔ جہاں سے چلا تھا اور اپنی بیوی کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام رہا تھا۔

ادھر کرونا نے ٹونی جے سے کہا۔ ”اب وہ پریشان ہوکر اپنی بیوی سے رابطہ کرے گا۔ میں اس کے اندر جارہی ہوں۔“

”میں بھی آرہا ہوں۔“

”نہیں، وہ اس وقت شاور لے رہی ہے۔ تمہارا جانا مناسب نہیں ہے۔“

وہ دونوں ایک لگژری ہوٹل میں پہنچ گئے تھے۔ کرونا وہاں بیٹھ کر مونیکا کے اندر پہنچ گئی۔ اس نے درست سوچا تھا۔ ماسٹر اپنی وائف کے اندر آکر بول رہا تھا۔ ”مونیکا! میں رچ مین ہوں۔“

وہ اپنے اندر سوچ کی لہروں کو سن کر کچھ پریشان ہورہی تھی پھر بولی۔ ”مائی گڈنس، دیکھ رہے ہو، میں کس انداز میں ہوں؟ شاور لے رہی ہوں۔ میرے اندر سے جاؤ۔“

”ارے! میں تمہارا شوہر ہوں۔ مجھ سے کیوں شرما رہی ہو؟“

”مجھے اچھا نہیں لگ رہا ہے۔ تم نے کہا تھا فون کے ذریعے بات کیا کرو گے۔“

”یہی کہنے آیا ہوں کہ فون کے رابطے پر لعنت بھیج رہا ہوں۔ آیندہ براہ راست تمہارے اندر آکر رابطہ کروں گا۔“

اس نے شاور بند کرکے ایک بڑے سے تولیے میں اپنے بدن کو چھپا کر کہا۔ ”ایسی کیا آفت آگئی ہے؟ فون کا سلسلہ کیوں نہیں رکھو گے؟ میرے اندر آتے ہو تو یوں لگتا ہے' جیسے کوئی اجنبی آگیا ہے میں اندر سے بالکل برہنہ ہوگئی ہوں۔“

”مونیکا! آیندہ تمہیں خیال خوانی کی لہروں کو برداشت کرنا ہوگا۔ وہ ہمارا جانی دشمن کسی بھی وقت تمہارے اندر آسکتا ہے۔ بات کرسکتا ہے۔ شاید اس وقت بھی موجود ہو؟“

کرونا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”ہیلو، میں رانگ نمبر بول رہی ہوں۔“

مونیکا نے ایک دم سے چیخ کر کہا۔ ”رچ مین! یہ میرے اندر کسی عورت کی آواز تھی۔“

”ایزی مونیکا! ایزی۔ میں بھی سن رہا ہوں اور سمجھ رہا ہوں کہ یہ فرہاد کی ہی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہوسکتی ہے۔“

اس نے کہا۔ ”نو ماسٹر! تم پھر سے رانگ نمبر پر جا رہے ہو۔ میرا تعلق فرہاد کی فیملی یا اس کی ٹیلی پیتھی جاننے والیوں سے نہیں ہے۔“

”میں کیسے مان لوں کہ تم سچ بول رہی ہو؟“

”میری بات کو سچ نہیں مانو گے تو مجھے فرہاد کی آلۂ کار سمجھ کر دھوکا کھاتے رہو گے۔“

مونیکا نے پریشان ہوکر کہا۔ ”یہ کیسے سوال جواب ہو رہے ہیں؟ میرے اندر کیوں مذاکرات ہورہے ہیں؟ فار گاڈ سیک! یہاں سے جاؤ۔“

ماسٹر نے پوچھا۔ ”ابھی تم نے میرے پرائیویٹ نمبر پر رابطہ کیا تھا۔ میں چاہتا ہوں' اسی نمبر پر مجھ سے بات کرو۔ میری وائف بہت پریشان ہورہی ہے۔ میں اسے کسی تکلیف میں دیکھنا نہیں چاہتا۔“

”یہ تو تمہیں دیکھنا ہی ہوگا کیونکہ آیندہ بھی میں اس کے اندر آتی جاتی رہوں گی۔ اگر تم سے کوئی سمجھوتا نہ ہوا تو دشمنی پر مجبور ہو جاؤں گی۔“

”تم مجھ سے دشمنی کیوں کرو گی؟ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ چلی جاؤ... میرے دماغ سے چلی جاؤ...“

کرونا نے کہا۔ ”اے میڈم! آرام سے بات کرو ورنہ ایسا زلزلہ پیدا کروں گی کہ دماغ پھوڑا بن کر رہ جائے گا۔“

ماسٹر نے کہا۔ ”پلیز مونیکا! حالات کو سمجھو۔ ہم اس وقت بہت مشکل میں ہیں۔ صبر سے کام لو اور سہولت سے بات کرو۔“

وہ رونے لگی۔ ماسٹر نے کرونا سے کہا۔ ”اگر تمہارا تعلق فرہاد کی فیملی سے نہیں ہے تو پھر تم کون ہو؟ کیونکہ میری فہرست میں جتنے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ان میں سے کوئی عورت ایسی نہیں ہے' جو فرہاد کی فیملی سے باہر رہ کر خیال خوانی کرتی ہو۔“

”میں کرونا ہوں۔ کیا تم نے میرا نام سنا ہے؟“

وہ اس کا نام سن کر چونک گیا۔ ”اوہ! تم تو بہت ہی پرانی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہو۔ میری معلومات کے مطابق تم فرہاد کی فیملی میں شامل ہوگئی ہو؟“

”ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں وقت اور حالات سے مجبور ہوکر اس فیملی میں گئی تھی لیکن فرہاد کی موت کے بعد ان سے علیحدگی اختیار کرچکی ہوں۔“

”الگ ہونے کی کوئی خاص وجہ ہے؟“

”پہلی اور بنیادی وجہ تو یہی ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور میں یہودی ہوں۔ ہم کبھی ایک نہیں ہوسکتے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ میں اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک ٹیم بنا کر فرہاد کی فیملی کے خلاف محاذ آرائی کرنا چاہتی ہوں۔ اب فرہاد نہیں ہے تو سونیا کی قوت بھی آدھی ہوگئی ہے۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی فرہاد کے بغیر نمایاں کامیابی حاصل نہیں کرسکتے۔ کم از کم مجھ سے تو مات کھاتے رہیں گے۔“

”تم نے ابھی کہا ہے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ٹیم بنانا چاہتی ہو۔ کیا تم ایسا کرچکی ہو؟ یا بس خواب دیکھ رہی ہو؟“

”میرا نام کرونا ہے۔ خوابوں کی دنیا میں نہیں رہتی۔ اس وقت بھی میرے پاس چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی قوت موجود ہے۔“

”اوہ گاڈ! کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟“

”آج نہیں تو کل میری سچائی کا یقین ہوجائے گا۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی میں ہوں، دوسرا میرا شوہر ٹونی جے ہے۔ یہ بھی یہودی ہے۔“

”اور باقی کون ہیں؟“

”اپنی عقل سے سوچو، وہ کون ہوسکتے ہیں؟ میں نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے اور تم سے ان دونوں کو چھینا ہے۔“

”اوہ گاڈ! ان کوما میں رہنے والوں کو تم ہم سے چھین کر لے گئی ہو؟“

”ہاں، ابھی فرہاد کی فیملی سے بہت کچھ چھیننے والی ہوں۔ اگر تم سے بھی سمجھوتا نہ ہوا تو تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ مجھ سے کیسے کیسے نقصان اٹھاتے رہو گے؟ یہی مثال تمہارے سامنے ہے کہ میں بڑے آرام سے تمہاری بیوی کے دماغ میں پہنچی ہوئی ہوں۔“

”تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟“

”یہی کہ تم اپنی موجودہ کمزور پوزیشن کو اچھی طرح سمجھ لو۔ ویسے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ تم نے فرہاد کی آتما کے مقابلے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ وہ تمام اکابرین اپنی جان کی سلامتی کے لیے فرہاد کے آلہ کار بن گئے تھے۔ تمہیں گرفتاری پیش کرنے اور بیٹے کو منظر عام پر لانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ مجھے خوشی ہے کہ فرہاد تمہارے گھر سے ناکام ہوکر گیا ہے لیکن ابھی وہ پوری طرح ناکام نہیں ہوا ہے۔ تمہاری بیٹی اس کے قبضے میں ہے اور اس کا بے باک مومن نامی آلۂ کار تمہارے ہاں آتا جاتا رہتا ہے۔“

”ہاں، مگر فرہاد کی آتما نے اپنی بیوی اور بچوں کی قسم کھا کر کہا ہے، وہ میری فیملی کو کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔“

”میں مانتی ہوں، وہ زبان کا دھنی ہے۔ فیملی کے ذریعے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا مگر کوئی دوسرا راستہ ضرور نکالے گا۔ اب تمہاری بدنصیبی کو کیا کہا جائے کہ میں اپنا گیم پلے کرنے کے لیے یہاں پہنچ گئی ہوں۔“

”میرا پھر وہی سوال ہے کہ تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟“

”میرا پھر وہی جواب ہوگا کہ اپنی موجودہ کمزور پوزیشن کو سمجھو۔ اب تک تم نے فرہاد کے معاملے میں برتری حاصل کرکے تمام اکابرین پر اپنا رعب و دبدبہ قائم کردیا ہے لیکن میں ایک ہی جھٹکے سے تمہارے سارے رعب و دبدبے کو پانی کرسکتی ہوں۔ تمام اکابرین کو فرہاد سے معافی دلانے کے لیے مونیکا پر ظلم کرسکتی ہوں۔ تمہارے بیٹے کو بھی منظر عام پر آنے کے لیے مجبور کرسکتی ہوں۔“

وہ ذرا تن کر بولا۔ ”اگرچہ کسی حد تک میری پوزیشن کمزور ہے لیکن اتنا بھی کمزور نہیں ہوں کہ تمہارے سامنے سر جھکا دوں۔ میرا ایک ہی بیٹا اور ایک ہی بیٹی ہے۔ اس کے بعد میں باپ بننے کے قابل نہیں رہا ہوں۔ اس لیے ان دونوں سے بے انتہا محبت کرتا ہوں۔ یہ کبھی نہیں چاہوں گا کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی نقصان پہنچے۔“

”بے شک، تم نے مصیبت آنے سے پہلے ہی اپنے بیٹے کو زبردست تحفظ فراہم کیا ہے۔ اسے کسی خفیہ پناہ گاہ میں پہنچا دیا ہے۔ یقیناً اس کی آواز اور لب ولہجہ بدل کر اس کی شخصیت بھی تبدیل کردی ہوگی۔ اب ہم میں سے کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر نہیں پہنچ سکتا۔ شاید اسے تلاش بھی نہ کرسکے۔“

”اس طرح تم سمجھ سکتی ہو کہ میں نے خود کو اور اپنے بیٹے کو پوری طرح محفوظ کرلیا ہے۔ ہم باپ بیٹے کو تم کبھی نقصان

نہیں پہنچا سکو گی۔ اب رہ گئی بیوی اور بیٹی....“

وہ چپ ہوگیا۔ کرونا نے کہا۔ ”آگے بولو؟“

”میں اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہوں۔ بیٹی بھی میری جان ہے۔ اگرچہ دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں، اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ایک شبہ یہ بھی ہے کہ میری بیٹی کے دماغ کو واش کیا گیا ہے۔ اسے اس طرح جکڑ لیا گیا ہے کہ وہ باپ کے خلاف ہوگئی ہے اگر کبھی حالات میرے حق میں ہوئے تو میں بیٹی کو اس جال سے ضرور نکال لوں گا۔“

”ابھی ان کی نہیں میری بات کرو۔ فی الوقت میں بھی تمہارے لیے چیلنج بن گئی ہوں۔“

”میں چاہوں گا، میری بیوی اور بیٹی کو کسی طرح کا کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اس کے لیے میں تم سے سمجھوتا کرنے پر تیار ہوں۔ میں انہیں محفوظ اور شاد و آباد رکھنے کے لیے تمہاری ہر شرط مانوں گا۔ صرف ایک شرط ایسی ہے' جو تم مجھ سے کبھی نہیں منوا سکو گی۔“

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔ ”میں سمجھ رہی ہوں۔ تم باپ بیٹے کو اپنے سامنے آنے پر مجبور نہیں کرسکوں گی۔ تم میری یہ شرط کبھی نہیں مانو گے۔“

”بالکل یہی بات ہے۔ ہم باپ بیٹے ایک فولادی قلعے میں بند ہیں۔ کوئی اس کے اندر نہ آسکتا ہے' نہ ہمیں باہر نکال سکتا ہے۔ تم ناممکن کو ممکن بنانے کی ضد نہیں کرو گی تو ہمارے درمیان سمجھوتا ہو سکے گا۔ ہم اچھے دوست بن کر دشمن کے خلاف محاذ آرائی کرسکیں گے۔“

”کیا تمہیں اندازہ ہے، اگر میرے ساتھ سمجھوتا نہیں کرو گے تو میں تمہاری بیوی اور بیٹی کے ساتھ کیا سلوک کروں گی؟ وہ دن رات کیسے کیسے عذاب میں مبتلا ہوتی رہیں گی؟“

”ہاں، مجھے اتنا اندازہ تو ہے۔“

”کیا تم انہیں ہر روز موت کی طرف جاتے اور پھر واپس آتے دیکھ سکو گے؟“

وہ بڑے مستحکم لہجے میں بولا۔ ”کرونا! ہر انسان کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے۔ میری بیوی اور بیٹی کو بھی مرنا ہے۔ میں ایک حد تک انہیں تکالیف سے گزرتے دیکھوں گا۔ جب مجھ سے برداشت نہیں ہوگا تو خود انہیں مار ڈالوں گا۔ ایسا ڈاکٹر بھی کرتے ہیں اور سگے رشتے دار بھی۔ جب اپنوں میں سے کسی کا مرض لاعلاج ہو جاتا ہے' نہ زندگی ملتی ہے، نہ موت آتی ہے تو اسے ذہنی اور جسمانی اذیتوں سے نجات دلانے کے لیے اپنے ہی ہاتھوں مار دیا جاتا ہے۔ اسے لکھ لو، میں بھی یہی کروں گا۔“

”تم واقعی فولاد ہو۔ تمہیں اپنی مرضی سے موڑنا مشکل ہوگا۔ لیکن ناممکن نہیں ہوگا۔ میں تھوڑی دیر بعد تم سے رابطہ کروں گی اور بتاؤں گی کہ آیندہ تمہاری بیوی اور بیٹی کی زندگی کیسے حرام کرسکتی ہوں؟“

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ ٹونی اس کے اندر موجود رہ کر تمام باتیں سنتا رہا تھا۔ اس نے کہا۔ ”برین ماسٹر کے لہجے کی پختگی بتا رہی ہے، وہ اپنی اور اپنے بیٹے کی سلامتی کے لیے بیوی اور بیٹی کو بھی قربان کردے گا۔ اس میں شبہ نہیں ہے۔ اس نے فرہاد کو شکست دی ہے اور اب ہمیں مات دینا چاہتا ہے۔“

”ہمیں اس محاذ پر شکست ہوگی تو ہم دوسرے محاذ پر اس سے برتری حاصل کرلیں گے۔ تمام ممالک کے اکابرین چاہتے تھے کہ مونیکا کو ٹارچر سیل میں لے جا کر اذیتیں دیں اور ماسٹر کو جھکنے پر مجبور کردیں۔ وہ لوگ ایسا نہ کرسکے لیکن ہم کریں گے تو تمام اکابرین خوش ہو جائیں گے۔ ہم ان کا اعتماد حاصل کرکے ماسٹر کے خلاف محاذ آرائی کریں گے۔ اس طرح اس کی مشکلات بڑھ جائیں گی۔ اسے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہمارے پاس چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ٹیم ہے۔ شاید وہ اسی لیے کسی سمجھوتے پر آمادہ ہو جائے؟“

ٹونی نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ”نہیں کرونا! فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد ہم سے زیادہ ہے۔ ماسٹر ان سے خوفزدہ نہیں ہے۔ کبھی ان کے دباؤ میں نہیں آیا پھر ہمارے دباؤ میں کیسے آئے گا؟“

”بے شک، وہ ہمارے دباؤ میں نہ آئے لیکن ہم اس کے دن رات کا سکون برباد کردیں گے۔ ہوسکتا ہے' اس کی بیوی اور بیٹی کے ذریعے اس کی کچھ کمزوریاں ہماری نظروں میں آجائیں۔ دیکھتے ہیں، آیندہ کیا ہوگا؟“

ٹونی جے نے امریکی اکابرین میں سے ایک اعلیٰ عہدے دار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”فرہاد کی آتما نے تم سے دشمنی ختم کرنے کے لیے صرف ایک مطالبہ کیا تھا کہ برین ماسٹر کے بیٹے کو منظر عام پر لایا جائے۔ میں حیران ہوں' تم لوگوں نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ فرہاد ٹیلی پیتھی کا شہنشاہ کہلاتا ہے۔ اس کے پاس بے شمار خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ تمہارے پاس بھی کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں پھر تم سب نے ماسٹر سے شکست کیسے تسلیم کرلی؟“

اس عہدے دار نے کہا۔ ”پہلے یہ تو بتاؤ' تم کون ہو؟“

”میں ٹونی جے بول رہا ہوں۔“

”اوہو، تو یہ تم ہو ٹونی جے...؟ تم ہمارے وفادار تھے لیکن بعد میں غدار ہوگئے۔ آج بڑی مدت بعد ہمارے پاس آئے ہو۔ مسئلہ کیا ہے؟“

”ہم سب مل کر ماسٹر کو اپنے دباؤ میں لانا چاہتے ہیں۔“

اس نے کہا۔ ”ٹونی! ابھی کرونا اس کی بیوی مونیکا کے اندر رہ کر اس سے باتیں کر رہی تھی۔ اسے اپنے دباؤ میں لانے کی کوشش کر رہی تھی۔ ایسے وقت ہمارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا وہاں موجود تھا۔ ان کی باتیں سن رہا تھا۔ یہاں میرے آس پاس دوسرے اکابرین اور ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی ہے۔“

اس امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا۔ ”مسٹر ٹونی جے! بڑے افسوس کی بات ہے' تم امریکی ہو کر غدار ہوگئے۔ میں مونیکا کے اندر تھا۔ کرونا کی باتوں سے اندازہ ہوا کہ تم اس کے شوہر ہو۔ تم دونوں نے ہمارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا تابعدار بنالیا ہے۔ ایک طرف ہم سے دشمنی کر رہے ہو' دوسری طرف دوستی اور ہمدردی کرنے یہاں چلے آئے ہو۔“

ٹونی نے کہا۔ ”ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے درمیان ایسی شطرنج کی بازی چلتی ہی رہتی ہے۔ کبھی ایک مہرہ حالات سے مجبور ہو کر دوسرے خانے میں چلا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ غدار ہوگیا ہے۔ بلکہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بہت ہی سمجھدار اور چالاک ہے۔ وقت کی نبض ٹٹول کر آگے بڑھنے والا مہرہ ہے۔“

”کچھ بھی ہو... تم نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنے ملک کی کوئی خدمت نہیں کی۔“

”اور تم سب ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں کیا کر رہے ہو؟ ہمیشہ فرہاد اور اس کے خیال خوانی کرنے والوں سے شکست کھاتے آئے ہو۔ ان کے دباؤ میں رہتے آئے ہو۔ صرف مجھے الزام نہ دو۔ تم لوگوں نے بھی اپنے ملک کے لیے کوئی نمایاں خدمات انجام نہیں دی ہیں۔“

کرونا نے کہا۔ ”اور یہ دیکھو کہ ٹونی نے ایک مدت تک الگ رہنے کے باوجود اپنے ملک امریکا کے خلاف کبھی خیال خوانی نہیں کی' کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔“

اکابرین میں سے ایک نے کہا۔ ”ہم مانتے ہیں' تم نے اپنے ملک کے خلاف کبھی کوئی کام نہیں کیا' نہ ہی ہمیں کوئی نقصان پہنچایا ہے۔ یہ بتاؤ' یہاں کس لیے آئے ہو؟“

”تم سب برین ماسٹر کی بیوی مونیکا کو ٹارچر سیل میں لے جا کر اس پر تشدد کرنا چاہتے تھے۔ ماسٹر کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنا چاہتے تھے لیکن اس کے نتیجے میں تم سب کو اپنی بیویوں اور بچوں کو داؤ پر لگانا پڑتا۔“

کرونا نے کہا۔ ”ماسٹر دھمکیوں سے ڈرنے والا نہیں ہے۔ ہم اس کی بیوی اور بیٹی کو ایسی اذیتوں میں مبتلا کریں گے کہ وہ لرز اٹھے گا۔ اگر خود حاضر نہیں ہوگا تو اپنے بیٹے کو ضرور ہمارے سامنے پیش کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔“

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا۔ ”یہ سراسر خوش فہمی ہے۔ جب تم اس سے ایسی باتیں کر رہی تھیں۔ تب میں بھی مونیکا کے اندر تھا۔ ماسٹر کے چٹانی فیصلے کو سن رہا تھا۔ اس نے صاف طور پر کہا ہے' اگر وہ اپنی بیوی اور بیٹی کی تکالیف اور چیخ و پکار برداشت نہیں کرسکے گا تو خود اپنے ہاتھوں سے ہی انہیں ہلاک کردے گا۔ تاکہ اسے کوئی بلیک میل نہ کرسکے۔“

آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ ”جب وہ ایسے عزائم رکھتا ہے تو پھر ہم میں سے کوئی بھی اسے جھکا نہیں سکے گا۔“

ایک اور اعلیٰ عہدے دار نے کہا۔ ”جب فرہاد کی آتما اس سے پسپا ہوگئی ہے تو ہم اور تم کیا چیز ہیں؟“

کرونا نے کہا۔ ”میں کیا چیز ہوں؟ یہ جلد ہی بتاؤں گی۔ ماسٹر سے ایسا سمجھوتا کروں گی کہ وہ میرا ہو جائے گا اور جب ہم متحد ہو جائیں گے تو سوچو، ہماری طاقت کتنی بڑھ جائے گی؟“

”جب تم اتنی طاقتور بن جاؤ گی تو ہم بھی تمہیں مان لیں گے۔ فی الحال یہ نہیں چاہیں گے کہ تم مونیکا یا اینا پر تشدد کرو۔ ہم موجودہ حالات میں ماسٹر سے دشمنی مول لینا نہیں چاہتے۔“

کرونا اور ٹونی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئے۔ ایک دوسرے کو سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگے۔ پھر ٹونی نے کہا۔ ”ٹیلی پیتھی کی دنیا میں نمایاں مقام حاصل کرنا بہت مشکل کام ہے۔ فرہاد نے برسوں مشکلات سے گزر کر بے مثال مقام حاصل کیا ہے۔ ماسٹر جب تک اپنے بیٹے کے ساتھ روپوش رہے گا۔ تب تک فرہاد سے بھی زیادہ نمایاں اور ناقابلِ شکست رہے گا۔ فرہاد کی آتما اپنے تمام دشمنوں سے انتقام لیتی رہے گی لیکن ماسٹر کے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکے گی۔“

”ہم دونوں بھی روپوش رہتے ہیں۔ اپنا نام آواز، لب و لہجہ اور شخصیت سب ہی کچھ بدل چکے ہیں۔ کوئی ہم تک پہنچ نہیں سکتا۔ جو ماسٹر ناقابلِ شکست بنا ہوا ہے۔ ہم اسے شکست

کریں گے پھر ساری دنیا کو پتا چل جائے گا کہ اس کی بیوی اور بیٹی کے ساتھ کیسا سلوک کیا جا رہا ہے؟ ماسٹر کس قدر مجبور ہوگیا ہے؟ ہمارے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے قابل نہیں رہا ہے۔"

وہ تائید میں سر ہلا کر بولا۔ "ہوں، اس طرح ہمیں اس پر برتری حاصل ہوسکے گی۔ وہ فرہاد اور اکابرین کی نظروں میں کمتر ہو جائے گا۔"

"میں ابھی اس کی بیوی کو دماغی تکلیف میں مبتلا کرتی ہوں۔"

"مونیکا کو نہیں... اینا کو تکلیف میں مبتلا کرو۔ وہ بیٹی کی پریشانی دیکھ کر اپنے شوہر کو فون کرے گی۔ ہمارا مقصد تو یہی ہے کہ ماسٹر ان کی پریشانی کو دیکھ کر پریشان ہوتا رہے۔"

"ٹھیک ہے، ہم پہلے اینا کے اندر چلتے ہیں۔"

ایسے وقت بے باک بھی وہاں موجود تھا۔ اینا سے پیار بھری باتیں ہو رہی تھیں۔ ان لمحات میں اس نے چھینکنے کی ضرورت محسوس کی۔ اس نے اینا سے کہا۔ "جسٹ اے منٹ! میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ اس کے دماغ سے چلا گیا۔ ٹھیک اسی وقت کرونا اور ٹونی اینا کے اندر پہنچ گئے۔ اس کے خیالات پڑھنے لگے۔ پتا چلا کہ ابھی وہ بے باک سے پیار بھری باتیں کر رہی تھی پھر وہ ابھی واپس آنے کی بات کہہ کر وہاں سے چلا گیا ہے۔

کرونا نے ٹونی سے کہا۔ "اس سے پہلے کہ وہ واپس آئے۔ ہم اس کے اندر ہلکا سا زلزلہ پیدا کریں گے۔ اس کے بعد نہ یہ سنبھل پائے گی اور نہ ہی وہ خیال خوانی کرنے والا عاشق اسے سنبھال پائے گا۔"

بے باک کو تین بار چھینکیں آئیں۔ اس کے بعد وہ پھر اپنی محبوبہ کے پاس پہنچ گیا۔ وہ پریشان ہوکر کرونا کی باتیں سن رہی تھی۔ کہہ رہی تھی۔ "تم کون ہو اور میرے اندر آکر کس سے بات کر رہی ہو؟"

وہ دونوں اسے نظر انداز کرکے اپنی پلاننگ میں مصروف تھے۔ ٹونی نے کہا۔ "ابتدا میں ہلکا سا زلزلہ پیدا کرو۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہ پہلے ہی وار میں ذہنی مریضہ بن جائے۔ ہمیں تو صرف ماسٹر کو چیلنج کرنا ہے۔"

اینا نہیں جانتی تھی کہ بے باک نے اس پر عمل کیا ہوا ہے۔ ہمیشہ اس کے دماغ کو اپنی گرفت میں رکھتا ہے۔ اس نے یہ بات اینا کو نہیں بتائی تھی۔ خیال تھا کہ وہ اسے غلط سمجھے گی اور اس کا باپ بھی اسے غلط طریقے سے پیش کرے گا۔ بہرحال یہ رازداری اب کام آرہی تھی۔ کرونا اور ٹونی جے نے اس کے اندر آکر ہر طرح کے خیالات پڑھے لیکن یہ معلوم نہ ہوسکا کہ بے باک نے اسے اپنا تابع دار بنا رکھا ہے۔

ٹیلی پیتھی کی دنیا میں عجیب و غریب تماشے ہوتے رہتے ہیں۔ اس وقت بھی تماشا ہو رہا تھا۔ کرونا نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا تھا لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ دونوں حیران ہوگئے۔ دوسری بار زلزلہ پیدا کرنا چاہا، تب بھی ناکامی ہوئی۔

اینا نے پریشان ہوکر پوچھا۔ "یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟ ایسا لگ رہا ہے، جیسے سر پر کوئی بوجھ ہو۔ دماغ کو ہلکا سا جھٹکا لگنے والا ہے مگر لگ نہیں رہا۔"

ٹونی جے نے کہا۔ "ہوں، اب سمجھ میں آرہا ہے۔"

کرونا نے پوچھا۔ "کیا سمجھ میں آرہا ہے؟"

"یہی کہ بے باک یہاں پہنچا ہوا ہے۔ اس نے اس کے دماغ پر پوری قوت سے قبضہ جما رکھا ہے۔"

"ہاں، یہی بات ہے۔ اپنی محبوبہ کو بچانے کے لیے عاشق آپہنچا ہے۔"

بے باک نے کہا۔ "تم اپنے عاشق کے ساتھ یہاں سے دفع ہو جاؤ تو بہتر ہوگا۔"

کرونا نے پوچھا۔ "تم کب تک یہاں قبضہ جمائے رکھو گے؟ ہم کسی وقت بھی آکر اس کے دماغ میں اپنے جھنڈے گاڑ دیں گے۔"

اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "آیندہ تمہیں جگہ نہیں ملے گی۔ تمہاری خیال خوانی کی لہریں دھکے کھا کر یہاں سے نکل جائیں گی۔"

"یعنی تم تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر دو گے؟"

"اس کی ضرورت نہیں ہوگی۔ میں پہلے ہی عمل کر چکا ہوں۔ لو! تماشا دیکھو..."

یہ کہہ کر اس نے اینا کو مخاطب کیا۔ "اینا! میری جان! میرے حکم کے مطابق تصور کی آنکھ سے سرخ سگنل کو دیکھو۔"

دوسرے ہی لمحے اس نے ایک سرخ سگنل کو دیکھا پھر بے باک کے عمل کے مطابق اس کا دماغ لاک ہوگیا۔ صرف کرونا اور ٹونی جے کی ہی نہیں۔ بے باک کی بھی سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے باہر نکل گئیں۔

بے باک نے اس کے دماغ کو دو طریقوں سے لاک کیا تھا۔ ایک تو مخصوص آواز اور لب و لہجہ اس کے ذہن میں نقش کیا تھا۔ دوسری یہ بات نقش کی تھی کہ ہنگامی حالات میں جب

وہ سرخ سگنل دیکھے گی تو اس کا دماغ خود بخود لاک ہو جائے گا۔

کرونا اور ٹونی یہ نہیں جانتے تھے کہ آواز اور لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا گیا ہے۔ وہ دونوں دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوکر الجھ گئے۔

کرونا نے کہا۔ "یہ کم بخت کالا کلوٹا بے باک کالے بلے کی طرح راستہ کاٹ رہا ہے۔ ہمیں ماسٹر کے مقابلے میں کمزور بنا رہا ہے۔"

"ہوں، اب ایک مونیکا رہ گئی ہے۔ ہم اس کے ذریعے ماسٹر کو پریشان کر سکتے ہیں۔ بہرحال مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ ہم اینا کے سلسلے میں کوئی آزمودہ نسخہ استعمال کریں گے۔ ماں کے ذریعے بیٹی کو اعصابی کمزوری کی دوا کھلائیں گے۔ جب وہ دماغی طور پر کمزور ہو جائے گی تو ہم دوبارہ اس کے دماغ کو لاک نہیں ہونے دیں گے۔"

"ہمیں یہی کرنا ہوگا۔ چلو، اب مونیکا کے پاس چلتے ہیں۔"

"وہاں جانے سے پہلے یہ سوچ لو کہ ماسٹر اس کے دماغ پر قبضہ جما سکتا ہے۔ ہمیں عارضی طور پر ناکام بنا سکتا ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں کہ اس وقت وہ اپنی بیوی کے اندر موجود ہو۔"

"پہلے میری بات کو اچھی طرح سمجھو۔ اگر ابھی موجود نہیں ہوگا تو ہم سب سے پہلے مونیکا کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کی بیٹی کے دماغ کو کمزور بنائیں گے۔ اس کے بعد مونیکا کو ذہنی اذیت میں مبتلا کرکے ماسٹر کو پریشان کریں گے۔"

وہ قائل ہوکر بولی۔ "یہ تم بہت اچھا مشورہ دے رہے ہو۔"

وہ آیندہ کوئی قدم اٹھانے کے سلسلے میں باتیں کر رہے تھے۔ ایسے وقت بے باک نے مونیکا کے اندر آکر کہا۔ "گڈ نائٹ ساسو ماں...!"

وہ چونک کر بولی۔ "تم پھر میرے اندر آگئے؟ میں نے تمہیں سمجھایا ہے، مجھے ساسو ماں نہ کہا کرو۔"

"میں تمہاری بیٹی کے ساتھ آسمان سے جوڑا بنوا کر آیا ہوں۔ تمہیں میری ساس کہلانا ہی ہوگا۔ ابھی تو تمہیں انفارم کرنے آیا ہوں کہ کرونا تمہارے اندر آنے والی ہے۔ تھوڑی دیر پہلے وہ اینا کے اندر پہنچ کر زلزلہ پیدا کرنا چاہتی تھی۔ میں نے اسے ناکام بنا دیا ہے۔"

"کیا؟ کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"بالکل! فوراً میرے سسر کو فون کرو۔ اسے اپنے پاس بلاؤ۔ میں تمہارا شوہر نہیں داماد ہوں۔ رکھوالی کرنے والے کو شوہر کہا جاتا ہے۔ اسے بلاؤ۔"

وہ فون اٹھاتے ہوئے بولی۔ "اب میرے اندر سے جاؤ۔ میں ایک پرائیویٹ نمبر پنچ کرنے والی ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "میری ساسو ماں! میں پہلے ہی تمہارے چور خیالات سے وہ نمبر معلوم کر چکا ہوں۔ چلو رابطہ کرو..."

وہ اس کی مرضی کے مطابق نمبر پنچ کرنے لگی پھر فون کو کان سے لگا کر سنا تو دوسری طرف بیل جا رہی تھی۔ ایسے ہی وقت اس کے ہاتھ سے فون چھوٹ کر صوفے پر گر گیا۔ کرونا کی آواز سنائی دی۔ "اپنے میاں کو بلانے کی ایسی جلدی بھی کیا ہے؟"

مونیکا نے پریشان ہوکر کہا۔ "تم...؟ تم پھر آگئیں؟"

وہ بولی۔ "تمہاری بیٹی کی صحت دن بہ دن گر رہی ہے۔ اس کا کچھ خیال کرو۔ چلو! اس کے لیے فوراً جوس بنا کر لے جاؤ۔"

ادھر ماسٹر اپنے فون پر مونیکا کے نمبر دیکھ رہا تھا۔ اس نے فون آن کرکے کان سے لگایا لیکن زبان سے کچھ کہنے کے بجائے خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہاں کرونا کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

وہ فون بند کرکے یہ دیکھنے لگا کہ کرونا اس کی بیوی سے کیا کہنا چاہتی ہے؟ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتی ہے؟

اس وقت مونیکا کہہ رہی تھی۔ "میں اپنی بیٹی کو جوس بنا کر کیوں دوں؟ تمہیں اس کی اتنی فکر کیوں ہے؟ تم چاہتی کیا ہو؟"

ٹونی کی آواز سنائی دی۔ "تمہارے ہونے والے داماد نے اینا کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ تم جوس میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا کر دو گی تو اس کے دماغ کے دروازے ہمارے لیے کھل جائیں گے۔"

وہ تن کر بولی۔ "میں ہرگز ایسا نہیں کروں گی۔ تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کو زہر دوں گی؟"

کرونا نے کہا۔ "تمہارا تو باپ بھی اسے دوا پلائے گا۔ چلو اٹھو...!"

اس نے مونیکا کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے صوفے سے اٹھانا چاہا تو کامیاب نہ ہوئی۔ وہ اسی طرح بیٹھی رہی۔ بے باک کی آواز سنائی دی۔ "میں جانتا تھا، اینا کی طرف سے ناکام ہوکر تم مونیکا کے پاس آؤ گی۔ ماں بیٹی دونوں کو نقصان

پہنچانا چاہو گی۔‘‘

ٹونی نے کہا۔ ’’مسٹر بے باک! تم ہمارے راستے کی دیوار بن کر اچھا نہیں کر رہے ہو۔‘‘

’’تمہارے لیے نہ سہی۔ اپنے لیے تو اچھا کر رہا ہوں۔‘‘

پھر اس نے مونیکا سے کہا۔ ’’اے میری ساسو ماں! وہ سسرا کیوں نہیں آیا ہے؟ میں کب تک تمہاری رکھوالی کروں؟‘‘

ماسٹر نے کہا۔ ’’میں یہاں موجود ہوں۔ تم ذرا تمیز سے بات کیا کرو۔‘‘

بے باک نے کہا۔ ’’یہ بدتمیزی نہیں ہے بلکہ رشتہ داری ہے۔ دنیا کے کسی بھی ملک میں جا کر معلوم کرو۔ بیوی کے باپ کو سسرا اور ماں کو ساسو ماں کہتے ہیں۔‘‘

اس نے ناگواری سے کہا۔ ’’اچھا بکواس نہ کرو۔ جاؤ یہاں سے۔ میں ان سے نمٹ لوں گا۔‘‘

پھر اس نے کرونا سے کہا۔ ’’تم کچھ زیادہ ہی پھیل رہی ہو۔ یہ بات اچھی طرح سمجھتی ہو کہ حالات نے اب تک مجھے اپنی بیوی پر عمل کرنے کا موقع نہیں دیا ہے۔ میں نے اس کے دماغ کو لاک نہیں کیا ہے۔ اس لیے تم اس کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہو؟‘‘

’’ابھی ناکامی ہو رہی ہے تو کوئی بات نہیں۔ آج نہیں تو کل فائدہ بھی ہوگا۔ تمہیں اتنا موقع نہیں دوں گی کہ اپنی بیوی کے دماغ کو لاک کر سکو۔ ہم چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں اور چاروں باری باری اس کے اندر موجود رہیں گے۔‘‘

ٹونی نے کہا۔ ’’اور اگر تم نے کسی بھی طرح اس کے دماغ کو لاک کر بھی لیا تو ہمارے لیے زیادہ فرق نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہمیں اس رہائش گاہ کا پتا معلوم ہے اور ہم یہاں سے زیادہ دور نہیں ہیں۔ اچھی طرح سوچتے رہو کہ ہم اور کیا کر سکتے ہیں؟‘‘

’’بے شک، میری مشکلات اور پریشانیاں بڑھ رہی ہیں لیکن میں بھی حوصلہ ہارنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ میرے لیے یہ بات اطمینان بخش ہے کہ اپنے بیٹے کے ساتھ پوری طرح محفوظ ہوں پھر میری بیٹی کو فرہاد کا ایک آلۂ کار تحفظ فراہم کر رہا ہے۔ مجھ پر حملہ کرنے کے لیے صرف ایک مونیکا تمہارے سامنے ہے، میری پوری کوشش ہوگی کہ تم میں سے کوئی بھی میری بیوی کو آلۂ کار نہ بنا سکے۔‘‘

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر ماسٹر نے پوچھا۔ ’’خاموش کیوں ہو؟ جواب دو؟‘‘

کوئی جواب نہ ملا۔ یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ وہ دونوں وہاں سے جا چکے ہیں۔ ماسٹر نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے بابر کو طلب کیا پھر اسے حکم دیا کہ تم میری وائف کے اندر موجود رہو گے۔ کرونا اور ٹونی اسے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ جب بھی وہ ادھر کا رُخ کریں تو تم مونیکا کی حفاظت کرو گے اور مجھے بلاؤ گے۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر کرونا اور ٹونی کے متعلق غصے سے سوچنے لگا۔ یہ اندیشہ ہمیشہ رہتا تھا کہ وہ دونوں کسی وقت بھی موقع پا کر اس کے اندر پہنچ کر زلزلہ پیدا کر سکتے تھے۔ اسے ذہنی مریضہ بنا سکتے تھے۔ اس کے بعد وہ، بے باک یا جتنے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے مونیکا کے دماغ پر قبضہ جمانا چاہتے تو ناکام رہتے کیونکہ وہ ذہنی مریضہ بن چکی ہوتی۔ ذہن اس قدر کمزور ہوتا کہ ایک طرف تو وہ اپنے شوہر کی بات سے متاثر ہوتی اور دوسری طرف دشمن اسے متاثر کرتے رہتے۔

ایسے ہی وقت آوڈی مین نے فون پر رابطہ کیا۔ اسکرین پر اس کے نمبر پڑھے تو ایک دم سے چونک کر سوچنے لگا کہ اوہ گاڈ! میں آوڈی مین کو کیوں بھول رہا ہوں؟ وہ حیدر آباد دکن سے واپس آنے کے بعد لندن پہنچا ہوا ہے اور ٹونی کی باتوں سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ وہ دونوں بھی لندن میں ہیں۔

وہ آوڈی مین کے اندر جا کر بولا۔ ’’یہ تم نے بہت اچھا کیا، جو لندن چلے آئے۔ میں تمہارے اندر ایک عورت اور ایک مرد کی آواز لب و لہجہ سنا رہا ہوں۔ اسے ذہن نشین کرو، یہ آوازیں تمہیں لندن شہر میں کہیں بھی سنائی دیں گی۔‘‘

’’مجھے ان دونوں کی آوازیں سنائیں۔‘‘

ماسٹر نے پہلے ٹونی کی آواز اور لب و لہجے کی نقل کی۔ اس کے اندر اسی طرح سے بولنے لگا۔ آوڈی مین نے کہا۔ ’’بس اتنا کافی ہے۔ یہ آواز اور لب و لہجہ میرے اندر نقش ہو چکا ہے۔‘‘

پھر اس نے کرونا کی آواز اور لب و لہجے کی نقل کی۔ دو چار بار اس کی طرح بولا پھر کرونا کا لب و لہجہ بھی اس کے ذہن میں نقش ہو گیا۔

اس نے پوچھا۔ ’’اس وقت تم ہو کہاں؟‘‘

’’یوں تو لندن کے ایک ہوٹل میں قیام ہے لیکن ابھی ایک ریسٹورنٹ میں ہوں۔ مجھے یہاں کے جھینگے بہت پسند ہیں۔ یہی کھانے آیا ہوں۔‘‘

’’یہ شوق پھر کبھی پورا کر لینا۔ اپنے آس پاس پانچ کلومیٹر تک کی آوازیں سنو۔ اگر ان دونوں میں سے کسی کی

بھی آواز سنائی نہ دے تو پانچ کلومیٹر دور جا کر پھر اگلے پانچ کلومیٹر دور تک کی آوازیں سنو اور تم اسی پانچ پانچ کلومیٹر دور تک کا فاصلہ طے کرتے رہے تو صبح ہونے سے پہلے ہی ان کی آوازیں ضرور سن لو گے۔‘‘

وہ اس کے حکم کی تعمیل کرنے لگا، ادھر بابر خیال خوانی کے ذریعے مونیکا کے اندر موجود تھا۔ وہ بے چینی محسوس کرتے ہوئے بولی۔ ’’کیا تم میرے اندر موجود ہو؟‘‘

اس نے کہا۔ ’’یس میڈم! باس کا یہی حکم ہے۔‘‘

’’کیا مصیبت ہے؟ تم میرے خیالات پڑھ رہے ہو گے اور پتا نہیں میرے اندر کی کیسی کیسی باتیں معلوم کر رہے ہو گے؟‘‘

’’میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کے خیالات نہیں پڑھ سکتا ہوں۔ میں باس کا غلام ہوں، انہوں نے مجھے سختی سے منع کیا ہے۔ میں ان کے حکم کو ٹال نہیں سکتا۔ آپ میری طرف سے مطمئن رہیں۔‘‘

بے باک کی آواز سنائی دی۔ ’’ساسو ماں! ایروں غیروں کو اپنے اندر بلانے کی کیا ضرورت ہے؟ میں جو تمہارا ہونے والا داماد ہوں، دن رات یہاں نگرانی کروں گا تو انعام میں تمہاری بیٹی ملے گی۔‘‘

’’بکواس مت کرو۔ میں کسی بھی کالے کو اپنا داماد نہیں بناؤں گی۔ تم سے تو کبھی رشتہ ہو ہی نہیں سکتا۔‘‘

’’کیوں نہیں ہو سکتا؟‘‘

’’اس لیے کہ تم فرہاد کے منہ بولے بیٹے ہو۔ وہ میرے شوہر کا جانی دشمن ہے۔ میرے بیٹے کو بھی نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔‘‘

’’صبر کرو ساسو ماں! میرے پاپا نہ تو تمہارے بیٹے کا مقابلہ کر رہے ہیں، نہ اسے نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس کے برعکس تم سب کی حفاظت کر رہے ہیں اور میرے ذریعے کر رہے ہیں۔ افسوس! میں بھی کس احسان فراموش خاندان کا داماد بننے والا ہوں۔‘‘

اس نے اینا کو آواز دی وہ تیزی سے چلتی ہوئی آئی پھر بولی۔ ’’یس ممی! کیا بات ہے؟‘‘

وہ اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔ ’’وہی تمہارا کلوٹا دماغ چاٹ رہا ہے۔ اسے اپنے اندر بلاؤ۔‘‘

اینا نے اس کے سر کی طرف دیکھ کر کہا۔ ’’بے باک! اٹس ویری بیڈ۔ تم میری ممی کو پریشان کر رہے ہو۔‘‘

وہ اس کے اندر آ کر بولا۔ ’’پریشان نہیں کر رہا ہوں۔ رشتے کی بات کر رہا ہوں لیکن ان کی سمجھ میں میری کوئی بات نہیں آتی۔ جب دیکھو مجھے دودھ کی مکھی کی طرح نکالتے رہتے ہیں۔‘‘

وہ مسکرا کر بولی۔ ’’میں تو تمہیں دل سے نہیں نکالتی اور نہ کبھی نکالوں گی۔ بس اب ممی کو پریشان نہ کرنا۔ کیا میرے پاس آ رہے ہو؟‘‘

’’تمہارے اندر آؤں گا تو دشمنوں کو بھی آنے کا موقع ملے گا۔ اس لیے میں تم سے پھر کبھی فون پر رابطہ کروں گا۔ گڈ نائٹ۔‘‘

دوسری طرف کرونا اور ٹونی وقفے وقفے سے مونیکا کے اندر جا آ رہے تھے اور یہ معلوم کر رہے تھے کہ بابر اس کے اندر جم کر بیٹھا ہوا ہے اور بے باک بھی آتا جاتا رہتا ہے۔

کرونا نے کہا۔ ’’کیا مشکل ہے۔ وہ محبت کرنے مجھی اینا کے اندر نہیں جا رہا ہے۔ یہ سمجھ رہا ہے کہ اس کے اندر پہنچے گا تو ہمیں بھی راستہ مل جائے گا۔‘‘

’’وہ سب ہی بہت محتاط ہو گئے ہیں۔ ذرا صبر سے کام لینا چاہیے۔ ڈنر کا وقت ہو گیا ہے۔ ہم آرام سے کھائیں گے پھر ایک گھنٹے کے بعد مونیکا کی خبر لیں گے۔‘‘

وہ بات کر رہے تھے۔ ایسے ہی وقت آوڈی مین خوشی سے اُچھل پڑا۔ اس نے فون کے ذریعے ماسٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ’’فوراً میرے اندر آ جائیں۔‘‘

وہ اس کے اندر پہنچا۔ تو وہ اپنی غیر معمولی قوت سماعت کے ذریعے کرونا اور ٹونی جے کی باتیں سن رہا تھا۔ ماسٹر آوڈی مین کے اندر تھا اسے صاف طور پر ان دونوں کی باتیں سنائی دے رہی تھیں۔

اس نے پوچھا۔ ’’کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ دونوں تم سے کتنے فاصلے پر ہوں گے؟‘‘

’’ایک اندازے سے بتا سکتا ہوں کہ دو ڈھائی کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں۔‘‘

’’کیا سمت کا درست اندازہ لگا سکتے ہو؟‘‘

’’بے شک، ان کی آوازیں شمال کی سمت سے آ رہی ہیں۔ اور میں اب اسی طرف بڑھ رہا ہوں۔‘‘

ماسٹر نے پریشان ہو کر کہا۔ ’’وہ دونوں چپ ہو گئے ہیں۔ اب آوازیں نہیں آ رہی ہیں۔‘‘

’’کوئی بات نہیں، ابھی کرونا نے فون پر کھانے کا آرڈر دیا ہے۔ آپ نے بھی سنا ہوگا وہ واش روم جانے کی بات کہہ رہی تھی؟ ظاہر ہے وہ ایک ہی کمرے میں ہونے کے باوجود فی الحال ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ جب وہ واپس آئے گی اور کھانا کمرے میں آ جائے گا تو وہ دونوں پھر سے باتیں

کرنے لگیں گے۔"

"ان کی باتوں سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ انہوں نے کسی ہوٹل میں قیام کیا ہوا ہے۔"

"جی ہاں، وہ کسی ہوٹل میں ہی ہیں۔ میں نے کار کی رفتار سست کر لی ہے۔ مجھے کئی راستوں پر کبھی دائیں کبھی بائیں مڑنا ہوتا ہے۔ اسی طرح سمت بھی بدل رہی ہے۔ آئندہ ان کی آواز سنائی دے گی تو صحیح سمت کا اندازہ کر کے تیزی سے آگے بڑھوں گا۔"

ماسٹر اس کے اندر موجود رہا۔ بے چینی سے انتظار کرنے لگا، ایسے وقت انتظار کی ہر گھڑی بھاری لگتی ہے۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد کرونا کی آواز سنائی دی۔ "میں تو فریش ہو گئی ہوں۔ کیا تم واش روم جاؤ گے؟"

ٹونی کی آواز سنائی دی۔ "ہاں، میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ ابھی منہ ہاتھ دھو کر دس منٹ میں آتا ہوں۔"

آوڈی مین ان کی آوازیں سنتے ہی ان کی سمت کار کو دوڑانے لگا۔ پہلے بھی وہ صحیح راستے پر تھا۔ اس طرح اس نے ڈیڑھ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر لیا تھا۔ اب صرف ایک کلومیٹر کے فاصلے سے ان کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ اس کے بعد خاموشی چھا گئی تھی۔

ماسٹر کی بے چینی بڑھ گئی۔ اس نے کہا۔ "کار کو یہیں روک لو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی دوسری سمت نکل جاؤ۔ ابھی پھر آوازیں سنائی دیں گی۔ اس کے بعد ہی آگے بڑھنا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی کرونا کی گنگناہٹ سنائی دی۔ اس کے پاس چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی قوت تھی اور اب وہ ماسٹر کو پریشانیوں میں مبتلا کر رہی تھی۔ اس نے اپنی بیوی کے دماغ میں بھی ایک پہرے دار کو بٹھا دیا تھا۔ اس سے ظاہر تھا کہ ماسٹر کا سکون برباد ہو رہا تھا۔ وہ بہت خوش تھی۔ مستی میں گنگنا رہی تھی۔

یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کی مستی بھری گنگناہٹ اس کے بہت بڑے دشمن کو اس کے قریب پہنچا رہی ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد گنگناہٹ بند ہو گئی۔ آوڈی مین نے کار روک کر حیرانی سے کہا۔ "باس! میں اس ہوٹل کے سامنے ہوں۔ جہاں میرا قیام ہے اور یہیں سے ابھی اس کی آواز سنائی دے رہی تھی۔"

"تھینکس گاڈ! تقدیر میرا ساتھ دے رہی ہے۔ تھوڑی دیر پہلے میں کس قدر ذہنی اُلجھن میں مبتلا تھا۔ تمام دشمنوں سے خود کو اور اپنی فیملی کو محفوظ کرنے کے بعد صرف مونیکا کی فکر تھی اور وہ چڑیل کرونا میرے لیے چیلنج بن گئی تھی۔ اب میں اس کے کس بند ڈھیلے کر سکوں گا۔"

اس نے آوڈی مین سے کہا۔ "تم یہاں کیوں رُک گئے ہو؟ جب آواز اسی ہوٹل سے آ رہی ہے تو تمہیں اندر جانا چاہیے؟"

"میں کھلی فضا میں رہ کر آوازیں سن رہا ہوں۔ یہ یقین کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آوازیں کھلی فضا سے نہیں ہوٹل کے اندر سے آ رہی ہیں۔"

"یہ تم ہوٹل کے اندر پہنچ کر بھی معلوم کر سکتے ہو۔ فوراً یہاں سے آگے بڑھو۔ میں نہیں چاہتا کہ تم دشمنوں کے قریب پہنچتے پہنچتے کسی بھی وجہ سے دور ہو جاؤ۔"

اس نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ کار کو اسٹارٹ کر کے آگے بڑھایا اور تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا ہوٹل کے احاطے میں پہنچ گیا۔ پارکنگ ایریا میں آ کر ایک طرف کار روک دی۔ اس نے اپنے ذہن اور قوت سماعت کو کرونا اور ٹونی جے پر مرکوز رکھا تھا۔

ابھی خاموشی تھی۔ ان دونوں میں سے کسی کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ ماسٹر کی بے چینی بڑھ رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ چلو باہر نکلو، وزیٹر لابی میں جاؤ۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ وزیٹر لابی میں آیا تو کرونا کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ میں کھانے کے ساتھ سیون اپ لینا چاہتی ہوں، تم کیا لو گے؟

ٹونی نے کہا۔ "میں بھی سیون اپ ہی پیوں گا۔"

پھر اس نے ویٹر سے کہا۔ "سیون اپ کی ایک لیٹر کی بوتل لے آؤ۔"

پھر خاموشی چھا گئی۔ ان کی آوازیں سنتے ہی آوڈی مین سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھ رہا تھا پھر تیزی سے چلتا ہوا زینے سے چڑھتا ہوا اوپر جانے لگا۔ ماسٹر نے پوچھا۔ "لفٹ استعمال کیوں نہیں کی؟"

"ہو سکتا ہے میں لفٹ کے ذریعے بہت اوپر والے فلور پر پہنچ جاؤں۔ ایک ایک فلور اوپر چڑھوں گا تو درست اندازہ ہو سکے گا کہ وہ کس فلور پر ہیں؟"

وہ قائل ہو کر بولا۔ "رائٹ یو آر... آرام سے اوپر چڑھتے رہو۔ ابھی ان کی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے۔ دو کم بخت پھر سے خاموش ہو گئے ہیں۔"

وہ آہستہ آہستہ چڑھتا ہوا تیسرے فلور پر پہنچا۔ ایسے وقت ٹونی کی آواز سنائی دی۔ "یہ فش کڑی لو گی یا فرائی فش پسند

ہے؟“

آوڈی مین نے فوراً ہی سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا پھر تیزی سے زینے کے ذریعے چوتھے فلور کی طرف جانے لگا۔ کرونا کہہ رہی تھی کہ مجھے تونش بہت ہی پسند ہے۔ میں کڑی بھی لوں گی اور فرائی بھی۔“

اس نے کہا۔ ”تمہاری فطرت عجیب ہے۔ تم سارے ہی مزے لیتی ہو اور سارے ہی دشمنوں کو زیر کر دینا چاہتی ہو۔“

”یہ تو تم اب دیکھو گے کہ میں کس طرح ایک کے بعد ایک کو اپنے زیرِ اثر لاتی رہوں گی۔ بس، یہ کم بخت ماسٹر مچھلی کے کانٹے کی طرح حلق میں اٹک گیا ہے۔ اسے نگل لوں۔ سمجھو تمام اکابرین پر ہماری دھاک بیٹھ جائے گی۔“

آوڈی مین پانچویں فلور کے ایک کمرے کے سامنے آ کر رُک گیا پھر بولا۔ ”باس! وہ دونوں اسی کمرے میں ہیں۔“

”شاباش! تم نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ اب اپنا ریوالور نکالو اور کال بیل کا بٹن دباؤ۔“

اس نے آنکھیں پھاڑ کر کال بیل کا بٹن دبایا۔ ماسٹر نے کہا۔ ”یاد رکھو کہ ان دونوں کو ایک ذرا سنبھلنے کا موقع نہ دینا۔ ویسے میں تمہارے اندر ہی ہوں بالکل الرٹ رہنا۔“

اندر سے ٹونی جے نے پوچھا۔ ”ہواز دیئر؟“

آوڈی مین نے کہا۔ ”روم سروس... آپ نے سیون اپ کا آرڈر دیا تھا۔“

اس نے دروازہ کھولا تو آوڈی مین نے اسی لمحے میں ایک زور کی لات ماری۔ دروازہ ٹونی کے منہ پر لگتا ہوا کھلتا چلا گیا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے گیا۔ آوڈی مین نے اس کی ٹانگ پر گولی ماری، اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی وہ لڑکھڑاتا ہوا فرش پر گرا۔ اُدھر کرونا اُچھل کر کھڑی ہو گئی۔ چھلانگ لگا کر اپنے ہینڈ بیگ کی طرف گئی وہاں ریوالور نکالنا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے ہی ایک گولی اس کے بازو میں آ کر لگی۔ اس نے چیخ مارتے ہوئے زخمی بازو کو تھام لیا۔

آوڈی مین نے ایک لمحہ بھی ضایع نہیں کیا۔ فوراً پلٹ کر کمرے سے نکل کر دوڑتا ہوا ایمرجنسی ایگزٹ کے دروازے تک پہنچا۔ وہ زینہ ہنگامی حالات میں استعمال کے لیے تھا۔ دو بار فائرنگ کی آواز دور تک سنائی دی۔ بھاگ دوڑ شروع ہو چکی تھی۔ سیکورٹی گارڈز عام زینے اور لفٹ کے ذریعے اوپر آ رہے تھے۔ اس وقت تک وہ نیچے اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے نکل گیا تھا۔

کرونا اور ٹونی فرش پر زخمی پڑے ہوئے تھے۔ گولیاں ایک کی ٹانگ اور دوسرے کے بازو کو زخمی کر کے گزر گئی تھیں۔ تکلیف تو ہو رہی تھی لیکن اس دہشت نے تکلیف کو بھلا دیا تھا کہ ماسٹر یا سونیا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے اندر پہنچ چکے ہیں۔ اب ان کا غرور اور حکمرانی کا خواب خاک میں ملنے والے ہیں۔ پھولے ہوئے غبارے سے کبھی نہ کبھی ہوا نکلتی ہی ہے اور اگر اسے کچھ زیادہ ہی پھلا دیا جائے تو وہ پھٹ جاتا ہے۔ وہ دونوں بھی پھٹنے پرانے ہو رہے تھے۔

ماسٹر نے انہیں مخاطب نہیں کیا تھا۔ خاموشی سے ان دونوں کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ ان کے موجودہ حالات کے مطابق بہت کچھ معلوم کر رہا تھا۔ سب سے اہم معلومات تو یہ تھی کہ ان دو امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کہاں چھپا کر رکھا گیا ہے؟

ماسٹر کو اب سے پہلے اتنی بڑی کامیابی کبھی نہیں ہوئی تھی۔ ایک ہی جھٹکے میں چار ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے زیرِ اثر آنے والے تھے۔ وہ سب کو ہی اپنا تابع دار بنانے والا تھا۔ اس وقت سیکورٹی گارڈز اور پولیس کمرے میں پہنچ گئی تھی۔ ان دونوں سے پوچھ گچھ ہو رہی تھی کہ وہ کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ ان پر حملہ کرنے والا کون تھا؟

وہ اپنے موجودہ پاسپورٹ اور شناختی کارڈز کے مطابق جواب دے رہے تھے۔ یہ بات کبھی منہ سے نہیں نکال سکتے تھے کہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ہی ان سے دشمنی کی ہے۔ ان دونوں نے یہ بیان دیا کہ ان کے ایک چھوٹے سے بیگ میں پچاس ہزار پاؤنڈ کی جیولری رکھی ہوئی تھی۔ وہ کوئی ڈاکو تھا، جانی دشمن نہیں تھا۔ انہیں زخمی کر کے وہ تمام جیولری لے گیا ہے۔

ان کے زخم گہرے نہیں تھے فوراً ہی امداد پہنچائی گئی مرہم پٹی ہو چکی تھی۔ قانون کے محافظ اور ہوٹل والے اپنے فرائض ادا کر کے وہاں سے جا چکے تھے۔ کرونا بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی اور وہ ایک صوفے پر بیٹھا ہوا تھا، دونوں ہی سہمے ہوئے تھے۔ جانتے تھے کہ جس نے بھی انہیں ٹریپ کیا ہے وہ ان کے اندر آ کر ضرور بولے گا۔

مگر وہ بول نہیں رہا تھا۔ اس کی خاموشی اور زیادہ بے چین کر رہی تھی۔ ان کے اندر کھلبلی پیدا کر رہی تھی کہ آخر وہ کون ہے؟ اس نے کیوں ٹریپ کیا ہے؟ اور اگر کیا ہے تو بولتا کیوں نہیں؟

وہ ٹونی کو دیکھ کر رونے کے انداز میں بولی۔ ”کس نے ایسا کیا ہے؟ وہ بولتا کیوں نہیں ہے؟ اس نے ہمیں انتظار کی سولی پر کیوں چڑھا رکھا ہے؟“

ٹونی نے کہا۔ ”یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ایسا کرنے والا کون تھا؟ اگر چور ڈاکو ہوتا تو ہم سے رقم چھین کر لے جاتا لیکن اس نے زخمی کیا پھر کچھ کہے بغیر یہاں سے بھاگ گیا۔“

”میں نے سونیا سے بدتمیزی کی تھی۔ اب یہی ایک بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ اسی نے ہم پر حملہ کرایا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟“

اس نے بے بسی سے کہا۔ ”میں کیا کہوں؟ کس نے ایسا کیا ہے؟ اور جس نے بھی کیا ہو، ہمارے لیے کیا فرق پڑتا ہے؟ وہ ہمیں گود میں تو نہیں بٹھائے گا۔ اپنے قدموں میں غلام اور کنیز بنا کر رکھے گا۔“

فون کی بیل سنائی دی۔ کرونا نے سر گھما کر فون کو دیکھا پھر ریسیور اٹھا کر کان سے لگا کر پوچھا۔ ”ہیلو...؟“

دوسری طرف سے ایک چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ”ہیلو کرونا...! کہاں ہو تم؟ میں کب سے انتظار کر رہی ہوں۔ کیا میرے اندر نہیں آؤ گی؟“

کرونا کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹتے چھوٹتے رہ گیا۔ ٹونی نے پوچھا۔ ”کون ہے؟“

ندامت اور شکست خوردگی کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ وہ بولی۔ ”مونیکا مجھے اپنے اندر بلا رہی ہے۔“

وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایسی شرمناک شکست ہو گی۔ ایک فون کال نے سمجھا دیا کہ جس ماسٹر کو بلند پروازی دکھائی جا رہی تھی۔ اسی کے قدموں میں اسے دھول بن کر رہنا ہے۔

☆☆☆

عالی اور ایمان علی جنوبی افریقا کے شہر سن سٹی پہنچ گئے۔ اس نے آگہی کے دوران میں خود کو اسی شہر میں دیکھا تھا۔ ایک بکسٹال میں مختلف قسم کے میگزین موجود تھے۔ انہی میں سے ایک میگزین کے سرورق پر اس عجوبہ کی تصویر نظر آ رہی تھی۔

یہ کہنا چاہیے کہ آگہی نے ابتدائی طور پر صرف اتنا ہی بتایا تھا کہ جنوبی افریقا جا کر اس عجوبہ کے بارے میں معلوم کرو۔

آگہی کو اس کی گہرائی تک سمجھنے کے لیے بڑی ذہانت کے ساتھ تجزیہ کرنا پڑتا ہے۔ ایمان نے بھی تجزیہ کیا تھا کہ کتابیں اور رسالے معلومات کا ذریعہ ہوتی ہیں لہٰذا آگہی یہ کہہ رہی تھی کہ وہاں پہنچ کر اس عجوبے کے بارے میں معلوم کیا جا سکے گا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اس عجوبے سے وہیں سامنا ہو جائے لیکن ایسا ہوتا تو وہ آگہی کے دوران میں اس کو اپنے روبرو دیکھتا۔

عالی نے کہا۔ ”ٹھیک ہے کہ تم نے اسے روبرو نہیں دیکھا ہے۔ نہ نزدیک سے نہ دور سے صرف اس کی تصویر دیکھی ہے لیکن تم نے ساؤتھ افریقا میں ہی اس کی تصویر کیوں دیکھی، کسی اور ملک یا شہر میں کیوں نہیں دیکھی؟“

”درست کہہ رہی ہو۔ ہم انڈیا سے یہاں تک آئے ہیں۔ چار گھنٹے استنبول میں بھی رہے۔ ہم نے وہاں ایسی تصویر والا کوئی میگزین وہاں نہیں دیکھا۔ وہ میگزین ہمیں اسی شہر میں ملے گا۔“

انہوں نے سب سے پہلے ایئرپورٹ کے بکسٹالوں پر دیکھا۔ وہاں مختلف قسم کے بے شمار رسالے تھے لیکن وہ رسالہ نظر نہیں آیا۔ عالی نے بک سیلر سے پوچھا۔ ”ہم نے سفر کے دوران ایک مسافر کے پاس ایسا رسالہ دیکھا جس کے سرورق پر ایک عجوبے انسان کی تصویر تھی۔“

بک سیلر نے کہا۔ ”ہاں، اس رسالے کا نام دی ہے۔ وہ میرے پاس خاصی تعداد میں تھا مگر اب نہیں ہے۔ سب بک چکا ہے۔“

ایمان نے پوچھا۔ ”کہیں دوسری جگہ مل سکتا ہے؟“

”جی ہاں، آپ اندرون شہر جائیں۔ کسی بھی بکسٹال سے ضرور مل جائے گا۔“

عالی نے پوچھا۔ ”کیا واقعی ایسا کوئی عجوبہ اس دنیا میں ہے یا ایک خیالی تصویر شائع کی گئی ہے؟“

”مضمون نگار کا دعویٰ ہے کہ اس نے ایک انسان کو دیکھا ہے۔ آپ اس میگزین میں اس کا لکھا مضمون پڑھیں گی تو کچھ معلوم ہو سکے گا۔“

انہوں نے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں دو کمرے حاصل کیے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دل و جان سے چاہنے کے باوجود اپنے درمیان ایک فاصلہ رکھتے تھے۔ دن رات ایک ساتھ رہنے لگے تھے۔ کبھی کبھی ایک دوسرے کا ہاتھ بھی تھام لیتے تھے لیکن پائینچے تک نہیں پہنچتے تھے۔

ان دونوں نے شاور لیا۔ اس طرح سفر کی کچھ تھکن دور ہوئی پھر ناشتا کر کے چائے پینے کے بعد اس میگزین کی تلاش میں نکل گئے۔ انہیں زیادہ دور نہیں جانا پڑا۔ قریب ہی ایک بکسٹال میں وہ رسالہ نظر آ گیا۔

انہوں نے فوراً ہی اسے لے کر اس کی قیمت ادا کی۔ ایمان نے کہا۔ ”عالی! یہ بالکل وہی عجوبہ ہے جسے میں آگہی کے دوران میں دیکھ چکا ہوں۔“

اس تصویر کے ساتھ لکھا ہوا تھا کہ یہ خیالی مخلوق نہیں ہے۔ایک حقیقت ہے۔صفحہ نمبر پچیس پر ملاحظہ فرمائیں۔

وہ دونوں قریب ہی ایک گارڈن میں گھنے درخت کے سائے میں بیٹھ گئے۔صفحہ نمبر پچیس پر بھی اس عجوبہ کی تصویر تھی لیکن وہ فوٹو گراف نہیں تھی۔کسی مصور نے ہاتھوں سے بنائی تھی۔اس مضمون کے مصنف نے لکھا تھا کہ میں بندروں کا شکاری ہوں۔ انہیں شکار کرتا ہوں۔ میرے مکان کے احاطے میں بڑے بڑے کٹہرے بنے ہوئے ہیں جن میں شکار کیے ہوئے بندروں کو رکھا جاتا ہے۔مختلف شہروں کے ڈاکٹرز سے میرا کاروباری رابطہ ہے۔وہ ڈاکٹرز اپنی تجربہ گاہوں میں بندروں کو چیر پھاڑ کر طبی تجربات سے گزارتے رہتے ہیں۔

میں شکار کیے ہوئے بندروں کو اچھی قیمت پر فروخت کرتا ہوں۔ بندروں کے متعلق سب ہی جانتے ہیں کہ یہ کتنے تیز اور چالاک ہوتے ہیں۔انہیں پکڑ کر تھیلے میں ڈالنا کچھ آسان نہیں ہوتا۔ مجھے بھی محنت کرنی پڑتی ہے۔

عالی نے بور ہو کر کہا۔"یہ بندروں کا ذکر کیوں کر رہا ہے؟ اسے عجوبے کے بارے میں کچھ کہنا چاہیے۔"

ایمان نے کہا۔"ذرا صبر سے پڑھو۔اس عجوبے سے ان بندروں کا کوئی تعلق تو ضرور ہوگا۔"

آگے لکھا تھا کہ سینیگال کے جنوب میں بھوما کو ٹاؤن ہے۔اس کے نشیب میں دور تک ایک گھنا جنگل ہے۔اس جنگل میں بندر کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

عالی سطریں چھوڑ چھوڑ کر پڑھنے لگی۔ چند پیراگراف کے بعد لکھا ہوا تھا کہ مقامی گائیڈ کے مشورے کے مطابق مجھے اس جنگل میں رات کو رکنا پڑا۔ میں نے اپنے ماتحتوں کے ساتھ ایک ریسٹ ہاؤس میں قیام کیا۔

آگے جنگل کی تفصیل اور موسم کا حال لکھا ہوا تھا۔عالی چھلانگیں مارتی ہوئی پھر ایک پیراگراف تک پہنچی وہاں لکھا تھا کہ ہم آدھی رات کے بعد شکار کے لیے نکلے۔ایسے وقت بندر گہری نیند میں ہوتے ہیں۔انہیں آسانی سے شکار کیا جا سکتا ہے...

عالی نے پھر سے چھلانگ لگائی۔تقریباً تین یا چار پیراگراف کے بعد پڑھنا شروع کیا۔وہاں لکھا تھا کہ میں تاریکی میں اپنے ماتحتوں سے بچھڑ گیا تھا۔ایک جگہ پہنچتے ہی رُک گیا۔اندھیرے میں دو چمکتی ہوئی آنکھیں نظر آرہی تھیں۔وہ کسی جنگلی جانور کی آنکھیں ہو سکتی تھیں۔میں ایک درخت کی آڑ میں چھپ گیا۔اپنی گن کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر انتظار کرنے لگا اگر وہ میری طرف آتا تو میں اس پر فائر ضرور کرتا۔

گھنے درختوں کے سائے میں اس قدر کی تاریکی تھی کہ صرف چمکتی ہوئی آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔جب وہ ان درختوں کے سائے سے نکل کر دوسری طرف جانے لگا تو میں شدید حیرانی سے اسے دیکھتا رہ گیا۔وہ کوئی جانور نہیں تھا۔ ہماری طرح کا دو پیروں پر چلنے والا انسان تھا۔اس کے دو ہاتھ تھے۔چہرہ بھی تقریباً انسان نما تھا۔ایک ناک دو کان دو آنکھیں تھیں۔بس اس کی تھوتھنی ذرا آگے کو نکلی ہوئی تھی۔

آپ تصویر میں اسے دیکھ سکتے ہیں۔ میں نے اپنے ملک کے مشہور مصور کے سامنے جیسا بیان کیا تھا۔ویسے ہی اس نے تصویر بنائی ہے۔یہ تصویر مصور کی مہارت کا ثبوت ہے۔وہ عجوبہ ہو بہو ایسا ہی تھا۔تھا نہیں بلکہ ہے۔

اس وقت اس کے پاس ایک بڑا سا تھیلا تھا۔اس میں کچھ سامان بھرا ہوا تھا۔وہ ایک تھیلے کو گھاس پر گھسیٹتا ہوا لے جا رہا تھا۔میں نے حیرانی سے للکارا۔"ہالٹ! کون ہو تم؟"

میری آواز سنتے ہی اس کے قدم رُک گئے پھر وہ ایک طرف سے دوسری طرف ایسے بھاگا کہ میں شدید حیرانی سے دیکھتا رہ گیا کیونکہ وہ پیروں کے ذریعے نہیں بھاگا تھا، چپ چاپ کھڑا ہوا تھا اور تیر کی طرح ایک سمت سے دوسری سمت جاتے ہوئے ان گھنے درختوں کی تاریکی میں کہیں گم ہو گیا تھا۔

میں نے ایک ہوائی فائر کیا۔ فائرنگ کی آواز سنتے ہی ماتحت کہیں دور سے دوڑتے ہوئے چلے آئے۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں نے یہاں ایک عجیب وغریب انسان کو دیکھا ہے۔دیکھو وہ ایک بیگ پڑا ہوا ہے۔میرے للکارتے ہی وہ اس بیگ کو چھوڑ کر بھاگتا ہوا وہاں تاریکی میں گم ہو گیا ہے۔

ہم سب اس بیگ کے قریب آئے۔اسے کھول کر دیکھا تو اس میں بہت ساری جڑی بوٹیاں تھیں۔یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ عجوبہ رات کی تاریکی میں یہ جڑی بوٹیاں کہاں لے کر جا رہا تھا؟

جو تھیلا ہمیں ملا تھا۔میں نے اسے جڑی بوٹیوں سمیت فارسٹ افسر کے آفس میں جمع کرا دیا اور اپنا بیان بھی لکھوا دیا کہ میں نے کس طرح ایک عجیب وغریب انسان کو دیکھا ہے۔

رات گزرنے کے بعد ہم نے دن میں جنگل کے اسی حصے کا رُخ کیا۔جہاں گھنے درخت کثرت سے تھے۔وہاں ہم دور تک دیکھتے گئے۔وہاں نہ کوئی چار دیواری تھی، نہ کسی گھنے درخت پر رہنے کے لیے کوئی مچان تھی نہ دور تک کوئی پہاڑ تھا اور نہ ہی چھپنے کے لیے کوئی غار تھا۔ہم میلوں دور چلے گئے مگر اس کا سراغ نہیں مل سکا۔

میں نے جو بیان دیا اس پر فارسٹ افسر کو اور اس کے سپاہیوں کو یقین نہیں آرہا ہے پھر بھی وہ اسے میلوں دور تک تلاش کر چکے ہیں اور یقین کر چکے ہیں کہ یہ ذہنی اختراع ہے جبکہ اسے میں نے ہی نہیں میرے ماتحتوں نے بھی کھلی آنکھوں سے اچھی طرح دیکھا ہے۔

برسوں سے کسی خلائی مخلوق کا چرچا ہوتا آرہا ہے۔کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے عجیب وغریب مخلوق کو دیکھا ہے۔سائنس دانوں نے بھی تائید کی ہے کہ مریخ پر جاندار مخلوق آباد ہے۔ہو سکتا ہے کہ وہاں سے کوئی ہماری دنیا میں آیا ہو؟ ہماری دنیا میں ایسی مخلوق کو ایلین کا نام دیا گیا ہے۔

میں یہ تو نہیں کہتا کہ رات کی تاریکی میں جسے میں نے دیکھا ہے وہ خلائی مخلوق ہے۔میں اسے ایلین نہیں کہوں گا۔ وہ سر سے پاؤں تک انسان ہے۔بس چہرہ کچھ ایسا ہے کہ خرگوش جیسا لگتا ہے۔اس میں دو عجیب سی باتیں دیکھی گئیں ایک تو یہ کہ اس کی آنکھیں تاریکی میں چمکتی تھیں۔اس کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ وہ اندھیرے میں صاف طور سے دیکھ لیتا ہے۔دوسری عجیب سی بات اس کی تیز رفتاری تھی۔ میری للکار کو سنتے ہی وہ سیدھا پاؤں جما کر کھڑا ہو گیا تھا۔اس نے پیروں کو ایک ذرا بھی حرکت نہیں دی تھی لیکن جیسے بجلی کوندتی ہوئی ایک سمت سے دوسری سمت چلی جاتی ہے۔اسی طرح وہ بھی تیز رفتاری سے اِدھر سے اُدھر گیا اور گھنے درختوں کی گہری تاریکی میں کہیں جا کر گم ہو گیا۔

کوئی یقین کرے یا نہ کرے۔ میں نے اور میرے ماتحتوں نے اسے اچھی طرح دیکھا ہے اور مجھے یقین ہے کہ جلد یا بدیر ساری دنیا اسے ضرور دیکھے گی۔وہ ہماری اسی زمین پر کہیں ہے۔اس لیے زیادہ عرصے روپوش نہیں رہ سکے گا۔

مضمون ختم ہو گیا۔ایمان علی نے رسالے کو بند کیا پھر سرورق پر چھپی تصویر کو غور سے دیکھنے لگا اور سوچنے لگا۔عالی نے کہا۔"یہ پڑھنے والوں کے لیے تو محض ایک قصے کہانی جیسی بات ہوگی لیکن ہمارے لیے یہ حقیقت ہے کیونکہ اس سے پہلے ہی تمہیں آگہی مل چکی ہے۔مضمون نگار کے بیان اور اس تصویر سے پہلے تم آگہی کے اسکرین پر اسے دیکھ چکے ہو۔"

"میں سوچ رہا ہوں کہ ہمیں بھی وہاں جانا چاہیے۔ جہاں یہ بندروں کا شکاری گیا تھا۔"

"پہلے اس شکاری سے ملنا چاہیے۔ہو سکتا ہے کہ اس سے مزید معلومات مل سکیں۔"

وہ ایک مقامی میگزین تھا۔اس کی اشاعت اسی شہر سے ہوئی تھی۔ اس میں پبلشر کا نام پتا اور فون نمبر لکھا ہوا تھا، ایمان نے اپنے موبائل پر اس کے نمبر پنچ کیے اس سے رابطہ ہونے پر بولا۔"میں نے اس عجوبے کا مضمون پڑھا ہے۔ میں مضمون نگار مسٹر ریکارڈو سے ملنا چاہتا ہوں۔کیا آپ اس کا رہائشی پتا اور فون نمبر بتا سکتے ہیں؟"

دوسری طرف سے کہا گیا۔"مسٹر! آپ ہمارے آفس میں آکر انکوائری آفس سے معلوم کریں۔ وہاں آپ کو مسٹر ریکارڈو کا پتا اور فون نمبر مل جائے گا۔"

ایمان علی نے کہا۔"جسٹ آ منٹ! ابھی فون بند نہ کریں۔"

اس نے اپنا فون عالی کو دیتے ہوئے کہا۔"اس کی آواز سنو اور خیالات پڑھو۔"

عالی نے فون لیا پھر کان سے لگا کر بولی۔"ہیلو مسٹر! آپ کیا فرما رہے ہیں؟"

وہ ناگواری سے بولا۔"مجھے جو کہنا تھا وہ کہہ چکا ہوں۔ پلیز، میرا وقت برباد نہ کریں۔"

اس نے فون بند کر دیا۔عالی نے فون بند کر کے پوچھا۔ "تم کیوں چاہتے ہو کہ میں اس کے خیالات پڑھوں؟"

"وہ کہہ رہا تھا کہ ہمیں آفس جا کر انکوائری آفس سے معلوم کرنا ہوگا۔اتنی دور جانے سے بہتر ہے کہ تم یہیں بیٹھے بیٹھے معلوم کر لو۔"

وہ مسکراتے ہوئے خیال خوانی کے ذریعے اس پبلشر کے اندر پہنچ گئی پھر واپس آکر بولی۔"اس بندر کے شکاری کا فون نمبر اور پتا معلوم ہو چکا ہے۔تم اس سے فون کے ذریعے بات کرو۔ میں تمہارے اندر رہ کر سب کچھ سنوں گی پھر اس کے اندر پہنچ کر مزید معلومات حاصل کروں گی۔"

ایمان نے اس کے بتائے ہوئے نمبر پنچ کیے پھر فون کو کان سے لگایا تھوڑی دیر کے ریکارڈو کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو...آپ کون ہیں؟"

"میں ایک انڈین ہوں۔ دی میگزین میں آپ کا مضمون پڑھ کر یہاں پہنچا ہوں۔ مجھے اس عجوبے سے دلچسپی ہے اور میں یقین بھی کرتا ہوں کہ بے شک آپ نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا۔ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"آپ کیسے دیکھ سکیں گے؟ جبکہ ہم نے دوبارہ آج تک اسے نہیں دیکھا ہے۔"

''آپ نے اپنے مضمون کے آخر میں لکھا ہے کہ وہ اگرچہ گم ہوگیا ہے لیکن جلد یا دیر ضرور نظر آئے گا۔ وہ ہماری اسی دنیا کی زمین پر ہے۔ زیادہ عرصے تک روپوش نہیں رہ سکے گا۔''

''بے شک، میں نے ایسا لکھا ہے۔''

''تو ہمیں حوصلہ نہیں ہارنا چاہیے۔ اسے پھر سے تلاش کرنا چاہیے۔ کیا آپ مجھے وہاں لے جاسکتے ہیں جہاں آپ نے اسے دیکھا تھا؟ آپ کا قیمتی وقت ضایع نہیں ہوگا۔ جو آپ کی روزانہ کی آمدنی ہے میں اس سے کچھ زیادہ ہی ادا کرتا رہوں گا۔''

''مجھے خود اس سے دلچسپی ہے۔ میں بھی پھر سے اس کی تلاش میں نکلنا چاہتا ہوں لیکن بہت بیمار ہوں۔ ڈاکٹر نے مجھے مسلسل آرام کا مشورہ دیا ہے۔ شاید میں دو یا تین دن کے بعد آپ کے ساتھ جاسکوں۔''

''کوئی بات نہیں۔ آپ اچھی طرح سے صحت یاب ہوجائیں۔ ہم دو چار دن انتظار کرلیں گے۔ بائی دا وے آپ اس سلسلے میں کچھ اور معلومات دے سکتے ہیں؟''

''یہاں کمپیوٹر ٹیکنالوجی کا ایک بہت بڑا ادارہ ہے۔ میں نے وہاں کے ایک ٹیچر سے ملاقات کی تھی۔ وہ بھی اس عجوبے کے سلسلے میں مجھ سے باتیں کرتا رہا اور کمپیوٹر پر اس کی تصویر بناتا رہا۔''

''اب سے پہلے جس مصور نے اس کا خاکہ بنایا تھا وہ صرف چہرے تک محدود تھا لیکن ادارے کے ٹیچر نے مجھ سے ایک ایک تفصیل معلوم کر کے سر سے پاؤں تک اس کی تصویر بنادی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ سر سے پاؤں تک بالکل ایسا ہی ہے جیسا میں نے اس رات دیکھا تھا۔''

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ ''میں اسے متحرک بھی کرسکتا ہوں۔ یہ اسکرین پر ابھی چلتا پھرتا دکھائی دے گا۔''

''میں کمپیوٹر کے سلسلے میں گرافک اور اینیمیشن وغیرہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا، بس حیرانی سے دیکھتا رہا۔ وہ اس عجوبے کو حرکت دے رہا تھا اور وہ میرے سامنے اسکرین پر چلتا پھرتا دکھائی دیا۔ کبھی اُٹھ رہا تھا کبھی بیٹھ رہا تھا۔ اسکرین کی تاریکی میں اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اس نے کہا کہ میں جلد ہی اس کا ایک سوفٹ ویئر تیار کروں گا۔ بچوں کے لیے یہ ایک دلچسپ گیم ہوگا۔''

ایمان نے کہا۔ ''مجھے بچوں کے گیم سے دلچسپی نہیں ہے۔ ہمیں حقائق کو سمجھنا ہے اور کسی بھی طرح اسے تلاش کرنا ہے۔''

وہ بولا۔ ''آپ کا نمبر میرے فون میں محفوظ ہوگیا ہے۔ جیسے ہی میری طبیعت ٹھیک ہوگی، میں آپ سے رابطہ کروں گا۔''

اس کا رابطہ ختم ہوگیا۔ عالی نے کہا۔ ''میں اس کے خیالات پڑھ رہی ہوں پھر تم سے بات کروں گی۔''

وہ دونوں باغ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایمان نے کہا۔ ''کار میں چل کر بیٹھو، میں ڈرائیو کرتا رہوں گا۔ تم اس شہر کو دیکھتی بھی رہنا اور خیال خوانی بھی کرتی رہنا۔''

وہ دونوں کار میں آکر بیٹھ گئے۔ ایمان نے کار اسٹارٹ کی پھر وہ وہاں کے علاقوں سے گزرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد عالی نے کہا۔ ''یہاں سے دائیں موڑلو پھر سیدھے چلتے رہو۔''

اس نے کار کو دائیں طرف کے راستے پر موڑتے ہوئے پوچھا۔ ''کسی خاص جگہ جانا چاہ رہی ہو؟''

''ہاں، اسی کمپیوٹر ٹیکنالوجی والے ادارے میں جانا ہے۔ میں پکارڈو کے ذریعے اس ٹیچر کی آواز سن کر اس کے اندر پہنچی تھی۔ پتا چلا کہ اس نے ایک ماہ کی مسلسل محنت کے بعد اس عجوبے کا ایک سوفٹ ویئر تیار کیا ہے۔ اگرچہ وہ سوفٹ ویئر ایک خیالی کہانی کی بنیاد پر ہے۔ پھر بھی ہمیں دیکھنا چاہیے کہ کمپیوٹر گرافک کے ذریعے ایک تخلیق کار نے اس عجوبے کے متعلق کیا رائے قائم کی ہے؟''

وہ اس ادارے میں پہنچ گئے۔ اس ٹیچر سے ملنے کے بعد کہا۔ ''ہم انڈیا سے آئے ہیں اور اس عجوبے کے بارے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ مسٹر پکارڈو نے بتایا ہے کہ آپ نے اس سلسلے میں ایک سوفٹ ویئر تیار کیا ہے۔ ہم اسے ہر قیمت پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ ہمیں وہ دکھانے کے لیے جو بھی زحمت اٹھائیں گے ہم اس کا بھرپور معاوضہ ادا کریں گے۔''

''میں اس سافٹ ویئر سے لاکھوں ڈالر کمانے والا ہوں۔ ابھی مارکیٹنگ ہورہی ہے۔ جب سودا ہوجائے گا تو آپ اسے ٹی وی کے کسی بھی چینل سے دیکھ سکیں گے۔ میں وقت سے پہلے کسی کو بھی یہ سوفٹ ویئر نہیں دکھاؤں گا۔''

عالی نے دوسرے ہی لمحے میں اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق بولا۔ ''آپ ہزاروں میل دور انڈیا سے آئے ہیں۔ میں آپ لوگوں کو مایوس نہیں کروں گا۔ میرے کیبن میں تشریف لائیں۔''

وہ تینوں ایک کیبن میں آگئے۔ ٹیچر نے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ کر اسے آپریٹ کرنا شروع کیا۔ اس سوفٹ ویئر کی ڈسک دکھاتے ہوئے کہا۔ ''میں نے اس پر دن رات محنت

کی ہے۔ آپ اسے دیکھیں گے تو حیران رہ جائیں گے۔''

عالی نے کہا۔ ''ہم نے سنا ہے کہ آپ بہت اچھے فنکار ہیں۔ گرافک کے سلسلے میں بڑی مہارت رکھتے ہیں؟''

اس نے کہا۔ ''آج تک ایلین کا بہت چرچا ہوتا رہا ہے۔ اس خلائی مخلوق کے بارے میں طرح طرح کی کہانیاں گھڑی گئی ہیں۔ میری کہانی ان سب سے الگ ہے۔ جب یہ آن ایئر جائے گی تو ساری دنیا اسے دیکھ کر حیران رہ جائے گی۔''

کمپیوٹر اسکرین آن ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی ایک تحریر ابھری لکھا تھا۔ ''دی لاسٹ ججمنٹ۔ (THE LAST JUDGEMENT).....''

پھر اسکرین پر تصویر نظر آئی۔ اس دُھند میں وہ عجوبہ دھندلا سا دکھائی دے رہا تھا۔ روشنی کی دو چار باریک کرنیں اس پر پڑ رہی تھیں پھر وہ دھیرے دھیرے واضح طور سے دکھائی دینے لگا تھا۔

ایمان نے عالی کو اپنے سر کی طرف اشارہ کیا۔ وہ فوراً ہی اس کے اندر آ کر بولی۔ ''کیا بات ہے؟''

''مجھے جیسی آگہی ملی تھی۔ یہ بالکل ویسا ہی ہے۔''

اسکرین پر وہ کہہ رہا تھا۔ ''میں ایک عجوبہ ہوں اور ہمیشہ عجوبہ ہی رہوں گا۔ کوئی مجھے سمجھ نہیں پائے گا کہ میں کون ہوں؟ اور کہاں سے آیا ہوں۔''

''میری دلچسپی ان لوگوں سے ہوگی جو اس دنیا میں اپنی ذہانت اپنی طاقت اور اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کی وجہ سے ناقابلِ شکست کہلاتے ہیں۔''

نیچر نے ایک دم سے چونک کر کہا۔ ''ارے! یہ کیا کہہ رہا ہے؟ میری آڈیو ریکارڈنگ میں جملے تو نہیں تھے۔ مکالمہ کچھ تھا اور یہ کچھ اور بول رہا ہے۔''

اس نے تھوڑی دیر کے لیے سی ڈی کو اسٹاپ کر دیا۔ ایمان نے پوچھا۔ ''کیا تم نے جو سوفٹ ویئر تیار کیا تھا، یہ اس سے مختلف ہے؟''

''ہاں، بہت مختلف ہے۔ میں نے جو اینیمیشن کیا ہے اس کے مطابق بولتے وقت اس کے ہونٹوں کو ہلنا چاہیے لیکن اس کا منہ تو بند ہے اور آواز ایسے آ رہی ہے جیسے اس کے دل کی آواز اُبھر کر سامعین کے کانوں تک پہنچ رہی ہو۔''

ایمان نے کہا۔ ''پلیز، اسے اسٹاپ نہ کرو۔ چلتے رہنے دو۔''

''سوری، میں پہلے اسے تنہائی میں دیکھوں گا اور سمجھوں گا کہ یہ تبدیلی کیوں ہوئی ہے؟''

''عالی! اس کے دماغ پر قبضہ جماؤ، ہم اس سی ڈی کو آخر تک دیکھیں گے۔''

دوسرے ہی لمحے میں عالی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا اس نے پھر اسے آن کیا۔ اسکرین پر عجوبہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بند تھے لیکن آواز اُبھر رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ''اس دنیا میں جو لوگ سپر پاور کہلاتے ہیں اور جو خطرناک مجرم ناقابلِ شکست ہو چکے ہیں۔ وہ سب بھی رفتہ رفتہ میری گرفت میں آنے والے ہیں۔ میں ان سب کی زندگی کا آخری فیصلہ کروں گا۔ I AM THE AND OF LAST JUDGEMENT (آخری فیصلہ سنانے والا منصف میں ہوں، صرف میں ہوں)

وہ عجوبہ ایک طرف چلتے ہوئے بولا۔ ''آؤ دیکھو! کہ میں کیا ہوں؟''

اسکرین پر چند لمحوں کے لیے تاریکی چھا گئی۔ عالی نے کہا۔ ''ایمان علی! اس نیچر کے خیالات بتا رہے ہیں کہ یہ سب کچھ ایسا نہیں ہے جیسا کہ اس نے سوفٹ ویئر میں ڈالا تھا۔''

منظر بدلا۔ اب وہ عجوبہ سیڑھیاں اترتے ہوئے تہ خانے میں جا رہا تھا۔ وہ تہ خانہ بہت ہی وسیع و عریض تھا۔ تھوڑے تھوڑے سے فاصلے پر بڑی بڑی مشینیں دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ مشینیں الیکٹریکل، مکینیکل اور میڈیکل کے شعبوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ ہر مشین کے ساتھ ایک بڑا سا کمپیوٹر اور مانیٹر منسلک تھا۔ اس عجوبے کی آواز پھر اُبھری۔

ایمان نے آگہی کے دوران میں اس عجوبے کو بولتے نہیں سنا تھا۔ اب بھی اس کے ہونٹ بند تھے۔ صرف اس کی آوازیں آ رہی تھیں جیسے خیال خوانی کے ذریعے بول رہا ہو۔

وہ بتا رہا تھا۔ ''یہ مشینیں جدید ٹیکنالوجی کا بے مثال نمونہ ہیں۔ اس دنیا کے سائنس داں بھی ایسی مشینیں ایجاد کرنے کے متعلق ابھی سوچ بھی نہیں سکتے۔''

وہ آگے بڑھتا ہوا ریوالونگ چیئر پر آ کر بیٹھ گیا پھر اس کی آواز اُبھری۔ ''میں زبان سے نہیں بولتا۔ اس دنیا کی زبان نہیں سمجھتا اور نہ ہی کوئی میری زبان سمجھ سکے گا۔ یہ آلہ جو میرے کان اور سر سے لگا ہوا ہے۔ یہ میری زبان کو انگلش میں ٹرانسلیٹ کر کے تمہارے کانوں تک پہنچا رہا ہے اور جب تم بولو گے تو یہ تمہاری باتیں میری زبان میں ٹرانسلیٹ ہو کر میرے کانوں تک پہنچے گی۔''

اب اس کا چہرہ قریب سے نظر آنے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ''میری آنکھیں تاریکی میں چمکنے لگتی ہیں اور اندھیرے میں سب کچھ واضح طور پر دیکھ لیتی ہیں۔ اس روشنی میں چمک نہیں رہے گی۔ یہ آنکھیں معمول کے مطابق سنجیدہ اور گہری دکھائی

دیتی رہیں گی۔''

ایمان نے عالی سے کہا۔ ''میں نے بالکل ایسی ہی سنجیدہ اور گہری آنکھیں دیکھی تھیں۔ دیکھو! ان آنکھوں سے کتنی ذہانت جھلک رہی ہے۔''

عالی نے کہا۔ ''میں اسے بھی دیکھ رہی ہوں اور نیچر کی سوچ بھی پڑھ رہی ہوں۔ یہ حیرانی ہے کہ اس نے جو کہانی بنائی تھی، جو واقعات پیش کیے تھے۔ وہ سب مٹ چکے ہیں اور ان کی جگہ یہ عجیب و غریب نئے مناظر سامنے آ رہے ہیں۔''

''ہم اس پر بعد میں بحث کریں گے۔ فی الحال اتنا تو سمجھ میں آ گیا ہے کہ عجوبے کے بارے میں جو حقیقت ہے وہ اس سوفٹ ویئر کے ذریعے ہمارے سامنے آ رہی ہے۔''

وہ عجوبہ ریوالونگ چیئر پر ایک طرف سے دوسری طرف گھوم کر بولا۔ ''میری آنکھیں ریموٹ کنٹرولر بھی ہیں۔ دور سے ہی اپنے ٹارگٹ کو کنٹرول کر لیتی ہیں۔ یہ دیکھو...!''

اس نے ایک مشین کی طرف دیکھا تو اس مشین پر ایک سرخ دائرہ دکھائی دینے لگا۔ اس کی آواز اُبھر رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ''یہ ایک ایکسرے مشین ہے جس میں کسی بہروپیے کی تصویر داخل کی جائے تو اسکرین پر پیچھے چھپا ہوا اصلی چہرہ نظر آنے لگتا ہے۔''

اس کی بات ختم ہوتے ہی بڑے سے مانیٹر پر ایک شخص کی تصویر دکھائی دی۔ عجوبے کی آواز اُبھری۔ ''یہ ایک بہروپیا ہے۔ کوئی نہیں جان سکتا کہ اس کے پیچھے کس کا اصلی چہرہ ہے؟ لیکن میں جانتا ہوں اور یہ مشین جانتی ہے۔''

اس عجوبے نے اس مشین کو دیکھ کر ایک بار پلکیں جھپکائیں تو اسکرین پر نظر آنے والی تصویر کا چہرہ بدلتا گیا پھر وہاں فرہاد علی تیمور دکھائی دینے لگا۔

اس نے پلکیں جھپکائیں تو اسکرین پر دوسری تصویر دکھائی دی۔ اس نے پھر پلکیں جھپکائیں تو وہ تصویر بدل گئی۔ وہاں پھر فرہاد کا چہرہ دکھائی دینے لگا۔ اس کی آنکھیں واقعی ریموٹ کنٹرولر کا کام کر رہی تھیں۔ اس نے ایسی کئی تصویریں اسکرین پر دکھائیں اور جب وہ تصویریں تبدیل ہوئیں تو ان کے پیچھے فرہاد کا ہی چہرہ دکھائی دیا۔

پھر اس نے کہا۔ ''فرہاد علی تیمور اپنی زندگی میں بے شمار چہرے تبدیل کرتا رہا ہے۔ اس بہروپیے کا تمام ریکارڈ اس مشین میں محفوظ ہے۔''

''یہ مشین صرف چہرے کے پیچھے چھپا چہرہ ہی نہیں دکھاتی۔ لباس کے اندر چھپی چیزوں کو بھی ظاہر کرتی ہے۔''

''اس ایکسرے مشین کے پیچھے کسی شخص کو لانا ضروری نہیں ہوتا۔ اس کی تصویر ہی اس مشین کو اپنی اصلیت بتا دیتی ہے۔ صرف لباس کے پیچھے ہی نہیں۔ جسم کے اندر کی جو بھی خرابی ہوتی ہے جو بیماری ہوتی ہے اسے بھی ظاہر کرتی ہے۔''

عالی اپنے پاپا کی تصویروں کو بڑے جذبوں سے دیکھ رہی تھی اور یہ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ پتا نہیں وہ اس کے پاپا کے بارے میں اور کیا کچھ جانتا ہے؟ کیا اسے یہ بھی معلوم ہوگا کہ پاپا اس دنیا میں ابھی کہیں زندہ ہیں؟

وہ ریوالونگ چیئر پر ایک طرف گھومتے ہوئے بولا۔ ''یہ آڈیو مشین ہے۔ کسی کے ریکارڈ کیے ہوئے کیسٹ یا سی ڈی کو اس مشین میں داخل کیا جائے تو اس نقلی آواز اور لب و لہجے کے پیچھے چھپا ہوا اصلی لب و لہجہ سنائی دینے لگتا ہے۔''

اس نے ایک بار پھر پلکیں جھپکائیں تو وہ مشین آن ہو گئی۔ ایک آواز سنائی دینے لگی۔ مانیٹر پر تحریر اُبھرنے لگی۔ ''یہ برین ماسٹر کے بیٹے جارج برج کا موجودہ آواز اور لب و لہجہ ہے۔''

اس نے پھر پلکیں جھپکائیں تو آواز اور لب و لہجہ بدل گیا۔ اسکرین پر تحریر اُبھرنے لگی۔ ''یہ ماسٹر کے بیٹے جارج برج کی اصلی آواز اور لب و لہجہ ہے۔ اس نے بیٹے کے چہرے پر پلاسٹک سرجری کرائی ہے۔ اس کا چہرہ اور شخصیت بدل دی ہے۔ اس کا کوئی دشمن بھی اس کے بیٹے تک پہنچ نہیں سکے گا۔ صرف اور صرف میں ہی پہنچ سکتا ہوں کیونکہ I AM THE LAST JUDGEMENT.

''جب اس کے بیٹے کے آخری فیصلے کا وقت آئے گا تو وہ میری عدالت میں پہنچ جائے گا۔''

عالی اور ایمان علی بڑی حیرانی سے دیکھ رہے تھے اور اس کی ایک ایک بات کو غور سے سن رہے تھے۔ پہلی آگہی نے ہی بتا دیا تھا کہ وہ عجوبہ کتنا خطرناک ہے اور کمپیوٹر کے مانیٹر پر دیکھ کر یقین ہو رہا تھا کہ وہ اس قدر خطرناک ہے کہ موت کی طرح اٹل ہے۔ فرہاد ہو، برین ماسٹر ہو یا دنیا کا کوئی ناقابلِ شکست انسان۔ وہ سب اس کی حیرت انگیز معلوماتی مشینوں میں محفوظ تھے۔ ایک طرح سے دیکھا جائے تو اس نے ان تمام ناقابلِ شکست شہ زوروں کو اپنی مشینوں میں قید کیا ہوا تھا۔ اور جب اس کی مرضی ہوتی تو وہ انہیں اپنی عدالت میں بلا کر آخری فیصلہ سنا سکتا تھا۔

وہ ہلکے ہلکے ریوالونگ چیئر پر گھوم رہا تھا۔ اس نے ایک مشین کی طرف دیکھا تو وہاں سوچتا ہوا نظر آنے لگا۔ اس نے کہا۔ ''یہ ایک سراغ لگانے والی مشین ہے۔ جس شخص کو تلاش کرنا ہو اس کی تصویر اس کے اندر پیش کی جائے تو وہ اسکرین

پر نظر آتا ہے۔ اس تصویر کے ساتھ دنیا کے ایک ایک ملک کا نام اور پرچم باری باری دکھائی دیتا ہے۔ وہ مطلوبہ شخص جس کسی بھی ملک میں ہوتا ہے وہاں اس کی تصویر کے ساتھ سرخ روشنی کا ایک نکتہ چلنے پھرنے لگتا ہے۔ اس طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص کس ملک میں ہے؟''

اس کے بعد اس ملک کے مختلف شہروں اور علاقوں کے نام باری باری اسکرین پر دکھائی دیتے ہیں۔ وہ جس شہر، جس علاقے میں ہوتا ہے وہاں وہ روشن نکتہ جلنے بجھنے لگتا ہے۔ وہ سرخ روشنی اسی طرح متحرک رہتی ہے۔ اس شہر کی کسی اسٹریٹ میں کسی مکان میں یا دکان میں جا کر رک جاتی ہے اور یہ یقین کے ساتھ بتاتی ہے کہ وہ مطلوبہ شخص اسی جگہ موجود ہے۔''

اب وہ قریب سے دکھائی دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ''میں ہوں آخری فیصلے کا آخری منصف...''

وہ کرسی سے اٹھ کر ہلکے ہلکے چلتا ہوا ان تمام مشینوں کے پاس سے گزرنے لگا۔ اس کی آواز ابھر رہی تھی۔ ''میری ان تمام مشینوں سے کبھی کوئی غلطی نہیں ہوئی اور نہ ہی ہونی چاہیے۔ لیکن...''

وہ ایکسرے مشین کے سامنے پہنچ کر رک گیا پھر بولا۔ ''اس مشین سے ایک غلطی ہوگئی۔''

اس نے ایک بار پلکیں جھپکائیں تو مانیٹر آن ہوگیا۔ وہاں سونیا اور فرہاد دکھائی دینے لگے۔ فرہاد بستر مرگ پر تھا، اس کا دم نکل چکا تھا۔ سونیا اس کی نبض ٹٹول رہی تھی اور یہ یقین کر رہی تھی کہ وہ مر چکا ہے لیکن ذرا دیر کے بعد ہی وہ خوش ہو کر قہقہے لگانے لگی اور یقین سے کہنے لگی کہ فرہاد زندہ ہے۔ بابا فرید واسطی کی پیش گوئی کبھی غلط نہیں ہوسکتی اور ان کی پیش گوئی یہی تھی کہ فرہاد کی موت کے وقت میں اس کے قریب ہوں گی جبکہ دم نکلتے وقت میں اس کے قریب نہیں تھی۔ میں نہیں مانتی کہ فرہاد مر چکا ہے۔

وہ عجوبہ سر اٹھائے مانیٹر میں سونیا کو خوش ہوتے دیکھ رہا تھا اور اس کے قریب ہی فرہاد کی لاش تھی۔ سونیا کے متزلزل نہ ہونے والے یقین نے عجوبے کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے فرہاد کی لاش کو دیکھ کر پلکیں جھپکائیں تو اسکرین پر چہرہ بدل گیا۔ وہ کوئی دوسرا چہرہ تھا یعنی مرنے والا فرہاد نہیں تھا۔

منظر بدل گیا۔ وہ عجوبہ مانیٹر پر دکھائی دے رہا تھا اور ایکسرے مشین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''میں نے زندگی میں پہلی بار دھوکا کھایا ہے اور پہلی بار اس مشین میں کوئی خرابی ہوگئی۔ حیرانی اس بات پر ہے کہ اس کے بعد پھر کوئی خرابی نہیں ہوئی۔ میں نے فرہاد کی موت کا جو وقت لکھا تھا۔ اس وقت کے گزرنے کے بعد کوئی دوسرا مر گیا تھا۔ اس کے بعد اس مشین کی خرابی دور ہوگئی تھی۔''

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا سراغ لگانے والی مشین کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا پھر بولا۔ ''فرہاد میرے لیے چیلنج بن گیا ہے۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ میں نے جس کی بھی موت کا وقت مقرر کیا ہو اور وہ اس مقررہ وقت پر اس دنیا سے رخصت نہ ہوا ہو۔ صرف اور صرف یہ فرہاد مجھے جل دے گیا ہے۔''

اس نے سراغ لگانے والی مشین کی طرف دیکھ کر پلکیں جھپکائیں تو مانیٹر آن ہوگیا۔ فرہاد کی تصویر دکھائی دینے لگی۔ عجوبہ کہہ رہا تھا۔ ''دنیا کا کوئی انسان مجھ سے کہیں بھی چھپ نہیں سکتا۔ میں اس مشین کے ذریعے اس کی شہ رگ تک پہنچ جاتا ہوں۔ اس تصویر کے ساتھ دنیا کے تمام ممالک کے تمام علاقوں کے تمام چھوٹے بڑے جزیروں کے بھی نام آئے ہیں۔ ان ممالک کے پرچم بھی دکھائی دے رہے ہیں لیکن اس مشین کی تحریر کے مطابق جلتی بجھتی سرخ روشنی نمودار نہیں ہوتی ہے۔ یہ نہیں بتاتی ہے کہ وہ کس ملک، کس علاقے، کس جزیرے پر ہے؟ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ یہ مشین فرہاد کے سلسلے میں ناکارہ کیوں ہو رہی ہے؟''

وہ دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا پھر بولا۔ ''میری یہ سی ڈی دنیا کے تمام ممالک کے اکابرین تک... تمام پُراسرار خطرناک مجرموں تک... فرہاد کی فیملی اور برین ماسٹر تک... سب کے ہی پاس پہنچے گی۔ انہیں معلوم ہوگا کہ فرہاد علی تیمور مرا نہیں زندہ ہے۔''

''اور جو پُراسرار شہزور خطرناک مجرم اپنی موت سے پہلے مرنا نہیں چاہتا میری تائید حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ پہلی فرصت میں کسی بھی طرح فرہاد کا پتا ٹھکانا معلوم کرے۔ میں انعام کے طور پر اسے ایک لمبی عمر دوں گا اور اس کی تین خواہشیں ضرور پوری کروں گا۔''

''جسے بھی فرہاد کا صحیح پتا معلوم ہو وہ اپنے پاس ہی رکھے۔ اس سی ڈی کو توڑ ڈالے۔ سی ڈی کے ٹوٹتے ہی مجھے پتا چل جائے گا پھر ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس سے میرا رابطہ ہو جائے گا...''

منظر گم ہوگیا۔ اسکرین تاریک ہوگئی۔ عالی اور ایمان علی ایک دوسرے کو سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگے۔ بیٹی کا دل دھڑک دھڑک کر کہہ رہا تھا کہ یا خدا! یہ بلا تو میرے پاپا کے پیچھے پڑ گئی ہے۔

ٹیلی پیتھی کے فسوں کار فرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے

سسپنس کا مقبول عام سلسلہ جو تین سو پینسٹھ ماہ سے جاری ہے

دیوتا

فرہاد علی تیمور

ہنگاموں
رنگینیوں
اور تحیر کے اس
بے تاج بادشاہ کی
سحرانگیز کہانی جس نے
اپنی بھرپور زندگی میں کبھی
شکست کا ذائقہ نہیں چکھا۔ وہ جب
اور جس کے ذہن میں چاہتا جھانک لیتا
اور یہی اُس کا مُہلک ترین ہتھیار تھا۔ دو نسلوں
پر محیط وہ طلسم ہوش رُبا جسے قارئین کی
دوسری نسل بھی بہت شوق سے پڑھ رہی ہے۔ اپنے
اور مُلک و قوم کے دشمنوں کو خیال خوانی کے نرم و نازک
ہتھیار سے خاک و خون میں نہلا دینے والے فرہاد علی
تیمور کی لازوال اور بے مثال داستان عبرت جس میں وہ لہو
کے سارے رشتوں کے ساتھ حریفوں سے برسرِ پیکار رہے۔

اردو زبان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا طویل ترین سلسلہ

وہ عجوبہ مونیٹر پر دکھائی دے رہا تھا۔ اِدھر سے اُدھر جا رہا تھا، آ رہا تھا اور بہت کچھ بولتا جا رہا تھا۔ عالی اور ایمان کمپیوٹر کے سامنے اس ٹیچر کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جس نے کاروباری انداز میں اس عجوبے کا ایک سافٹ ویئر تیار کیا تھا۔ اس ٹیچر کا دعویٰ تھا کہ وہ اس سافٹ ویئر کے ذریعے لاکھوں ڈالرز کمائے گا لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا کہ اس نے بنایا کچھ تھا اور اسکرین پر کچھ اور ہی مناظر دکھائی دے رہے تھے۔

عجوبے نے اپنی کسی مخصوص تکنیک کے ذریعے اس سوفٹ ویئر کو تبدیل کر دیا تھا پھر وہاں اپنے مطلب کی باتیں ریکارڈ کی تھیں۔ ٹیچر ہکا بکا سا دیدے پھیلائے منہ کھولے وہ تمام مناظر دیکھ رہا تھا، عجوبے کی باتیں سن رہا تھا اور بار بار حیران پریشان ہو کر کہہ رہا تھا۔ ”یہ سب کچھ میں نے نہیں کیا ہے۔ یہ... یہ کیسے بول رہا ہے؟ میں نے تو اس کا کوئی مکالمہ بھی ریکارڈ نہیں کیا تھا۔“

عالی اور ایمان علی خاموش بیٹھے عجوبے کو مانیٹر پر دیکھ رہے تھے۔ اس کے متعلق سوچ رہے تھے اور اسے سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے پھر ایمان نے ٹیچر سے کہا۔ ”پلیز، خاموش رہو۔ ہمیں اس کی باتیں سننے دو۔“

وہ تن کر بولا۔ ”کیسے خاموش رہوں؟ میرے سافٹ ویئر کی تو ایسی کی تیسی ہو گئی ہے۔ پتا نہیں اس میں کیا کچھ آ رہا ہے اور یہ کیا بکواس کر رہا ہے؟“

عالی نے کہا۔ ”اس کی بکواس تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔ بہتر ہے، خاموش رہو۔“

اس نے ٹیچر کے دماغ پر قبضہ جمایا تو وہ چپ ہو گیا۔ آگے بہت کچھ بولنا چاہتا تھا لیکن بول نہیں پا رہا تھا۔ ایسے وقت وہ عجوبہ اسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ”یو ٹیچر...! تم نے بڑی محنت سے میرا سوفٹ ویئر تیار کیا ہے۔ تمہاری محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔ تمہارے پاس پچاس لاکھ ڈالرز پہنچ جائیں گے۔ تم اسے بھول جاؤ۔ آیندہ میرا کوئی سافٹ ویئر تیار نہ کرنا۔ میں جا رہا ہوں۔“

عالی نے کہا۔ ”جسٹ آ منٹ! کیا تم ٹیچر کو دیکھ رہے ہو؟ کیا میری باتیں سن رہے ہو؟“

اسکرین پر وہ عجوبہ دور جاتے جاتے ایک نقطہ بن کر نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ وہ سی ڈی ختم ہو گئی تھی۔ اس سے یہ اندازہ ہوا کہ عجوبے نے اپنی کسی مشین کے ذریعے اپنے طور پر سافٹ ویئر تیار کیا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس وقت ٹیچر کے علاوہ عالی اور ایمان بھی اسے دیکھ رہے ہیں۔

عجوبے نے صرف ٹیچر کو یہ جتانے کے لیے اپنا وہ سافٹ ویئر دکھایا تھا کہ اس کے بعد وہ دوسرا کوئی سافٹ ویئر تیار نہ کرے۔

وہ سی ڈی ختم ہو گئی تھی۔ مانیٹر تاریک ہو گیا تھا۔ ٹیچر نے سی پی یو سے اپنی سی ڈی کو نکال کر دیکھا پھر اسے دوبارہ پیش کر کے مانیٹر پر دیکھا تو پتا چلا کہ اس کا تیار کردہ سافٹ ویئر مٹا دیا گیا ہے۔ وہ عجوبہ یہ کہہ گیا تھا کہ آیندہ اس کے حوالے سے کوئی سوفٹ ویئر تیار نہ کیا جائے۔ وہ چاہتا تو اس سلسلے میں اس ٹیچر کو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ دیتا۔ لیکن اس نے وعدہ کیا تھا کہ اس کے پاس پچاس لاکھ ڈالرز پہنچا دیے جائیں گے۔

ٹیچر نے کہا۔ ”یہ تو کوئی خلائی مخلوق ہے۔ ہم سے زیادہ سائنسی معلومات رکھتا ہے۔ اس نے دیکھتے ہی دیکھتے میرے سافٹ ویئر کو بالکل مٹا کے رکھ دیا ہے۔ میری ساری محنت برباد ہو گئی ہے۔“

عالی نے کہا۔ ”اس کا احسان مانو کہ وہ تمہاری توقع سے بہت زیادہ معاوضہ ادا کرنے والا ہے۔“

ایمان علی نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ”کم آن عالی! اب ہمیں یہاں سے مزید معلومات حاصل نہیں ہوں گی۔ ہمیں بندروں کے شکاری مسٹر پیکارڈو سے کام لینا ہو گا۔“

وہ دونوں اس ادارے سے باہر آ گئے۔ وہ پریشان ہو کر بولی۔ ”وہ کم بخت خوامخواہ میرے پاپا کے پیچھے پڑ گیا ہے؟“

ایمان نے کہا۔ ”تم نے سنا نہیں تھا وہ اپنے سوفٹ ویئر کے ذریعے کہہ رہا تھا کہ اس دنیا میں جو لوگ سپر پاور کہلاتے ہیں اور جو خطرناک مجرم ناقابلِ شکست بن گئے ہیں وہ سب رفتہ رفتہ اس کی گرفت میں آتے رہیں گے۔ وہ ایسے لوگوں کی زندگی کا آخری فیصلہ کرے گا۔ اس کا دعویٰ ہے کہ اس کی عدالت میں لاسٹ ججمنٹ ہوتا ہے۔“

”یعنی وہ خود کو ملک الموت کہہ رہا ہے؟ وہ خود کو اتنا طاقتور کہہ رہا ہے کہ جسے چاہے زندگی دے سکتا ہے اور جس سے چاہے زندگی چھین سکتا ہے۔“

ایمان علی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جو کہہ رہا ہے وہ کر سکتا ہے۔ تم نے دیکھا ہے کہ اس کے کسی خفیہ اڈے میں سائنس اور ٹیکنالوجی سے تعلق رکھنے والی جدید مشینیں ہیں، یہ کتنی حیرانی کی بات ہے کہ وہ ریموٹ کنٹرولر کے بغیر اپنی پلکیں جھپکا کر ٹی وی یا کمپیوٹر وغیرہ کو آن اور آف کرتا ہے۔“

عالی نے کہا۔ ”آج تک کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا

برین ماسٹر تک نہیں پہنچ سکا۔ اس نے اپنے بیٹے جارج رچ مین کو بھی کہیں چھپایا ہے۔ اس کی شخصیت اور لب و لہجہ سب کچھ بدل دیا ہے لیکن عجوبے کے پاس کیسی عجیب و غریب اور خطرناک قسم کی مشینیں ہیں کہ وہ ان کے ذریعے روپوش رہنے والوں تک پہنچ جاتا ہے.... اوہ گاڈ! مجھ سے ایک غلطی ہو گئی۔“

ایمان علی نے پوچھا۔ ”کیسی غلطی...؟“

”جب ہم اس کا سوفٹ ویئر دیکھ رہے تھے تو وہ برین ماسٹر کے بیٹے جارج رچ مین کی آواز اور لب و لہجہ سنا رہا تھا مجھے اسے ذہن نشین کر لینا چاہیے تھا مگر میں عجوبے کو دیکھ کر اور اس کی باتیں سن کر ایسے اُلجھ گئی تھی کہ جارج رچ مین کے لب و لہجے اور آواز کو ذہن نشین نہ کر سکی۔“

وہ بولا۔ ”واقعی، ایک اچھا موقع تمہارے ہاتھ سے نکل گیا۔ اگر اس کی آواز اور لب و لہجہ تمہیں معلوم ہوتا تو ابھی ہم برین ماسٹر کو تگنی کا ناچ نچا دیتے۔“

”اب تو وہ کم بخت عجوبہ سب ہی کو نچائے گا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ فرہاد ہو، برین ماسٹر ہو یا دنیا کا کوئی بھی ناقابلِ شکست انسان... وہ سب ہی کو اپنی حیرت انگیز معلوماتی مشینوں میں محفوظ کر چکا ہے۔ وہ جب چاہے گا اپنے مطلوبہ دشمن تک پہنچ جائے گا۔“

ایمان علی نے کہا۔ ”خدا کا شکر ہے کہ وہ پاپا تک پہنچنے میں ناکام رہا ہے۔“

”وہ پاپا کو ڈھونڈ نکالنے کے لیے تمام اکابرین تک اپنے اس سوفٹ ویئر کو پہنچائے گا۔ ان اکابرین سے وعدہ کرے گا کہ وہ انہیں پاپا کے انتقام سے محفوظ رکھے گا اور جو بھی پاپا کو ڈھونڈ نکالے گا۔ وہ اسے طبعی عمر تک جینے کا موقع دے گا اور اس کی تین خواہشات کو پورا کرے گا۔“

”یہ کتنی حیرانی کی بات ہے کہ پاپا کو تلاش کرتے وقت عجوبے کی ٹریسنگ مشین فیل ہو جاتی ہے۔“

عالی نے کہا۔ ”خدا میرے پاپا کے ساتھ ہے۔“

ایمان نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ ”بے شک... جناب تبریزی نے پاپا پر روحانی عمل کیا ہو گا، روحانی قوتوں کے سامنے وہ مشین ناکارہ ہو جاتی ہے۔“

ایسا ہی کچھ ہو رہا تھا لیکن وہ دونوں روحانی عمل کے سلسلے میں تفصیلات نہیں جانتے تھے کہ فرہاد کے سلسلے میں کیا ہو چکا ہے؟ اور اب کیا ہو رہا ہے؟ وہ کہاں ہے؟ کس حال میں ہے؟ اپنے خون کے رشتوں سے بھی رابطہ کیوں نہیں کر رہا ہے؟ یہ باتیں ابھی کسی کی سمجھ میں آنے والی نہیں

تھیں۔

☆☆☆

عجوبہ اپنے تہ خانے میں تھا۔ اس ٹریننگ مشین کو بار بار چیک کر رہا تھا جو فرہاد کا سراغ لگانے میں ناکام ہو رہی تھی۔ وہ حیران تھا کہ اس مشین میں کوئی خرابی نظر نہیں آ رہی تھی۔ یہ حیران کرنے والی بات تھی کہ وہ فرہاد کے سلسلے میں ناکارہ کیوں ہو جاتی ہے؟

وہ اپنی ریوالونگ چیئر پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک ٹی وی اسکرین کو دیکھ کر پلکیں جھپکائیں۔ دوسرے ہی لمحے اسکرین آن ہو گیا۔ دوسری بار پلکیں جھپکانے پر وہاں اسکرین پر ایک سوال ابھرنے لگا۔ ''اٹینشن پلیز اٹینشن.. ٹریننگ مشین بالکل پرفکٹ ہے پھر عارضی طور پر فیل کیوں ہو جاتی ہے؟''

جواباً اسکرین پر الفاظ ابھرنے لگے۔ ''سرچنگ آنسر.... ویٹ اے وہائل (جواب تلاش کیا جا رہا ہے، تھوڑا انتظار کرو)''

عجوبے نے ایک ویڈیو اسکرین کو دیکھ کر پلکیں جھپکائیں، اس مشین کا مانیٹر آن ہو گیا پھر وہ وقفے وقفے سے پلکیں جھپکانے لگا وہاں امریکا اور یورپ کے اکابرین میں سے ایک ایک فرد باری باری دکھائی دے رہا تھا۔ یہ وہ افراد تھے جن سے سونیا اور بے باک موسن انتقام لے رہے تھے۔

ان دنوں وہ تمام اکابرین فرہاد کی آتما اور برین ماسٹر کے درمیان پھنسے ہوئے تھے۔ فرہاد کی آتما نے کہا تھا کہ وہ اکابرین اگر ماسٹر کے بیٹے جارج رچ مین کو ڈھونڈ نکالیں گے تو وہ ان سے انتقام نہیں لے گا، وہ زندہ رہ کر طبعی عمر تک جئیں گے۔

دوسری طرف برین ماسٹر نے ان تمام اکابرین کو دھمکی دی تھی کہ کسی نے بھی اس کی بیوی، بیٹے اور بیٹی کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو وہ تمام اکابرین کی بیوی اور بچوں کو ہلاک کر ڈالے گا۔ عجوبہ ان تمام حالات سے واقف تھا۔ اس نے اپنے تیار کردہ سوفٹ ویئر کو ان تمام اکابرین تک پہنچا دیا۔

اس نے باری باری ان تمام اکابرین کے دماغ میں آ کر کہا۔ ''تم سب کے کمپیوٹر میں 'جو جو' کے نام سے ایک نئی فائل انسٹال کی گئی ہے۔ اس فائل کو اوپن کرو اور اسے دیکھو۔ تم سب کے لیے بہت بڑا سرپرائز ہے۔''

وہ سب حیران تھے کہ ایک نئی آواز اور لب و لہجے میں ان کے اندر کون بول رہا ہے؟ اس نے کہا۔ ''پہلے اس فائل کو اوپن کرو پھر تمہیں ہر سوال کا جواب مل جائے گا۔''

انہوں نے اپنے اپنے کمپیوٹر کو آن کر کے دیکھا تو شدید حیرانی سے ان کے منہ کھل گئے، دیدے پھیل گئے۔ ان کے سامنے ایک ایسا نیا ٹیلی پیتھی جاننے والا انسان تھا جو انسانوں سے مختلف تھا۔ اس کے پاس جو مشینیں تھیں وہ سائنسی ایجادات کا حیرت انگیز نمونہ تھیں۔ وہ اپنے سوفٹ ویئر کے ذریعے ان مشینوں کی کارکردگی دکھا رہا تھا اور انہیں حیران کر رہا تھا۔

یہ چیلنج کر رہا تھا کہ اس دنیا میں جو بھی سپر پاور اور ناقابل شکست کہلانا چاہے گا، وہ اسے موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ اس کی باتیں اور اس کی مشینیں کہہ رہی تھیں کہ وہ یقیناً ایسا کر سکتا ہے۔

اگرچہ وہ وحشت طاری کر رہا تھا لیکن یہ سب سے حیرت انگیز اور ناقابل یقین خبر سنا رہا تھا کہ فرہاد زندہ ہے۔ یہ ایسی خبر تھی کہ اکابرین کو فوراً ہی یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ امریکا اور یورپ میں اپنی اپنی جگہ ایک ہنگامی اجلاس میں حاضر ہو گئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ عجوبہ ہمیں فرہاد سے نجات دلانے کا وعدہ کر رہا ہے۔ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ زندہ ہے جبکہ اس کی آتما بڑے پُراسرار طریقے سے ہماری دشمن بنی ہوئی ہے اور ہمارے کئی ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اُتار چکی ہے۔

ایک اعلیٰ عہدیدار نے کہا۔ ''سب سے پہلے ہمیں اس سوال کا جواب تلاش کرنا چاہیے کہ ہم اس نئے عجیب و غریب ٹیلی پیتھی جاننے والے عجوبے پر کس حد تک بھروسا کر سکتے ہیں؟ کیسے یقین کریں کہ وہ فرہاد کے متعلق جو خبر سنا رہا ہے وہ دُرست ہے؟''

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ ''وہ بہت پُراسرار ہے۔ وہ ہم سب کے نام اور ہمارے پتے ٹھکانے جانتا ہے۔ حتیٰ کہ ہم سب کے دماغوں میں بھی ٹھکانا بنا چکا ہے۔ ہمارے محلوں میں مسلح گارڈز کا پہرا دن رات رہتا ہے۔ کوئی ہماری اجازت کے بغیر اندر نہیں آ سکتا۔ اس کے باوجود اس نے اپنا سوفٹ ویئر ہم سب کے کمپیوٹرز میں پہنچا دیا ہے۔''

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ ''ہمیں اس عجوبے پر بھروسا کر کے اسے آزمانا چاہیے۔ ابھی ہم فرہاد اور برین ماسٹر کے درمیان سینڈوچ بنے ہوئے ہیں۔ ہم پر دونوں طرف سے دباؤ پڑ رہا ہے۔ ایسے میں ایک تیسری طاقت ہمارے سامنے آئی ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ ہمیں فرہاد اور برین ماسٹر دونوں سے نجات دلائے گی۔''

ایک اعلیٰ عہدیدار نے کہا۔ ''جب وہ عجوبہ اپنی ٹریننگ

مشین کے ذریعے تمام مطلوبہ افراد تک پہنچ جاتا ہے تو پھر وہ فرہاد تک کیوں نہیں پہنچ پا رہا ہے؟''

ایسے وقت ان کے درمیان بیٹھے ہوئے ایک افسر نے کہا۔ ''میں آپ حضرات کے سامنے بول رہا ہوں لیکن اس وقت میں، میں نہیں ہوں۔ میری زبان سے وہ عجوبہ بول رہا ہے۔''

وہ تمام اکابرین اس افسر کو توجہ سے دیکھنے لگے۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ''میری ٹریننگ مشین کبھی فیل نہیں ہوئی لیکن فرہاد کو تلاش کرنے کے سلسلے میں ناکامی کا منہ دیکھ رہا ہوں۔ دوسرے لفظوں میں فرہاد یہ ثابت کر رہا ہے کہ وہ ناقابل شکست ہے۔ یہ میرے لیے بہت بڑا چیلنج ہے اور میں اس چیلنج کا منہ توڑ جواب ضرور دوں گا۔''

وہ ایک ذرا توقف سے بولا۔ ''تم لوگ اب تک دھوکا کھا رہے تھے کہ وہ مر چکا ہے اور وہ بھی آتما بن کر تم لوگوں کا سکون برباد کر رہا تھا، جب یہ معلوم ہو چکا ہے کہ وہ زندہ ہے۔ اسی دنیا میں ہے تو پھر اسے تلاش کیا جا سکتا ہے۔''

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ ''ہمارے لوگ اسے ضرور تلاش کریں گے تم نے وعدہ کیا ہے کہ ہم اسے ڈھونڈ نکالیں گے تو تم اس کے بعد ہم سے کبھی دشمنی نہیں کرو گے؟ اور ہماری تین خواہشات بھی پوری کرو گے۔''

''میں زبان کا دھنی ہوں۔ جو وعدہ کیا ہے اسے ضرور پورا کروں گا۔ فرہاد کے علاوہ یہ نہ بھولو کہ تم اپنے دوسرے دشمن برین ماسٹر سے بھی نجات چاہتے ہو ...کیا نہیں چاہتے؟''

سب ہی اثبات میں سر ہلانے لگے، ایک نے کہا۔ ''وہ بھی پُراسرار ہے۔ آج تک کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی اس کا پتا ٹھکانا معلوم نہیں کر سکا۔ کیا تمہاری ٹریننگ مشین اس کی نشاندہی کر رہی ہے؟''

''بے شک کر رہی ہے۔ میں کل تک برین ماسٹر کو بے نقاب کر دوں گا۔ ابھی جا رہا ہوں۔ اب کل ہی تم لوگوں سے رابطہ کروں گا۔''

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ اس ٹی وی اسکرین کو دیکھنے لگا، جہاں اس نے سوال کیا تھا کہ ٹریننگ مشین بالکل پرفکٹ ہے پھر عارضی طور پر فیل کیوں ہو جاتی ہے؟

اب اس ٹی وی اسکرین پر جواب ابھر رہا تھا۔ ''مسٹر جو جو کرانٹے! کبھی کبھی ماورائی قوتیں ظہور میں آتی ہیں۔ دنیا والے اسے روحانیت کہتے ہیں۔ ایسے ہی کسی روحانی عمل کے باعث ٹریننگ مشین عارضی طور پر ناکارہ ہو کر پھر درست ہو جاتی ہے۔''

اس عجوبے کا نام جو جو کرانٹے تھا۔ اس نے جواب پڑھنے کے بعد پھر پلکیں جھپکائیں، اس کی طرف سے ایک سوال اسکرین پر ابھرنے لگا۔ ''کیا اس روحانیت کا تعلق فرہاد سے ہے؟''

اسکرین پر جواب اُبھرنے لگا۔ ''ہاں، تعلق ہے۔ فرہاد کا تعلق بابا فرید واسطی کے روحانی ادارے سے ہے۔ وہ اس دنیا میں موجود ہے۔ وہ تلاش کرنے سے ضرور ملے گا۔ روحانیت کے خلاف کوئی حکمت عملی اختیار کرو...''

سوال جواب کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس نے پلکیں جھپکائیں تو اسکرین پر فرہاد دکھائی دینے لگا۔ جو جو کرانٹے کے پاس حیرت انگیز مشینیں تھیں۔ اس نے ان سائنسی ایجادات سے استفادہ کرتے ہوئے غیر معمولی قوتیں اور کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ پہلی بار وہ شخص اسے ناکامی کا منہ دکھا رہا تھا۔ جو اس وقت اسکرین پر دکھائی دے رہا تھا۔

☆☆☆

برین ماسٹر کو بڑی زبردست کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ کرونا اور ٹونی جے اس کے شکنجے میں آ گئے تھے۔ اس کے ایک ماتحت آوڈی مین نے اپنی غیر معمولی قوت سماعت کے ذریعے ان دونوں کو ایک ہوٹل میں ٹریپ کیا تھا۔ اس نے ٹونی جے کی ٹانگ اور کرونا کے بازو پر گولیاں چلائی تھیں۔ زخم گہرے نہیں تھے۔ بعد میں ایک ڈاکٹر نے آ کر ان کی مرہم پٹی کی تھی۔ اب پولیس والے طرح طرح کے سوالات کر رہے تھے۔

وہ جواباً یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ ٹیلی پیتھی کے خطرناک کھیل میں زخمی ہو چکے ہیں۔ وہ حملہ آور کو جانتے ہیں لیکن اس کے خلاف بیان نہیں دے سکتے۔ یہ جانتے تھے کہ اس وقت وہ ان کے دماغوں میں موجود ہو گا اور اپنے خلاف کچھ بولنے کی اجازت نہیں دے گا۔

یوں بھی قانون کے محافظ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو کبھی گرفتار کر ہی نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے پولیس والوں کو یہ بیان دے کر ٹال دیا کہ کوئی ڈاکو تھا۔ جبراً ان کے کمرے میں گھس آیا تھا اور انہیں زخمی کرنے کے بعد پچاس ہزار ڈالرز چھین کر لے گیا تھا۔

ڈاکٹر مرہم پٹی کر کے جا چکا تھا۔ پولیس والے بھی ان کا بیان لے کر چلے گئے۔ وہ دونوں ایک بیڈ پر پڑے ہوئے تھے۔ ان کے جاتے ہی کرونا نے پریشان ہو کر کہا۔ ''میں بڑی دیر سے خیال خوانی کی کوشش کر رہی ہوں مگر ناکام

ہو رہی ہوں۔“

ٹونی جے نے کہا۔ ”ہم اس حالت میں نہ تو خیال خوانی کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے اندر آنے والے کو یوگا کی مہارت سے روک سکتے ہیں۔“

کرونا نے خلا میں تکتے ہوئے آواز دی۔ ”برین ماسٹر...! کیا تم ہمارے اندر موجود ہو؟“

جواباً خاموشی رہی۔ وہ تھوڑی دیر تک انتظار کرتی رہی پھر بڑی بے بسی سے بولی۔ ”میں التجا کرتی ہوں۔ ہم پر تنویمی عمل نہ کرو۔ ہمیں تابعدار نہ بناؤ۔ ہم دوست بن کر رہیں گے اور ساری زندگی ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہارے کام آتے رہیں گے۔“

تب ماسٹر کی آواز سنائی دی۔ ”تم میرے کیا کام آؤ گی؟ فرہاد علی تیمور نے تمہیں بیٹی بنایا تھا۔ تم بظاہر اس کی بیٹی بن کر رہیں۔ لیکن اس کے مرتے ہی تم نے اس کی فیملی کو دھوکا دیا۔ میں تمہارے خیالات پڑھ کر معلوم کر چکا ہوں۔ تمہارے غرور کا یہ عالم ہے کہ تم نے سونیا کو چیلنج کیا تھا۔ سونیا تو بہرحال اپنی جگہ ہے۔ یہ دیکھو کہ تم کہاں پہنچ گئی ہو؟“

وہ ماسٹر کی خوشامدیں کرنے لگی۔ وہ بولا۔ ”بکواس بند کرو۔ میں تمہارے فریب میں آنے والا نہیں ہوں۔ تھوڑی دیر بعد آ کر تم پر تنویمی عمل کروں گا۔“

وہ ٹونی جے کے دماغ میں آ گیا۔ اس نے کرونا کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا تھا کہ اس نے کس طرح ٹونی جے کو محبت کے جال میں پھانس کر اس سے شادی کی تھی پھر اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ اس کے بعد اسے اپنا تابعدار بنا لیا تھا۔

ماسٹر ٹونی جے کے اندر رہ کر خاموشی سے اسے وہ ساری باتیں یاد دلانے لگا۔ ٹونی جے نے چونک کر سر گھماتے ہوئے کرونا کو دیکھ کر کہا۔ ”تُو بہت ہی ذلیل اور کمینی ہے۔ تُو نے مجھے محبت کا فریب دیا مجھ سے شادی کی اور مجھے اپنا غلام بنا لیا۔ اب میں تیرے تنویمی عمل کے اثر میں نہیں ہوں۔ اس لیے مجھے یہ تمام باتیں یاد آ رہی ہیں۔“

وہ پریشان ہو کر بولی۔ ”یہ غصہ دکھانے کا وقت نہیں ہے۔ ہم دونوں پر مصیبت آئی ہوئی ہے۔ ابھی ہم دونوں ماسٹر کے تابعدار بننے والے ہیں۔ کچھ تدبیر کرو۔ کسی طرح بچاؤ کی کوئی صورت نکالو۔“

وہ بڑے دُکھ سے بولا۔ ”آہ....! مجھے فرہاد صاحب یاد آ رہے ہیں۔ وہ ایک باپ کی طرح مجھ سے محبت کرتے رہے۔ میں نے بھی ہمیشہ ان کا احترام کیا۔ کبھی ان کے خلاف خیال خوانی نہیں کی۔ لیکن تُو کیسی ذلیل عورت ہے کہ ان کے مرتے ہی تُو نے میڈم سونیا کو دھوکا دیا۔ ان کے دو امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ان سے چھین لیا۔ اس عظیم خاتون نے تجھے بیٹی کہا تھا اور تُو نے اسے چیلنج کیا۔ میں تجھ پر لعنت بھیجتا ہوں۔“

”اونہہ.... مجھ سے نفرت کرو یا دشمنی۔ مجھ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ برین ماسٹر مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بنانے والا ہے۔ میری آزادی اور خود مختاری ختم ہونے والی ہے۔“

ماسٹر چپ چاپ ان کی باتیں سن رہا تھا۔ سوچ رہا تھا۔ ”ابھی اپنے بیٹے سے باتیں کرے گا۔ اس کی خیریت معلوم کرے گا پھر واپس آ کر ان دونوں پر عمل کرے گا۔ اسے اطمینان تھا کہ ان دونوں کی دماغی توانائی چوبیس گھنٹوں سے پہلے بحال ہونے والی نہیں تھی۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ سینٹر ٹیبل پر رکھے ہوئے موبائل فون کو اٹھا کر اپنے بیٹے جارج رچ مین کے نمبرز پنچ کرنے لگا۔ پہلا نمبر پنچ کرتے ہی وہ ایک دم سے چونک گیا کوئی اسے مخاطب کر رہا تھا۔ ”ہائے برین ماسٹر....!“

اس نے چونک کر آواز کی سمت دیکھا۔ سامنے کچھ فاصلے پر اس کا کمپیوٹر آن ہو گیا تھا اور مانیٹر اسکرین پر ایک عجیب و غریب شخص دکھائی دے رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ”میری ٹریسنگ مشین بتا رہی ہے کہ تم اس وقت اپنے گھر کی چار دیواری میں ہو۔ مجھے یقین ہے کہ اس وقت تم کمپیوٹر کے سامنے ہو اور مجھے دیکھ رہے ہو اور میری باتیں سن رہے ہو۔“

برین ماسٹر حیرانی سے اُچھل کر کھڑا ہو گیا۔ آہستہ آہستہ کمپیوٹر کے قریب آتے ہوئے اسے بڑی توجہ سے دیکھ رہا تھا اور یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ عجوبہ کون ہے؟ میرا نام کس طرح جانتا ہے؟ صرف نام ہی نہیں میرا پتا ٹھکانا بھی جانتا ہے۔ میرے گھر کے کمپیوٹر میں چلا آیا ہے۔

جوجو کرانتے کہہ رہا تھا۔ ”میں نے اپنا ایک سافٹ ویئر تمہارے کمپیوٹر میں پہنچایا ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ اپنے کمپیوٹر کو آن کرو جوجو کے نام سے ایک فائل ہے اسے اوپن کرو۔ تمہارے سامنے معلومات کا ایک نیا باب کھلنے والا ہے۔“

یہ کہتے ہی وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ مانیٹر بجھ گیا۔ کمپیوٹر بند ہو گیا۔ وہ بڑی دیر تک اس کمپیوٹر.... سامنے گم صم کھڑا رہا۔ یہ بات اسے دن رات تشویش میں مبتلا کرنے والی تھی کہ ایک عجیب و غریب انسان جو اس کے لیے سراسر اجنبی تھا۔ وہ اس کے گھر کے اندر کمپیوٹر کے ذریعے کیسے چلا

آیا؟

وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام کر سوچ رہا تھا۔ اس عجوبے نے کسی ٹریسنگ مشین کا ذکر کیا تھا اور کہا تھا۔ ”اس کے ذریعے وہ معلوم کر چکا ہے کہ اس وقت میں اپنے گھر میں ہوں۔ کمپیوٹر کے ذریعے اسے دیکھ رہا ہوں اور اس کی باتیں سن رہا ہوں۔ وہ میرے متعلق بہت کچھ جانتا ہے... مگر کیسے جانتا ہے؟“

وہ قریب آ کر مانیٹر پر ہاتھ رکھ کر سوچنے لگا۔ ”کیا وہ کوئی خطرناک جادوگر ہے؟ یا غیر معمولی ذہانت کا مالک سائنسدان ہے؟ اس نے کسی ٹریسنگ مشین کے ذریعے میرا سراغ لگا لیا پھر یہ کہ ایک جادوگر کی طرح میرے کمپیوٹر میں پہنچ گیا۔ جس طرح ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسروں کے دماغوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ سائنسدان یا جادوگر دوسروں کے کمپیوٹرز میں پہنچ جاتا ہے۔“

اس نے کمپیوٹر کو آن کیا۔ تمام فائلیں چیک کیں۔ ایک نئی فائل جوجو کرانتے کے نام سے نظر آئی۔ اس نے اس فائل کو اوپن کیا تو وہی عجوبہ دکھائی دینے لگا۔ وہ اپنے کسی خفیہ اڈے میں تھا۔ وہاں کئی طرح کی سائنس اور ٹیکنالوجی سے تعلق رکھنے والی ایسی حیرت انگیز مشینیں تھیں۔ جو پہلے کبھی اس دنیا میں دیکھی نہیں گئی تھیں۔

برین ماسٹر کمپیوٹر پر وہ تمام مناظر دیکھ رہا تھا۔ جو عالی اور ایمان علی اور دوسرے اکابرین اب تک دیکھ چکے تھے۔ اسے دیکھ کر بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔ شدید حیرانی سے سوچ رہا تھا کہ جو کچھ دیکھ رہا ہوں، وہ قصوں اور کہانیوں والی باتیں لگ رہی ہیں۔

پھر اس نے خود ہی تسلیم کیا کہ یہ کوئی قصہ کہانی نہیں ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ عجوبہ میرے کمپیوٹر اسکرین پر آیا تھا۔ کیا وہ جانتا ہے کہ میری رہائش گاہ کہاں ہے؟ اور کس کمرے میں یہ کمپیوٹر رکھا ہوا ہے؟ اس نے میرا نام لے کر مجھے مخاطب کیا تھا۔ اس کا مطلب ہے وہ میرا نام پتا ٹھکانا سب کچھ جانتا ہے پھر وہی سوال پیدا ہوا کہ کیسے جانتا ہے؟

یہ ایسے سوالات تھے جو اس کے اندر سے اُبھر رہے تھے اور اس کا خون خشک کر رہے تھے۔ اسے اس بات پر ناز تھا کہ فرہاد سمیت آج تک کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کی خفیہ رہائش گاہ تک پہنچ نہیں پایا تھا۔ وہ ایک خفیہ پناہ گاہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ بڑے اطمینان سے محفوظ رہتا تھا لیکن اس عجوبے کی آمد نے اس کے سکون اور اطمینان کو غارت کر دیا تھا۔

کچھ زیادہ ہی تشویش میں مبتلا کرنے والی بات یہ تھی کہ وہ عجوبہ اس کی رہائش گاہ کے کمپیوٹر میں کیسے پہنچ گیا؟ کیا وہ آئندہ کامیابی کے ساتھ روپوش نہیں رہ سکے گا؟ ان سوالات کے جواب تک پہنچنے سے پہلے اس نے خیال خوانی کے ذریعے اپنے بیٹے سے کہا۔ ”فوراً ضروری سامان پیک کرو۔ تمہارے لیے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ جہاں ہو وہاں سے نکل آؤ۔ میں ایک جگہ کا پتا بتا رہا ہوں، وہاں پہنچو۔ میں تم سے وہیں ملوں گا۔“

اس نے بیٹے کو ایک نئی خفیہ رہائش گاہ کا پتا بتایا پھر اپنا ضروری سامان بھی پیک کرنے لگا۔ اس دوران میں تمام اکابرین کے اندر جا کر عجوبے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگا۔ اس کا اندازہ درست نکلا کہ وہ عجوبہ اس سے پہلے اس کے دشمنوں تک پہنچا ہوا ہے۔ اس نے ان سب کو یہ بتایا ہے کہ فرہاد زندہ ہے۔ وہ خوامخواہ اپنی آتما کی باتیں کر کے ان سب کو دھوکا دے رہا ہے۔ ان تمام اکابرین کو یقین تھا کہ عجوبہ جو کہہ رہا ہے وہ دُرست ہے۔

وہ سر اُٹھا کر پھر اس کمپیوٹر کو دیکھنے لگا۔ وہ گویا جادو کا پٹارا تھا۔ اس کے اندر سے ایک بلا برآمد ہو کر اسے دھمکیاں دے کر غائب ہو گئی تھی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ جو کچھ دیکھا تھا وہ حقیقت تھی۔ اس نے اپنے بازو میں ایک زور کی چٹکی بھری پھر تکلیف محسوس کرتے ہوئے یقین کیا کہ وہ خواب نہیں دیکھ رہا تھا۔

☆☆☆

بندروں کے شکاری پکارڈو نے کہا تھا کہ وہ بیمار ہے اور اس عجوبے کو تلاش کرنے کے لیے عالی اور ایمان علی کے ساتھ جنگل میں نہیں جا سکے گا۔ عالی نے بعد میں اس کے خیالات پڑھے تو پتا چلا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

وہ چاہتا تھا کہ تنہا جنگل میں جائے۔ اگر وہ عجوبہ نظر آ جائے تو کیمرے سے اس کی تصویریں اتارے۔ ان تصاویر کے ذریعے وہ ہزاروں ڈالرز کما سکے گا۔ وہ اس معاملے میں عالی اور ایمان علی کو یا کسی کو بھی شریک نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہ دونوں اچانک ہی اس کے مکان میں پہنچ گئے۔ اس مکان کے اطراف بہت بڑا احاطہ تھا۔ اس احاطے کے اندر کئی پنجرے تھے۔ جن میں بندروں کو رکھا گیا تھا۔ ملک کے مختلف شہروں کے اسپتالوں سے بندروں کی سپلائی کا آرڈر موصول ہوتا رہتا تھا۔ وہ انہیں ان اسپتالوں میں پہنچا کر اچھی خاصی رقم حاصل کرتا رہتا تھا۔

پکارڈو نے انہیں دیکھ کر پوچھا۔ ”آپ لوگ کون ہیں؟ اور یہاں کیوں آئے ہیں؟“

ایمان علی نے کہا۔ ”ہم نے فون پر تم سے بات کی تھی۔ تمہارے ساتھ جنگل میں جا کر اس عجوبے کو دیکھنا چاہتے ہیں۔“

عالی نے کہا۔ ”تم تو اچھے خاصے صحت مند ہو لیکن ہمیں یہ کہہ کر ٹال دیا کہ بیمار ہو۔“

وہ ناگواری سے بولا۔ ”جب یہ سمجھ رہی ہو کہ میں ٹال رہا ہوں تو یہاں کیوں آئی ہو؟“

”ٹالنے کی کوئی تو وجہ ہوگی؟“

”اس عجوبے کو میں نے دریافت کیا ہے۔ ایک آرٹسٹ کے ذریعے اس کی خیالی تصویر بنوائی تھی۔ جس میگزین میں وہ تصویر شائع ہوئی اور اس کے متعلق مضمون شائع ہوا۔ اس رسالے کے مالک نے مجھے ایک ہزار ڈالرز دیے تھے۔“

ایمان علی نے کہا۔ ”ہم بھی تم سے مفت کام نہیں کرائیں گے۔ اچھی خاصی رقم دیں گے۔“

اس نے کہا۔ ”میں تنہا جنگل میں جا کر اس کی تصویریں اتارنا چاہتا ہوں۔ وہ تصویریں کم از کم پانچ یا دس ہزار ڈالرز میں فروخت ہوں گی۔ کیا تم اتنی بڑی رقم مجھے دے سکو گے؟“

”ہاں، ابھی ہم تمہیں پانچ ہزار ڈالرز دیں گے۔ تمہارے اطمینان کے لیے اپنے ساتھ کیمرا نہیں لے جائیں گے۔ تم اپنے کیمرے سے اس کی جتنی تصویریں چاہو اتار سکتے ہو۔“

وہ ایک طرف دیکھتے ہوئے سوچنے لگا۔ اسے بیٹھے بٹھائے پانچ ہزار ڈالرز مل رہے تھے۔ اسے یہ امید نہیں تھی کہ دوبارہ اس عجوبے کو اس جنگل میں دیکھ سکے گا اور دیکھ سکا تو تصویریں اتار سکے گا یا نہیں؟ اور اگر تصویریں اتار لیں تو وہ پانچ یا دس ہزار ڈالرز میں فروخت ہو سکیں گی یا نہیں؟

ایمان نے پانچ ہزار ڈالرز گن کر اسے پیش کیے تو وہ فوراً راضی ہو گیا۔ اس نے رقم لیتے ہوئے کہا۔ ”ہمیں جنگل میں رات گزارنی ہوگی۔ اگر وہ عجوبہ ایک رات کو دکھائی نہ دیا تو دوسری رات بھی وہاں قیام کرنا ہوگا۔ فارسٹ آفیسر ریسٹ ہاؤس کا کرایہ پچاس ڈالر لے گا۔“

ایمان علی نے کہا۔ ”نو پرابلم۔ ہم وہاں رہنے سہنے اور کھانے پینے کے سلسلے میں تمام پیمنٹ کرتے رہیں گے تم فکر نہ کرو۔ بس ابھی یہاں سے روانگی کی تیاری کرو۔“

وہ دوپہر کو وہاں سے روانہ ہوئے اور شام تک فارسٹ آفس میں پہنچ گئے۔ وہاں پکارڈو نے عالی اور ایمان علی کے ناموں کی انٹری کرائی۔ فارسٹ آفیسر نے کہا۔ ”یہاں صرف شکاریوں کو آنے۔۔۔ اور راتوں کو رہنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ یہاں آنے والے اپنی ذمے داری پر دور دور جا کر شکار کھیلتے ہیں۔ کبھی کبھی خود جنگلی جانوروں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تم دونوں کو مسٹر پکارڈو کی ضمانت پر دو راتوں تک رہنے کی اجازت دی جا رہی ہے۔“

انہوں نے وہاں کے دستور کے مطابق ایک رجسٹر کی خانہ پُری کی، اپنے دستخط کیے پھر ایک ریسٹ ہاؤس میں پہنچ گئے۔ پکارڈو نے کہا۔ ”ہم رات آٹھ بجے تک کھانے کے بعد یہاں سے نکلیں گے پھر جنگل کے اسی حصے میں جائیں گے جہاں میں نے اسے دیکھا تھا۔“

عالی نے اپنے کمرے میں آرام سے بیٹھ کر مجھ سے رابطہ کیا۔ ”ہائے ممّا! آپ کیسی ہیں؟“

میں نے خوش ہو کر کہا۔ ”آئی ایم فائن۔ بہت دنوں بعد ماں کی یاد آئی ہے۔ بائی داوے اس وقت کہاں ہو؟ اور کیا کر رہی ہو؟“

وہ بولی۔ ”اوہ ممّا۔۔۔! کچھ نہ پوچھیں۔ آپ کو بتانے کے لیے بہت سی باتیں ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ خوشخبری سنا رہی ہوں کہ پاپا زندہ ہیں۔ اوہ ممّا! میں کیا بتاؤں یہ خوشخبری سنتے ہی میں خوشی سے پاگل ہو گئی تھی۔ آپ کا کیا حال ہے؟“

سونیا ہنسنے لگی وہ بولی۔ ”آپ ہنس رہی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کو یقین نہیں آ رہا ہے۔ پہلے مجھے بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔ لیکن یہ خبر اتنی مستند اور پکی ہے کہ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے پاپا اسی دنیا میں زندہ و سلامت ہیں مگر کہاں ہیں؟ ابھی ان کا سراغ نہیں مل رہا ہے۔“

میں نے کہا۔ ”میں اس لیے ہنس رہی ہوں۔ کہ یہ بات شروع سے جانتی تھی۔ حقیقتاً تمہارے پاپا کو موت نہیں آئی تھی۔ ان کی جگہ کوئی دوسرا آدمی مارا گیا ہے۔“

یہاں یہ وضاحت لازمی ہے کہ فرہاد کی جگہ مارا جانے والا وہ شخص کون تھا؟

جیسا کہ پچھلے باب میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک انتہائی خطرناک جادوگر منڈل جوگی پُراسرار علوم کے ذریعے فرہاد علی تیمور کو اپنا معمول اور تابعدار بنانا چاہتا تھا۔ ان دنوں فرہاد سوئٹزرلینڈ میں ثنا (نومی کرسٹل) کے ساتھ تھا۔ میں بھی بعد میں وہاں پہنچ گئی تھی۔

بہرحال منڈل جوگی نے فرہاد کو ٹریپ کرنے کے لیے اپنے ایک چیلے شنکر نارائن کو وہاں بھیجا تھا۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ وہ بہت پہلے جان

گئے تھے کہ کوئی عجوبہ ہے جس نے فرہاد کی موت کا دن اور تاریخ مقرر کی ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس عجوبے کو دھوکا دینے اور فرہاد کی موت کا یقین دلانے کے لیے شنکر نارائن کو غائب دماغ بنا کر فرہاد کے بستر علالت پر پہنچا دیا تھا۔ جناب تمریزی کے علم کے مطابق اس بدبخت شنکر نارائن کی موت کا وقت آچکا تھا۔

شنکر نارائن نے سوئٹزرلینڈ پہنچ کر اپنا چہرہ تبدیل کیا تھا اور فرہاد کا ہم شکل بن گیا تھا۔ اس کی یہ تدبیر خود اسے مہنگی پڑی۔ اس کی موت کے بعد بھی اسے فرہاد سمجھا جاتا رہا۔

فرہاد کے تمام دشمن امریکا اور یورپ کے اکابرین یہ یقین کرنا چاہتے تھے کہ فرہاد مر چکا ہے۔ اس سے پہلے بھی کئی بار فرہاد نے موت کا ڈراما پلے کیا تھا پھر ایک عرصے بعد منظر عام پر آکر دشمنوں کی تمام خوش فہمیاں ختم کردی تھیں۔

فرہاد کی موت کی تصدیق کرنے کے لیے شنکر نارائن کی لاش کو وہاں کے اسپتال کے ایک مردہ خانے میں پہنچایا گیا تھا۔ مختلف ممالک سے کتنے ہی اکابرین وہاں پہنچ رہے تھے۔ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یقین کرنا چاہتے تھے کہ واقعی وہ فرہاد ہے بھی یا نہیں؟ لیکن ان سب کے وہاں پہنچنے سے پہلے اور اس لاش کے چہرے سے میک اپ اُترنے سے پہلے جناب تمریزی کی مرضی کے مطابق وہاں ایک بم کا دھماکا ہوا اور اس لاش کے چیتھڑے اڑ گئے۔ یہ بھید نہ کھل سکا کہ فرہاد کی جگہ کوئی دوسرا مارا گیا تھا۔

باباصاحب کے ادارے کے بانی بابا فرید واسطی نے سونیا سے کہا تھا۔ ”جب فرہاد کا آخری وقت آئے گا اور وہ اپنی آخری سانسیں پوری کرے گا تو اس وقت اس کے پاس سونیا کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ وہ صرف اسی کی موجودگی میں اسی کی قربت میں جان دے گا۔“

اور ایسا نہیں ہوا تھا۔ جب فرہاد بستر علالت پر پڑا ہوا تھا یا یہ کہنا چاہیے کہ اس وقت شنکر نارائن فرہاد کے روپ میں بستر پر پڑا ہوا تھا۔ تب سونیا تھوڑی دیر کے لیے ثنا سے باتیں کرنے اس کمرے سے باہر آگئی تھی۔ جب وہ دوبارہ فرہاد کے کمرے میں واپس آئی تو اس وقت تک اس کا دم نکل چکا تھا تب ہی اس نے سمجھ لیا تھا کہ اس بستر علالت پر مرنے والا اس کا فرہاد نہیں کوئی بہروپیا ہے۔ اس کا ایمان تھا کہ بابا فرید واسطی مرحوم کی پیش گوئی کبھی غلط نہیں ہوسکتی۔ فرہاد کو جب بھی موت آئے گی تو اس کی موجودگی میں آئے گی۔ چونکہ وہ کمرے میں موجود نہیں تھی۔ اس لیے اس کا فرہاد مرا نہیں زندہ ہے۔

دوسری طرف ایمان علی نے اپنی آگہی کے ذریعے عالی کو بتایا تھا کہ اس کے پاپا کی موت مشکوک ہے۔ بعد میں اسے عجوبے کے حوالے سے آگہی ملی تب عالی کو یقین ہوا کہ اس کے پاپا زندہ ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے سن سٹی میں آکر اس کا سافٹ ویئر دیکھا تو پھر ایک ذرا سا بھی شبہ نہیں رہا۔ اچھی طرح تصدیق ہوگئی کہ وہ زندہ ہے۔

میں نے عالی سے شکایت کی۔ ”تمہیں ایمان علی نے آگہی کے ذریعے بتادیا تھا پھر بھی تم نے مجھ سے پاپا کے زندہ رہنے والی بات چھپائی۔ تم نے ایسا کیوں کیا؟“

وہ بولی۔ ”ممّا! آپ کو بھی پہلے ہی دن سے یقین تھا کہ میرے پاپا زندہ ہیں۔ آپ نے بھی مجھ سے یہ بات چھپائی تھی۔ آخر کیوں؟“

”میں پہلے معلوم کرنا چاہتی تھی کہ فرہاد زندہ ہیں تو کہاں ہیں؟ ہم سے رابطہ کیوں نہیں کر رہے ہیں؟ پہلے میں ان کا سراغ لگانا چاہتی تھی۔ اس کے بعد ہی اپنے تمام بچوں کو خوشخبری سنانا مناسب ہوتا۔“

عالی نے کہا۔ ”میں بھی یہی چاہتی تھی کہ پہلے پاپا کی زندگی کا پوری طرح یقین ہوجائے۔ اب جبکہ سن سٹی پہنچ کر مجھے اچھی طرح یقین ہوگیا ہے تو میں آپ کو یہ خوشخبری سنا رہی ہوں۔“

”اچھا تو تم افریقا کے شہر سن سٹی میں ہو؟“

”ہاں، ایمان کو ایک عجوبے کے سلسلے میں آگہی ملی تھی۔ ہم اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے سن سٹی گئے تھے۔ اب سوالیہ کے ایک شہر میراگ کے قریب ایک جنگل میں پہنچے ہوئے ہیں۔“

میں نے حیرانی سے پوچھا۔ ”عجوبہ...؟ یہ عجوبہ کیا ہے؟“

وہ مجھے اس کے متعلق پوری تفصیل سے بتانے لگی۔ میں بڑی حیرانی اور دلچسپی سے سنتی رہی۔ میں نے ایسے عجیب و غریب انسان کے متعلق نہ پہلے کبھی پڑھا تھا اور نہ پہلے کبھی اس کے بارے میں سنا تھا۔ میں سنتی رہی اور پریشان ہوتی رہی پھر میں نے کہا۔ ”عالی! یہ تو بہت ہی خطرناک ہے۔ اپنی عجیب وغریب مشینوں کے ذریعے کسی بھی دشمن تک پہنچ جاتا ہے۔“

عالی نے کہا۔ ”آپ فکر نہ کریں ممّا! وہ ہمارے پاپا کو کبھی ڈھونڈ نہیں پائے گا۔“

”بے شک، وہ تمہارے پاپا کو ڈھونڈنے میں ناکام ہو رہا ہے لیکن وہ ہم میں سے کسی کے پاس کسی وقت بھی پہنچ سکتا

ہے۔ کسی کو بھی نقصان پہنچا کر تمہارے پاپا کو کمزور بنا سکتا ہے۔ انہیں اسرار کے پردوں سے نکل آنے پر مجبور کرسکتا ہے۔“

”میں اور ایمان اس پہلو سے سوچتے ہیں تو پریشان ہوجاتے ہیں۔ کسی بھی طرح اس کی عجیب وغریب مشینوں تک پہنچنے کا موقع ملے گا تو میں ان سب کو تباہ کردوں گی۔ ہم سب سے پہلے اس عجوبے تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ اسی لیے اسے تلاش کرنے یہاں جنگل میں آئے ہوئے ہیں۔“

”بیٹی! وہ جتنا عجیب وغریب ہے۔ اتنا ہی خطرناک بھی ہے۔ اس سے بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔“

”آپ فکر نہ کریں۔ ہم محتاط رہیں گے۔ آپ بھی اس عجوبے جوجو گرانتے پر قابو پانے کوئی تدبیر سوچیں۔ آپ کی پوری ہسٹری بتاتی ہے کہ آپ جب بھی کسی کے مقابل آتی ہیں تو اس کے بارہ بجادیتی ہیں۔ ہمیشہ کے لیے اس کی چھٹی کردیتی ہیں۔“

”مجھ پر خدا مہربان ہے اور بابا فرید واسطی کی دعائیں میرے ساتھ رہتی ہیں۔“

ہم ماں بیٹی بڑی دیر تک باتیں کرتی رہیں پھر وہ مقررہ وقت کے مطابق ریسٹ ہاؤس سے نکل کر ایمان علی اور پکارڈو کے ساتھ جنگل کے اس حصے کی طرف چلی گئی جہاں ایک بار اس عجوبے کو دیکھا گیا تھا۔ یہ کوئی ضروری نہیں تھا کہ وہ عجوبہ ہر رات اپنی خفیہ پناہ گاہ سے نکلتا ہو۔ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ وہ پہلی بار اس رات بھٹک کر اُدھر آگیا ہو اور اب کبھی اُدھر کا رخ نہ کرتا ہو۔

پکارڈو نے کہا۔ ”جب میں نے پہلی بار اسے دیکھا تو وہ بڑا سا تھیلا پکڑے جنگل کے اسی حصے سے گزر رہا تھا۔ میری آواز سنتے ہی وہ ایک دم سے بدک کر بھاگتا چلا گیا۔ اس کی رفتار ایسی تیز تھی جیسے کمان سے تیر چھوٹ کر جا رہا ہو۔“

ایمان علی نے کہا۔ ”ہم نے اس میگزین میں پڑھا ہے۔ تم نے بیان دیا ہے کہ وہ ایسے بھاگ رہا تھا کہ اس کے پاؤں متحرک نہیں تھے۔ دونوں پاؤں ایک جگہ تھے اور وہ جیسے پھسلتا جا رہا تھا۔“

پکارڈو نے کہا۔ ”بے شک یہی بات تھی۔ اس کے پیروں سے جیسے پہیے بندھے ہوئے تھے۔ وہ کسی موٹر گاڑی یا ریل گاڑی کی طرح بڑی تیز رفتاری سے دور ہوکر نظروں سے اوجھل ہوگیا تھا مگر وہ تھیلا اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔ اس میں جڑی بوٹیاں تھیں۔ اس سے اندازہ ہوا کہ وہ راتوں کو جڑی بوٹیوں کی تلاش میں ادھر آتا ہے۔“

”اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ان جڑی بوٹیوں سے دوائیں بنانا جانتا ہے۔“

عالی نے کہا۔ ”اور یہ خیال آتا ہے کہ اس کے جسم کے اندر کسی طرح کا الیکٹرونک سسٹم ہے کیونکہ جب وہ پلکیں جھپکتا تھا تو ان مشینوں کے مانیٹرز کے مناظر تبدیل ہونے لگتے تھے۔ اس کی آنکھیں گویا کہ ریموٹ کنٹرولر تھیں۔ دور ہی سے ان مشینوں کو کنٹرول کر رہی تھیں۔“

وہ تینوں وہاں جنگل میں دور دور تک بھٹکتے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا مایوسی ہوتی رہی۔ وہ کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پکارڈو نے کہا۔ ”میری پہلی رپورٹ کے بعد فارسٹ کی آرمی نے پورے جنگل میں اس عجوبے کی قیام گاہ کو تلاش کیا تھا لیکن میلوں دور تک کوئی ایسی چاردیواری نہیں ملی جہاں وہ چھپ کر رہتا ہو۔ اس سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ وہ اِدھر نہیں رہتا۔ کہیں دور سے آیا تھا۔“

ایمان علی نے کہا۔ ”پھر تو یہ کہنا چاہیے کہ اس جگہ سے اس کی کوئی خاص وابستگی ہوگی‘ تب ہی وہ اِدھر آئے گا اور ہمیں نظر آئے گا۔“

صبح کے چار بجے۔ وہ مایوس ہوکر ریسٹ ہاؤس میں واپس آگئے تھکن سے بُرا حال تھا۔ وہ اپنے اپنے کمروں میں آکر دروازہ اندر سے بند کرنے کے بعد سوگئے۔ انہیں ایسی گہری نیند آئی کہ وہ اپنے آس پاس کی دنیا سے حتیٰ کہ اپنے آپ سے بھی غافل ہوگئے۔

دن کے ایک بجے ایمان علی کی آنکھ کھلی تو اس نے فوراً ہی غسل کیا، وضو کرکے ظہر کی نماز ادا کی۔ جب نماز کے اختتام پر وہ درود شریف پڑھنے لگا تب اس پر آگہی کی کیفیت طاری ہونے لگی۔ اس کا سر جھک گیا، آنکھیں بند ہوگئیں اور وہ بند آنکھوں کے پیچھے خود کو عالی اور پکارڈو کے ساتھ اس جنگل میں دیکھ رہا تھا۔ جس طرح وہ پچھلی رات بھٹکتے رہے تھے اسی طرح جنگل کے اس حصے میں بھٹک رہے تھے۔ اس وقت وہ اور عالی زرد رنگ کے لباس میں تھے۔ پیروں میں زرد رنگ کی جرابیں، جوتے اور ہاتھوں میں دستانے بھی اسی رنگ کے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے سر سے گردن تک نقاب بھی زرد رنگ کا پہن رکھا تھا۔ ان کے برعکس پکارڈو عام لباس میں تھا۔

یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ دونوں زرد رنگ کے لباس اور نقاب میں کیوں چھپے ہوئے ہیں؟ آدھی رات کے بعد اس عجوبے سے اچانک ہی سامنا ہوگیا۔ وہ تینوں

ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر تھے اور جہاں تھے وہیں ٹھٹک گئے۔ پکارڈو نے ریوالور سے اس کا نشانہ لیتے ہوئے کہا۔ ''تم جہاں ہو وہیں رک جاؤ۔ ہم سے باتیں کرو گے تو ہم تمہیں جان سے نہیں ماریں گے۔''

اس کی بات ختم ہوتے ہی اس عجوبے نے اچانک اپنے مخصوص انداز میں تیزی دکھائی۔ ایک دم سے تیر کی طرح ایک طرف پلٹ کر ایسے گیا کہ پکارڈو اس کا نشانہ نہیں لے سکا۔ اس نے دو فائر کیے لیکن اس وقت تک وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ وہ جدھر گیا تھا۔ پکارڈو بھی اُدھر دوڑتا ہوا گیا۔ عالی اور ایمان بھی اس کے پیچھے تھے۔

کچھ دور جانے کے بعد وہ عجوبہ اچانک ان کے پیچھے نمودار ہوا۔ انہوں نے پلٹ کر اسے دیکھا عالی اور ایمان علی کو یوں لگا جیسے وہ ان کی طرف نہیں دیکھ رہا ہے صرف پکارڈو پر اس کی نظر ہے پھر اس سے پہلے کہ پکارڈو اپنی گن سیدھی کرتا وہ تیر کی طرح آ کر اس سے ٹکرا گیا۔ وہ زبردست فائیٹر تھا۔ پکارڈو بھی کچھ کم نہیں تھا لیکن اس کے حملے ناکام ہوتے جا رہے تھے اور وہ عجوبے سے مار کھاتا جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور بہت پہلے ہی چھوٹ گیا تھا۔ ایمان اس کی مدد کے لیے آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ عالی نے خیال خوانی کے ذریعے کہا۔ ''ذرا رک جاؤ۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے اس نے ہمیں دیکھ کر بھی نہ دیکھا ہو یا ہم اسے نظر نہ آ رہے ہوں۔''

ایمان نے کہا۔ ''یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جب وہ ہمارے ساتھی کو دیکھ رہا ہے تو ہمیں بھی دیکھ چکا ہو گا۔''

عالی نے کہا۔ ''ایک ذرا ٹھہرو، میں ابھی آزماتی ہوں۔''

ایسے وقت عجوبے نے پکارڈو کو اپنے داؤ میں لا کر اس کی گردن توڑ ڈالی۔ اس کے منہ سے ایک کراہ بھی نہ نکل سکی وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ عالی نے اسی لمحے میں ایک چھوٹا سا پتھر اٹھا کر اس کی طرف پھینکا۔ پتھر اسے لگا تو وہ چونک کر پلٹ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ عالی نے خیال خوانی کے ذریعے ایمان سے کہا۔ ''ایمان! تم کچھ دیکھ رہے ہو، سمجھ رہے ہو؟''

وہ بولا۔ ''سمجھنا کیا ہے۔ تم نے مجھے اس کی مدد کرنے نہیں دیا وہ بیچارا مارا گیا ہے۔''

وہ بولی۔ ''پہلے اپنی خیریت مناؤ۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم اسے دکھائی نہیں دے رہے ہیں۔''

''یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟''

''تم خود ہی دیکھو وہ ہمیں ڈھونڈنے کے انداز میں ایک ایک قدم بڑھتا ہوا اِدھر سے اُدھر جا رہا ہے۔ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ کس نے اسے پتھر مارا ہے؟ اور اب دیکھو ہماری طرف آ رہا ہے۔ اسے ہمارے قدموں کی ہلکی سی آہٹ بھی نہیں ملنی چاہیے۔''

وہ دونوں بہت ہی دبے قدموں ذرا پیچھے چلے گئے۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا ان کے درمیان سے گزرتا ہوا آگے نکل گیا۔ عالی نے کہا۔ ''دیکھا ایمان! میں نہ کہتی تھی کہ یہ ہمیں دیکھ نہیں پا رہا ہے۔ پتا نہیں ایسی کیا بات ہے کہ ہم دونوں اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں؟''

عالی کے اس سوالیہ فقرے کے ساتھ آگہی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں تو نماز کی حالت میں دوزانو بیٹھا ہوا تھا اور پھر سے بے اختیار درود شریف پڑھنے لگا۔

ایسے وقت دروازے پر دستک ہوئی اور عالی کی آواز سنائی دی۔ ''میرا خیال ہے تم نیند پوری کر چکے ہو۔''

''ہاں، تم کمرے میں چلو، میں ابھی آتا ہوں۔''

اسے وہ آگہی کچھ سمجھا رہی تھی اور وہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسے کس بات کا اشارہ مل رہا ہے؟

وہ دونوں ہندوستان سے پہلے افریقا کے شہر سن سٹی آئے تھے۔ وہاں انہوں نے ایک میگزین میں اس عجوبے کی تصویر دیکھی تھی پھر اس ٹیچر کے ذریعے وہ سانٹ ڈیئر دیکھا تو اس کے بعد ہی پکارڈو کے ساتھ صومالیہ کے جنوبی شہر میراگ پہنچے۔ میراگ سے پچیس میل کے فاصلے پر وہ جنگل تھا جہاں کے ریسٹ ہاؤس میں انہوں نے قیام کیا ہوا تھا۔

ایمان علی نے عالی کے کمرے میں آ کر کہا۔ ''ابھی مجھے آگہی ملی ہے۔ ہمیں ایک دن کے لیے یہاں سے واپس میراگ جانا ہو گا۔''

عالی نے پوچھا۔ ''خیریت تو ہے؟ یہ بتاؤ تمہیں کیسی آگہی ملی ہے؟''

اس نے آگہی کے دوران میں جو کچھ دیکھا تھا وہ اسے من وعن سنا دیا۔ عالی نے تعجب سے کہا۔ ''یہ کیا بات ہوئی کہ اس عجوبے نے پکارڈو کو دیکھا اور اسے مار ڈالا اور ہم دونوں اسے نظر نہیں آئے؟ اس آگہی سے تم کیا سمجھ رہے ہو؟''

''سیدھی سی بات سمجھ میں آنے والی ہے۔ تم نے میری اس بات پر غور نہیں کیا کہ اس وقت ہم جنگل میں تھے اور سر سے پاؤں تک زرد رنگ کے لباس میں چھپے ہوئے تھے۔ نقاب بھی زرد رنگ کا پہنا ہوا تھا۔ جرابیں جوتے اور دستانے سب ہی زرد رنگ کے تھے۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس عجوبے کو نہ تو زرد رنگ دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی اس رنگ

کے لباس میں چھپے ہوئے افراد اسے دکھائی دیتے ہیں۔''

''او، یس... اب سمجھ میں آ رہا ہے تمہاری آگہی نے یہ سمجھا دیا ہے کہ جب بھی عجوبے سے سامنا ہو گا تو ہم زرد رنگ کے لباس میں محفوظ رہ سکیں گے۔''

''اور ہمیں اس رنگ کے لباس میں اس طرح چھپ کر رہنا ہو گا کہ ہمارا ایک ناخن تک دکھائی نہ دے۔''

انہوں نے پکارڈو سے کہہ دیا کہ وہ ایک دن کے لیے شہر جا رہے ہیں۔ آج رات جنگل میں نہیں جا سکیں گے۔ دوسرے دن واپس آ کر دوسری رات اس عجوبے کی تلاش میں نکلا جائے گا۔

☆☆☆

عجوبے نے فون کے ذریعے برین ماسٹر سے رابطہ کرنا چاہا تو پتا چلا کہ فون بند ہے۔ اس نے اکابرین میں سے ایک اعلیٰ عہدیدار کو مخاطب کیا اور کہا۔ ''برین ماسٹر سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ اس کا کوئی دوسرا فون نمبر بتاؤ۔''

اس نے کہا۔ ''برین ماسٹر کا ایک ہی فون نمبر تمام اکابرین کے پاس ہے۔ ہم نے کئی بار کوشش کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے وہ فون بند کر دیا ہے۔ کسی وجہ سے کسی سے بھی رابطہ کرنے سے کترا رہا ہے۔''

''کوئی بات نہیں، اب میں اسے ایسا سبق سکھاؤں گا کہ وہ آئندہ ہم سے کترانا بھول جائے گا۔''

وہ ٹریسنگ مشین کے ذریعے معلومات حاصل کرنے لگا۔ فوراً ہی پتا چلا کہ وہ اپنی رہائش گاہ میں نہیں ہے۔ اس ٹریسنگ مشین کے مانیٹر پر لندن شہر کا نقشہ پھیلا ہوا تھا۔ برین ماسٹر سے تعلق رکھنے والا سرخ نقطہ ایک سمت بڑھتا جا رہا تھا پھر وہ ننھا سا نقطہ ویلنگٹن اسٹریٹ میں پہنچ گیا۔ وہاں سے وہ آگے بڑھتا ہوا ایک بنگلے کے آگے آ کر رک گیا۔ اس بنگلے کا نمبر جی فورٹین تھا۔ وہ نقطہ وہیں جا کر ٹھہر گیا تھا۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد بجھ گیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ماسٹر اس سے چھپنے کے لیے اس نئی رہائش گاہ میں پہنچا ہوا تھا۔

پھر اس نے ماسٹر کے بیٹے جارج رچ مین کا سراغ لگایا۔ اس سے تعلق رکھنے والا سرخ نقطہ بھی اسی طرح آگے بڑھتا ہوا ویلنگٹن اسٹریٹ سے گزرتا ہوا اسی بنگلا نمبر جی فورٹین میں پہنچ کر بجھ گیا۔ یہ معلوم ہو گیا کہ دونوں باپ بیٹے ایک ہی چھت کے نیچے ایک ہی رہائش گاہ میں ہیں۔

اس نے فی الوقت انہیں چھیڑنے دیا۔ کردنا اور ٹونی جے کے اندر پہنچ کر انہیں دیکھا۔ وہ دونوں ہوٹل کے کمرے میں تھے۔ زخم گہرا نہیں تھا۔ اب وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تھے۔ اس نے مخاطب کیا۔ ''ہائے کردنا!''

اس نے چونک کر پوچھا۔ ''تم کون ہو؟''

اس نے ٹونی جے کے اندر آ کر کہا۔ ''کردنا پوچھ رہی ہے میں کون ہوں۔ تم بھی یہی سوال کرو گے۔ اس لیے میں تمہاری زبان سے بول رہا ہوں۔ اس طرح تم دونوں میری باتیں سن سکو گے۔''

پھر ٹونی جے اپنی زبان سے بولنے لگا۔ ''میں تم دونوں کے لیے اجنبی ہوں۔ عام طور سے ایک عجوبہ کہلاتا ہوں۔ تمہیں رفتہ رفتہ معلوم ہو گا کہ میں کون ہوں؟ اور کتنی پُراسرار قوتوں کا مالک ہوں۔ فی الحال اتنا ہی سمجھ لو کہ امریکا اور یورپ کے تمام اکابرین میرے زیرِ اثر ہیں۔ برین ماسٹر مجھ سے چھپتا پھر رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں تم دونوں میری طرف سے محاسبہ کرنے کے لیے اس کے پاس جاؤ۔''

کردنا نے کہا۔ ''یہ سوچ سوچ کر ہماری جان سولی پر لٹکی ہوئی ہے کہ وہ کسی وقت بھی آ کر ہم پر تنویمی عمل کرے گا اور...''

عجوبے نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ''اور وہ کچھ نہیں کر پائے گا۔ میں نے اپنے مخصوص طریقہ کار کے مطابق تم دونوں کے دماغوں کو لاک کر دیا ہے۔ دنیا کا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے اندر نہیں آ سکے گا۔''

وہ خوش ہو کر بولی۔ ''کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ ہمارا دماغ لاک ہو چکا ہے۔ ہم برین ماسٹر سے محفوظ رہیں گے؟''

''اس سے محفوظ بھی ہو گے اور اسے چیلنج بھی کر سکو گے۔ وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ آج تک کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا برین ماسٹر کا پتا ٹھکانا معلوم نہ کر سکا۔ وہ بڑی کامیابی سے روپوش رہتا ہے۔''

''ہاں، وہ ایک طویل عرصے سے پُراسرار بنا ہوا ہے۔''

''اس کی پُراسراریت ختم ہو رہی ہے۔ تم دونوں ابھی اس کی خفیہ پناہ گاہ میں جا کر اسے حیرانی اور پریشانی میں مبتلا کرو گے۔''

اس کا مطلب ہے' تم اس کی خفیہ رہائش گاہ کا پتا جانتے ہو اور ہمیں وہاں پہنچانے والے ہو؟''

''بے شک، یہاں سے نکلو۔ میں تمہیں گائیڈ کروں گا کہ کدھر جانا ہے؟''

یہ کردنا اور ٹونی جے کے لیے بہت بڑی بات تھی کہ جس کے زیرِ اثر آنے والے تھے۔ اب اسے حیران پریشان کر سکتے تھے۔ وہ دونوں پہلے ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے جو اس پُراسرار برین ماسٹر کی خفیہ پناہ گاہ تک پہنچنے کا فخر حاصل

کر رہے تھے۔

وہ ماسٹر اس نئی پناہ گاہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ مطمئن تھا۔ بیٹے کو تسلیاں دے رہا تھا۔ ''میری جان! تم فکر نہ کرو۔ اس عجوبے کو اتفاقاً ہماری اس خفیہ رہائش گاہ کا پتا چل گیا ہو گا۔ اب تو اس کا باپ بھی ہم تک نہیں پہنچ سکے گا۔''

''مگر پاپا! آپ نے تو کہا تھا کہ وہ کسی عجیب و غریب مشین کے ذریعے اپنے مطلوبہ افراد تک پہنچ جاتا ہے؟''

''ہاں، اس کا سافٹ ویئر دیکھنے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بہت ہی پُراسرار ہے۔ کتنی ہی عجیب و غریب مشینیں اپنے پاس رکھتا ہے۔ لیکن وہ سافٹ ویئر اسی کا بنایا ہوا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ خوامخواہ ہم پر رعب ڈالنے اور ہمیں متاثر کرنے اور خود کو برتر ثابت کرنے کے لیے ایسی چالیں چل رہا ہے۔''

''اگر آپ مطمئن ہیں تو میں بھی مطمئن ہوں۔ فی الحال کوئی فکر پریشانی نہیں ہے۔ ابھی میں ممی سے بات کرسکتا ہوں۔''

''بے شک، ان کے نمبرز چیخ کرو اور باتیں کرو۔ مجھے بھی تمہاری ممی اور تمہاری بہن کی بہت فکر ہے۔ وہ کلوٹا بے باک مومن جونک کی طرح اینا سے چمٹ گیا ہے۔ اسے موت کے گھاٹ اتارنے کے لیے کتنی ہی تدبیریں کرچکا ہوں لیکن وہ کم بخت میرے ہتھے نہیں چڑھ رہا ہے۔''

جارج نے کہا۔ ''آپ میری بہن اینا کو تو قابو میں کرسکتے ہیں؟''

''میں نے یہ بھی کرکے دیکھا ہے۔ وہ کلوٹا بہت چالاک ہے۔ اس نے تنویمی عمل کے ذریعے اینا کے دماغ کو لاک کردیا ہے۔ میں ان دونوں میں سے کسی کے اندر نہیں جاسکتا۔ یہ نہیں معلوم کرسکتا کہ وہ کہاں جاتے ہیں اور کس طرح وقت گزارتے ہیں؟''

''مجھے یہ سوچ سوچ کر غصہ آتا ہے کہ ایک کالے نے میری بہن پر قبضہ جمایا ہوا ہے اور ہم اس کے خلاف کچھ کر نہیں پارہے ہیں۔''

''میں تو اس کے پیچھے ہی پڑ جانے والا تھا لیکن یہ عجوبہ ایک نئی مصیبت بن کر آگیا ہے۔ تمام اکابرین کو متاثر کرچکا ہے آئندہ وہ میرے مقابلے میں ان اکابرین کی حمایت کرے گا تو میرے لیے مسائل پیدا ہوتے رہیں گے۔''

جارج نے نمبرز چیخ کیے پھر رابطہ ہونے پر کہا۔ ''ہیلو ممی! میں آپ کا بیٹا جارج بول رہا ہوں۔''

وہ خوش ہو کر بولی۔ ''ہائے میری جان! یہ بھی کوئی بولنے کی بات ہے کہ تم بول رہے ہو؟ میں لاکھوں میں تمہاری آواز پہچان سکتی ہوں۔ اتنے دنوں بعد تمہیں ماں کی یاد آئی ہے؟''

''ممی...! آپ تو جانتی ہی ہیں کہ مجھے کس قدر محتاط رہنا پڑتا ہے۔ پتا نہیں کتنے دشمن ہیں؟ اور کہاں کہاں میری تاک میں رہتے ہیں؟ اسی لیے تو آپ کے پاس آ نہیں سکتا۔ آپ کے گلے نہیں لگ سکتا۔ آپ کو پیار نہیں کرسکتا۔''

''نہیں بیٹے! میں خود کہتی ہوں کہ میرے پاس نہ آؤ۔ جہاں ہو وہاں سلامتی سے رہو۔ میں تمہارے تحفظ اور سلامتی کے لیے دعائیں کرتی رہتی ہوں۔ یہ بتاؤ کیا تم کسی خفیہ پناہ گاہ میں قیدی بن کر چھپے رہتے ہو؟''

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ ''ایسی بات نہیں ہے ممی! میرا چہرہ میری شخصیت اور میری آواز اور لب و لہجہ سب کچھ بدل چکا ہے۔ آپ سے میں اپنی ذاتی آواز میں بول رہا ہوں لیکن جب خفیہ پناہ گاہ کے باہر جاتا ہوں تو میرا لب و لہجہ بدل جاتا ہے۔ پاپا نے تو میری شخصیت اور میرا چہرہ سب ہی کچھ بدل دیا ہے۔ کوئی پہچان نہیں سکتا کہ میں جارج رچ مین ہوں۔ آپ نے مجھے جنم دیا ہے آپ بھی مجھے دیکھیں گی تو پہچان نہیں سکیں گی۔''

''مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ تم قیدی بن کر نہیں رہتے ہو۔ باہر تفریح کے لیے جایا کرتے ہو۔''

''آپ کو یہ سن کر اور خوشی ہوگی کہ میری ایک بہت ہی خوبصورت گرل فرینڈ ہے اور میں اس سے شادی کرنے والا ہوں۔''

وہ خوشی سے کھل گئی۔ ''کیا واقعی! تم شادی کرنے والے ہو؟ میرے لیے بہو لانے والے ہو؟ او ہ گاڈ! میں کیسے اُڑ کر تمہارے پاس آجاؤں اور اپنی ہونے والی بہو کو دیکھوں؟''

''یہی تو مشکل ہے ممی! جب تک ہم اپنے بدترین دشمنوں پر قابو نہیں پائیں گے۔ اس وقت تک ماں بیٹے مل نہیں سکیں گے اور نہ ہی آپ اپنی بہو کو دیکھ سکیں گی اگر میری شادی میں آئیں گی، بہو کو دیکھنا چاہیں گی تو آپ کی نگرانی کرنے والے دشمن یہ پتا لگانے کی کوشش کریں گے کہ آپ میری شادی میں کیوں شریک ہوئی ہیں؟ میں آپ کا کون ہوتا ہوں؟ پھر وہ کڑی سے کڑی ملاتے ہوئے یہ راز معلوم کرلیں گے کہ میں ایک نئے روپ میں ہوں۔''

وہ تڑپ کر بولی۔ ''نہیں بیٹے! نہیں، میں کبھی تمہاری شادی میں نہیں آؤں گی اور نہ ہی اپنی بہو کو دیکھنا چاہوں گی۔

میں اپنے دل پر پتھر رکھ لوں گی...''

یہ کہتے ہی وہ پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ کہنے لگی۔ ''میں کتنی بدنصیب ہوں۔ تمہیں دیکھ سکتی ہوں اور نہ ہی اپنی بہو کو گلے لگا سکتی ہوں اور... اور جب پوتی اور پوتے ہوں گے تو انہیں اپنی گود میں بھی نہیں کھلا سکوں گی۔ کیا مجھ جیسی بدنصیب اس دنیا میں کوئی ہوگی؟''

برین ماسٹر خیال خوانی کے ذریعے مونیکا کے اندر تھا۔ اس کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے بیٹے سے فون لے کر اپنے کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ ''مونیکا اپنے آنسو پونچھ لو۔ میں چاہوں تو تم اپنے بیٹے سے دن رات مل سکتی ہو۔ بہو کو بھی دیکھ سکتی اور آئندہ اپنے پوتے پوتیوں کو گود میں بھی کھلا سکتی ہو۔''

وہ حیرانی سے بولی۔ ''یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ تو کہتے ہیں کہ ہمارے چاروں طرف دشمن ہی دشمن ہیں؟''

''میں دشمنوں سے نمٹنا جانتا ہوں۔ جس طرح میں نے بیٹے کا چہرہ اور شخصیت تبدیل کی ہے۔ اسی طرح تمہارا چہرہ اور شخصیت تبدیل کرکے بیٹے کے پاس بھیج دوں گا۔ چالاک سے چالاک دشمن بھی یہ سمجھ نہیں پائے گا کہ تم اپنے بیٹے کے پاس پہنچ کر ایک نئی زندگی گزار رہی ہو۔''

جارج نے کہا۔ ''اوہ یس پاپا! میں نے تو یہ سوچا بھی نہیں تھا۔ کہ ایسا ہوسکتا ہے۔ ممی کو بس کسی بھی طرح میرے پاس بھیج دیں۔''

وہ بولا۔ ''یہ بات بہت پہلے سے میرے ذہن میں ہے لیکن میں نے اس پر عمل اس لیے نہیں کیا کہ تمہاری بہن اینا بے باک مومن کی دیوانی ہوگئی ہے اور وہ کلوٹا مسلمان ہے فرہاد کی فیملی سے تعلق رکھتا ہے۔ ماں کو تمہارے پاس آنے کے لیے بیٹی کو اس کے حال پر چھوڑ دینا ہوگا۔''

مونیکا نے کہا۔ ''ویسے بھی ہم نے اینا کو اس کے حال پر چھوڑا ہوا ہے۔ وہ ہمارے کہنے پر ہے اور نہ ہی ہم اسے اپنے قابو میں کرسکتے ہیں۔ وہ میری کوئی بات نہیں مانتی ہے۔ اپنی من مانی کرتی ہے۔ مجھ سے دکھاوے کی محبت کرتی ہے اور میں ایسی کوئی رسمی محبت نہیں چاہتی۔ موجودہ حالات میں نہ میری بیٹی میری ہے اور نہ ہی بیٹا مجھے مل رہا ہے۔ مجھے اس اذیت سے نجات دلاؤ۔ میں اینا کو اس کے حال پر چھوڑ کر اپنے بیٹے کے پاس جانا چاہتی ہوں۔''

''دوسرے لفظوں میں تم اسے بے باک مومن کے حوالے کرچکی ہو؟''

''آپ سمجھتے کیوں نہیں؟ ہمارے کچھ کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ بے باک مومن کی ہوچکی ہے۔ اب پلٹ کر ہماری کبھی نہیں ہوگی۔''

وہ بولا۔ ''اچھی بات ہے۔ میں چند اہم معاملات سے نمٹ کر تمہاری شخصیت اور چہرہ تبدیل کروں گا پھر تمہیں بیٹے کے پاس لے آؤں گا۔''

یہ کہہ کر اس نے فون بند کردیا۔ جارج وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ اس کے چند اہم معاملات میں ایک اہم معاملہ کرونا اور ٹونی جے کا تھا۔ ان دونوں پر تنویمی عمل کرکے انہیں اپنا تابعدار بنانا تھا۔ اس نے دوسرے ہی لمحے خیال خوانی کی پرواز کی۔ کرونا کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ ماسٹر کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا کہ یہ کیا ہوگیا؟

اس نے ٹونی جے کے اندر جانا چاہا تو اس نے بھی سانس روک لی۔ ماسٹر یہ ماننے کو تیار نہیں تھا۔ کہ اتنی جلدی ان دونوں کی دماغی توانائی بحال ہوگئی ہے اور وہ یوگا کی مہارت کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ان کا دماغ کس نے لاک کیا ہے؟

اس نے فوراً ہی آؤڈی مین کو مخاطب کیا۔ اس نے کہا۔ ''یس باس! میں حاضر ہوں۔''

وہ بولا۔ ''کرونا اور ٹونی جے پھر میرے ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔ وہ ابھی لندن میں ہی ہوں گے۔ تم فوراً پورے لندن کا چکر لگانا شروع کرو۔ ان کی آوازیں سننے کی کوشش کرو۔ ان کا سراغ ملتے ہی مجھے نئے نمبر پر فون کرو۔''

وہ اسے نیا فون نمبر بتا کر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ ایسے ہی وقت جارج دوڑتا ہوا اپنے کمرے سے آیا پھر بولا۔ ''اوہ پاپا! وہ عجوبہ ہمارے کمپیوٹر پر نظر آرہا ہے۔''

یہ سنتے ہی ماسٹر اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ شدید حیرانی سے بولا۔ ''یہ کیسے ہوسکتا؟ وہ کم بخت اس نئی خفیہ پناہ گاہ میں کیسے پہنچ سکتا ہے؟''

وہ بیٹے کے ساتھ تیزی سے چلتا ہوا دوسرے کمرے میں آیا۔ اس وقت مانیٹر بجھا ہوا تھا۔ جارج نے کہا۔ ''اس نے ابھی کہا ہے کہ دس منٹ کے بعد آئے گا۔ اوہ پاپا! یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ نے تو کہا تھا کہ اس کا باپ بھی اس خفیہ پناہ گاہ تک نہیں پہنچ سکے گا؟''

وہ جھنجلا کر بولا۔ ''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا بلا ہے؟''

جارج نے کہا۔ ''میں تو پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ یہ خلائی مخلوق ہے۔ کسی سیارے سے آیا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی

میں ہم سے بہت آگے ہے۔"

ماسٹر اِدھر سے اُدھر ٹہل رہا تھا۔ بے چینی اور پریشانی سے کبھی پاؤں پٹخ رہا تھا، مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔ جھنجلا کر کہہ رہا تھا۔ "میرا تو سکون برباد ہو گیا ہے۔ میں اب روپوش نہیں رہ سکوں گا۔ یہ دشمن میرے دوسرے دشمنوں کو بھی مجھ تک پہنچا دیا کرے گا اگر میں ظاہر ہو جاؤں گا۔ میرا اپنا ٹھکانا سب ہی کو معلوم ہو جائے گا تو میرا رعب اور دبدبہ، میری قوت، میری پُراسراریت آدھی سے بھی آدھی رہ جائے گی۔"

ایسے ہی وقت وہ عجوبہ مانیٹر پر دکھائی دیا۔ وہ ہنس رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "کہاں بھاگتے پھر رہے ہو؟ لو تمہاری اس پناہ گاہ میں بھی پہنچ گیا۔ کیا کبھی کوئی ملک الموت سے چھپ سکا ہے؟ اگر نہیں۔ تو یہ نقل مکانی کی صعوبتیں نہ اٹھایا کرو۔"

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو؟ مجھ سے دشمنی کی وجہ کیا ہے؟"

"یہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ اس دنیا میں جو بھی سپر پاور اور ناقابلِ شکست بن کر رہنا چاہے گا، میں اس کے غبارے سے ہوا نکال دیا کروں گا۔"

"تم ملک الموت کی طرح میری خفیہ پناہ گاہوں میں پہنچ جاتے ہو۔ یہ ثابت ہو رہا ہے کہ میں تمہارے مقابلے میں کمتر ہوں۔ ناقابلِ شکست نہیں رہا، تم سے شکست کھا رہا ہوں۔ اب تو تمہیں مجھ سے دشمنی نہیں کرنی چاہیے۔ اب تو میرا پیچھا چھوڑ دو؟"

وہ مانیٹر پر اِدھر سے اُدھر ٹہلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا پھر اس نے ایک جگہ رک کر کہا۔ "تم اپنے مقابل کا پیچھا اس لیے نہیں چھوڑتے کہ ڈھیل دینے سے وہ پھر قوی ہو کر پلٹ کر نقصان پہنچائے گا۔"

"اگر کوئی میرے آگے گھٹنے ٹیک دے تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں۔ اس کا پیچھا چھوڑ دیتا ہوں۔"

عجوبے نے انکار میں ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔ "جھوٹ بول رہے ہو۔ کیا تم کسی خیال خوانی کرنے والے کو ٹریپ کرنے کے بعد اسے آزاد کر دیتے ہو؟ کیا اسے اپنا معمول بنا کر ہمیشہ کے لیے اپنا غلام نہیں بناتے ہو؟"

برین ماسٹر اس حقیقت پر ذرا ہچکچا کر بولا۔ "خیال خوانی کرنے والوں کی بات اور ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کو دشمنی کے لیے آزاد نہیں چھوڑنا چاہیے۔"

عجوبے نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تم نے اپنے حق میں فیصلہ خود ہی سنا دیا۔ تم بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ تمہیں بھی آزاد نہیں چھوڑنا چاہیے۔"

وہ فوراً ہی جواب نہ دے سکا۔ اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا پھر اس نے پوچھا۔ "تم میرے سوالوں کے جواب دے رہے ہو۔ کیا میری آواز تم تک پہنچ رہی ہے؟"

"نہیں یہ سن کر تمہیں شاک پہنچے گا کہ میں اس وقت تمہارے بیٹے جارج کے اندر ہوں۔ وہاں سے تمہاری باتیں سن رہا ہوں اور یہاں سے جواب دے رہا ہوں۔"

اس نے پریشان ہوتے ہوئے اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہا۔ "میرے بیٹے کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔ فار گاڈ سیک ہمارے معاملات سے اسے دور رکھو۔"

"یہ تمہاری بہت بڑی کمزوری ہے۔ میں اسے نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ کبھی کبھی ضرورت کے وقت اسے استعمال کروں گا۔"

"ابھی اسے استعمال کرنا ضروری نہیں ہے۔"

"میں اپنی ضرورت سمجھتا ہوں۔ یہاں سے میں اپنی آواز تمہیں سنا نہیں سکوں گا۔ مونیٹر پر صرف نظر آ رہا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ تم میری ان حیرت انگیز مشینوں کو اور انتہائی جدید آلات کو دیکھتے رہو۔"

اس نے بے بسی سے اسے دیکھا پھر پوچھا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟"

"ہاں، تمہیں میرا نام اور فون نمبر معلوم ہونا چاہیے۔ اسے لکھ لو۔ سب ہی مجھے عجوبہ کہتے ہیں لیکن میرا نام جوجو کرانتے ہے۔"

پھر اس نے اپنا فون نمبر بتاتے ہوئے کہا۔ "یہ نمبر اس لیے بتا رہا ہوں کہ کبھی ضرورت کے وقت تم مجھ سے رابطہ کر سکتے ہو۔ مجھے اپنا نیا فون نمبر بتاؤ اور یہ بھول جاؤ کہ جگہ بدل بدل کر مجھ سے چھپ سکو گے اور اپنا فون بند کر کے مجھ سے دور بھاگ سکو گے۔"

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ جوجو کرانتے نے جارج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اپنے باپ کو سمجھاؤ، یہ اپنا فون نمبر تو کیا اپنا ایک ناخن تک مجھ سے نہیں چھپا سکے گا۔"

جارج نے کہا۔ "پاپا! یہ درست کہہ رہا ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس سے دوستی کرنے کی کوشش کریں۔"

جوجو کرانتے نے کہا۔ "اپنے باپ کو نصیحت نہ کرو۔ یہ خوب سمجھتا ہے کہ میں تمہارے دماغ سے اس کا فون نمبر معلوم کر سکتا ہوں۔"

ماسٹر تشویش میں مبتلا ہو گیا تھا۔ وہ عجوبہ اسے رفتہ رفتہ ہر طرف سے جکڑ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح اس عجیب وغریب دشمن کی کوئی ایک کمزوری معلوم ہو جائے۔ اس نے

کہا۔ ”تم ایک عجوبے ہو۔ عام انسانوں سے ذرا مختلف دکھائی دیتے ہو۔ کیا کھلے عام گھومتے پھرتے ہو؟“

اس نے جواب دیا۔ ”نہیں، میں روپوش رہتا ہوں۔ منظر عام پر آ کر تماشا بننا نہیں چاہتا کیونکہ مجھ سے سوالات کیے جائیں گے کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ اور میں ایسے سوالات کے جواب دینا نہیں چاہتا۔“

”تم دن رات روپوش رہتے ہو۔ کبھی میرے روبرو آسکتے ہو؟ اور سامنے آ کر مجھے نقصان پہنچا سکتے ہو؟“

وہ بڑے فخر سے بولا۔ ”میں پاتال میں رہتا ہوں مگر زمین کی سطح پر رہنے والوں کے روبرو آئے بغیر ان کی گردنیں دبوچ سکتا ہوں۔“

”یہ تو میں مانتا ہوں۔ میری گردن تمہارے ہاتھوں میں آگئی ہے۔ یہ بتاؤ کہ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟“

”جلدی کیا ہے؟ رفتہ رفتہ معلوم ہو جائے گا۔“

وہ پریشان ہو کر بولا۔ ”پلیز مجھے نہ اُلجھاؤ، کچھ تو بتاؤ۔“

”ذرا صبر کرو، ابھی ایک بندی اور ایک بندہ تم سے ملنے آرہے ہیں۔“

اس نے پریشان ہو کر پوچھا۔ ”کیا وہ میری اس خفیہ پناہ گاہ کا پتا جانتے ہیں...“

وہ بولتے بولتے رُک گیا پھر جھنجلا کر بولا۔ ”میں سمجھ گیا۔ تم نے انہیں یہاں کا پتا بتایا ہے۔“

”شاباش! اسی طرح سمجھتے رہو۔ میں پھر کسی وقت آؤں گا۔“

اس کے ساتھ وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ ان کے سامنے مانیٹر آف ہو چکا تھا۔ برین ماسٹر نے اپنے کمپیوٹر کی طرف دیکھ کر بے بسی سے کہا۔ ”پتا نہیں، اس کے پاس کیسی عجیب و غریب مشینیں ہیں۔ وہ وہاں سے بیٹھ کر ہم سب کے کمپیوٹرز کو کنٹرول کرتا ہے؟“

جارج نے کہا۔ ”پاپا! وہ کہہ رہا تھا کہ یہاں ہمارے پاس کوئی آنے والا ہے۔“

ہر بار ایک نئی پریشانی ایک نئی اُلجھن پیدا ہو رہی تھی۔ اس نے بیٹے سے کہا۔ ”میں نہیں چاہتا کہ تم کسی کی نظروں میں آؤ۔ ان کے آنے سے پہلے کسی دوسری جگہ چلے جاؤ۔“

”کہاں جاؤں گا؟ وہ آنے والے اس عجوبے کے خاص آدمی ہوں گے۔ وہ عجوبہ! کیا نام بتایا تھا اس نے؟ ہاں، جوجو کرانتے... وہ تو میرے دماغ میں جگہ بنا چکا ہے۔ آخر میں کہاں جا کر چھپ سکوں گا؟ وہ پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ ہمیں اِدھر سے اُدھر بھاگنا نہیں چاہیے۔“

وہ دونوں جھنجلا کر رہ گئے۔ اپنی جگہ سر جھکائے بیٹھے بچاؤ کی تدبیریں سوچنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد بزر کی آواز سنائی دی۔ برین ماسٹر نے نمبرز پڑھے۔ آؤڈی مین کال کر رہا تھا۔ اس نے بٹن دبا کر فون کو کان سے لگایا۔ اس کی آواز سنائی دی۔ ”میں کرونا اور ٹونی جے کی آوازیں سن کر ان کا پیچھا کر رہا ہوں۔“

ماسٹر کو اپنی اور اپنے بیٹے کی فکر تھی۔ ابھی وہ کرونا، ٹونی جے یا دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کی طرف توجہ نہیں دے سکتا تھا۔ آؤڈی مین سے کہنا چاہتا تھا کہ بعد میں کسی وقت اس سے بات کرے گا لیکن فون پر یہ سن کر چونک گیا کہ آؤڈی مین ان دونوں کا پیچھا کرتا ہوا ویلنگٹن اسٹریٹ میں داخل ہوا ہے۔ چونکنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ اسی اسٹریٹ کے ایک بنگلے میں تھا۔

اس نے حیرانی سے پوچھا۔ ”وہ دونوں ویلنگٹن اسٹریٹ میں کہاں جا رہے ہیں؟“

آؤڈی مین نے کہا۔ ”سر! ان کی گاڑی کی رفتار سست ہو گئی ہے۔ انہوں نے اپنی کار بنگلا نمبر جی فورٹین کی سامنے روک دی ہے۔“

اس نے پریشان ہو کر بیٹے کو دیکھا۔ وہ باپ بیٹے اسی بنگلا نمبر جی فورٹین میں تھے۔ آؤڈی مین کہہ رہا تھا۔ ”اب وہ دونوں کار سے اتر کر احاطے میں داخل ہو کر بنگلے کے دروازے کی طرف جا رہے ہیں۔ کیا میں انہیں پہلے کی طرح زخمی کردوں؟“

اس نے کہا۔ ”نہیں، تم واپس جاؤ۔ تمہارا کام ختم ہو چکا ہے۔“

وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے ماتحت آؤڈی مین کو اس کی رہائش گاہ کا پتا چلے۔ اس لیے وہ اسے واپس جانے کا حکم دے رہا تھا۔ اس نے کہا۔ ”سر! میں اس بنگلے سے آپ کی آواز سن رہا ہوں۔ کیا یہ دونوں آپ سے ملنے آرہے ہیں؟“

وہ جھنجلا گیا۔ ایک عرصے سے آؤڈی مین کی خدمات حاصل کر رہا تھا اور یہ بھول گیا تھا کہ وہ کرونا اور ٹونی جے کے علاوہ اس کی بھی آوازیں سن رہا ہوگا۔

اس نے سخت لہجے میں کہا۔ ”زیادہ نہ بولو، تمہیں واپس جانے کا حکم دے رہا ہوں یہاں سے دفع ہو جاؤ۔“

وہ فون بند کر کے آؤڈی مین کے دماغ میں پہنچا۔ وہ بیچارا حکم کا بندہ تھا۔ وہاں سے واپس جا رہا تھا۔ ماسٹر نے اپنے بیٹے سے کہا۔ ”جوجو کرانتے نے کہا تھا کہ ایک بندی اور ایک بندہ مجھ سے ملنے آرہے ہیں اگر یہاں تم...“

وہ بولتے بولتے رُک گیا۔ کال بیل کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ بیٹے نے کہا۔ ”وہی دونوں آئے ہیں۔“

وہ تیزی سے اٹھ کر اپنی الماری کے پاس آیا پھر اسے کھول کر ایک ریوالور نکالتے ہوئے بولا۔ ”وہ جوجو کے بھیجے ہوئے بندی اور بندہ نہیں ہیں۔ وہ کرونا اور ٹونی جے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کم بختوں کو ہمارا پتا کیسے معلوم ہو گیا؟ تم دوسرے کمرے میں جاؤ۔ میں ان سے نمٹ لوں گا۔“

جارج وہاں سے چلا گیا۔ اس نے باہر کا دروازہ کھولنے سے پہلے آواز بدل کر پوچھا۔ ”تم دونوں یہاں کیوں آئے ہو؟ کیا مجھے جانتے ہو؟“

ٹونی نے کہا۔ ”جان پہچان کے بغیر ہم کسی کے دروازے پر نہیں آتے۔“

کرونا نے کہا۔ ”تم ہمارے دماغوں میں آنے اور تنویمی عمل کرنے میں ناکام ہو رہے تھے۔ اس لیے ہم تمہارے پاس چلے آئے ہیں۔“

ٹونی نے کہا۔ ”تم ہمیں پھر زخمی کر دو اور ہمیں اپنا غلام اور کنیز بنا لو۔“

وہ غصے سے گرجتے ہوئے بولا۔ ”میں پوچھتا ہوں تمہیں یہاں کا پتا کیسے معلوم ہوا؟“

ٹونی نے کہا۔ ”عقل کے اندھے! کیا تو بھول گیا کہ صرف اور صرف جوجو کرانتے ہی روپوش رہنے والوں کا پتا ٹھکانا جانتا ہے؟“

کرونا نے کہا۔ ”یوں سمجھ لے کہ تجھ سے ملنے کے لیے ہم نہیں جوجو کرانتے آیا ہے۔“

وہ جیسے ٹھنڈا پڑ گیا۔ جوجو کرانتے اس سے کہہ چکا تھا کہ ایک بندی اور ایک بندہ ملنے آرہے ہیں۔ یہ بات سمجھ میں آگئی کہ وہ کرونا اور ٹونی جے کو تابعدار بنانے میں ناکام کیوں ہو رہا تھا؟

اب ماسٹر کے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ جوجو کرانتے نے ان دونوں کو یہاں اس لیے بھیجا ہے کہ ان کے ذریعے اسے کمزور بنائے گا پھر اپنا تابع دار بنا لے گا۔ وہ دروازے کی طرف منہ کر کے بولا۔ ”یہاں بکواس نہ کرو۔ واپس چلے جاؤ۔ میرے پاس جوجو کرانتے کا فون نمبر ہے۔ میں اس سے بات کر لوں گا۔ تم دونوں کے لیے یہ دروازہ کبھی نہیں کھولوں گا۔“

اس کی بات ختم ہوتے ہی جارج تیزی سے چلتا ہوا وہاں آیا پھر اپنے باپ کو دیکھتے ہوئے بولا۔ ”ہائے برین ماسٹر...!“

اس نے بیٹے کو حیرانی سے دیکھا۔ اس کا لب و لہجہ بدل چکا تھا۔ اس کی زبان سے جوجو کرانتے کہہ رہا تھا۔ ”تم تو یہ دیکھ ہی چکے تھے کہ میں نے تمہارے بیٹے کے دماغ پر قبضہ جما لیا ہے اگر چاہتا تو بہت پہلے ہی بیٹے کے ذریعے باپ کو کمزور بنا دیتا مگر یہ تماشا دکھانا چاہتا تھا کہ تمہارے شکار کیے ہوئے کرونا اور ٹونی جے کو میں کس طرح استعمال کر رہا ہوں۔“

اس نے بڑی فکر مندی اور بے بسی سے بیٹے کو دیکھا۔ اس نے کہا۔ ”مجھے نہ دیکھو، میں دکھائی نہیں دوں گا صرف سنائی دوں گا۔ آگے بڑھو اور مہمانوں کے لیے دروازہ کھولو۔“

وہ مجبور ہو چکا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ ان دونوں نے اندر آ کر اسے دیکھا پھر کرونا نے کہا۔ ”تم ہارے ہوئے سپاہی ہو، ہتھیار پھینک دو۔“

ماسٹر نے بیٹے کو دیکھا۔ وہ خاموش تھا اور پلٹ کر جا رہا تھا۔ جوجو کرانتے کی آواز سنائی دی۔ ”اب میں ٹونی جے کے اندر ہوں۔ کہو تو تمہارے اندر جگہ بنا لوں؟“

وہ گھبرا کر پیچھے ہٹتے ہوئے ریوالور سے ٹونی جے کا نشانہ لیتے ہوئے بولا۔ ”خبردار! مجھے نقصان پہنچا کر میرے اندر نہ آنا۔ اس سے پہلے ہی تمہارے ان آلۂ کار بننے والوں کو گولی مار دوں گا۔“

کرونا اور ٹونی جے اپنی جگہ خاموش کھڑے ہوئے تھے لیکن خاموشی سے جانے والا جارج رچ مین پلٹ کر واپس آگیا تھا۔ دوڑتا ہوا آیا اور اُچھل کر باپ کے قدموں میں اس طرح اوندھے منہ گر پڑا جیسے کسی نے اسے اٹھا کر پٹخ دیا ہو۔ وہ فرش پر تڑپتے ہوئے بولا۔ ”نہیں پاپا...! نہیں... مہمانوں کو ذرا بھی نقصان پہنچے گا تو میں ایک کے بعد دوسری سانس نہیں لے سکوں گا۔ وہ ہماری تمہاری سب کی موت ہے، وہ کسی وقت کچھ بھی کر سکتا ہے۔“

وہ ریوالور پھینک کر بیٹے سے لپٹ گیا۔ ”میری جان! میں تمہیں نقصان نہیں پہنچنے دوں گا۔ جوجو کرانتے جو چاہتا ہے وہی کروں گا۔“

پھر وہ سر اٹھا کر ٹونی سے بولا۔ ”فار گاڈ سیک مسٹر جوجو! میرے بیٹے کے اندر نہ جایا کرو۔ میرے اندر بھی آنے کی بات نہ کرو۔ میں تمہارے آگے سر جھکاتا ہوں، وعدہ کرتا ہوں۔ اپنے بیٹے کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ ساری عمر تمہارا غلام بن کر رہوں گا۔“

جوجو نے کہا۔ ''نہیں، کسی کی قسم نہ کھاؤ۔ مجھے یقین نہ دلاؤ۔ میں تمہارے جیسے مغروراور پُر اسرار بن کر رہنے والوں کو ایک اُنگلی پر نچانا جانتا ہوں۔ دیکھو تمہارا بیٹا اٹھ کر بیٹھ گیا ہے۔ آیندہ میں اس کے اندر نہیں جاؤں گا۔''

اس نے بیٹے کو دیکھا۔ وہ فرش سے اٹھ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ''آئی ایم آل رائٹ پاپا!''

ماسٹر مطمئن ہو کر بولا۔ ''تھینک یو مسٹر جوجو! بس ایک احسان اور کرو۔ میرے اندر آنے کے لیے مجھے نقصان نہ پہنچاؤ۔''

وہ بولا۔ ''میں نے تمہاری یہ بات بھی مان لی۔ جب کبھی مجھے دھوکا دینا چاہو گے۔ میں تمہارے اندر جگہ بنانے سے پہلے تمہارے بیٹے کو ابدی نیند سلا دوں گا۔''

ماسٹر نے تڑپ کر کہا۔ ''میں اپنے بیٹے کی سلامتی کے لیے کبھی تمہارے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا۔ تمہارے ہر جائز اور ناجائز حکم کی تعمیل کرتا رہوں گا۔''

وہ بولا۔ ''میرا پہلا حکم ہے کہ کرونا اور ٹونی جے کو بھول جاؤ۔ یہ دونوں میری پناہ میں رہا کریں گے۔''

اس نے کان پکڑتے ہوئے کہا۔ ''میں بھول کر بھی انہیں یاد نہیں کروں گا۔ یہ جس ملک' جس شہر میں رہیں گے میں ادھر کا رخ نہیں کروں گا۔''

جوجو نے کہا۔ ''دوسرا حکم یہ ہے کہ اکابرین سے رابطہ کر کے انہیں مطمئن کرو۔ ان سے کہہ دو کہ تم ان میں سے بھی کسی کو نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔''

''میں ابھی ان سب سے رابطہ کرتا ہوں۔''

''فی الحال اتنا ہی کرو۔ میں نے تمہارے بیٹے جارج کے اندر رہ کر بہت سی معلومات حاصل کی ہیں۔ میں ان معلومات سے کس طرح فائدہ اٹھاؤں گا۔ یہ تمہیں آگے چل کر معلوم ہوگا۔''

یہ کہہ کر ٹونی جے چپ ہو گیا پھر وہاں سے پلٹ کر جانے لگا۔ کرونا بھی اس کے پیچھے جا رہی تھی۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ فی الحال جوجو نے اس سے رابطہ ختم کر دیا ہے۔

☆☆☆

بندروں کا شکاری پکارڈو فارسٹ ریسٹ ہاؤس میں عیش کر رہا تھا۔ اسے کھانے کے لیے گوشت مچھلیاں اور پینے کے لیے شراب مل رہی تھی۔ ایمان علی نے اسے خوش کرنے کے لیے الگ سے رقم دی تھی۔ اس نے مست ہو کر سوچا تھا۔ ''اچھا ہی ہے کہ وہ عجوبہ اور کچھ راتوں تک نظر نہ آئے۔ یہ مسلمان دولتمند خوب ہاتھ لگے ہیں۔ مجھے عیش کرا رہے ہیں۔''

دوسرے دن شام سے پہلے ہی عالی اور ایمان علی واپس آ گئے۔ وہ ریسٹ ہاؤس کے ایک کمرے میں مدہوش پڑا ہوا تھا۔ چوکیدار نے کہا۔ ''مسٹر پکارڈو صبح سے خوب کھاتے پیتے رہے ہیں۔ پچھلے کئی گھنٹوں سے اسی طرح مدہوش پڑے ہیں۔''

چوکیدار ان کے آگے شام کی چائے رکھ کر چلا گیا۔ ایمان نے پکارڈو کو جھنجھوڑتے ہوئے آواز دی۔ ''اے مسٹر! اٹھو شام ہو چکی ہے۔ آج رات ہمیں جنگل میں جانا ہے۔''

اس نے ایک ذرا آنکھیں کھول کر دیکھا پھر بڑبڑاتا ہوا سو گیا۔ ایمان نے کہا۔ ''اس کم بخت نے بہت زیادہ پی لی ہے۔ جب تک نشہ نہیں اترے گا۔ ہوش میں نہیں آئے گا۔''

عالی نے کہا۔ ''فکر نہ کرو، میں ابھی اس کا نشہ اتار دیتی ہوں۔''

اس نے پکارڈو کی کھوپڑی میں پہنچ کر ایک ذرا ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخ مار کر تڑپنے لگا۔ عالی فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ کو تھپکنے لگی، آرام پہنچانے لگی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ایمان نے مسکرا کر عالی کو محبت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تم بھی خوب ہو۔''

پکارڈو دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کہہ رہا تھا۔ ''مجھے کیا ہو گیا تھا؟ ایسا لگا جیسے آسمان مجھ پر آ گرا ہے اور زمین لرز رہی ہے۔''

ایمان نے کہا۔ ''اگر اسی طرح پیتے رہے تو جیتے رہنے کی آس چھوڑ دو۔ مدہوشی میں دم نکلے گا تو پتا بھی نہیں چلے گا کہ کس طرح زندگی ہار گئے ہو۔''

وہ بولا۔ ''میرا سر دُکھ رہا ہے۔ آج ہم جنگل میں نہیں جائیں گے۔''

عالی نے کہا۔ ''فوراً باتھ روم میں جاؤ۔ شاور لو گرم کافی پیو۔ طبیعت بحال ہو جائے گی۔''

عالی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ اٹھ کر باتھ روم میں چلا گیا۔ ایک گھنٹے بعد نہا دھو کر کافی پی کر تازہ دم ہو گیا۔ ایمان علی نے اسے ایک زرد رنگ کا لباس دکھاتے ہوئے کہا۔ ''ہم نے ایسے تین لباس تیار کرائے ہیں۔ ہم تینوں آج رات اسی لباس میں رہیں گے۔''

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ ''یہ بھی کوئی لباس ہے؟ میں اسے پہن کر کارٹون بننا نہیں چاہوں گا۔ سوری، یہ تم دونوں کو ہی مبارک ہو۔''

ایمان دوسروں کو یہ کبھی نہیں بتاتا تھا کہ اسے آگہی ملتی ہے۔ قدرتی اور غیر معمولی صلاحیتوں کو چھپایا جاتا ہے۔ عالی اور ایمان نے اسے بہتیرا سمجھایا کہ وہ ان کی بات مان کر صرف ایک رات کے لیے وہ لباس پہن لے۔ جب وہ عجوبہ مل جائے گا۔ اپنا مقصد پورا ہو جائے گا تو اس لباس کو اتار کر پھینک دیا جائے گا لیکن وہ اپنی ضد کا پکا تھا۔ اس لباس کو پہننے کے لیے راضی نہ ہوا۔

جب وہ جنگل میں پہنچے تو ایمان نے عالی کو چپکے سے کہا۔ ''میں نے آگہی کے دوران یہی منظر دیکھا تھا۔ ہم دونوں زرد لباس میں تھے اور پکارڈو عام لباس میں تھا۔ ہمارے چہرے اسی طرح زرد لباس میں چھپے ہوئے تھے اور پکارڈو کانوں سے ایئرفون لگائے موسیقی سنتا ہوا رقص کرتا آگے آگے جا رہا تھا۔''

عالی نے ہمدردی سے پکارڈو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''میں دل سے دعا مانگ رہی ہوں' وہ عجوبہ ہمیں نہ دیکھ سکے اور پکارڈو ہمارے ساتھ زندہ سلامت واپس جائے۔''

ایمان نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔ ''انشا اللہ ہم اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔''

عالی نے پوچھا۔ ''ہم کیسے حفاظت کر سکیں گے؟ ہمیں تو اس بلا سے چھپ کر رہنا ہے۔''

وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔ ''ہاں، چھپنا بھی ہے اور اس کے لیے کچھ کرنا بھی ہے اگر وہ عجوبہ اس پر حملہ کرے گا تو ہم چپ چاپ تماشا نہیں دیکھیں گے۔''

وہ تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے بولا۔ ''ہمیں اس کے ساتھ رہنا چاہیے۔ اسے تنہا چھوڑنا مناسب نہیں ہے۔''

وہ ان سے ذرا دور تھا۔ پلٹ کر بولا۔ ''تم دونوں میرے پیچھے چلے آ رہے ہو جبکہ تینوں کو تین مختلف سمتوں میں جا کر اسے تلاش کرنا چاہیے۔''

عالی نے کہا۔ ''وہ ایک خطرناک بلا ہے۔ اس سے سامنا ہوگا تو اسے دوستی کی آفر کی جائے گی اگر اس نے دشمنی کی تو ہم تینوں متحد ہو کر اس سے مقابلہ کریں گے لہٰذا ہمیں ایک دوسرے کے قریب رہنا چاہیے۔''

اس نے بے پروائی سے کہا۔ ''اس سے مقابلہ کرنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ میرے پاس ریوالور ہے۔ میں ذرا ادھر جا رہا ہوں۔ میرے پیچھے نہ آؤ۔''

اس نے گھنی جھاڑیوں کی طرف اشارہ کیا۔ ایمان نے پوچھا۔ ''وہاں کیوں جا رہے ہو؟''

''سمجھا کرو۔ شوشو۔ شوشو...''

وہ مزے میں کہتا ہوا آگے بڑھا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ عالی اور ایمان وہیں آس پاس ٹہلنے لگے۔ وہ دور تک متلاشی نظروں سے دیکھتے ہوئے عجوبے کو پا لینے کی توقع کر رہے تھے پھر ایمان نے گھنی جھاڑیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''یہ پکارڈو وہاں اتنی دیر سے کیا کر رہا ہے؟''

عالی خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر اس کے اندر پہنچی پھر واپس آ کر بولی۔ ''وہ کم بخت ہم سے چھپ کر شراب پی رہا ہے۔ تم نے اسے سختی سے کہا تھا کہ وہ ایک مسلمان لڑکی کی موجودگی میں نہ پیا کرے۔ اس لیے وہ جھاڑیوں کے پیچھے جا کر پیاس بجھا رہا ہے۔''

وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے وہاں پہنچے تو وہ جلدی سے بوتل کو بیگ میں چھپاتے ہوئے بولا۔ ''وہ! میں... تھوڑی سی چھپا کر لے آیا تھا۔ ذرا شغل کر رہا تھا۔ ویسے بالکل ٹھیک ہوں۔ نشے میں نہیں ہوں۔''

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے ساتھ چلنے لگا۔ اس کی بے تکی حرکتوں سے وقت گزر رہا تھا۔ آدھی رات ہو چکی تھی۔ اس نے کہا۔ ''مجھے اُمید نہیں ہے کہ وہ کم بخت آج بھی نظر آئے۔''

اسی لمحے دور کہیں سے ایک نسوانی چیخ سنائی دی۔ انہوں نے چونک کر آواز کی سمت کا اندازہ کیا پھر تیز قدموں سے چلتے ہوئے ادھر جانے لگے۔ پکارڈو نے کہا۔ ''میں نے اس کی آواز پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ کیا وہ عورتوں کی طرح چیختا ہے؟''

وہ تینوں دوڑ رہے تھے۔ وقفے وقفے سے نسوانی چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس عجوبے نے دور سے ہی دوڑتے ہوئے قدموں کی دھمک سن لی تھی۔ وہ پیش آنے والے خطرے کے لیے محتاط اور مستعد ہو گیا تھا۔ وہ تینوں ادھر پہنچتے ہی ٹھٹک گئے۔ ان کے سامنے بہت فاصلے پر ایک نیم برہنہ بہت ہی خوبصورت جوان عورت گھاس پر پڑی ہوئی تھی۔ وہاں کی سچویشن نے سمجھا دیا کہ وہ عجوبہ اس عورت سے زیادتی کر رہا تھا۔

پکارڈو نے اسے دیکھتے ہی بیگ سے کیمرا نکالتے ہوئے کہا۔ ''وی آر فرینڈ... ہم دوست ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ ذرا تصویر اتارنے دو۔''

چاندنی رات میں فلش لائٹ بجلی کی طرح چمک کر بجھ گئی۔ اس لمحے میں عجوبہ جیسے فضا میں اُڑتا ہوا آیا۔ اس نے ایک فلائنگ کک پکارڈو کے سینے پر ماری۔ وہ کراہتا ہوا پیچھے

www.pdfbooksfree.pk

جا گرا۔

ایمان اس کی مدد کے لیے آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ عالی نے اسے روک کر خیال خوانی کے ذریعے کہا۔ ''اس سے ہاتھا پائی نہ کرو۔ ہم دور ہی دور سے حملہ کریں گے۔ اسے الجھائیں گے۔ یہ یقین ہو چکا ہے کہ وہ ہمیں دیکھ نہیں پا رہا ہے۔''

یہ کہتے ہی عالی نے ایک پتھر اٹھایا پھر اسے کھینچ کر مارا۔ وہ دونوں لڑتے ہوئے اِدھر اُدھر جا رہے تھے۔ اس لیے وہ پتھر اسے نہیں لگا۔ ایسے وقت پکارڈو کی گردن اسکی گرفت میں آگئی تھی۔ ایمان علی ایک دم سے چونک گیا۔ بالکل وہی آگہی والا منظر تھا۔ وہ اس کی گردن توڑنے والا تھا۔ ایمان نے فوراً ہی چھلانگ لگاتے ہوئے اس کے سر پر ایک کک ماری وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے چلا گیا۔ پکارڈو زمین پر گر پڑا۔

ایمان کی لات کھانے کے بعد عجوبہ حیرانی سے گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہ ابھی کس نے اس پر حملہ کیا تھا؟ اسی وقت عالی نے گھوم کر اس کے منہ پر لات ماری۔ وہ پھر لڑکھڑا کر پیچھے چلا گیا۔ اس بار وہ خوف زدہ ہو گیا۔ حملہ کرنے والے نظر نہیں آ رہے تھے۔ وہ دونوں چاہتے تھے کہ وہ خوفزدہ ہو کر فرار نہ ہونے پائے۔ اسے گرفتار کر کے وہ بہت بڑی کامیابی حاصل کر سکتے تھے۔

عالی نے دوسری بار اس پر حملہ کرنا چاہا۔ تو وہ جوان عورت گھاس پر سے اٹھ کر دوڑتی ہوئی آ کر اس سے لپٹ گئی۔ اسے حملے سے باز رکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ یہ حیرانی کی بات تھی۔ تھوڑی دیر پہلے وہ تکلیف پریشانی یا خوف کے مارے چیخ رہی تھی اور اب اسی ظالم کی حمایت میں عالی سے لڑ رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ ''اسے چھوڑ دو۔ اسے نہ مارو۔ یہ میرا آدمی ہے۔ میں اسے یہاں سے لے جاؤں گی۔''

عجوبہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔ اسے عالی اور ایمان نظر نہیں آ رہے تھے مگر اس جوان عورت کے ایک سمت دیکھنے اور بات کرنے سے یہ اندازہ ہو گیا کہ نادیدہ حملہ آور کدھر ہیں۔ اس نے فوراً ہی عالی پر چھلانگ لگائی لیکن وہاں تک پہنچنے سے پہلے اس کے منہ پر ایمان کا گھونسا پڑا۔ وہ فضا میں اُچھلنے کے دوران اوندھے منہ زمین پر گرا پھر جیسے اس کے بدن پر اسپرنگ لگی ہو۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ اُچھل کر کھڑا ہو گیا۔ یہ سمجھ گیا تھا کہ وہاں ایک نہیں دو دشمن ہیں اور وہ نادیدہ حملہ آوروں سے مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ وہ وہاں سے بھاگنے لگا۔

پکارڈو کا ریوالور ایک طرف پڑا ہوا تھا۔ ایمان نے اسے اٹھا کر فوراً ہی اس کی طرف گولی چلائی مگر وہ دونوں پیروں سے نہیں دوڑ رہا تھا۔ اس کی دونوں ٹانگیں جڑی ہوئی تھیں اور وہ تیر کی طرح جیسے اڑتا ہوا سنسناتا ہوا جا رہا تھا۔ اسے گولی نہیں لگی تھی۔ اس کی رفتار اتنی تیز تھی کہ دوسری گولی چلانے تک وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

اس کے فرار ہوتے ہی وہ عورت بھی وہاں سے بھاگنے لگی۔ ایمان نے لپک کر اسے پکڑ لیا۔ ''تم کہاں جاؤ گی؟ تمہاری حرکتوں سے معلوم ہو چکا ہے کہ اس عجوبے سے تمہارا پرانا اور پکا یارانہ ہے۔''

پکارڈو گھاس پر پڑا ہوا تھا۔ عالی اس پر جھکی ہوئی خیال خوانی کے ذریعے کہہ رہی تھی۔ ''ایمان! تمہاری آگہی درست نکلی۔ اس عجوبہ نے اس کی گردن توڑ دی ہے۔ ہی از نو مور...''

ایمان نے بڑے دُکھ سے پکارڈو کی طرف دیکھا پھر اس کی سوچ نے کہا۔ ''تم اس عورت کے خیالات پڑھو۔ عجوبے کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو سکے گا۔''

عالی اس کے اندر پہنچی تو واقعی عجوبے کی آواز سنائی دی۔ وہ اس عورت سے کہہ رہا تھا۔ ''رُونارُو! میری جان! پریشان نہ ہونا۔ میرے بارے میں کسی سے کچھ نہ کہنا۔ میں دور رہ کر بھی تمہاری حفاظت کرتا رہوں گا۔''

وہ بولی۔ ''میں نہ تو کمزور ہوں، نہ نادان۔ تمہارے متعلق کسی سے کچھ نہیں کہوں گی مگر تمہارے بغیر نہیں رہ سکوں گی پھر ہم کب مل سکیں گے؟''

''میں بھی تمہارے بغیر نہیں رہ سکوں گا۔ تمہیں اپنی خفیہ پناہ گاہ میں جلد ہی لے آؤں گا۔ مجھے ان کے متعلق بتاؤ وہ حملہ کرنے والے کتنے تھے؟''

وہ بولی۔ ''یہ دو ہیں۔ ان میں سے ایک اپنی گاڑی ادھر لے آیا ہے۔ یہ اپنے ساتھی کی لاش یہاں سے لے جائیں گے۔ مجھے بھی نہیں چھوڑیں گے۔ پولیس کے حوالے کر دیں گے۔''

''فکر نہ کرو۔ کوئی تمہارے بدن پر ہلکی سی خراش بھی نہ ڈال سکے گا۔ جو تم سے بدتمیزی کرنا چاہے گا۔ اس کی کھوپڑی گھما کر رکھ دوں گا۔''

اس عورت کا نام رُونارُو تھا۔ وہ بولی۔ ''جو جو! تم بہت ہی غیر معمولی صلاحیتیں اور قوتیں رکھتے ہو پھر ان دونوں کو کیوں نہیں دیکھ سکے؟''

اس نے پوچھا۔ ''یہ بتاؤ ان دونوں نے کس رنگ کا لباس پہنا ہوا ہے؟''

''دونوں ہی سر سے پاؤں تک زرد رنگ کے لباس میں

ہیں۔ چہرے اور سر کے بال بھی کنٹوپ نما نقاب میں چھپے ہوئے ہیں۔ ان کی جرابیں اور جوتے بھی اسی رنگ کے ہیں اور وہ ایک دوسرے سے کچھ بولتے بھی نہیں ہیں۔''

''تم انہیں بولنے پر مائل کرو۔''

عالی نے فوراً ہی ایمان کے اندر آ کر کہا۔ ''تم مجھ سے باتیں نہ کرنا۔ ہم بدستور گونگے بنے رہیں گے۔''

وہ پھر رونارو کے اندر آ گئی۔ وہ سب ایک گاڑی میں فارسٹ آفس کی طرف جا رہے تھے۔ جوجو کراہتے اس کے اندر کہہ رہا تھا۔ ''میں حیران ہوں' یہ کیسے جانتے ہیں کہ میں یلو کلر بلائنڈ (زرد رنگ کا اندھا) ہوں؟ یہ بات صرف میری نسل کے لوگ جانتے ہیں۔ اس دنیا کے ان دو بندوں کو میری یہ کمزوری کیسے معلوم ہو گئی؟''

رونارو نے کہا۔ ''تم ان کے اندر جا کر معلوم کرو۔''

''اسی لیے کہہ رہا ہوں ان سے باتیں کرو۔ کسی کی آواز سن کر ہی میں اس کے اندر جا کر بہت کچھ معلوم کر سکوں گا۔''

''یہ دونوں تو گونگے بنے ہوئے ہیں۔ اس نوجوان نے جنگل میں مجھ سے صرف ایک بات کی تھی۔ اب میری کسی بات کا جواب نہیں دے رہا ہے۔''

وہ قدرے پریشان ہو کر بولا۔ ''پتا نہیں یہ کون ہیں؟ گونگے بن گئے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ میں یلو کلر بلائنڈ ہوں۔ نہ یہ رنگ مجھے دکھائی دیتا ہے نہ ہی اس رنگ میں چھپی ہوئی کوئی چیز یا کوئی شخص دکھائی دیتا ہے۔ پتا نہیں' یہ میرے اور کتنے راز جانتے ہیں؟ مجھے جلد سے جلد معلوم کرنا ہوگا کہ یہ خطرناک لوگ کون ہیں؟ اور کس طرح میری کمزوریوں تک پہنچ رہے ہیں؟''

وہ بولی۔ ''میرے جوجو! تم بہت پریشان ہو رہے ہو۔ مجھے بتاؤ میں تمہارے لیے کیا کر سکتی ہوں؟''

''ابھی تو یہی سمجھ میں آ رہا ہے کہ تم ان سے قریب رہنے کی کوشش کرتی رہو۔ اس طرح میں تمہارے ذریعے ان پر نظر رکھوں گا۔''

عالی نے خیال خوانی کے ذریعے ایمان سے کہا۔ ''یہ رُونارُو ہمیں آئندہ نظروں میں رکھنا چاہے گی۔ جوجو اس کے ذریعے ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔''

ایمان نے کہا۔ ''آئندہ ہمارا بھی یہی طریقہ کار ہونا چاہیے۔ ہم رُونارُو کی نظروں سے اوجھل رہیں گے لیکن اسے نظروں میں رکھیں گے۔ جوجو نے اس سے کہا ہے کہ وہ جلد ہی اسے اپنی خفیہ پناہ گاہ میں لے جائے گا۔''

''بے شک، اس حوالے سے یہ عورت ہمارے لیے بہت اہم ہے۔ ہم اسے جوجو تک پہنچنے کا ذریعہ بنا سکتے ہیں۔''

فارسٹ آفیسر نے پکارڈو کی لاش دیکھتے ہی پولیس والوں کو طلب کیا۔ وہاں عالی اور ایمان علی گونگے بن کر نہیں رہ سکتے تھے۔ وہ مرڈر کیس تھا۔ ان دونوں کو طرح طرح کے سوالات کے جواب دینے پڑے۔ ایسے وقت انہوں نے اپنے اندر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔

ایمان نے کہا۔ ''ہائے جوجو! ہم ایک سیارے سے آئے ہیں۔ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس سوال کا صحیح جواب ملنے کے بعد ہی آگے بات ہوگی۔''

اس نے چند سیکنڈ تک جواب کا انتظار کیا پھر سانس روک کر اسے بھگا دیا۔ دوسرے ہی لمحے عالی نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ ''میرا بھی وہی سوال ہے۔ جواب دو یا یہاں سے نکل جاؤ۔''

وہ ناگواری سے بولا۔ ''تم دونوں بکواس کر رہے ہو۔ کسی سیارے سے نہیں آئے ہو۔ اسی دنیا کے رہنے والے ہو۔''

عالی نے پوچھا۔ ''اور تم.....؟''

وہ بولا۔ ''جب اس دنیا میں ہوں تو پھر یہیں کا انسان ہوں۔''

وہ طنزیہ انداز میں بولی۔ ''شاید تم آئینہ نہیں دیکھتے ورنہ سمجھ لیتے کہ ہم انسانوں سے مختلف ہو۔ یہ مان لو کہ اس دنیا کے انسان نہیں ہو۔ اگر انسان نہیں ہو تو کیا جانور ہو؟ اور اگر جانور نہیں ہو تو پھر اپنی اصلیت بتا دو؟''

''یو شٹ اپ۔ میں تم دونوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔''

''مجھے سمجھنے کی نہیں۔ میرے چور خیالات پڑھنے کی کوشش کر رہے ہو۔ تمہیں چوراہے کی سرخ لائٹ دکھائی دے رہی ہے۔ یعنی معلومات کا راستہ بند ہے لہٰذا دفع ہو جاؤ۔''

اس نے سانس روک لی۔ عالی اور ایمان علی اس کے لیے زبردست چیلنج بن گئے تھے۔ وہ اب تک بڑی آسانی سے امریکا اور یورپ کے اکابرین اور برین ماسٹر کو مرعوب کرتا اور اپنے زیرِ اثر لاتا جا رہا تھا۔ ایک فرہاد تھا جو اس کی گرفت میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اسی فرہاد کی بیٹی اب اس کے لیے دردِ سر بن گئی ہے۔

وہ رُونارُو کے اندر آیا۔ ایک پولیس افسر اس سے سخت لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ''میں تمہاری جیسی بازاری عورتوں کو خوب سمجھتا ہوں۔ بازار والیاں بڑے بڑے بادشاہوں کو پھانس

لیتی ہیں۔ تم نے تو کمال کر دیا۔ جس عجوبے کو خلائی مخلوق کہا جا رہا ہے تم نے اسے پھانس رکھا ہے۔"

وہ بولی۔ "میں کہہ چکی ہوں۔ اسے نہیں جانتی اور نہ ہی میں نے اسے دیکھا ہے۔ وہ مجھے گھر سے اٹھا کر جنگل میں لے گیا تھا۔"

افسر نے کہا۔ "میری جان! میں تمہیں اس جنگل سے اٹھا کر بیڈ روم میں لے جاؤں گا اگر تم نے سچ نہ کہا تو..."

وہ اس کے رُخسار کو ایک چٹکی میں لے کر نوچنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی اس کے دماغ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ چیختا ہوا اچھل کر فرش پر گر پڑا۔ دماغی تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگا۔ سپاہی اور ماتحت افسر پریشان ہو کر اسے سنبھالنے لگے۔

اس نے رُونا رُو سے کہا۔ "کسی سے خوف نہ کھاؤ۔ ڈنکے کی چوٹ پر کہو کہ تم میری امانت ہو۔ جو تم سے بدتمیزی کرے گا وہ حرام موت مارا جائے گا۔"

فارسٹ آفیسر حیرانی سے پوچھ رہا تھا۔ "اچانک پولیس افسر کو کیا ہو گیا ہے؟ کیا اسے مرگی کا دورہ پڑتا ہے؟"

رُونا رُو نے کہا۔ "جو بھی مجھ سے بدتمیزی کرے گا اس پر ایسے ہی دورے پڑتے رہیں گے۔ اب میں فخر سے کہتی ہوں کہ میں اپنے جوجو کی محبوبہ ہوں۔"

افسر نے پوچھا۔ "یہ جوجو کون ہے؟"

وہ بولی۔ "جسے تم سب عجوبہ کہتے ہو۔ اس کا نام جوجو کرانتے ہے۔ وہ اتنا طاقتور ہے کہ پوری دنیا کو اپنی ایک انگلی پر نچاتا رہے گا اور جو مجھے ایک انگلی سے بھی چھونے کی غلطی کرے گا۔ وہ اسے اسی طرح کے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ جس میں یہ مغرور پولیس والا ابھی مبتلا ہوا تھا۔"

فارسٹ آفیسر ٹیلی پیتھی کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتا تھا۔ اس نے پوچھا۔ "کیا تمہارا وہ جوجو کوئی جادوگر ہے؟ تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ وہ یہاں موجود نہ ہونے کے باوجود اس پولیس افسر کو سزا دے رہا ہے؟"

وہ بولی۔ "بے شک، وہ ایسی غیر معمولی صلاحیتیں اور قوتیں رکھتا ہے کہ ساری دنیا اسے جادوگر ہی کہے گی جبکہ وہ ایک عظیم اور بے مثال سائنسدان ہے۔"

اس نے ناگواری سے کہا۔ "اونہہ، میں نہیں مانتا کہ اس نے ابھی اس افسر کو سزا دی ہے۔ کیا میں تمہیں پکڑ کر اپنے بیڈ روم میں لے جانا چاہوں تو وہ مجھے سزا دے گا؟"

وہ بڑے فخر سے بولی۔ "تم بیڈ روم میں لے جانے کی بات کر رہے ہو جبکہ بری نیت سے مجھے چھو بھی نہیں سکو گے۔"

وہ آگے بڑھتے ہوئے بولا۔ "تو پھر آؤ، میں ابھی تمہارے حسن و شباب کی ایسی کی تیسی کرتا ہوں۔"

اس نے اسے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو وہ ہاتھ قریبی میز سے اتنی قوت کے ساتھ ٹکرایا کہ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی پھر دوسری بار بھی اس کا ہاتھ اسی میز سے ٹکرا گیا۔ وہ اپنے ہاتھ کو روکنا چاہتا تھا مگر روک نہیں پا رہا تھا۔ اسکا اپنا ہاتھ اس کے اپنے اختیار سے باہر ہو گیا تھا اور بار بار اس میز سے ٹکرا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ کی ہڈی جیسے تڑخ گئی تھی، ٹوٹنے والی تھی۔

وہ فوراً ہی رُونا رُو کے قدموں میں گر کر بولا۔ "مجھے معاف کر دو۔ میری نیت بری نہیں ہے۔ تم میری ماں ہو، میری بہن ہو۔"

وہ بڑے ہی شاہانہ انداز میں اٹھ کر کھڑی ہو گئی پھر سینہ تان کر بولی۔ "میں جا رہی ہوں۔ جس نے بھی ماں کا دودھ پیا ہے۔ وہ مجھے روکے پھر اسی طرح میرے قدموں میں آ کر گرے اور معافی مانگے۔"

وہ چیلنج کر کے وہاں سے جانے لگی۔ پولیس اور فارسٹ آرمی کے جوان سب ہی موجود تھے لیکن کسی نے آگے بڑھ کر اسے روکنے کی جرأت نہیں کی۔ وہ سب ایک پولیس افسر اور فارسٹ آفیسر کا انجام دیکھ چکے تھے۔

ایمان علی نے سامنے آ کر اس کا راستہ روکتے ہوئے کہا۔ "تم چپ چاپ چلی جاتیں تو بہتر ہوتا مگر یہ چیلنج کیا ہے کہ جس نے بھی ماں کا دودھ پیا ہے وہ تمہیں روکے۔ بھئی میں نے تو اپنی ماں کا دودھ پیا ہے۔ اس لیے راستہ روک رہا ہوں۔ اپنے یار سے پوچھو وہ میرا کیا بگاڑ سکے گا؟"

جوجو اپنی محبوبہ کے اندر تھا۔ ایمان علی کی اس جرأت سے ذرا پریشان ہو گیا۔ وہ ایمان اور عالی کے دماغوں میں جانے کی کوششیں کر چکا تھا۔ اسے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ دونوں ہی یوگا میں مہارت رکھتے ہیں۔

اس نے مجبور ہو کر کہا۔ "رُونا رُو! میں اس کم بخت کے دماغ میں جا کر اسے نقصان نہیں پہنچا سکوں گا۔ تم اس سے سمجھوتا کر لو۔"

وہ اچانک ہی مسکرا کر ایمان سے بولی۔ "میں نے تمہیں چیلنج نہیں کیا تھا۔ بے شک، تم نے ماں کا دودھ پیا ہے۔ پلیز، مجھے جانے دو۔"

ایمان نے پولیس اور آرمی کے افسروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں نے اسے گرفتار کر کے آپ کے حوالے کیا تھا۔ میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں۔ اب آپ حضرات اسے سلاخوں کے پیچھے لے جائیں یا اسے یہاں سے جانے

دیں۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔"

وہ ایک طرف ہٹ گیا۔ اس نے بڑے غرور سے ان تمام افسران کو دیکھا پھر مچلتی مٹکتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

☆☆☆

برین ماسٹر کی پُراسراریت ختم ہونے والی تھی۔ وہ ایک طویل مدت تک روپوش رہ کر سپر پاور بننے کے لیے فرہاد اور اس کی فیملی کے لیے زبردست چیلنج بنا ہوا تھا۔ کوئی اسے بے نقاب کر کے منظر عام پر نہ لا سکا۔ پہلی بار جوجو اس کی خفیہ پناہ گاہوں تک پہنچ رہا تھا پھر اس نے کرونا اور ٹونی جے کو بھی اس کے پاس پہنچا دیا تھا۔ اس عجوبے کی تیز رفتاری بتا رہی تھی کہ وہ جلد ہی امریکا اور یورپ کے اکابرین کے سامنے اسے جلد ہی بے نقاب کر دے گا۔

اس بلا سے بچنے کی کوئی تدبیر سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ میک اپ کے ذریعے چہرہ بدل کر آواز اور لب و لہجے میں تبدیلی کر کے اس سے چھپنا ممکن نہ رہا تھا۔ ہزار پردوں میں چھپنے کے باوجود ٹریسنگ مشین اسے اپنے مطلوبہ مخالفین تک پہنچا دیتی تھی۔

وہ اور تمام اکابرین اس بات پر حیران تھے کہ فرہاد روپوش رہنے میں کس طرح کامیاب ہو رہا ہے؟ اور وہ کیسی تدابیر آزما کر اسے دھوکا دے رہا ہے؟ انہوں نے بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ کیا۔ وہاں کے انچارج سے استدعا کی کہ مجھ (سونیا) سے بات کرائی جائے۔ ہمارے تمام مخالفین یہ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ فرہاد کے بعد اس کی فیملی کے تمام معاملات میں ہی نمٹایا کرتی ہوں۔ اس لیے وہ مجھ سے بات کرنا چاہتے تھے۔

انچارج نے مجھ سے پوچھا۔ "کیا آپ ان سے گفتگو کرنا چاہیں گی؟"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے ان سے رابطہ کراؤ۔"

تھوڑی دیر بعد فون پر ایک امریکی اعلیٰ عہدیدار نے کہا۔ "میڈم! آپ لوگوں نے بڑی کامیابی سے فرہاد صاحب کی موت کا ڈراما پلے کیا تھا۔ ہمیں اسی خوف میں مبتلا رکھا کہ فرہاد کی آتما مطلوبہ اکابرین سے انتقام لے رہی ہے۔"

میں نے کہا۔ "اور تم سب بچوں کی طرح کسی نادیدہ آتما سے ڈرتے رہے۔ کیا یہی کہنے کے لیے فون کیا ہے؟"

"نہیں، ایک اہم معاملہ ہے۔ ہم فرہاد صاحب سے دوستی کرنا چاہتے ہیں۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "گدھا چارے سے دوستی کرے گا تو کھائے گا کیا؟ کیا فرہاد سے دشمنی کیے بغیر تم لوگوں کا ہاضمہ دُرست رہ سکے گا؟"

اس نے کہا۔ "پلیز، آپ ہمیں غلط نہ سمجھیں۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کبھی دشمنی اور کبھی دوستی ہوتی ہی رہتی ہے۔"

"لیکن تمہاری دوستی اور ہم سے...؟ گویا کافر سے مسلمان ... ہونا چاہتے ہو؟ ویسے ایک بات ہم بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ کافروں کو دنیا جہاں کی نعمتیں حاصل ہو سکتی ہیں لیکن کلمہ طیبہ انہیں کبھی نصیب نہیں ہوتا۔ دشمن کے منہ سے کبھی دوستی کی بُو آ نہیں سکتی لہٰذا تم سے سطحی طور پر تعلقات تو رکھے جا سکتے ہیں لیکن تم پر کبھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔"

"چلیں دوستی نہیں ہو سکتی لیکن انسانیت کے ناطے ہم ایک دوسرے کے کام تو آ سکتے ہیں؟"

"بے شک، انسانیت بہت بڑی چیز ہے۔ اس کے بغیر انسان انسان نہیں رہتا۔ بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

وہ ایک ذرا چپ رہا پھر بولا۔ "آپ تو جانتی ہیں۔ جوجو کرانتے نامی ایک ایسا دشمن مقابلے پر آیا ہے جو سائنس اور ٹیکنالوجی میں ہم سے بہت آگے ہے۔ آپ یہ بھی جانتی ہوں گی کہ ہم میں سے کوئی میک اپ کرنے اور لب و لہجہ بدلنے کے باوجود اس سے چھپ نہیں پاتا۔"

میں نے تسلیم کیا۔ "بے شک، وہ بہت خطرناک ہے۔ سب ہی کے لیے چیلنج بنا ہوا ہے۔"

وہ خوشامدانہ انداز میں بولا۔ "فرہاد صاحب واقعی ناقابل شکست ہیں۔ اس خطرناک بلا کے لیے بھی چیلنج بن گئے ہیں۔ یہ کتنی حیرانی کی بات ہے کہ اس کی ٹریسنگ مشین بھی انہیں ڈھونڈ نہیں پا رہی ہے۔"

میں نے صدق دل سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔ "خدا کا شکر ہے کہ میرا فرہاد جہاں بھی ہے۔ محفوظ ہے۔"

اس نے پوچھا۔ "آپ روپوش نہیں ہوئیں؟ کیا آپ کو اس عجوبے سے خطرہ نہیں ہے؟"

"نہیں، ابھی تک تو نہیں ہے۔ جب خطرے کی کوئی بات ہو گی تو میں بھی کہیں گم ہو جاؤں گی۔"

"پلیز میڈم...! ہماری مدد فرمائیں۔ ہمیں بھی اس سے چھپ کر رہنے کی تدبیر بتائیں؟"

"ہم مسلمان ہیں۔ دل کی گہرائیوں سے ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور آخری رسول کو مانتے ہیں۔ اس لیے ہمیں بابا صاحب کے ادارے میں تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ وہاں دشمن خیال خوانی کی لہریں داخل نہیں ہو پاتیں اور نہ

سائنس اور ٹیکنالوجی کی شرانگیزی اثر انداز ہوتی ہے۔"

"بے شک، یہ تو ہم ایک طویل عرصے سے دیکھتے آرہے ہیں۔ ہم نے اور کتنے ہی مخالفین نے بابا صاحب کے ادارے میں بارہا داخل ہونے کی کوششیں کیں۔ طرح طرح کی سازشیں کیں۔ سرنگیں بنائیں، چور دروازے تلاش کیے مگر کسی بھی حکمت عملی یا مکاری سے اس ادارے کے اندر جھانک بھی نہ سکے۔ شاید اس عجوبہ کی ٹریسنگ مشین بھی اس ادارے کی دہلیز تک پہنچ نہیں پارہی ہے۔"

"میں نہیں جانتی کہ وہ اپنی ٹریسنگ مشین کو بابا صاحب کے ادارے کے خلاف استعمال کررہا ہے یا نہیں؟"

"وہ یقین سے بولا۔ "بے شک، وہ استعمال کررہا ہے۔ یہ بات موٹی عقل سے بھی سمجھ میں آتی ہے کہ فرہاد صاحب اسی ادارے میں چھپے ہوئے ہیں اور وہ مشین ان کی نشاندہی نہیں کرپارہی ہے۔"

"یقین کرو یا نہ کرو۔ فرہاد اس ادارے میں نہیں ہے۔ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہوں گے؟"

"اگر وہ بابا صاحب کے ادارے میں نہیں ہیں تو پھر تم لوگوں نے اس خطرناک بلا سے چھپنے کی کوئی ایسی تدبیر کی ہے جسے ہم سب سے چھپا رہی ہو؟"

"میں اس سلسلے میں بحث نہیں کروں گی۔ بہتر ہے یہ رابطہ ختم کیا جائے۔"

"یعنی آپ ہماری مدد کرنے.... اور اس سے چھپنے کا کوئی نسخہ بتانے سے انکار کررہی ہیں؟"

"میں نہ تو کوئی ایسی تدبیر جانتی ہوں۔ نہ ہی اس سلسلے میں بحث کرنا چاہتی ہوں۔ گڈبائی سوفار۔"

یہ کہہ کر میں نے فون بند کردیا۔ عالی نے مجھے جوجو کرانتے کے متعلق بہت کچھ بتایا تھا تب سے میں سوچ رہی تھی کہ اس سے چھپنے کی بس ایک تدبیر ہے اور وہ یہ کہ بابا صاحب کے ادارے میں اس وقت تک رہائش اختیار کی جائے۔ جب تک جوجو کے کس بل ڈھیلے نہ ہوجائیں۔

اسی وقت الپا نے مجھے مخاطب کیا۔ "مما! کچھ اہم معلومات فراہم کرنے آئی ہوں۔"

"اچھا ہوا کہ تم آگئیں۔ میں اس کم بخت کے معاملے میں ذرا الجھی ہوئی ہوں۔ مجھے بتاؤ اس کے متعلق کیا جانتی ہو؟"

"اسی عجوبہ کے سلسلے میں پہلے تو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کرونا نے آپ سے بدتمیزی کی تھی۔ میں اسے سزا دینے کے لیے اس کی تاک میں رہتی تھی۔ اب سے تھوڑی دیر پہلے اس کے اندر گئی تو اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ پتا چلا کہ برین ماسٹر نے اپنے آلہ کار کے ذریعے اسے اور ٹونی جے کو زخمی کرایا ہے۔"

میں نے کہا۔ "اس مغرور کے ساتھ یہی ہونا تھا۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنانا چاہتی تھی۔ ایک نمایاں مقام حاصل کرنے کا جنون سوار ہوا تھا۔ اب کیا حال ہے اس کا؟"

"وہ سمجھ رہی تھی کہ ماسٹر اسے اپنی معمولہ اور کنیز بنالے گا۔ لیکن اس سے پہلے وہ عجوبہ اس کے اور ٹونی جے کے دماغوں پر مسلط ہوگیا ہے۔"

"جب وہ مسلط ہوگیا ہے تو تم ان دونوں کے اندر کیسے پہنچیں؟"

"مما! یہ نئی بات ہے کہ وہ عجوبہ جس کا نام جوجو کرانتے ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے کے باوجود کسی پر تنویمی عمل نہیں کرتا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ معمول بنائے بغیر کسی کو بھی اپنا غلام بنا کر اپنی مرضی کے مطابق اس سے کام لے سکتا ہے۔"

"ہاں، یہ بات سمجھ میں آتی ہے وہ اپنی غیر معمولی حیرت انگیز مشینوں کے ذریعے ایسا کرسکتا ہے۔"

"وہ برین ماسٹر کی خفیہ پناہ گاہ تک پہنچ گیا ہے۔ اس نے کرونا اور ٹونی جے کو بھی وہاں پہنچا دیا ہے۔ اسے وارننگ دی ہے کہ وہ آئندہ ان دونوں کو اور تمام اکابرین کو نقصان پہنچائے گا تو وہ اس کے اکلوتے بیٹے جارج کو مار ڈالے گا۔"

میں نے طنزیہ انداز میں افسوس کیا۔ "بیچارا برین ماسٹر... اب وہ پُراسرار بن کر نہیں رہ سکے گا۔"

الپا نے کہا۔ "جوجو نے اسے تنویمی عمل کے ذریعے معمول اور تابع دار نہیں بنایا ہے۔ صرف یہ دھمکی دی ہے کہ وہ کبھی اسے دھوکا دینا چاہے گا تو..."

میں نے بات کاٹ کر کہا۔ "تو وہ اس کے بیٹے کو ہلاک کردے گا۔ اس کا بیٹا ماسٹر کی بہت بڑی کمزوری ہے۔ وہ اس کی خاطر جان بھی دے سکتا ہے۔"

"مما! وہ پاپا کو تلاش کرنے کے لیے آئندہ ہمارے پیچھے پڑ جائے گا۔ میرے ذہن میں یہ بات آرہی ہے کہ آپ کو پورس، کبریا، عالی اور ایمان کو یہاں ادارے میں آکر رہنا چاہیے۔ پہلے ہم اس کی کمزوریاں معلوم کریں گے پھر اسے زیر کریں گے۔"

"درست کہتی ہو۔ میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔ تم پورس اور کبریا سے کہو کہ وہ ادارے میں چلے جائیں۔ میں بے باک کے ساتھ آجاؤں گی۔"

ایسے وقت عالی کی آواز سنائی دی۔ "ہائے مما! میں سسٹر کی آواز سن رہی ہوں۔ ہائے سسٹر! کیسی ہو؟"

الپا نے کہا۔ "فائن۔ تھینک یو۔ میں ابھی مما سے کہہ رہی تھی کہ تمہیں اس عجوبہ سے بچنے کے لیے ادارے میں آکر رہنا چاہیے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "میں اور ایمان علی اس سے ٹکرا چکے ہیں اور اس کی پٹائی کر چکے ہیں۔"

الپا نے بے یقینی سے پوچھا۔ "کیا کہہ رہی ہو؟ کیا تم نے واقعی اس خطرناک بلا سے مقابلہ کیا ہے؟ بائی داوے۔ تم آج کل کہاں ہو؟ اور وہ کم بخت تم سے کہاں ٹکرایا تھا؟"

"مما جانتی ہیں۔ میں صومالیہ کے شہر میراگ کے قریب ہوں۔ آپ کو اور مما کو یہ سن کر یقین نہیں آئے گا کہ ایمان علی نے اس بلا کو اندھا بنادیا ہے۔"

میں نے حیرانی سے پوچھا۔ "کیا سچ کہہ رہی ہو؟"

"یس مما! وہ ساری دنیا کو دیکھ سکتا ہے۔ صرف مجھے اور ایمان کو دیکھ نہیں پاتا ہے۔"

میں بیٹی کی باتیں سن کر حیران ہو رہی تھی۔ بے یقینی سے بولی۔ "یہ کیسے ممکن ہے؟ کیا ایمان علی نے اس کی کوئی کمزوری معلوم کی ہے؟"

"بالکل یہی بات ہے۔ ایمان کو آگہی ملی تھی کہ جوجو کرانتے یلو کلر بلائنڈ ہے۔ اس آگہی کے مطابق جب ہم نے زرد رنگ کے لباس اور نقاب میں خود کو سر سے پاؤں تک چھپا لیا تو وہ روبرو آکر ہمیں نہ دیکھ سکا۔ چونکہ ہم اس کے لیے نادیدہ تھے۔ اس لیے اس نے ہم سے مقابلہ کرنے کی حماقت نہیں کی۔ فوراً ہی وہاں سے فرار ہو گیا۔"

وہ جوجو اور اس کی محبوبہ رُونا رُو کے متعلق پوری تفصیل سے بتانے لگی۔ الپا نے کہا۔ "یہ تو کمال ہو گیا۔ جوجو کی کمزوری ہمارے ہاتھ آگئی ہے۔ جب کبھی اس کا سامنا ہوگا تو زرد رنگ کے لباس میں اس کی نظروں سے اوجھل ہو سکیں گے۔"

میں نے پوچھا۔ "کیا ہم ہمیشہ زرد رنگ کے لباس میں رہ سکیں گے۔ اچانک اس سے سامنا ہوگا تو کیا اٹیچی سے لباس نکال کر پہنیں گے؟ کیا اتنا وقت ہمیں ملے گا؟"

عالی نے کہا۔ "ایسا ممکن نہیں ہے کہ ہم دن رات ایک ہی رنگ کے لباس میں سر سے پاؤں تک چھپے رہیں۔ اس سلسلے میں ایک اور اہم بات ہے۔"

میں نے پوچھا۔ "وہ کیا ہے؟"

"جوجو کی نظریں زرد رنگ نہیں دیکھ پاتیں۔ کیا اس کی ٹریسنگ مشین بھی ہمیں دیکھ نہیں پائے گی؟"

میں نے کہا۔ "میری عقل کہتی ہے۔ ہم خواہ کسی رنگ کے بھی لباس میں رہیں گے ٹریسنگ مشین ہمیں ٹریس کر لے گی۔"

الپا نے پوچھا۔ "عالی! کیا وہ پلٹ کر تم پر حملہ کرنے آسکتا ہے؟"

"وہ ہمیشہ روپوش رہتا ہے۔ راتوں کو شاید کھلی فضا میں ہوا خوری کے لیے نکلتا ہے۔ ہم پر حملہ کرنے انسانی آبادی میں نہیں آئے گا لیکن اپنے آلہ کاروں کے ذریعے وہ انتقاماً کچھ بھی کر سکتا ہے۔ فی الحال تو وہ ہمارے متعلق معلومات حاصل کرنے کی فکر میں ہوگا کہ ہم کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں؟"

میں نے پوچھا۔ "کیا تم دونوں اسی رنگ کے لباس میں ہو؟"

"ہم نے سوچا ہے کہ چوبیس گھنٹے اسی لباس میں رہ کر رُونا رُو کے خیالات پڑھتے رہیں گے۔ ابھی اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ میں خیال خوانی کر سکتی ہوں۔ وہ ابھی اس عورت کے اندر آکر بولتا رہتا ہے۔ اسی طرح ہمیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کی ٹریسنگ مشین زرد رنگ کے لباس میں ہماری نشاندہی کر رہی ہے یا نہیں؟"

"اگر وہ نشاندہی کرے گی تو جوجو ضرور اپنے آلہ کاروں کے ذریعے تم دونوں کے پیچھے پڑ جائے گا۔ بہتر ہے تم ایمان کے ساتھ بابا صاحب کے ادارے میں چلی آؤ۔"

"مما! جب خطرہ بڑھے گا تب ہم ضرور آئیں گے۔ اب میں جا رہی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ میں نے الپا سے کہا۔ "تم پورس اور کبریا سے کہو کہ وہ ادارے میں چلے آئیں۔ میں بے باک کے ساتھ آرہی ہوں۔"

میں بے باک کے ساتھ ویسٹ بورن کے اپنے ذاتی بنگلے میں تھی۔ اس وقت وہ اینا سے ملنے گیا تھا۔ میں اس کا انتظار کرنے لگی۔

☆☆☆

برین ماسٹر نے یہ طے کیا تھا کہ مونیکا کی شخصیت تبدیل کرکے اسے اپنے بیٹے کے پاس پہنچا دے گا پھر وہ اپنی ہونے والی بہو کو دیکھ سکے گی اور ان کی شادی میں شریک ہو سکے گی۔ ویسے بھی موجودہ حالات کہہ رہے تھے کہ وہ ماں بیٹے اپنی سوسائٹی میں اور اپنے ماحول میں کبھی کھل کر نہیں مل سکیں گے۔ رازداری سے ہی وہ بیٹے بہو اور شوہر کے ساتھ

گھریلو زندگی گزار سکے گی۔

مونیکا چاہتی تھی کہ اپنی بیٹی اینا کو بھی ساتھ لے جائے۔ ماسٹر نے کہا۔ "اسے ساتھ لے جانے کا مطلب ہے کہ ہمارا راز کھل جائے گا۔ بے باک اس کے خیالات پڑھ کر ہم سب کی خفیہ رہائش گاہ کا پتا معلوم کر لے گا۔"

مونیکا نے کہا۔ "ہماری بیٹی اس کی ایسی دیوانی ہے کہ اسے چھوڑ کر ہمارے ساتھ نہیں رہے گی۔"

"سیدھی سی بات ہے۔ تمہیں بیٹے کے ساتھ رہنے کے لیے بیٹی کو چھوڑنا ہوگا۔"

وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر ایک سرد آہ بھرتے ہوئے بولی۔ "آہ....! کس دل سے جوان بیٹی کو اس کلوٹے کے حوالے کرکے جا سکوں گی؟"

"اس کے حوالے کرو یا نہ کرو۔ مجھے تو یہ کہتے ہوئے اپنی انسلٹ محسوس ہوتی ہے کہ وہ اپنا سب کچھ اس پر نچھاور کر چکی ہے۔ فی الحال اسے بھول جاؤ۔ میں دور ہی دور سے اس کا خیال رکھوں گا۔ جب اسے ٹھوکر لگے گی تو عقل آئے گی پھر ہم اسے اپنے پاس لے آئیں گے۔"

وہ ایک ذرا مطمئن ہو کر بولی۔ "تم بہت اچھے باپ ہو۔ بیٹے کی طرح بیٹی کو بھی دل و جان سے چاہتے ہو۔"

"کیا وہ ابھی گھر میں ہے؟"

"نہیں، بے باک سے ملنے گئی ہے۔ اس کی دیوانگی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ آج کل صبح ملنے جاتی ہے تو شام کو لوٹ کر آتی ہے۔ جیسے صبح کی بھولی ہو۔ شام کو گھر آگئی ہو مگر دوسری صبح پھر یہاں سے جا کر ماں کو بھول جاتی ہے۔"

ماسٹر نے کہا۔ "مونیکا! یہ اچھا موقع ہے۔ بے باک اس کے ساتھ تفریح میں مصروف ہے۔ تمہارے اندر نہیں آئے گا اور نہ ہی میرے تنویمی عمل کے دوران میں مداخلت کرے گا۔ چلو بیڈ پر لیٹ جاؤ۔ میں ابھی تمہارا برین واش کروں گا۔ تمہاری شخصیت تبدیل کروں گا۔"

"تمہارے عمل کے بعد میں بیٹی سے نہ جانے کتنی مدت تک دور رہوں گی؟ اس کے نام ایک چٹھی لکھ کر جانا چاہتی ہوں۔"

وہ میز کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ ماسٹر نے کہا۔ "جیسا میں کہتا ہوں ویسا ہی لکھو۔"

وہ اس کی مرضی کے مطابق لکھنے لگی۔ "اینا! میری جان! میں بہت بدنصیب ماں ہوں۔ ایک جوان بیٹے کو کھو چکی ہوں۔ اس سے ملنا چاہوں گی تو دشمن اسے مار ڈالیں گے۔ میں نے بیٹے کی سلامتی کے لیے دل پر پتھر رکھ لیا ہے۔

آہ! مگر یہ ذلت کیسے برداشت کرلوں کہ تم ایک کالے مسلمان کی خاطر اپنی پیدا کرنے والی ماں سے دور ہو چکی ہو۔ اب کبھی ہمارے مذہب' ہماری سوسائٹی میں واپس نہیں آؤ گی۔ تم رسمی طور سے میرے ساتھ رہتی ہو اور میں ایسا دکھاوے کا ساتھ نہیں چاہتی۔

میری محرومیوں کو تم نہیں سمجھو گی۔ شوہر تو پہلے ہی ساتھ نہیں رہتا ہے۔ مہمان کی طرح کبھی کبھی آتا ہے۔ بیٹا جیتے جی ہمیشہ کے لیے جدا ہو گیا ہے۔ اس سے ملنے کی آس ختم ہو گئی ہے۔ تم نے بھی میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اب میں جیوں تو کس کے لیے؟ اور تنہا جی کر کیا کروں؟

جب میرے خون کے رشتوں نے کچھ نہیں دیا ہے تو مجھے اس دنیا سے کچھ نہیں لینا ہے اور نہ ہی ایک پل کے لیے بھی یہاں سانس لینا ہے۔ لہٰذا میں ایسی جگہ جان دینے جا رہی ہوں' جہاں سے میری لاش بھی تمہیں نہ ملے۔ میں نہیں چاہتی کہ مرنے کے بعد تم میرا منہ دیکھو۔ گاڈ بلیس یو۔ مائی چائلڈ!.... تمہاری بدنصیب ماں مونیکا...."

مونیکا نے وہ خط لکھ کر کہا۔ "یہ تو بہت ہی دل ہلا دینے والا اور رُلا دینے والا خط ہے۔ اینا صدمے سے ٹوٹ جائے گی۔ بہت روئے گی۔"

"میں یہی چاہتا ہوں کہ اسے شدید صدمہ پہنچے۔ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو۔ بس اب اٹھو اور بستر پر لیٹ جاؤ۔"

وہ بیڈ پر آکر لیٹ گئی۔ ماسٹر نے خیال خوانی کے ذریعے پہلے اسے گہری نیند میں پہنچایا پھر اس پر تنویمی عمل کرنے لگا۔ اینا اکثر شام کو گھر آیا کرتی تھی۔ اس روز اس نے بے باک سے کہا۔ "میرے ساتھ گھر چلو۔ آج ممی سے آخری بار فیصلہ ہوگا اگر وہ اور پاپا راضی نہ ہوئے۔ انہوں نے تمہیں قبول نہ کیا تو ہم دوسرے دن کورٹ میرج کر لیں گے۔"

بے باک نے کہا۔ "یہ تو ایک دن ہونا ہی ہے۔ کورٹ میرج خواہ کل کرو یا برسوں بعد۔ تمہارے ماں باپ کبھی راضی نہیں ہوں گے۔"

وہ بڑے ہی مستحکم لہجے میں بولی۔ "آج تو ممی کو راضی ہونا ہی پڑے گا۔ چلو میرے ساتھ..."

وہ بے باک کے ساتھ اپنے بنگلے میں آئی۔ باہر پورچ میں مونیکا کی کار کھڑی ہوئی تھی مگر وہ گھر میں نہیں تھی۔ اس نے پریشان ہو کر بے باک سے کہا۔ "وہ گاڑی کے بغیر کہاں جا سکتی ہیں؟ تم ان سے رابطہ کرو۔"

بے باک نے خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچا

جاپا پھر ناکام ہو کر بولا۔ ''تعجب ہے! تمہاری ممی کا دماغ نہیں مل رہا ہے۔ میری سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آرہی ہیں۔''

اینا نے پوچھا۔ ''اس کا مطلب کیا ہوا؟''

''اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ تمہارے پاپا تنویمی عمل کر کے ان کی شخصیت اور لب ولہجہ بدل چکے ہیں اور انہیں یہاں سے کسی دوسری جگہ لے گئے ہیں۔''

''نہیں، پاپا تمہارے دشمن سہی میرے دشمن نہیں ہیں۔ میری ممی کو مجھ سے جدا نہیں کریں گے۔''

''اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا ہے تو تمہاری ممی اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔''

وہ صدمے سے چیخ کر بولی۔ ''نہیں، ایسی بات منہ سے نہ نکالو۔ میری ممی کو کچھ نہیں ہوا ہے۔''

''میری سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آرہی ہیں۔ میں ان کی دو وجوہات بتا چکا ہوں۔''

وہ تیزی سے چلتی ہوئی مونیکا کے کمرے میں آئی۔ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ ماں اگر کہیں گئی ہے تو اپنا کچھ ضروری سامان بھی ضرور لے کر جائے گی۔ ایسے وقت مونیکا کا لکھا ہوا خط میز پر نظر آیا۔ اس نے اسے اٹھا کر پڑھا پھر صدمے سے چیخ مار کر رونے لگی۔ کہنے لگی۔ ''پتا نہیں، یہ انہوں نے کب لکھا ہو گا؟ اب تک وہ خود کشی کر چکی ہوں۔ بے باک...! کسی طرح انہیں تلاش کرو۔''

اس نے وہ خط پڑھتے ہوئے کہا۔ ''انہوں نے لکھا ہے ایسی جگہ جان دینے جارہی ہیں' جہاں سے ان کی لاش بھی نہیں ملے گی۔ میں نہیں مانتا کہ انہوں نے خود کشی کی ہو گی۔ وہ تمہارے پاپا سے ناراض نہیں تھیں۔ ان سے کوئی شکایت نہیں تھی پھر یہ آس تھی کہ کبھی نہ کبھی بیٹے سے ملاقات ہو گی۔ کیا آج صبح یا کل رات تم نے انہیں پریشان ہوتے یا کسی طرح کا دکھ اٹھاتے دیکھا تھا؟''

''نہیں مگر یہ تحریر...؟''

''یہ مجھے تمہارے پاپا کی چال معلوم ہوتی ہے۔ وہ سمجھ چکے ہیں کہ تم ان کے قابو میں نہیں آؤ گی۔ میرے ساتھ زندگی گزارتی رہو گی۔''

یہ کہہ کر وہ سوچنے لگا۔ وہ بولی۔ ''تمہاری یہ بات سن کر میرا بھی دل کہہ رہا ہے کہ ممی خود کشی نہیں کریں گی۔ تم کیا سوچ رہے ہو؟''

''یہی کہ انہوں نے تمہاری ممی کا برین واش کیا ہے۔ ان کا لب ولہجہ بدل دیا ہے۔ اس لیے میری سوچ کی لہریں انہیں ڈھونڈ نہیں پارہی ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں وہ زندہ ہیں۔''

''مگر یہ... یہ انہوں نے میرے نام خط کیوں لکھا ہے؟''

''یہ سراسر ڈراما پلے کیا گیا ہے۔ ان کی سوچ کے مطابق تم مجھ سے پیار کر کے اور مجھے ان پر ترجیح دے کر اخلاقی پستی کا مظاہرہ کر رہی ہو۔ انہوں نے تمہیں شرمندہ کرنے کے لیے یہ سب کچھ لکھا ہے۔''

''کیا سچ کہتے ہو؟ ممی زندہ ہوں گی؟''

وہ اس کے آنسو پونچھتے ہوئے بولا۔ ''یہ موتی بہت قیمتی ہیں۔ انہیں سنبھال کر رکھو اور خوش رہا کرو۔ تمہاری ممی کو کچھ نہیں ہوا ہے۔ میں جلد ہی انہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔''

وہ قریب ہو کر اس کے سینے پر سر رکھتے ہوئے بولی۔ ''تم بہت اچھے ہو۔ مجھے حوصلہ دے رہے ہو۔ ممی جب تک واپس نہیں آئیں گی۔ میں یہاں تنہا کیسے رہوں گی؟''

''جب میں ہوں تو تنہائی کیسی؟ یہ فیصلہ تو ہو چکا ہے کہ ہم کل ہی کورٹ میرج کریں گے۔ مسز بے باک مومن بنتے ہی تمہیں میرے پاپا فرہاد علی تیمور کا پورا خاندان ملے گا۔ تم خود کو کبھی تنہا محسوس نہیں کرو گی۔''

''کل تو بہت دور ہے۔ آج کی رات تنہا کیسے گزاروں گی؟''

''تم مجھے اپنی ممی کے پاس لائی تھیں۔ اب میری مما کے پاس چلو۔ تمہیں بچھڑنے والی ماں کا پیار ملے گا۔''

وہ دونوں میرے پاس آگئے۔ اینا پہلی بار میرے سامنے آئی تھی۔ میں نے اسے گلے لگا کر پیار کیا۔ بے باک نے مونیکا کا لکھا ہوا خط مجھے پڑھنے کو دیا۔ میں نے پڑھ کر اینا کو دیکھا۔ اسے ماں کی موت کا کوئی صدمہ نہیں تھا۔ میں نے بے باک سے پوچھا۔ ''کیا تم مونیکا کے اندر گئے تھے؟''

''جی ہاں، میری سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آگئی تھیں۔ ویسے وہ زندہ ہیں۔ اس کے پاپا ڈراما پلے کر رہے ہیں۔ اس کی ممی کی شخصیت اور لب ولہجہ بدل چکے ہیں۔''

میں نے تائید میں سر ہلایا۔ ''بائی داوے۔ میں نے تمہیں عجوبے کے متعلق بتایا تھا۔ اس سلسلے میں کچھ نئی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔''

میں نے انہیں بتایا کہ عالی اور ایمان علی نے عجوبے کی ایک کمزوری معلوم کی ہے اور برین ماسٹر اس عجوبے جوجو کرانتے کا تابع دار بن چکا ہے۔ بے باک نے کہا۔ ''یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ ماسٹر نے آیندہ جوجو کی پناہ میں

رہنے کے لیے مونیکا کی شخصیت تبدیل کی ہے اور اسے اپنے پاس بلایا ہے۔''

''میں بھی یہی سمجھتی ہوں۔ مونیکا آیندہ شوہر اور بیٹے کے ساتھ رہے گی۔ بیٹی کو فی الحال اس لیے چھوڑ دیا ہے کہ یہ ہماری ہو چکی ہے۔ ہمیں چھوڑ کر ماں باپ اور بھائی کے ساتھ نہیں رہے گی۔''

اینا نے کہا۔ ''اب اچھی طرح بات سمجھ میں آرہی ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے ساتھ لے جاتیں تو میرے ذریعے پاپا اور جارج کی خفیہ رہائش گاہ کا پتا بے باک کو معلوم ہو جاتا۔ وہ ایسا نہیں چاہتے تھے۔ اس لیے حالات سے مجبور ہو کر مجھے بے باک کے پاس چھوڑ گئے ہیں۔''

میں نے کہا۔ ''بیٹی! اب تمہیں اپنی زندگی کے اہم فیصلے خود کرنے ہوں گے۔ تمہارا باپ ہمارا دشمن ہے۔ وہ جوجو کو ہمارے خلاف بھڑکائے گا کہ ہم بیٹی کو باپ سے چھین کر لے آئے ہیں پھر جوجو تمہیں ہم سے چھین کر لے جانے کے لیے فرہاد کی پوری فیملی کے پیچھے پڑ جائے گا۔''

وہ شرمندہ سی ہو کر بولی۔ ''میری وجہ سے آپ لوگوں پر مصیبتیں نازل ہوں گی۔''

بے باک نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''ایسی بات نہیں ہے۔ تم یہاں نہ آتیں تب بھی جوجو ہمارے پاپا کی تلاش میں بھٹک رہا ہے۔ ان تک پہنچنے کے لیے وہ ہمارے پیچھے پڑنے والا ہے۔''

میں نے کہا۔ ''اس سے پہلے کہ وہ ہم میں سے کسی کو نقصان پہنچائے۔ ہمیں بابا صاحب کے ادارے میں جا کر رہنا ہو گا۔''

بے باک نے اینا کو دیکھا پھر مجھ سے کہا۔ ''میری بڑی خواہش رہی ہے کہ کبھی بابا صاحب کے ادارے میں جاؤں۔ کیا میرے ساتھ اینا کو بھی وہاں رہنے کی اجازت ملے گی؟''

میں نے سوچتے ہوئے اسے دیکھا پھر بے باک سے کہا۔ ''تم تو جانتے ہو کہ ضروری معاملات سے تعلق رکھنے والے غیر مسلم کبھی کبھی وہاں جاتے ہیں۔ اس سے پہلے جناب علی اسد اللہ تبریزی روحانی عمل کے ذریعے مطمئن ہوتے ہیں کہ ادارے میں آنے والے غیر مسلم جاسوس اور دغا باز نہیں ہیں۔ اس کے باوجود انہیں ادارے کے صرف اسی حصے تک محدود رکھا جاتا ہے۔ جہاں سے ان کا تعلق ہوتا ہے۔''

میں نے اینا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ''پتا نہیں اس عجوبے جوجو پر کب تک غلبہ حاصل کیا جاسکے گا؟ ایک طویل عرصہ لگ سکتا ہے۔ کیا وہاں مستقل رہائش کے لیے ہمارا دین اسلام قبول کر دگی؟''

اس نے بے باک کو دیکھا پھر بڑی محبت سے اس کے ہاتھ کو تھام کر کہا۔ ''یہ میرا دین ہے۔ دنیا ہے اور میری پوری کائنات ہے۔ جو اس نے قبول کیا وہ میں نے قبول کیا۔ اس کا خدا میرا خدا ہے اور اس کا رسول میرا رسول ہے۔''

میں نے کہا۔ ''خدا تمہیں سلامتی دے۔ اب تو کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ تم ادارے میں پہنچ کر اسلام قبول کر دگی۔''

بے باک نے کہا۔ ''ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ کل کورٹ میرج کریں گے۔ یہ مسلمان ہو جائے گی تو ادارے میں ہی ہمارا نکاح پڑھایا جاسکے گا۔''

میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''یقیناً نکاح پڑھایا جا سکتا ہے لیکن میاں بیوی کو وہاں ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ شادی کے بعد تمہیں ادارے سے باہر آ کر ازدواجی زندگی گزارنی ہو گی جبکہ موجودہ حالات میں ادارے میں رہ کر ہی سلامتی کی ضمانت مل سکتی ہے۔''

انہوں نے ایک دوسرے کو جھکی جھکی نظروں سے دیکھا۔ میں نے کہا۔ ''یہ نکاح پڑھایا جائے گا تو تم دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں رہ سکو گے۔ دانشمندی یہ ہے کہ کچھ عرصے تک نکاح نہ پڑھواؤ۔ وہاں پابندیوں میں رہا کرو۔ جوجو سے جلد ہی نمٹنے کی کوشش کی جائے گی۔''

حالات کچھ ایسے تھے کہ ان دونوں کو راضی ہونا پڑا۔ بے باک نے اینا کے اندر آ کر کہا۔ ''اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ تم میرا دین قبول کر رہی ہو۔ فی الحال نکاح قبول کر دیا نہ کرو۔ ہم وہاں ایک دوسرے سے ملتے رہا کریں گے۔ آیندہ جب چاہیں گے نکاح پڑھوا کر اس ادارے سے باہر چلے آئیں گے۔''

ہم تینوں نے وہ رات لندن میں گزاری پھر دوسرے دن ایک فلائٹ سے پیرس آگئے۔ وہاں سے شام تک بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ گئے۔ پورس اور کبریا بھی وہاں آگئے تھے۔ صرف عالی اور ایمان علی ادارے سے باہر تھے۔ جناب تبریزی اس عجوبہ جوجو کرانتے کے سلسلے میں بالکل خاموش تھے۔ نہ وہ کچھ بول رہے تھے اور نہ ہی ہم ان سے کچھ پوچھ رہے تھے۔ جب وہ ضروری سمجھتے تب ہی ہمیں ضروری ہدایات دیا کرتے تھے۔

ثنا (لومی کرشل) وہاں بیوگی کے دن گزار رہی تھی۔ چار ماہ دس دن کے بعد وہ ادارے کے کسی نہ کسی معاملے کو نمٹانے کے لیے باہر جانے والی تھی۔ آمنہ نے اسے اپنے

پاس بلایا۔ وہ اس کے پاس آ کر ادب سے دوزانو ہو کر بیٹھ گئی۔

آمنہ نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”تم فرہاد کی دیوانی ہو۔ سونیا کی ہم شکل ہو۔ اسے سونیا سے چھین لینے کے لیے ایک عرصے تک سب ہی سے دشمنی کرتی رہیں۔“

ثنا نے کہا۔ ”مجھے اپنی ذہانت اور ٹیلی پیتھی کے علم پر بڑا ناز تھا۔ مجھے یقین تھا کہ میں جبراً فرہاد کو حاصل کرلوں گی۔ میں نے ماضی میں جو غلطیاں کیں۔ ان پر شرمندہ ہوں۔“

میں نے تمھیں شرمندہ کرنے کے لیے نہیں بلایا ہے۔ ہم نے اپنے علوم سے معلوم کیا تھا کہ تم گمراہیوں سے باز آچکی ہو۔ تم نے صدق دل سے اسلام قبول کیا ہے۔ اسی لیے تمھیں اس ادارے میں رہائش کی اجازت دی گئی ہے۔ جناب تمریزی نے فرمایا ہے کہ تم آزمائشوں سے گزر چکی ہو۔ اب تم سے کوئی بات چھپائی نہیں جائے گی۔“

ثنا نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر پوچھا۔ ”کیا اب تک میں آزمائشوں سے گزر رہی تھی؟ کیا مجھ سے کوئی خاص بات چھپائی جارہی ہے؟“

آمنہ نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ ”ابھی جاؤ، یہ ماتمی لباس اُتار دو۔ اب تم اپنی پسند کے رنگین لباس پہن سکتی ہو...“

ثنا نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ بولی۔ ”تم بیوہ نہیں ہو، سہاگن ہو۔ تمہارا فرہاد زندہ سلامت ہے۔“

اسے مسرتوں کا ایک جھٹکا سا لگا۔ ہمارے ذہن میں یہ بات رہتی ہے کہ ہمارا کوئی مرنے والا کاش نہ مرا ہو۔ کہیں سے اچانک زندہ ہو کر آجائے اور ہمیں از سرِ نو زندگی کی مسرتوں سے مالا مال کردے۔ جب خوش قسمتی سے کبھی ایسی خوشخبری ملتی ہے تو فوراً ہی یقین نہیں آتا۔

ثنا حیرانی اور بے یقینی سے آمنہ کا منہ تک رہی تھی۔ آمنہ نے کہا۔ ”تمھیں یقین کرلینا چاہیے۔ اس ادارے میں کہی ہوئی ہر بات سچی ہوتی ہے یہاں جھوٹ اور شیطان کا گزر نہیں ہوتا۔“

آمنہ مصلے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ثنا خوشی کے مارے چیختی ہوئی روتی ہوئی اس کے آگے جھک گئی۔ اس کے زانو پر سر رکھ کر اس سے لپٹ گئی۔ ”یا خدا...! تیرا شکر ہے... لاکھ لاکھ شکر ہے۔ میں کبھی سوچ نہیں سکتی تھی کہ میری گمشدہ مسرتیں یوں اچانک مل جائیں گی۔ ہائے...! میں تو خوشی سے مر جاؤں گی۔“

آمنہ اسے محبت سے تھپکنے لگی۔ اسے جوجو کراتنے کے متعلق بتانے لگی۔ جس کی دشمنی کے باعث فرہاد نے اپنی موت کا ڈراما پلے کیا تھا۔ ثنا نے جوجو کی ہسٹری سننے کے بعد کہا۔ ”آپ یہ تو بتا سکتی ہیں کہ میرا فرہاد کہاں ہے؟“

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ”اگر جانتی تو ابھی بتا دیتی۔ جناب تمریزی کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے؟ اور کتنے عرصے تک ہماری نظروں سے دور رہے گا؟“

”کیا میں اسے تلاش کرنے جاسکتی ہوں؟“

”ابھی تمھیں بتا چکی ہوں، جوجو ٹریننگ مشین کے ذریعے پاتال میں پہنچ کر سمندر کی گہرائیوں میں جا کر اپنے مخالفین کو ڈھونڈ نکالتا ہے۔ اس سے محفوظ رہنے کے لیے ہمارے خاندان کے تمام افراد اس ادارے میں آگئے ہیں۔“

ثنا نے کہا۔ ”سونیا کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ فرہاد کے لیے آکسیجن ہے۔ مصائب کی گھڑیوں میں اس کے ساتھ رہتی ہے۔ کیا وہ بھی اس کی تلاش میں نہیں جائے گی؟ کیا وہ بھی یہیں رہے گی؟“

”فی الحال تو وہ خاندان کے تمام افراد کو لے کر یہاں آگئی ہے۔ اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اچانک ہی کہاں جائے گی؟ اور کیا کر بیٹھے گی؟“

وہ آمنہ کا ہاتھ تھام کر بولی۔ ”میں بھی اپنے فرہاد کی خاطر کچھ کرنا چاہتی ہوں۔ آپ روحانی علوم کے ذریعے مجھے کوئی راستہ دکھائیں۔“

”ہمیں قدرتی معاملات میں مداخلت کرنے کی اجازت نہیں ہے اور یہ قدرت کی منشا ہے کہ جوجو کراتنے ابھی کچھ عرصے تک اس دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو اپنے شکنجے میں رکھے گا۔ شاید اسی لیے سونیا اس سے مقابلے کا خیال دل سے نکال چکی ہے۔ جس دن جناب تمریزی اسے اجازت دیں گے' وہ یہاں سے نکل کر جوجو پر بجلی کی طرح گرے گی۔“

پھر وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔ ”سوری ثنا...! میں قدرتی منشا کے خلاف تمہارے لیے کچھ نہیں کرسکوں گی اور نہ ہی کسی طرح تمہاری رہنمائی کرسکوں گی۔“

ثنا نے سر جھکالیا۔ اب سونیا سے مقابلہ کرنے کا خیال بھولے سے بھی اس کے ذہن میں نہیں آتا تھا۔ وہ اس کے خلاف منفی انداز میں کبھی نہیں سوچتی تھی۔ اس وقت صرف دل ہی دل میں فرہاد تک پہنچنے کے لیے تڑپ رہی تھی۔ اس سے ملنے کے سلسلے میں کوئی اسے روکنے والا نہیں تھا۔ بابا صاحب کے ادارے سے باہر جانے کے سلسلے میں کوئی پابندی نہیں

تھی۔ بس ایک جوجو رکاوٹ بنا ہوا تھا۔ وہ اپنی غیر معمولی ذہانت کو کام میں لاتے ہوئے سوچنے لگی کہ کس طرح جوجو کو مات دے سکتی ہے یا فرہاد کی طرح اسے اپنے آگے بھی بے بس اور مجبور بنا سکتی ہے؟

☆☆☆

عالی اور ایمان علی نے جب جوجو پر پہلی بار حملہ کیا تھا تو وہ تھوڑی دیر کے لیے بھول گیا کہ یلو کلر بلائنڈ ہے۔ وہ اس دنیا میں روحانی قوتوں کو کچلنے آیا تھا۔ اسے حملہ کرنے والے نظر نہیں آئے تو اس نے بوکھلا کر سوچا۔ ”کیا یہ کوئی روحانی قوت ہے؟ کیا روحانیت جادو کی طرح ہوتی ہے کہ نظر نہیں آتی اور چھپ کر نقصان پہنچاتی ہے؟“

پھر رُونا رُد نے اسے بتایا کہ وہ حملہ کرنے والے زرد رنگ کے لباس میں چھپے ہوئے ہیں تب اس نے حیرانی سے سوچا۔ ”ان حملہ آوروں کو میری یہ کمزوری کیسے معلوم ہو گئی؟ انہوں نے پہلے سے بچاؤ کی پلاننگ کی۔ میرا سامنا کرنے سے پہلے زرد رنگ میں چھپ کر آئے تھے۔ کیا یہ روحانی قوتوں کے حامل ہیں؟“

وہ رُونا رُد کے اندر آ کر بولتا رہتا تھا۔ اس کی محبوبہ نے بتایا۔ ”ان حملہ کرنے والوں میں سے ایک لڑکی شاید اٹھارہ برس کی ہے اور ایک جوان بیس بائیس برس کا ہے۔ یہ دونوں گونگے بنے ہوئے ہیں۔“

جب فارسٹ آفس میں انہوں نے بیان دیا تو جوجو نے ان کی آوازیں سن کر ان کے دماغوں میں پہنچنے کی ناکام کوشش کی پھر یقین ہوگیا کہ دونوں یوگا میں مہارت رکھتے ہیں۔ اسے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ عالی ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔

وہ اس دنیا میں اپنی کمزوری نہ تو کسی پر ظاہر کرنا چاہتا تھا اور نہ کسی کے آگے مجبور اور بے بس ہونا چاہتا تھا۔ وہ برین ماسٹر، امریکا اور یورپ کے تمام اکابرین کو اپنے زیر اثر لا کر زبردست کامیابی حاصل کرچکا تھا۔ پہلی بار دو کم عمر جوانوں نے اسے مجبور اور بے بس بنا دیا تھا۔ اب وہ دونوں کی شہ رگ تک پہنچے بغیر آرام سے بیٹھنے والا نہیں تھا۔

وہ اپنی خفیہ پناہ گاہ میں آ کر ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا۔ اس نے عالی اور ایمان علی کی آوازوں اور لب و لہجے کو سنا تھا۔ اس کی آڈیو مشین بتا سکتی تھی کہ وہ ان کی اصل آوازیں اور لب و لہجے ہیں یا نہیں؟ اور اگر نہیں ہیں تو اس مشین میں جتنے افراد کی آوازیں پہلے سے محفوظ ہیں۔ کیا ان میں سے کسی کی آواز ہے؟

اس نے آڈیو مشین کی طرف دیکھ کر پلکیں جھپکائیں وہ آن ہوگئی اور اس کے دماغ سے منسلک ہوگئی۔ اس نے سوچ کے ذریعے عالی اور ایمان کی آوازیں اس میں ریکارڈ کیں پھر پلکیں جھپکائیں تو مانیٹر پر اس کی سوچ تحریر کی صورت میں اُبھرنے لگی۔

وہاں لکھا ہوا تھا۔ ”ان آوازوں اور لب و لہجوں کو ٹریس کیا جائے۔“

وہ انتظار کرنے لگا پھر وہاں جواباً تحریر اُبھرنے لگی۔ وہاں لکھا ہوا تھا۔ ”مرد کی آواز اور لہجہ اس ریکارڈر مشین میں نہیں ہے۔ عورت کی آواز آڈیو فائل نمبر زیرو سیون ہنڈریڈ میں ہے۔“

اس نے پلکیں جھپکا کر مانیٹر پر کہا۔ ”زیرو سیون ہنڈریڈ کی آڈیو فائل اوپن کرکے اس کا ریکارڈ پیش کیا جائے۔“

تھوڑی دیر بعد ہی جواباً عالی کی آواز اور لب و لہجہ سنائی دیا۔ اس کے ساتھ مانیٹر پر تحریر اُبھری۔ ”آواز... اعلیٰ بی بی عرف عالی بنت فرہاد علی تیمور...“

جوجو کے اندر ایک دھماکا سا ہوا۔ وہ ریوالونگ چیئر پر سے اُچھل کر کھڑا ہوگیا۔ یہ خیال ذہن میں بجلی کی طرح کوندا۔ ”کیا عالی اس وقت جنگل میں اپنے باپ فرہاد علی تیمور کے ساتھ تھی؟“

پھر اس نے انکار میں سر ہلایا۔ ”نہیں، رُونا رُد کہہ رہی تھی۔ عالی کے ساتھ بیس بائیس برس کا جوان تھا جبکہ فرہاد بوڑھا ہے۔ ویسے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ وہ کہیں روپوش رہ کر بیٹی کو میرے خلاف استعمال کررہا ہے۔ یقیناً دونوں باپ بیٹی کا رابطہ رہتا ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو میں بہت جلد فرہاد کی شہ رگ تک پہنچ جاؤں گا۔“

وہ پھر آرام سے بیٹھ گیا۔ اس بار اس نے ٹریننگ مشین کو دیکھ کر پلکیں جھپکائیں وہ آن ہوگئی۔ دوسری بار پلکیں جھپکانے کے بعد مانیٹر پر تحریر اُبھرنے لگی۔ ”فائل نمبر سیون زیرو ہنڈریڈ کی اعلیٰ بی بی عرف عالی کو تلاش کیا جائے۔ وہ صومالیہ کے ایک شہر میراگ کے آس پاس ہے۔“

دوسرے ہی لمحے صومالیہ کے شہر میراگ کا نقشہ مانیٹر پر اُبھرا۔ ایک جلتا بجھتا ہوا سرخ نقطہ اس شہر کے مختلف علاقوں سے گزرنے لگا۔ جوجو بڑی توجہ سے اُدھر دیکھ رہا تھا۔ وہ نقطہ اسٹریٹ ایکونا میں پہنچ کر رُک گیا۔ مانیٹر پر ایکونا اسٹریٹ کا ایک ایک مکان اور ایک ایک عمارت دکھائی دینے لگی۔

وہ نقطہ پھر جلتے بجھتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔ اس اسٹریٹ کے آخری سرے پر ایک بڑی شاہراہ کے رُخ پر ہوٹل ڈیکونا لکھا ہوا تھا۔ وہ نقطہ وہاں پہنچ کر رُک گیا۔ اس کے

www.pdfbooksfree.pk

ساتھ مانیٹر پر ہوٹل ڈیکونا کے اندرونی مناظر دکھائی دینے لگے۔

کاؤنٹر کے پیچھے دیوار پر ایک بڑا سا کی بورڈ تھا۔ وہاں ہوٹل کے ہر کمرے کی چابی لٹکائی جاتی تھی۔ وہ سرخ نقطہ کمرا نمبر چار سو بتیس پر آکر ٹھہر گیا۔

سراغ مل گیا۔ عالی اس ہوٹل کے کمرا نمبر چار سو بتیس میں تھی۔ موت کسی بھی لمحے اس کے پاس پہنچ سکتی تھی... لیکن کیسے؟

دن کا وقت تھا اگر رات ہوتی تب بھی جوجو انسانی آبادی میں نہیں جا سکتا تھا۔ دوسروں کو آلہ کار بنا کر ہی عالی کو ٹریپ کر سکتا تھا۔ اب سے پہلے اسے ان علاقوں میں کسی آلہ کار کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔ وہ فوری طور پر اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ نئے آلہ کاروں کو اس کے پاس بھیجنے میں اچھا خاصا وقت لگنے والا تھا پھر یہ کہ عالی کے ساتھی نوجوان کو ٹریس کرنا ضروری تھا۔ یہ سمجھ میں آنے والی بات تھی کہ وہ نوجوان بھی اسی ہوٹل میں ہوگا پھر اس نے اکابرین میں سے ایک اعلیٰ عہدیدار کے اندر پہنچ کر کہا۔ ''میں چاند ستاروں کی دنیا کا رہنے والا آقا جوجو کرانتے بول رہا ہوں۔''

وہ عہدیدار فوراً ہی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ بڑی خاکساری سے بولا۔ ''لیس سر! حکم صادر کریں۔''

وہ طنزیہ انداز میں بولا۔ ''کیا سونیا کے تلوے چاٹ کر آگئے؟ کیا مجھ سے چھپ کر رہنے کا نسخہ معلوم ہو گیا؟''

وہ جھجکتے ہوئے بولا۔ ''مسٹر جوجو! زنجیریں توڑنا اور نجات حاصل کرنا ہر انسان کا پیدائشی حق ہے۔ تمہارے لیے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم بغاوت کرنے کے باوجود ہمیشہ تمہاری غلامی کرتے رہیں گے۔''

''وہ تو کرنا ہی ہوگا۔ فی الوقت میرے دو اہم معاملات ہیں۔ تمہیں ان سے ابھی نمٹنا ہے۔''

''میں حاضر ہوں حکم کرو؟''

''صومالیہ تمہارے ملک کے زیر اثر ہے۔ وہاں میراگ شہر میں فرہاد کی بیٹی عالی ہے۔ وہ ہوٹل ڈیکونا کے کمرا نمبر چار سو بتیس میں ہے۔ اس کے ساتھ ایک جوان بھی ہوگا۔ ان دونوں کو گھیر کر زخمی کرنا اور اپاہج بنانا ہے پھر میں جہاں کہوں وہاں انہیں پہنچانا ہے۔''

''لیس سر! ابھی وہاں کی پولیس انہیں اپاہج بنائے گی۔''

''اس کام کو آسان نہ سمجھنا۔ وہ دونوں بہت چالاک ہیں۔ مجھ تک پہنچنے کی کوششیں کر چکے ہیں۔ تمہاری پولیس کو دھوکا دے سکتے ہیں۔''

''اطمینان رکھو۔ میں نے سونیا سے مدد مانگی تھی۔ اس نے دھتکار دیا تھا۔ میں اس کی بیٹی عالی کو اس ہوٹل سے بچ کر جانے نہیں دوں گا۔''

جوجو نے قائل ہو کر کہا۔ ''بے شک، تم انتقاماً ایسا کر سکو گے۔ میرا دوسرا معاملہ بھی اہم ہے۔ اسی شہر میں رُونا رُو نامی ایک حسین عورت رہتی ہے۔ ایک شکاری کو قتل کرنے کے سلسلے میں اسے پریشان کیا جا رہا ہے۔ وہاں کی پولیس اور آرمی والوں کو میری یہ دھمکی پہنچا دو کہ آئندہ رُونا رُو کی مرضی کے بغیر جو اس کے قریب آئے گا۔ وہ اپنے پورے خاندان کے ساتھ نیست و نابود ہو جائے گا۔''

''میں ابھی انتظامات کرتا ہوں۔ آئندہ رُونا رُو کے مزاج اور مرضی کے خلاف کوئی اس سے بات بھی نہیں کرے گا۔''

''ٹھیک ہے، میں جا رہا ہوں۔ تمہارے اندر آکر دیکھتا رہوں گا کہ کس طرح میرے احکامات کی تعمیل کر رہے ہو؟''

وہ اپنی ریوالونگ چیئر پر دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ یہ بات بار بار اسے کھٹک رہی تھی۔ اسے غصہ دلا رہی تھی کہ عالی اور اس کے ساتھی نے کس طرح اس کی ایک کمزوری پکڑ لی ہے؟ اس نے سوچ لیا تھا کہ انہیں اپاہج بنا کر ان کے دماغوں میں جا کر خیالات پڑھے گا کہ انہوں نے زرد رنگ کو ڈھال بنانے کا طریقہ کہاں سے معلوم کیا ہے؟

اس کی ایک اور بڑی کمزوری عورت تھی۔ وہ جہاں سے آیا تھا۔ وہاں کی عورتوں کی تھوتھنی خرگوش کی طرح آگے کو نکلی ہوئی تھی۔ ان میں حسن و شباب کی کوئی ادا کوئی کشش نہیں ہوتی تھی۔ وہ یہاں آکر ٹی وی کے مختلف چینلز پر ایک سے ایک طرح دار حسینہ کو للچائی ہوئی نظر سے دیکھتا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کو لوٹ لینا چاہتا تھا۔

اور وہ ایسا کر سکتا تھا لیکن اس کے سیارے کے اکابرین نے سختی سے تاکید کی تھی کہ کبھی کسی عورت کو اپنی خفیہ پناہ گاہ میں نہ لے جانا۔ کسی عورت کی خاطر کبھی کسی انسانی آبادی میں نہ جانا۔ جب تک انسانوں سے دور پاتال میں رہو گے تب تک پوری دنیا کو زیر کرتے رہو گے۔ زمین کی سطح پر آؤ گے تو مارے جاؤ گے۔

اور وہ دیکھ چکا تھا کہ عالی اور ایمان سے سامنا ہوتے ہی اس کی شامت آگئی تھی۔ اگر وہ فرار نہ ہوتا تو مارا جاتا یا ان کی گرفت میں آجاتا۔ اس کے موجودہ حالات میں عالی اور ایمان نے اس کے غیر معمولی مشینی ذرائع کو اور اس کے غرور کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔

وہ اور زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔ پہلے اس نے سوچا تھا کہ رُونا رُو کو کسی بھی طرح رازداری سے اپنی خفیہ پناہ گاہ میں لے آئے گا۔ زمینی عورتیں اسے بہت للچا رہی تھیں۔ وہ احتیاطاً ایک ہی عورت پر اکتفا کرنا چاہتا تھا۔ اسے دن رات اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا لیکن خطرے کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔ وہ گھنٹی اسے سمجھا رہی تھی کہ رُونا رُو سے بھی دور ہی کی دوستی رکھے۔ راتوں کو کسی جنگل ویرانے میں اس کے ساتھ وقت گزار لیا کرے اور... بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

اس نے رُونا رُو کے اندر آکر پوچھا۔ ''کیسی ہو میری جان!''

وہ روٹھنے کے انداز میں بولی۔ ''میری جان نہ کہو۔ تمہاری جان ہوتی تو مجھے یوں دور نہ رکھتے۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے اپنی خفیہ پناہ گاہ میں لے جاؤ گے۔''

''تم نہیں جانتیں۔ میرے حالات ناموافق ہیں۔ فرہاد کی بیٹی میرے پیچھے پڑ گئی ہے۔ پتا نہیں وہ میرے اندر کی باتیں کیسے معلوم کر لیتی ہے؟ اگر تمہیں اپنی پناہ گاہ میں لاؤں گا تو وہ اپنے نامعلوم ذرائع سے یہ معلوم کر لے گی اور ہمارے پیچھے اس پناہ گاہ میں چلی آئے گی۔''

''میں نے سنا تھا کہ چیونٹی ہاتھی کی سونڈ میں گھس کر اسے بے چین کر دیتی ہے۔ آج یہ آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں۔ تمہارے جیسا ناقابل شکست شہزور ایک لڑکی کے ہاتھوں پریشان ہو رہا ہے۔''

''یہ پریشانی چند گھنٹوں کی ہے۔ میری ٹریسنگ مشین نے بتایا ہے کہ اس لڑکی کا نام عالی ہے۔ وہ فرہاد علی تیمور کی بیٹی ہے اور ابھی میراگ کے ہوٹل ڈیکونا کے روم نمبر چار سو بتیس میں ہے۔''

وہ خوش ہو کر بولی۔ ''یہ تو کمال ہو گیا۔ تم نے بڑی جلدی ان کا سراغ لگا لیا۔''

وہ بولا۔ ''جلد ہی میرے آلہ کار اسے اور اس کے ساتھی کو اپاہج بنا کر مجھے ان کے دماغوں میں پہنچانے والے ہیں۔''

اس وقت عالی رُونا رُو کے اندر موجود تھی۔ یہ باتیں سن کر چونک گئی۔ ایمان علی دوسرے کمرے میں تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے بولی۔ ''ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر یہ ہوٹل چھوڑ کر کہیں چلے جاؤ... خطرہ ہے۔ میں بعد میں رابطہ کروں گی۔ ابھی ضروری معلومات حاصل کر رہی ہوں۔''

یہ کہہ کر وہ پھر رُونا رُو کے اندر آگئی۔ اس نے عالی کی مرضی کے مطابق جوجو سے پوچھا۔ ''وہ دونوں زرد رنگ کے لباس میں ہوں گے۔ کیا تمہاری مشین نے زرد رنگ کے پیچھے انہیں ڈھونڈ لیا ہے؟''

''میں یلو کلر بلائنڈ ہوں۔ میری مشین اندھی نہیں ہے۔ اس نے فرہاد کی بیٹی کا نام پتا بتایا مگر اس کا جو نوجوان ساتھی ہے۔ وہ فرہاد اور برین ماسٹر کی طرح کوئی نمایاں نام یا مقام نہیں رکھتا ہے۔ اس لیے میری آڈیو، ویڈیو اور ٹریسنگ مشین میں اس نوجوان کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔''

وہ بیزاری سے بولی۔ ''میں خوانخواہ تمہارے دشمنوں کی باتیں کر رہی ہوں۔ تم میری باتیں کرو۔ آج رات کس ویرانے میں ملو گے؟''

''میں دو چار گھنٹوں کے بعد فیصلہ کروں گا کہ ہمیں کہاں ملنا چاہیے؟ فرہاد کی بیٹی نے مجھے اُلجھا دیا ہے۔''

''جب وہ قابو میں آنے والی ہے تو اُلجھن کیسی؟''

''قابو میں جب آئے گی تب آئے گی۔ ابھی یہ خیال اُلجھا رہا ہے کہ فرہاد کی فیملی میں کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ کیا عالی بھی یہ علم جانتی ہوگی؟''

''پھر اپنی باتیں چھوڑ کر دشمنوں کا ذکر کر رہے ہو اگر وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے تو ہماری بلا سے... وہ تمہارا کیا بگاڑ لے گی؟''

''یہی تو سمجھنے کی بات ہے اگر وہ خیال خوانی جانتی ہے تو اس وقت تمہارے دماغ میں چھپی ہوگی اور ہماری باتیں سن رہی ہوگی۔''

وہ پریشان ہو کر بولی۔ ''تم مجھے ڈرا رہے ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ تمہارے سوا کوئی میرے اندر کی باتیں معلوم کرے۔''

''تمہارے نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟ اگر وہ موجود ہوگی اور میں تمہیں کہوں گا کہ آج ضرور ملنا ہے۔ فلاں جگہ ملنا ہے تو وہ پچھلی رات کی طرح پھر زرد رنگ کے لباس میں چھپ کر چلی آئے گی۔''

''او گاڈ! اب سمجھ میں آرہا ہے کہ وہ کتنی خطرناک ہے۔ کیا وہ ابھی میرے اندر ہے؟''

''ذرا صبر کرو۔ میرے آلہ کار اسے زخمی کرنے والے ہیں پھر میں بہت کچھ معلوم کر سکوں گا۔''

''کیا تم فرہاد کی فیملی کے کسی فرد کے اندر جا کر معلوم نہیں کر سکتے؟''

''میں اب تک بڑے اہم معاملات میں اُلجھا رہا۔ اس کے فیملی ممبرز کی طرف توجہ نہیں دی۔ میں جا رہا ہوں۔ ابھی معلوم کرتا ہوں۔''

www.pdfbooksfree.pk

اس نے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر آڈیو مشین کو دیکھا پھر پلکیں جھپکائیں۔ اس کے مخصوص طریقہ کار کے مطابق مانیٹر پر تحریر ابھری۔ ”سونیا کی آواز اور لب ولہجہ سنایا جائے۔“

تھوڑی دیر بعد سونیا کی آواز سنائی دی۔ وہ کبھی کسی سے باتیں کر رہی ہوگی۔ اس وقت کی آواز ریکارڈ کی ہوئی تھی۔ جوجو نے اس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے اندر پہنچنا چاہا تو سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ اس کی سمجھ میں آیا کہ سونیا نے آواز اور لب ولہجہ بدل لیا ہے۔

اس نے باری باری پارس، پورس، الپا اور کبریا وغیرہ کی آوازیں سن کر ان کے اندر جانا چاہا۔ ہر بار ناکامی ہونے لگی۔ اس کی سوچ کی لہریں ان میں سے کسی کے اندر پہنچ نہیں پارہی تھیں۔ اس نے ٹریسنگ مشین کے ذریعے معلوم کیا تو پتا چلا کہ وہ سب کے سب بابا صاحب کے ادارے میں ہیں۔

ٹریسنگ مشین کا سرخ نقطہ بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ کر رک گیا تھا۔ اس کے بعد مانیٹر پر اس ادارے کا اندرونی حصہ دکھائی دیتا تو وہ نقطہ اندر پہنچ کر سونیا وغیرہ کی نشاندہی کرتا لیکن اس ادارے کا کوئی اندرونی حصہ مانیٹر پر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ سرخ نقطہ جہاں تھا۔ وہیں اٹک گیا تھا۔

جب وہ فرہاد کو تلاش کرتا تھا تب بھی یہی ہوتا تھا۔ نہ وہ نقطہ آگے بڑھتا تھا نہ مونیٹر پر کوئی منظر اُبھرتا تھا۔ جوجو نے سمجھ لیا، آگے روحانی قوت راستہ روک رہی ہے۔ فرہاد کی طرح اس کی فیملی کے تمام افراد گم ہو گئے ہیں۔

ان حالات میں ایک سوال پیدا ہوا۔ ”کیا فرہاد بھی اسی ادارے میں پہنچ کر گم ہوا ہے؟“

اس نے ایک مشین کے مانیٹر کو دیکھ کر پلکیں جھپکائیں۔ وہاں ایک تحریر اُبھرنے لگی۔ ”ٹریسنگ مشین پھر ناکارہ ہو رہی ہے۔ سرخ نقطہ بابا فرید واسطی کے ادارے کے سامنے رُک گیا ہے۔ مجھے گائیڈ کیا جائے۔“

تھوڑی دیر بعد جوابی تحریر اُبھری۔ ”اس زمین پر تمہیں صرف روحانی قوتیں ہی روک سکتی ہیں۔ ٹریسنگ مشین ناکارہ نہیں ہوئی ہے۔ اسے فی الحال آف کردو۔ روحانی قوتوں کو سمجھو پھر ان کے خلاف کوئی حکمت عملی اختیار کرو۔“

اس نے مشین کو آف کیا۔ گہری سنجیدگی سے سوچنے لگا۔ ”فرہاد کسی روحانی قوت کے ذریعے روپوش ہے۔ اب اس کا پورا خاندان بھی میرے لیے نادیدہ ہو گیا ہے۔ یہ روحانی قوتیں بھی ہیں اور ان کی حکمت عملی بھی ہے۔ کیونکہ فرہاد کی بنی اپنی حکمت عملی سے میرے سامنے آکر روپوش ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ کوئی روحانی قوت نہیں ہے۔“

وہ اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ سوچنے لگا کہ اس خاندان کے لوگ کیسی غیر معمولی ذہانت رکھتے ہیں؟ میرے راستے میں عجیب طرح کی رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں۔ عقل کام نہیں کر رہی ہے۔ آئندہ مجھے پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہوگا۔

وہ ٹہل رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ زمین اتنی خوبصورت ہے کہ دوسرے سیاروں کے اکابرین یہاں قدم جما کر اس دنیا کو اپنے نام کرلینا چاہتے ہیں۔ ہمیں یہاں کا اناج پھل اور میوے کھانے کے بعد معلوم ہوا کہ ذائقہ کیا ہوتا ہے؟ ہم چند عورتوں کو اغوا کر کے سیارے میں لے گئے تھے۔ ان کے ذریعے مزید خوبصورت عورتیں اور خوبصورت نسل پیدا کرنا چاہتے تھے لیکن زمین سے لے جائی جانے والی عورتیں وہاں کی آب و ہوا میں زیادہ دنوں تک نہ جی سکیں۔ ایک ایک کر کے مر گئیں۔

وہ سوچ رہا تھا۔ ”میں نے یہاں آکر چھپ چھپا کر رُدنا رُد کو حاصل کیا ہے۔ اب یہ بھی میرے ہاتھوں سے نکلتی دکھائی دے رہی ہے۔ میں اس سے ملنے کھلی فضا میں جاؤں گا تو عالی اپنے ساتھی کے ساتھ پھر وہاں پہنچ سکتی ہے۔ میں کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہوں گا۔“

واقعی عورت اس کی کمزوری تھی۔ اس کے بغیر وہ نہیں رہ سکتا تھا۔ یہ اس کی مجبوری تھی، وہ کسی انسانی آبادی میں نہیں جا سکتا تھا۔ اس عجوبے کو دیکھتے ہی سب ہی اس کے پیچھے پڑ جاتے۔ اس نے اپنے جتنے دشمن اب تک پیدا کیے تھے۔ وہ سب اسی تاک میں تھے کہ کہیں وہ نظر آجائے تو اس طرح اسے دبوچ لیا جائے کہ نہ وہ زمین کے اوپر رہ سکے نہ اندر جا سکے اور نہ ہی اپنے سیارے میں پہنچ سکے... وہ کوئی غلطی کر کے اپنے سیارے کے اکابرین کو مایوس نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس کے اکابرین فیصلہ کر چکے تھے کہ زمین پر حکومت کریں گے۔ یہاں کی عورتوں کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارتے ہوئے آئندہ خوبصورت نسل پیدا کراتے رہیں گے۔ سیارے کے سائنس والوں نے اپنے اکابرین کو بتایا تھا کہ ایٹمی ٹیکنالوجی کے لیے زمین سے وافر مقدار میں یورینیم حاصل کی جا سکتی ہے۔ زمین چونکہ سورج سے قریب ہے لہٰذا شمسی شعاعوں کے ذریعے سائنس کے شعبے میں نت نئے تجربات کیے جا سکتے ہیں۔

اس کے اکابرین نے کہا تھا کہ زمین پر قبضہ جمانے اور وہاں حکومت کرنے کے لیے جنگ لڑنا اور ایٹمی ہتھیار

استعمال کرنا ضروری نہیں ہے۔ جوجو کرانتے ہماری اور اپنی حکمت عملی سے زمین پر رہنے والی تمام بڑی طاقتوں کو اپنے زیر اثر لا سکتا ہے۔

اور یہ کہا گیا تھا کہ زمین پر سب سے بڑی طاقت روحانیت کی ہے۔ اسے زیر کرلیا جائے تو کسی بھی خون خرابے کے بغیر پوری دنیا میں ان کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ عورتوں، اناج اور ایٹمی توانائیوں کے وسائل پر قبضہ جمانے کے لیے جوجو کرانتے کو تمام سائنسی ساز و سامان کے ساتھ زمین پر اتارا گیا تھا۔ اس کے لیے یہ طریقہ کار طے کیا گیا تھا کہ وہ پہلے اس دنیا میں سُپر پاورز... اور ناقابل شکست کہلانے والوں کو زیر کرے گا۔ انہیں اپنا محکوم اور غلام بنائے گا۔ اس دوران میں کوئی روحانی طاقت آڑے آئے گی تو پھر اس سے نمٹا جائے گا۔

پھر یہی ہوا تھا۔ جوجو غیر معمولی مشینوں کے ذریعے ناقابل تسخیر کہلانے والوں کو تسخیر کرنے لگا۔ امریکا اور یورپ کے اکابرین فرہاد، برین ماسٹر، خطرناک جادوگر اور کتنے ہی بدنام زمانہ مجرموں کے روپ بہروپ والے چہرے، ان کے نام اور تمام خفیہ اڈے اس کی ٹریسنگ مشین میں محفوظ کر لیے گئے تھے۔

اس نے اتفاقاً سب سے پہلے فرہاد کو ہی ٹارگٹ بنانے کے لیے اس کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ پتا چلا کہ پچھلے اٹھائیس برسوں میں اس نے کبھی کسی سُپر پاور.... اور کسی بھی خطرناک تنظیم سے شکست نہیں کھائی ہے۔ کبھی عارضی طور سے مات کھاتا ہے تو پلٹ کر دشمن کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔

فرہاد کی پوری ہسٹری معلوم کرنے کے بعد جوجو نے فیصلہ کیا کہ ایسے خطرناک شخص کو کسی چیلنج کے بغیر خاموشی سے ہلاک کر دینا چاہیے۔ اس کی ٹریسنگ مشین نے بتایا تھا کہ ان دنوں وہ سوئٹزرلینڈ کے ایک کالج میں ہے۔ اس نے اسی کالج میں اس کی موت کا وقت مقرر کر دیا تھا۔

زندگی میں پہلی بار فرہاد اپنے اس اجنبی دشمن سے اور اپنی مقرر کردہ موت سے بے خبر رہا۔ اسے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ جناب علی اسد اللہ تبریزی نے کس طرح اسے غائب دماغ بنا کر وہاں سے دوسری جگہ پہنچا دیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں اس کا برین واش ہو چکا تھا۔ اعلیٰ حضرت چاہتے تھے کہ فرہاد کچھ عرصے تک اپنا نام اپنی شخصیت بھول جائے۔

روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے جو عمل اس پر کیا گیا تھا۔ اس کے نتیجے میں کوئی ٹریسنگ مشین، کوئی سائنسی آلہ فرہاد تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ جوجو دھوکا کھا گیا۔ کچھ عرصے تک سمجھ نہیں پایا کہ اس کا حملہ ناکام رہا ہے اور اس نے شنکر نارائن کو فرہاد سمجھ کر اس کے دماغ میں جا کر اسے ہلاک کیا ہے۔

اسے بعد میں پتا چلا کہ فرہاد کے سلسلے میں ٹریسنگ مشین عارضی طور سے ناکارہ ہو جاتی ہے۔ اس کے اکابرین نے اسے بتایا کہ اس سلسلے میں روحانی قوت آڑے آرہی ہے۔ وہ بابا فرید واسطی کے ادارے سے براہ راست نہ سہی۔ بالواسطہ ٹکرانے والا ہے اور اس کی ابتدا فرہاد کے ٹکراؤ سے ہو چکی ہے۔

وہ سوچ رہا تھا۔ آئندہ اپنے منصوبوں میں اپنے طریقہ کار میں تبدیلیاں کر کے عالی اور ایمان علی سے نمٹنا چاہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ ان دونوں کے ذریعے فرہاد تک پہنچ جائے گا۔

عالی اور ایمان کے لیے اب زرد لباس پہننا ضروری نہیں تھا۔ اس لباس میں ٹریسنگ مشین ان کی نشاندہی کر رہی تھی۔ ابھی یہ بات ان کے حق میں تھی کہ جوجو انسانی آبادی میں نہیں آسکتا تھا۔

عالی نے خیال خوانی کے ذریعے ایمان سے پوچھا۔ ”تم کہاں ہو؟“

”میں ہوٹل کے باہر کچھ فاصلے پر تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔“

”میں ایک بنگلے کا ایڈریس بتا رہی ہوں۔ وہاں رُدنا رُد رہتی ہے۔ فوراً اسے ٹریپ کرو۔ اسے گن پوائنٹ پر رکھو....“ عالی نے اسے وہاں کا پتا بتاتے ہوئے کہا۔ ”ہم دیکھیں گے کہ وہ اپنی محبوبہ کی سلامتی کے لیے ہمارے سامنے کمزور پڑے گا یا نہیں؟“

وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ادھر جاتے ہوئے بولا۔ ”کیا تم اب تک اسی ہوٹل میں ہو؟“

”نہیں، ہوٹل سے بہت دور ہوں مگر وہ کم بخت ٹریسنگ مشین کے سامنے بیٹھا معلوم کر رہا ہوگا کہ میں چھپنے کے لیے کہاں کہاں جا رہی ہوں؟ رُدنا رُد کو قابو میں کر کے اسے ٹریسنگ مشین کے سامنے سے ہٹایا جا سکے گا۔“

ایمان سے رخصت ہو کر وہ ہوٹل کی ایک کاؤنٹر گرل کے پاس پہنچ گئی۔ وہاں آرمی کا ایک افسر کی بورڈ کو دیکھتے ہوئے کاؤنٹر گرل سے پوچھ رہا تھا۔ ”یہاں روم نمبر چار سو بتیس کی چابی لگی ہوئی ہے؟ کیا وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے؟“

لڑکی نے کہا۔ ”نہیں، وہ ابھی ہوٹل چھوڑ کر گئی ہے۔“

جوجو آرمی کے دو اعلیٰ افسران کے اندر پہنچا ہوا تھا۔

عالی بھی اس کا ؤنٹر گرل کے ذریعے ان کی باتیں سن کر ان کے دماغوں میں پہنچ گئی۔ اس وقت جوجو ایک افسر سے کہہ رہا تھا۔ اس ہوٹل کے پیچھے کچھ فاصلے پر نیشنل میوزیم ہے۔ عالی وہاں موجود ہے۔ فوراً ادھر جاؤ۔''

عالی نے اس افسر کو دوسرے سے بات کرنے پر مائل کیا۔ اس نے چند منٹوں میں تین افسروں اور کئی سپاہیوں کی آوازیں سن لیں اور ان کے دماغوں میں جگہ بنالی۔ وہ سب ہوٹل سے باہر آکر اپنی گاڑیوں میں بیٹھنا چاہتے تھے۔ ایسے وقت دو سپاہیوں نے تین گاڑیوں کے پہیوں پر فائرنگ کی۔ ان کے پہیے دھماکے کرتے ہوئے بے کار ہو گئے۔ ایک افسر نے غصے سے پوچھا۔ ''یہ کیا حماقت ہے؟''

دوسرے افسر نے کہا۔ ''اگر یہ ایسی حماقت نہ کرتے تو میں کرتا۔ دیکھو اس طرح...''

یہ کہتے ہی اس نے ریوالور نکال کر اس افسر کی ٹانگ پر گولی ماری۔ دوسرے سپاہی نے چیخ کر کہا۔ ''فرہاد علی تیمور کی بیٹی حکم دیتی ہے کوئی اس کے پیچھے نہ آئے۔ وہ اجنبی جو ہمارے اندر آکر بولتا ہے۔ وہ ہم سب کو موت کے منہ میں دھکیلنا چاہتا ہے۔''

جوجو خیال خوانی کے ذریعے وہاں موجود تھا۔ اس سپاہی کی باتیں سن کر چونک گیا۔ یہ معلوم ہو گیا کہ عالی ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اس نے غصے سے اس سپاہی کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ بیچارا چیخیں مارتا ہوا زمین پر گر کر تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگا۔

جوجو نے ایک افسر کی زبان سے کہا۔ ''جو اس لڑکی کے پیچھے جانے اور اسے گولی مارنے سے انکار کرے گا' وہ اسی طرح تڑپ تڑپ کر مرے گا۔''

عالی اسی وقت ایک ایک سپاہی کے اندر جا کر فائرنگ کرنے لگی۔ وہ بڑی پھرتی سے ایک کے بعد دوسرے' تیسرے اور پھر چوتھے کے اندر جا رہی تھی۔ وہ سب اپنے افسران پر اور گاڑیوں پر فائرنگ کر رہے تھے۔ اس طرح وہ افسران مارے گئے' جن کے اندر جوجو نے جگہ بنائی تھی۔ جب فائرنگ ختم ہوئی تو گہری خاموشی چھا گئی۔ جو لوگ جان بچا کر دور بھاگتے چلے گئے تھے۔ ان سب پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔

اب وہاں ایسا کوئی نہیں رہا تھا۔ جس کے ذریعے جوجو نئے آلۂ کار بناتا۔ وہ فوراً ہی کاؤنٹر گرل کے اندر آکر اسے دوڑاتا ہوا وہاں لے آیا۔ وہ اس کے ذریعے عالی سے بات کرنا اور اسے چیلنج کرنا چاہتا تھا۔ اس وقت عالی نے فوراً ہی ایمان کے پاس پہنچ کر پوچھا۔ ''کیا تم وہاں پہنچ گئے ہو؟''

''ہاں، رُوناڑو میرے گن پوائنٹ پر ہے۔''

عالی اپنے ایک آلہ کار سپاہی کے اندر آگئی۔ جوجو اس کاؤنٹر گرل کے ذریعے کہہ رہا تھا۔ ''عالی! خوامخواہ بے گناہوں کا خون بہا رہی ہو۔ تم اس شہر سے باہر نہیں جا سکو گی۔ مجھ سے سمجھوتا کرو گی تو تمہیں نئی زندگی ملے گی۔''

وہ بولی۔ ''زندگی دینے والا اور لینے والا صرف خدا ہے۔ کیا تم اپنی رُوناڑو کی سلامتی نہیں چاہو گے؟''

وہ ایک دم سے چونک گیا۔ فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر اپنی محبوبہ کے پاس پہنچا۔ وہ سہمی ہوئی تھی۔ اس نے کہا۔ ''میری جان! گھبراؤ نہیں۔ میں آگیا ہوں۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔''

وہ رونے کے انداز میں بولی۔ ''اس نوجوان کے ریوالور کو میرے سامنے سے ہٹاؤ۔ گولی چل جائے گی۔ میں مر جاؤں گی۔''

''تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ تم اس سے بات کرو۔ اس کا نام اور پتا ٹھکانا معلوم کرو۔ میں اپنی ٹریننگ مشین کے ذریعے چند گھنٹوں میں اس کی پوری ہسٹری معلوم کروں گا پھر یہ بھی میری ٹریننگ مشین کی فائلوں میں آجائے گا۔ عالی کی طرح یہ بھی مجھ سے بھاگتا پھرے گا۔''

عالی نے ایمان کے پاس آکر کہا۔ ''جب تک تمہارا نام اور پتا جوجو کو معلوم نہیں ہوگا۔ وہ کبھی تمہارے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔''

اسی وقت رُوناڑو نے ایمان سے کہا۔ ''تم خوامخواہ مجھ سے کیوں دشمنی کر رہے ہو؟ تمہارا نام کیا ہے؟''

ایمان علی نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ ''تم نام کے بعد میری رہائش گاہ بھی پوچھو گی اور جوجو کی مشکل آسان کرو گی۔ اس گدھے سے کہو، تمہارے دماغ کے اندر ہونے والی سرگوشی مجھ تک پہنچتی رہتی ہے۔''

وہ جھنجلا کر جوجو سے بولی۔ ''میں پہلے ہی کہتی تھی کہ دماغ کو لاک کرو مگر تمہیں فرصت ہی نہیں ملتی تھی۔ تم ڈینگیں مارتے تھے کہ ہمارے تعلقات کا علم کسی کو نہیں ہوگا۔ کوئی دشمن مجھے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اب یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟''

جوجو نے عالی سے پوچھا۔ ''کیا تم ابھی رُوناڑو کے اندر موجود ہو؟''

''ہاں مگر مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہو تو رُوناڑو کی زبان سے بولو تاکہ میرا ساتھی بھی تمہاری باتیں سن سکے۔''

اس نے اپنی محبوبہ کی زبان سے کہا۔ ''ذرا عقل سے سوچو میرے سامنے ایک عورت کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ تم اسے مار ڈالو گی تو مجھے دوسری مل جائے گی۔''

عالی نے کہا۔ ''میں رُوناڑو کے چور خیالات پڑھ کر تمہارے بارے میں بہت کچھ معلوم کر چکی ہوں۔ تم نے اسے بتایا ہے کہ تمہارے سیارے کے اکابرین نے عورتوں سے دور رہنے کی تاکید کی ہے اگر تم ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری سے تعلق رکھو گے تو کہیں نہ کہیں دھوکا کھاؤ گے۔ اپنے مخالفین کی نظروں میں آجاؤ گے۔''

ایمان علی نے کہا۔ ''تم ہمارے بارے میں نہیں جانتے۔ عالی کے پاس ٹیلی پیتھی کا علم ہے اور میں قدرتی طور پر سونگھنے کی غیر معمولی حِس رکھتا ہوں۔ پچھلی بار جب اس جنگل میں تمہارے قریب آنے کا موقع ملا تھا تو میں نے تمہاری بو سونگھ لی تھی۔ آئندہ تم جب بھی کھلی فضا میں آؤ گے تو مجھے تمہاری بو کے ذریعے معلوم ہو جائے گا کہ تم کس سمت میں کتنے فاصلے پر ہو؟''

اس کے پاس ایسی کوئی غیر معمولی صلاحیت نہیں تھی لیکن دشمن کو اُلجھانے اور فریب دینے کے لیے باتیں بنانی پڑتی ہیں۔ اس بات نے جوجو کو پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا۔ عالی نے کہا۔ ''اگر تم میرے ساتھی کی سونگھنے کی حِس کو آزمانا چاہتے ہو تو اپنی خفیہ چار دیواری سے باہر آؤ۔ ہم آدھے گھنٹے کے اندر تمہاری شامت بن کر وہاں پہنچ جائیں گے۔''

وہ ایسا چیلنج قبول کرنے کی حماقت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔ ''یہ اچھا ہی ہوا کہ مجھے ایک نئے خطرے سے آگاہی مل گئی ہے۔ میں یہ ملک چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں اپنی پناہ گاہ بناؤں گا۔ ہزاروں میل دور جانے کے بعد اس جوان کو میری بو نہیں ملے گی۔''

رُوناڑو بڑے صدمے سے بولی۔ ''جوجو! یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا مجھے ان کے ہاتھوں مرنے کے لیے چھوڑ جاؤ گے؟''

''نہیں، اس دنیا میں آنے کے بعد مجھے خوش کرنے والی، مجھے دیوانہ بنانے والی پہلی عورت تم ہو۔ تم مجھے مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچتی ہو۔ تمہیں چھوڑ کر میں دوسری عورتوں کے چکر میں کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہوں گا۔ تم خاموش رہو۔ مجھے ان سے باتیں کرنے دو۔''

پھر اس نے عالی سے کہا۔ ''اگر میں تمہارا پیچھا چھوڑ دوں۔ تمہیں آزادی سے کہیں بھی جانے دوں تو کیا تم دونوں اس کا پیچھا چھوڑ دو گے؟''

عالی نے کہا۔ ''تم میرا پیچھا چھوڑ کر میرے اوپر احسان نہ کرو۔ میں دشمنوں کا احسان نہیں اٹھاتی۔ ہم تمہاری عورت کو اپنے ساتھ پیرس لے جائیں گے۔ وہاں بابا صاحب کے دروازے پر پہنچ کر اسے تمہارے لیے آزاد کر دیں گے اگر اس دوران میں ہمیں نقصان پہنچانا چاہو گے تو ہم اسے تڑپا تڑپا کر مار ڈالیں گے۔''

وہ جھنجلا کر بولا۔ ''اسے تڑپانے اور مارنے کی بات نہ کرو۔ مجھے غصہ آجاتا ہے۔ میں اپنی عورت کی خاطر اس دنیا کی ایک لڑکی سے سمجھوتا کر رہا ہوں۔ ٹھیک ہے، اسے بابا صاحب کے دروازے تک لے جاؤ۔ میں اس کے اندر رہ کر اس کی حفاظت کرتا رہوں گا۔''

ایمان نے کہا۔ ''اس دوران نہ تم اس کے دماغ کو لاک کرنے کی کوشش کرو گے اور نہ ہم کریں گے۔ کوئی بھی کسی کو دھوکا نہیں دے گا۔''

جوجو کراٹے نے ان کی بات مان لی۔ اس نے چند لمحوں میں فیصلہ کر لیا تھا کہ ان سے سمجھوتا کرنے میں اس کا فائدہ ہے۔ فی الحال اس کی سلامتی اس طرح ہے کہ وہ بُو سونگھنے والا جوان وہاں سے ہزاروں میل دور پیرس جائے گا تو وہ راتوں کو پاتال سے نکل کر کھلی فضا میں صبح تک آزادی سے تفریح کر سکے گا اور جلد ہی کسی دوسرے ملک میں اپنی خفیہ پناہ گاہ بنا سکے گا۔

میرا (سونیا) ریکارڈ اس کی ٹریننگ مشین میں تھا۔ وہیں اس نے میری ہسٹری پڑھی تھی۔ جب ایمان نے اس سے جھوٹ کہا کہ وہ سونگھنے کی غیر معمولی حِس رکھتا ہے تب اسے یاد آیا تھا کہ یہ غیر معمولی صلاحیت سونیا میں بھی ہے لہٰذا اس جوان میں بھی ہوگی۔ فرہاد کی فیملی سے تعلق رکھنے والے سب ہی عجیب و غریب صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ چونکا دینے والے انداز میں اپنے مخالفین کی جڑوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ جیسا کہ وہ دونوں اچانک ہی جنگل میں اس کے مقابلے پر آگئے تھے اور اس کے کلر بلائنڈ ہونے کی کمزوری سے پورا فائدہ اٹھانے والے تھے۔

ان تمام حقائق کے پیشِ نظر جوجو نے اس دنیا کی پہلی لڑکی سے سمجھوتا کرنے میں ہی اپنی بہتری سمجھی تھی۔ اس کے سازشی ذہن میں منصوبے پک رہے تھے کہ آئندہ اسے کیا کرنا ہے؟

☆☆☆

برین ماسٹر نے ایسے وقت مونیکا کے دماغ کو لاک کیا تھا۔ اس کا برین واش کیا تھا جب کسی بھی مخالف ٹیلی پیتھی

جاننے والے کی مداخلت کا اندیشہ نہیں رہا تھا۔ اس کا سب سے زبردست مخالف بے باک موسن تھا۔ وہ بھی ایسے وقت برین ماسٹر کے منصوبے سے بے خبر تھا اور ایناکے ساتھ سیر و تفریح میں وقت گزار رہا تھا۔

بہر حال وہ اپنی بیوی کی آواز، لب و لہجہ اور شخصیت بدل چکا تھا۔ وہ خود ایک بزنس مین رابنسن کی حیثیت سے ایک نئی سماجی زندگی گزارنے لگا تھا۔ جوجو نے کہا تھا کہ اس کی نئی شخصیت، نئے روپ پر کوئی شبہ نہیں کرے گا اور وہ اسے تحفظ دیتا رہے گا۔

وہ اپنے بیٹے جارج اور مونیکا کی خاطر جوجو کے زیر اثر آ گیا تھا۔ اس کی بیوی مونیکا اب مسز مارتھا رابنسن کہلاتی تھی۔ جارج موجودہ زندگی میں وکی بوائے کہلا رہا تھا۔ اس نے مونیکا کی یادداشت سے اینا کو مٹا دیا تھا۔ وہ بیٹی کو بھول کر بیٹے کے ساتھ رہنے لگی تھی۔

برین ماسٹر اگرچہ بیٹی کے بغیر اور بیوی بیٹے کے ساتھ بہت ہی خوشحال فیملی لائف گزار رہا تھا۔ خاص طور پر بیٹے کی قربت سے بہت ہی مطمئن اور آسودہ رہتا تھا تاہم جوجو کی تابع داری اس کے مزاج کے خلاف تھی۔ وہ اپنی تمام تر ذہانت کو استعمال کر کے اس سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا مگر غلامی سے آزادی کی طرف لانے والی کوئی راہ سجھائی نہیں دیتی تھی۔ اسے یہ خوف تھا کہ وہ جوجو کے خلاف ایک قدم بھی اٹھائے گا تو اس کا اکلوتا بیٹا اور بیوی دونوں ہی موت کے گھاٹ اتار دیے جائیں گے۔

لیکن ایک بات کا اطمینان تھا کہ جوجو نے تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول اور تابع دار نہیں بنایا تھا۔ وہ اس کے دماغ میں جبراً نہیں آتا تھا۔ اس کے چور خیالات نہیں پڑھتا تھا۔ وہ کسی پر تنویمی عمل کرنے کا عادی نہیں تھا۔ اس نے تمام اکابرین، کرونا اور ٹونی جے کو بھی آزاد چھوڑ دیا تھا۔ اسے خود پر اعتماد تھا کہ جب چاہے گا ٹیلی پیتھی کے ہتھیار کے بغیر کسی کو بھی اپنے زیر اثر لے آئے گا۔ وہ ایسے طریقہ کار کے مطابق کتنی ہی بڑی طاقتوں کو جی حضوری پر مجبور کر رہا تھا۔

اس نے بیٹے کے دماغ میں آ کر باپ کو دیکھا پھر مخاطب کیا۔ ”ہیلو برین ماسٹر...!“

ماسٹر نے چونک کر اپنے بیٹے کو دیکھا۔ وہ بولا۔ ”اس وقت میں تمہارا بیٹا نہیں جوجو ہوں۔ میرا ایک بہت اہم کام ہے۔ اسے نمٹانے کے لیے فوراً خیال خوانی شروع کرو۔ تم اسی لمحے سے فرہاد کی بیٹی عالی کی نگرانی کرو گے۔“

اس نے پوچھا۔ ”عالی کہاں ہے؟ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اسے یوگا میں مہارت حاصل ہے۔ کیا میں اس کے اندر جا سکوں گا؟“

وہ بولا۔ ”میری ایک محبوبہ کا نام رُونا رُو ہے۔ میں اپنی آڈیو مشین کے ذریعے اس کی آواز سنا رہا ہوں۔ تم اس کے اندر پہنچ کر خاموشی سے اس کے خیالات پڑھو گے تو تمہیں رُونا رُو، عالی اور میری موجودہ پوزیشن معلوم ہو جائے گی۔“

وہ بولا۔ ”ٹھیک ہے، جیسا تم چاہتے ہو میں ویسا ہی کروں گا۔“

”رُونا رُو کے اندر عالی موجود رہے گی۔ اسے شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ تم اُس کے دماغ میں چھپ کر عالی کو نقصان پہنچانے والے ہو۔“

”میں تمہاری محبوبہ کے اندر کبھی خود کو ظاہر نہیں کروں گا۔“

”میں تمہارے بیٹے کے دماغ سے جا رہا ہوں۔ تم ایک منٹ کے اندر فون کے ذریعے رُونا رُو کی آواز سنو گے۔“

جوجو نے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر فون کے ذریعے برین ماسٹر سے رابطہ کیا پھر آڈیو مشین میں ریکارڈ کی ہوئی رُونا رُو کی آواز اسے سنائی۔ اس نے آواز سن کر کہا۔ ”ٹھیک ہے، میں تمہاری محبوبہ کے اندر جا رہا ہوں۔“

جوجو نے کہا۔ ”میں تھوڑی دیر بعد تمہارے بیٹے کے اندر آ کر تمہیں اپنی پلاننگ بتاؤں گا۔ ابھی رُونا رُو کے خیالات پڑھتے رہو۔“

وہ فون بند کر کے کرونا اور ٹونی جے کے پاس آ گیا۔ انہیں بھی یہی حکم دیا کہ وہ دونوں اس کی محبوبہ کے اندر رہ کر عالی اور اس کے ساتھی پر نظر رکھیں پھر موقع ملتے ہی ان دونوں کو زخمی کر کے اپاہج بنا دیں۔ جان سے نہ ماریں۔ کیونکہ انہیں فرہاد تک پہنچنے کا زینہ بنایا جائے گا۔

یہ ٹونی جے کے لیے مشکل مرحلہ تھا۔ وہ فرہاد اور اس کی فیملی کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا چاہتا تھا۔ سوچ رہا تھا۔ ”یا خدا! میں کیا کروں؟ نہ عالی کے خلاف کچھ کرنا چاہتا ہوں، نہ جوجو کو ناراض کر سکتا ہوں۔ میں اس کی گرفت میں ہوں۔ اس کا کام نہیں کروں گا تو مارا جاؤں گا۔“

اسے اپنے اندر جوجو کی آواز سنائی دی۔ ”بے شک، تم بے موت مارے جاؤ گے۔ میں پہلے ہی دن تمہارے چور خیالات پڑھ کر معلوم کر چکا تھا کہ تم فرہاد کے وفادار ہو۔ کرونا نے ٹھیک کیا تھا۔ تمہارا برین واش کر کے تمہیں فرہاد اور اس کی فیملی کے خلاف استعمال کرتی رہی تھی۔ میں بھی تم پر تنویمی عمل کر سکتا ہوں مگر ابھی میرے پاس وقت نہیں ہے۔ عالی سے

نمٹنے کے بعد تمہاری کھوپڑی فرہاد کی طرف سے گھما دوں گا۔“

ٹونی جے چپ چاپ سر جھکائے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ جوجو نے کہا۔ ”تم قابل اعتماد نہیں ہو۔ میرا کام بگاڑ دو گے۔ فی الحال میرے اور عالی کے معاملے سے دور رہو۔ میں اس سے نمٹنے کے بعد تم سے نمٹ لوں گا۔“

عالی نادان نہیں تھی کہ آسانی سے اس کے قابو میں آ جاتی۔ اس نے اور ایمان نے رُونا رُو کو یرغمال بنایا ہوا تھا۔ وہ اس کے سامنے راز کی باتیں نہیں کر سکتے تھے۔ عالی نے خیال خوانی کے ذریعے کہا۔ ”ایمان! خدا کا شکر ہے، جوجو کی ٹریسنگ مشین میں تمہاری رپورٹ فائل نہیں ہے۔ ابھی تم مجھ سے اور رُونا رُو سے دور ہو جاؤ۔ کہیں چلے جاؤ تو جوجو تمہیں تلاش نہیں کر سکے گا۔“

ایمان نے کہا۔ ”میں سمجھ رہا ہوں، وہ اس عورت کے اندر رہ کر میری نگرانی کرے گا۔ مجھے نظروں سے اوجھل ہونے نہیں دے گا۔“

”اسی لیے کہتی ہوں۔ تمہیں فوراً اس کی نظروں سے اوجھل ہو جانا چاہیے۔“

”میں ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ مجھے رُونا رُو سے دور ہو کر اپنا چہرہ اور نام تبدیل کر لینا چاہیے۔“

”میں خیال خوانی کے ذریعے یہاں کے پاسپورٹ آفس سے ایک گھنٹے کے اندر تمہارا نیا پاسپورٹ حاصل کر لوں گی۔ جس طیارے میں رُونا رُو کے ساتھ سفر کروں گی۔ تم بھی اسی طیارے میں نئے نام اور نئے روپ کے ساتھ رہو گے۔“

ابھی عالی اور ایمان کے ذہن میں مکمل منصوبہ نہیں تھا کہ آگے چل کر اور کیا کرنا ہے؟ وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے منصوبے میں پختگی لا رہے تھے اور اس کے مطابق عمل کر رہے تھے۔ ایمان علی اسی وقت وہاں سے چلا گیا۔ عالی نے الپا کو مخاطب کیا۔ ”ہائے سسٹر! مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔“

وہ بولی۔ ”ہاں کہو میری جان! مجھ سے کیا چاہتی ہو؟“

”میرے اندر آ جاؤ۔ میں ابھی کبریا کے پاس جا رہی ہوں۔“

الپا اس کے اندر آ گئی وہ کبریا کے پاس پہنچ کر بولی۔ ”ہائے کبریا! میرے ساتھ سسٹر بھی آئی ہیں۔ تم دونوں میرے اندر رہ کر خیالات پڑھو۔ میرے موجودہ حالات سے اچھی طرح آگاہ ہو جاؤ۔“

وہ دونوں اس کے خیالات پڑھنے لگے۔ اس وقت عالی خیال خوانی کے ذریعے پاسپورٹ آفس کے اعلیٰ افسر کے پاس پہنچی ہوئی تھی۔ ایمان علی اس آفس میں نئے چہرے کے ساتھ اپنی اور عالی کی تصویریں اور ضروری کاغذات لیے بیٹھا تھا۔ الپا اور کبریا اس وقت عالی کے خیالات بھی پڑھ رہے تھے اور ان کے نئے پاسپورٹ کے سلسلے میں اس کی مدد بھی کر رہے تھے۔ انہوں نے وہاں کے متعلقہ افسروں کے دماغوں میں گھس کر ایک گھنٹے کے اندر دو نئے پاسپورٹ حاصل کر لیے۔

الپا نے ایمان سے کہا۔ ”تم دونوں کمال کر رہے ہو۔ وہ عجوبہ جو اس دنیا میں نمودار ہوتے ہی تمام بڑی طاقتوں پر حاوی ہو گیا تھا۔ بہت ہی پراسرار اور ناقابل تسخیر بنتا جا رہا تھا، اسے تم دونوں نے اپنے پیچھے بھگانا اور ہلکان کرنا شروع کر دیا ہے۔“

عالی نے کہا۔ ”یہ سب ایمان کی آگہی کا کمال ہے جو اب تک حیران اور پریشان ہے کہ اس کے یلو کلر بلائنڈ ہونے والی بات ہمیں کیسے معلوم ہو گئی؟“

الپا نے پوچھا۔ ”جیسا کہ تم نے رُونا رُو کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا ہے، وہ کسی سیارے سے آیا ہے۔ کیا اس نے سیارے کا نام بتایا ہے؟“

”نہیں، اس نے رُونا رُو کو وہاں کا نام اور وہاں کے تفصیلی حالات نہیں بتائے ہیں۔ بس یہی مختصر سی معلومات حاصل ہوئی ہیں کہ وہ یہاں کے اناج، عورتوں اور ایٹمی توانائی کے وسائل پر قبضہ جمانا چاہتے ہیں۔“

الپا نے کہا۔ ”یہ ثابت ہو رہا ہے کہ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں ہم دنیا والوں سے بہت آگے ہیں۔“

ایمان نے کہا۔ ”اور یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ وہ دین، ایمان اور روحانیت سے بے بہرہ ہیں۔ اس سیارے کے اکابرین یہ نہیں جانتے ہیں کہ زمین پر کوئی نادیدہ ہستی ہے جسے ہم اپنا رب کہتے ہیں اور ایسی نادیدہ قوت ہے جو روحانیت کہلاتی ہے۔“

عالی نے کہا۔ ”ان کا سب سے بڑا اور اہم مشن روحانیت پر قابو پانا یا اسے ختم کر دینا ہے۔“

کبریا نے کہا۔ ”ایسا ممکن نہیں ہے مگر عالی اور ایمان! تم دونوں کو ہر لمحہ محتاط رہنا ہوگا۔ ہم اس دشمن کی کتنی ہی غیر معمولی صلاحیتوں سے ابھی پوری طرح واقف نہیں ہیں۔“

www.pdfbooksfree.pk

البا نے کہا۔ ”موجودہ حالات پر باتیں کرو۔ جس طرح عالی نے ہمیں مدد کے لیے بلایا ہے۔ اسی طرح جوجو اپنے تابعدار ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کام لے رہا ہوگا۔“

کبریا نے کہا۔ ”اس کے خیال خوانی کرنے والے تم دونوں کے اندر نہیں آسکیں گے لیکن سب کے سب رُونا رُود کے اندر چھپ کر تمہاری نگرانی کرتے رہیں گے۔“

عالی نے کہا۔ ”میں ایسی چالوں کو سمجھتی ہوں۔ بابا صاحب کے ادارے میں پہنچنے تک وہ کسی بھی جگہ کسی بھی وقت ہم پر جان لیوا حملے کر سکتے ہیں۔“

”صومالیہ سے پیرس اور پھر بابا صاحب کے ادارے تک کا پورا نقشہ ان کے آگے میدان جنگ کی طرح بچھا ہوا تھا۔ یہی نقشہ جوجو، برین ماسٹر اور کرونا کے آگے تھا۔ یہاں سے وہاں تک سفر کرنے کے دوران میں دشمنوں کو حملہ کرنا تھا اور عالی اور ایمان کو اپنا بچاؤ کرتے رہنا تھا۔

انہوں نے وہاں سے روانگی کے سلسلے میں جلدی نہیں کی۔ جوجو سے کہہ دیا کہ چوبیس گھنٹے کے بعد ایک فلائٹ میں ان تینوں کی سیٹیں اوکے ہو چکی ہیں۔ عالی سختی سے رُونا رُود کی نگرانی کر رہی تھی۔ اس نے عالی سے پوچھا۔ ”تمہارا وہ ساتھی کہاں ہے؟ پچھلے دو گھنٹوں سے دکھائی نہیں دے رہا ہے۔“

”وہ مزید آٹھ گھنٹوں تک دکھائی نہیں دے گا۔ کیونکہ وہ سو رہا ہے۔“

آٹھ گھنٹے گزر گئے تو جوجو کو تشویش ہوئی۔ اس نے اپنی محبوبہ کے ذریعے پوچھا۔ ”عالی! سچ بتاؤ‘ تمہارا ساتھی کہاں ہے؟“

وہ بولی۔ ”ہاں، اب تو سچ بولنا ہی پڑے گا۔ وہ آٹھ گھنٹے پہلے اس شہر سے اور اس ملک سے جا چکا ہے۔ جاؤ۔ اپنی ٹریسنگ مشین کے ذریعے اسے ڈھونڈ لو۔“

وہ غصے سے بولا۔ ”تم لوگ زیادہ ہی چالاک بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ کیا تنہا رُونا رُود کو یرغمال بنا کر اپنے ادارے تک لے جاسکو گی؟“

”اسے وہاں تک لے جانے میں مشکل کیا ہے؟ تم سفر کے دوران میں اپنے کسی آلہ کار کے ذریعے نقصان پہنچانا چاہو گے تو دیکھو گے کہ میں کس طرح خود کو بچاتے ہوئے خیر خیریت سے اپنوں تک پہنچوں گی لیکن دشمنی کے نتیجے میں تم اپنی محبوبہ سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔“

”رُونا رُود میری جان ہے۔ اسی کی خاطر میں تمہیں ڈھیل دے رہا ہوں۔“

عالی اس کے اندر خاموش رہی۔ رات کو رُونا رُود سونے کے لیے ایک بیڈ روم میں گئی۔ وہ اسے اسی کمرے میں لاک کر کے بولی۔ ”آرام سے سوتی رہو۔ دروازہ صبح کھلے گا۔ اس سے پہلے دروازہ پیٹتی رہو گی تب بھی یہ نہیں کھلے گا۔“

رُونا رُود تمام دن ٹینشن میں رہی تھی۔ وہ گہری نیند سو گئی۔ برین ماسٹر نے بابر (ڈی فرہاد) اور آدڈی مین کو حکم دیا تھا کہ وہ مراکش کے شہر رباط پہنچ جائیں۔ عالی اور رُونا رُود صومالیہ کے شہر میراگ سے آرہی ہیں۔ ان کا جہاز ایک گھنٹے کے لیے رباط میں رُکے گا۔ وہیں عالی کو ٹریپ کیا جائے گا۔ اگر وہ قابو میں نہ آسکی تو بابر اسی طیارے میں اس کے ساتھ پیرس تک جائے گا اور کسی بھی طرح اسے زخمی کر کے دماغی طور پر کمزور بنائے گا۔

صومالیہ افریقا کے مشرقی کنارے پر ہے۔ کرونا لندن سے فوراً ہی اتنی دور نہیں پہنچ سکتی تھی لہٰذا اس نے بھی مراکش کے شہر رباط پہنچ کر اسی طیارے میں اپنے لیے ایک سیٹ اوکے کرائی تھی، جو عالی اور رُونا رُود کو لے کر وہاں آنے والا تھا۔

کرونا‘ برین ماسٹر اور بابر بہت مصروف ہو گئے تھے۔ مسلسل خیال خوانی کے ذریعے رُونا رُود کے اندر آتے جاتے رہتے تھے۔ انہوں نے رات کو جوجو سے کہا۔ ”تم دیکھ رہے ہو‘ عالی نے تمہاری محبوبہ کو صبح تک کے لیے ایک کمرے میں بند کر دیا ہے۔ نہ وہ باہر نکلے گی‘ نہ ہی کسی سے کوئی بات کر سکے گی۔ ہم بھی دو چار گھنٹے نیند پوری کرلیں تو کیا حرج ہے؟“

وہ سخت لہجے میں بولا۔ ”ہرگز نہیں، اس نے رُونا رُود کو صبح تک کے لیے لاک کیا ہے۔ یہ اس کی کوئی چال ہو سکتی ہے۔ شاید وہ یہی چاہتی ہے کہ میں اور میرے آلہ کار مطمئن ہو کر صبح تک اس کے اندر نہ آئیں اور وہ موقع پا کر اس کے دماغ کو لاک کر دے پھر ہم میں سے کوئی اُس کے اندر نہ جا سکے۔ اس کی نگرانی نہ کر سکے۔ نہیں، تم میں سے کوئی نہیں سوئے گا۔“

اسے سمجھایا گیا کہ ذاتی طور پر تازہ دم رہنے کے لیے نیند لازمی ہے۔ برین ماسٹر نے کہا۔ ”میں چار گھنٹے کی نیند لوں گا تب تک میرا آلہ کار بابر رُونا رُود کے خوابیدہ دماغ میں رہے گا۔“

کرونا نے کہا۔ ”جوجو! تم بھی دو چار گھنٹے کے لیے سو جاؤ۔ اس کے بعد مجھے بھی سونے کا موقع دو۔“

جوجو نے انہیں نیند پوری کرنے کی اجازت دے دی۔ اس طرح وہ سب باری باری سوتے بھی رہے اور رُونا رُود کے اندر موجود بھی رہے۔ انہوں نے دیکھا کہ عالی نے صبح تک

رُونا رُود کی نیند میں کوئی مداخلت نہیں کی تھی۔ یہی بات سمجھ میں آرہی تھی کہ اس نے خود آرام سے سونے کے لیے اسے کمرے میں لاک کیا تھا۔ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ حقیقت بعد میں ظاہر ہوتی ہے کہ فرہاد اور اس کی بیٹی اور بیٹے کس طرح قیامت کی چال چلتے ہیں؟

ویسے برین ماسٹر‘ بابر اور کرونا اسی کوشش میں تھے کہ وہاں سے عالی کی روانگی سے پہلے ہی اسے ٹریپ کرلیا جائے لیکن وہ بہت محتاط تھی پھر جوجو نے اپنے لوگوں سے کہا تھا۔ ”اسے یہاں نقصان پہنچانے کے سلسلے میں ناکامی ہو سکتی ہے اگر سفر کے دوران طیارے کو ہائی جیک کیا جائے۔ تو اسے فرار کا راستہ نہیں ملے گا۔“

یہی مناسب تھا۔ اسی میں اُن کی کامیابی تھی۔ جب عالی رُونا رُود کے ساتھ طیارے میں سوار ہوئی تو سب ہی خاموش تماشائی بنے رہے۔ دو گھنٹے بعد وہ رباط پہنچ گئے۔ وہاں طیارے کے مسافروں میں کرونا اور بابر کا اضافہ ہو گیا۔ عالی اور رُونا رُود کے پیچھے ان کی سیٹیں تھیں۔ جب طیارے نے وہاں سے پرواز کی تو بابر نے آگے بیٹھی ہوئی عالی کو دیکھا پھر اس کے شانے کو تھپک کر کہا۔ ”ہائے عالی! یہ تم کس حسینہ کو اپنے ساتھ لے جارہی ہو؟“

عالی نے سر گھما کر پیچھے دیکھا پھر کہا۔ ”تمہاری ماں کو لے جارہی ہوں۔“

بابر کے ساتھ بیٹھی ہوئی کرونا نے بڑے غور سے عالی کو دیکھ کر کہا۔ ”میں دن رات عالی کے ساتھ رہ چکی ہوں۔ اسے اچھی طرح پہچانتی ہوں۔ یہ عالی نہیں ہے۔ اسے عالی کی ہم شکل بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔“

جوجو اور ماسٹر رُونا رُود کے اندر تھے۔ کرونا کی بات سن کر چونک گئے۔ برین ماسٹر نے بابر سے پوچھا۔ ”تم اسے توجہ سے دیکھو اور بتاؤ کیا یہ عالی نہیں ہے؟“

بابر نے کہا۔ ”میں نے پہلے کبھی عالی کو رُوبرو نہیں دیکھا ہے۔ اس کی جو تصویر دیکھی ہے۔ اس کے مطابق یہ عالی ہی دکھائی دے رہی ہے۔“

جوجو نے کہا۔ ”میں ابھی اس کی آواز سن کر چونک گیا تھا۔ اس کا لب ولہجہ کچھ مختلف ہے۔“

یہ کہتے ہی وہ رُونا رُود کے پاس بیٹھی ہوئی عالی کے اندر پہنچ گیا۔ عالی نے سانس نہیں روکی۔ کیونکہ وہ بیچاری نہ تو یوگا میں مہارت رکھتی تھی‘ نہ ہی ٹیلی پیتھی جانتی تھی۔ اس کے مختصر سے خیالات نے بتایا کہ وہ میراگ شہر کی ایک کال گرل ہے۔ اپنے ایک آشنا کو قتل کر کے قانون کے محافظوں سے

چھپتی پھر رہی تھی۔ عالی نے اسے اپنے میک اپ میں چھپا لیا تھا پھر اسے رُونا رُود کے پاس پہنچا کر اس کے دماغ میں موجود رہتی تھی۔ یہ شبہ کرنے کا موقع نہیں دیتی تھی کہ وہ عالی نہیں ہے۔

اب جوجو کی سمجھ میں آیا کہ پچھلی رات عالی نے رُونا رُود کو اس کے کمرے میں کیوں لاک کیا تھا؟ وہ اسی وقت کہیں چلی گئی تھی اور دوسری صبح اپنی جگہ اس ڈمی کو بھیج دیا تھا۔

جوجو اپنی پناہ گاہ کے ایک دور افتادہ حصے میں بیٹھا ہوا تھا۔ فوراً ہی وہاں سے اٹھ کر اس حصے کی طرف جانے لگا۔ جہاں تمام مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ برین ماسٹر فون پر کہہ رہا تھا۔ ”مسٹر جوجو! اس لڑکی نے ہم سب کو چکرا کر رکھ دیا ہے۔ اس طیارے میں نہ وہ ہے‘ نہ اس کا ساتھی ہے۔ صرف ہمارے لوگ ہیں۔ تمہاری وہ محبوبہ اور تمہاری آلہ کار کرونا اور میرا آلہ کار بابر تو ہیں مگر وہ دونوں تو جیسے چھومنتر ہو گئے ہیں۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس وقت وہ عالی کہاں ہو گی؟“

”میں یہی دیکھنے اپنی ٹریسنگ مشین کے پاس جارہا ہوں۔ ابھی معلوم کرتا ہوں کہ وہ کم بخت ہمیں دھوکا دے کر کہاں پہنچی ہوئی ہے؟“

جوجو نے اپنا فون بند کیا۔ اس کے ساتھ ہی پھر بزر سنائی دینے لگا۔ اس نے اسے کان سے لگا کر جھنجلاتے ہوئے پوچھا۔ ”ہیلو، کیا بات ہے؟“

کرونا کی آواز سنائی دی۔ ”تمہاری رُونا رُود بہت پریشان ہے۔ کہہ رہی ہے کہ ابھی اس نے اپنے اندر ایک اجنبی کی آواز سنی ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ فرہاد علی تیمور ہے۔“

جوجو کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ کیا فرہاد مقابلے پر آگیا ہے...؟ اس نے کرونا سے کہا۔ ”کیا تم رُونا رُود کے اندر جا کر اس کی آواز سن چکی ہو؟“

”میں ابھی فون بند کر کے اس کے اندر جارہی ہوں۔ پلیز، تم بھی چلے آؤ۔“

جوجو نے فون بند کیا پھر اس کے اندر پہنچ کر بولا۔ ”کیا تم نے فرہاد علی تیمور کی آواز سنی ہے؟“

وہ بولی۔ ”میں نہیں جانتی کہ فرہاد علی تیمور کون ہے؟ لیکن کوئی اجنبی میرے اندر یہی کہہ رہا تھا کہ اس کا نام فرہاد ہے۔“

کرونا اور بابر بھی اس کے اندر آگئے تھے۔ اس سے کہہ رہے تھے کہ وہ بولنے والا فرہاد ہو گا تو دوبارہ ضرور بولے گا۔ اس جہاز کی ایئر ہوسٹس کا ایک ساتھی اسٹیوارڈ وہاں آکر کھڑا ہو گیا پھر اپنے لباس سے ریوالور نکالتے ہوئے بولا۔

''خوانخواہ اس کے اندر تلاش کر رہے ہو۔ میں تو یہاں ہوں۔''

جوجو نے چونک کر کہا۔ ''ہاں، ہاں، وہی آڈیو مشین والی آواز اور لب ولہجہ ہے۔تم...تم فرہاد علی تیمور ہو؟''

وہ اپنی بھاری بھرکم آواز میں بولا۔ ''میں موت ہوں۔ یہ طیارہ تین افراد کا مقبرہ بننے والا ہے۔''

اس نے ریوالور سے بابر کا نشانہ لیتے ہوئے کہا۔ ''تم نے بہت عرصے تک ڈمی فرہاد بن کر بڑے گل کھلائے ہیں، بڑے فسادات برپا کیے ہیں، بہت پریشان کیا ہے۔کب تک برین ماسٹر کی غلامی کرتے رہو گے؟ جاؤ۔تمہارا وقت پورا ہو چکا ہے۔''

یہ کہہ کر اس نے بابر کو گولی ماردی۔ بابر نے ایک طویل عرصے تک فرہاد کی حیثیت سے بڑی دھاک جمائی تھی۔اس کا خیال تھا کہ اس کا کھویا ہوا وقار اور دبدبہ پھر حاصل ہو جائے گا۔وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یوں اچانک موت آجائے گی۔ وہ اپنے تمام رُعب و دبدبے اور تمام مکاریوں کے ساتھ جہاز کی اُس سیٹ پر ہمیشہ کی نیند سو گیا۔

اسٹیوارڈ نے ریوالور کا رُخ کرونا کی طرف کیا۔ وہ خوف سے کانپتے ہوئے بولی۔ ''نہیں پاپا...! آپ نے مجھے بیٹی بنایا ہے۔آپ مجھے نہیں ماریں گے۔''

وہ سخت لہجے میں بولا۔ ''تم نے بیٹی بن کر رہنے کا حق کھو دیا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم اپنی زبان سے دوسری بار مجھے پاپا کہو۔لہٰذا ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جاؤ۔''

دوسری گولی چلی پھر کرونا بھی اسی سیٹ پر تڑپ کر ٹھنڈی ہوگئی۔اس نے ریوالور کا رخ رُونا رُو کی طرف کیا۔

جوجو نے ایک دم سے تڑپ کر کہا۔ ''نو مسٹر فرہاد! رُک جاؤ۔ اسے گولی مارنا بہت مہنگا پڑے گا۔''

اسے جواب ملا۔ ''جوجو کرانتے! تمہیں اس دنیا میں رہ کر معلوم ہوگا کہ میں ہمیشہ مہنگا سودا کرتا ہوں اور سستی موت مارتا ہوں۔اس کے دماغ سے جاؤ۔ اپنی ٹریسنگ مشین کے ذریعے اعلیٰ بی بی عرف عالی کو تلاش کرو۔''

یہ کہتے ہی اس سائلنسر لگے ہوئے ریوالور سے تیسری گولی چلی۔ دوسرے ہی لمحے میں اس کا دماغ مردہ ہو گیا۔ جوجو کی سوچ کی لہریں وہاں سے نکل آئیں۔ وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ غصے سے کانپنے لگا۔اس دنیا میں آنے کے بعد فرہاد اس کا پہلا دشمن تھا۔اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہی اس کا آخری دشمن ہوگا۔ اس نے ہمیشہ کے لیے اس کی محبوبہ کو چھین لیا تھا۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا ٹریسنگ مشین کے سامنے آیا۔ پلکیں جھپکائیں تو مانیٹر آن ہو گیا۔ دوسری بار پلکیں جھپکائیں تو وہاں تحریر اُبھرنے لگی۔ ''اعلیٰ بی بی عرف عالی بنت فرہاد علی تیمور کو تلاش کیا جائے۔''

تھوڑی دیر بعد ہی مانیٹر پر افریقا کا نقشہ اُبھر آیا۔اس کے ساتھ ہی ایک سرخ نقطہ جلنے بجھنے لگا لیکن وہ نقطہ آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔کہیں جا کر یہ نہیں بتا رہا تھا کہ عالی صومالیہ سے نکل کر کس ملک کے کس شہر میں پہنچی ہوئی ہے؟ جوجو نے تھوڑی دیر انتظار کیا پھر مانیٹر سے سوال کیا۔ ''کیا بات ہے، ٹریسنگ مشین بالکل درست ہے پھر یہ میری ایک مطلوبہ لڑکی کی نشاندہی کیوں نہیں کر رہی ہے؟''

تھوڑی دیر بعد ہی جواب اُبھرا۔ ''نشاندہی کے راستے میں وہ نادیدہ رکاوٹ ہے جو فرہاد علی تیمور کے سلسلے میں ہوا کرتی ہے۔تم روحانیت سے ٹکرا رہے ہو..محتاط رہو۔''

وہ پریشان ہو کر مانیٹر کو تکنے لگا۔ ''فرہاد کے سلسلے میں اب تو کوئی رکاوٹ نہیں رہی ہے۔ ابھی میں نے اس کی آواز سنی ہے۔ مجھے پھر اس سے بات کرنی چاہیے...مگر کیسے؟ اس طیارے میں میرے تمام آلۂ کار مر چکے ہیں۔ میں اس سے بات کرنے کے لیے اب کسے آلۂ کار بناؤں؟''

دور... بہت دور ایک پہاڑی آبشار کے پاس ایک وسیع چٹان پر انوشے دوزانو بیٹھی خلا میں تک رہی تھی۔ آبشار کچھ فاصلے پر تھا۔ پانی کے چھینٹے اس پر پڑ رہے تھے۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر ایک سمت دیکھ رہی تھی۔ جہاں اسے ٹریسنگ مشین دکھائی دے رہی تھی اور اس کے مانیٹر کا وہ سرخ نقطہ اپنی جگہ ٹھہر گیا تھا۔

جناب اسد اللہ تبریزی نے کچھ سوچ سمجھ کر ہی میری پوتی انوشے کو میرے پاس بھیجا تھا۔ میں اس روحانی صلاحیتیں رکھنے والی بچی کو بڑے پیار سے دیکھ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں۔ اس معبود نے مجھے بڑی غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے بچوں سے نوازا ہے۔

انوشے ان سب میں نمایاں ہے۔اس کے آگے جوجو کیا بیچتا ہے اور کیا پلکیں جھپکاتا ہے؟ انوشے نے پلکیں جھپکائی تھیں تو وہ مشین اس کے دماغ کے سامنے آگئی تھی پھر اس نے پلکیں جھپکائیں تو وہ سرخ نقطہ بجھ گیا۔ آخری بار پلکیں جھپکائیں تو وہ سرخ نقطہ اس مشین کے ساتھ گم ہو گیا۔

....جی ہاں، وہ میری پوتی انوشے ہے اور میں اس کا دادا فرہاد علی تیمور ہوں۔ اپنی داستان میں واپس آچکا ہوں۔

ٹیلی پیتھی کے فسوں کار فرہاد علی تیمور کی اس مقبول عام سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ شمارے میں پڑھیے